عوام وخواص کیلئے پیروں اور جوتوں کے احکام سے بھرا گلدستہ

پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب

مفتی شبیر احمد عثمانی
مہتمم وخطیب مدرسہ عرابیٹین کلف ڈیوزبری برطانیہ

الحرا پبلی کیشنز

Marfat.com

عوام وخواص کیلئے پیروں اور جوتوں کے احکام سے بھرا گلدستہ

پیروں اور جوتوں کے احکام و آداب

مفتی شبیر احمد عثمانی

مہتمم وخطیب مدرسہ حرا، سٹین کلف ڈیوزبری، برطانیہ

تقاریظ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب

حضرت مولانا مفتی عتیق احمد بستوی قاسمی صاحب

حضرت مولانا مفتی یوسف ساچا صاحب مدظلہم

الحرا پبلی کیشنز

2-william street,wf13 4ay staincliffe,Dewsbury,UK.

Ph:0044 1924412315, Mob:0044 7783465233

info@alhira.co.uk www.alhira.co.uk

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق الحرا پبلی کیشنز محفوظ ہیں)

نام کتاب: پَیروں اور جوتوں کے احکام وآداب

مصنِّف: مفتی شبیر احمد عثمانی

طباعتِ اوّل: رجب المرجب ۱۴۳۸ھ اپریل ۲۰۱۷ء

صفحات: ۸۱۸

297.34
ش 35 ع
140000

.....اسٹاکسٹ.....

مکتبہ عائشہ، حق سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
042-37360541

جامع مسجد مدنی سرائے عالمگیر
0333-8885533

محمد احسن، سرائے عالمگیر
0300-5450837

مدرسہ حرا
سٹین کلف، ڈیوزبری، برطانیہ
0044 7783465233
0044 1924 412315

Marfat.com

فہرست

شمار نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
	انتساب	۴۸
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ	۵۰
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی عتیق احمد صاحب قاسمی، بستوی زید مجدہ	۵۱
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہم	۵۳
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی ریاض محمد بلگرامی صاحب مدظلہ	۵۴
	تقریظ: استاذ المکرم حضرت مولانا مفتی یوسف ساچا صاحب دامت برکاتہم	۵۵
	تقریظ: حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب مدظلہ	۵۶
	تعارف کتاب: حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری زید مجدہ	۵۷
	عرض مؤلف	۶۲
	ہدیہ تشکر	۶۷
	(باب نمبر ۱) جوتے اور طہارت	۷۰
	وضو سے پاؤں کے صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں	۷۰
	قیامت کے دن پورا وضو کرنے والوں کے ہاتھ اور پاؤں کا چمکنا	۷۱
	ٹخنہ کیا ہے؟	۷۲
	پاؤں کو ٹخنے سمیت دھونا فرض ہے	۷۲

Marfat.com

وضو میں پیر کو ٹخنوں سمیت دھونے کا راز	۷۳
ٹخنوں کو ڈھانکنے سے وضو کے ٹوٹنے کی حقیقت	۷۳
ایک شبہ کا ازالہ	۷۴
سوکھی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے	۷۶
بحالت عدم موزہ وضو میں پاؤں کو دھونے کا راز اور موزہ کے مُدام نہ ہونے کا راز	۷۷
پاؤں دھونے کی وقت کی دعا	۷۸
پاؤں دھونے کا مسنون طریقہ	۷۹
قدموں کی انگلیوں کے سرے سے دھونے کی ابتدا	۸۰
وضو میں پہلے دایاں پاؤں دھویا جائے	۸۱
ہاتھ اور پاؤں کو ان کی حد سے زیادہ دھونے کا حکم	۸۱
پاؤں کٹنے سے دھونے کا حکم	۸۲
پاؤں میں شگاف پڑنا اور دھونے کا حکم	۸۲
پاؤں کے شگافوں کا چھلکا پانی میں گرنے کا حکم	۸۲
ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا چاہیے	۸۲
پیروں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ	۸۳
قدموں کی انگلیوں کو ملنا سنت ہے	۸۳
اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھونے کا حکم	۸۴
اعضائے وضو کو دو دو مرتبہ دھونے کا حکم	۸۴
اعضائے وضو کو تین دفعہ دھونے کا حکم	۸۵

Marfat.com

اعضائے وضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا ظلم ہے	۸۸
وضو کے اعضاء کو تین مرتبہ دھونے کے بعد وسوسہ کا حکم	۹۲
پاؤں کو دھونے یا نہ دھونے میں شک ہونا	۹۲
چپل میں وضو کرنے کا شرعی حکم	۹۳
پاؤں کی پھٹن پر رکھی ہوئی دوا یا مرہم پر پانی گزارنا	۹۶
تیل مَل کر وضو میں پاؤں دھونے کا حکم	۹۸
استنجاء کرتے ہوئے بائیں پاؤں پر زور ڈال کر بیٹھنا سنت ہے	۹۸
نماز میں قدموں اور سجدہ کی جگہ کا ناپاک ہونا	۹۸
کنویں میں جوتا گرنے سے پاکی یا ناپاکی کا حکم	۹۹
ٹینکی میں جوتا گرنے سے پانی کا حکم	۹۹
وضو کرنے والے کا حوض میں پاؤں ڈال کر دھونا	۱۰۰
غسل خانہ کے جمع شدہ پانی سے ہٹ کر پاؤں دھوئے	۱۰۰
وضو کرنے والے کا پاؤں کھڑے ہو کر دھونا	۱۰۱
پاؤں کی انگلی یا انگوٹھے سے مسواک پکڑنے کا شرعی حکم	۱۰۲
وضو کرنے کے بعد بھیگے پاؤں کے ساتھ جوتوں پر ہوتے ہوئے خشک مقام پر جانے کا حکم	۱۰۲
ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا سنت ہے	۱۰۲
جنابت کی حالت میں ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم	۱۰۳
ناخن پانی کو ناپاک نہیں کرتا	۱۰۳
ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے سے وضو لازم نہیں ہوتا	۱۰۳

Marfat.com

الکحولک شو پالش (Alcoholic shoe Polish) کا کپڑوں پر لگنے کا حکم	۱۰۵
ناخن پالش لگا کر وضو اور غسل کرنے کا حکم	۱۰۵
ناخن پالش (Nail Polish) بیچنے کا حکم	۱۰۶
ناخنوں میں گوندھا ہوا آٹا لگنے اور میل کا حکم	۱۰۶
ناخنوں میں پینٹ (Paint) لگنے کا حکم	۱۰۶
ناخنوں میں مٹی ہونے کی وجہ سے وضو اور غسل پر اثر	۱۰۷
جیکٹ (Jaket) میں ناپاک چپل رکھ کر نماز ادا کرنے کا حکم	۱۰۷
ناپاک جوتا مٹی میں رگڑنے سے پاک ہو جاتا ہے	۱۰۸
پاؤں پر راستے کا پانی اور کیچڑ لگنے کا حکم	۱۱۲
جوتے پہننے سے دوبارہ وضو ضروری نہیں	۱۲۷
پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دونوں سریں رکھ کر سونے کا حکم	۱۲۷
تنور میں پاؤں لٹکا کر سونے کا حکم	۱۲۷
دونوں پاؤں پھیلا کر سونے کا حکم	۱۲۷
ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ہاتھ اور پاؤں برتن میں ڈالنے کا حکم	۱۲۸
بچہ کا پانی کے برتن میں پاؤں ڈالنے کا حکم	۱۲۸
وضو میں دوسروں سے پاؤں دھلوانے کا حکم	۱۲۸
مسجد کے وضو خانہ میں جوتوں کو دھونے کا حکم	۱۲۹
بیت الخلاء میں ننگے پاؤں جانے کا حکم	۱۳۰
بیت الخلاء کے جوتے علیحدہ ہوں	۱۳۰

Marfat.com

پاؤں دھوکر بغیر جوتوں کے حمام میں جانا	۱۳۰
عام مکھی کا اپنے منہ یا پاؤں میں نجاست لے کر کپڑے پر بیٹھنا	۱۳۰
(فصل نمبر ۱) خنزیر کے چمڑے کے جوتے	۱۳۱
خنزیر کے چمڑے سے بنائے گے جوتے پہننے کا حکم	۱۳۱
دباغت کے لغوی معنی	۱۳۱
دباغت کے اصطلاحی معنی	۱۳۱
دباغت کی اقسام	۱۳۱
حقیقی دباغت کی تعریف	۱۳۲
حکمی دباغت کی تعریف	۱۳۲
کتے اور خنزیر کے چمڑے کا حکم	۱۳۴
خنزیر کے چمڑے کی پہچان	۱۳۶
جنگ اخبار کا انکشاف	۱۳۶
چین سے درآمد جیکٹس سمیت تمام ملبوسات میں سور کی کھال کا استعمال	۱۳۹
کیا سور کے چمڑے کے جوتے پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے	۱۴۰
گیلے پاؤں میں سور کے چمڑے کے جوتے پہننے کا حکم	۱۴۰
جوتے کو خنزیر کے بالوں سے سینے کا حکم	۱۴۰
خنزیر کے چمڑے کے جوتے پہن کر قرآن مجید پکڑنے کا حکم	۱۴۳

Marfat.com

خنزیر کے چمڑے کے جوتے پہن کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا حکم	۱۴۳
قرآن مجید کو جوتوں پر رکھنے کا حکم	۱۴۴

(فصل نمبر۲)

جوتا اور مسح

جوتوں پر مسح کی شرعی حیثیت	۱۴۵
فریقِ اول کا نعلین پر مسح کرنے کا موقف اور دلائل	۱۴۵
فریقِ ثانی کا مؤقف اور دلائل	۱۴۷
بوٹ پر مسح کرنے کا حکم	۱۴۹
ریگزین ربڑ اور پلاسٹک کے جوتوں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم	۱۵۰
موزوں اور جرابوں پر مسح کی شرعی حیثیت	۱۵۱
موزوں کی اقسام	۱۵۵
مسح علی الجوربین کی حدیث کی تحقیق	۱۶۱
جوربین میں موٹائی کا ثبوت	۱۶۳
جرابوں میں نماز ادا کرنے کا حکم	۱۶۴
مسح کا مسنون طریقہ	۱۶۴
دائیں پاؤں سے مسح کرنے کی ابتدا کرے	۱۶۴
موزوں پر ایک یا دونوں ہاتھ سے مسح کیا جائے گا؟	۱۶۵
موزوں پر مسح کرنے کی مدت	۱۶۵
موزوں پر مسح کی مدت ختم ہو جانے کے بعد باوضو شخص فقط پاؤں دھولے	۱۶۶

Marfat.com

مدتِ مسح موزہ میں تیمم کرنے والے کے لئے موزے اتارنا ضروری نہیں	۱۶۶
اونی اور سوتی جرابوں کو منعلین کر کے ان پر مسح کرنے کا حکم	۱۶۷
پیروں پر موزوں کے بغیر مسح جائز نہیں	۱۶۷
ایک پیر والے کا موزے پر مسح کرنے کا حکم	۱۶۸
ایک پاؤں پر مسح کی قدرت نہ ہونے کے باوجہ دوسرے پاؤں پر مسح کر سکتا ہے	۱۶۸
ایک پاؤں میں موزہ پہن کر مسح کرنے کا حکم	۱۶۸
زخمی پاؤں کی پٹی پر مسح اور ٹھیک پاؤں کو دھو کر مسح کرنے کا حکم	۱۶۸
مسح کے لئے موزوں کا پیروں کے ٹخنوں کو چھپانا ضروری ہے	۱۶۹
ٹخنوں سے اوپر والے حصہ پر مسح کرنے کا حکم	۱۶۹
موزے پہن کر گیلی گھاس پر چلنے سے مسح ہو جانے کا حکم	۱۷۰
سردی کی وجہ سے پاؤں کو نقصان ہونے کے خوف سے موزہ نہ اتارنے کا حکم	۱۷۱
موزے میں پانی سے پاؤں بھیگ جانے کا حکم	۱۷۱
پاؤں دھو کر موزے پہننا اور بے وضو ہونے سے پہلے وضو مکمل کرنے کا حکم	۱۷۱
موزے سے اکثر پاؤں کے نکل آنے کا حکم	۱۷۲
موزے کا پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار کے برابر چلتے وقت پھٹ جانے کا حکم	۱۷۳
موزوں پر مسح کرنے کا راز	۱۷۳
موزہ کے نیچے مسح مشروع نہ ہونے کی حکمت	۱۷۴
خفین پر مسح کے لئے مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مقرر کرنے کا راز	۱۷۴
چمڑے کے موزے سے متعلق شبہ کا ایک واقعہ	۱۷۵

Marfat.com

(باب نمبر۲)

جوتے اور نماز

۱۷۶	
۱۷۶	باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے اٹھنے والے قدم گناہوں کا کفارہ
۱۷۷	جمعہ کے لئے جانے پر ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور شب بیداری کا ثواب
۱۷۸	نماز میں پنڈلیوں اور ٹخنوں کے لحاظ سے صف بنانی چاہیے
۱۸۳	قیام میں پاؤں سے پاؤں ملانے کا حکم
۱۹۰	جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت
۱۹۲	ایک سوال کا جواب
۱۹۹	نماز میں اپنے قدموں کے نیچے تھوکے
۲۰۱	آج کل کی مساجد میں پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم
۲۰۲	نمازی جوتے اتار کر کہاں رکھے
۲۰۴	جوتے اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم
۲۰۴	پانی سے جوتیاں گیلی ہونے کی صورت میں گھروں میں نماز ادا کرنے کا حکم
۲۰۶	مرد کا نماز میں ٹخنوں کا ڈھانکنا
۲۱۱	مردوں کا سجدے میں قدموں کو چھپانا
۲۱۱	شلوار اور پتلون موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم
۲۱۲	کف ثوب کے لغوی معنی
۲۱۲	کف ثوب کے اصطلاحی معنی
۲۱۲	کف ثوب کا حکم

Marfat.com

جواب	۲۱۳
عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونی چاہیے	۲۲۵
حالتِ قیام میں ایک پاؤں پر کھڑے رہنے کا حکم	۲۲۵
نمازی حالتِ رکوع میں پاؤں کے ظاہر پر نظر رکھے	۲۲۶
حالتِ سجدہ میں ایڑیوں کو ملانے کا شرعی حکم	۲۲۶
حضرت مولانا احمد نقشبندی کا سجدے میں ایڑیوں کو ملانا	۲۲۷
احسن الفتاوی میں حالتِ سجدہ میں ایڑیاں ملانے سے متعلق ایک سوال کا جواب	۲۲۸
سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا (احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ، از: حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ)	۲۳۰
ضم فخذین	۲۳۳
حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کی چند باتوں کا جواب	۲۳۵
قعدہ میں مرد کے بیٹھنے کا طریقہ	۲۳۷
قعدہ میں عورت کے بیٹھنے کا طریقہ	۲۳۸
نماز میں مرد کا پاؤں عورت کے سر سے لگنا	۲۴۰
عورت سجدے یا قعدے میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کو کھڑا نہ کرے	۲۴۰
پاؤں کے درمیان فاصلہ	۲۴۰
عورت کے لئے حالتِ قیام میں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھنے کا حکم	۲۴۲
نماز میں عورت کو قدم چھپانا چاہیے	۲۴۵
کیا کرسی پر نماز ادا کرنے والے لئے سامنے ٹیبل (Table) رکھنا لازم ہے؟	۲۴۵
ایک اشکال کا جواب	۲۴۷

Marfat.com

پاؤں میں موچ آنے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۴۷
معذور لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اپنے پاؤں کو قبلہ سے موڑ لے۔	۲۴۸
تولیہ سے اپنے پیر یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ پونچھنے یا اس پر نماز ادا کرنے کا حکم	۲۴۹
جوتے یا جرابیں پہن کر نجس زمین پر نماز پڑھنے کا حکم	۲۴۹
خطبہ کے دوران مسجد میں منتشر جوتوں کو سیدھا کرنے کا حکم	۲۵۰
(فصل نمبر۱) جوتا اور اذان	۲۵۱
جوتے پہن کر اذان دینے کا حکم	۲۵۱
عورتوں کا جوتا پہننے والے کی اذان واقامت کا حکم	۲۵۱
(فصل نمبر۲) جوتا اور امامت	۲۵۳
کٹے ہوئے پاؤں والا نماز باجماعت چھوڑ سکتا ہے	۲۵۳
حالتِ نماز میں امام کا ٹخنوں کو ڈھانکنا	۲۵۴
نماز میں امام کا مجبوری کی وجہ سے پاؤں سیدھا کر کے بیٹھنے کا حکم	۲۵۵
پاؤں میں عذر ہونے کے باعث امامت کا حکم	۲۵۸
امام کے ہاتھ یا پاؤں میں رعشہ ہونے کا حکم	۲۵۹
امام کا جوتوں کی آہٹ سن کر رکوع اور سجدہ لمبا کرنے کا حکم	۲۵۹

Marfat.com

جوتی چور کے والد کی امامت کا حکم	۲۶۳
جس کی بیوی جان بوجھ کر خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہنے، اس کی امامت کا حکم	۲۶۳
خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھا دی مقتدیوں کو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے۔	۲۶۳
(فصل نمبر۳) سنن ونوافل اور جوتے	۲۶۵
سواری پر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے والے کے جوتوں کے ناپاک ہونے کا حکم	۲۶۵
پیدل چلنے کی حالت میں نوافل پڑھنے کا حکم	۲۷۱
(فصل نمبر۴) جوتا اور مفسداتِ ومکروہاتِ نماز	۲۷۲
حالتِ سجدہ میں پیروں کے مقام سے پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا اونچا ہونے کا حکم	۲۷۲
نماز میں عورت کا اپنے ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم	۲۷۲
حرام مال سے خریدے ہوئے جوتے یا چوری شدہ جرابیں پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۷۳
نماز میں دائیں پاؤں کے انگوٹھے کے ہٹ جانے کا حکم	۲۷۴
نماز میں دونوں قدموں کے اُٹھ جانے کا حکم	۲۷۴
سجدہ میں دونوں پیر تین تسبیح کی بقدر اُٹھانے سے نماز کا حکم	۲۷۵

Marfat.com

غلطی سے گندگی والے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۷۶
نماز میں جوتوں پر نجاست کا علم ہونے پر جوتے اتارنے کا حکم	۲۷۷
ایک شکال کا جواب	۲۷۷
جوتوں کی وجہ سے نماز توڑنا	۲۷۹
نماز میں موزہ پہننے یا اتارنے کا حکم	۲۸۰
حالتِ نماز میں کسی کو جوتے سے مارنے کا حکم	۲۸۰
نماز میں جوتی ہاتھ میں لے کر سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم	۲۸۰
نماز میں بلا عذر چلنے کا حکم	۲۸۳
خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	۲۸۳
خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھنے والے کا امام کو لقمہ دینے کا حکم	۲۸۴
نماز میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیرنے کا حکم	۲۸۴
(فصل نمبر۵) جوتا اور سجدۂ تلاوت	۲۸۵
خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا حکم	۲۸۵
جوتا پہن کر سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا حکم	۲۸۵
(فصل نمبر۶) جوتا اور نماز جنازہ	۲۸۶
میت کے قدمین کا رخ قبلہ کی طرف کیوں؟	۲۸۶
موت کے وقت پاؤں کا سست ہو جانا	۲۸۸

Marfat.com

میت کے سر، داڑھی، پیشانی، ہاتھ اور پاؤں پر کافور لگانا	۲۸۸
میت کے ہاتھ اور پاؤں کو مہندی لگانے کا حکم	۲۸۹
میت کے پاؤں دھونے میں تاخیر نہ کی جائے	۲۸۹
میت کو غسل دیتے وقت قدموں کا رخ قبلہ کی طرف کرنے کا حکم	۲۹۰
''دنیا اور آخرت میں تیرا چلنا بہتر ہو'' عیادت کرنے والے کے لئے فرشتے کی دعا	۲۹۱
مریض کے لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جنازہ کے پیچھے چلنے کی دعا	۲۹۱
جنازہ کے ساتھ چلنے کا طریقہ	۲۹۱
جنازہ چالیس قدم لے کر چلے	۲۹۲
فرشتوں کا جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا	۲۹۳
حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا جنازے سے آگے چلنا	۲۹۳
میت کے ہاتھ اور پاؤں کے ناخن نہ کاٹے جائیں	۲۹۵
جوتے کا تلا ناپاک ہونے کی صورت میں نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم	۲۹۵
ایصالِ ثواب کے لئے مسجد میں جوتے رکھوانا	۲۹۶
قبر میں صدقہ، صلہ رحمی اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کے عمل کا مردے کے پاؤں کی طرف آنا	۲۹۷
مردے کا جوتوں کی آواز کا سننا	۳۰۲
قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنے کا حکم	۳۰۳
قبروں کو جوتوں سے روندنا مکروہ ہے	۳۰۳
قبر پر قدم کی طرف سورہ بقرہ کا آخری رکوع پڑھنا مستحب ہے	۳۰۵
قبر پر سر سے لے کر پاؤں تک پانی کا چھڑکاؤ مستحب ہے	۳۰۶

Marfat.com

شہید کے موزے اتار لئے جائیں	۳۰۸
دیوار پر چڑھتے ہوئے مسلمان کا پاؤں پھسل گیا	۳۰۹
مقتول کے ساتھ موزہ اور جوتا نہ دفناؤ	۳۰۹
(فصل نمبر ۷) جوتا اور فدیہ	۳۱۰
فدیہ کے معنی	۳۱۰
فدیہ میں جوتے دینے کا حکم	۳۱۰
(باب نمبر ۳) جوتے اور زکوۃ	۳۱۱
قیامت کے دن جانوروں کا اپنے مالک کو پاؤں نیچے کچلنا	۳۱۱
رسول اللہ ﷺ کا اپنی اونٹنی کی رکابوں میں پاؤں ڈال کر پیغام دینا	۳۱۱
اونٹوں کے کھالوں سے جوتے بناؤ	۳۱۲
جوتے بطور زکوۃ دینا	۳۱۵
مسکین کے ہاتھ پر صدقہ رکھنے والے کے لئے ہر قدم کے بدلہ دس گناہ معاف	۳۱۵
(باب نمبر ۴) جوتا اور اعتکاف	۳۱۷
معتکف کا ایک پاؤں مسجد سے باہر اور دوسرا مسجد کے اندر رکھنے کا حکم	۳۱۷
معتکف کا چوری کے ڈر سے اپنے جوتے باہر اتارنا	۳۱۷

Marfat.com

معتکف کا مسجد میں جوتا یا موزہ سینے کا حکم	۳۱۷
معتکف مسجد میں کہاں تک چہل قدمی کرسکتا ہے؟	۳۲۱

(فصل نمبر ۱)

جوتا اور عید	۳۲۲
کیا عید کے دن نیا جوتا پہننا سنت ہے؟	۳۲۲
نمازِ عید کے لئے پیدل جانے کا حکم	۳۲۸
عیدین کے موقع پر ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم	۳۳۰

(باب نمبر ۵)

جوتا اور حج	۳۳۲
زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا جوتا، کوڑا اور کمان پھینکنا	۳۳۲
پیدل حج کرنے والے کو ستر حج کے ثواب کی روایت کی تحقیق	۳۳۲
ستر نبیوں کا بیت اللہ کا حج بغیر جوتے کرنے کی روایت کی تحقیق	۳۳۵
ذوالقرنین کا پیدل حج کرنا	۳۳۶
مُحرم کے لئے ناخن کاٹنا جائز نہیں	۳۳۶
مُحرم کا اپنے ہاتھ پاؤں کے ناخن تراشنے پر کفارہ	۳۳۶
مُحرم کا ٹوٹے ہوئے ناخن کو الگ کرنے کا حکم	۳۳۷
مُحرم کا بے احرام کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم	۳۳۷

Marfat.com

حلال کا مُحرم کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم	۳۳۷
احرام سے نکلتے وقت سر مونڈنے کے بعد ناخنوں کو کاٹنا مستحب ہے	۳۳۷
مُحرم جوتوں پر خوشبو نہیں لگا سکتا	۳۳۸
احرام کی حالت میں جوتے اور موزے پہننے کی شرعی حیثیت	۳۳۸
مُحرم کا ایک دن میں لباس، ٹوپی اور جوتے پہننے کا حکم	۳۴۱
بحالتِ احرام جوتے میسر ہونے کے باوجود موزوں کو بغیر کاٹے پہننے کا حکم	۳۴۱
ایک سوال کا جواب	۳۴۵
پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک نعلین پہننے کے بارے میں اقوالِ فقہاء	۳۴۵
کعبین کی تشریح	۳۴۸
احرام کی حالت میں عورتوں کے لئے نعلین اور خفین پہننے کا حکم	۳۵۰
مُحرم کے لئے نعلین پہننے کی اجازت کا سبب	۳۵۱
جوتے پہن کر طواف کرنے کی شرعی حیثیت	۳۵۲
جوتے سے رمی کرنے کا حکم	۳۵۳
اپنے بچہ کی طرف سے احرام باندھنے والے کا ٹخنوں کو ڈھانپنے والے جوتے پہننے کا حکم	۳۵۴
احرام میں ولی محرم کا بچہ کو جوتے پہنانے کا حکم	۳۵۴
غیر مُحرم کا مُحرم بچہ کو جرابیں یا جوتے پہنانے کا حکم	۳۵۵
احرام میں بچہ کا جوتے پہننے کا حکم	۳۵۵
احرام کی حالت میں پاؤں پر کپڑا ڈالنے کا حکم	۳۵۵
مُحرم کا مُحرم یا حلال کو جوتے پہنانے کا حکم	۳۵۵

Marfat.com

محرم کب جرابیں پہن سکتا ہے؟	۳۵۶
حالتِ احرام میں جرابیں پہننے کا کفارہ	۳۵۶
احرام کی حالت میں جوتے کا تحفہ قبول کرنے کا حکم	۳۵۷
رسول اللہ ﷺ کا اونٹ کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالنا	۳۵۸
رسول اللہ ﷺ کا ناجیہ اسلمیؓ کے ہاتھ ہدی بھیجنا	۳۵۸

(باب نمبر۶)

جوتے اور نکاح ۳۵۹

عورتوں کے جوتے استعمال کرنے والے کی گواہی یا وکالت سے انعقاد نکاح کا حکم	۳۵۹

(فصل نمبر۱)

جوتا بطور مہر ۳۶۰

شوہر کا بیوی کو جوتے بطورِ مہر دینے کا حکم	۳۶۰
مرد کا عورت کو جوتے بھیج کر مہر کی ادائیگی کا دعوی کرنا	۳۶۰
گھر سے باہر مردوں کے جوتے پہن کر جانے والی عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا	۳۶۱

(فصل نمبر۲)

جوتا اور طلاق ۳۶۲

عورت کے پاؤں کو طلاق دینے کا حکم	۳۶۲
عورت کے پاؤں کے ناخن کو طلاق دینے کا حکم	۳۶۲

Marfat.com

گھر سے باہر مردوں کے جوتے پہن کر جانے والی عورت کو طلاق دینا	۳۶۲
بیوی کو ''تیرا کام تیرے پاؤں میں ہے'' کہنے کا حکم	۳۶۳
اگر یہ جوتا میری بیٹی کا نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق	۳۶۳
پاؤں کے ساتھ طلاق لکھنے کا حکم	۳۶۳
(فصل نمبر۳) جوتے اور رجعت	۳۶۵
شوہر کا رجعت کو بیوی کے جوتے پہننے پر معلق کرنا	۳۶۵
(فصل نمبر۴) جوتے اور تعلیق طلاق	۳۶۶
شوہر کا بیوی کے جوتے پہننے پر طلاق کو معلق کرنا	۳۶۶
شوہر کا بیوی کے تسمے باندھنے پر طلاق کو معلق کرنا	۳۶۶
''اگر تو نے اس سیڑھی پر اپنا پاؤں رکھا تو تو طالقہ ہے'' کہنے کا حکم	۳۶۶
مرد کا گھر میں اپنا پاؤں داخل کرنے پر طلاق کو معلق کرنے کا حکم	۳۶۷
مرد کا عورت کے پاؤں کو کوچہ میں رکھنے پر معلق کرنا	۳۶۷
مرد کا اپنی بیوی کو زبردستی اپنے بستر پر لانا اور عورت کا پاؤں زمین پر نہ لگنا	۳۶۷
شوہر کا مخصوص جوتے کا ایک بیوی کے پہننے پر معلق کرنا اور دوسری بیوی کا وہ مخصوص جوتا پہننا	۳۶۸
سلمی یا زینب بشرطیکہ ہیل (Heal) والے جوتے پہنے	۳۶۸

Marfat.com

(فصل نمبر۵) جوتا اور ظہار	۳۶۹
ظہار کو بیوی کے جرابیں پہننے پر معلق کرنا	۳۶۹
(فصل نمبر۶) جوتا اور عدت	۳۷۰
معتدہ کا جوتوں کی دوکان (Shoes Shop) پر کام کرنا	۳۷۰
معتدہ کا جوتے خریدنے کے لئے گھر سے باہر جانا	۳۷۱
(باب نمبر۷) پیر اور قسم ونذر	۳۷۲
زید کا گھر میں پاؤں نہ رکھنے کی قسم کھانا	۳۷۲
کسی کا پیدل حج اور عمرہ کرنے کی نذر ماننے کا شرعی حکم	۳۷۲
جنازے کے پیچھے چلنے کی نذر ماننے کا حکم	۳۷۴
زمین پر نہ چلنے کی قسم کھانا پھر جوتا یا موزہ پہن کر زمین پر چلنے کا حکم	۳۷۴
قسم کھانے والے کو زبردستی پاؤں پر چل کر گھر میں داخل ہونے پر مجبور کرنا	۳۷۴
صاحب پاپوش سے کلام نہیں کروں گا	۳۷۵
موزہ نہ پہننے کی قسم اٹھائی پھر ایک پاؤں موزے میں داخل کرنے کا حکم	۳۷۵
زبردستی جوتا پہنانا	۳۷۵
سیاہ نہ پہننے کی قسم کھانا	۳۷۶

Marfat.com

جوتا نہ پہننے کا حلف اُٹھانا	۳۷۶
دسویں محرم کو جوتا نہ پہننے کی منت	۳۷۶
(باب نمبر ۸) **جوتا اور تجارت**	۳۷۷
مالِ حرام سے خریدے ہوئے جوتے کا استعمال بھی حرام ہے	۳۷۷
جوتے کو جوتے کے بدلے خرید وفروخت کرنے کا حکم	۳۷۷
جوتوں میں بیع استصناع	۳۷۸
حدیث سے بیع استصناع کا ثبوت	۳۷۹
جوتا بنانے کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم	۳۸۲
(باب نمبر ۹) **پیر اور خواب**	۳۸۳
خواب کا پرندے کے پاؤں سے لٹکنا	۳۸۳
خواب میں پاؤں دیکھنا	۳۸۴
خواب میں ننگے پاؤں چلنا	۳۸۷
خواب میں سانپ کا پاؤں چوسنا	۳۸۹
خواب میں حضرت میکائیل علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیروں کی طرف کھڑا ہونا	۳۹۰

14000

Marfat.com

خواب میں رسول اللہ ﷺ کو پوشیدہ طور جوتا پہنتے ہوئے دیکھنا	۳۹۳
خواب میں رسول اللہ ﷺ کو جوتوں کے بغیر دیکھنا	۳۹۳
خواب میں پائے کھانا	۳۹۳
خواب میں ٹخنہ دیکھنا	۳۹۴
خواب میں چمڑے کا تسمہ دیکھنا	۳۹۴
خواب میں تسمہ ساز کو دیکھنا	۳۹۵
خواب میں ایک جوتے میں چلنا	۳۹۵
خواب میں جوتا ساز کو دیکھنا	۳۹۵
خواب میں موچی دیکھنا	۳۹۶
خواب میں اپنا موزہ کنویں میں پھینکنا یا جلانا	۳۹۶
خواب میں لمبا موزہ پہننا	۳۹۷
خواب میں جراب کا پہننا	۳۹۷
خواب میں آہستہ چلنا	۳۹۷
خواب میں دونوں پیروں کو کٹا ہوا دیکھنا	۳۹۸
خواب میں دایاں پیر ٹوٹا ہوا دیکھنا	۳۹۸
خواب میں لنگڑا بننا	۳۹۹
محمد بن خریمہ کا خواب میں امام احمد بن حنبلؒ کو لنگڑا کر چلتے ہوئے دیکھنا	۴۰۰
خواب میں لات مارنا	۴۰۰

Marfat.com

(باب نمبر۱۰)

پیروں اور جوتوں کے آداب

پیروں اور جوتوں کے آداب	۴۰۱
زمین پر تکبر سے مت چلو	۴۰۱
کثرت جوتا سے پہنو	۴۰۲
ایک جوتا نہ پہنا جائے	۴۰۲
کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننے کی ممانعت	۴۰۳
جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لے	۴۰۴
جوتا پہننے کا مسنون طریقہ	۴۰۵
تسمہ ٹھیک کر کے چلے	۴۰۶
گھر میں داخل ہونے سے پہلے جوتوں کی آہٹ سنانی مستحب ہے	۴۰۶
ایک موزہ میں نہ چلے	۴۰۷
دو روایتوں میں تطبیق	۴۰۷
ایک جوتے میں نہ چلنے کی وجوہات	۴۰۸
اگر جوتا نہ ہو تو موزہ پہنے	۴۰۸
کھاتے وقت جوتے اتارنے کی شرعی حیثیت	۴۰۹
بچوں کو جوتا پہنانے کا طریقہ	۴۱۱
جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے؟	۴۱۱
جوتے کو علامت کے طور اپنی جگہ پر رکھنے کا حکم	۴۱۲

Marfat.com

کونسے ہاتھ میں جوتا اٹھائے؟	۴۱۲
بیت الخلاء میں داخل ہونے کا طریقہ	۴۱۵
بیت الخلاء سے باہر آنے کا طریقہ	۴۱۷

(فصل نمبر۱)

جوتا اور احادیث	۴۱۸
"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ" کی حیثیت	۴۱۸
پہلا واسطہ	۴۱۸
دوسرا واسطہ	۴۱۹
زرد رنگ کے جوتے پہننا رزق میں برکت کا سبب ہیں روایت کی تحقیق	۴۲۰

(فصل نمبر۲)

جوتا اور مسجد	۴۲۲
مسجد سے کسی کا جوتا لے جانے کا حکم	۴۲۲
متولی مسجد کا نمازیوں کو اندر جوتا لانے سے منع کرنا	۴۲۲
خنزیر کے چمڑے سے جوتے بنانے کی اجرت کا پیسہ مسجد میں لگانا	۴۲۳
غیر مسلم کا مسجد میں جوتے دینا	۴۲۴
مسجد میں چہل قدمی کا حکم	۴۲۴
مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے تسبیح کرنے کا حکم	۴۲۵
مسجد کا جوتا مخصوص کرنے کا حکم	۴۲۶

Marfat.com

مسجد میں جوتے رکھنے کا حکم	۴۲۷
زیر تعمیر مسجد میں جوتے پہن کر کام کرنے کا حکم	۴۲۷
امام کا مسجد کے بیت الخلاء میں رکھے گئے جوتے گھر لے جانے کا حکم	۴۲۷
مسجد میں جوتے دینے کے بعد ملکیت ختم ہوگئی	۴۲۸
ایک مسجد کے جوتے دوسری مسجد میں منتقل کرنے کا حکم	۴۲۸
مسجد کے وضوخانہ میں رکھے جوتے گھر لا کر قیمت ادا کرنے کا حکم	۴۲۸
شاہراہ عام پر پڑے ہوئے جوتے مسجد کے وضوخانے میں لگانے کا حکم	۴۲۹
ہندو سے خریدے ہوئے جوتے یا چپل مسجد کے وضوخانے میں رکھنے کا حکم	۴۲۹
مسجد کے کنویں سے غیر مسلموں کا ہاتھ اور پیر دھونے کا حکم	۴۲۹
مسجد میں دیئے گئے جوتے کس کا حق ہیں	۴۳۰
جوتا اتارنے کی جگہ پر خرید وفروخت کا حکم	۴۳۰
مسجد کے جوتے ذاتی کام میں استعمال کرنے کا حکم	۴۳۱
(فصل نمبر ۳) جوتا اور ضمان	۴۳۲
انجانے میں زید کی جرابیں ضائع ہونے پر ضمان کا حکم	۴۳۲
حمام سے نکلتے ہوئے شخص کا دوسرے کے جوتے پہننا اور حمام والے پر ضمان کا حکم	۴۳۲
دوکان سے موزے کا چوری ہونا	۴۳۳
موزہ سینے والے کے گھر سے موزہ چوری ہونے کی صورت میں ضمان کا حکم	۴۳۳

Marfat.com

جوتا ساز سے گم شدہ جوتے کا ضمان کس پر ہے؟	۴۳۳
موزہ دوز کا درستگی والا موزہ پہننا	۴۳۴
موچی کے پاس عرصۂ دراز سے رکھے ہوئے جوتوں کا حکم	۴۳۴
ماں باپ کا اپنے بچہ کے ہاتھ یا پیر کی زائد انگلی کاٹنے سے ضمان کا حکم	۴۳۵
موزہ کے سابق میں چھری رکھنا	۴۳۵
جوتوں سے پاؤنڈ (Pound) گرنے سے ضمان کا حکم	۴۳۶
ودیعت کے جوتے پہننا	۴۳۶
مستعار لیے ہوئے کپڑے کا پاؤں پھسلنے سے پھٹ جانا	۴۳۷
پیر مار کر نماز پڑھنے والی کی عینک توڑنے پر تاوان کا حکم	۴۳۷
شاگرد کا پاؤں توڑنے پر تاوان کا حکم	۴۳۷
امانت رکھا ہوا جوتا پھٹ جانے کی صورت میں امین پر ضمان کا حکم	۴۳۸
(فصل نمبر ۴) جوتا اور چہل قدمی	۴۳۹
صبح سویرے کی چہل قدمی	۴۳۹
حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کی چہل قدمی	۴۴۵
بیوی کا شوہر کو چہل قدمی کا مشورہ دینا	۴۴۷
حضرت شیخ الہندؒ کا پیدل گنگوہ جانا	۴۴۷
حضرت تھانویؒ کا چہل قدمی کرنا	۴۴۷

Marfat.com

صبح کی چہل قدمی خون میں کولیسٹرول (cholesterol) کی مقدار میں کمی کا سبب	۴۴۸
چہل قدمی سے خواتین میں فالج کے خطرات کا کم ہونا	۴۴۹
مغرب کے بعد چہل قدمی کرنا	۴۴۹
رات کو چہل قدمی کے فوائد	۴۵۱
(فصل نمبر ۵) جوتا اور صحت	۴۴۵۳
پاؤں کے درد کا علاج	۴۵۳
پیروں کا خیال رکھیے	۴۵۳
ہاتھ اور پاؤں کی مرگی کی علامات	۴۵۷
ہاتھ اور پاؤں کا دھونے والا چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے محفوظ	۴۵۷
بوڑھے شخص کے ہاتھ اور پاؤں میں درد کی وجہ	۴۵۷
(فصل نمبر ٦) پاؤں اور تصویر	۴۵۸
پاؤں کی تصویر بنانے کا حکم	۴۵۸
ایسا جوتا خریدنا جس کے ڈبہ پر تصویر ہو	۴۵۹
چھوٹی تصویر والے جوتے پہننے کا حکم	۴٦۲
تصویر والے جوتے بیچنے والے کے یہاں کھانے کا حکم	۴٦۲

Marfat.com

(فصل نمبر ۷)

جوتا اور حد

۴۶۵	شرابی کو حد میں جوتوں سے مارنے کی شرعی حیثیت
۴۷۹	پاؤں کی دیت
۴۷۹	قرآن مجید سے دیت کا ثبوت
۴۸۰	احادیث سے دیت کا ثبوت
۴۸۶	چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کے بعد بایاں پاؤں کاٹا جائے گا
۴۹۷	نیند میں پاؤں لگنے سے بچہ کی موت کا واقع ہونا
۵۰۰	شوہر کا اپنی بیوی اور استاد کا شاگرد کو جوتے سے مارنا
۵۱۰	''تیرے پاؤں نے زنا کیا'' کہنے کا حکم

(فصل نمبر ۸)

جوتا اور استاد

۵۱۱	استاد کے جوتے اُٹھانا
۵۱۴	کیا استاد کے جوتے نہ اٹھانے والا نافرمان ہے؟
۵۱۴	اُستاد سے پیر پکڑ کر معافی مانگنے کا حکم

(فصل نمبر ۹)

جوتا اور عورت

۵۱۶	عورتوں کا بڑی ایڑی والی جوتی پہننے کا حکم

Marfat.com

بیوی کا شوہر کے پیر چھونا	۵۱۷
ماں کے قدموں کو تعظیم کے لئے چھونے کا حکم	۵۱۷
اجنبیہ کا پاؤں دیکھنے کا حکم	۵۱۸
لڑکیوں کا پاؤں میں گھنگر پہننا درست نہیں	۵۱۸

(فصل نمبر ۱۰)

پیروں اور جوتوں کے مختلف مسائل

کسی کو جوتوں کا ہدیہ دینا اہانت نہیں	۵۲۰
سرخ اور سفید چمڑے کا موزہ پہننے کا حکم	۵۲۰
سیاہ رنگ کا جوتے پہننے کا حکم	۵۲۱
کالے موزے پہننا جائز ہے	۵۲۱
لکڑی کی جوتی بنانا بدعت ہے	۵۲۱
اچھا جوتا پہننا تکبر نہیں	۵۲۲
جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر " انا للّٰہ وانا الیہ راجعون" پڑھنا چاہیے	۵۲۲
خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے غیر مسلم کو دینے کا حکم	۵۲۳
مال حرام سے خریدے ہوئے جوتوں کا استعمال بھی حرام ہے	۵۲۳
جمعہ کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کی شرعی حیثیت	۵۲۳
جمعرات کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کی شرعی حیثیت	۵۲۴

Marfat.com

بڑھے ہوئے ناخنوں پر شیطان کا بسیرا	۵۲۵
رات کے وقت ناخن کاٹنے کا حکم	۵۲۵
ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں کو ٹائیلٹ (Toilet) میں پھینکنے کا حکم	۵۲۶
اجنبی کا عورت کے پاؤں کے کٹے ہوئے ناخنوں کو دیکھنے کا حکم	۵۲۶
کٹے ناخنوں کا پاؤں کے نیچے آنا	۵۲۷
جانور کو اس کے پاؤں سے پکڑ کر ذبح خانہ لے کے جانے کا حکم	۵۲۷
اکھڑے ناخن سے جانور ذبح کرنے کا حکم	۵۲۷
ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا	۵۲۷
بیمار بکری کا پاؤں پھیلانا اور کھینچنے کا حکم	۵۲۹
پاؤں کی کوئی شہادت انگلی نہیں ہے	۵۳۰
ہدیہ کردہ جوتا واپس لینے کا حکم	۵۳۰
بچوں کو پرندے کی ریکارڈ کردہ آواز والے بوٹس (Boots) پہنانے کا حکم	۵۳۰
کسی عالم سے اس کے پاؤں چومنے کی درخواست کرنے حکم	۵۳۱
جوتے پہننے میں دوسرے سے مدد لینے کا حکم	۵۳۱
کتب شریعہ کی طرف پاؤں پھیلانے کا حکم	۵۳۳
مرد اپنے والدین کے پاؤں دبا سکتا ہے	۵۳۳
قرآن مجید پر بطریق استخفاف پاؤں رکھنے کا حکم	۵۳۳
بچے کا قرآن مجید پر پاؤں رکھنے کا حکم	۵۳۴
قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونے کی شرعی حیثیت	۵۳۴

Marfat.com

بیت المقدس کی طرف پاؤں کرنے کا حکم	۵۳۶
جماع کے وقت قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا حکم	۵۳۶
قبلہ شریف کی طرف توہین کی غرض سے پاؤں کرنے کا حکم	۵۳۶
قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم	۵۳۶
قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے چالیس دن کی نمازیں ضائع ہونے کا مسئلہ	۵۳۷
محرم الحرام میں ننگے پاؤں چلنا	۵۳۷
پانی میں جوتا پھاڑ کر پھینکنے کا حکم	۵۳۷
ایسے جوتے پہننا جن پر اللہ کا نام لکھا ہو	۵۳۷
پاؤں کی زائد انگلی کٹوانے کا حکم	۵۳۹
مورتیوں کے لئے چڑھائے ہوئے جوتوں کا استعمال	۵۴۰
چپل پر چپل رکھنے کا حکم	۵۴۰
اُلٹے جوتے کو سیدھا کرنے کا حکم	۵۴۰
کاغذ پر ناپ لینے اور اس پر اسم محمد لکھنے کا حکم	۵۴۰
کسی کے جوتے بغیر اجازت استعمال کرنے کا حکم	۵۴۱
دوست کے جوتے کی چوری اور اس کے واپسی کا طریقہ	۵۴۲
ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانے کی شرعی حیثیت	۵۴۲
ہاتھ اور پیروں کے بال صاف کرنے کا حکم	۵۴۴
ڈسپلے (Display) پر پڑا جوتا گھر لے گیا تو واپس کرنا ضروری ہے	۵۴۴
خواجہ باقی باللہ کے مزار میں پاؤں کی حقیقت	۵۴۵

Marfat.com

(باب نمبر ۱۱)

جوتا اور انبیاء

۵۴۶	(باب نمبر ۱۱) جوتا اور انبیاء
۵۴۶	حضرت آدم علیہ السلام کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر
۵۴۷	حضرت آدم علیہ السلام کے قدم رکھنے کی وجہ سے آبادی اور برکت کا ہونا
۵۴۷	ہندوستان کے ایک پہاڑ کے پتھر پر حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے
۵۴۸	حضرت آدم علیہ السلام کا ہندوستان سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے پیدل آنا
۵۴۸	نماز کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی گردن سے ٹخنے تک پھوڑے کا پہنچنا
۵۴۹	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مریض کی طرف پیدل جانا
۵۵۰	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ
۵۵۱	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کی طرف اپنے پاؤں سیدھے کر کے کھڑا ہونا
۵۶۲	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لنگڑے نابینے کے پاس سے گزرنا
۵۶۲	حام بن نوح کا ٹخنہ
۵۶۵	وادی طوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوتا اتارنا
۵۶۶	اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے پہن کر زمین میں پھرنے کا حکم دینا
۵۶۷	قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پاؤں کے نیچے دیکھنے کا حکم دینا
۵۶۸	حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا پیدل حج کرنا

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

رسول اللہ ﷺ اور جوتا

رسول اللہ ﷺ کے تلووے اور پاؤں مبارک	۵۶۹
" خمصان الاخمصین"	۵۷۳
"مسیح القدمین "	۵۷۳
رسول اللہ ﷺ کی چال مبارک	۵۷۳
ایک شبہ کا ازالہ	۵۷۵
چلنے کی اقسام	۵۷۷
رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی رفتار	۵۷۹
رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک چمکتے تھے	۵۸۱
رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک	۵۸۲
"قبال"	۵۸۴
"سبتیہ " کا مطلب	۵۸۶
"یَتَوَضَّأُ فِیهَا" کا مطلب	۵۸۷
رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کی مقدار اور حجم	۵۸۷
رسول اللہ ﷺ کے نعل کا انکشاف	۵۹۰
رسول اللہ ﷺ کا ننگے پاؤں چلنا	۵۹۱
شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ کا ننگے پیر چلنا	۵۹۲
ننگے پیر چلنے کے فوائد	۵۹۴

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازے کے پیچھے ننگے پاؤں چلنا	۵۹۵
رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدل چل کر جابر بن عبداللہؓ کی عیادت کرنا	۵۹۵
رسول اللہ ﷺ کا پیدل اور سوار مسجدِ قباء جانا	۵۹۶
رسول اللہ ﷺ کا چہل قدمی کرتے ہوئے سوال کا جواب دینا	۵۹۶
رسول اللہ ﷺ کا چہل قدمی کرتے ہوئے گمراہ کن ائمہ کو امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دینا	۵۹۷
رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتوں کا ڈھیر	۵۹۸
کیا نبی کریم ﷺ معراج کے موقع پر جوتوں کے ساتھ عرش پر تشریف لے گئے تھے؟	۶۰۳
رسول اللہ ﷺ کے نقشۂ پاؤں سے تبرک حاصل کرنے کا حکم	۶۰۳
رسول اللہ ﷺ عام سادہ جوتا استعمال فرماتے تھے	۶۰۶
رسول اللہ ﷺ کا پیوند والے جوتے پہننا	۶۰۶
رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کا کثرت نماز کی وجہ سے سوجھ جانا	۶۰۷
رسول اللہ ﷺ کا نماز میں اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا اور اسے جوتے سے رگڑنا	۶۰۷
رسول اللہ ﷺ کا تھوک مبارک کو اپنی چپل سے پونچھنا	۶۰۸
رسول اللہ ﷺ پہلے دایاں جوتا پہننے کو پسند فرماتے تھے	۶۰۹
حضرت انسؓ کا دو تسمے والے جوتے لے کر آنا	۶۰۹
رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا خود سی لیتے تھے	۶۱۰

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے جوتے سینا	۶۱۰
نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کو جوتوں کا ہدیہ	۶۱۳
رسول اللہ ﷺ کا رات کو جوتوں کو اپنے پاس رکھنا اور پھر آہستہ سے انہیں پہن لینا	۶۱۴
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ کے پاؤں کے تلوؤں کو ہاتھ لگانا	۶۱۷
رسول اللہ ﷺ کا جنت میں حضرت بلالؓ کی جوتوں کی آہٹ کا سننا	۶۱۷
ایک سوال کا جواب	۶۲۰
رسول اللہ ﷺ کی انگلی کا پتھر کی ٹھوکر سے زخمی ہونا	۶۲۲
ہرقل کا رسول اللہ ﷺ کے پاؤں دھونے کی خواہش کرنا	۶۲۲
رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں پر سینگی لگوانا	۶۳۰
رسول اللہ ﷺ کا احد پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مارنا	۶۳۰
رسول اللہ ﷺ کے قدموں کا زمین پر لکیر بنانا	۶۳۰
رسول اللہ ﷺ کا چہرے کے بل سوئے ہوئے شخص کو پاؤں سے ایڑھ لگانا	۶۳۲
رسول اللہ ﷺ کا لیٹتے ہوئے ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا	۶۳۳
نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین اُٹھانے کی آرزو کرنا	۶۳۵
رسول اللہ ﷺ کے جوتے میں سانپ کا بچہ	۶۳۸
رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاؤں کے سہارے سواری پر سوار کروانا	۶۳۹
رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں کو کنویں میں لٹکانا	۶۴۰
رسول اللہ ﷺ کا حضرت سعد کے گھر میں پھونک پھونک کر قدم اُٹھانا	۶۴۲
رسول اللہ ﷺ کا اپنے جوتا مانگنا	۶۴۳

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا جوتے کو علامت کے طور پر اپنی جگہ پر رکھنا	۶۴۵
ایک شخص کا اپنی گندی جوتی سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو روندنا	۶۴۵
رسول اللہ ﷺ کا حضرت ابوہریرہؓ کو اپنے جوتے دے کر خوشخبری سنانا	۶۴۶
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے پاس	۶۵۰
حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ کے قدموں کا بوسہ لینا	۶۵۰
حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو بوسہ دینا	۶۵۳
زراع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینا	۶۵۵
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے منتظم تھے	۶۵۵
رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر عید کا خطبہ دینا	۶۵۶
قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو سر سے پاؤں تک خوشبو سے بھر دینا	۶۵۶
رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں پر چل کر لڑنے کے لئے ایمان والوں کو ان کی جگہوں پر بٹھانا	۶۵۸
مسجد القدم	۶۵۹

(فصل نمبر۲)

جوتا اور صحابہ کرامؓ	۶۶۰
عتبہ بن ربیعہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے مبارک پر الٹے جوتے مارنا	۶۶۰

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چرواہے کو بکری کے پاؤں باندھنے کا حکم دینا	۶۶۴
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کا اونٹ کے پاؤں کی رسی نہ دینے پر قتال کا اعلان	۶۶۶
سانپ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ڈنگ مارنا	۶۶۷
حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے پاؤں پڑنے سے محفوظ رکھنے کے لئے دیوار کا بنوانا	۶۶۸
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موزے اتار کر اپنے کندھوں پر رکھنا	۶۶۹
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں رکاب نہ ہونے کی وجہ سے کجاوے کے دونوں طرف ہلنا	۶۷۱
شیر کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے تلووے چاٹنا	۶۷۳
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ننگے پاؤں عیدگاہ جانا	۶۷۴
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹنا	۶۷۵
غلاموں کو سواری کے پیچھے پیدل چلانا	۶۷۵
حضرت علیؓ کا رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا	۶۷۶
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوعبدالرحمٰنؒ کا ہاتھ پکڑ کر چہل قدمی کرنا	۶۷۸
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں اور سر دھونے کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا	۶۷۹
حضرت علیؓ کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا	۶۷۹
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوتے کے تسمے کے ٹوٹنے پر انا للہ پڑھنا	۶۸۰
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈالنا	۶۸۰
رسول اللہ ﷺ کا نماز میں حضرت عائشہ کا پاؤں دبانا	۶۸۱

Marfat.com

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چال رسول اللہ ﷺ کے مشابہ	۶۸۲
کیا فرشتے آپ کے سر کی طرف سے آتے تھے یا پیروں کی طرف سے؟	۶۸۳
حضرت دحیہ کلبی کا رسول اللہ ﷺ کو موزوں کا تحفہ دینا	۶۸۴
رسول اللہ ﷺ کا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ہاتھ پھیرنا	۶۸۴
حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر میں موچ آنا	۶۸۸
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لنگڑا کر چلنے کی وجہ	۶۸۹
احنف بن قیسؒ کے پاؤں میں لنگراہٹ کے متعلق ان کے والدہ کا قول	۶۹۰
حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اپنے بیٹے کو پاؤں سے ہلانا	۶۹۱
حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنے تہبند کے کنارے کو قدم کی پشت پر رکھنا	۶۹۶
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمرے کی دیواریں ان کے پاؤں کو لگتی تھیں	۶۹۳
رسول اللہ ﷺ کے تیز چلنے کی وجہ سے صحابہؓ کے جوتوں کے تسموں کا ٹوٹنا	۶۹۳
واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا دمشق کی مسجد کی چٹائی پر تھوک کر پاؤں سے ملنا	۶۹۴
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ننگے پاؤں سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے جانا	۶۹۵
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اپنا جوتا، تلوار اور ڈھال کو اپنے سرہانے رکھنا	۶۹۶
موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے	۷۰۰
حضرت قتادہ کا جوتا ٹانکنا	۷۰۲
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بغیر جوتوں کے شہزادے کے ساتھ جانا	۷۰۴

Marfat.com

اگر رستے میں ڈر کی کوئی بات دیکھوں گا تو میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ جوتا صاف کرتا ہوں	۷۰۵
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گدھے کے ایک طرف اپنے پاؤں لٹکانا	۷۰۹
حضرت عامر بن عبداللہ کا جوتا چوری ہونا	۷۰۹
رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں ایک آدمی کا اپنے نیچے دوسرے شخص کی جوتیوں کو چھپانا	۷۱۰
حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوبصورت جوتے پہننا	۷۱۱
عوف بن مالک اشجعیؓ کا اپنے ہم نشین کے سامنے اپنے پاؤں پھیلانا	۷۱۱
صحابہؓ کا پیروں پر پٹیاں باندھنا	۷۱۲
ہماری جوتیوں کا پھسلنا	۷۱۳
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا جمعہ کے دن اپنی جوتیوں کو بغل میں دبا کر منبر کی طرف کھڑا ہونا	۷۱۳
حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کو جوتوں سمیت گالوں پر قدم رکھنے کا حکم دینا	۷۱۴
صحابہؓ کا حضرت حمزہ کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈالنا	۷۱۵
حضرت مصعب کا کفن پاؤں تک نہ پہنچنا	۷۱۶
حضرت عبیدہؓ کا جنگ بدر میں پاؤں کٹنا	۷۱۷
ابوسلام الاسودؒ کا سفر کی وجہ سے پاؤں زخمی ہونا	۷۱۸
ایک شامی کا حجاج کے حکم پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاؤں پر تلوار مار کر زخم کرنا	۷۲۰
زیاد ابن سکن کا رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں جان دینا	۷۲۱
حسن بن علیؓ کا حضرت اشعث بن قیس کے پاؤں پر خوشبو لگانا	۷۲۱

Marfat.com

معاویہ بن معاویہ المزنی کا کھڑے، بیٹھے اور پیدل چلتے سورۃ اخلاص پڑھنا	۷۲۲
معاویہ بن معاویہ لیثیؓ کا چلتے ہوئے سورہ اخلاص کی تلاوت کرنا	۷۲۳

(باب نمبر ۱۲)

جوتوں سے متعلق مختلف واقعات

رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والے کے پاؤں میں کانٹا چبھ جانے سے موت	۷۲۵
براق کا حدنگاہ تک قدم رکھنا	۷۲۵
نعلدار جوتا	۷۳۱
جوتے کے ذریعہ کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پانی پلانے پر زانیہ کی بخشش کا واقعہ	۷۳۲
ایک کتے کو موزے کے ذریعہ پانی پلانے پر ایک شخص کی مغفرت کا واقعہ	۷۳۳
ایک شخص کا اپنے ہاتھ اور پاؤں کو تسمے سے باندھ کر طواف کرنا	۷۳۳
ایک شخص کا بکری پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کرنے کا واقعہ	۷۳۴
اونٹ اپنا جوتا اور مشکیزہ ساتھ رکھتا ہے	۷۳۵
عبداللہ بن ابی کے قوم کے لوگوں کا انصاری صحابی سے جوتوں اور ٹہنیوں سے لڑائی کرنا	۷۳۶
خالد حذاء کی نسبت کی وجہ	۷۳۷
جمیل بن معمر فہری کا اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک جوتا پکڑنا	۷۳۸
رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ایک مخنث کا ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگا کر آنا	۷۳۹
حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ کے گھوڑے اشقر کے کھروں کا گھس جانا	۷۴۰

Marfat.com

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تنہائی اور مجمع میں پاؤں نہ پھیلانا	۷۴۰
تیز چلنے والے لڑکے کا امام اعظم ابوحنیفہ کو نصیحت کرنا	۷۴۱
امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ میں جوتا نہ پہننا	۷۴۱
امام احمد بن حنبلؒ کا ایک شخص کو اپنے جوتے دینا	۷۴۱
امام احمد بن حنبلؒ کی دعا کی برکت سے ماں کے شل ہاتھ پیر صحت یاب ہوگئے	۷۴۳
ماں کی دعا کی وجہ سے پیروں سے بیڑیوں کا اترنا	۷۴۳
ماں کا بیٹے کے پاؤں کٹنے کی بدعا کرنا	۷۴۵
مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رات کو اپنی ماں کے قدم دبانا	۷۴۶
ماں کے احترام کا انوکھا انداز	۷۴۷
والد کے آگے مت چلو	۷۴۷
حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کا دن کو باپ کے پیچھے چلنا	۷۴۷
امام اصمعیؒ کا اپنے پاؤں دھونا اور خلیفہ ہارون الرشید کا برہم ہونا	۷۴۸
میں انگریزوں کو شو (Shoe) دکھاتا ہوں	۷۴۸
ڈاکوؤں کے سردار کا مولانا مظفر حسینؒ کے قدموں میں گر کر توبہ کرنا	۷۴۹
ایک بزرگ کا حضرت مولانا مظفر حسینؒ کے پیروں میں لوٹنا	۷۵۱
حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسافروں کے پیر دبانا	۷۵۱
طلباء کا سر پر بستر رکھ کر تیس میل پیدل سفر کرنا	۷۵۲
آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے	۷۵۳
دو پیروں کے درمیان والی چیز کی حفاظت پر جنت کی ضمانت	۷۵۳
پاؤں بھی زنا کرتے ہیں	۷۵۴

Marfat.com

قریش کی جوتی	۷۵۴
بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے کا ٹوٹا تسمہ عثمان علی خان کے سر کا تاج	۷۵۵
مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ میں جوتے اتارنا	۷۵۵
حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا چور کے پاؤں چومنا	۷۵۶
بشر کو حافی کہنے کی وجہ	۷۵۶
حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا علماء سے اپنے پیر نہ دبوانا	۷۵۷
ایک شخص کا مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے پیر کی انگلیوں کو آرام سے دبانا	۷۵۷
بیت الخلاء جاتے ہوئے حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے قدموں کا رک جانا	۷۵۷
مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا ہدیہ والے جوتے پہن کر کمرے میں چلنا	۷۵۷
مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا اپنے نواسے کو کوہاٹی چپل پہننے پر تنبیہ کرنا	۷۵۸
رئیس کا بوٹی کو جوتے سے ہٹانا	۷۵۸
انگڑائی لیتے ہوئے بیٹے کا جوتا باپ کی داڑھی میں جا لگا	۷۵۸
ریچھ کا بیل کے پاؤں سے چمٹنا	۷۵۹
جوتے کھا کر رزق کھانے والے کا واقعہ	۷۵۹
میں تو پاؤں میں روندنے کے قابل تھی	۷۶۱
شیخ سعدیؒ کا پیر سلامت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا	۷۶۲
حضرت خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ کا اپنے استاد حضرت بنوریؒ کے جوتے اٹھانا	۷۶۲
حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جوتا گم ہونا	۷۶۳
حضرت مولانا یعقوب صاحب کا وہمی شخص کے سر پر جوتے مارنا	۷۶۳

Marfat.com

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کا اپنے شاگرد کا وہم دور کرنے کے لئے جوتے مارنا	۷۶۳
حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو چمڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں وسوسہ	۷۶۴
حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنے رومال سے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کے پاؤں کو صاف کرنا	۷۶۵
مولانا رشید احمد گنگوہی کا اپنے طلباء کی جوتیاں اُٹھانا	۷۶۵
حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا آم کی گٹھڑی اٹھا کر چلنا	۷۶۶
مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا غریبوں کے جوتے مرمت کروانا	۶۷۶
حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ میں حاضری کے لئے تین میل کا فاصلہ پیدل طے کرنا	۷۶۸
چاند پر پہلا قدم رکھنے والے نیل آرم سٹرانگ (Neil Armstrong) کی اذانوں کی آوازوں پر حیرت کا اظہار	۷۶۸
بوعلی سینا کے خادموں کا شہزادے کے ہاتھ پاؤں باندھنا	۷۶۹
ایک سپاہی کا حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو جوتے مار کر معافی مانگنا	۷۷۱
شیخ سعید حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا تکلیف کی وجہ سے دورانِ تدریس پاؤں پھیلانا	۷۷۱
علی جانیں معاویہ جانیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حافظ صاحب کو کہو کہ جوتے بیچو	۷۷۲
داداجان کے جوتے کون اٹھائے گا؟	۷۷۳

Marfat.com

(فصل نمبر۱)

قدم اور فرشتے

۷۷۴	حضرت جبریل علیہ السلام کے سرخ قدم
۷۷۵	حضرت جبریل علیہ السلام کے پاؤں اللہ تعالیٰ کے سامنے لرزنا
۷۷۵	حضرت جبریل علیہ السلام کا اپنی ایڑی سے زمین کھودنا
۷۸۰	حضرت عزرائیل کا ایک پاؤں مشرق اور دوسرا مغرب میں
۷۸۱	حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے ستر ہزار فرشتوں کا پہلی مرتبہ زمین پر قدم رکھنا

(فصل نمبر۲)

وہ لوگ جن پر جوتا پھینکا گیا

۷۸۳	مصر میں احمدی نژاد پر جوتا پھینکنے کی کوشش
۷۸۳	بش پر پریس کانفرنس کے دوران دو جوتے پھینکے گئے
۷۸۴	آصف علی زرداری پر جلسے کے دوران جوتا پھینکا گیا
۷۸۵	سندھ ہائی کورٹ میں پیشی کے دوران پرویز مشرف پر جوتا پھینکا گیا
۷۸۶	سکھ صحافی کا بھارتی وزیر داخلہ کو جوتا مارنا

Marfat.com

(فصل نمبر۳) جوتا اور بین الاقوامی خبریں	۷۸۹
جوتے پر تائیوانی زبان میں علی سے ملتی جلتی تحریر اور کشمیر میں شیعہ کا مظاہرہ	۷۸۹
جوتے بنانے والی مشینیں	۷۹۰
کینیڈا (Canada) میں مسلمان نے اپنے جوتے ننگے پاؤں والے کو دیدیے	۷۹۰
انگلینڈ میں چپل اور لباس پر تنازع	۷۹۲
پیروں کا عاشق جوتوں کا چور	۷۹۳
(باب نمبر۱۳) جوتا اور قیامت	۷۹۴
قربِ قیامت بے ایمانی کا نشان پاؤں کے چھالے کی طرح	۷۹۴
انسان قیامت کے دن پانچ سوالوں کے جواب دینے سے پہلے پاؤں کو ہٹا نہیں سکے گا	۷۹۵
اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو بندوں کے پیروں کی انگلیوں کے پوروں پر کھڑے کر کے حساب کے لئے پیش کرنے کا حکم دینا	۷۹۶
کافر کے پاؤں کے نیچے سے عذاب	۷۹۷
قیامت کے دن کافروں کا اللہ تعالیٰ سے اپنے سرداروں کو پاؤں کے تلے روندنے کی درخواست کرنا	۷۹۷

Marfat.com

قیامت سے پہلے مسلمان ایسے لوگوں سے لڑیں گے جن کے جوتوں پر بال ہوں گے	۷۹۸
قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ہوں گے	۷۹۹
قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب	۸۰۰
دوزخی کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے	۸۰۱
کھولتے ہوئے پانی کا کافر کے قدموں کو پگھلا کر ریزہ ریزہ کرنا	۸۰۱
لوگوں کا جہنم کے اوپر سے پیدل چلنا	۸۰۲
قیامت کے دن لوگوں کا چہرے کے بل چلنا	۸۰۳
امت مسلمہ کی مثال گدھے کے پاؤں میں ایک نشان کی طرح	۸۰۳
قیامت کے قریب جوتے کے تسمے کا انسان سے گفتگو کرنا	۸۰۵
جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنے والے کے پاؤں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور	۸۰۵
جنت جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے	۸۰۶
رسول اللہ ﷺ کا جنت میں چلنا	۸۰۶
جنت میں ایک قدم کے فاصلے کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے	۸۰۷
جنت کی حور پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنوں تک زعفران سے بنی ہے	۸۰۸
کیا جنتی اور جہنمی جوتے پہنیں گے؟	۸۰۸
آگ کے تسمے	۸۱۵
اللہ تعالیٰ کا اپنی قدرت کے پیر کو جہنم میں رکھنا اور اس کا بھر جانا	۸۱۶

Marfat.com

انتساب

میں اس کتاب کو محسن، مشفق ومہربان ہستی.....

اپنی عظیم ماں.....کے نام

جنہوں نے بندۂ اثیم کی انگلی تھام کر پاؤں اُٹھانا سکھایا.....جوتے کا تسمہ باندھنے کا سلیقہ دیا.....زندگی کے خطرناک موڑ پر پاؤں پھونک پھونک کر رکھنے اور مصائب کی تیز وتند ہواؤں میں ثابت قدم رہنے کی تلقین کی.....،جن کے قدموں کے نیچے جنت ہے.....جن کی ممتا کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں چل کر احقر ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' کے موضوع پر قلم کو جنبش دینے کے قابل ہوا.....جنہوں نے بیٹے کی جدائی فقط اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے برداشت کی.....،جب طالب علم بیٹا پاکستان سے برطانیہ تھکے ہارے پاؤں کے ساتھ ماں سے ملنے آتا تو وہ جھوم اٹھتیں،مقصدِ زندگی کی طرف لوٹتے وقت سینے میں موجزن ممتا کا بحرِ بیکراں ٹھاٹیں مارتا تو وہ اشک کی صورت میں آنکھوں سے نکلتا،منہ موڑ کر دوپٹے کے پلو سے سیل رواں کو پونچھتے ہوئے کہتیں ''جا پترا اللہ دے حوالے،اللہ تینوں زندگی وچ کامیاں تے کامرانیاں دے''.... ماں کی آنکھوں کو اس طرح پرنم دیکھ کر لختِ جگر کے پائے استقلال لڑکھڑانے لگتے تو حوصلہ دیتے ہوئے کہتیں ''میرے پتر! میریاں دعاواں تیرے نال نیں''.....جن کی دعائے نیم شب میں اُٹھنے والے ہاتھوں کے طفیل رب ذوالمنن نے بندۂ سیاہ کار کے قدموں کو تحصیلِ علم اور خدمتِ دین کے لئے قبول کیا.....جن کی حوصلہ افزائی سے احقر کے پیر تالیف وتصنیف کی پرخار وادی کے نشیب وفراز میں پھسلنے سے محفوظ رہے.....جنہوں نے اس کتاب کی تالیف کے دوران اپنے قیمتی اوقات احقر کے ساتھ

Marfat.com

کتب خانہ میں گزارے، جن کی زیرنگرانی کئی طالبات نے قرآن مجید کو اپنے سینوں کی زینت بنایا.....، جن کے وجودِ باسعادت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے خیر و رحمت اور ہدایت کے ایسے ایسے دروازے کھولے ہیں، جو پہلے وہم وگمان میں بھی نہیں تھے، معنون کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں۔ اور ان کی خدمت میں یہی کہتا ہوں کہ: اے میری ماں!

میری ماں کی عظمت مرے روبرو ہے
اسی کی محبت فقط جستجو ہے
اگر کوئی رشتہ ہے چاہت کے قابل
فقط میری ماں ہے یہی آرزو ہے
زمیں پر بھی تو ہے فلک پر بھی تو ہے
میرے دل کے محمل میں تو کو بکو ہے
تیری ہر خوشی پر میں صد بار صدقے
تو ہی تو ہے محفل تو ہی گفتگو ہے
تیرا ساتھ ہر دم رہے ہر قدم پر
یہی آرزو ہے یہی آرزو ہے

Marfat.com

پیش لفظ

مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس امت کو ایک ایسی شریعت سے نوازا ہے جو زندگی کے تمام گوشوں کے بارے میں انسانیت کی رہنمائی کرتی ہے، خوشی ہو یا غم، دکھ ہو یا سکھ، حالات موافق ہوں یا ناموافق، کوئی زمانہ اور کوئی مقام ہو، ہر جگہ نبوت محمدی ﷺ کا چراغ ہمارے لیے مشعل راہ کا کام کرتا ہے، جیسے انسان کی تمام حالتوں اور تمام کیفیتوں کے بارے میں اس نے رہنمائی کی ہے، اسی طرح انسان سے متعلق سر سے پاؤں تک جسم کا کوئی حصہ اور انسان کے استعمال میں آنے والی کوئی شئی نہیں، جس سے متعلق شریعت کی تعلیمات موجود نہ ہوں، جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گوہر نایاب تلاش کرنے کا ذوق دیا ہے وہ ہر دور میں نادر مضامین کا انتخاب کرتے ہیں، اور ان پر تحقیق کر کے علم کی دنیا میں نئی نئی سوغات پیش کرتے رہتے ہیں، ایسے ہی حوصلہ مند اور بلند ہمت لوگوں میں ایک محبی فی اللہ جناب شبیر احمد عثمانی زیدت حسناتہ (ناظم مدرسہ حراء ڈیوزبری، برطانیہ) بھی ہیں، وہ اچھوتے موضوعات کا انتخاب کرتے ہیں، اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے۔

یوں تو پیر انسان کا سب سے نچلا حصہ ہے اور بعض لوگ پیر اور جوتے کا لفظ حقارت آمیز انداز پر بھی استعمال کرتے ہیں، لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پاؤں انسان کے لیے قدرتی سواری ہے، پیدا ہونے کے سال، ڈیڑھ سال کے بعد سے یہ زندگی کی آخری سانس تک انسان کا ساتھ دیتا ہے، پاؤں ہی کے ذریعہ ہم ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہیں، سفر کرتے ہیں اور اپنی بے شمار ضروریات کو پوری کرتے ہیں، پاؤں کی قدر و قیمت اس شخص سے پوچھئے جو پاؤں کی نعمت سے محروم ہو جس کا ایک یا دونوں پاؤں کاٹ دیا گیا ہو یا جو معذور ہو گیا ہو اور چلنے پر قادر نہ ہو یا جس کے پاؤں میں لنگ ہو، جو چلنے میں دشواری محسوس کرتا ہو اور اس سے بڑھ کر لوگوں کی تمسخر آمیز نگاہوں اور طنز آمیز الفاظ کے زخم نے اسے رنجیدہ کر رکھا ہو، اسی لیے کوئی شبہ نہیں کہ پاؤں بہت بڑی نعمت ہے۔

پاؤں سے متعلق شریعت کے بہت سے احکام ہیں، اور کیوں نہ ہوں کہ اس سے وضو اور نماز جیسی عبادت کا لازمی جزء بنایا گیا ہے اور خیر کے بہت سے کام ہیں جو ان ہی قدموں کے ذریعہ انجام دئے جاتے ہیں، جیسے سر کے ساتھ ہمیشہ ذہن میں ٹوپی کا تصور ابھرتا ہے، وہیں پاؤں کے ساتھ جوتوں اور موزوں کا، اسی لیے مؤلف نے پاؤں، ساتھ ساتھ جوتوں اور موزوں سے متعلق احکام بھی اس کتاب میں شامل کئے ہیں، اس طرح پاؤں، جوتے اور موزے سے متعلق ان تمام باتوں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جن کا قرآن وحدیث میں ذکر آیا ہے یا جس سے متعلق مسائل فقہ کی کتابوں میں آئے ہیں، اس لیے کوئی شبہ نہیں کہ یہ تالیف اپنے موضوع پر نہایت جامع ہے اور نئے انداز کی علمی کاوش ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ مولف نے جو کچھ لکھا ہے معتبر کتابوں، مستند مراجع کے حوالے سے لکھا ہے اور عربی مآخذ کے علاوہ اردو کی اہم کتابوں سے بھی استفادہ کیا گیا ہے، زبان بھی عام فہم ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولف کی سابقہ علمی کاوشوں کی طرح اس نئی کوشش کو بھی قبول فرمائے اور ان کی قلمی کاوشوں میں تسلسل، دوام اور استمرار باقی رکھے۔ (آمین)

خالد سیف اللہ رحمانی
ناظم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد (انڈیا)
جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

Marfat.com

تقریظ

حضرت مولانا مفتی عتیق احمد قاسمی بستوی صاحب زید مجدہ

علم وتحقیق کا سمندر ناپیدا کنار ہے، انسان عمر بھر اس سمندر میں غواصی اور غوطہ زنی کرتا رہتا ہے تو چند قطرے اس کے ہاتھ آتے ہیں، اور یہی چند قطرے اس کی سعادت، شہرت اور مقبولیت کا ذریعہ بنتے ہیں، خوش بخت ہیں وہ لوگ جن کی علمی کاوشیں اور سرگرمیاں اللہ جل شانہ کی خوشنودی، دین اسلام کی نصرت و دفاع اور احکام دین کی تشریح و بیان کے لئے ہوں، ورنہ انسان کی حیات مختصر اور اس کا سرمایہ علم مختصر تر ہے۔

دور قدیم سے ہمارے اسلاف نے تصنیف وتالیف کے مختلف طریقے ایجاد کیے جن میں سے ہر ایک کی افادیت وخصوصیت ہے، ان میں سے ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کسی علم کا انتہائی مختصر اور محدود موضوع لے کر اس پر بحث وتحقیق کی جائے، اور اس کے تمام مسائل اور گوشوں کا احاطہ کیا جائے۔ اس کی پوری کوشش کی جائے کہ اس مختصر موضوع کا کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے اور کوئی گوشہ تشنۂ تحقیق باقی نہ رہے۔ محدثین اس طرح لکھی گئی کتاب کو ''جزء'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں مثلاً امام بخاری کے رسائل ''جزء رفع اليدين في الصلاة'' ''جزء القرأة خلف الامام'' وغیرہ۔

دوسرے علوم وفنون میں بھی یہ طریقہ وتصنیف رائج رہا ہے اور اہل علم کے قلم سے اجزاء اور رسائل تصنیف ہوتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔

ہمارے دوست برطانیہ کے نوجوان عالم ومصنف جناب مولانا شبیر احمد عثمانی (جن کا نام تیمناً علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر رکھا گیا ہے) اسی نوع کی تصنیف کے گرویدہ حوصلہ مند عالم ہیں۔

Marfat.com

برطانیہ کے حالیہ سفر (جون، جولائی ۲۰۱۴ء) اپنی تازہ کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' کے کتابت شدہ اوراق انہوں نے مجھے مطالعہ اور تقریظ کے لئے دیے۔ میں نے جستہ جستہ اس پر نظر ڈالی، مختلف مقامات سے مطالعہ کیا تو مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ انتہائی مختصر سے موضوع پر انہوں نے کتنا عظیم اور ضخیم ذخیرہ اہل علم کے لئے یکجا کر دیا ہے اور اس قصر علمی میں لعل وجواہر کہاں کہاں سے جمع کیے ہیں ان کی محنت وریاضت اور ذوق جستجو کی داد نہ دینا ناانصافی ہوگی۔

قرآن، احادیث نبویہ اور فقہ اسلامی کے ذخیرے کو کھنگال کر انہوں نے پیروں اور جوتوں اور ان کے متعلقات پر زبردست علمی گلدستہ تیار کر دیا ہے، جس کی خوشبو انشاء اللہ تعالیٰ علمی حلقوں میں پھیلے گی۔

زیرِ نظر کتاب میں پیروں اور جوتوں سے متعلق قدیم مسائل کو جمع کرنے کے ساتھ ان سے متعلق نئے پیش آمدہ مسائل کو بھی بحث وتحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے جن میں ایک سے زائد آراء کی گنجائش ہے۔

میری دعا ہے کہ نوجوان مصنف کی یہ کتاب علمی حلقوں میں قبولیت حاصل کرے اور مصنف کا رہوار قلم تیز گامی کے ساتھ اپنا سفر جاری رکھے اور علوم وفنون کے گلستان میں نئے نئے پھول کھلاتا رہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس امت میں تحقیق وتصنیف کا کارواں برابر محوسفر رہے گا، اسلاف کے علمی سرمایے میں اخلاف اضافہ کرتے رہیں گے اور امت محمدیہ انشاء اللہ تعالیٰ کبھی بانجھ نہ ہوگی۔

عتیق احمد قاسمی بستوی
خادم تدریس دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنو
وارد حال ڈیوزبری، برطانیہ، مسجد حراء
۲۸ جون ۲۰۱۴ء/۲۹ شعبان ۱۴۳۵ھ

Marfat.com

تقریظ:

حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب مدظلہم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم اما بعد!

بحیثیت مسلمان ہونے کے ہر فرد پر لازم ہے کہ اپنی زندگی کے تمام نشیب وفراز نشست و برخاست حتی کہ لباس خوراک میں بھی احکام اسلام کا تابع رہے، من چاہی کی بجائے رب چاہی زندگی بسر کرے۔

محترم عزیزم مفتی شبیر احمد عثمانی زیدہ مجدہ کی کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' کا مسودہ بذریعہ ڈاک موصول ہوا۔ ماہ رجب وشعبان میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی امتحانی مصروفیات میں گزر گیا۔ اب ماہ مبارک میں کچھ فرصت ملی تو عزیزم موصوف کی کتاب کا چیدہ چیدہ مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ حضرت مفتی صاحب موصوف نے بڑی محنت سے ہر بات کو مدلل ذکر کیا ہے۔ پاؤں اور جوتوں کی مناسبت سے ایسے واقعات بھی درج فرمائے جو عموماً لوگوں کی معلومات میں نہیں ہیں۔ مذکورہ کتاب اپنے موضوع پر شاید کہ پہلی تصنیف ہو۔ اللہ جل شانہ کتاب مستطاب کو شرف قبولیت سے نوازے۔ عزیزم موصوف اور قارئین کرام کے لئے فلاحِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

آخر میں حضرت مفتی صاحب زیدہ مجدہ سے گزارش ہے کہ کتاب پر نظر ثانی فرمادیں کتابت کے ساتھ بعض جملے قابلِ اصلاح معلوم ہوتے ہیں۔

دعاؤں کا محتاج

حامد حسن

دارالافتاء دارالعلوم کبیر والا، ۱۴ رمضان المبارک ۱۴۳۵

Marfat.com

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ریاض محمد بٹگرامی مدظلہ

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی حفظہ اللہ فاضل جوان اور علمی وتحقیقی ذوق کے حامل، مطالعہ اور ورق گردانی کے شوقین عالم دین ہے۔ مولانا کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ تحقیق ومطالعہ کے ساتھ قلم وقرطاس سے بھی بڑا شغف رکھتے ہیں۔ اس سے قبل موبائل فون سے متعلقہ ''موبائل فون کے ذریعہ نکاح وطلاق'' نامی کتاب تصنیف کر چکے ہیں، مذکورہ کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' اسی سلسلہ کی دوسری کڑی ہے۔[1]

اس کتاب میں موصوف نے پیروں، جوتوں اور ان سے متعلقات کے بارے قرآن وسنت اور تاریخ کی روشنی میں بہت اہم معلومات جمع کی ہیں، فقہی مسائل، شرعی حکمتیں مصالح وفوائد، آداب ومستحبات، مسائل متفرقہ، نبی علیہ السلام کے پاؤں اور جوتوں کی تفصیل اور متعلقہ معلومات، شرعی احکام کی سائنسی توجیہات، متعلقہ تاریخی اور دلچسپ واقعات کو باحوالہ لکھا ہے، مضامین وعنوانات، حوالوں اور اہم ضروری مواد سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نے اس سلسلہ میں عرق ریزی اور بہت محنت سے کام لیا ہے۔

بندہ نے اس کتاب سے استفادہ کیا ہے بڑی دلچسپ اور معلوماتی کتاب ہے۔

ریاض محمد بٹگرامی

دارالافتاء تعلیم القرآن، راولپنڈی

۱۴۳۵/۹/۲۵

---

[1]..... بندۂ ناچیز کی اس سلسلہ کی یہ تیسری کڑی ہے، اس سے قبل احقر اللہ کے فضل سے ''خوشبو کے فضائل واحکام'' نامی کتاب لکھ چکا ہے۔ عثمانی

Marfat.com

تقریظ

استاذ مکرم حضرت مولانا مفتی یوسف ساچا صاحب دامت برکاتہم

(استاذ حدیث دارالعلوم دعوۃ الایمان، بریڈفورڈ)

مولانا مفتی شبیر احمد عثمانی سلمہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف ''پیروں اور جوتوں کے فضائل واحکام'' کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا، مولانا نے اس کتاب میں پیروں اور جوتوں کے مسائل واحکام کو بحوالہ کتب یک جا کرنے کی کوشش کی ہے، بندہ نے اول تا آخر اس کو دیکھا اور بعض مقامات پر اصلاحی مشورہ بھی دیا جو انہوں نے وسعت قلبی کے ساتھ قبول کیا، یہ بڑی خوبی کی بات ہے، کتاب عوام وخواص اور اہل علم کے لئے مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس تازہ تالیف کو قبول فرما کر مؤلف کے لئے صدقہ جاریہ بنائے اور اسے ان کے لئے جنتی جوتوں کے حصول کا ذریعہ بنائے۔

Marfat.com

تقریظ:

حضرت مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب مدظلہ

Muhammad Tahir Masood

Mohtamim Jamia Miftah-ul-Uloom
Sargodha-Pakistan
Member Maglis-e-Amla Wifaqul Madaris
Al-Arabia Pakistan
Masaool Wifaqul Madaris Al-Arabia Pakistan
Sargodha Division.

محمد طاہر مسعود

○ مہتمم :۔۔۔ جامعۃ مفتاح العلوم، سرگودھا۔
○ رکن :۔۔۔ مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیۃ پاکستان
○ مسئول : وفاق المدارس العربیۃ پاکستان۔ سرگودھا ڈویژن

تاریخ _____

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام میں زندگی کے ہر شعبہ کے لیے رہنما اصول، عقائد سے لے کر اخلاقیات تک کی تعلیم، روزمرہ استعمال ہونے والی اشیاء کے بارے شرعی احکام اور رہنمائی موجود ہے۔

شریعت اسلامیہ نے انسانی اعضاء میں سے ہر عضو کے متعلق تفصیلی احکام عطا کیے ہیں، اس حوالے سے انسانی اہم عضو پاؤں کی اپنی جداگانہ حیثیت ہے، چنانچہ پاؤں کے بارے میں بھی شریعت اسلامیہ میں احکام، واقعات اور آداب وغیرہ بیان کیے گئے ہیں۔

ہمارے برادر مکرم، محقق عالم دین حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی مدظلہم رئیس مدرسہ ودارالافتاء الحراء ڈیوزبری، برطانیہ نے اس سے پہلے "خوشبو" کے متعلق اسلامی احکام کو مدلل انداز میں تحریر فرمایا، اب پاؤں اور جوتوں کے احکام وآداب کو مختلف ابواب میں ترتیب دیا ہے، اپنے موضوع پر یہ انتہائی جامع اور پہلی کتاب ہے، پاؤں اور جوتوں کے شرعی احکامات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ متعلقہ مختلف واقعات کو بھی تحریر کیا گیا ہے، موصوف کی یہ انتہائی عمدہ علمی کاوش ہے، اہل علم اور عوام الناس سمیت زندگی کے ہر شعبہ سے وابستہ طبقہ کے لیے مفید ہے، ہر مسلمان کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

حق تعالیٰ حضرت مدظلہم کی اس محنت کو قبول فرمائیں، اسے مسلمانوں کیلئے فائدہ مند اور حضرت کے لیے صدقہ جاریہ اور نجات کا ذریعہ بنائیں۔

والسلام

محمد طاہر مسعود

خادم الحدیث والطلبہ بجامعہ مفتاح العلوم سرگودھا، پاکستان
رکن مجلس عاملہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان
۱۴۳۵/۱۰/۱۷ھ

جامعۃ مفتاح العلوم سرگودھا چوک سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا پاکستان
Ph: 048-3213297 - 3220758 Fax: 048-3212111 Mob: 0300-9600464 0321-9600464

Marfat.com

تعارف کتاب وصاحب کتاب

حضرت مولانا مرغوب احمد لاجپوری صاحب مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مذہب اسلام کی ہمہ گیریت وعالمگیریت' اس کے احکام میں عدل ووسط کے ساتھ اس کی وسعت' اہل انصاف سے پوشیدہ نہیں، غیر تک نے اس کی گواہی دی بلکہ گواہی دینے پر مجبور ہوئے۔ اسلام کی وسعت کا اندازہ اس کتاب سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف قدم اور جوتوں تک کے موضوع پر ایک صاحب قلم نے تحقیق شروع کی تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوگئی، بظاہر یہ کوئی ایسا موضوع نہیں تھا، جس پر اس قدر مواد ہوسکتا ہو اور جمع کیا جا سکتا ہو، مگر دین اسلام کا کمال ہے کہ اس نے اپنے ہر حکم کی طرح اس بارے میں وہ رہنمائی کے اصول بیان فرمادیئے ہیں، جس کی نظیر مذاہب عالم میں ممکن نہیں۔

اسلام نے سر اور اس کے بالوں سے لے کر پیر اور اس کے ناخن تک کے بارے میں جو تعلیمات امت کو دی ہیں' زیر نظر کتاب ان تمام تفاصیل کی حامل ہے۔

راقم نے مؤلف کتاب مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی مدظلہم وزید مجدہم کے حکم کی تعمیل میں اس پر تقریظ وتأثر لکھنے کا ارادہ کیا تو صرف عنوانات دیکھ کر ہی میری حیرت انتہا کو پہنچ گئی کہ مؤلف نے کس قدر محنت شاقہ سے قرآن وحدیث اور فقہی جزئیات واسلاف کے واقعات سے اس کتاب کو مزین فرمایا۔ موصوف کی محنت کا صحیح اندازہ وہ کرسکتا ہے جس نے اس وادی میں قدم رکھا اور جسے ان مرحلوں سے واسطہ پڑا ہو۔

پیر اور جوتوں کا وجود آج سے نہیں' پہلے انسان اور اللہ تعالیٰ برگزیدہ بندے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے ہے اور آج تک برابر چلا آرہا ہے، اور تا قیام قیامت چلتا رہے گا۔

خود قرآن کریم نے آیت وضو میں ''وارجلکم'' سے اور حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ''واخلع نعلیک'' سے پیر اور جوتے کا حکم بتلا دیا، پھر احادیث شریفہ اور فقہائے

Marfat.com

امت کے اجتہادات نے تو اپنی فطری فقاہت اور اللہ کے فضل وکرم اور شان تفقہ سے جو کچھ بیان کیا اس کی ایک ادنی جھلک اس کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے۔

کتاب کیا ہے؟ اپنے موضوع پر ایک موسوعہ' ایک انسائیکلو پیڈیا اور معلومات کا بہترین عمدہ خزانہ۔ اس میں قرآن کریم بھی ہے' احادیث نبوی بھی، آثار صحابہ بھی ہیں اور اقوال سلف بھی، فقہی جزئیات بھی ہیں، تاریخ وسیر اور واقعات وقصص بھی۔ آم کا مزہ چکھے بغیر بیان سے سمجھنا مشکل ہے، اسی طرح کتاب کا تعارف عبارت اور الفاظ میں کرانا مشکل ہے، اس کا مزہ تو بس مطالعہ ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

موصوف نے شروع میں قرآن کریم اور احادیث مبارک کے بعد ارکان اربعہ: نماز (اور اس کے ضمن میں طہارت' وضو' غسل، جوتے بعض مرتبہ خنزیر کے چمڑے سے بنائے جاتے ہیں ایسے جوتے کا کیا حکم ہے؟ اس پر بھی سیر حاصل کلام کر کے اسی سے متعلق دباغت کے احکام میں بھی بہترین باتیں لکھدی ہیں) زکوۃ' روزہ اور حج کے مسائل میں پیر اور جوتے کے احکام کیا کیا ہیں؟ ان کو بڑے سلیقہ اور ایک خاص طرز تحریر سے مرتب کر کے ایک کہنہ مشق مصنف ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ درمیان میں مسح علی الخفین پر بھی بڑی نفیس اور قابل مطالعہ بحث فرمائی ہے۔

درمیان بحث بعض ایسے جزئیات بھی شامل کئے گئے ہیں جس کی طرف جلدی ذہن منتقل نہیں ہوتا، مثلا: جیکٹ میں ناپاک جوتے اور چپل رکھ کر نماز پڑھنا، پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دونوں سرین رکھ کر سونے کا حکم وغیرہ۔ واقعی ان جزئیات کے شمول میں موصوف کی وسعت نظری اور فقہی سمجھ بوجھ کا ایک بین ثبوت موجود ہے۔ قدم کے ذیل میں صف کے احکام، جوتا پہن کر نماز پڑھنے کے مفید مسائل وغیرہ بھی خوب آگئے ہیں۔

قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کی جو بدعت اس وقت بعض عربوں میں جاری ہوگئی ہے، اس پر بھی نکیر کی، میرا خیال ہے یہاں صرف فقہی جزئیہ کے علاوہ "ابوداؤد شریف" کی یہ حدیث بھی بطور دلیل لکھنے کی ضرورت ہے، اس لئے ایک طبقہ کا ذہن اس وقت صرف حدیث

Marfat.com

حدیث کا نعرہ لگا نارہ گیا، اور وہی حضرات قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر سونے و بیٹھنے کے قائل ہیں۔ حدیث یہ ہے:

ایک شخص نے کچھ لوگوں کی امامت کی' اسے تھوک آیا تو قبلہ کی جانب تھوک دیا، آنحضرت ﷺ یہ دیکھ رہے تھے، جب نماز سے فارغ ہوئے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں سے آپ ﷺ نے فرمادیا کہ: یہ شخص آئندہ تمہاری امامت نہ کرے، اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو اسے روک دیا اور بتایا کہ آپ ﷺ نے اس کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے، یہ شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آیا اور اس واقعہ کا تذکرہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں میں نے کہا تھا، راوی کہتے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ: تم نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی تھی۔ (ابو داؤد: ص ۷۶، ج ۱، باب فی کراھة البزاق فی المسجد۔ فتاوی رحیمیہ ص ۷۹ ج ۹)

اس واقعہ میں بڑی دلیل ہے کہ قبلہ کا ادب کیا جانا چاہیے، آپ ﷺ نے تو صرف قبلہ کی طرف تھوکنے پر امامت کو پسند نہیں فرمایا، اب جو لوگ قبلہ طرف بلا کسی ضرورت کے پیر پھیلا کر بیٹھتے ہیں یا سوتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے۔

عجیب بات ہے موصوف نے کہاں کہاں سے ان مسائل کی تحقیق کی اور کیسے کیسے جزئیات کو تلاش کر کے ان کو جمع کیا، جیسے ''جوتا اور اذان واقامت'' ''قدم' جوتا اور امامت'' کے تحت عجیب مسائل لکھے گئے ہیں۔ پھر سنن ونوافل اور جوتے کے مسائل، جنازہ' پیر اور جوتے کے مسائل، جوتا اور مفسدات ومکروہات نماز کے مسائل، جوتا اور سجدۂ تلاوت کے مسائل، جوتا اور فدیہ کے مسائل وغیرہ باحوالہ جمع کئے گئے ہیں۔

یہ میں نے صرف نماز کی کچھ تفصیل عرض کردی، اسی پر قیاس کر کے زکوۃ' روزہ اور حج کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

پھر معاشرتی مسائل میں جوتا اور نکاح' جوتا اور مہر' جوتا اور طلاق' جوتا اور رجعت وغیرہ کے کئی مسائل اور جزئیات بڑی عمدگی اور محنت سے مرتب کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

ایک مستقل باب قائم کر کے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی تفصیل، چال کا انداز، نعلین مبارک کی بحث اور اس ضمن میں بڑے قابل قدر اور عمدہ واقعات نے کتاب کی افادیت میں چار چاند لگا دیئے۔

''جوتا اور صحابہ کرام'' کے عنوان کے تحت بھی خوب قصص وحکایات لکھ کر بڑی دل چسپ معلومات جمع کر دی گئی ہیں۔

''پیر اور خواب'' کا عنوان اور اس کے تحت عجیب وغریب خوابیں اور ان کی تعبیریں پڑھنے کے قابل ہیں۔

''پیر، جوتا اور قیامت'' کا عنوان قائم کر کے آخرت کی یاد کی طرف بھی متوجہ کیا گیا اور اس باب میں عذاب وسزا کی احادیث اور واقعات لکھ دیے کہ قدموں کا استعمال کس طرح کیا جانا چاہیے، اس کو بیان کیا۔ یہ اہم باب بھی موت کی یاد اور اس کی تیاری اور آخرت کی طرف قدم بڑھانے کا ذریعہ ہے۔

پیروں اور جوتے کے آداب میں بڑے قیمتی آداب لکھے گئے ہیں۔ پھر پیروں اور جوتوں کے مسائل کے عنوان سے فقہی جزئیات کا ایک بڑا قیمتی ذخیرہ ناظرین کے لئے بڑے خاصے کی چیز ہے۔ جوتے کی بیع کے متعلق بیوع کا بیان بھی آ گیا ہے۔

آخر میں جوتوں کے مختلف واقعات کے عنوان سے بڑے قابل رشک اور قابل اتباع اکابر کے واقعات اور قصص کا بڑا مفید اضافہ کر کے رہنمائی کا ایک راستہ بتا دیا گیا ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ ہو سکتا ہے کہ جوتے اور پیر کے احکام پڑھ کر بھی اگر قدم غلط جگہ چلے اور چلتے رہے تو ایسا شخص دنیا ہی میں جوتے کھانے کے قابل ہے، اسی لئے بعض اکابر کے جوتے سے اصلاح کے قصص بھی آخر میں لکھے گئے ہیں۔

ایک بات کا اضافہ کر کے راقم انگلی کٹا کر شہید میں نام لکھانا چاہتا ہے۔ اسلام میں عصبیت کو بڑا مہلک مرض شمار کیا گیا ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اس عصبیت والے فعل پر کس طرح نادم ہو کر سزا تجویز فرمائی اور قیامت تک امت کو کیسی تعلیم عنایت

Marfat.com

فرما گئے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مجھ میں اور ایک شخص میں آنحضرت ﷺ کے سامنے تکرار ہوگئی میں اس کو کہہ بیٹھا ''یا ابن السوداء '' او کالی عورت کے بچے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر!

''طف الصاع طف الصاع لیس لابن البیضاء علی ابن السوداء فضل ''

یعنی دونوں پلے برابر ہیں گوری عورت کے بچے کو کالی عورت کے بچے پر کوئی فضیلت نہیں۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا تو میرے رخسار کو پامال کر۔

امام غزالی رحمہ اللہ اس واقعہ کو نقل کر کے تحریر فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کس طرح آگاہ فرمایا جب معلوم کیا کہ یہ اپنے آپ کو بہتر سمجھتے ہیں اس نظر سے کہ گوری عورت سے پیدا ہوئے ہیں اور یہ ان کی خطا اور نادانی ہے۔

اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے کیسی توبہ کی اور اپنے نفس سے کبر کی جڑ کس طرح اکھاڑی کہ جس پر تکبر کیا تھا اسی سے کہا کہ اپنا تلوا میرے رخسار پر مل، کیونکہ انہوں نے جان لیا کہ عزت کی جڑ بدون ذلت کے نہیں جاتی۔

(مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین، ص ۵۳۴، ج ۳۔ مرغوب الرسائل ص ۱۰۵ ج ۲)

الغرض کتاب بہت ہی قابل قدر اور لائق مطالعہ ہے، ہر مکتب و کتب خانہ میں اس کا ہونا نہایت ضروری ہے، امید کہ ارباب مدرسہ، اس کے حصول کی کوشش فرما کر وسعت ظرفی کا مظاہرہ فرمائیں گے۔ حضرات علماء وطلبہ سے بھی اس قیمتی گوہر کو لے کر فائدہ اٹھانے کی درخواست کی جانی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کی اس کوشش کو بارآور فرمائے اور اس نوع کے مزید ذخائر کے آنے کا ذریعہ بنائے، آمین۔

مرغوب احمد لاجپوری

Marfat.com

عرض مؤلف

احقر اپنے مدرسہ حرا (سٹین کلف، ڈیوزبری، برطانیہ) میں جمعہ کی نماز پڑھا رہا تھا کہ تشہد میں بیٹھے ہوئے ذہن میں اچانک خیال آیا پیروں اور جوتوں کے احکام پر کچھ لکھنا چاہیے، پھر میں نے اس خیال کو دماغ سے جھٹک کر نماز کی طرف توجہ شروع کی، نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے بعد پھر اس سوچ نے مجھے اپنے بنور میں پھنسالیا، تو میں نے اپنے آپ سے کہا کہ اس موضوع پر کیا ایک مکمل کتاب لکھی جاسکتی ہے؟ اسی الجھن اور کشمکش میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے باری تعالیٰ! نماز میں اس طرح کا خیال آنا یقیناً یہ تیری طرف سے ہے، تو نے ہی اس موضوع کو میری ذہن میں ڈالا ہے، اور تو ہی میرے سینے پر اس موضوع سے متعلق تمام علوم کی ضیاپاشیاں کرنے والا ہے، چنانچہ مدرسہ سے گھر آنے تک احقر کے دماغ میں اس موضوع سے متعلق ایک مکمل کتاب کا خاکہ تیار ہو چکا تھا۔ مزید برآں تحقیق کرنے سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اس موضوع پر کسی قلم نے مستقل کتاب تحریر کرنے کے لئے حرکت نہیں کی، جس سے اس موضوع پر قلم اُٹھانے کی تمنا مزید انگڑائیاں لینے لگی، ظاہر ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے دین میں تشنگی نہیں رکھتے اور اس کام کے لئے کسی کو بھی چن سکتے ہیں۔

" وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ "

حقیقت یہ ہے کہ یہ ادنی کاوش میدانِ علم وتحقیق کے سمندر میں ایک قطرہ کی حیثیت رکھتی ہے، یوسف علیہ السلام کو جب نیلام عام کے لئے پیش کیا گیا جہاں یوسف علیہ السلام کو خریدنے کے لئے بڑے بڑے اہل ثروت اپنی دولت کو پیش کرنے کے لئے سرگرداں تھے، تو مصر کی ایک بڑھیا سوت کی دو نلکیاں لے کر یوسف علیہ السلام کے خریداروں میں صرف اپنا نام شمار کرانے کے لئے حاضر ہوگئی تھی، تو بے مایہ، علم وحکمت سے ناآشنا بندہ عثمانی بھی اپنی

Marfat.com

یہ "بضاعة مزجاة" لے کر بازارِ تصنیف وتالیف میں اس آس پر حاضر ہوا کہ کل بارگاہِ جل مجدہ میں وارثینِ علم نبوت اور علم وتحقیق کے سمندر کے غواص علماء کے قدموں میں جگہ میسر آجائے۔

بلبل ایں ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

میں اس نعمت پر اس خدائے برحق کا شکر گزار ہوں، جس نے نہ صرف حضرت انسان کو گوشت کے لوتھڑوں سے پیدا فرمایا، بلکہ کائنات کی یہ بستی آباد فرمائی، آسمان کے ماتھے پر شمس وقمر کو روشن فرمایا،، دلکش اور دلربا ستاروں کے ذریعہ نیلے آسمان کو زینت بخشی، اور ان تمام کو انسان کی خدمت کے لئے متعین کر کے سر پر تاجِ خلافت سجا کر اس لبھانے والی، حسین وجمیل وادی میں بسایا، زبان کو طریقۂ تکلم عطا فرمایا، ہاتھ کو قلم پکڑنے کا سلیقہ سکھایا، قدم کو چلنے کا طریقہ سکھایا اور ذہن کو یہ قوت عطا کی کہ وہ سوچ وبچار سے اس خوبصورت وادی کی فضاء کو اپنا اسیر بنالے۔

اللہ وحدہ لاشریک نے حضرتِ انسان کو متوازن اور حسین وجمیل جسم عطا فرمایا، اور انسان کو یہ حکم دیا کہ وہ اس جسم کے ایک ایک عضو کو اپنے رب کے حکم کے مطابق استعمال کرے، اگر انسان اپنے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں استعمال نہیں کرے گا، تو قیامت کے دن انسانی جسم کے اعضا اللہ کے دربار میں اس انسان کے خلاف گواہی دیں گے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ"۔[1]

---

[1]....(سورة یس: رقم الآیة، ۶۵، پارہ، ۲۳)

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم آج کے دن ان کے مونہوں پر مہر لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہیاں دیں گے، ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے''۔

''حَتّٰٓی اِذَا مَا جَاءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ''۔[1]

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب وہ دوزخ تک پہنچ جائیں گے تو ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان (کے جسموں) کی کھالیں ان کے خلاف گواہی دیں گی ان اعمال پر جو وہ کرتے رہے تھے''۔

مذکورہ آیات سے معلوم ہوا کہ انسانی اعضاء قیامت کے دن اللہ کے دربار میں انسان کے خلاف گواہی دیں گے۔ شریعتِ مطہرہ نے حضرت انسان کو ایک مکمل ضابطۂ حیات عنایت فرمایا، جس کے سانچے میں اسے اپنے جسم کے اعضاء کو نہ کہ صرف ڈالنے کا حکم دیا، بلکہ ایک ایک عضو کو اس سانچے میں ڈالنے کی پوری پوری تعلیم بھی دی، طہارت میں، عبادات میں، نجی زندگی میں، معاشی اور معاشرتی زندگی میں، علمی و تحقیقی میدان میں اور کاروباری زندگی میں غرضیکہ ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق رہنمائی دی ہے۔

یوں تو جسم کا ہر عضو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، جس کا کوئی بدل نہیں، لیکن جسمانی اعضاء میں پیروں کو ایک خاص اور ممتاز مقام حاصل ہے، اس لئے کہ انسان انہی کے ذریعے اپنی زندگی کی منزل کی طرف چلنے کے ساتھ ساتھ اپنی خواہشات کو پروان چڑھاتا ہے، اور پھر ان ہی کی حفاظت کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو جوتے کی بھی نعمت کی عطا فرمائی، جس کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی پیروں کی، ہر دور میں جوتے کا استعمال ہوتا رہا اور اس کی

---

[1]....(سورۃ فصلت: رقم الآیۃ، ۲۰، پارہ، ۲۴)

Marfat.com

کیفیات تبدیل ہوتی رہیں، اسلام نے جوتے کے آداب واحکامات پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔

زیرِ نظر کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' قرآن وحدیث اور فقہ کے گہرے سمندر میں ان منتشر موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے کی ادنی کاوش ہے، جو کہ شریعتِ مطہرہ نے انسانوں کے لئے بیان کئے ہیں، اس کتاب میں احقر نے اپنی بساط کے مطابق ہر مسئلہ کے ساتھ حدیث یا فقہاء کی آرا کو نقل کرنے کی کوشش کی ہے، اور اسے مختلف ابواب میں ترتیب دیا ہے، پیروں اور جوتوں کے شرعی احکامات کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ جدید مسائل اور قدموں اور جوتوں کی مناسبت سے مختلف واقعات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

احقر کو اپنی کم علمی، تحقیقی وتخلیقی فن کی پیچیدگیوں، قرآن وحدیث وفقہ کے وسیع وعریض سمندر میں غوطہ زنی اور تیراکی میں ناتجربہ کاری، گلستانِ شریعت میں پھولوں کی مہکوں سے ناآشنائی اور الفاظ کے چناؤ میں کم فہمی کے اعتراف میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے۔ قارئین کو میری اس کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وآداب'' میں اگر حسن وخوبی کا کوئی پہلو نظر آئے، تو وہ محض توفیقِ ایزدی جل مجدہ کی وجہ سے ہے، اور اگر ان میں غلطیاں، نفس کی خواہشات اور طریقۂ تحریر میں کوتاہی کی آمیزش ہے تو وہ محض میری بے علمی وکم آگاہی کی وجہ سے ہوگا۔

آخر میں راقم الحروف اپنے والدین اور اساتذہ کی جوتیوں میں بیٹھنے کی برکت سے وجود میں آنے والی یہ چھوٹی سی سعی بارگاہِ رب ذوالمنن میں اس پکار اور عاجزانہ صدا کے ساتھ سپردِ قارئین کرتا ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کتاب کو اہل علم، اور عوام وخواص کے لئے نافع بنائے، اور احقر کے والدین، اساتذہ، معاونین، بہن بھائیوں، زوجہ اور اولاد کے لئے پیروں اور جوتوں کے عذاب سے نجات اور پل صراط پر پاؤں کے ڈگمگانے سے حفاظت کا

Marfat.com

ذریعہ اور جنتی جوتوں کے حصول کا سبب بنائے۔

شبیر احمد عثمانی

(خاکپائے علماء وخادم مدرسہ ودارالافتاء الحرا، سٹین کلف، ڈیوزبری، برطانیہ)

مدرسہ نمبر: 0044:1924 412315

موبائل نمبر: 0044:7783465233

ای میل: daruliftahira@hotmail.co.uk

usmaniwithflowerr@hotmail.co.uk

www.alhira.co.uk

2 William Street

Wf13 4Ay

Staincliffe,Dewsbury

United Kingdom

Marfat.com

ہدیہ تشکر

تمام تعریفیں اور تحمیدات اسی رب العالمین کے لئے، جس نے کائنات کو اپنے عجائبات سے مزین فرمایا، سورج اور چاند کے نظام کو بنایا، نیلے آسمان کو بلندی دے کر اس کی جبیں پر فرطۂ حیرت میں ڈالنے والے ستاروں کو اپنے اپنے کام پر لگا دیا، زمین پر اپنی نعمتوں کو نازل فرما کر انسانوں پر احسان فرمایا، حضرت انسان کو ساری مخلوق سے افضل بنایا، ہاتھ کو قلم پکڑنے کی صلاحیت سے نوازا، قدم کو چلنے کی صلاحیت عطا فرمائی، ننگے پاؤں والوں کو جوتا مہیا فرمایا، پھر گمراہی کے وسیع وعریض وادی میں پھسلنے والوں کے قدموں کو استقامت عطا فرمائی۔

ان گنت رحمتیں نازل ہوں شافع روزِ جزا پر، جنہوں نے انسانوں کو چلنے اور جوتے پہننے کا طریقہ بتایا، جس نے نماز باجماعت پڑھنے کے لئے اٹھنے والے قدموں کی اہمیت بتائی، جس نے گناہ کے کاموں کی طرف چلنے سے منع فرمایا، جس نے انسانوں کو جنتی جوتوں کو حاصل کرنے اور جہنم کے جوتوں سے بچنے کا طریقہ بتایا۔

کتاب کو ابتدائی تحریر سے لے کر منزلِ اشاعت تک کئی مرحلوں سے گزرنا پڑتا ہے، یہ ان تمام محبت کرنے والوں کا حق ہوتا ہے جو کسی بھی مرحلہ میں مصنف کے قدم بہ قدم چلیں کہ ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ کو حسن کا جامہ پہنایا جائے۔ چنانچہ.....

میں سب سے پہلے اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے احقر کو دینی علوم سے آراستہ کرنے کے لئے پیدل سفر کرنا برداشت کیا، جنہوں نے دنیا کی پُرفتن وادی میں احقر کے قدموں کو استقامت کا جامہ پہنایا، جنہوں نے بندۂ ناچیز کو جوتے پہننے کا ڈھنگ سکھلایا۔ دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ احقر کے سر پر ہمیشہ قائم ودائم رکھے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں اپنی بہنوں اور بھائی مولانا قاری ابوذر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کا انتہائی مشکور ہوں جن کی حوصلہ افزائی کی بدولت احقر اس کام کو انجام تک پہنچانے کے قابل

Marfat.com

ہوا۔ اسی طرح میں اپنے بہنوئی مولانا عامر الیاس صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے دورانِ تصنیف احقر کی راہنمائی کی۔

نیز میں اپنے استاد و شیخ حضرت مولانا مفتی یوسف ساچا صاحب زید مجدہ (استاذ حدیث دار العلوم دعوۃ الایمان، بریڈفورڈ) کا انتہائی مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے سفر کے دوران زیرِ نظر کتاب ''پیروں اور جوتوں کے احکام وفضائل'' کا مطالعہ ہی نہیں فرمایا بلکہ سایۂ شفقت رکھتے ہوئے احقر کی اصلاح فرمائی، مزید برآں اپنی مصروفیات کے باوجود احقر کو گھر بلا کر نہ صرف مفید مشوروں سے نوازتے رہے بلکہ مذکورہ کتاب پر تبصرہ بھی فرمایا۔ مجھے اپنے دوست حضرت مولانا مرغوب احمد صاحب لاجپوری زید مجدہ (ڈیوزبری) کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہیے جنہوں نے اپنی تصنیفی اور گھریلو مصروفیات کے باوجود کتاب ہذا کا تعارف لکھا۔ (فجزاهما الله تعالىٰ عني أحسن الجزاء)

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں اس موقع پر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب زید مجدہ (جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا) کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کا کتاب ہذا پر اظہارِ خیال احقر کے لئے بہت بڑا شرف ہے۔ فقہ اکیڈمی، تدریسی، گھریلو اور دیگر مصروفیات کے باوجود حضرت والا نے کتاب ہذا کا مطالعہ فرما کر احقر کے دل کو فرحت بخشی ہے، اس موقع پر حضرت مولانا عتیق احمد صاحب بستوی، قاسمی مدظلہ کو کیسے بھولا یا سکتا ہے جنہوں نے احقر کی درخواست پر انوکھے انداز میں کتاب ہذا پر تبصرہ پیش کیا۔

اسی طرح مفتی ریاض صاحب زیدہ مجدہ (صدر مفتی تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی)، مولانا مفتی طاہر مسعود صاحب زید مجدہ (جامعہ مفتاح العلوم، سرگودھا)، کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا جنہوں نے کتاب پر تبصرہ لکھ کر اپنے بڑے پن کا ثبوت دیا۔ نیز میں حضرت مولانا مفتی حامد حسن صاحب زید مجدہ (استاد حدیث دار العلوم کبیر والا) کا تہہ دل سے ممنون ہوں جنہوں نے احقر کے مسودے پر اپنے قلبی جذبات کو بیان فرمایا۔

Marfat.com

کسی بھی قلم کار کے لئے علمی وتحقیقی کام سرانجام دینے کے لئے ازدواجی اور خاندانی سکون بہت اہمیت کا حامل ہوا کرتا ہے، میں ام عمیرہ کا صمیم قلب سے مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے دلی وذہنی سکون مہیا فرما کر تصنیف کی خاردار وادی میں احقر کا سفر آسان فرمایا، دعا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کا، میرا اور اہل وعیال کا جنت کی طرف چلنا آسان فرمادے۔ (آمین یا رب العٰلمین).

میں اس موقع پر اپنے پھول رومیشہ، بُلبُل اور عمیرہ کا بھی شکر گزار ہوں جو دورانِ تصنیف اپنی مہکوں سے احقر کو مہکاتے رہے اور کتب خانہ میں اپنے بابا کے ساتھ ورق گردانی میں مصروف رہے۔ اللہ تعالیٰ میرے اس چمن کو ہمیشہ سلامت رکھے۔

مجھے اپنے رفیق عرفان صاحب (سرائے عالمگیر) اور اپنے عزیز اطہر افضل صاحب (سیشن جج، قصور) کا بھی شکر گزار ہونا چاہیے جن کے تعاون سے یہ کتاب پرنٹنگ کے مرحلہ سے گزر کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ (حفظهم اللّٰه تعالیٰ وجزاهم عنا خيرا الجزاء)

آخر میں ان تمام بہن بھائیوں کا مشکور ہوں جنہوں نے زبانی، بذریعہ ای میل یا ٹیلی فون احقر کی حوصلہ افزائی کی۔

العبد الضعیف

شبیر احمد عثمانی

Marfat.com

(باب نمبرا)

جوتے اور طہارت

وضو سے پاؤں کے صغیرہ گناہ دھل جاتے ہیں

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ أَوِ الْمُؤْمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَجْهِهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ نَظَرَ إِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَدَيْهِ كُلُّ خَطِيئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَإِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيئَةٍ مَشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ أَوْ مَعَ آخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتَّى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِنَ الذُّنُوبِ[1]

ترجمہ: ”جب بندہ مسلمان یا مومن (یہ راوی کا شک ہے) وضو کرتا ہے اور منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ سے وہ سب گناہ (صغیرہ) نکل جاتے ہیں جو اس نے آنکھوں سے کئے۔ پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ (جو منہ سے گرتا ہے یہ بھی شک ہے راوی کا)۔ پھر جب ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں میں سے ہر ایک گناہ جو ہاتھ سے کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے۔ پھر جب پاؤں دھوتا ہے تو ہر ایک گناہ جس کو اس نے پاؤں سے چل کر کیا تھا، پانی کے ساتھ یا آخری قطرہ کے ساتھ نکل جاتا ہے یہاں تک کہ سب گناہوں سے پاک صاف ہو کر نکلتا ہے“۔

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الطهارة/بَابُ خُرُوجِ الْخَطَايَا مَعَ مَاءِ الْوُضُوءِ ج ۱، ص ۲۱۵، رقم الحدیث ۲۴۴، دار إحياء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

قیامت کے دن پورا وضو کرنے والوں کے ہاتھ اور پاؤں کا چمکنا

نعیم بن عبداللہ مجمر سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ، ثُمَّ غَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ يَدَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي الْعَضُدِ، ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى حَتَّى أَشْرَعَ فِي السَّاقِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ. وَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْغُرُّ الْمُحَجَّلُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ إِسْبَاغِ الْوُضُوءِ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ فَلْيُطِلْ غُرَّتَهُ وَتَحْجِيلَهُ"[1]

ترجمہ: "میں نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو کرتے ہوئے انہوں نے منہ دھویا تو اس کو پورا دھویا۔ پھر داہنا ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ بھی دھویا۔ پھر بایاں ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو کا ایک حصہ بھی دھویا۔ پھر سر کا مسح کیا۔ پھر سیدھا پاؤں دھویا تو پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا۔ پھر بایاں پاؤں دھویا یہاں تک کہ پنڈلی کا بھی ایک حصہ دھویا۔ پھر کہا کہ میں نے رسول ﷺ کو ایسا ہی وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن پورا وضو کرنے کی وجہ سے تمہاری پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں سفید (نورانی) ہوں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی اپنی چمک کو بڑھانا چاہے تو بڑھائے (یعنی اپنے اعضاء کو خوب آگے تک دھوئے)

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الطهارة/بَابُ اسْتِحْبَابِ إِطَالَةِ الْغُرَّةِ وَالتَّحْجِيلِ فِي الْوُضُوءِ ج۱، ص۲۱۶، رقم الحدیث ۲۴۶، داراحیاء التراث العربي، بیروت)

Marfat.com

ٹخنہ کیا ہے؟

ٹخنہ پنڈلی کی وہ ابھری ہوئی ہڈی ہے جو پاؤں کے اوپر ہوتی ہے۔[1]

پاؤں کو ٹخنے سمیت دھونا فرض ہے

پاؤں کو ٹخنے سمیت دھونا فرض ہے۔

حمران (عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام) نے عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ:

" دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلاثَ مِرَارٍ، فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الإِنَاءِ، فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاثَ مِرَارٍ إِلَى الْكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ". [2]

ترجمہ: "انہوں نے وضو کا پانی منگوایا، پھر اپنے ہاتھوں پر برتن سے (پانی) ڈالا اور ان دونوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا، اس سے پانی

---

[1]....وَالْكَعْبُ هُوَ الْعَظْمُ النَّاتِئُ فِي السَّاقِ الَّذِي يَكُونُ فَوْقَ الْقَدَمِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء/الفصل الأول في فرائض الوضوء، ج ۱، ص ۵، دار الفكر)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/باب الوضوء ثلاثا ثلاثا، ج ۱، ص ۴۳، رقم الحديث ۱۵۹، دار طوق النجاة)

(وَالثَّالِثُ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ) وَيَدْخُلُ الْكَعْبَانِ فِي الْغَسْلِ عِنْدَ عُلَمَائِنَا الثَّلاثَةِ وَالْكَعْبُ هُوَ الْعَظْمُ النَّاتِئُ فِي السَّاقِ الَّذِي يَكُونُ فَوْقَ الْقَدَمِ كَذَا فِي الْمُحِيطِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ج ۱، ص ۵، دار الفكر)

"والثالث: غسل رجليه مع كعبيه". (نور الايضاح: كتاب الطهارة/فصل في الوضوء، ص ۲۰، المكتبة العصرية)

Marfat.com

لے کر کلی کی اور ناک صاف کی، پھر اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کر کے پیر کو تین مرتبہ دھویا، اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے اسی وضو کے مثل کرتے دیکھا، آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اس وضو کے مثل وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اپنے دل سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

اس اثر میں کعبین سے مراد پاؤں کے اوپر والے ٹخنے ہیں۔

وضو میں پیر کو ٹخنوں سمیت دھونے کا راز

پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے میں یہ راز ہے کہ وہ رگیں جو پاؤں سے دماغ کو پہنچتی ہیں وہ کچھ پاؤں کی انگلیوں سے اور کچھ ٹخنوں سے شروع ہوتی ہیں اور ان سب کو دھونے میں شامل کر لینے سے دماغ کے بخارات ردّیہ بجھ جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ پاؤں کا دھونا ٹخنوں تک وضو میں مقرر ہوا۔ "وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ "۔ یعنی پاؤں کو ٹخنوں تک دھولو۔

(۲)..... چونکہ پاؤں اکثر ٹخنوں تک ننگے رہتے ہیں اور اُن پر اجرام موذیہ اور گرد وغبار پڑتا رہتا ہے لہذا پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے کا امر ہوا۔

(۳)..... پاؤں کو ٹخنوں تک دھونے میں یہ راز بھی ہے کہ اس سے کم ناتمام عضو ہے، لہذا سارے عضو کا دھونا مقرر ہوا تا کہ اس دھونے کا اثر بالاستیعاب ہو۔[1]

ٹخنوں کو ڈھانکنے سے وضو کے ٹوٹنے کی حقیقت

اگر کوئی شخص اپنے ازار (پاجامہ) سے ٹخنوں کو ڈھانکتا ہے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور نہ ہی اس کی کوئی معتبر دلیل ہے کہ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ رکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، ہاں البتہ ٹخنے سے نیچا پاجامہ رکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]..... (احکام اسلام عقل کی نظر میں: ص، ۲۹۔۳۰)

Marfat.com

"ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ"۔[1]

ترجمہ: "تین آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک وصاف کرے گا (معاف کرے گا) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ فرمایا، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے یہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا اور دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا"۔

ایک شبہ کا ازالہ

اگر پاجامہ ٹخنے سے نیچے رکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا تو پھر ابوداؤد شریف کی درج ذیل سے حدیث سے تو پاجامہ ٹخنوں سے نیچے رکھنے سے وضو کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"بَيْنَمَا رَجُلٌ يُصَلِّي مُسْبِلًا إِزَارَهُ إِذْ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ، فَذَهَبَ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، ثُمَّ سَكَتَّ عَنْهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب بیان غلظ تحریم اسبال الازار والمن بالعطیة ....ج۱، ص۱۰۲، رقم الحدیث ۱۷۱، دارالکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

وَهُوَ مُسْبِلٌ إِزَارَهُ وَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ رَجُلٍ مُسْبِلٍ إِزَارَهُ"۔[1]

ترجمہ: "اس اثناء میں ایک آدمی تہبند لٹکائے نماز پڑھتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: جا اور وضو کر۔ وہ گیا اور وضو کر کے آ گیا۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ جا اور وضو کر۔ وہ پھر گیا اور وضو کر کے آ گیا۔ اس پر ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے اُسے کس سبب سے وضو کا حکم دیا؟ فرمایا کہ یہ اپنا تہبند لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا، اور اللہ تعالیٰ جس کا ذکر بلند ہے، تہبند لٹکا کر نماز پڑھنے والے کی نماز کو قبول نہیں فرماتا"۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں ایک راوی ابو جعفر ہے جو کہ مجہول ہے۔ [2]

مزید یہ کہ اس روایت سے اس بات کا ثبوت نہیں ملتا کہ آپ ﷺ نے اس شخص کو وضو ٹوٹ جانے کی وجہ سے دوبارہ وضو کا حکم دیا ہو، بلکہ اس بات کا امکان ہے کہ دوبارہ وضو کرنے کا حکم اس کے گناہ کے کفارہ کے لحاظ سے ہو، اس لئے کہ اعضاء کے گناہ وضو سے جھڑتے ہیں۔

شارح طیبی فرماتے ہیں کہ شاید رسول اللہ ﷺ نے اسے وضو کا حکم اس لئے دیا ہو کہ مفسدات وضو میں کسی چیز کے ارتکاب و وقوع کے بغیر جو وضو کا حکم مل رہا تھا، اس پر غور و فکر کر کے معلوم کرنے کی کوشش کرے اور اسے تنبیہ ہو جائے تا کہ وہ ٹخنوں سے نیچے پاجامہ لٹکانے کا عمل

---

[1]....(سنن أبي داوٗد: كتاب الصلاة/ بَابُ الْإِسْبَالِ فِي الصَّلَاةِ، ج، ۱، ص، ۱۷۲، رقم الحديث، ۶۳۸، المكتبة العصرية، صيدا بيروت)

[2]...."وفي اسناده أبو جعفر رجل من أهل المدينة لا يعرف اسمه". (معالم السنن لأبي سليمان الخطابي: باب ما أسفل من الكعبين ففي النار، ج، ۶، ص، ۵۱، أنصار السنة المحمدية)

"عن ابي جعفر قال في التهذيب التهذيب في ترجمة أبي جعفر الأنصاري المديني المؤذن: روى عن أبي هريرة، وعنه يحيىٰ بن أبي كثير، قال الترمذي: لا يعرف اسمه، وقال الدارمي: أبو جعفر هذا رجل من الأنصار، وبهذا جزم ابن القطان، وقال: انه مجهول". (بذل المجهود في حل أبي داود: كتاب الصلاة/باب الاسبال في الصلاة، ج، ۱، ص، ۳۵۲، امدادية)

"وأبو جَعْفر: رجل من أهل المدينة لا يُعْرف له اسمٌ..... والحديث منسوخ وضعيف أيضاً، لأن فيه رجلاً مجهول الاسم، وهو أبو جعفر المذكور". (شرح سنن أبي داود للعيني: كتاب الصلاة/باب الاسبال في الصلاة، ج، ۳، ص، ۱۶۸، مكتبة الرشد، الرياض)

Marfat.com

چھوڑ دے۔[1]

سوکھی ایڑیوں کے لئے ہلاکت ہے

وہ اعضاء جو وضو میں فرض ہیں اگر ان میں سے کوئی عضو یا عضو کا کچھ حصہ خشک رہ جائے تو اس کا وضو نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر کسی کا وضو کے دوران پاؤں کا تھوڑا سا حصہ بھی خشک رہ گیا تو اس کا وضو نہیں ہوگا۔

چنانچہ عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ:

" رَجَعْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَاءٍ بِالطَّرِيقِ تَعَجَّلَ قَوْمٌ عِنْدَ الْعَصْرِ، فَتَوَضَّئُوا وَهُمْ عِجَالٌ فَانْتَهَيْنَا إِلَيْهِمْ وَأَعْقَابُهُمْ تَلُوحُ لَمْ يَمَسَّهَا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ :وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ أَسْبِغُوا الْوُضُوءَ". [2]

ترجمہ: "ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف لوٹے جب ہم راستہ میں موجود ایک پانی پر پہنچے تو لوگوں نے عصر کی نماز کے وقت جلدی وضو کیا اور وہ جلد باز تھے ہم جب پہنچے تو ان کی ایڑیاں چمک رہی تھیں ان کو پانی نے چھوا تک نہ تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ایڑیوں کے لئے آگ سے

---

[1]....."(اذْهَبْ فَتَوَضَّأْ) قِيلَ إِنَّمَا أَمَرَهُ بِالْوُضُوءِ لِيَعْلَمَ أَنَّهُ مُرْتَكِبُ مَعْصِيَةٍ لِمَا اسْتَقَرَّ فِي نُفُوسِهِمْ أَنَّ الْوُضُوءَ يُكَفِّرُ الْخَطَايَا وَيُزِيلُ أَسْبَابَهَا كَالْغَضَبِ وَنَحْوِهِ .وَقَالَ الطِّيبِيُّ لَعَلَّ السِّرَّ فِي أَمْرِهِ بِالتَّوَضِّي وَهُوَ ظَاهِرٌ أَنْ يَتَفَكَّرَ الرَّجُلُ فِي سَبَبِ ذَلِكَ الْأَمْرِ فَيَقِفَ عَلَى شَنَاعَةِ مَا ارْتَكَبَهُ وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى بِبَرَكَةِ أَمْرِ رَسُولِ اللّٰهِ بِطَهَارَةِ الظَّاهِرِ يُطَهِّرُ بَاطِنَهُ مِنَ التَّكَبُّرِ وَالْخُيَلَاءِ لِأَنَّ الطَّهَارَةَ الظَّاهِرَةَ مُؤَثِّرَةٌ فِي طَهَارَةِ الْبَاطِنِ ".(عون المعبود: كتاب اللباس/باب ما جاء في اسبال الازار، ج،۱۱، ص، ۱۱۲، ۱۱۳،دارالفكر،بيروت)

"يحتمل والله أعلم أنه أمره باعادة الوضو دون الصلاة؛ لأن الوضو مكفر للذنوب، كما ورد في الأحاديث الكثيرة".(بذل المجهود في حل سنن أبي داود:باب ما جاء في اسبال الازار،ج،۵،ص،۵۴،معهد الخليل الاسلامي،كراتشي)

[2]...(صحيح مسلم: كتاب الطهارة/باب وجوب غسل الرجلين بكمالهما،ج ،۱، ص،۲۱۴، رقم الحديث، ۲۴۱، دارإحياء التراث العربي،بيروت)

Marfat.com

خرابی اور عذاب ہے اچھی طرح پورا وضو کیا کرو"۔

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"أَنَّ رَجُلًا تَوَضَّأَ فَتَرَكَ مَوْضِعَ ظُفُرٍ عَلَى قَدَمِهِ فَأَبْصَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: ارْجِعْ فَأَحْسِنْ وُضُوءَكَ فَرَجَعَ، ثُمَّ صَلَّى"۔[1]

ترجمہ: "ایک شخص نے وضو کیا اور ناخن برابر اپنے پاؤں میں کسی جگہ کو سوکھا چھوڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ جا اور اچھی طرح وضو کر کے آ۔ چنانچہ وہ لوٹ گیا، پھر آ کر نماز پڑھی"۔

اس اثر سے معلوم ہوا کہ وضو میں جو اعضاء دھونے فرض ہیں، اگر وہ ناخن برابر بھی خشک رہ گے تو وضو نہیں ہوگا، وہ جگہ دھونا لازم ہے۔

بحالت عدم موزہ وضو میں پاؤں کو دھونے کا راز اور موزہ کے مُدام نہ ہونے کا راز

پاؤں کا ظاہر حال اس امر کا مقتضی ہے کہ جب پاؤں پر موزے نہ پہنے ہوں تو اُن کو وضو میں دھونا ہی لازم ہے، کیونکہ ننگے پاؤں پر گرد وغبار اجرام پڑتے اور جمتے رہتے ہیں اس لئے بحالتِ برہنگی اِن کا دھونا ہی فرض ہے۔ ہم قبل ازیں لکھ چکے ہیں کہ اطرافِ بدن کے اندا موں کے دھونے کا امر اس لئے بھی ہوا کہ جسم کے اندرونی حصہ کے زہریلے مواد خارج ہو کر ان میں جمع رہتے ہیں اور ان کی سمیت جوش مار کر خطرناک امراض کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، اور دھونے سے جوش سمیت دھیما پڑ جاتا ہے، یا کہ ازراہِ مسامات خارج ہو جاتا ہے۔ اور جب برہنہ اطرافِ بدن کو دھویا نہیں جاتا تو گرد وغبار پڑنے سے مسامات بند ہو جاتے ہیں، اور مسامات کے بند ہونے سے زہریلے مواد پھر اندر کی طرف جا کر موجب ایذا و درد ہوتے ہیں۔ پس عدم موزہ کی حالت میں دھونا مقرر ہوا تا کہ اس برہنگی میں جو اجرام خبیثہ اور گرد وغبار جمع ہوا ہے وہ زائل ہو جاویں جیسا اس سرخی میں اول بیان ہوا اور موزہ کی دواماً

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الطهارة/بَابُ وُجُوبِ اسْتِيعَابِ جَمِيعِ أَجْزَاءِ مَحَلِّ الطَّهَارَةِ، ج، ا ص، ۲۱۵، رقم الحدیث، ۲۴۳، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

اجازت نہ ہوئی تا کہ جو خبیث مادے باطن سے ظاہر کی طرف آ کر جمع ہوئے ہیں وہ زائل ہو جاویں جیسا اس دوسری سرخی میں دوسری حکمت بیان کی گئی ہے۔ اور یہ دونوں فائدے پاؤں پر مدام موزہ رکھنے میں کہ اس حالت میں وہ کبھی نہ دُھلتا یا پاؤں پر محض تھوڑے سے پانی سے مسح کرنے میں حاصل نہ ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسح موزہ کی انتہائی مدت تین دن رات سے زیادہ مقرر نہ ہوئی بلکہ موزہ پر مسح کرنے والے مقیم کو تو ہر ایک دن اور رات کے بعد اور مسافر کو ہر تین دن اور رات کے بعد دھونے کا امر ہوا، نیز محض مسح صرف توبہ وانابت کی طرف تو توجہ دلاتا لیکن دھونے میں تقویت دماغ اور صفائی جلد وانکشاف مسامات بھی مقصود ہے۔ خلاصہ یہ کہ اگر پاؤں پر صرف مسح ہوتا تو اور جو باقی اہم مقصود ہیں وہ حاصل نہ ہوتے۔ [1]

پاؤں دھونے کی وقت کی دعا

جب دایاں پاؤں دھوئے تو درج ذیل دعا پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزِلُّ الْأَقْدَامُ".

ترجمہ: اے اللہ میرے دونوں پاؤں کو صراط پر ثابت رکھ جس دن پاؤں پھسلیں گے

اور بایاں پاؤں دھوتے وقت درج ذیل دعا پڑھے۔

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِي مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ". [2]

ترجمہ: "اے اللہ میرے گناہوں کو بخش دیجئے اور میری کوشش کو مقبول اور میری تجارت کو گھاٹے والی نہ بنایئے"۔

نوٹ: یہ دعائیں رسول اللہ ﷺ سے اس موقع پر پڑھنا ثابت تو نہیں لیکن دوسرے مواقع پر پڑھنا ثابت ہیں، اگر کوئی ان دعاؤں کو پاؤں دھوتے ہوئے پڑھ لے تو انشاء اللہ خیر سے

---

[1]....(احکام اسلام عقل کی نظر میں: ص ۳۰، ۳۱، دار الاشاعت)

[2]....(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضو ، الفصل الثالث في المستحبات، ج ۱، ص ۸، دار الفكر)

Marfat.com

محروم نہیں رہے گا۔[1]

پاؤں دھونے کا مسنون طریقہ

وضو میں پاؤں دھونے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اگر وضو کرنے والا اپنے ہاتھ سے پیر دھو رہا ہے تو تین دفعہ پانی لے کر اپنے پیروں پر بہادے۔

چنانچہ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِمِيضَأَةٍ، فَقَالَ: اسْكُبِي فَسَكَبْتُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذِرَاعَيْهِ، وَأَخَذَ مَاءً جَدِيدًا فَمَسَحَ بِهِ رَأْسَهُ مُقَدَّمَهُ وَمُؤَخَّرَهُ، وَغَسَلَ قَدَمَيْهِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا". [2]

ترجمہ: "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لوٹا لے کر آئی۔ فرمایا پانی ڈالو میں نے پانی ڈالا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ بازو دھوئے اور نیا پانی لے کر سر کے اگلے پچھلے حصے کا مسح کیا اور دونوں پاؤں تین تین بار دھوئے"۔

اور اگر پاؤں کو حوض میں ڈال کر دھو رہا ہے تو تین مرتبہ ایسے ڈبوئے کہ کوئی حصہ

---

[1]....."وأما الدعاء على أعضاء الوضوء، فلم يجيء فيه شيء عن النبي صلى الله عليه وسلم وقد قال الفقهاء يُستحبّ فيه دعوات جاء تْ عن السلف، وزادوا ونقصوا فيها، فالمتحصّل مما قالوه أنه يقول بعد التسمية: الحمد للّٰهِ الذي جعل الماء طهوراً، ويقول عند المضمضة: اللّٰهم اسقِني من حوْضِ نبيّك مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم كأساً لا أظمأ بعده أبداً، ويقول عند الاستنشاق: اللهمّ لا تحرِمني رائحة نعيمِك وجنانِك، ويقول عند غسل الوجه: اللّٰهمّ بيّض وجهي يوم تبيضّ وجوهٌ وتسودّ وجوه، ويقول عند غسل اليدين: اللّٰهمّ أعطِني كتابي بيميني، اللهمّ لا تعطِني كتابي بشمالي، ويقول عند مسح الرأس: اللهمّ حرّم شعري وبشرِي على النار، وأظلّني تحت عرشِك يوم لا ظلّ إلا ظلُّك، ويقول عند مسح الأذنين: اللهمّ اجعلني من الّذينَ يستمعونَ القَوْلَ فيتّبعون أحسنه، ويقول عند غسل الرجلين: اللهمّ ثبّت قدميَّ على الصراط، واللّٰه أعلم". الاذكار للنوي: بابُ ما يقولُ على اغتسالِه، ج، ۱، ص، ۲۹، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها، باب الرجل يستعين على وضوئه فيسب عليه، ج، ۱، ص، ۱۳۸، رقم الحديث، ۳۹۰، دار احياء الكتب العربية)

Marfat.com

خشک نہ رہے۔[1]

قدموں کی انگلیوں کے سرے سے دھونے کی ابتدا

وضو کی سنتوں میں سے ہے کہ وضو کو دائیں جانب اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کے سرے سے شروع کیا جائے۔[2]

چنانچہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ، فِي تَنَعُّلِهِ، وَتَرَجُّلِهِ، وَطُهُورِهِ، وَفِي شَأْنِهِ كُلِّهِ". [3]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کو جوتا پہننے، کنگھی کرنے اور طہارت کرنے (غرض) تمام اچھے کاموں میں دائیں طرف سے شروع کرنا اچھا معلوم ہوتا تھا"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اچھی چیز کا آغاز دائیں طرف سے کرنا رسول اللہ کی سنت ہے۔

حمران (عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام) نے عثمانؓ کو دیکھا کہ:

" دَعَا بِإِنَاءٍ، فَأَفْرَغَ عَلَى كَفَّيْهِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، فَغَسَلَهُمَا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَمِينَهُ فِي الإِنَاءِ، فَمَضْمَضَ، وَاسْتَنْشَقَ، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلَاثًا، وَيَدَيْهِ إِلَى المِرْفَقَيْنِ ثَلَاثَ مِرَارٍ، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثَ

---

[1]...."وَمِنْهَا) تَكْرَارُ الْغَسْلِ ثَلَاثًا .....وَتَفْسِيرُ السُّنُوغِ أَنْ يَصِلَ الْمَاءُ إِلَى الْعُضْوِ وَيَسِيلَ وَيَتَقَاطَرَ مِنْهُ قَطَرَاتٌ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَفِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَيَنْبَغِي أَنْ يَغْسِلَ الْأَعْضَاءَ كُلَّ مَرَّةٍ غَسْلًا يَصِلُ الْمَاءُ إِلَى جَمِيعِ مَا يَجِبُ غَسْلُهُ فِي الْوُضُوءِ ...(الفتاوى العالمكيرية كتاب الطهارة/الفصل الثاني في سنن الوضوء، ج، ۱، ص، ۷، دار الفكر)

[2]..."والبداءة بالميامن و رؤوس الاصابع ".(نور الايضاح: كتاب الطهارة/فصل في سنن الوضوء، المكتبة العصرية)

"وَمِنْ السُّنَنِ الْبَدَاءَةُ مِنْ رُءُوسِ الْأَصَابِعِ فِي الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ. كَذَا فِي فَتْحِ الْقَدِيرِ وَهَكَذَا فِي الْمُحِيطِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الثالث في المستحبات، ج، ۱، ص، ۸، دار الفكر)

[3]...(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/باب التيمن في الوضوء والغسل، ج، ۱، ص، ۴۵، رقم الحديث، ۱۶۸، دار طوق النجاة)

Marfat.com

مِرَارٍ إِلَى الكَعْبَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لاَ يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ". [1]

ترجمہ: انہوں نے وضو کا پانی منگوایا، پھر اپنے ہاتھوں پر برتن سے (پانی) ڈالا اور ان دونوں کو تین مرتبہ دھویا، پھر اپنا داہنا ہاتھ پانی میں ڈال دیا، اس سے پانی لے کر کلی کی اور ناک صاف کی، پھر اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک تین بار دھویا، پھر اپنے سر کا مسح کر کے پیر کو تین مرتبہ دھویا، اس کے بعد کہا کہ میں نے نبی ﷺ کو اپنے اسی وضو کے مثل کرتے دیکھا، آپ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میرے اس وضو کے مثل وضو کرے اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے، جس میں اپنے دل سے کوئی بات نہ کرے، تو اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے"۔

وضو میں پہلے دایاں پاؤں دھویا جائے

وضو میں پہلے دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ دھونا چاہیے، اسی طرح پہلے دایاں پھر بایاں دھونا چاہیے۔ [2]

ہاتھ اور پاؤں کو ان کی حد سے زیادہ دھونے کا حکم

وضو میں منہ، ہاتھ اور پاؤں کے دھونے کی جو حدیں مقرر کی گئی ہیں ان سے کچھ زیادہ دھونا (وضو کے) مستحبات میں سے ہیں، تاکہ ان حدوں تک دھل جانے کا یقین ہو جائے۔ [3]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء /باب الوضوء ثلاثا ثلاثا ، ج، ۱ ،ص، ۴۳،رقم الحديث، ۱۵۹ ،دارطوق النجاة)

[2]...."(الْأَوْلُ التَّيَامُنُ)وَهُوَ أَنْ يَبْدَأَ بِالْيَدِ الْيُمْنَى قَبْلَ الْيُسْرَى وَبِالرِّجْلِ الْيُمْنَى قَبْلَ الْيُسْرَى وَهُوَ فَضِيلَةٌ عَلَى الصَّحِيحِ ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضو، الفصل الثالث في المستحبات ،ج، ۱ ، ص،۸، دارالفكر)

[3]...."وَيُجَاوِزُ حَدَّ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ لِيَسْتَيْقِنَ بِغَسْلِ الْحُدُودِ. كَذَا فِي مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ. (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء ، الفصل الثالث في المستحبات، ج، ۱ ،ص، ۸،دارا لفكر)

Marfat.com

پاؤں کتنے سے دھونے کا حکم

اگر کسی کا ہاتھ یا حرکت جائے اور کسی اور کے ہاتھ میں سے کچھ باقی نہ ہو تو ان کو دھونا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر باقی ہو تو واجب ہے گا۔

پاؤں میں شگاف پڑنا اور دھونے کا حکم

اگر کسی پاؤں میں شگاف ہونے کی وجہ سے اسے دھونے سے عاجز ہو تو اس شگاف سے دھونے کا فرض اس سے ساقط ہو جائے گا اور اس پر پانی کا بہانا کافی ہوگا۔ اگر وہ پانی بہانے سے بھی عاجز ہو تو مسح کرے اور اگر مسح سے بھی عاجز ہو تو وہ بھی اس کے ذمے سے ساقط ہو جائے گا شگاف کے آس پاس والے حصہ کو چھوئے اور شگاف کو چھوڑ دے۔

پاؤں کے شگافوں کا چھلکا پانی میں گرنے کا حکم

اگر کسی شخص کے پاؤں کا چمڑا یا چھلکا پانی میں گر جائے، اگر وہ چھلکا ہے جیسا کہ چمڑوں کے شگاف سے نکلتا ہے تو اس سے پانی خراب نہیں ہوتا، اور اگر وہ چمڑے کے ٹکڑے ہو تو وہ پانی کو خراب کرتا ہے۔

ہاتھ پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا چاہیے

ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں خلال کرنا چاہیے۔

ـــ وَإِنْ لَصِقَتْ بِهَا أَوْ رِجْلِهَا قَوْرَةٌ مِنْ طِينٍ أَوْ عَجِينٍ وَلَمْ يَصِلْ الْمَاءُ تَحْتَهَا سَقَطَ الْغَسْلُ وَإِلَّا وَجَبَ كَذَا فِي النَّهْرِ الْفَائِقِ وَكَذَا غَسْلُ مَا تَحْتَ الْقُلْفَةِ فَكَذَا فِي الْمُحِيطِ. (الفتاوى الهندية كتاب الطهارة الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء ج ١ ص ٥ دار الفكر)

ـــ وَذَكَرَ فَخْرُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ إِذَا كَانَ فِي أَصَابِعِهِ شُقُوقٌ وَقَدْ عَجَزَ عَنْ غَسْلِهَا وَعَنْ الْغَسْلِ بِبَلِّهِ بِالْمَاءِ فَإِنْ عَجَزَ عَنْ إمْرَارِ الْمَاءِ يَكْفِيهِ الْمَسْحُ فَإِنْ عَجَزَ عَنْ الْمَسْحِ سَقَطَ عَنْهُ الْمَسْحُ أَيْضًا فَيَغْسِلُ مَا حَوْلَهُ وَيَتْرُكُ تِلْكَ الشُّقُوقَ كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (الفتاوى الهندية كتاب الطهارة الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء ج ١ ص ٥ دار الفكر)

ـــ جِلْدُ الْأَصَابِعِ إذَا وَقَعَ فِي الْمَاءِ وَلَمْ يَنْشَرْ إذَا كَانَ قِطَعًا مُتَفَرِّقَةً فَوْقَ الرِّجْلِ وَنَحْوِهَا لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ وَإِذَا كَانَ كَهَيْئَةِ الْخُفِّ يُفْسِدُهُ. (الفتاوى الهندية كتاب الطهارة الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به الوضوء ج ١ ص ٢٧ دار الفكر)

Marfat.com

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

"إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ بَيْنَ أَصَابِعِ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ"۔[1]

ترجمہ: "جب تم وضو کرو تو ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کیا کرو"۔

پیروں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ

پیروں کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی دائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان اس طریقہ سے داخل کرے کہ دو انگلیوں کے درمیانی حصہ پر پہنچنے کے ساتھ ساتھ انگلیوں کے نچلے حصہ پر بھی پہنچ جائے، پھر اس کے ساتھ والی دو انگلیوں میں خلال کیا جائے اسی طریقہ پر تمام انگلیوں کا خلال کرے۔

بائیں پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی سے ابتدا کی جائے گی چھوٹی انگلی تک خلال کیا جائے گا۔[2]

قدموں کی انگلیوں کو ملنا سنت ہے

پیروں کی انگلیوں کو ملنا سنت ہے۔

چنانچہ شداد فہری فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا:

"إِذَا تَوَضَّأَ دَلَكَ أَصَابِعَ رِجْلَيْهِ بِخِنْصَرِهِ"۔[3]

---

[1]....(سنن الترمذي: ابواب الطهارة/باب في تخليل الأصابع، ج ۱، ص ۵۷، رقم الحديث ۳۹، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2]....."(وَ)تَخْلِيلُ (الْأَصَابِعِ) الْيَدَيْنِ بِالتَّشْبِيكِ وَالرِّجْلَيْنِ بِخِنْصَرِ يَدِهِ الْيُسْرَى بَادِئًا بِخِنْصَرِ رِجْلِهِ الْيُمْنَى، وَهَذَا بَعْدَ دُخُولِ الْمَاءِ خِلَالَهَا، فَلَوْ مُنْضَمَّةً فَرْضٌ". (الدر المختار: كتاب الطهارة/سنن الوضوء، ج ۱، ص ۱۱۷، ۱۱۸، دار الفكر، بيروت)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية: كتاب الطهارة/الفصل الثاني في سنن الوضو، رشيدية)

[3]....(سنن الترمذي: ابواب الطهارة/ باب في تخليل الأصابع، ج ۱، ص ۵۷، رقم الحديث، ۴۰، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وضو کرتے تو اپنے پیروں کی انگلیوں کو ہاتھ کی چھنگلیا سے ملتے''۔

اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھونے کا حکم

اعضائے وضو (جن میں پاؤں بھی شامل ہے) کو ایک ایک مرتبہ دھونا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً''۔ [1]

ترجمہ: ''نبی ﷺ نے وضو میں ہر عضو کو ایک ایک مرتبہ دھویا''۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً''۔ [2]

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا''۔

اعضائے وضو کو دو دو مرتبہ دھونے کا حکم

اگر وضو کے اعضاء (جن میں پاؤں بھی شامل ہے) کو صرف دو دو مرتبہ دھویا جائے، تو بھی جائز اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ''۔ [3]

ترجمہ ''نبی ﷺ نے دو دو مرتبہ وضو کیا''۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/باب الوضوء مرة مرة، ج، ١، ص، ٤٣، رقم الحديث، ١٥٧، دار طوق النجاة)

[2]....(مسند أحمد: ج، ١، ص، ٢٩٣، رقم الحديث، ١٤٩، مؤسسة الرسالة)
في حاشية مسند أحمد: صحيح لغيره.

[3]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/باب الوضوء مرتين، ج، ١، ص، ٣٤، رقم الحديث، ١٣٦، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)
قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره.

Marfat.com

اعضائے وضو کو تین دفعہ دھونے کا حکم

وضو میں جن اعضاء کو دھونا فرض ہے، ان کو تین بار دھونا سنت ہے۔

چنانچہ حضرت عبدِ خیر سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

"هَذَا وُضُوءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا"۔[1]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کا وضو یہ ہے، پھر آپ نے تین دفعہ وضو کیا"۔ (یعنی اعضائے وضو کو تین دفعہ دھویا)"۔

مذکورہ روایت سے اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونے کا ثبوت ملا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ تین تین دفعہ وضو کرتے تھے"۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا عام معمول اعضائے وضو کو تین تین مرتبہ دھونے کا تھا۔

---

[1]....مسند أحمد: مُسْنَدُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج۲، ص۲۴۳، رقم الحديث، ۹۱۹، مؤسسة الرسالة)

قال شعيب الارنؤوط: اسناده صحيح.

[2]....(مسند أحمد: مسند علي بن ابي طالبؓ، ج۲، ص۳۰۰، رقم الحديث، ۱۰۲۵)

في حاشية مسند أحمد: اسناده صحيح.

وكذا في سنن الترمذي: أبواب الطهارة/بَابُ مَا جَاءَ فِي الْوُضُوءِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ج۱، ص۶۳، رقم الحديث، ۴۴، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

قال الترمذي: وَفِي الْبَابِ عَنْ عُثْمَانَ، وَعَائِشَةَ، وَالرُّبَيِّعِ، وَابْنِ عُمَرَ، وَأَبِي أُمَامَةَ، وَأَبِي رَافِعٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَمُعَاوِيَةَ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ، وَجَابِرٍ، وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، وَأُبَيٍّ، حَدِيثُ عَلِيٍّ أَحْسَنُ شَيْءٍ فِي هَذَا الْبَابِ وَأَصَحُّ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ عَامَّةِ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ الْوُضُوءَ يُجْزِءُ مَرَّةً مَرَّةً، وَمَرَّتَيْنِ أَفْضَلُ، وَأَفْضَلُهُ ثَلَاثٌ، وَلَيْسَ بَعْدَهُ شَيْءٌ. وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: لَا آمَنُ إِذَا زَادَ فِي الْوُضُوءِ عَلَى الثَّلَاثِ أَنْ يَأْثَمَ، وَقَالَ أَحْمَدُ، وَإِسْحَاقُ: لَا يَزِيدُ عَلَى الثَّلَاثِ إِلَّا رَجُلٌ مُبْتَلًى.

Marfat.com

اور حضرت ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا". [1]

ترجمہ: "میں نے تین تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا"۔

حضرت ثابت بن ابی صفیہ ثمالی سے روایت ہے کہ:

"سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ، قُلْتُ لَهُ: حُدِّثْتَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ مَرَّةً مَرَّةً قَالَ: نَعَمْ قُلْتُ: وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَثَلَاثًا ثَلَاثًا؟ قَالَ: نَعَمْ". [2]

ترجمہ: "میں نے ابوجعفر سے پوچھا آپ کو حضرت جابرؓ سے روایت ملی کہ نبیؐ نے ایک ایک بار اعضاء وضو دھوئے؟ فرمایا جی میں نے پوچھا اور دو دو مرتبہ اور تین تین مرتبہ (کی روایت بھی ملی؟) فرمایا جی"۔

---

[1]....(المعجم الكبير للطبراني: ج، ١، ص، ٣١٧، رقم الحديث، ٩٣٧، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)
وكذا في المعجم الأوسط للطبراني: ج، ١، ص، ٢٧٨، رقم الحديث، ٩٠٧، دار الحرمين، القاهرة)
وكذا في في سنن الدار قطني: كتاب الطهارة/بَابُ وُضُوءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج، ١، ص، ١٣٨، رقم الحديث، ٢٦٤، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان)
قال الهيثمي: رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَلَهُ فِي الْكَبِيرِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَمَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ، وَمَرَّةً مَرَّةً. وَرِجَالُهُمَا رِجَالُ الصَّحِيحِ. (مجمع الزوائد: باب ما جاء في الوضوء، ج، ١، ص، ٢٣١، رقم الحديث، ١١٧٥، مكتبة القدسي، القاهرة)
وقال الالباني: كان يتوضأ واحدة واحدة وثنتين ثنتين وثلاثا ثلاثا، كل ذلك يفعل."
قال الهيثمي (١/٣٣٢): رواه الطبراني في "الكبير" عن معاذ بن جبل وفيه محمد بن سعيد المصلوب وهو ضعيف." قلت: بل هو كذاب لكن الحديث قد جاء من طريق أخرى عن أبي رافع قال" رأيت رسول الله صلى ﷺ توضأ ثلاثا ثلاثا ومرتين مرتين ومرة مرة." أخرجه الطبراني أيضا في الكبير (١) ٣١٧/٩٣٧) وإسناده صحيح ورجاله رجال الصحيح كما قال الهيثمي. وله شاهد من حديث ابن عمر، وجاء مفرقا في أحاديث، فراجع لها إرواء الغليل". (سلسلة الاحاديث الصحيحة: ج، ٥، ص، ١٥٦ الى ١٥٧، رقم الحديث، ٢١٢٢، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

[2].....(سنن ابنِ ماجه: كتاب الطهارة وسننها/باب ما جاء في الوضوء مرة مرة، ج، ١، ص، ١٤٣، رقم الحديث، ٤١٠، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)
قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره)

Marfat.com

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اعضائے وضو کو تین مرتبہ دھونا ضروری نہیں بلکہ بعض اوقات ایک مرتبہ اور دو دو مرتبہ پر بھی اکتفاء کیا جا سکتا ہے، البتہ تین مرتبہ دھونا باعثِ فضیلت ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، وَقَالَ: بِهٰذَا أَمَرَنِي رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ"۔[1]

ترجمہ: "میں نے تین تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا، اور فرمایا کہ اسی طرح میرے رب عزوجل نے حکم دیا ہے"۔

اور حضرت حمران سے روایت ہے کہ:

"تَوَضَّأَ بِالْمَقَاعِدِ، فَغَسَلَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا وَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ ﷺ يَقُولُ: مَنْ تَوَضَّأَ وُضُوئِي هٰذَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ سَقَطَتْ خَطَايَاهُ يَعْنِي مِنْ وَجْهِهِ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَرَأْسِهِ"۔[2]

ترجمہ: "مقاعد (نامی مقام) میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وضو کیا، پھر (اعضائے وضو کو) تین تین مرتبہ دھویا، اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے اس وضو کی طرح جس نے وضو کیا (اور اعضائے وضو کو تین تین دفعہ دھویا) پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا، تو اس کے چہرے اور ہاتھوں اور پیروں اور سر سے گناہ جھڑتے ہیں"۔

مذکورہ روایات سے یہ معلوم ہوا کہ اعضائے وضو کو ایک مرتبہ دھونا بھی درست ہے اور دو دو

---

[1]....المعجم الصغير للطبراني: باب الألف، ج۱، ص۶۴، رقم الحديث، ۷۶، المكتب الإسلامي، دارعمار، بيروت، عمان)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَالصَّغِيرِ وَالْبَزَّارُ بِاخْتِصَارٍ، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ". (مجمع الزوائد: باب ما جاء في الوضوء، رقم الحديث، ۱۱۷۳، مكتبة القدسي، القاهرة)

[2]....(مسند احمد: مُسْنَدُ الْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرِينَ بِالْجَنَّةِ، ج۱ ص۱۷۷، رقم الحديث، ۴۹۳)

Marfat.com

مرتبہ دھونے پر اکتفاء کرنا بھی درست ہے، اور تین تین مرتبہ دھونا بھی درست بلکہ باعث فضیلت ہے۔[1]

اعضائے وضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا ظلم ہے

اعضائے وضو (بشمول پاؤں) کو تین مرتبہ دھونا زیادہ فضیلت کا باعث ہے، لیکن تین سے زیادہ مرتبہ دھونا فضیلت کا باعث نہیں، بلکہ تین سے زیادہ اعضائے وضو دھونے کو ظلم اور زیادتی سے تعبیر کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْأَلُهُ عَنِ الْوُضُوءِ؟ فَأَرَاهُ ثَلَاثًا، ثَلَاثًا قَالَ: هَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ أَسَاءَ، وَتَعَدَّى، وَظَلَمَ". [2]

ترجمہ: "نبی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی حاضر ہوا، جو وضو کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔ تو نبی ﷺ نے اس کو تین تین مرتبہ اعضائے وضو دھو کر دکھلائے، اور فرمایا کہ یہ وضو ہے، پس اس پر جس نے زیادتی کی، تو اس نے بُرا کام کیا، اور زیادتی اور ظلم کیا"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ اعضائے وضو (جن میں پاؤں بھی شامل ہے) کو تین مرتبہ سے زیادہ دھونا ظلم اور بُرے کام میں داخل ہے۔ [3]

---

[1]..... "(وَمِنْهَا) تَكْرَارُ الْغَسْلِ ثَلَاثًا فِيمَا يُفْرَضُ غَسْلُهُ نَحْوُ الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ وَالرِّجْلَيْنِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضو، الفصل الثاني في سنن الوضوء، ج۱، ص۷، دار الفكر)

[2]..... (مسند أحمد: مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ج۱۱، ص۲۷۷، رقم الحديث ۶۶۸۴، مؤسسة الرسالة)

[3]..... حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند سے اسی طرح کی حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔
"عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، كَيْفَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

مزید یہ کہ تین مرتبہ سے زیادہ وضو کے اعضاء کو دھونے میں زیادتی اور غلو کے ساتھ ساتھ پانی میں اسراف کرنا بھی لازم آتا ہے، جو کہ اسلام کی نظر میں بُرا ہے۔

چنانچہ ابونعامہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُغَفَّلٍ، سَمِعَ ابْنَهُ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْقَصْرَ الْأَبْيَضَ، عَنْ يَمِينِ الْجَنَّةِ إِذَا دَخَلْتُهَا، فَقَالَ: أَيْ بُنَيَّ، سَلِ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعَوَّذْ بِهِ مِنَ النَّارِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: سَيَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ يَعْتَدُونَ فِي الطَّهُورِ وَالدُّعَاءِ"۔[1]

ترجمہ: "عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو کہتے سنا: اے اللہ! میں جب جنت میں داخل ہوں تو مجھے جنت کے دائیں طرف کا سفید محل عطا فرما، آپ نے کہا: میرے بیٹے! تم اللہ سے جنت طلب کرو اور جہنم سے پناہ مانگو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: اس امت میں عنقریب ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو طہارت اور دعا میں حد سے تجاوز کریں گے"۔

طہارت میں حد سے تجاوز کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وضو، غسل یا آب دست میں نبی ﷺ سے منقول تحدید سے زیادہ بلاضرورت پانی بہایا جائے، اور دعا میں حد سے تجاوز کا مطلب ہے کہ نبی ﷺ کی دعائیں چھوڑ کر تکلفات سے بھری دوسروں کی، مقفی اور مسجع دعائیں پڑھی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْوُضُوءُ؟ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَضُوءٍ فَغَسَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثَلَاثًا، ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ ثَلَاثًا ثَلَاثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ وَظَاهِرِ أُذُنَيْهِ مَعَ رَأْسِهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا الْوُضُوءُ فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا فَقَدْ تَعَدَّى وَظَلَمَ". (المعجم الكبير للطبراني: ج، ۱۱، ص، ۷۵، رقم الحديث، ۱۱۰۹۱، مكتبة ابن تيمية القاهرة)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَلَهُ فِي الصَّحِيحِ حَدِيثٌ غَيْرُ هَذَا، وَفِيهِ سُوَيْدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، ضَعَّفَهُ أَحْمَدُ وَيَحْيَى وَجَمَاعَةٌ، وَوَثَّقَهُ دُحَيْمٌ". (مجمع الزوائد: باب ما جاء في الوضوء، ج، ۱، ص، ۲۳۱، رقم الحديث، ۱۱۶۷، مكتبة القدسي، القاهرة)

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/باب الاسراف في الماء، ج، ۱، ص، ۲۴، رقم الحديث، ۹۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

جائیں، یا حدودادب سے تجاوز کرنے والی ہو، یا صلہ رحمی کے خلاف ہو، یا غیر شرعی تمنا ہو۔
چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ، وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَقَالَ: مَا هَذَا السَّرَفُ فَقَالَ: أَفِي الْوُضُوءِ إِسْرَافٌ، قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ كُنْتَ عَلَى نَهَرٍ جَارٍ"۔[1]

ترجمہ "رسول اللہ ﷺ حضرت سعد کے پاس سے گزرے۔ وہ وضو کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا اسراف ہے! حضرت سعد نے عرض کیا وضو میں بھی

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة/باب ما جاء في القصد في الوضوء وكراهية التعدي فيه، ج، ١، ص، ١٤٧، رقم الحديث، ٤٢٥، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابى الحلبي)
"واللفظ له مسند أحمد: مُسْنَدُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، ج، ١١، ص، ٦٣٦، رقم الحديث، ٧٠٦٥، مؤسسة الرسالة)
قال الالباني: قلت: وهذا إسناد حسن؛ حيى بن عبد الله مختلف فيه، وهو عندى أنه وسط حسن الحديث، وقد حسّن له الترمذى، وصحح له ابن حبان والحاكم والذهبى وغيرهم، وحسنت أنا بدورى فيما مضى عدة أحاديث، فانظر مثلاً "المشكاة" (٥٩٣١)، و"الصحيحة" (١٠٠٣) و(٤٣٠١) وغيرهما، وقال فيه ابن عدى (٢/٢٥١) وأرجو أنه لا بأس به إذا روى عنه ثقة."
قلت: وهذا الشرط بدهى، ويبدو لأول وهلة أنه هنا غير متوفر، لسوء حفظ ابن لهيعة الذى عرف به، وإن كان صدوقاً فى نفسه، وهذا هو الذى كان حملنى تبعاً لغيرى على تضعيف الحديث من أجله فى "إرواء الغليل" (١/١٧١/١٤٠) قديماً، وفى غيره إحالة عليه.م بدا لى ما غير وجهة نظرى فى رواية قتيبة بن سعيد عن ابن لهيعة، وأن روايته عنه ملحقة فى الصحة برواية العبادلة عنه، استفدت ذلك من ترجمة الحافظ الذهبى لقتيبة فى "سير أعلام النبلاء"، وقد نقلت ذلك تحت الحديث المتقدم (٢٨٤٣)، فلا داعى لتكراره. وبناءً على أن هذا الحديث من رواية قتيبة عن ابن لهيعة، فقد رجعت عن تضعيف الحديث به إلى تحسينه، راجياً من الله أن يغفر لى خطئى وعمدى، وكل ذلك عندى، وأن يزيدنى علماً وهدى.
وهناك أثر ذكره البيهقى (١/١٩٧) عن هلال بن يساف قال: كان يقال: فى كل شىء إسراف، حتى الطهور؛ وإن كان على شاطىء النهر."
وهلال هذا ثقة تابعى، فكأنه يشير إلى هذا الحديث، وإلى أنه كان مشهوراً بين السلف، والله أعلم". (سلسلة الأحاديث الصحيحة: تحت رقم الحديث، ٣٢٩٢، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

Marfat.com

اسراف ہوتا ہے؟ (حالانکہ یہ ایک نیک کام میں خرچ کرنا ہے) فرمایا جی! اگر چہ تم جاری نہر پر (وضو کر رہے ہو)"۔

نوٹ: یہاں یہ بات بھی یاد رکھی جائے کہ روایت میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ "ولھان" وضو کا ایک شیطان ہے، تم اپنے آپ کو پانی کے بارے میں وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے محفوظ رکھو۔ اس روایت میں شدید ضعف پایا جاتا ہے۔ [1]

بہر حال مذکورہ روایات سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ اعضائے وضو کو ایک مرتبہ، دو دو مرتبہ دھونا درست ہے اور تین تین مرتبہ دھونا سنت و مستحب ہے، اور تین دفعہ سے زیادہ دھونے میں غلو اور زیادتی کے ساتھ ساتھ اسراف کرنا لازم آتا ہے، جس کی اسلام میں بُرائی بیان کی گئی ہے، اگر تین دفعہ سے زیادہ دھونے کو باعث فضیلت سمجھا جائے، تو پھر یہ گناہ اور بدعت ہے۔

اور وضو کا پانی اگر وقف شدہ ہو جیسا کہ مساجد وغیرہ کا پانی، تو اس صورت میں اعضائے وضو کو تین دفعہ سے زائد دھونے میں گناہ لازم آئے گا۔ [2]

---

[1] ..... "حَدِيث: ان لِلْوُضُوء شَيْطَانا يُقَال لَهُ: الولهان، فاتقوه. رَوَاهُ خَارِجَة بن مُصعب: عَن يُونُس بن عبيد، عَن الْحسن، عَن عتى السَّعْدِيّ، عَن أبي بن كَعْب. وخارجة مَتْرُوك الحَدِيث، وَلم يروه عَن يُونُس غَيره". (ذخيرة الحفاظ لمحمد بن طاهر المقدسي: باب الألف، ج۲، ص۹۵۹، تحت رقم الحديث، ۱۹۹۳، دار السلف، الرياض)

"عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: " إِنَّ لِلْوُضُوءِ شَيْطَانًا، يُقَالُ لَهُ: الْوَلْهَانُ، فَاتَّقُوا وَسْوَاسَ الْمَاءِ "، وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، وَعَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُغَفَّلٍ، حَدِيثُ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ حَدِيثٌ غَرِيبٌ، وَلَيْسَ إِسْنَادُهُ بِالْقَوِيِّ وَالصَّحِيحِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ، لِأَنَّا لَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَسْنَدَهُ غَيْرَ خَارِجَةَ، وَقَدْ رُوِيَ هَذَا الْحَدِيثُ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، عَنِ الْحَسَنِ قَوْلَهُ: وَلَا يَصِحُّ (ص۸۶) فِي هَذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ وَخَارِجَةُ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَصْحَابِنَا، وَضَعَّفَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ". (سنن الترمذي: أبواب الطهارة/باب كراهية الاسراف في الماء، ج۱، ص۸۴، رقم الحديث، ۵۷، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2] ..... "صَرَّحَ الْحَنَفِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ: أَنَّ تَكْرَارَ غَسْلِ الْأَعْضَاءِ إِلَى ثَلَاثٍ مَسْنُونٌ. جَاءَ فِي الْمُغْنِي أَنَّ الْوُضُوءَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ يُجْزِءُ، وَالثَّلَاثُ أَفْضَلُ) وَالْمَشْهُورُ فِي مَذْهَبِ مَالِكٍ أَنَّ الْغَسْلَةَ الثَّانِيَةَ وَالثَّالِثَةَ فَضِيلَتَانِ. وَعَلَى ذَلِكَ فَغَسْلُ الْأَعْضَاءِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَا يُعْتَبَرُ إِسْرَافًا، بَلْ هُوَ سُنَّةٌ أَوْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

وضو کے اعضاء کو تین مرتبہ دھونے کے بعد وسوسہ کا حکم

اگر کسی شخص کو اعضائے وضو تین مرتبہ دھونے کے بعد شک ہو جائے تو اس وسوسہ کا اعتبار نہیں، کیونکہ تین سے زیادہ مرتبہ دھونے کا سنت سے ثبوت نہیں ملتا۔[1]

پاؤں کو دھونے یا نہ دھونے میں شک ہونا

اگر کسی کو وضو میں پاؤں یا کسی بھی عضو کو دھونے یا نہ دھونے میں تردد ہوا، تو اسے اگر وضو کرنے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مَنْدُوبٌ. أَمَّا الزِّيَادَةُ عَلَى الثَّلاَثِ الْمُوعِبَةِ فَمَكْرُوهَةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ: الْحَنَفِيَّةِ وَالشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ، وَهُوَ الرَّاجِحُ فِي مَذْهَبِ لْمَالِكِيَّةِ، لأَنَّهَا مِنَ السَّرَفِ فِي الْمَاءِ، وَالْقَوْلُ الثَّانِي لِلْمَالِكِيَّةِ أَنَّهَا تُمْنَعُ. وَالْكَرَاهَةُ فِيمَا إِذَا كَانَ الْمَاءُ مَمْلُوكًا أَوْ مُبَاحًا، أَمَّا الْمَاءُ الْمَوْقُوفُ عَلَى مَنْ يَتَطَهَّرُ بِهِ وَمِنْهُ مَاءُ الْمَدَارِسِ فَإِنَّ الزِّيَادَةَ فِيهِ عَلَى الثَّلاَثِ حَرَامٌ عِنْدَ الْجَمِيعِ، لِكَوْنِهَا غَيْرَ مَأْذُونٍ بِهَا، لأَنَّهُ إِنَّمَا يُوقَفُ وَيُسَاقُ لِمَنْ يَتَوَضَّأُ الْوُضُوءَ الشَّرْعِيَّ، وَلَمْ يَقْصِدْ إِبَاحَتَهَا لِغَيْرِ ذَلِكَ. وَاسْتَدَلُّوا عَلَى كَرَاهَةِ الزِّيَادَةِ عَلَى الثَّلاَثِ بِحَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَجُلاً أَتَاهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ الطُّهُورُ؟ فَدَعَا بِمَاءٍ فِي إِنَاءٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلاَثًا، ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثَلاَثًا، ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثَلاَثًا، ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَأَدْخَلَ أُصْبُعَيْهِ السَّبَّاحَتَيْنِ فِي أُذُنَيْهِ، وَمَسَحَ بِإِبْهَامَيْهِ عَلَى ظَاهِرِ أُذُنَيْهِ، وَبِالسَّبَّاحَتَيْنِ بَاطِنَ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثَلاَثًا ثَلاَثًا، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا الْوُضُوءُ، فَمَنْ زَادَ عَلَى هَذَا أَوْ نَقَصَ فَقَدْ أَسَاءَ وَظَلَمَ أَوْ ظَلَمَ وَأَسَاءَ. قَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ أَنَّ الْوَعِيدَ فِي الْحَدِيثِ لِمَنْ زَادَ أَوْ نَقَصَ مَعَ عَدَمِ اعْتِقَادِ الثَّلاَثِ سُنَّةً، أَمَّا إِذَا زَادَ مَعَ اعْتِقَادِ سُنِّيَّةِ الثَّلاَثِ لِطُمَأْنِينَةِ الْقَلْبِ عِنْدَ الشَّكِّ، أَوْ بِنِيَّةِ وُضُوءٍ آخَرَ فَلاَ بَأْسَ بِهِ، فَإِنَّ الْوُضُوءَ عَلَى الْوُضُوءِ نُورٌ عَلَى نُورٍ، وَقَدْ أُمِرَ بِتَرْكِ مَا يَرِيبُهُ إِلَى مَا لاَ يَرِيبُهُ، وَلِهَذَا جَاءَ فِي ابْنِ عَابِدِينَ نَقْلاً عَنِ الْبَدَائِعِ: إِذَا زَادَ أَوْ نَقَصَ، وَاعْتَقَدَ أَنَّ الثَّلاَثَ سُنَّةٌ، لاَ يَلْحَقُهُ الْوَعِيدُ. ثُمَّ بَيَّنَ أَنَّ الْمَنْفِيَّ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ إِنَّمَا هُوَ الْكَرَاهَةُ التَّحْرِيمِيَّةُ، فَتَبْقَى الْكَرَاهَةُ التَّنْزِيهِيَّةُ.

وَقَيَّدَ الشَّافِعِيَّةُ، وَبَعْضُ الْحَنَفِيَّةِ، أَفْضَلِيَّةَ الْوُضُوءِ عَلَى الْوُضُوءِ بِأَلاَّ يَكُونَ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ، أَوْ كَانَ قَدْ صَلَّى بِالضَّوْءِ الأَوَّلِ صَلاَةً، وَإِلاَّ يُكْرَهُ التَّكْرَارُ وَيُعْتَبَرُ إِسْرَافًا، وَقَالَ الْقَلْيُوبِيُّ: الْوَجْهُ الْحُرْمَةُ. أَمَّا لَوْ كَرَّرَهُ ثَالِثًا أَوْ رَابِعًا بِغَيْرِ أَنْ تَتَخَلَّلَهُ صَلاَةٌ فَيُعْتَبَرُ إِسْرَافًا مَحْضًا عِنْدَ الْجَمِيعِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "اسراف"، ج۴، ص۱۷۸، ۱۷۹، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[1]..... "الشَّكُّ بَعْدَ التَّثْلِيثِ لاَ وَجْهَ لَهُ، وَإِنْ وَقَعَ بَعْدَهُ فَلاَ نِهَايَةَ لَهُ وَهُوَ الْوَسْوَسَةُ، وَلِهَذَا أَخَذَ ابْنُ الْمُبَارَكِ بِظَاهِرِهِ فَقَالَ: لاَ آمَنُ إِذَا زَادَ عَلَى الثَّلاَثِ أَنْ يَأْثَمَ. وَقَالَ أَحْمَدُ وَإِسْحَاقُ: لاَ يَزِيدُ عَلَيْهَا إِلاَّ مُبْتَلًى أَيْ بِالْجُنُونِ لِمَظِنَّةِ أَنَّهُ بِالزِّيَادَةِ يَحْتَاطُ لِدِينِهِ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَلَقَدْ شَاهَدْنَا مِنَ الْمُوَسْوَسِينَ مَنْ يَغْسِلُ يَدَهُ فَوْقَ الْمِئِينَ، وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَعْتَقِدُ أَنَّ حَدَثَهُ هُوَ الْيَقِينُ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الطهارة/باب سنن الوضوء، ج۲، ص۴۱۶، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

کے بعد شک ہوا تو یہ وسوسہ اور شک معتبر نہیں، اور یہی کہا جائے گا کہ اس نے دورانِ وضو اس عضو کو دھولیا تھا۔

اور اگر دورانِ وضو وہ اس قسم کے شک میں مبتلا ہوا، تو اگر اسے اس طرح کا وسوسہ یا شک اتفاق سے ہوا، تو اس عضو کو دھونا لازم ہوگا، اور اگر وہ اس قسم کے شکوک میں کثرت سے مبتلا ہوتا ہو تو پھر یہ شک معتبر نہیں، اور یہی سمجھا جائے گا کہ یہ اس شخص کا وسوسہ اور شک ہے، اور اس نے عضو دھولیا ہے۔[1]

چپل میں وضو کرنے کا شرعی حکم

چپل میں وضو کرنا جائز ہے جبکہ پانی ٹخنوں سمیت پیر کے تمام حصہ تک پہنچ جائے، اس لئے کہ اصل میں پیر دھونا فرض ہے، اور وہ چپل میں بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

---

[1]....."ذَلِکَ الْوضُوءِ إِذا قَامَ عَنهُ عَن تَمام فِي نَفسه ثمَّ عرض لَهُ شكّ فِي مسح الرَّأْس وَغَيره لم يلْتَفت إِلَى شَيْء من ذَلِك"(الأصل المعروف بالمبسوط للشيباني: كتاب الاستحسان، ج،۳،ص،۱۶۳ ،إدارة القرآن والعلوم الإسلامية ،كراتشي)

"وَلَوْ شَكَّ فِي بَعْضِ وُضُوئِهِ، وَهُوَ أَوَّلُ مَا شَكَّ غَسَلَ الْمَوْضِعَ الَّذِي شَكَّ فِيهِ، لِأَنَّهُ عَلَى يَقِينٍ مِنَ الْحَدَثِ فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ، وَفِي شَكٍّ مَنْ غَسَلَهُ.

وَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِ أَوَّلَ مَا شَكَّ أَنَّ الشَّكَّ فِي مِثْلِهِ لَمْ يَصِرْ عَادَةً لَهُ؛ لَا أَنَّهُ لَمْ يَبْتَلِ بِهِ قَطُّ، وَإِنْ كَانَ يَعْرِضُ لَهُ ذَلِكَ كَثِيرًا لَمْ يُلْتَفَتْ إِلَيْهِ، لِأَنَّ ذَلِكَ وَسْوَسَةٌ، وَالسَّبِيلُ فِي الْوَسْوَسَةِ قَطْعُهَا؛ لِأَنَّهُ لَوْ اشْتَغَلَ بِذَلِكَ لَأَدَّى إِلَى أَنْ يَتَفَرَّغَ لِأَدَاءِ الصَّلَاةِ، وَهَذَا لَا يَجُوزُ".(بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فصل بيان ما ينقض الوضوء، ج، ۱ ،ص،۳۳،دار الكتب العلمية،بيروت)

"قَالَ (وَمَنْ شَكَّ فِي بَعْضِ وُضُوئِهِ، وَهُوَ أَوَّلُ مَا شَكَّ غَسَلَ الْمَوْضِعَ الَّذِي شَكَّ فِيهِ) لِأَنَّ غَسْلَهُ لَا يَرِيبُهُ، وَلِأَنَّهُ عَلَى يَقِينٍ مِنَ الْحَدَثِ فِي ذَلِكَ الْمَوْضِعِ، وَفِي شَكٍّ مِنْ غَسْلِهِ.

وَلَمْ يُرِدْ بِهَذَا اللَّفْظِ أَنَّهُ لَمْ يُصِبْهُ قَطُّ مِثْلُ هَذَا إِنَّمَا مُرَادُهُ أَنَّ الشَّكَّ فِي مِثْلِهِ لَمْ يَصِرْ عَادَةً لَهُ حَتَّى قَالَ بَعْدَ ذَلِكَ فَإِنْ كَانَ يَعْرِضُ لَهُ ذَلِكَ كَثِيرًا لَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مِنَ الْوَسَاوِسِ، وَالسَّبِيلُ فِي الْوَسَاوِسِ قَطْعُهَا، وَتَرْكُ الِالْتِفَاتِ إِلَيْهَا؛ لِأَنَّهُ لَوْ اشْتَغَلَ بِهَا لَمْ يَتَفَرَّغْ لِأَدَاءِ الصَّلَاةِ فَكُلَّمَا قَامَ إِلَيْهَا يُبْتَلَى بِمِثْلِ هَذَا الشَّكِّ".(المبسوط للسرخسي: كتاب الصلاة/باب الوضوء والغسل، ج، ۱ ،ص،۸۶،دار المعرفة،بيروت)

(نوع في الشك) شك في خلال الوضو في غسل بعض أعضائه وذلك أول ما عرض غسل ذلك الموضع وان كان يعرض كثيراً لم يلتفت كما اذا عرض بعد الوضوء في غسل بعض أعضائه".(الفتاوى البزازية: كتاب الطهارة، ج، ۱ ،ص،۶)

Marfat.com

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعْرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا"۔[1]

ترجمہ: "اور جہاں تک سبتی جوتی کا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو وہ جوتے پہنے دیکھا تھا جن میں بال نہ تھے، اور آپ انہیں میں وضو فرما لیتے تھے، پس میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"دَخَلَ عَلَيَّ عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ أَبِي طَالِبٍ وَقَدْ أَهْرَاقَ الْمَاءَ فَدَعَا بِوَضُوءٍ فَأَتَيْنَاهُ بِتَوْرٍ فِيهِ مَاءٌ حَتَّى وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَلَا أُرِيكَ كَيْفَ كَانَ يَتَوَضَّأُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَأَصْغَى الْإِنَاءَ عَلَى يَدِهِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ الْيُمْنَى فَأَفْرَغَ بِهَا عَلَى الْأُخْرَى ثُمَّ غَسَلَ كَفَّيْهِ ثُمَّ تَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْإِنَاءِ جَمِيعًا فَأَخَذَ بِهِمَا حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أَلْقَمَ إِبْهَامَيْهِ مَا أَقْبَلَ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الثَّانِيَةَ ثُمَّ الثَّالِثَةَ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفِّهِ الْيُمْنَى قَبْضَةً مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهَا عَلَى نَاصِيَتِهِ فَتَرَكَهَا تَسْتَنُّ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ غَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثَلَاثًا ثَلَاثًا ثُمَّ مَسَحَ رَأْسَهُ وَظُهُورَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَيْهِ جَمِيعًا فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ مَاءٍ فَضَرَبَ بِهَا عَلَى رِجْلِهِ وَفِيهَا النَّعْلُ فَفَتَلَهَا بِهَا ثُمَّ الْأُخْرَى مِثْلَ ذَلِكَ قَالَ قُلْتُ وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ قُلْتُ وَفِي

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب المناسك/باب في وقت الاحرام، ج۲،ص۱۵۰،رقم الحديث،۱۷۷۲،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت)

Marfat.com

النَّعْلَيْنِ قَالَ وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ قُلْتُ وَفِي النَّعْلَيْنِ قَالَ وَفِي النَّعْلَيْنِ"[1]

ترجمہ: "میرے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ آپ پیشاب سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے آپ نے وضو کے لیے پانی مانگا چنانچہ ہم ایک برتن میں پانی لائے اور ان کے سامنے رکھ دیا آپ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہ کیا میں تم کو نہ دکھاؤں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح وضو کرتے تھے؟ میں نے کہا ضرور تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے برتن جھکا کر اپنے (داہنے) ہاتھ پر پانی ڈالا اور اسکو دھویا پھر داہنا ہاتھ برتن میں ڈال کر پانی لیا اور بائیں ہاتھ پر ڈال کر دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھویا پھر کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اس کے بعد دونوں ہاتھ برتن میں ڈال کر چلو بھر کر پانی لیا اور اپنے منہ پر ڈالا پھر دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اندر سامنے کے رخ پر پھیرا پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی کیا پھر داہنے ہاتھ میں ایک چلو پانی لے کر پیشانی پر ڈالا اور اسکو چہرہ پر بہتا ہوا چھوڑ دیا پھر تین مرتبہ دونوں ہاتھ کہنیوں تک دھوئے پھر سر پر اور کانوں کی پشت پر مسح کیا پھر دونوں ہاتھ برتن میں ڈال کر چلو بھر پانی اپنے پاؤں پر مارا اس حال میں کہ وہ پاؤں میں جوتا پہنے ہوئے تھے اور اس چلو کے پانی سے پاؤں رگڑ کر دھوئے ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا پاؤں دھونا آپ نے جوتا پہنے پہنے کیا تھا؟ فرمایا ہاں جوتا پہنے پہنے میں نے پھر پوچھا کیا جوتا پہنے پہنے؟ فرمایا ہاں جوتا پہنے پہنے میں نے مزید استفسار کیا کہ کیا جوتا پہنے پہنے؟ جواب ملا ہاں جوتا پہنے پہنے"۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/باب صفة وضوء النبي ﷺ، ص، ۲۷، رقم الحديث، ۱۱۷، دارالسلام)

Marfat.com

اس اثر سے معلوم ہوا کہ جوتوں میں وضو کرنا جائز ہے، جبکہ پانی سارے پیر تک پہنچ جائے۔[1]

پاؤں کی پھٹن پر رکھی ہوئی دوا یا مرہم پر پانی گزارنا

اگر کسی شخص کے پاؤں میں پھٹن ہو اور اس نے اس پر دوا یا مرہم رکھی ہوئی ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ اس پر صرف پانی بہادے تو اس کا وضو ہو جائے گا خواہ پانی اندر پہنچے یا نہ پہنچے۔[2]

یہاں پھٹن کی مجبوری کی وجہ سے بدن کو رگڑ کر پانی کو اندر تک پہنچانا لازم نہیں۔ جس طرح پٹی بندھی ہوئی ہو تو زخم کو دھونا ضروری نہیں ہوتا بلکہ پٹی پر مسح کر لینا کافی ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"خَرَجْنَا فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ رَجُلًا مِنَّا حَجَرٌ فَشَجَّهُ فِي رَأْسِهِ، ثُمَّ احْتَلَمَ فَسَأَلَ أَصْحَابَهُ فَقَالَ: هَلْ تَجِدُونَ لِي رُخْصَةً فِي التَّيَمُّمِ؟ فَقَالُوا: مَا نَجِدُ لَكَ رُخْصَةً وَأَنْتَ تَقْدِرُ عَلَى الْمَاءِ فَاغْتَسَلَ فَمَاتَ، فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُخْبِرَ بِذَلِكَ فَقَالَ: قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ أَلَا سَأَلُوا إِذْ لَمْ يَعْلَمُوا فَإِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّؤَالُ، إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيهِ أَنْ يَتَيَمَّمَ وَيَعْصِرَ أَوْ يَعْصِبَ شَكَّ مُوسَى عَلَى جُرْحِهِ خِرْقَةً، ثُمَّ يَمْسَحَ عَلَيْهَا وَيَغْسِلَ سَائِرَ جَسَدِهِ". [3]

ترجمہ: "ہم سفر کے لیے روانہ ہوئے راستہ میں ایک شخص کو پتھر لگا جس سے اسکا سر پھٹ گیا اسکو احتلام ہوا اس نے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا تم مجھے تیمم کی اجازت

---

[1]....."يجوز الوضوء في النعلين بشرط أن يصل الماء الى كل جزء من أجزاء الرجلين، وذلك لأن الفرض انما هو غسل الرجلين، وهو حاصل في النعلين أيضا". (مجموعة رسائل اللنكوي: أحكامن النعال المتعلقة بالوضوء، ج، ۱، ص، ۱۶۵، انتشارات شيخ الاسلام احمد جام)

[2]....."ولو ضره غسل شقوق رجليه جاز إمرار الماء على الدواء الذى وضعه فيها". (نور الايضاح: كتاب الطهارة/فصل في تمام أحكام الوضوء، ص، المكتبة العصرية)

[3]....(سنن أبي ادؤد: باب في المجروح يتيمم، ج، ۱، ص، ۱۹۳، رقم الحديث، ۳۳۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

دیتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں ہم تیرے لیے تیمّم کی کوئی گنجائش نہیں پاتے کیونکہ تجھے پانی کے حصول پر قدرت حاصل ہے لہذا اس نے غسل کیا اور مر گیا جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگوں نے اس کو ناحق مار ڈالا اللہ ان کو ہلاک کرے جب ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو ان کو پوچھ لینا چاہیے تھا کیونکہ نہ جاننے کا علاج معلوم کر لینا ہے اس شخص کے لیے کافی تھا کہ وہ تیمّم کر لیتا اور اپنے زخم پر کپڑا باندھ کر اس پر مسح کر لیتا اور باقی سارا بدن دھو ڈالتا''۔

مذکورہ اثر سے معلوم ہوا کہ زخم کے اوپر پٹی باندھ کر مسح کیا جائے۔

حضرت علی سے روایت ہے کہ:

''سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجَبَائِرِ يَكُونُ عَلَى الْكَسِيرِ كَيْفَ يَتَوَضَّأُ صَاحِبُهَا وَكَيْفَ يَغْتَسِلُ إِذَا أَجْنَبَ؟، قَالَ: يَمْسَحَانِ بِالْمَاءِ عَلَيْهَا فِي الْجَنَابَةِ وَالْوُضُوءِ، قُلْتُ: فَإِنْ كَانَ فِي بَرْدٍ يَخَافُ عَلَى نَفْسِهِ إِذَا اغْتَسَلَ؟، قَالَ: يَمُرُّ عَلَى جَسَدِهِ، وَقَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا) وَيَتَيَمَّمُ إِذَا خَافَ''۔[1]

ترجمہ: ''میں نے نبی اکرم ﷺ سے اُس پٹی کے بارے میں دریافت کیا' جو کسی زخم وغیرہ پر باندھی جاتی ہے' ایسا شخص کس طرح وضو کرے گا؟ اگر وہ جنبی ہو جائے تو وہ غسل کس طرح کرے گا؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایسا شخص جنابت کی حالت میں پانی کے ذریعے اُس پر مسح کرلے گا' میں نے عرض کیا: اگر سردی ہو یا

[1]....(سنن الدارقطني: كتاب الحيض، باب جواز المسح على الجبائر، ج۱، ص۴۲۱، رقم الحديث، ۸۷۶، مؤسسة الرسالة، بيروت)

Marfat.com

اپنی جان کا اندیشہ ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ اپنے پورے جسم پر مسح کر لے گا' پھر نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ''تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو' کچھ شک نہیں کہ خدا تم پر مہربان ہے''۔ (تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) ایسے شخص کو جب اندیشہ ہو تو وہ تیمّم کر لے''۔

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ زخم ہو تو فقط پانی بہانا کافی ہوگا۔

تیل مَل کر وضو میں پاؤں دھونے کا حکم

کسی نے اپنے پاؤں پر تیل مل کر وضو میں پاؤں دھوئے، لیکن چکنائی کی وجہ سے پاؤں پر پانی کا اثر نہ ہوا تو اس کا وضو ہو گیا۔[1]

استنجاء کرتے ہوئے بائیں پاؤں پر زور ڈال کر بیٹھنا سنت ہے

استنجاء کرتے ہوئے بائیں پاؤں پر زور ڈال کر بیٹھنا سنت ہے۔ ضرورت ہو تو دائیں پاؤں پر بھی سہارا دے کر بیٹھا جا سکتا ہے۔[2]

نماز میں قدموں اور سجدہ کی جگہ کا ناپاک ہونا

اگر کوئی شخص ایسے موٹے یا باریک کپڑے پر نماز ادا کر رہا ہے جہاں اس کے پاؤں کے نیچے والی جگہ یا سجدہ والی یا گھٹنوں والی جگہ ناپاک ہے تو کیا ایسی صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اس میں تفصیل یوں ہے کہ اگر قدموں یا سجدہ کا مقام نجس ہے تو اس کی نماز نہیں ہو گی اور صحیح قول کے مطابق گھٹنوں والی جگہ ناپاک ہونے کی صورت میں بھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ پھر اگر ناپاکی تری والی ہے اور کپڑا موٹائی والا ہے کہ اس کی دو تہیں بن سکتی ہوں، مزید

---

[1]..... "وَإِذَا دَهَنَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَأَمَرَّ الْمَاءَ عَلَى رِجْلَيْهِ فَلَمْ يَقْبَلْ الْمَاءَ لِمَكَانِ الدُّسُومَةِ جَازَ الْوُضُوءُ كَذَا فِي الذَّخِيرَةِ. (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الأول في فرائض الوضوء، ج ۱، ص ۵، دار الفكر)

[2]..... "ويجلس معتمدا على يساره". (نور الايضاح: كتاب الطهارة/فصل آداب قضاء الحاجة، ص ۱۹، المكتبة العصرية)

Marfat.com

یہ کہ ناپاکی کی تری اوپر والے حصہ پر ظاہر نہ ہوتی ہو تو اس صورت میں نماز مع الکراہت (کراہت کے ساتھ) صحیح ہے ورنہ نہیں۔ اور اگر ناپاکی خشکی والی ہے تو کپڑا ایسا ہو کہ اس میں سے ناپاکی نظر نہ آئے ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔[1]

کنویں میں جوتا گرنے سے پاکی یا ناپاکی کا حکم

اگر کنویں میں جوتا گر جائے اور باوجود تتبع وتلاش کے نہ مل سکے، مزید یہ کہ اس جوتے کا ناپاک ہونا بھی معلوم نہ ہو تو کیا ایسی صورت میں کنویں کو ناپاک قرار دیا جائے گا؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ کنویں کو ناپاک نہیں کہا جائے گا مگر احتیاطی طور کچھ پانی نکال لیا جائے گا۔[2] اگر اس جوتے کا ناپاک ہونے کا علم ہو تو پورا پانی نکالا جائے گا۔[3]

ٹینکی میں جوتا گرنے سے پانی کا حکم

اگر جوتا ٹینکی میں گر جائے اور اس کا ناپاک ہونا یقینی ہو تو اس سے ٹینکی ناپاک ہو جائے گی،

---

[1] ....."وَلَوْ كَانَتِ النَّجَاسَةُ رَطْبَةً فَأَلْقَى عَلَيْهَا ثَوْبًا وَصَلَّى إِنْ كَانَ ثَوْبًا يُمْكِنُ أَنْ يَجْعَلَ مِنْ عَرْضِهِ ثَوْبًا كَالنِّهَالِيِّ يَجُوزُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ وَإِنْ كَانَ لَا يُمْكِنُ لَا يَجُوزُ إِنْ كَانَتْ يَابِسَةً جَازَتْ إِذَا كَانَ يَصْلُحُ سَاتِرًا. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الثالث في شروط الصلاة، الفصل الثاني في طهارة ما يستر به العورة وغيره، ج، ۱، ص، ۶۲، دار الفكر)
(كذا في البحر الرائق: ج، ۱، ص، ۲۶۸، كوئته)
وكذا في حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص، ۲۰۸، قديمي)
"يشترط طهارة "موضع القدمين "فتبطل الصلاة بنجس مانع تحت أحدهما أو بجمعه فيهما تقديرا في الأصح ..... ومنها طهارة موضع "اليدين والركبتين "على الصحيح لافتراض السجود على سبعة أعظم واختاره الفقيه أبو الليث وأنكر ما قيل من عدم افتراض طهارة موضعها ولأن رواية جواز الصلاة مع نجاسة الكفين والركبتين شاذة "و "منها طهارة موضع "الجبهة على الأصح "من الروايتين عن أبي حنيفة وهو قولهم رحمهم الله ليتحقق السجود عليها ". (مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ص، ۸۲، المكتبة العصرية)

[2] ....."(قَوْلُهُ: وَلَوْ شَكَّ إلَخْ) فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ: مَنْ شَكَّ فِي إنَائِهِ أَوْ فِي ثَوْبِهِ أَوْ بَدَنٍ أَصَابَتْهُ نَجَاسَةٌ أَوْ لَا فَهُوَ طَاهِرٌ مَا لَمْ يَسْتَيْقِنْ، وَكَذَا الْآبَارُ وَالْحِيَاضُ وَالْجِبَابُ الْمَوْضُوعَةُ فِي الطُّرُقَاتِ.... (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الطهارة/سنن الوضوء، ج، ۱، ص، ۵۱، دار الفكر بيروت)

[3] ....."وَبِخِلَافِ مَا إذَا كَانَ عَلَى الْحَيَوَانِ خَبَثٌ أَيْ نَجَاسَةٌ وَعَلِمَ بِهَا فَإِنَّهُ يُنَجِّسُ مُطْلَقًا". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الطهارة/فصل في البئر، ج، ۱، ص، ۲۱۳، دار الفكر)

Marfat.com

اور اگر اس پر نجاست کا علم یقینی نہیں تھا تو اس صورت میں جوتے کے گرنے سے ٹینکی ناپاک نہیں ہوگی۔ ٹینکی کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھو کر ہر دفعہ کپڑے سے خشک کرلیا جائے، اور اس کی دوسری صورت یہ ہے کہ جب پانی ٹینکی سے آرہا ہو تو اس کا اوپر والا ڈھکن کھول دیا جائے تاکہ پانی ٹینکی کے اوپر سے بہہ جائے، پاک ہوجائے گی۔ [1]

وضو کرنے والے کا حوض میں پاؤں ڈال کر دھونا

اگر وضو کرنے والا اپنے پاؤں حوض میں ڈال کر دھوتا ہے تو کیا اس سے کنویں کی پاکی متاثر ہوگی یا نہیں؟ اس میں تفصیل یوں ہے کہ اگر تو وہ حوض دہ دردہ (یعنی بڑا) ہے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا، البتہ اس جگہ نجاست کی بدبو معلوم ہو تو وہاں سے ہٹ کر وضو کرے۔ [2]

غسل خانہ کے جمع شدہ پانی سے ہٹ کر پاؤں دھوئے

اگر کوئی شخص ایسے مقام پر غسل کر رہا ہو جہاں پانی جمع ہوجاتا ہو تو ایسی صورت میں وہ غسل کرنے کے بعد اس مقام سے ہٹ کر دوبارہ پاؤں دھوئے تاکہ وہ نجس نہ رہ جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نہاتے ہوئے جمع شدہ پانی سے ہٹ کر اپنے پاؤں دھوئے۔

چنانچہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں:

وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءً لِلْغُسْلِ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى شِمَالِهِ، فَغَسَلَ مَذَاكِيرَهُ، ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ بِالْأَرْضِ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ، وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى

---

[1]..... "أَنَّ دَلْوًا تَنَجَّسَ فَأُفْرِغَ فِيهِ رَجُلٌ مَاءً حَتَّى امْتَلَأَ وَسَالَ مِنْ جَوَانِبِهِ هَلْ يَطْهُرُ بِمُجَرَّدِ ذٰلِكَ أَمْ لَا؟ وَالَّذِي يَظْهَرُ لِي الطَّهَارَةُ". (ردالمحتار مع الدر المختار: ج۱، ص۱۹۶، كتاب الطهارة/مطلب في الحاق نحو القصعة بالحوض، دار الفكر، بيروت)

[2]..... "فإن أدخل الجنب يده أو رجله في البير، لم يفسده، كذا روى عن أبي يوسف رحمه الله، بخلاف الاناء، فانه لو أدخل رجله في الاناء يفسده،". (خلاصة الفتاوى: وما يتصل بهذا الجباب والأواني، ج۱، ص۷، امجد اكيڈمی، لاهور)

Marfat.com

جَسَدِهِ، ثُمَّ تَحَوَّلَ مِنْ مَكَانِهِ فَغَسَلَ قَدَمَيْهِ "۔[1]

ترجمہ: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غسل کا پانی رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ دو مرتبہ یا تین مرتبہ دھوئے۔ پھر پانی اپنے بائیں ہاتھ میں لے کر اپنی شرمگاہ کو دھویا۔ پھر زمین پر ہاتھ رگڑا۔ اس کے بعد کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کو دھویا۔ پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہا لیا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر دونوں پاؤں دھوئے"۔

نوٹ: یہ حکم اس وقت ہے جب کوئی ایسی جگہ پر نہا رہا ہو جہاں پانی جمع ہو جاتا ہو، ہاں البتہ اگر کوئی فرش یا ٹائلز (Tiles) پر نہاتا ہے، جس پر پانی نہیں ٹھہرتا تو پاؤں پہلے دھونے میں کوئی حرج نہیں۔ [2]

وضو کرنے والے کا پاؤں کھڑے ہو کر دھونا

اگر کسی شخص کو بیٹھ کر پاؤں دھونے میں دقت ہو یا پھر کھڑے ہونے کی صورت میں اس کی حفاظت مائے مستعمل سے ہوتی ہو تو اس صورت میں کھڑے ہو کر پاؤں دھونے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ ایسے شخص کی عافیت کھڑے ہو کر پاؤں دھونے میں ہی ہے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ مائے مستعمل سے محفوظ رہے گا۔ [3]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الغسل/باب الغسل مرة واحدة، ج، ۱، ص، ۶۰، رقم الحديث، ۲۵۷، دارطوق النجاة)

[2]...."ثُمَّ يَتَنَحَّى عَنْ مُغْتَسَلِهِ فَيَغْسِلُ قَدَمَيْهِ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ هَذَا إِذَا كَانَ فِي مُسْتَنْقَعِ الْمَاءِ فَأَمَّا إِذَا كَانَ عَلَى لَوْحٍ أَوْ حَجَرٍ لَا يُؤَخِّرُ غُسْلَهُمَا. كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الثاني في الغسل، الفصل الثاني في سنن الغسل، ج، ۱، ص، ۱۴، دارالفكر)

[3]...."(وَالْجُلُوسُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ) تَحَرُّزًا عَنْ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَعِبَارَةُ الْكَمَالِ: وَحِفْظُ ثِيَابِهِ مِنْ التَّقَاطُرِ، وَهِيَ أَشْمَلُ ". (الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الطهارة/آداب الوضوء، ج، ۱، ص، ۱۲۷، دارالفكر، بيروت)

وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الفصل الثالث في المستحبات، ج، ۱، ص، ۹، رشيدية)

حاشیہ: مائے مستعمل ایسے پانی کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ حدث کو زائل کیا گیا ہو، یا پھر قربت کی نیت سے جسم پر استعمال کیا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

پاؤں کی انگلی یا انگوٹھے سے مسواک پکڑنے کا شرعی حکم

آج کل عوام میں یہ بات مشہور ہوئی ہے کہ بوقتِ وضو مسواک کرنے کے بعد پاؤں کے انگوٹھے اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان مسواک کو دبالینا مسنون ہے۔ اس کا مسنون ہونا ثابت نہیں۔

وضو کرنے کے بعد بھیگے پاؤں کے ساتھ جوتوں پر ہوتے ہوئے خشک مقام پر جانے کا حکم

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد گیلے پاؤں سمیت جوتوں کے مقام سے ہوتا ہوا خشک جگہ پر آئے، تو اگر وہاں ظاہری طور پر کوئی نجاست نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے پاؤں ناپاک نہیں ہوں گے۔[1]

ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا سنت ہے

ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا سنت ہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا:

"عَشْرٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: قَصُّ الشَّارِبِ، وَإِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ، وَالسِّوَاكُ،

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

گیا ہو اور جو پانی جسم سے الگ نہیں ہوا اس پر مستعمل کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

"الماء المستعمل ما أزيل به حدث أو استعمل في البدن على وجه القربة، ومتى يصير الماء مستعملاً؟ الصحيح أنه كما زال عن العضو صار مستعملاً". (الهداية كتاب الطهارة/الماء المستعمل، ج، ۱، ص، ۳۹، مكتبة شركة علمية)

[1] ....."إذا وضع رجله على أرض نجسة، أو على لبد نجس، إن كانت الرجل رطبة والأرض أو اللبد يابساً، وهو لم يقف عليه بل مشى لا تتنجس رجله، ولو كانت الرجل يابسة والأرض رطبة وظهرت الرطوبة في الرجل تتنجس رجله، وفي بعض المواضع لا يشترط ظهور الرطوبة في الرجل؛ لأنه يظهر أثر الرطوبة في الرجل لا محالة". (المحيط البرهاني: كتاب الطهارات/الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، ج، ۱، ص، ۱۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

وَاسْتِنْشَاقُ الْمَاءِ، وَقَصُّ الْأَظْفَارِ، وَغَسْلُ الْبَرَاجِمِ، وَنَتْفُ الْإِبِطِ، وَحَلْقُ الْعَانَةِ، وَانْتِقَاصُ الْمَاءِ" قَالَ زَكَرِيَّا: قَالَ مُصْعَبٌ: وَنَسِيتُ الْعَاشِرَةَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْمَضْمَضَةَ زَادَ قُتَيْبَةُ، قَالَ وَكِيعٌ: "انْتِقَاصُ الْمَاءِ: يَعْنِي الِاسْتِنْجَاءَ"۔[1]

ترجمہ: "دس چیزیں سنت ہیں مونچھیں کتروانا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، ناخنوں کا کاٹنا، جوڑ دھونا، بغل کے بال اکھیڑنا، زیرناف بال صاف کرنا، پانی سے استنجا کرنا مصعب راوی بیان کرتے ہیں کہ دسویں چیز میں بھول گیا شاید وہ کلی کرنا ہو"۔

جنابت کی حالت میں ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم

جنابت کی حالت میں بال، ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا مکروہ ہے۔[2]

ناخن پانی کو ناپاک نہیں کرتا

ناخن پانی کو ناپاک نہیں کرتے البتہ اگر ان پر نجاست لگی ہے تو پھر پانی ناپاک ہو جائے گا۔[3]

ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے سے وضو لازم نہیں ہوتا

ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔

"وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالَى: (أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ) وَقَالَ عَطَاءٌ فِيمَنْ يَخْرُجُ مِنْ دُبُرِهِ الدُّودُ، أَوْ مِنْ ذَكَرِهِ نَحْوُ الْقَمْلَةِ يُعِيدُ الْوُضُوءَ وَقَالَ

---

[1]....(صحيح مسلم: كتاب الطهارة/باب خصال الفطرة، ج، ۱، ص، ۲۲۳، رقم الحديث، ۲۶۱، دار إحياء التراث العربي، بيروت".

[2]...."حلق الشعر حالة الجنابة مكروه وكذا قص الأظافير كذا في الغرائب، كتاب الكراهية/الباب التاسع في الختان والخصاء وقلم الأظفار وقص الشارب وحلق الرأس وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غيرها، ج، ۱، ص، ۸۳۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]...."وَالظُّفْرُ لَا يُفْسِدُ الْمَاءَ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/باب المياه/ الفصل الأول فيما يجوز به التوضؤ، ج، ۱، ص، ۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: إِذَا ضَحِكَ فِي الصَّلَاةِ أَعَادَ الصَّلَاةَ وَلَمْ يُعِدِ الْوُضُوءَ وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنْ أَخَذَ مِنْ شَعَرِهِ وَأَظْفَارِهِ، أَوْ خَلَعَ خُفَّيْهِ فَلَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: لَا وُضُوءَ إِلَّا مِنْ حَدَثٍ وَيُذْكَرُ عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَرُمِيَ رَجُلٌ بِسَهْمٍ، فَنَزَفَهُ الدَّمُ، فَرَكَعَ، وَسَجَدَ وَمَضَى فِي صَلَاتِهِ وَقَالَ الْحَسَنُ: مَا زَالَ الْمُسْلِمُونَ يُصَلُّونَ فِي جِرَاحَاتِهِمْ وَقَالَ طَاوُسٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ، وَعَطَاءٌ، وَأَهْلُ الْحِجَازِ لَيْسَ فِي الدَّمِ وُضُوءٌ وَعَصَرَ ابْنُ عُمَرَ بَثْرَةً فَخَرَجَ مِنْهَا الدَّمُ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَبَزَقَ ابْنُ أَبِي أَوْفَى دَمًا فَمَضَى فِي صَلَاتِهِ "وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَالْحَسَنُ": فِيمَنْ يَحْتَجِمُ: لَيْسَ عَلَيْهِ إِلَّا غَسْلُ مَحَاجِمِهِ"۔[1]

ترجمہ: "کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے فارغ ہو کر آئے تو تم پانی نہ پاؤ تو تیمم کرلو۔ عطاء کہتے ہیں کہ جس شخص کے پچھلے حصہ سے (یعنی دبر سے) یا اگلے حصہ سے (یعنی ذکر یا فرج سے) کوئی کیڑا یا جوں کی قسم کا کوئی جانور نکلے اسے چاہیے کہ وضو لوٹائے اور جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب (آدمی) نماز میں ہنس پڑے تو نماز لوٹائے اور وضو نہ لوٹائے اور حسن (بصری) نے کہا کہ جس شخص نے (وضو کے بعد) اپنے بال اتروائے یا ناخن کٹوائے یا موزے اتار ڈالے اس پر وضو نہیں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ وضو حدث کے سوا کسی اور چیز سے فرض نہیں ہے اور جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الرقاع کی لڑائی میں (تشریف فرما) تھے۔ ایک شخص کو تیر مارا گیا اور اس (کے جسم) سے بہت خون بہا مگر اس نے

[1] .....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء، بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ الْوُضُوءَ إِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَيْنِ: مِنَ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ، ج۱، ص۴۶، دار طوق النجاة)

Marfat.com

پھر بھی رکوع اور سجدہ کیا اور نماز پوری کر لی اور حسن بصری نے کہا کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخموں کے باوجود نماز پڑھا کرتے تھے اور طاؤس، محمد بن علی اور اہل حجاز کے نزدیک خون (نکلنے) سے وضو (واجب) نہیں ہوتا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (اپنی) ایک پھنسی کو دبا دیا تو اس سے خون نکلا۔ مگر آپ نے (دوبارہ) وضو نہیں کیا اور ابن ابی اوفی نے خون تھوکا۔ مگر وہ اپنی نماز پڑھتے رہے اور ابن عمر اور حسن رضی اللہ عنہم پچھنے لگوانے والے کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ جس جگہ پچھنے لگے ہوں اس کو دھو لے، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں"۔

اس اثر سے معلوم ہوا کہ ناخن یا بال کٹوانے سے وضو لازم نہیں ہوتا۔

الکحولک شو پالش Alcoholic Shoe Polish کا کپڑوں پر لگنے کا حکم

اگر شو پالش (Shoe Polish) وغیرہ میں ایسا الکحل ملا ہوا ہو جو ناپاک ہو اور ناپاکی کا یقین ہو جائے تو ایسی صورت میں وہ کپڑے کو ناپاک کر دے گا۔[1]

ناخن پالش (Nail Polish) لگا کر وضو اور غسل کرنے کا حکم

اگر کسی نے ناخن پالش لگائی، ناخن پر صرف اس کا رنگ اور تھوڑی سے چکناہٹ ہو، تو اس سے وضو میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا، جیسے کہ اگر تیل لگا ہو، اور اس پر پانی ڈال دیا جائے، ہاں اگر رنگ اور چکناہٹ کے ساتھ تہہ بھی ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو وضو یا غسل کے دوران زائل کرے۔ آج کل مارکیٹ (Market) میں نیل پالش ریموورز (Nail Polish Removers) دستیاب ہیں، جن کے ذریعے بڑی

---

[1]..."الْقَاعِدَةُ الثَّالِثَةُ: الْيَقِينُ لَا يَزُولُ بِالشَّكِّ...مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ وَشَكَّ فِي الْحَدَثِ فَهُوَ مُتَطَهِّرٌ، وَمَنْ تَيَقَّنَ الْحَدَثَ وَشَكَّ فِي الطَّهَارَةِ فَهُوَ مُحْدِثٌ".
(الاشباہ والنظائر: الْأَصْلُ بَقَاءُ مَا كَانَ عَلَى مَا كَانَ وَتَتَفَرَّعُ عَلَيْهَا مَسَائِلُ مِنْهَا، ج ۱، ص ۴۷ الی ۴۹، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

Marfat.com

آسانی کے ساتھ نیل پالش (Nail Polish) دور کی جاسکتی ہے۔[1]

ناخن پالش (Nail Polish) بیچنے کا حکم

ایسا ناخن پالش (Nail Polish) جو ناخنوں پر اس طریقے سے جم جاتا ہو، کہ وضو کے پانی کا اس کے نیچے پہنچنا دشوار ہو تو ایسا ناخن پالش استعمال کرنا درست نہیں، اور اس کے استعمال سے وضو اور غسل بھی درست نہیں ہوگا، لہذا ایسے ناخن پالش (Nail Polish) کو بیچنا معصیت پر تعاون ہوگا جو کہ قرآنِ مجید کے حکم کے خلاف ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ". [2]

ترجمہ: "گناہ اور زیادتی کے کاموں میں تعاون مت کرو"۔

ناخنوں میں گوندھا ہوا آٹا لگنے اور میل کا حکم

اگر کسی شخص کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخنوں میں گوندھا ہوا آٹا لگا ہو تو اس کا وضو اور غسل نہیں ہوا۔

ناخنوں میں پینٹ (Paint) لگنے کا حکم

اگر کوئی شخص پینٹنگ (Painting) کا پیشہ کرتا ہو اور اس کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخنوں میں پینٹ (Paint) لگ جائے تو اس کا غسل اور وضو نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو نہیں اتارے گا،

---

[1]..."(وَيَجِبُ) أَيْ يُفْرَضُ (غَسْلُ) كُلِّ مَا يُمْكِنُ مِنَ الْبَدَنِ بِلَا حَرَجٍ مَرَّةً كَأُذُنٍ .....(وَلَا يَمْنَعُ) الطَّهَارَةَ (وَسَخٌ) أَيْ خُرْءُ ذُبَابٍ وَبُرْغُوثٍ لَمْ يَصِلِ الْمَاءُ تَحْتَهُ (وَحِنَّاءٌ) وَلَوْ جُرْمُهُ بِهِ يُفْتَى (وَدَرَنٌ وَوَسَخٌ) عَطْفُ تَفْسِيرٍ وَكَذَا دُهْنٌ وَدُسُومَةٌ .....(وَ) لَا يَمْنَعُ (مَا عَلَى ظُفْرٍ صَبَّاغٍ وَ) لَا (طَعَامٌ بَيْنَ أَسْنَانِهِ) أَوْ فِي سِنِّهِ الْمُجَوَّفِ بِهِ يُفْتَى. وَقِيلَ إِنْ صُلْبًا مَنَعَ، وَهُوَ الْأَصَحُّ". (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الطهارة/فرض الغسل، ج،۱۵۲،۱۵۵، دار الفكر، بيروت)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: الفصل الأول في فرائض الوضوء، ج، ۱، ص،۴، رشيدية)

(وكذا في مراقي الفلاح: فصل في تمام أحكام الوضوء، ج، ۱، ص،۶۳، قديمي)

[2]....(سورة مائدة: رقم الآية، ۲، پارہ ۶)

Marfat.com

ہاں البتہ اگر میل ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [۱]

بعض علماء نے حرج اور ضرورت کی وجہ سے اس کی اجازت دی ہے۔ [۲]

ناخنوں میں مٹی ہونے کی وجہ سے وضو اور غسل پر اثر

اگر کسی شخص کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخنوں میں مٹی جمی ہوئی ہے خواہ وہ تر ہو یا خشک اس سے اس کا وضو اور غسل ہو جائے گا۔ [۳]

جیکٹ (Jaket) میں ناپاک چپل رکھ کر نماز ادا کرنے کا حکم

اگر کسی نے اپنی جیکٹ (Jacket) میں ناپاک چپل رکھ کر نماز ادا کی' تو اس کی نماز ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ جب تک نجاست اور ناپاکی اپنے محل میں ہو تو مفسد صلاۃ نہیں ہے، لیکن اگر وہ محل میں نہ ہو تو مفسد صلاۃ ہے۔ مزید یہ کہ اگر اس کی چپل پر نجاستِ غلیظہ ایک درہم کی مقدار سے زیادہ ہو، اور نماز کے دوران ایک رکن (یعنی تین مرتبہ سبحان ربی الأعلی) کہنے کی مقدار ہو، وہ ناپاک چپل اس کی جیکٹ (Jacket) میں یا مصلی (نمازی) کے بدن پر رہے تو نماز میں فساد لازم آتا ہے، اور اگر اس کی مقدار درہم کے برابر یا اس سے قلیل (کم) ہے تو اس کی نماز میں فساد لازم نہیں آتا، تاہم اس سے بچنا بہتر ہے۔

اگر چپل پر لگی نجاستِ خفیفہ ایک بالشت سے زیادہ ہو تو اس صورت میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اس سے کم کی صورت میں فاسد نہیں ہوگی، البتہ اس

---

[۱]..... "وَالْعَجِينُ فِي الظُّفْرِ يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَالْوَسَخُ وَالدَّرَنُ لَا يَمْنَعُ". (الفتاوى الهندية: الباب الثاني في الغسل/الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي فَرَائِضِ الْغُسْلِ، ج، ۱، ص، ۱۳، دار الفكر)

[۲]..... "وَالصَّرَّامُ وَالصَّبَّاغُ مَا فِي ظُفْرِهِمَا يَمْنَعُ تَمَامَ الِاغْتِسَالِ وَقِيلَ كُلُّ ذَلِكَ يُجْزِيهِمْ لِلْحَرَجِ وَالضَّرُورَةِ، وَمَوَاضِعُ الضَّرُورَةِ مُسْتَثْنَاةٌ عَنْ قَوَاعِدِ الشَّرْعِ. كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: الباب الثاني في الغسل/الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي فَرَائِضِ الْغُسْلِ، ج، ۱، ص، ۱۳، دار الفكر)

[۳]..... "وَالتُّرَابُ وَالطِّينُ فِي الظُّفْرِ لَا يَمْنَعُ". (الفتاوى الهندية: الباب الثاني في الغسل/الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي فَرَائِضِ الْغُسْلِ، ج، ۱، ص، ۱۳، دار الفكر)

Marfat.com

سے احتراز احسن ہے۔[1]

ناپاک جوتا مٹی میں رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے

اگر کسی ایسی چیز میں نجاست لگ جائے جو ٹھوس ہو، اور اس میں جسم دار ناپاکی جذب نہ ہوتی ہو، جیسا کہ لکڑی، چمڑا، ربڑ اور دیوار وغیرہ، تو کئی روایات سے اس کی بھی رخصت ملتی ہے کہ اگر اس ناپاکی کو دھویا نہ جائے، بلکہ صاف کر دیا جائے، تو بھی وہ چیز پاکی کا حکم حاصل کر لیتی ہے، کیونکہ مقصود ناپاکی کو دور کرنا ہوتا ہے، جو کہ یہاں دھوئے بغیر صاف کرنے سے بھی حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَلْيَنْظُرْ فِي نَعْلَيْهِ، فَإِنْ رَأَى فِيهِمَا

---

[1]..... "كَمَا لَوْ صَلَّى حَامِلًا بَيْضَةً مَدِرَةً صَارَ مُحُّهَا دَمًا جَازَ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ، وَالشَّيْءُ مَا دَامَ فِي مَعْدِنِهِ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ، بِخِلَافِ مَا لَوْ حَمَلَ قَارُورَةً مَضْمُومَةً فِيهَا بَوْلٌ فَلَا تَجُوزُ صَلَاتُهُ لِأَنَّهُ فِي غَيْرِ مَعْدِنِهِ كَمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمُحِيطِ ".(رد المحتار مع الدر المختار:باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص، ۴۰۳،دار الفكر،بيروت)

"وَنَجَاسَةُ بَاطِنِهِ فِي مَعْدِنِهِ فَلَا يَظْهَرُ حُكْمُهَا كَنَجَاسَةِ بَاطِنِ الْمُصَلِّي وَلَوْ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ مَضْمُومَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَمْ تَجُزْ صَلَاتُهُ؛ لِأَنَّهُ فِي غَيْرِ مَعْدِنِهِ وَمَكَانِهِ وَلَوْ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ بَيْضَةٌ مَدِرَةٌ قَدْ صَارَ مُحُّهَا دَمًا جَازَتْ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ وَالشَّيْءُ مَا دَامَ فِي مَعْدِنِهِ لَا يُعْطَى لَهُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ الْكُلُّ فِي الْمُحِيطِ وَأَرَادَ بِالْمَكَانِ مَوْضِعَ الْقَدَمِ وَالسُّجُودِ فَقَطْ".

(البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص، ۲۸۲،دار الكتاب الاسلامي)

"إذَا صَلَّى وَفِي كُمِّهِ بَيْضَةٌ مَدِرَةٌ قَدْ حَالَ مُحُّهَا دَمًا جَازَتْ صَلَاتُهُ وَكَذَا الْبَيْضَةُ الَّتِي فِيهَا فَرْخٌ مَيِّتٌ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ .فِي النِّصَابِ رَجُلٌ صَلَّى وَفِي كُمِّهِ قَارُورَةٌ فِيهَا بَوْلٌ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ سَوَاءٌ كَانَتْ مُمْتَلِئَةً أَوْ لَمْ تَكُنْ؛ لِأَنَّ هَذَا لَيْسَ فِي مَظَانِّهِ وَمَعْدِنِهِ بِخِلَافِ الْبَيْضَةِ الْمَدِرَةِ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْدِنِهِ وَمَظَانِّهِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى. كَذَا فِي الْمُضْمَرَاتِ.

(الفتاوى الهندية:الْفَصْلُ الثَّانِي فِي طَهَارَةِ مَا يَسْتُرُ بِهِ الْعَوْرَةَ وَغَيْرِهِ، كتاب الصلاة/ج، ۱ ،ص، ۶۲،دار الفكر)

"ان النجاسة الغليظة اذا كانت قدر الدرهم أو دونه فهي عفو لا يمنع جواز الصلاة عندنا .....ثم قال وأما النجاسة الخفيفة.....فانها مقدرة في المنع في جواز الصلاة معها بالكثير الفاحش.....والصواب ما ذكره و شرحها وسائر الكتب أن الرواية أنه مقدر بشبر في شبر انما هي عن أبي يوسف رحمه الله تعالى".(غنية المستملي:ج، ۱، ص، ۱۵۰، نعمانية، كوئته)

Marfat.com

قَذَرًا أَوْ قَالَ: أَذًى فَلْيَمْسَحْهُمَا وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا"۔[1]

ترجمہ: "جب کوئی تم میں سے مسجد میں آئے، تو وہ اپنے جوتوں کو دیکھ لے، پھر اُن میں اگر کوئی نجاست نظر آئے، تو اُن کو صاف کرلے، اور (ضرورت ہو تو) اُن میں نماز ادا کرلے"۔

اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"فَإِذَا جَاءَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ، فَلْيُقَلِّبْ نَعْلَيْهِ، فَإِنْ رَأَى فِيهِمَا أَذًى، فَلْيُمِطْ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا"۔[2]

ترجمہ: "پس تم میں سے جب کوئی مسجد میں آئے، تو وہ اپنے جوتوں کو پلٹ کر دیکھے، پھر اُن میں اگر کوئی نجاست نظر آئے، تو اُس کو صاف کرلے، اور (ضرورت ہو تو) اُن میں نماز ادا کرلے"۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جوتے وغیرہ جیسی ٹھوس چیز میں اگر ناپاکی لگ جائے، تو وہ دھوئے بغیر صاف کرنے سے بھی پاکی کا حکم حاصل کرلیتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ:

"إِذَا وَطِئَ أَحَدُكُمْ بِنَعْلِهِ الْأَذَى فَإِنَّ التُّرَابَ لَهُ طَهُورٌ"۔[3]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی آدمی جوتا پہن کر نجاست پر چلے گا تو مٹی اسکو پاک کردے گی"۔

"اس کو مٹی پاک کردیتی ہے" کا مطلب یہ ہے کہ چلتے ہوئے اگر جوتوں پر ناپاکی لگ جائے

---

[1]....(مسند أحمد: ج۱۸، ص۳۷۹، رقم الحديث، ۱۱۸۷۷، مؤسسة الرسالة)
في حاشية مسند أحمد: اسناده صحيح.

[2]....(سنن الدارمي: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعلين، ج۲، ص۸۶۷، رقم الحديث، ۱۴۱۸، دار المغني للنشر والتوزيع، المملكة العربية السعودية)
في حاشية سنن الدارمي: اسناده صحيح.

[3]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/باب الاذى يصيب النعل، ص۶۷، رقم الحديث، ۳۸۵، دار السلام)

Marfat.com

اور پھر اُن میں مٹی لگ جائے، اور وہ ناپاکی زمین پر چلتے ہوئے رگڑ کھا کر جوتوں سے الگ ہو جائے، تو اس طرح بھی جوتے پاک شمار ہوتے ہیں۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ:

"قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُرِيدُ الْمَسْجِدَ، فَنَطَأُ الطَّرِيقَ النَّجِسَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الْأَرْضُ يُطَهِّرُ بَعْضُهَا بَعْضًا". [1]

ترجمہ: "کسی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم مسجد کی طرف آئیں تو ناپاک راستے پر پاؤں پڑ جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین ایک دوسرے کو پاک کر دیتی ہے"۔

اور بنو عبد الاشہل کی ایک صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"سَأَلْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقُلْتُ: إِنَّ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ طَرِيقًا قَذِرَةً، قَالَ: فَبَعْدَهَا طَرِيقٌ أَنْظَفُ مِنْهَا؟، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَذِهِ بِهَذِهِ". [2]

ترجمہ: "میں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میرے (گھر) اور مسجد کے درمیان ناپاک راستہ ہے۔ فرمایا اس کے بعد اس سے صاف راستہ بھی ہے؟ میں نے عرض کیا جی فرمایا وہ اس کا بدلہ ہو جاتا ہے"۔

احناف کے نزدیک مذکورہ اور اس جیسی دوسری روایات کی بنا پر چمڑے جیسی کسی ٹھوس چیز پر اگر نجاست (ناپاکی) لگ جائے، جیسا کہ لکڑی، ربڑ، چمڑا وغیرہ اور وہ نجاست جسم دار ہے۔ جیسے لید، پاخانہ اور گوبر وغیرہ تو خواہ وہ خشک ہو چکی ہو یا تر ہو، وہ جس طرح دھونے سے پاک

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها/باب الأرض يطهر بعضها بعضا، ج، ۱، ص، ۱۷۷، رقم الحديث، ۵۳۲، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

في حاشية ابن ماجه: صحيح لغيره.

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب الطهارة وسننها/باب الأرض يطهر بعضها بعضا، ج، ۱، ص، ۱۷۷، رقم الحديث، ۵۳۳، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

في حاشية ابن ماجه: حديث صحيح.

Marfat.com

شمار ہوتی ہے، اسی طرح رگڑنے اور پونچھنے سے بھی پاکی کا حکم حاصل کر لیتی ہے۔

اور اگر وہ نجاست (ناپاکی) جسم دار نہیں جیسا کہ شراب اور پیشاب وغیرہ، تو جب تک وہ نجاست خشک نہ ہوئی ہو، اس وقت تک اس کو دھونے سے بھی پاکی حاصل ہو جاتی ہے، اور مٹی، ریت اور راکھ وغیرہ شامل کر کے اگر اُسے رگڑ یا پونچھ دیا جائے، اور اُس کا اثر دور ہو جائے، تو بھی پاک شمار ہوگی۔ کیونکہ اُس میں راکھ اور مٹی وغیرہ شامل کرنے سے وہ دلدار نجاست کے حکم میں آجاتی ہے۔

اور تر غیر جسم دار ناپاکی کو اگر مذکورہ طریقہ پر صاف نہ کیا گیا، اور وہ یونہی خشک ہوگئی، تو پھر پانی یا دوسری بہنے والی چیز سے دھونا لازمی ہے۔ [1]

اور احناف کے علاوہ دوسرے کئی فقہاء کے ہاں چمڑے وغیرہ جیسی دوسری اشیاء کو بھی پانی سے دھونا لازمی ہے۔ [2]

---

[1]....."وَمِنَ الْأَحْكَامِ الْمَبْنِيَّةِ عَلَى عُمُومِ الْبَلْوَى طَهَارَةُ الْخُفِّ وَالنَّعْلِ بِالدَّلْكِ عَلَى الْأَرْضِ وَنَحْوِهَا مِنَ الْأَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ، كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْفُقَهَاءِ، قَالَ التُّمُرْتَاشِيُّ :وَيَطْهُرُ خُفٌّ وَنَحْوُهُ، كَنَعْلٍ تَنَجَّسَ بِذِي جُرْمٍ بِدَلْكٍ، قَالَ ابْنُ عَابِدِينَ :وَإِنْ كَانَ رَطْبًا عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ .وَهُوَ الْأَصَحُّ الْمُخْتَارُ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى لِعُمُومِ الْبَلْوَى.

وَلِعُمُومِ حَدِيثِ أَبِي دَاوُدَ :إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ، وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا".(الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة"عموم البلوى"ج،۱۳،ص،۷ الى ۸،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

"والحاصل ان المختار للفتوى ان الخف و نحوه يطهر بالدلك سواء كانت النجاسة ذات جرم في نفسها او صارت ذات جرم بغيرها كالرقيقة المستجسدة بالتراب ونحوه رطبه كانت أو يابسة لحصول قلع أثرها بدلك بالكلية".(منية المصلي: كتاب الطهارة،ج،۱،ص،۱۰۴)

[2]....."تَطْهِيرُ الْخُفِّ مِنَ النَّجَاسَةِ:

ذَهَبَ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ إِلَى أَنَّهُ إِذَا أَصَابَتْ أَسْفَلَ الْخُفِّ أَوِ النَّعْلِ نَجَاسَةٌ فَإِنَّ تَطْهِيرَهُ يَكُونُ بِغَسْلِهِ، وَلاَ يُجْزِءُ لَوْ دَلَكَهُ كَالثَّوْبِ وَالْبَدَنِ، وَلاَ فَرْقَ فِي ذَلِكَ بَيْنَ أَنْ تَكُونَ النَّجَاسَةُ رَطْبَةً أَوْ جَافَّةً، وَعِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ قَوْلاَنِ فِي الْعَفْوِ عَنِ النَّجَاسَةِ الْجَافَّةِ إِذَا دُلِكَتْ، أَصَحُّهُمَا :الْقَوْلُ الْجَدِيدُ لِلشَّافِعِيِّ، وَهُوَ أَنَّهُ لاَ يَجُوزُ حَتَّى يَغْسِلَهُ، وَلاَ تَصِحُّ الصَّلاَةُ بِهِ، وَالثَّانِي :يَجُوزُ لِمَا رَوَى أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ رَضِيَ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

پاؤں پر راستے کا پانی اور کیچڑ لگنے کا حکم

کیچڑ عام طور پر پانی اور مٹی پر مشتمل ہوتا ہے، اور مٹی اور پانی اپنی ذات اور اصل کے اعتبار

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ، فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ، وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا.

قَالَ الرَّافِعِيُّ :إِذَا قُلْنَا بِالْقَدِيمِ وَهُوَ الْعَفْوُ فَلَهُ شُرُوطٌ.

أَحَدُهَا :أَنْ يَكُونَ لِلنَّجَاسَةِ جِرْمٌ يَلْتَصِقُ بِالْخُفِّ، أَمَّا الْبَوْلُ وَنَحْوُهُ فَلَا يَكْفِي دَلْكُهُ بِحَالٍ.

الثَّانِي :أَنْ يَدْلُكَهُ فِي حَالِ الْجَفَافِ، وَأَمَّا مَا دَامَ رَطْبًا فَلَا يَكْفِي دَلْكُهُ قَطْعًا.

الثَّالِثُ :أَنْ يَكُونَ حُصُولُ النَّجَاسَةِ بِالْمَشْيِ مِنْ غَيْرِ تَعَمُّدٍ، فَلَوْ تَعَمَّدَ تَلْطِيخَ الْخُفِّ بِهَا وَجَبَ الْغَسْلُ قَطْعًا.

وَنَقَلَ الْبَهُوتِيُّ عَنِ الْإِنْصَافِ أَنَّ يَسِيرَ النَّجَاسَةِ إِذَا كَانَتْ عَلَى أَسْفَلِ الْخُفِّ وَالْحِذَاءِ بَعْدَ الدَّلْكِ يُعْفَى عَنْهُ عَلَى الْقَوْلِ بِنَجَاسَتِهِ وَذَهَبَ أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى أَنَّهُ إِذَا أَصَابَ الْخُفَّ نَجَاسَةٌ لَهَا جِرْمٌ، كَالرَّوْثِ وَالْعَذِرَةِ، فَجَفَّتْ، فَدَلَكَهُ بِالْأَرْضِ جَازَ، وَالرَّطْبُ وَمَا لَا جِرْمَ لَهُ كَالْخَمْرِ وَالْبَوْلِ لَا يَجُوزُ فِيهِ إِلَّا الْغَسْلُ، وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ :يُجْزِئُ الْمَسْحُ فِيهِمَا إِلَّا الْبَوْلَ وَالْخَمْرَ، وَقَالَ مُحَمَّدٌ:لَا يَجُوزُ فِيهِمَا إِلَّا الْغَسْلُ كَالثَّوْبِ.

وَلِأَبِي يُوسُفَ إِطْلَاقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا أَصَابَ خُفَّ أَحَدِكُمْ أَوْ نَعْلَهُ أَذًى فَلْيَدْلُكْهُمَا فِي الْأَرْضِ، وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا، فَإِنَّ ذَلِكَ طَهُورٌ لَهُمَا مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الرَّطْبِ وَالْيَابِسِ،وَالْمُتَجَسِّدِ وَغَيْرِهِ، وَلِلضَّرُورَةِ الْعَامَّةِ .وَلِأَبِي حَنِيفَةَ هَذَا الْحَدِيثُ.إِلَّا أَنَّ الرَّطْبَ إِذَا مُسِحَ بِالْأَرْضِ يَتَلَطَّخُ بِهِ الْخُفُّ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ، فَلَا يُطَهِّرُهُ بِخِلَافِ الْيَابِسِ؛ لِأَنَّ الْخُفَّ لَا يَتَدَاخَلُهُ إِلَّا شَيْءٌ يَسِيرٌ وَهُوَ مَعْفُوٌّ عَنْهُ، وَلَا كَذَلِكَ الْبَوْلُ وَالْخَمْرُ لِأَنَّهُ لَيْسَ فِيهِ مَا يُجْتَذَبُ مِثْلَ مَا عَلَى الْخُفِّ، فَيَبْقَى عَلَى حَالِهِ، حَتَّى لَوْ لَصِقَ عَلَيْهِ طِينٌ رَطْبٌ فَجَفَّ، ثُمَّ دَلَكَهُ جَازَ، كَالَّذِي لَهُ جِرْمٌ، وَبِخِلَافِ الثَّوْبِ لِأَنَّهُ مُتَخَلْخَلٌ فَتَتَدَاخَلُهُ أَجْزَاءُ النَّجَاسَةِ، فَلَا تَزُولُ بِالْمَسْحِ، فَيَجِبُ الْغَسْلُ.

وَلِمُحَمَّدٍ الْقِيَاسُ عَلَى الثَّوْبِ وَالْبِسَاطِ، بِجَامِعِ أَنَّ النَّجَاسَةَ تَدَاخَلَتْ فِي الْخُفِّ تَدَاخُلَهَا فِيهِمَا.

قَالَ الْكَمَالُ :وَعَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ أَكْثَرُ الْمَشَايِخِ، وَهُوَ الْمُخْتَارُ لِعُمُومِ الْبَلْوَى.

وَقَالَ السَّرَخْسِيُّ عَنْ قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ :وَهُوَ صَحِيحٌ، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى لِلضَّرُورَةِ .

وَفَرَّقَ الْمَالِكِيَّةُ بَيْنَ أَرْوَاثِ الدَّوَابِّ وَأَبْوَالِهَا وَبَيْنَ غَيْرِهَا مِنَ النَّجَاسَاتِ، فَإِذَا أَصَابَ الْخُفَّ شَيْءٌ مِنْ رَوْثِ الدَّوَابِّ وَأَبْوَالِهَا فَإِنَّهُ يُعْفَى عَنْهُ إِنْ دُلِكَ بِتُرَابٍ أَوْ حَجَرٍ أَوْ نَحْوِهِ حَتَّى زَالَتِ الْعَيْنُ، وَكَذَا إِنْ جَفَّتِ النَّجَاسَةُ بِحَيْثُ لَمْ يَبْقَ شَيْءٌ يُخْرِجُهُ الْغَسْلُ سِوَى الْحُكْمِ.

وَقَيَّدَ بَعْضُهُمُ الْعَفْوَ بِأَنْ تَكُونَ إِصَابَةُ الْخُفِّ أَوِ النَّعْلِ بِالنَّجَاسَةِ بِمَوْضِعٍ يَطْرُقُهُ الدَّوَابُّ كَثِيرًا كَالطُّرُقِ لِمَشَقَّةِ الِاحْتِرَازِ عَنْهُ.

قَالَ الدُّسُوقِيُّ نَقْلًا عَنِ الْبُنَانِيِّ:وَهَذَا الْقَيْدُ نَقَلَهُ فِي التَّوْضِيحِ، وَالظَّاهِرُ اعْتِبَارُهُ، وَفِي كَلَامِ ابْنِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

سے پاک ہیں، اس لئے دونوں پاک چیزوں کی آمیزش کی وجہ سے کیچڑ کو بھی پاکی کا حکم حاصل ہوگا۔

اس کی تائید درج ذیل روایات واحادیث سے ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"جَاءَتْ سَحَابَةٌ، فَمَطَرَتْ حَتَّى سَالَ السَّقْفُ، وَكَانَ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ، فَأُقِيمَتِ الصَّلاةُ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِي الْمَاءِ وَالطِّينِ، حَتَّى رَأَيْتُ أَثَرَ الطِّينِ فِي جَبْهَتِهِ". [1]

ترجمہ: "بادل کا ایک ٹکڑا آیا اور برسا یہاں تک کہ (مسجد کی چھت) ٹپکنے لگی جو کھجور کی شاخوں سے بنائی گئی تھی۔ پھر نماز کے لیے تکبیر ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیچڑ اور پانی میں سجدہ کر رہے تھے۔ کیچڑ کا نشان آپ کی پیشانی پر بھی میں نے دیکھا"۔

اور ایک روایت میں لیلۃ القدر کے واقعہ میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ:

"وَإِنِّي أُرِيتُهَا لَيْلَةَ وِتْرٍ، وَإِنِّي أَسْجُدُ صَبِيحَتَهَا فِي طِينٍ وَمَاءٍ". [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الْحَاجِبِ إِشَارَةً إِلَيْهِ لِتَعْلِيلِهِ الْمَشَقَّةِ، كَمَا ذَكَرَ خَلِيلٌ أَنَّ الْعَفْوَ إِنَّمَا هُوَ لِعُسْرِ الاِحْتِرَازِ، وَعَلَى هَذَا فَلاَ يُعْفَى عَمَّا أَصَابَ الْخُفَّ وَالنَّعْلَ مِنْ أَرْوَاثِ الدَّوَابِّ بِمَوْضِعٍ لاَ تَطْرُقُهُ الدَّوَابُّ كَثِيرًا وَلَوْ ذَلِكًا .وَإِنْ أَصَابَ الْخُفَّ أَوِ النَّعْلَ شَيْءٌ مِنَ النَّجَاسَاتِ غَيْرِ أَرْوَاثِ الدَّوَابِّ وَأَبْوَالِهَا، كَخُرْءِ الْكِلاَبِ أَوْ فَضْلَةِ الآدَمِيِّ أَوْ دَمٍ، فَإِنَّهُ لاَ يُعْفَى عَنْهُ، وَلاَ بُدَّ مِنْ غَسْلِهِ.

قَالَ الْحَطَّابُ نَقْلاً عَنِ ابْنِ الْعَرَبِيِّ :وَالْعِلَّةُ تَدُورُ ذَلِكَ فِي الطُّرُقَاتِ، فَإِنْ كَثُرَ ذَلِكَ فِيهَا صَارَ كَرَوْثِ الدَّوَابِّ". (الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة"طهارة" ج،۲۹،ص،۱۰۸ الى ۱۱۰، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الاذان/بَابٌ: هَلْ يُصَلِّي الإِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ؟ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الجُمُعَةِ فِي المَطَرِ؟ج، ۱،ص،۱۳۵،رقم الحديث،۶۶۹،دارطوق النجاة)

[2].....(صحيح مسلم: كتاب الصيام/باب فضل ليلة القدر، ج،۲،ص،۸۲۵،رقم الحديث، ۱۱۶۷، داراحياء التراث العربي،بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''مجھے طاق رات میں لیلۃ القدر دکھادی گئی تھی، اور میں نے یہ دیکھا ہے کہ لیلۃ القدر کی صبح میں پانی اور کیچڑ پر سجدہ کررہا ہوں''۔

نوٹ: آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ شب قدر ایسی رات ہوگی جس میں یہ واقعہ میرے ساتھ رونما ہوگا، کہ اُس رات بارانِ رحمت کا نزول ہوگا، اور پانی اور کیچڑ جمع ہوجانے کی وجہ سے میں اس کیچڑ میں نماز ادا کرتے ہوئے سربسجود ہورہا ہوں گا۔

اور یہاں یہ بات ملحوظ ہو کہ اگر کیچڑ ناپاک ہوتا تو اس پر سجدہ جائز نہ ہوتا۔

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر کیچڑ میں کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہ ہو، بلکہ پاک چیز شامل ہو، جس طرح عام مٹی وغیرہ تو اس کیچڑ کے پاک ہونے میں کوئی اشکال نہیں، خواہ مقدار میں وہ زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔[1]

مزید یہ کہ بہت سارے صحابہ وتابعین سے روایات میں پانی، مٹی اور کیچڑ میں چلنے کے بعد بغیر پاؤں دھوئے نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ''.[2]

---

[1]....''أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ كُلَّ مَا يُغَيِّرُ الْمَاءَ مِمَّا لَا يَنْفَكُّ عَنْهُ غَالِبًا كَالطِّينِ أَنَّهُ لَا يَسْلُبُهُ صِفَةَ الطَّهَارَةِ أَوِ التَّطْهِيرِ، إِلَّا خِلَافًا شَاذًّا رُوِيَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ فِي الْمَاءِ الْآسِنِ.
وَأَمَّا الْمَاءُ الَّذِي خَالَطَهُ زَعْفَرَانٌ أَوْ غَيْرُهُ مِنَ الْأَشْيَاءِ الطَّاهِرَةِ الَّتِي تَنْفَكُّ عَنْهُ غَالِبًا مَتَى غَيَّرَتْ أَحَدَ أَوْصَافِهِ الثَّلَاثَةِ، فَإِنَّهُ طَاهِرٌ عِنْدَ جَمِيعِ الْعُلَمَاءِ وَلَكِنَّهُمُ اخْتَلَفُوا فِي طَهُورِيَّتِهِ، فَذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ إِلَى أَنَّهُ غَيْرُ مُطَهِّرٍ؛ لِأَنَّهُ لَا يَتَنَاوَلُهُ اسْمُ الْمَاءِ الْمُطْلَقِ، بَلْ يُضَافُ إِلَى الشَّيْءِ الَّذِي خَالَطَهُ، فَيُقَالُ مَثَلًا: مَاءُ زَعْفَرَانٍ.
وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ إِلَى أَنَّهُ مُطَهِّرٌ مَا لَمْ يَكُنِ التَّغَيُّرُ عَنْ طَبْخٍ. أَمَّا الْمُتَغَيِّرُ بِالطَّبْخِ مَعَ شَيْءٍ طَاهِرٍ فَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى: أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْوُضُوءُ وَلَا التَّطَهُّرُ بِهِ''. (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "تغيير" ج، ۱۳، ص، ۷۱، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[2]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: کتاب الطهارة، ج، ۱، ص، ۲۳۴، رقم الحدیث، ۴۸۳، دارالکتب العلمیة، بیروت)
قال الحاكم: تَابَعَهُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، عَنِ الْأَعْمَشِ. أَمَّا حَدِيثُ أَبِي مُعَاوِيَةَ.
وقال الذهبي في التلخيص: على شرطهما.

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم کیچڑ کو (اپنے کپڑوں وغیرہ سے) نہیں دھویا کرتے تھے''۔

مذکورہ روایت سے واضح ہوگیا کہ راستے میں پڑا ہوا کیچڑ اور مٹی بدن یا لباس پر لگ گئی تو ایسی صورت میں اس کا دھونا لازمی نہیں، کیونکہ وہ شرعی طور پر معاف ہے۔ اور اسے بغیر دھوئے نماز ادا کرنا صحیح ہے۔[1]

حضرت کہیل یا کمیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

" رَأَيْتُ عَلِيًّا يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى وَلَمْ يَغْسِلْ رِجْلَيْهِ". [2]

ترجمہ: ''میں نے بارش کے پانی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھس کر چلتے ہوئے دیکھا، پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے، اور انہوں نماز ادا فرمائی، اور انہوں نے اپنے پاؤں کو نہیں دھویا''۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ أَصْحَابُنَا يَخُوضُونَ الْمَاءَ وَالطِّينَ إِلَى مَسَاجِدِهِمْ، وَيصَلُّونَ وَلَا يَغْسِلُونَ أَرْجُلَهُمْ". [3]

---

[1]....."(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَتَوَضَّأُ) أَيْ: لَا نَغْسِلُ أَرْجُلَنَا، وَلَا نَتَنَظَّفُ (مِنَ الْمَوْطِءِ): أَيْ: مِنْ أَجْلِ مَوْضِعِ الْوَطْءِ وَالْمَشْيِ، قِيلَ: هَذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا إِذَا كَانَ يَابِسًا، وَأَمَّا إِذَا كَانَ رَطْبًا فَيَجِبُ الْغَسْلُ، وَقِيلَ: مَحْمُولٌ عَلَى الَّذِي غَلَبَتْ فِيهِ الطَّهَارَةُ عَلَى النَّجَاسَةِ عَمَلًا بِأَصْلِ الطَّهَارَةِ، وَإِشَارَةً إِلَى تَرْكِ الْوَسْوَسَةِ، وَمِنْ ثَمَّ جَاءَ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوا يَتَوَضَّئُونَ وَيَمْشُونَ حُفَاةً، ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَغْسِلُونَ أَرْجُلَهُمْ، وَفِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ طِينَ الشَّارِعِ مَعْفُوٌّ لِعُمُومِ الْبَلْوَى".(مرقاة المفاتيح: كتاب الطهارة/باب تطهير النجاسات، ج،۲، ص، ۴۷۱،دار الفكر،بيروت،لبنان)

[2].....(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر: كتاب طهارات الابدان والثياب/ ذِكْرُ الْمُتَطَهِّرِ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ الْقَلِرَةِ،ج،۲،ص، ۱۷۱،رقم الحديث،۷۳۸،دار طيبة،الرياض)

[3].....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب فِي الرَّجُلِ يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ،ج، ۱،ص،۱۷۷،رقم الحديث،۲۰۳۹،مكتبة الرشد،الرياض)

Marfat.com

ترجمہ: ''ہمارے اصحاب (مطلب یہ کہ تابعین اور صحابہ) پانی اور مٹی میں گھس کر مساجد میں جاتے تھے، اور نماز پڑھتے تھے، اور اپنے پاؤں کو نہیں دھوتے تھے''۔

اور حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت ہے کہ:

''رَأَیْتُ ابْنَ عُمَرَ بِمِنًی یَتَوَضَّأُ ثُمَّ یَخْرُجُ وَهُوَ حَافٍ فَیَطَأُ مَا یَطَأُ ثُمَّ یَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَیُصَلِّی وَلَا یَتَوَضَّأُ''. [1]

ترجمہ: ''میں نے منی (کے میدان) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، آپ وضو کرتے، پھر آپ چلے جاتے، اور آپ ننگے پیر ہوتے، اور آپ کے پیروں میں (ننگے پیر زمین پر چلنے کی وجہ سے) مٹی وغیرہ لگتی، پھر مسجد میں داخل ہوتے، پھر نماز ادا فرماتے، اور پاؤں نہیں دھوتے تھے''۔

اور حضرت کہیل بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ:

''کُنْتُ مَعَ عَلِیٍّ وَکَانَتْ تُمْطِرُ الرَّحَبَةُ وَهُوَ رَمِلٌ فَیَخْرُجُ فَیَطَأُ الْمَاءَ فَیُصَلِّی، وَلَا یُعِیدُ وُضُوءًا، وَلَا یَغْسِلُ رِجْلَیْهِ''. [2]

ترجمہ: ''میں حضرت علیؓ کے ہمراہ تھا، اور کھلی بارش ہو رہی تھی، اور آپ کے پاؤں مٹی والے تھے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے، پھر پانی سے گزرے، پھر نماز ادا فرمائی، اور نہ تو دوبارہ وضو فرمایا اور نہ ہی اپنے پاؤں دھوئے''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن اسود سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر: کتاب طهارات الابدان والثیاب/ذِکْرُ الْمُتَطَهِّرِ یَمْشِی فِی الْأَرْضِ الْقَذِرَةِ، ج۲، ص۱۷۲، رقم الحدیث، ۷۴۱، دار طیبة، الریاض، السعودیة)

[2]....(الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر: کتاب طهارات الابدان والثیاب/ذِکْرُ الْمُتَطَهِّرِ یَمْشِی فِی الْأَرْضِ الْقَذِرَةِ، ج۲، ص۱۷۱، رقم الحدیث، ۷۳۹، دار طیبة، الریاض، السعودیة)

Marfat.com

"رَأَيْتُ عَلْقَمَةَ، وَالْأَسْوَدَ، يَخُوضَانِ مَاءَ الْمَطَرِ، وَأَنَّ الْمَيَازِيبَ تَنْشَعِبُ، ثُمَّ دَخَلَا الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيَا وَلَمْ يَتَوَضَّأَ". [۱]

ترجمہ: "میں نے (حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تلمیذ) حضرت علقمہ اور اسود کو دیکھا، کہ بارش کے پانی میں وہ دونوں گھس کر چل رہے تھے، اور پرنالوں سے پانی گر رہا تھا، پھر وہ مسجد میں داخل ہوئے، اور نماز پڑھی، اور پاؤں کو نہیں دھویا"۔

حضرت حکم رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ:

"كَانَ عَلِيٌّ، يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ، وَيَدْخُلُ الْمَسْجِدَ فَيُصَلِّي وَلَا يَتَوَضَّأُ". [۲]

ترجمہ: "بارش کے پانی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھس جاتے تھے، اور مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتے تھے، اور اپنے پاؤں کو دھوتے نہیں تھے"۔

اور حضرت یحیٰ بن وثاب رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا يَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِءٍ". [۳]

ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (ادائے نماز کے لئے) پاؤں کی مٹی اور کیچڑ کو دھونے کی ضرورت نہیں"۔

حضرت مختار بن سعد سے مروی ہے کہ:

"رَأَيْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ مَطَرٍ وَلَمْ يَغْسِلْ

---

[۱]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب في الرجل يخوض في طين المطر، ج۱، ص۱۷۷، رقم الحديث ۲۰۳۷، مكتبة الرشد، الرياض)

[۲]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب فِي الرَّجُلِ يَخُوضُ طِينَ الْمَطَرِ، ج۱، ص۱۷۷، رقم الحديث ۲۰۳۵، مكتبة الرشد، الرياض)

[۳]....(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف لابن المنذر: كتاب طهارات الابدان والثياب/ذِكْرُ الْمُتَطَهِّرِ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ الْقَذِرَةِ، ج۲، ص۱۷۱، رقم الحديث ۷۴۰، دار طيبة، الرياض، السعودية)

Marfat.com

رِجْلَيْهِ". [1]

ترجمہ: "میں نے بارش کے دن حضرت قاسم بن محمد کو مسجد کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا، اور انہوں نے اپنے پیروں کو نہیں دھویا"۔

حضرت عمرو بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ، يَخُوضُ الرَّدَاغَ فِي خُفَّيْهِ، ثُمَّ يُصَلِّي فِيهِمَا". [2]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ کیچڑ میں اپنے چمڑے کے موزوں میں چلتے تھے، پھر انہی میں (انہیں دھوئے بغیر) نماز ادا کیا کرتے تھے"۔

حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ:

"كُنْتُ أَخُوضُ الْمَطَرَ، فَسَأَلْتُ الْحَكَمَ، فَقَالَ: صَلِّهِ قَالَ: وَسَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، يَقُولُ: كَانُوا يَخُوضُونَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَحْمِلُونَ مَعَهُمُ الْأَكْوَازَ". [3]

ترجمہ: "میں بارش کے پانی میں گھس جاتا تھا (اور پاؤں بغیر دھوئے نماز ادا کر لیتا تھا) پھر میں نے حضرت حکم سے پوچھا، تو انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح نماز ادا کرلیا کرو، اور میں نے ابواسحاق سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ بارش کے پانی میں اُن کے اکابر گھس جاتے تھے، پھر نماز ادا کرلیا کرتے تھے، اور اپنے ساتھ (پاؤں کو دھونے کے لئے پانی کے) لوٹے نہیں لے جاتے تھے"۔

عام طور پر پہلے دور میں پانی دستیاب نہیں ہوتا تھا، اور اُس زمانے کے لوگ اپنے اپنے گھروں

---

[1]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب في الرجل يخوض طين المطر، ج، ۱، ص، ۱۷۷، رقم الحديث، ۲۰۴۰، مكتبة الرشد، الرياض)

[2]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب في الرجل يخوض طين المطر، ج، ۱، ص، ۱۷۷، رقم الحديث، ۲۰۴۲، مكتبة الرشد، الرياض)

[3]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب في الرجل يخوض طين المطر، ج، ۱، ص، ۱۷۷، رقم الحديث، ۲۰۴۱، مكتبة الرشد، الرياض)

Marfat.com

سے وضو کر کے مساجد میں جاتے تھے، اس وجہ سے فرمایا کہ وہ اپنے ساتھ مساجد میں پاؤں دھونے کے لئے لوٹے نہیں لے جاتے تھے، اس لئے کہ وہ اس پانی اور کیچڑ کے پاکی کے قائل تھے، اور اس حالت میں (یعنی کیچڑ یا مٹی والے کپڑوں یا بدن سمیت) نماز ادا کرنے کو عیب تصور نہیں کرتے تھے۔

حکیم بن دیلم سے مروی ہے کہ:

"رَأَيْتُ ابْنَ مَعْقَلٍ، فِي يَوْمِ مَطَرٍ، قَائِمًا يُصَلِّي إِلَى سَارِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ، وَعَلَى رِجْلَيْهِ مِثْلُ الْخَلْخَالَيْنِ أَوِ الْحِجَالَيْنِ"۔[1]

ترجمہ: "میں نے بارش کے دن حضرت ابنِ معقل کو دیکھا، آپ مسجد کے ایک ستون کی طرف کھڑے ہو کر نماز ادا فرما رہے تھے، اور آپ کے پیروں میں پازیب کی مانند (کیچڑ کے داغ) تھے"۔

مذکورہ احادیث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ بارش کے پانی اور راستہ کے کیچڑ کو اُس زمانے میں ناپاک تصور نہیں کیا جاتا تھا، اور اسی وجہ سے وہ کیچڑ والے بدن یا جسم سے نماز ادا کرنے میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے تھے۔

چنانچہ محدث عظیم، حضرت ابن منذر اس جیسی دوسری احادیث کو بیان کرنے کے بعد رقم طراز ہیں کہ:

"وَمِمَّنْ رَأَى أَنْ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَلَا غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ إِذَا خَاضَ طِينَ الْمَطَرِ عَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَابْنُ الْمُسَيِّبِ وَالشَّعْبِيُّ قَالَ الْحَسَنُ: امْسَحْهَا وَصَلِّ وَهُوَ قَوْلُ جَمَاعَةٍ مِنَ التَّابِعِينَ وَهَذَا قَوْلُ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ الرَّأْيِ وَبِهِ قَالَ عَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ وَقَدْ رُوِّينَا عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ كَانَ يَغْسِلُ رِجْلَيْهِ وَهَذَا عِنْدَنَا مِنْهُ عَلَى

---

[1]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارة/باب في الرجل يخوض طين المطر، ج۱، ص۱۷۷، رقم الحديث، ۲۰۳۶، مكتبة الرشد، الرياض)

Marfat.com

اِلاسْتِحْبَابِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَالْأَشْيَاءُ عَلَى الطَّهَارَةِ حَتّٰى يُوجَدَ نَجِسًا بِعَيْنِهِ عَيْنًا قَائِمًا فَيُزَالُ ذٰلِكَ وَفِي حَدِيثِ أَنَسٍ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الطِّينَ إِذَا غَلَبَ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَخَالَطَهُ وَإِنْ كَانَ فِيهِ بَوْلٌ لَمْ يَضُرُّهُ وَطَهَّرَهُ الْمَاءُ.

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أنا يَحْيَى، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ قَامَ إِلَى جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهِ فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَكَفَّهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى فَرَغَ الْأَعْرَابِيُّ ثُمَّ أَمَرَ بِذَنُوبٍ مِنْ مَاءٍ فَصُبَّ عَلَى بَوْلِ الْأَعْرَابِيِّ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَدَلَّ لَمَّا جَعَلَ الدَّلْوَ مِنَ الْمَاءِ يُطَهِّرُ الْبَوْلَ عَلَى أَنَّ الْمَاءَ إِذَا غَلَبَ عَلَى النَّجَاسَةِ أَنَّ الْحُكْمَ لِلْمَاءِ فَكَذٰلِكَ مَاءُ الْمَطَرِ إِذَا كَثُرَ غَلَبَ عَلَى الْأَرْضِ النَّجِسَةِ فَطَهَّرَ الْمَوْضِعَ وَإِذَا طَهُرَ الْمَوْضِعُ كَانَ حُكْمُ طِينِ ذٰلِكَ الْمَوْضِعِ حُكْمُ الطَّهَارَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ". [1]

ترجمہ: ''اور جن حضرات کا خیال یہ ہے کہ بارش کے پانی میں جب کوئی گھسے، تو اس پر نہ تو وضو لازمی ہے، اور نہ پاؤں دھونا لازمی ہے، ان میں حضرت علقمہ اور حضرت اسود اور حضرت عبد اللہ بن معقل بن مقرن اور حضرت ابنِ مسیب اور حضرت شعبی بھی شامل ہیں، اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اسے صاف کر لیں، اور پھر نماز ادا کریں، اور تابعین کی جماعت کا یہی قول ہے، اور امام احمد اور احناف کا یہی قول ہے۔ اور اکثر اہل علم کا یہی قول ہے، اور حضرت عطاء کی یہ روایت ہمیں پہنچی ہے کہ وہ اپنے پاؤں کو دھویا کرتے تھے، اور اُن کی طرف سے یہ

---

[1]....(الأوسط فی السنن والإجماع والاختلاف: کتاب الطهارات الأبدان والثياب/ذِكْرُ الْمُتَطَهِّرِ يَمْشِي فِي الْأَرْضِ الْقَذِرَةِ، ج۲، ص۱۷۳، دار طيبة، الرياض، السعودية)

Marfat.com

ہمارے نزدیک مستحب درجہ کا عمل تھا واللہ اعلم۔

اور تمام چیزیں (اپنی ذات کے اعتبار سے) پاک تصور کی جاتی ہیں، حتی کہ اُن میں کوئی عین نجاست کا وجود آنکھوں سے نظر نہ آئے، جس کو دور کیا جائے، اور اس بات کی دلیل حضرت انس کی روایت میں ہے کہ پانی جب مٹی پر غالب آجائے، اور اس مٹی میں پانی شامل ہو جائے، اگر چہ پیشاب ہی اس میں کیوں نہ ہو، تو ضرر نہیں، اور پانی (مذکورہ صورت میں) پیشاب کو پاک کر دیتا ہے۔

ابراہیم بن عبد اللہ نے ہم سے حدیث بیان کی، یزید بن ہارون نے اُن سے حدیث بیان کی، یحیٰ نے اُن کو خبر دی کہ اُن کو حضرت انس بن مالکؓ نے خبر دی کہ نبی ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آیا، نبی ﷺ نے اس کی ضرورت پوری فرما دی، پھر مسجد کے ایک حصہ میں وہ کھڑا ہو گیا، پھر وہاں اس نے پیشاب کرنا شروع کیا، جس پر لوگ چیخے، تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو روکا، یہاں تک کہ (پیشاب وغیرہ) سے وہ دیہاتی فارغ ہو گیا، پھر نبی ﷺ نے ایک ڈول پانی کا منگوایا، پھر دیہاتی کے پیشاب پر بہا دیا۔

ابوبکر (ابنِ منذر) کہتے ہیں کہ اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ پانی کا ڈول جب پیشاب کو پاک کر دیتا ہے، اور نجاست پر جب پانی غالب آجاتا ہے، تو وہ طہارت کا حکم حاصل کر لیتا ہے، پس اسی طرح بارش کا پانی جب زیادہ ہونے کی وجہ سے ناپاکی پر غالب آئے گا، تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی، اور جب وہ جگہ پاک ہو جائے گی، تو اس مقام کی مٹی (کیچڑ) کو طہارت کا حکم حاصل ہو جائے گا"۔

اور ابنِ نجیم فرماتے ہیں کہ:

"شَكٌّ فِي وُجُودِ النَّجَسِ فَالْأَصْلُ بَقَاءُ الطَّهَارَةِ؛ وَلِذَا قَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ: حَوْضٌ تَمْلَأُ مِنْهُ الصِّغَارُ، وَالْعَبِيدُ بِالْأَيْدِي الدَّنِسَةِ،

Marfat.com

وَالْجِرَارِ الْوَسِخَةِ يَجُوزُ الْوُضُوءُ مِنْهُ مَا لَمْ يُعْلَمْ بِهِ نَجَاسَةٌ؛ وَلِذَا أَفْتَوْا بِطَهَارَةِ طِينِ الطُّرُقَاتِ". [1]

ترجمہ: "ناپاکی کے وجود میں شک ہو تو طہارت کے باقی ہونے کا حکم اصل ہے، اور اسی لئے امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس حوض میں چھوٹے بچے اور غلام ہاتھ اور میلے ڈول اور برتن ڈالتے ہوں، تو اس سے وضو کرنا درست ہے، جب تک کہ ناپاکی کا علم نہ ہو جائے، اور فقہاء نے اسی وجہ سے راستوں کی مٹی کے طاہر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

اور دوسری جگہ رقم طراز ہیں کہ:

"السَّادِسُ: الْعُسْرُ وَعُمُومُ الْبَلْوَى؛ كَالصَّلَاةِ مَعَ النَّجَاسَةِ الْمَعْفُوِّ عَنْهَا كَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ مِنْ مُخَفَّفَةٍ وَقَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ، وَنَجَاسَةُ الْمَعْذُورِ الَّتِي تُصِيبُ ثِيَابَهُ وَكَانَ كُلَّمَا غَسَلَهُ خَرَجَتْ .....وَالتُّرَابِ الطَّاهِرِ إِذَا جُعِلَ طِينًا بِالْمَاءِ النَّجِسِ، أَوْ عَكْسُهُ وَالْفَتْوَى عَلَى أَنَّ الْعِبْرَةَ لِلطَّاهِرِ أَيُّهُمَا كَانَ وَمَا تَرَشَّشَ عَلَى الْغَاسِلِ مِنْ غُسَالَةِ الْمَيِّتِ مِمَّا لَا يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ، وَمَا رُشَّ بِهِ السُّوقُ إِذَا ابْتَلَّ بِهِ قَدَمَاهُ، وَمَوَاطِئِ الْكِلَابِ وَالطِّينِ الْمُسَرْقَنِ وَرَدْغَةِ الطَّرِيقِ". [2]

ترجمہ: "چھٹی چیز (جس کی وجہ سے شریعتِ اسلامیہ نے سہولت دی ہے) تنگی اور عموم بلوی ہے، جیسا کہ معفو عنہ (معاف شدہ) ناپاکی کے ساتھ نماز ادا کرنا،

---

[1]....(الاشباہ والنظائر لابن نجیم: الفن الأول القواعد الکلیة/القاعدة الثالثة، الیقین لایزول بالشک، الأصل بقاء ما کان علی ما کان، ج۱، ص۴۹، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(الاشباہ والنظائر: لابن نجیم ملخصاً، الفن الأول القواعد الکلیة/القاعدة الرابعة، المشقة تجلب التیسیر، ج۱، ص۶۵، ۶۶، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان)

Marfat.com

مثال کے طور نجاست خفیفہ میں چوتھائی حصہ سے کم ناپاکی اور درہم کی مقدار سے کم نجاست غلیظہ میں ناپاکی معاف ہے، جس کے کپڑوں کو ناپاکی لگتی ہے، جب وہ دھوتا ہے نکل جاتی ہے..... اور جب ناپاک پانی سے طاہر (طہارت والی) مٹی کا گارا بنالیا جائے، یا طہارت والے پانی سے نجاست والی مٹی کا گارا بنایا جائے، تو اس بات پر فتوی ہے کہ پاک چیز کا اعتبار ہوگا، جو بھی (خواہ پانی یا مٹی) ہو اور جو چھینٹیں مردے کو نہلائے جانے والے پانی کی غسل دینے والے پر پڑتی ہیں، جن سے احتراز کرنا ممکن نہیں ہوتا، (وہ شرعاً معاف ہیں) اور پاؤں بازار (راستوں) کی چھینٹوں سے گیلے ہو جاتے ہیں اور روندھی ہوئی کتوں کی مٹی اور گوبر سے بھری (راستوں کی) مٹی، اور راستہ کا کیچڑ (یہ تمام عموم بلوی اور تنگی کی بناء پر معاف ہیں)۔

اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب البحر الرائق میں ہے کہ:

"وَعَنْ أَبِي نَصْرِ الدَّبُوسِيِّ طِينُ الشَّارِعِ وَمَوَاطِءِ الْكِلَابِ فِيهِ طَاهِرٌ، وَكَذَا الطِّينُ الْمُسَرْقَنُ وَرَدْغَةُ طَرِيقٍ فِيهِ نَجَاسَةٌ طَاهِرَةٌ إلَّا إذَا رَأَى عَيْنَ النَّجَاسَةِ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهُوَ الصَّحِيحُ مِنْ حَيْثُ الرِّوَايَةُ وَقَرِيبٌ مِنْ حَيْثُ الْمَنْصُوصُ عَنْ أَصْحَابِنَا اهـ". [1]

ترجمہ: "ابونصر دبوسی سے راستہ کی مٹی اور روندھے ہوئے کتوں کے کیچڑ کا پاک ہونا نقل کیا گیا ہے، اور اسی طرح گوبر والی مٹی اور راستہ کا وہ کیچڑ جس میں ناپاکی شامل ہو، وہ طاہر (پاک) ہے، مگر جبکہ عین نجاست (یعنی پیشاب وغیرہ کپڑے یا جسم پر بعینہ لگا ہوا) دیکھے، صاحب قنیہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ روایت کی حیثیت سے یہی درست ہے اور جو صراحت ہمارے (حنفی) ساتھیوں سے منقول ہے،

[1].....(البحر الرائق شرح کنز الدقائق: کتاب الطهارة/باب الأنجاس، ج، ۱، ص، ۲۴۸)

Marfat.com

اس کے نزدیک ہے"۔

مذکورہ عبارات کی روشنی میں علماء نے فرمایا جب بارش کے پانی، راستہ کی مٹی اور کیچڑ میں ناپاکی کا غالب یقین نہ ہو، یا بارش کے پانی سے وہ پاکی کا حکم حاصل کر چکی ہو، تو وہ طاہر (پاک) ہے۔ اس لئے کہ مٹی اور پانی کا اپنی ذات کے اعتبار سے پاک ہونا ہے، جس کی پاکی کا حکم شک کی وجہ سے ختم نہیں ہوتا، دوسرا بارش کا پانی ناپاک زمین کو پاک کر دیتا ہے، جس طرح پانی بہا کر نجس (ناپاک) زمین کو پاک کیا جاتا ہے۔ [1]

اگر اس مٹی یا کیچڑ میں نجاست و غلاظت ہونے کا ظن غالب ہو تو ایسی صورت میں اگر وہ (کیچڑ) مقدار میں کم لگا ہو، تو وہ حرج (تنگی) کی وجہ سے معاف ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ نے بہت سے اشیاء کو حرج اور تنگی کی وجہ سے معاف کر دیا ہے۔ پھر بھی اسے دھو کر نماز ادا کرنا مستحسن ہے، مگر لازمی نہیں ہے۔

---

[1]..... "فَصْلٌ: وَإِنْ أَصَابَ الْأَرْضَ مَاءُ الْمَطَرِ أَوْ السُّيُولِ، فَغَمَرَهَا، وَجَرَى عَلَيْهَا، فَهُوَ كَمَا لَوْ صُبَّ عَلَيْهَا؛ لِأَنَّ تَطْهِيرَ النَّجَاسَةِ لَا تُعْتَبَرُ فِيهِ نِيَّةٌ وَلَا فِعْلٌ، فَاسْتَوَى مَا صَبَّهُ الْآدَمِيُّ وَمَا جَرَى بِغَيْرِ صَبِّهِ. قَالَ أَحْمَدُ، رَحِمَهُ اللَّهُ، فِي الْبَوْلِ يَكُونُ فِي الْأَرْضِ فَتُمْطِرُ عَلَيْهِ السَّمَاءُ: إذَا أَصَابَهُ مِنْ الْمَطَرِ بِقَدْرِ مَا يَكُونُ ذَنُوبًا، كَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُصَبَّ عَلَى الْبَوْلِ، فَقَدْ طَهُرَ. وَقَالَ الْمَرُّوذِيُّ: سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مَاءِ الْمَطَرِ يَخْتَلِطُ بِالْبَوْلِ، فَقَالَ: مَاءُ الْمَطَرِ عِنْدِي لَا يُخَالِطُ شَيْئًا إلَّا طَهَّرَهُ، إلَّا الْعَذِرَةَ. فَإِنَّهَا تُقْطَعُ. وَسُئِلَ عَنْ مَاءِ الْمَطَرِ يُصِيبُ الثَّوْبَ، فَلَمْ يَرَ بِهِ بَأْسًا إلَّا أَنْ يَكُونَ بِيلَ فِيهِ بَعْدَ الْمَطَرِ. وَقَالَ: كُلُّ مَا يَنْزِلُ مِنْ السَّمَاءِ إلَى الْأَرْضِ فَهُوَ نَظِيفٌ، دَاسَتْهُ الدَّوَابُّ أَوْ لَمْ تَدُسْهُ.

وَقَالَ فِي الْمِيزَابِ: إذَا كَانَ فِي الْمَوْضِعِ النَّظِيفِ فَلَا بَأْسَ بِمَا قَطَرَ عَلَيْك مِنْ الْمَطَرِ. إذَا لَمْ تَعْلَمْ أَنَّهُ قَذَرٌ. قِيلَ لَهُ: فَأَسْأَلُ عَنْهُ؟ قَالَ: لَا تَسْأَلْ، وَمَا دَعَاك إلَى أَنْ تَسْأَلَ وَهُوَ مَاءُ الْمَطَرِ، إذَا لَمْ يَكُنْ مَوْضِعَ مَخْرَجٍ، أَوْ مَوْضِعَ قَذَرٍ. فَلَا تَغْسِلْهُ. وَاحْتَجَّ فِي طَهَارَةِ طِينِ الْمَطَرِ بِحَدِيثِ الْأَعْرَابِيِّ الَّذِي بَالَ فِي الْمَسْجِدِ. قَالَ إسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، وَقَالَ إسْحَاقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ، كَمَا قَالَ أَحْمَدُ. وَاحْتَجَّ بِأَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِينَ كَانُوا يَخُوضُونَ الْمَطَرَ فِي الطُّرُقَاتِ، فَلَا يَغْسِلُونَ أَرْجُلَهُمْ، لَمَّا غَلَبَ الْمَاءُ الْقَذِرُ. وَمِمَّنْ رُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ خَاضَ طِينَ الْمَطَرِ، وَصَلَّى، وَلَمْ يَغْسِلْ رِجْلَيْهِ عُمَرُ، وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا وَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ: كُنَّا لَا نَتَوَضَّأُ مِنْ مَوْطِئٍ. وَنَحْوُهُ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ. وَقَالَ بِذَلِكَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ وَالْأَسْوَدُ، وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَعْقِلِ بْنِ مُقَرِّنٍ وَالْحَسَنُ، وَأَصْحَابُ الرَّأْيِ، وَعَوَامُّ أَهْلِ الْعِلْمِ. لِأَنَّ الْأَصْلَ الطَّهَارَةُ، فَلَا تَزُولُ بِالشَّكِّ". (المغنی لابن قدامه: فَصْلٌ أَصَابَ الْأَرْضَ مَاءُ الْمَطَرِ أَوْ السُّيُولِ فَغَمَرَهَا وَجَرَى عَلَيْهَا، ج، ۱، ص، ۷۱، مكتبة القاهرة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

البتہ اگر عین نجاست مثلاً بول وبراز بدن یا کپڑے پر لگ جائے، تو وہ شرعاً معاف نہیں، بشرطیکہ معفوعنہ (معاف شدہ) مقدار یعنی ایک درہم یا ہتھیلی کے گہراؤ سے زیادہ ہو۔ ا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"وَفِي الْمُنْتَقَى أَرْضٌ أَصَابَهَا بَوْلٌ أَوْ عَذِرَةٌ، ثُمَّ أَصَابَهَا الْمَطَرُ غَالِبًا، وَقَدْ جَرَى مَاؤُهُ عَلَيْهَا فَذَلِكَ مُطَهِّرٌ لَهَا وَإِنْ كَانَ الْمَطَرُ قَلِيلًا لَمْ يَجْرِ مَاؤُهُ عَلَيْهَا لَمْ تَطْهُرْ. اهـ". (منحة الخالق على البحر الرائق: كتاب الطهارة/باب الأنجاس، ج، ا، ص، ۲۳۸، دار الكتاب الاسلامي)

"وطين شارع ظنت نجاسته) طاهر. عملاً بالأصل، ولأن الصحابة، والتابعين يخوضون المطر في الطرقات، ولا يغسلون أرجلهم. روى عن عمر وعلي، وقال ابن مسعود: كنا لا نتوضأ من موطء ونحوه عن ابن عباس، وهذا قول عوام أهل العلم. قاله في الشرح".

(منار السبيل في شرح الدليل لابن ضويان: فصل في النجاسات، ج، ا ص، ۵۴، المكتب الاسلامي)

ا...."الْعَفْوُ عَنْ طِينِ الشَّوَارِعِ: يَرَى الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ الْعَفْوَ عَنْ يَسِيرِ طِينِ الشَّارِعِ النَّجِسِ لِعُسْرِ تَجَنُّبِهِ، قَالَ الزَّرْكَشِيُّ تَعْلِيقًا عَلَى مَذْهَبِ الشَّافِعِيَّةِ فِي الْمَوْضُوعِ: وَقَضِيَّةُ إِطْلَاقِهِمُ الْعَفْوَ عَنْهُ وَلَوِ اخْتَلَطَ بِنَجَاسَةِ كَلْبٍ أَوْ نَحْوِهِ وَهُوَ الْمُتَّجِهُ لَا سِيَّمَا فِي مَوْضِعٍ يَكْثُرُ فِيهِ الْكِلَابُ لِأَنَّ الشَّوَارِعَ مَعْدِنُ النَّجَاسَاتِ.

وَمَذْهَبُ الْحَنَفِيَّةِ قَرِيبٌ مِنْ مَذْهَبِ الشَّافِعِيَّةِ وَالْحَنَابِلَةِ إِذْ قَالُوا: إِنَّ طِينَ الشَّوَارِعِ الَّذِي فِيهِ نَجَاسَةٌ عَفْوٌ إِلَّا إِذَا عُلِمَ عَيْنُ النَّجَاسَةِ، وَالِاحْتِيَاطُ فِي الصَّلَاةِ غَسْلُهُ.

وَيَقُولُ الْمَالِكِيَّةُ: الْأَحْوَالُ أَرْبَعَةٌ: الْأُولَى وَالثَّانِيَةُ: كَوْنُ الطِّينِ أَكْثَرَ مِنَ النَّجَاسَةِ أَوْ مُسَاوِيًا لَهَا تَحْقِيقًا أَوْ ظَنًّا، وَلَا إِشْكَالَ فِي الْعَفْوِ فِيهِمَا، وَالثَّالِثَةُ: غَلَبَةُ النَّجَاسَةِ عَلَى الطِّينِ تَحْقِيقًا أَوْ ظَنًّا، وَهُوَ مَعْفُوٌّ عَنْهُ عَلَى ظَاهِرِ الْمُدَوَّنَةِ، وَيَجِبُ غَسْلُهُ عَلَى مَا مَشَى عَلَيْهِ الدَّرْدِيرُ تَبَعًا لِابْنِ أَبِي زَيْدٍ وَالرَّابِعَةُ: أَنْ تَكُونَ عَيْنُهَا قَائِمَةً وَهِيَ لَا عَفْوَ فِيهَا اتِّفَاقًا". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "عفو" ج، ۳۰، ص، ۱۷۱، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

"وَمِنَ الرُّخَصِ الَّتِي شُرِعَتْ بِسَبَبِ الْعُسْرِ وَعُمُومِ الْبَلْوَى مَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَابْنُ نُجَيْمٍ مِنْ جَوَازِ الصَّلَاةِ مَعَ النَّجَاسَةِ الْمَعْفُوِّ عَنْهَا، كَدَمِ الْقُرُوحِ وَالدَّمَامِلِ وَالْبَرَاغِيثِ، وَطِينِ الشَّارِعِ".

(الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "عموم البلوى" ج، ۳۱، ص، ۷)

"وعن قليل طين محل مرور متيقن نجاسته ولو بمغلظ للمشقة ما لم تبق عينها متميزة. ويختلف ذلك بالوقت ومحله من الثوب والبدن.

وإذا تعين عين النجاسة في الطريق ولو مواطء كلب فلا يعفى عنها. (وإن عمت الطريق على الأوجه) (وأفتى شيخنا) في طريق لا طين بها بل فيها قذر الآدمي وروث الكلاب والبهائم وقد أصابها المطر بالعفو عند مشقة الاحتراز. (قاعدة مهمة:) وهي أن ما أصله الطهارة وغلب على الظن تنجسه لغلبة النجاسة في مثله فيه قولان معروفان بقولي الأصل.

والظاهر أو الغالب أرجحهما أنه طاهر عملا بالأصل المتيقن لأنه أضبط من الغالب المختلف

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

یہاں یہ بات ملحوظ ہو کہ جس طرح نجس زمین ناپاکی کے دور ہونے کی وجہ سے پاکی کا حکم حاصل کر لیتی ہے، اسی طریقے سے احناف کے نزدیک دھوپ اور ہوا کے ذریعہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہے۔ جبکہ اثرِ نجاست ختم ہو جائے، اور پانی وغیرہ سے دوبارہ تر ہونے پر نجس (ناپاک) نہیں ہوتی، اور یہی بات راجح ہے۔

اسی طرح نجس چیز سے اڑنے والا گرد بھی شرعاً معاف ہے، اور اگر ہوا کے ذریعہ راستہ پر ناپاک گرد وغبار پڑ جائے تو وہ جگہ پاکی کے حکم سے نہیں نکلتی (یعنی وہ جگہ ناپاک نہیں ہوتی)۔[1]

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر گزرگاہ کے کسی مقام پر ناپاکی پڑی، اور وہ انسانوں یا گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کی آمد ورفت یا دھوپ اور ہوا کی وجہ سے خشک ہوگئی، اور ناپاکی کا اثر جاتا رہا، تو ایسی صورت میں وہ زمین یا گزرگاہ پاکی کا حکم حاصل کر لیتے ہیں، اور بارش کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بالأحوال والأزمان". (فتح المعين بشرح قرة العين بمهمات الدين مع اعانة الطالبين: باب الصلاة/فصل في شروط الصلاة، ج، ۱، ص، ۸۲، ۸۳، داربن حزم)

"وَيُعْفَى عَنْ طِينِ الشَّوَارِعِ وَلَوْ كَانَ مَخْلُوطًا بِنَجَاسَةٍ غَالِبَةٍ مَا لَمْ يُرَ عَيْنُهَا". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "نجاسة" ج، ۴۰، ص، ۱۱۴، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

"ولو مشى في السوق الخ "قال في المنح عن أبي نصر الدبوسي طين الشوارع ومواطن الكلاب طاهر وكذا الطين المسرقن إلا إذا رأى عين النجاسة قال رحمه الله تعالى وهو الصحيح اهـ أي من حيث الدراية وقريب من حيث الرواية عن أصحابنا رضي الله عنهم وفي الدر المختار وغيره وعفى طين شارع ومواطن كلاب وبخار نجس وغبار سرقين وانتضاح غسالة لا تظهر مواقع قطرها في الماء اهـ وظاهر ذلك ان العفو مصحح خلافا لما تفيده عبارته فإنه حكاه بقيل". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: باب الأنجاس والطهارة عنها، ج، ۱، ص، ۱۵۸، دارالكتب العلمية)

[1]..."مِنَ الرُّخَصِ الَّتِي شُرِعَتْ بِسَبَبِ الْعُسْرِ وَعُمُومِ الْبَلْوَى مَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ وَابْنُ نُجَيْمٍ مِنْ جَوَازِ الصَّلَاةِ مَعَ النَّجَاسَةِ الْمَعْفُوِّ عَنْهَا، كَدَمِ الْقُرُوحِ وَالدَّمَامِلِ وَالْبَرَاغِيثِ، وَطِينِ الشَّارِعِ وَذَرْقِ الطُّيُورِ إِذَا عَمَّ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَطَافِ، وَمَا لَا نَفْسَ لَهُ سَائِلَةً، وَأَثَرِ نَجَاسَةٍ عَسُرَ زَوَالُهُ، وَالْعَفْوُ عَنْ غُبَارِ السِّرْقِينِ وَقَلِيلِ الدُّخَانِ النَّجِسِ وَأَمْثَالِهَا، وَهِيَ كَثِيرَةٌ مُفَصَّلَةٌ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "عموم البلوى"، ج، ۳۱، ص، ۷، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

"لَا عِبْرَةَ لِلْغُبَارِ النَّجِسِ إِذَا وَقَعَ فِي الْمَاءِ إِنَّمَا الْعِبْرَةُ لِلتُّرَابِ اه". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الطهارة/باب الأنجاس، ج، ۱، ص، ۳۲۵، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

پانی سے وہ نجس (ناپاک) نہیں ہوتے، جب زمین پاکی کا حکم حاصل کرنے کے بعد بارش کے پانی سے متاثر نہیں ہوتی تو اس کے کیچڑ پر پاکی کا حکم لاگو ہوگا۔ لہذا راستہ کی مٹی، پانی یا پاؤں پر لگے کیچڑ کو بلا دلیل ناپاک سمجھنا درست نہیں نیز کیچڑ یا مٹی والے پاؤں سمیت نماز نہ ہونے کا تصور باطل اور غلو پر مبنی ہے۔

جوتے پہننے سے دوبارہ وضو ضروری نہیں

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جوتے چونکہ نجاست کے اوپر سے پھرتے ہیں تو اس صورت میں وضو جاتا رہتا ہے، اور ان کو دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوتا ہے، ایسی بات صحیح نہیں اس لئے کہ جوتوں کے اندر نجاست نہیں ہوتی۔

پاؤں کی ایڑیوں پر بیٹھ کر دونوں سریں رکھ کر سونے کا حکم

اگر کوئی دونوں سریں اپنی دونوں پاؤں کی ایڑیوں پر اس طرح رکھ کر سوئے جیسا کہ کوئی شخص اوندھا ہو گیا ہو تو اس پر وضو واجب نہیں۔ [1]

تنور میں پاؤں لٹکا کر سونے کا حکم

اگر کوئی تنور کے کنارہ پر بیٹھا ہوا اس طریقہ سے سوئے کہ وہ پاؤں بھی لٹکا دے تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ [2]

دونوں پاؤں پھیلا کر سونے کا حکم

اگر کوئی شخص دونوں پاؤں ایک طرف پھیلا کر اس طرح سوئے کہ اس کی سریں زمین سے ملی

---

[1]..."وَلَوْ نَامَ قَاعِدًا وَاضِعًا أَلْيَتَيْهِ عَلَى عَقِبَيْهِ شِبْهَ الْمُنْكَبِّ لَا وُضُوءَ عَلَيْهِ وَهُوَ الْأَصَحُّ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ج، ۱، ص، ۱۲، دار الفكر)

[2]..."وَإِنْ نَامَ عَلَى رَأْسِ التَّنُّورِ وَهُوَ جَالِسٌ قَدْ أَدْلَى رِجْلَيْهِ كَانَ مُحْدِثًا. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ج، ۱، ص، ۱۲، دار الفكر)

Marfat.com

ہوئی ہو تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔ [1]

ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ہاتھ اور پاؤں برتن میں ڈالنے کا حکم

اگر کسی شخص نے برتن میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ہاتھ اور پاؤں داخل کیے تو اس سے پانی مستعمل ہو جائے گا، اس لئے کہ ضرورت نہیں تھی۔ [2]

بچہ کا پانی کے برتن میں پاؤں ڈالنے کا حکم

اگر کسی بچے نے اپنا ہاتھ یا پاؤں پانی کے برتن میں ڈال دیا تو اگر جانتا ہے کہ اس کا ہاتھ یا پاؤں یقیناً پاک تھا تو اس سے وضو جائز ہے، اور اگر اس کی پاکی یا ناپاکی کا اسے علم نہیں تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ اور پانی سے وضو کرے، اور اگر اسی پانی سے وضو کر لیا تو درست ہے۔ [3]

وضو میں دوسروں سے پاؤں دھلوانے کا حکم

اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو وہ وضو میں کسی دوسرے شخص سے مدد لے سکتا ہے، چنانچہ اگر کوئی کسی ضرورت کے وقت وضو میں کسی دوسرے شخص سے اپنے پاؤں دھلوائے یا اس پر مسح کروائے تو جائز ہے۔

"وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: امْسَحُوا عَلَى رِجْلِي، فَإِنَّهَا مَرِيضَةٌ". [4]

---

[1]....."وَإِنْ نَامَ مُتَرَبِّعًا لَا يَنْتَقِضُ الْوُضُوءُ وَكَذَا لَوْ نَامَ مُتَوَرِّكًا بِأَنْ يَبْسُطَ قَدَمَيْهِ مِنْ جَانِبٍ وَيُلْصِقَ أَلْيَتَيْهِ بِالْأَرْضِ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الأول في الوضوء، الفصل الخامس في نواقض الوضوء، ج، ۱، ص، ۱۲، دار الفكر)

[2]....."إِذَا أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ أَوْ رِجْلَهُ لِلتَّبَرُّدِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ مُسْتَعْمَلًا لِعَدَمِ الضَّرُورَةِ. هَكَذَا فِي الْخُلَاصَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج، ۱، ص، ۲۲، دار الفكر)

[3]....."إِذَا أَدْخَلَ الصَّبِيُّ يَدَهُ فِي كُوزِ مَاءٍ أَوْ رِجْلَهُ فَإِنْ عَلِمَ أَنَّ يَدَهُ طَاهِرَةٌ بِيَقِينٍ يَجُوزُ التَّوَضُّؤُ بِهِ وَإِنْ كَانَ لَا يَعْلَمُ أَنَّهَا طَاهِرَةٌ أَوْ نَجِسَةٌ فَالْمُسْتَحَبُّ أَنْ يَتَوَضَّأَ بِغَيْرِهِ وَمَعَ هَذَا لَوْ تَوَضَّأَ أَجْزَأَهُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الثالث في المياه، الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج، ۱، ص، ۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

[4].....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/بَابُ غَسْلِ الْمَرْأَةِ أَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ) ج، ۱، ص، ۵۸، دار طوق النجاة)

Marfat.com

ترجمہ: ''ابوالعالیہ نے (اپنے لڑکوں سے) کہا کہ میرے پیروں پر مسح کرو کیونکہ وہ مریض تھے''۔

مسجد کے وضوخانہ میں جوتوں کو دھونے کا حکم

اگر جوتوں یا چپل وغیرہ پر مٹی لگ جائے یا وہ گندے پانی میں گر جائے تو احسن یہ ہے کہ چپل یا جوتوں کو مسجد کے طہارت خانہ میں نہ دھویا جائے، بلکہ کسی اور مقام پر دھویا جائے، ہاں اگر مجبوری کے وقت ایسی جگہ دھوئے تو کوئی حرج نہیں، البتہ اس مقام پر جوتوں یا چپل کو دھونے کے بعد صاف کر دیا جائے تاکہ وضو کرنے والوں کو کسی قسم کی ایذا یا تکلیف نہ ہو۔ شریعت نے راستے سے رکاوٹوں اور تکلیف دینی والی چیزوں کو دور کرنے کا حکم دیا ہے بلکہ ایذا دینے والی چیز کو دور کرنا صدقہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبریدہؓ فرماتے ہیں کہ:

''فِی الْاِنْسَانِ ثَلَاثُ مِائَةٍ وَسِتُّونَ، مَفْصِلًا فَعَلَیْهِ أَنْ یَتَصَدَّقَ عَنْ کُلِّ مَفْصِلٍ مِنْهُ بِصَدَقَةٍ قَالُوا: وَمَنْ یُطِیقُ ذٰلِکَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ؟ قَالَ: النُّخَاعَةُ فِی الْمَسْجِدِ تَدْفِنُهَا، وَالشَّیْءُ تُنَحِّیهِ عَنِ الطَّرِیقِ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَرَکْعَتَا الضُّحَی تُجْزِئُکَ''.[1]

ترجمہ: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرماتے تھے کہ انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں پس اس کے اوپر لازم ہے کہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اتنے صدقے کرنے کی طاقت کس کو ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد میں پڑی ہوئی ناک کی ریزش کو مٹی میں داخل کرنا اور راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا صدقہ ہیں اور اگر تم ایسا نہ کر پاؤ تو چاشت کی دو نمازیں تمہارے لئے کافی ہیں''۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: کتاب الأدب/بَابٌ فِی إِمَاطَةِ الْأَذَی عَنِ الطَّرِیقِ، ج۴، ص۳۶۱، رقم الحدیث، ۵۲۴۲، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت)

Marfat.com

بیت الخلاء میں ننگے پاؤں جانے کا حکم

بیت الخلاء میں جانے کے آداب میں سے ایک یہ ہے کہ جوتے پہن کر جایا جائے۔ [۱]

بیت الخلاء کے جوتے علیحدہ ہوں

مناسب یہ ہے کہ بیت الخلاء کے جوتے علیحدہ ہوں، تاکہ ان پر اگر کوئی گندگی لگی ہو تو وہ گھر میں پڑے فرش یا قالین کو آلودہ نہ کریں۔

پاؤں دھو کر بغیر جوتوں کے حمام میں جانا

اگر کوئی شخص اپنے پاؤں دھو کر ایسے حمام میں داخل ہوتا ہے جہاں پانی وغیرہ کھڑا ہے اور پھر باہر نکلا تو اس صورت میں اگر اسے حمام میں کسی جنبی (ناپاک) کے نہانے کا علم نہیں تو پاؤں دھونا ضروری نہیں، اور اگر کسی ناپاک شخص کا نہانا معلوم ہوا تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پاؤں کا دھونا بھی لازم نہیں۔ یہی ظاہر روایت ہے۔ [۲]

عام مکھی کا اپنے منہ یا پاؤں میں نجاست لے کر کپڑے پر بیٹھنا

اگر عام مچھر، مکھی یا چیونٹی اپنے پیر یا منہ میں ناپاکی لے کر کسی جسم یا کپڑے پر پہنچ جائے، اور اس پر ناپاکی لگ جائے، تو ایسی صورت میں وہ جسم یا کپڑا ناپاک نہیں ہوگا بلکہ حرج وتنگی کی وجہ سے معاف ہے۔ [۳]

---

[۱]....."لما قال الشيخ وهبة الحيلي:"أن يلبس نعليه، ويستر رأسه، ويأخذ أحجار الاستنجاء أو يهيء ويعد المزيل للنجاسة من ماء ونحوه".(الفقه الاسلامي وأدلته:خامساً آداب قضاء الحاجة، ج، ۱، ص، ۳۰۸، دار الفكر، سوريا، دمشق)

[۲]....."وَإِذَا خَاضَ الرَّجُلُ فِي الْمَاءِ الْمَصْبُوبِ عَلَى وَجْهِ الْحَمَّامِ بَعْدَ مَا غَسَلَ قَدَمَيْهِ وَخَرَجَ فَإِنْ لَمْ يَعْلَمْ أَنَّ فِي الْحَمَّامِ جُنُبًا أَجْزَأَهُ وَإِنْ لَمْ يَغْسِلْ قَدَمَيْهِ وَإِنْ عَلِمَ أَنَّ فِيهِ جُنُبًا قَدْ اغْتَسَلَ فَعَلَى رِوَايَةِ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللَّهُ لَايَلْزَمُهُ أَنْ يَغْسِلَ وَهُوَ الظَّاهِرُ .كَذَا فِي الْمُحِيطِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الباب الثالث في المياه ،الفصل الثاني فيما لا يجوز به التوضؤ، ج، ۱، ص، ۲۸، دار الكتب العلمية ،بيروت)

[۳]....."أَثَرُ ذُبَابٍ أَوْ نَامُوسٍ أَوْ نَمْلٍ صَغِيرٍ يَقَعُ عَلَى النَّجَاسَةِ وَيَرْفَعُ شَيْئًا مِنْهَا فَيَتَعَلَّقُ بِرِجْلِهِ أَوْ فَمِهِ، ثُمَّ يَقَعُ عَلَى ثَوْبِهِ أَوْ بَدَنِهِ لِمَشَقَّةِ الاِحْتِرَازِ، أَمَّا أَثَرُ النَّمْلِ الْكَبِيرِ فَلاَيُعْفَى عَنْهُ لِنُدْرَتِهِ".(الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة"نجاسة" ج، ۴۰، ص، ۱۱۵، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

خنزیر کے چمڑے کے جوتے

خنزیر کے چمڑے سے بنائے گے جوتے پہننے کا حکم

اگر جوتے ایسے جانور کی کھال سے بنائے گئے ہوں جو کہ اصلاً حلال ہو جیسے گائے، بکری اور بھیڑ وغیرہ، تو غیر مذبوح جانور یا مردہ جانور کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جانے کی وجہ سے ان کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دباغت کے لغوی معنی

دباغت کی لغوی تعریف ہے:

"ازالة النتن والرطوبة من الجلد"۔ [۱]

ترجمہ: "بدبو اور نمی کو کھال سے زائل کرنا"۔

دباغت کے اصطلاحی معنی

دباغت کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"الدِّبَاغُ هُوَ مَا يَمْتَنِعُ عَوْدُ الْفَسَادِ إِلَى الْجِلْدِ عِنْدَ حُصُولِ الْمَاءِ فِيهِ"۔ [۲]

ترجمہ: "دباغت ایسے طریقے کار کو کہتے ہیں، جس میں کھال پانی لگنے کی وجہ سے دوبارہ خراب نہیں ہوتی"۔

دباغت کی اقسام

شرعی لحاظ سے دباغت دو اقسام پر مشتمل ہے۔

---

[۱]....(المنجد:۲۰۷)

[۲]....(البحر الرائق: کتاب الطهارة، ج۱، ص۱۰۵، دار الکتاب الاسلامی)

Marfat.com

(۱)..... حقیقی

(۲)..... حکمی

حقیقی دباغت کی تعریف

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ دباغت حقیقی کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

" فَالْحَقِيقِيُّ هُوَ أَنْ يُدْبَغَ بِشَيْءٍ لَهُ قِيمَةٌ كَالشَّبِّ وَالْقَرَظِ وَالْعَفْصِ وَقُشُورِ الرُّمَّانِ وَلِحَى الشَّجَرِ وَالْمِلْحِ، وَمَا أَشْبَهَ ذَلِكَ". [۱]

ترجمہ: "حقیقی دباغت سے مراد ایسی چیز سے کھال کو رنگنا جس کی قیمت ہے، مثلاً پھٹکری، سلم درخت کے پتے، درخت بلوط، انار کے چھلکے اور درخت کی چھال وغیرہ کے ذریعہ رنگنا"۔

حکمی دباغت کی تعریف

علامہ نجیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے دباغتِ حکمی کی تعریف یوں کی ہے:

"وَالْحُكْمِيُّ أَنْ يُدْبَغَ بِالتَّشْمِيسِ وَالتَّتْرِيبِ وَالْإِلْقَاءِ فِي الرِّيحِ لَا بِمُجَرَّدِ التَّجْفِيفِ". [۲]

ترجمہ: "حکمی دباغت کہتے ہیں کھال کی نمی اور رطوبت کو دھوپ میں یا مٹی میں یا ہوا میں ڈال کر ختم کرنا، لیکن کھال محض خشک ہونے سے بغیر کچھ کیے دباغت شدہ شمار نہیں ہوگی"۔

اب ذیل میں وہ احادیث بیان کی جاتی ہیں، جن میں دباغت کا ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

" تُصُدِّقَ عَلَى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ

---

[۱]....(البحر الرائق: كتاب الطهارة ج، ۱، ص، ۱۰۵، دار الكتاب الاسلامي)

[۲]....(ايضاً)

Marfat.com

بِهِ؟ فَقَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا"۔[1]

ترجمہ: "ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ باندی کو صدقہ کی ایک بکری دی گئی، وہ مرگئی، رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو فرمایا تم نے اس کا چمڑا کیوں نہیں اُتارا، پھر تم اسے دباغت دے دیتے، پھر اس کے ساتھ فائدہ اُٹھاتے، انہوں نے عرض کیا، یہ بکری تو مردار ہے، آپ نے فرمایا: بلا شبہ اس کا کھانا حرام ہے"۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ"۔[2]

ترجمہ: "جب کچی کھال کو دباغت دے دی گئی تو وہ پاک ہوگئی"۔

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ فرماتی ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى شَاةٍ مَيِّتَةٍ مُلْقَاةٍ، فَقَالَ: لِمَنْ هَذِهِ؟ فَقَالُوا: لِمَيْمُونَةَ. فَقَالَ: مَا عَلَيْهَا لَوِ انْتَفَعَتْ بِإِهَابِهَا قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ: إِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَكْلَهَا"۔[3]

ترجمہ: "ایک مرتبہ رسول اللہؐ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تو پوچھا یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: میمونہؓ کی۔ فرمایا: اگر وہ اس کی کھال سے کوئی فائدہ اُٹھالیتی تو کوئی حرج نہیں تھا۔ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مردار ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کا کھانا حرام کیا ہے (نہ کہ اس کے کھال سے فائدہ اُٹھانا)"۔

---

[1]....(صحیح مسلم: بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ، ج۱، ص۲۷۶، رقم الحدیث، ۳۶۳)

[2]....(صحیح مسلم: بَابُ طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ، ج۱، ص۲۷۷، رقم الحدیث، ۳۶۶، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

[3]....(سنن النسائی: کتاب الفرع والعتیرة/ جُلُودُ الْمَيْتَةِ، ج۷، ص۱۷۱، رقم الحدیث، ۴۲۳۴)

Marfat.com

عالیہ بنت سبیع نے کہا کہ:

"كَانَ لِي غَنَمٌ بِأُحُدٍ، فَوَقَعَ فِيهَا الْمَوْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهَا، فَقَالَتْ لِي مَيْمُونَةُ: لَوْ أَخَذْتِ جُلُودَهَا فَانْتَفَعْتِ بِهَا، فَقَالَتْ: أَوَ يَحِلُّ ذَلِكَ، قَالَتْ: نَعَمْ، مَرَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِمَارِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا قَالُوا: إِنَّهَا مَيْتَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ"۔[1]

ترجمہ: "میری بکریاں اُحد پہاڑ پر تھیں، ان میں (کسی وبا کی وجہ سے) موت واقع ہونا شروع ہوگئی تو میں نبیؐ کی اہلیہ محترمہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئی اور میں نے اس کا ذکر کیا۔ میمونہؓ نے فرمایا کہ اگر تم ان کی کھالیں اتروالو تو ان سے نفع اُٹھا سکو گی۔ عالیہ نے کہا کہ کیا یہ حلال ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! کچھ قریش مرد رسول اللہؐ کے قریب ایک بکری کو گدھے کی طرح گھسیٹتے ہوئے گزرے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم اس کی کھال اتار لیتے۔ انہوں نے کہا کہ یہ تو مردار ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اسے پانی اور قرظ (کیکر کے مثل) درخت کے پتے پاک کردیتے ہیں (ان پتوں سے کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے)"۔

مذکورہ روایات واحادیث کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوگئی کہ حلال جانور کی کھال دباغت کے بعد پاک ہوجاتی ہے، اور اس سے فائدہ اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کتے اور خنزیر کے چمڑے کا حکم

کتا نجس العین نہیں ہے، اس لئے کہ زندہ کتے سے بعض صورتوں میں انتفاع درست ہے،

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب اللباس: بَابٌ فِي أُهُبِ الْمَيْتَةِ، ج۴، ص۶۶، رقم الحديث، ۴۱۲۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

جبکہ خنزیر سے تو کسی صورت میں انتفاع جائز نہیں ہے، اگر کتا نجس العین ہوتا تو خنزیر کی طرح کسی بھی صورت میں اس سے انتفاع درست نہ ہوتا۔ لہذا احناف کے نزدیک کتے کی کھال دباغت سے پاک ہو جائے گی، اور اس سے دباغت کے بعد انتفاع بھی درست ہے۔ جہاں تک خنزیر کا تعلق ہے تو یہ نجس العین ہے، دباغت کے باوجود اسکی کھال انتفاع کے قابل نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ"۔[1]

ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کر غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو"۔

جب خنزیر کا گوشت نجس ہے، تو اس کی کھال بھی دباغت دینے کے بعد پاک نہیں ہوگی۔ [2]

---

[1]....(سورة الانعام: رقم الآية، ۱۴۵، پاره، ۸)

[2]...."وليس الكلب بنجس العين ألا يرى أنه ينتفع به حراسة واصطيادا بخلاف الخنزير لأنه نجس العين إذ الهاء في قوله تعالى: (فَإِنَّهُ رِجْسٌ) منصرف إليه لقربه".

(الهداية: ج، ۱، ص، ۲۳، داراحياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

"(وَأَمَّا) الْخِنْزِيرُ: فَقَدْ رُوِيَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ نَجِسُ الْعَيْنِ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى وَصَفَهُ بِكَوْنِهِ رِجْسًا فَيَحْرُمُ اسْتِعْمَالُ شَعْرِهِ وَسَائِرِ أَجْزَائِهِ".

(بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فَصْلٌ فِي الطَّهَارَةُ الْحَقِيقِيَّةُ، ج، ۱، ص، ۳۰۰، رشيدية)

"أَنَّهُ لَا يَحِلُّ الِانْتِفَاعُ بِهِ أَصْلًا، وَإِنَّمَا هَذَا فِي الدُّهْنِ الْمُتَنَجِّسِ فَقَطْ يُؤَيِّدُهُ مَا فِي صَحِيحِ الْبُخَارِيِّ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ يَقُولُ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إنَّ اللَّهَ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْت شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَإِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ قَالَ: لَا، هُوَ حَرَامٌ".

(ردالمحتار مع الدرالمختار: كتاب الطهارة/مطلب في حكم الوشم، ج، ۱، ص، ۳۳۱، دارالفكر)

Marfat.com

لہٰذا جو جوتے خنزیر کے چمڑے کے بنے ہوں ان کو پہننا جائز نہیں اور نہ ہی اس کے چمڑے سے کسی قسم کا انتفاع درست ہے۔

خنزیر کے چمڑے کی پہچان

خنزیر کے چمڑے کی پہچان یہ ہے کہ اس میں متعدد جگہ فاصلے پر سوراخ موجود ہوتے ہیں جو کھنچنے سے نمایاں ہو جاتے ہیں، اس دوران اگر انہیں سونگھا جائے تو بدبو آتی ہے، تاہم ٹیسٹنگ پراسس سے گزرنے کے بعد بدبو نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سور اور دیگر جانوروں کی کھال میں فرق محسوس نہیں ہوتا۔

بدقسمتی سے مسلمان لاعلمی میں سور کی کھال سے بنی اشیا خرید رہے ہیں، جن میں جیکٹس، ہینڈ پرس (Hand Purse)، جوتے اور ٹوپیاں شامل ہیں۔ خنزیر کے چمڑے سے بنی یہ اشیاء نہ کہ فقط مغربی ممالک میں دستیاب ہیں بلکہ ایشیائی ممالک جن میں پاکستان بھی شامل ہے کثیر تعداد بیچی جاتیں ہیں۔ یہ انکشاف بریڈفورڈ (Bradford) برطانیہ سے شائع ہونے والی جنگ اخبار میں کیا گیا ہے، قارئین کی معلومات کے لئے وہ مقالہ سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

جنگ اخبار کا انکشاف

قربانی اور حج کے نام پر دھوکہ کھانے والے برطانوی مسلمانوں کے لئے یہ خبر ایک بڑے صدمے سے کم نہیں کہ نماز پڑھتے ہوئے جو ٹوپی انہوں نے پہنی ہوتی ہے اور جن جوتوں کو پہن کر وہ مسجد تک پہنچتے ہیں ممکن ہے کہ وہ ٹوپی اور جوتے خنزیر (سور) کی چمڑی سے بنے ہوئے ہوں۔ سور کی چمڑی سے بنے ہوئے جوتوں اور چمڑے کی دوسری مصنوعات کے کھلے استعمال نے بہت سے سوال اٹھا دیئے ہیں، جب کہ تمام مسالک سے تعلق رکھنے والے مفتیان، پیران عظام اور علماء کی یہ متفقہ رائے ہے کہ سور کے گوشت کے ساتھ ساتھ سور کی چمڑی اس کی ہڈیاں اور لہو سمیت تمام اجزاء حرام ہیں اور ان کی مدد سے تیار کی جانے والی تمام اشیاء کا استعمال بھی مسلمانوں کے لئے قطعاً حرام ہے اور اسے کسی بھی شکل یا صورت میں

Marfat.com

استعمال کے قابل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ برطانوی مسلمانوں کے لئے یہ خبر کسی بڑے صدمے سے کم نہیں ہے کہ کسی بھی ہائی سٹریٹ یا کسی عام دکان سے خریدے گئے جوتوں، ٹوپی، جیکٹ، گھڑی کی بدری اور بسا اوقات گھر میں بچھائے جانے والے صوفوں کی تیاری میں بھی سور کی چمڑی استعمال کی گئی ہے جس سے جسم چھو جانے کے باعث کسی بھی مسلمان کا وضو قائم رہنا قدرے مشکل ہے یہی نہیں بہت سے جوتوں میں اوپری تلے کو بھی سور کی چمڑی سے تیار کیا جاتا ہے اور جب مسجد میں یا گھر میں وضو کرتے ہوئے گیلے پاؤں ہم ایسی ہی کسی جوتی یا چپل میں ڈالتے ہیں تو یقیناً وضو ٹوٹنے کا خطرہ لگا رہتا ہے بلکہ بعض نمازیوں کے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کا سٹریپ اور ان کی جیب میں پڑا ہوا بٹوہ (پرس) بھی سور کی چمڑی سے تیار کردہ ہوسکتا ہے۔ نمائندہ جنگ کی تحقیق کے مطابق سور کی چمڑی سے تیار کئے گئے جوتوں اور دوسری مصنوعات صرف برطانیہ میں ہی فروخت نہیں ہوتیں بلکہ پاکستان اور بیشتر اسلامی ممالک سمیت دنیا بھر میں فروخت کی جاتی ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت کو یہ علم نہیں ہے کہ وہ جو جوتے یا چمڑے کی دوسری اشیاء استعمال کر رہے ہیں وہ سور کی چمڑی سے تیار کی گئی ہیں اور یہی حال برطانوی مسلمانوں کا ہے برطانیہ میں آباد اڑھائی ملین سے زائد مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد کا تعلق جنوب مشرقی ایشیا سے ہے جو راسخ العقیدہ ہونے کی وجہ سے ہر ممکن یہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ وہ یا ان کی اولاد کوئی ایسی خوراک یا ڈرنک استعمال نہ کرے جس کی تیاری میں ممنوع اشیاء میں سے کسی کے اجزاء پائے جاتے ہوں لیکن ان سادہ لوح مسلمانوں اور ان کے بچوں کی اکثریت اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ جوتوں، پرسوں، جیکٹوں اور چمڑے کی دوسری مصنوعات کی شکل میں سور ان کی گھر میں گھس گئے ہیں برطانیہ میں چمڑے کے جوتوں اور دوسری مصنوعات کو تیار کرنے اور انہیں دنیا بھر میں فروخت کرنے والوں میں ہائی سٹریٹ کے بڑے سٹور شامل ہیں۔ جنگ نے ان تمام اداروں سے رابطہ کرتے ہوئے یہ جاننے کی کوشش کی کہ اُن کی کون کون سی تیار کردہ جوتیوں یا دوسری اشیاء

Marfat.com

میں سور کی چمڑی استعمال کی گئی ہے پانچ روز تک ٹیلیفون اور ای میل کے مسلسل تبادلوں کے باوجود ماسوائے ایک کے کسی دوسری کمپنی نے اپنی مصنوعات کے بارے میں جنگ کو باخبر نہیں کیا۔ ایک کمپنی نے وعدہ کیا تھا کہ اس بارے میں تفصیلات فراہم کریں گے لیکن کاپی کے پریس تک جانے تک اُن کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ البتہ ایک بڑے چین سٹور نے جنگ کی تحقیقاتی رپورٹ میں دلچسپی لیتے ہوئے بتایا کہ اس کی ۸۵۰ پراڈکس میں سے صرف ۲۸ جوتوں میں جوتے کے اندر اوپری تلے (لائینگ) کے لئے سور کا چمڑا استعمال کیا جاتا ہے۔ جوکل پراڈکس کا صرف تین فیصد ہے لیکن مارکس اینڈ سپنر کی طرف سے اُن ۲۸ آئٹم کی نشاندہی نہیں کی گئی جن کی تیاری میں سور کا چمڑہ استعمال ہوا ہے اور نہ ہی یہ بتایا گیا ہے کہ جوتوں کے علاوہ وہ اور کون کون سی چیز تیار کرتے ہوئے اس چمڑے کو استعمال کرتے ہیں۔ برطانیہ کی مشہور کمپنیوں کی ویب سائٹس کا جائزہ لیا جائے تو اس امر کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ یہ کمپنیاں نہ صرف بڑی تعداد میں جوتوں کی تیاری میں سور کی چمڑی استعمال کرتی ہیں بلکہ انہیں برطانیہ سمیت دنیا بھر میں فروخت کیا جاتا ہے، چین میں واقع ایسی ہی ایک کمپنی کے مطابق وہ سور کی چمڑی سے جوتے تیار کرنے والی سب سے بڑی فرم ہیں اور دنیا میں اُن کا سب سے بڑا خریدار ایک اسلامی ملک ہے شاید یہی وجہ ہے کہ مختلف ویب سائٹس کے ذریعہ اس قسم کی تجارت کے بارے میں آوازیں بھی اٹھائی جارہی ہیں اور یہ مطالبہ کیا جارہا ہے کہ جوتے اور چمڑے کی دوسری اشیاء تیار کرنے والے اپنی پراڈکٹس کے ساتھ اس چیز کے تیار ہونے میں شامل اجزاء کی بھی تفصیل جاری کریں تاکہ دنیا بھر کے مسلمان بے خبری میں اپنی جو عبادات ضائع کرتے آئے ہیں اُن کا سلسلہ بند ہوسکے ایسے ہی ایک مینوفیکچرر نے جنگ کو بتایا کہ سور کی چمڑی عموماً جوتوں میں اوپری تلے کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور سور کی چمڑے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس پر جگہ جگہ تین چھوٹے چھوٹے سوراخ (ڈاٹ) بنے ہوتے ہیں ان ڈاٹس کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سور کی

Marfat.com

چمڑی استعمال کی گئی ہے یہی پیمانہ دوسری اشیاء کی پڑتال کرتے ہوئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے اور تھوڑی سی توجہ اور دھیان دینے سے ایسی تمام جیکٹس، ٹوپیوں، پرسوں، گھڑی کی بدریوں اور دوسری اشیاء کی نشاندہی ہوسکتی ہے۔[1]

اردو پاؤنٹ (Urdu point) کی ویب سائٹ پر بھی اسی طرح کا انکشاف کیا گیا ہے، جو کہ ذیل میں نظرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

چین سے درآمد جیکٹس سمیت تمام ملبوسات میں سور کی کھال کا استعمال

ملک میں فروخت ہونے والے چینی ملبوسات میں سور کی کھال استعمال کی گئی ہے، چین سے بڑے پیمانے پر جیکٹس، نٹ ویئرز، دستانے، ہینڈ بیگز اور دیگر اشیاء درآمد کی جاتی ہیں۔ لیدر انڈسٹری سے وابستہ افراد نے معائنے کے بعد تصدیق کی ہے کہ چین سے درآمد کردہ ملبوسات بالخصوص جیکٹس سور کی کھال سے تیار کی جاتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق سور کی کھال کے لیدر کی قیمت بھیڑ کی کھال کے لیدر کے مقابلے میں ڈیڑھ سے دوگنا زائد ہے۔ چین میں بھیڑ اور گائے کی کھال سے بنائے گئے لیدر کی کمی کی وجہ سے چینی کمپنیاں سور کی کھال کے لیدر پر انحصار کررہی ہیں۔ سروے کے مطابق استعمال شدہ اشیاء فروخت کرنے کے بڑے مراکز لائٹ ہاؤس، صدر لکی اسٹار، بنارس کے علاوہ استعمال شدہ ملبوسات کے ہول سیل مراکز کیماڑی، شیر شاہ، لی مارکیٹ اور نواحی علاقوں میں چین سے درآمد کردہ سور کی کھال کے ملبوسات اور دیگر آئٹمز (Items) کا وافر مقدار میں اسٹاک موجود ہے۔ ماہرین کے مطابق سور کی کھال پر گھنے بالوں کی کم گنجائش ہوتی ہے جبکہ گائے اور بھیڑ کے نرم بال کچھ فاصلے سے آگئے ہوتے ہیں جن کو صاف کرنے پر ان کے نشان غائب ہوجاتے ہیں تاہم سور کی کھال کے لیدر پر سے جلد کے نشان غائب نہیں ہوتے، سور کی کھال کے لیدر سے خاص بو آتی ہے جسے لیدر کے ماہرین ہی محسوس کرسکتے ہیں۔ مارکیٹ سروے کے مطابق اس وقت چین سے

---

[1]....http://beta.jang.com.pk/NewsDetail.aspx?ID=35897

Marfat.com

درآمد کردہ جیکٹس اور دیگر ملبوسات میں ۹۰ فیصد آئٹمز (Items) سور کی کھال کے لیدر سے تیار کیے گئے ہیں جن کی شناخت عام خریدار کیلئے ناممکن ہے۔ [۱]

کیا سور کے چمڑے کے جوتے پہننے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے

سور کے چمڑے کے جوتے پہننے سے وضو تو نہیں ٹوٹتا، البتہ ایسے جوتوں کو پہننا گناہ اور حرام ہے، جیسا کہ پہلے گذرا۔

گیلے پاؤں میں سور کے چمڑے کے جوتے پہننے کا حکم

اگر کسی شخص نے پیر دھو کر سور کے چمڑے کے جوتے پہن لئے تو اس کے پیر ناپاک ہو گئے، تو ایسی صورت میں اس کے لئے دونوں پاؤں کو دھونا لازمی ہے۔ [۲]

جوتے کو خنزیر کے بالوں سے سینے کا حکم

جوتے کو ضرورت کے وقت خنزیر کے بالوں سے سینا جائز ہے، اور یہ بھی مفت میں ہو لیکن بالوں کو بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ وہ نجس العین ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ ". [۳]

۱...http://www.urdupoint.com/businessnews-detail/live-news-55620.html

۲...(وَشَعْرُ الْمَیْتَةِ)غَیْرُ الْخِنْزِیرِ عَلَی الْمَذْهَبِ....."(الدر المختار)قال ابن عابدین رحمه الله تعالیٰ: (قَوْلُهُ عَلَی الْمَذْهَبِ)أَیْ عَلَی قَوْلِ أَبِی یُوسُفَ الَّذِی هُوَ ظَاهِرُالرِّوَایَةِ أَنَّ شَعْرَهُ نَجِسٌ وَصَحَّحَهُ فِی الْبَدَائِعِ وَرَجَّحَهُ فِی الِاخْتِیَارِ .فَلَوْ صَلَّی وَمَعَهُ مِنْهُ أَکْثَرُ مِنْ قَدْرِالدِّرْهَمِ لَا تَجُوزُ، وَلَوْ وَقَعَ فِی مَاءٍ قَلِیلٍ نَجَّسَهُ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا یُنَجِّسُهُ أَفَادَهُ فِی الْبَحْرِ.وَذَکَرَ فِی الدُّرَرِ أَنَّهُ عِنْدَ مُحَمَّدٍ طَاهِرٌ لِضَرُورَةِ اسْتِعْمَالِهِ أَیْ لِلْخَرَّازِینَ.قَالَ الْعَلَّامَةُ الْمَقْدِسِیُّ:وَفِی زَمَانِنَا اسْتَغْنَوْا عَنْهُ أَیْ فَلَا یَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ لِزَوَالِ الضَّرُورَةِ الْبَاعِثَةِ لِلْحُکْمِ بِالطَّهَارَةِ نُوحٌ أَفَنْدِی".

(ردالمحتارمع الدر المختار: کتاب الطهارة/فَرْعٌ مَا یَخْرُجُ مِنْ دَارِالْحَرْبِ کَسِنْجَابٍ إنْ عَلِمَ دَبْغَهُ بِطَاهِرٍ، ج ۱ ،ص،۲۰۶،دارالفکر)

۳.....(سورة الأنعام:رقم الآیة،۱۴۵ ،پاره،۸)

Marfat.com

ترجمہ: ''آپ کہہ دیجئے جو کچھ احکام بذریعہ وحی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کے لئے جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ مردار ہو یا کہ بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشت ہو، کیونکہ وہ بالکل ناپاک ہے''۔

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ خنزیر نجس ہے۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مردار کی چربی جو کام آتی ہے اس کو بیچنا بھی حرام ہے۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ:

''يَقُولُ عَامَ الفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ: إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الخَمْرِ، وَالمَيْتَةِ وَالخِنْزِيرِ وَالأَصْنَامِ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ شُحُومَ المَيْتَةِ، فَإِنَّهَا يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ، وَيُدْهَنُ بِهَا الجُلُودُ، وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ؟ فَقَالَ: لاَ، هُوَ حَرَامٌ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: قَاتَلَ اللَّهُ اليَهُودَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ، فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ''۔[1]

ترجمہ: فتح مکہ کے سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دے دیا ہے۔ اس پر پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے ہم کشتیوں پر ملتے ہیں۔ کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی''۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب البيوع/بَابُ بَيْعِ المَيْتَةِ وَالأَصْنَامِ، ج۳، ص۸۴، رقم الحديث۲۲۳۶، دارطوق النجاة)

Marfat.com

اگر تھوڑے پانی میں خنزیر کا بال گر جائے تو امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پانی ناپاک ہو جائے گا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بال پانی کو ناپاک نہیں کرے گا، اور دلیل پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب ان بالوں سے جوتے وغیرہ میں ٹاکنے اور سلنے کا جواز مطلق ہے تو یہ اطلاق ان کے پاک ہونے کی دلیل ہے، اور بال پاک ہونے کی وجہ سے اگر پانی میں گر جائے تو پانی کی طہارت پر کچھ اثر مرتب نہیں ہوتا۔ امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بالوں سے انتفاع کا جواز مطلق ہے، لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ اطلاق ضرورت کے ساتھ خاص کیا گیا ہے، لہذا یہاں خنزیر کے بالوں میں انتفاع کا حکم کا جواز حالت استعمال کے ساتھ مقید ہوگا، اور اسی تک محدود رہے گا، اور یہ جواز گرنے سے متعدی نہیں ہوگا، کیونکہ حالت وقوع استعمال کی حالت سے الگ ہے۔[1]

اور اگر ایسے جوتے پہن کر نماز ادا کی جائے جن کو سلنے اور ٹاکنے کے لئے خنزیر کے بالوں کو استعمال کیا گیا ہو، تو ایسی صورت میں اگر وہ درہم کی مقدار سے زیادہ بھی ہوں تو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر نماز جائز ہوگی اور امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر نماز جائز نہیں ہو گی۔[2]

---

[1]..... "ولا يجوز بيع شعر الخنزير لأنه نجس العين فلا يجوز بيعه إهانة له، ويجوز الانتفاع به للخرز للضرورة فإن ذلك العمل لا يتأتى بدونه، ويوجد مباح الأصل فلا ضرورة إلى البيع، ولو وقع في الماء القليل أفسده عند أبي يوسف. وعند محمد رحمه الله لا يفسده لأن إطلاق الانتفاع به دليل طهارته ولأبي يوسف رحمه الله أن الإطلاق للضرورة فلا يظهر إلا في حالة الاستعمال وحالة الوقوع تغايرها". (الهداية: كتاب البيوع: باب البيع الفاسد، ج۳، ص۴۶، دار احياء التراث العربي)

"(قَالَ أَبُو يُوسُفَ إِنَّهُ لَوْ وَقَعَ فِي مَاءٍ قَلِيلٍ أَفْسَدَهُ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ لَا يَنْجُسُ بِهِ؛ لِأَنَّ حِلَّ الِانْتِفَاعِ بِهِ دَلِيلُ طَهَارَتِهِ) وَالصَّحِيحُ قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ؛ لِأَنَّ حُكْمَ الضَّرُورَةِ لَا يَتَعَدَّاهَا وَهِيَ فِي الْخَرْزِ فَتَكُونُ بِالنِّسْبَةِ إِلَيْهِ فَقَطْ كَذَلِكَ" (فتح القدير: كتاب البيوع: باب البيع الفاسد، ج۶، ص۴۲۵، دار الفكر)

[2]..... "وَمَا ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ مِنْ جَوَازِ صَلَاةِ الْخَرَّازِينَ مَعَ شَعْرِ الْخِنْزِيرِ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدَّرَاهِمِ يَنْبَغِي أَنْ يَتَخَرَّجَ عَلَى الْقَوْلِ بِطَهَارَتِهِ فِي حَقِّهِمْ، أَمَّا عَلَى قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ فَلَا وَهُوَ الْوَجْهُ". (فتح القدير: كتاب البيوع: باب البيع الفاسد، ج۶، ص۴۲۵، دار الفكر)

Marfat.com

موجودہ دور میں چونکہ جوتا مضبوط دھاگے سے ٹانکتے ہیں، لہذا خنزیر کے بالوں سے جوتے کو سلنے اور گانٹھنے کی ضرورت نہیں، اور جب ضرورت نہیں تو جوتوں کو ٹانکنے کے لئے ان کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔[1]

خنزیر کے چمڑے کے جوتے پہن کر قرآن مجید پکڑنے کا حکم

ناپاکی کی حالت میں قرآن مجید کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا گناہ کبیرہ ہے، اگر کسی کو ایسی مجبوری یا ضرورت پیش آجائے تو کسی کپڑے کے ساتھ قرآن مجید کو اُٹھایا جائے۔ چنانچہ اگر کسی نے سور کی کھال کے بنے جوتے پہن کر قرآن مجید پکڑا تو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرنا لازم ہے یہی اس کا کفارہ ہے۔[2]

خنزیر کے چمڑے کے جوتے پہن کر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا حکم

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر قرآن مجید کی تلاوت کرے، کیونکہ خنزیر نجس العین ہے، فقہاء نے موضع نجاست (یعنی نجاست والی جگہ) پر قرآن مجید کی تلاوت کو مکروہ قرار دیا ہے۔ نیز غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کو منع کیا ہے اس لئے کہ اس کا جسم موت کی وجہ سے ناپاک ہوجاتا ہے۔

نوٹ: ایسے جوتوں کو پہن کر نماز ادا کی جاسکتی ہے جو پاک ہوں، جب جوتا پہن کر نماز ادا کرنا جائز ہے تو جوتا پہن کر قرآن مجید کی تلاوت کرنا تو بدرجۂ اولیٰ درست ہے، بشرطیکہ وہ

---

[1]....."وَلَعَلَّ هَذَا فِي زَمَانِهِمْ، وَأَمَّا فِي زَمَانِنَا فَلَا حَاجَةَ إِلَيْهِ كَمَا لَا يَخْفَى".
(الدر المختار مع ردالمحتار: باب بيع الفاسد، ج،۵، ص،۷۳، دار الفكر، بيروت)
"وأما في زماننا وبلادنا فلا وجه للقول بجواز الخرز به؛ لعدم الحاجة اليه".(مجموعة رسائل للنكوي: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال/أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱، ص،۲۱۴، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[2]....."(وَمِنْهَا) حُرْمَةُ مَسِّ الْمُصْحَفِ لَا يَجُوزُ لَهُمَا وَلِلْجُنُبِ وَالْمُحْدِثِ مسُّ الْمُصْحَفِ إلَّا بِغِلَافٍ مُتَجَافٍ عَنْهُ كَالْخَرِيطَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة، ج، ۱، ص،۳۸، دار الفكر)

Marfat.com

پاک ہوں۔[1]

قرآن مجید کو جوتوں پر رکھنے کا حکم

جس طرح قرآن مجید کو طہارت کی حالت میں پڑھنا چاہیے اسی طرح اس کو نجس اور گندگی کی جگہ رکھنے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے، چنانچہ قرآن مجید کو جوتوں پر نہیں رکھنا چاہیے۔ قرآن مجید کو ایسے مقام پر رکھنا اس کی اہانت اور تعظیم کے خلاف ہے، اگر قرآن مجید کو ایسے جوتوں پر رکھا جن پر نجاست لگی ہو تو اس کی اور زیادہ بے ادبی ہے، لہذا قرآن مجید کا احترام واجب ہے۔[2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]..... جوتے سمیت نماز ادا کرنے کی بحث نماز کے باب میں آئے گی۔ عثمانی

"وَعَلَّلَهُ الشُّرُنْبُلَالِيُّ فِي إِمْدَادِ الْفَتَّاحِ تَنْزِيهًا لِلْقُرْآنِ عَنْ نَجَاسَةِ الْمَيِّتِ لِتَنَجُّسِهِ بِالْمَوْتِ". (الدر المختار مع ردالمحتار: باب صلوة الجنازة/ج ۲، ص ۱۹۳، دارالفکر بیروت)

"وتكره قراءة القرآن في موضع النجاسات كالمغتسل والمخرج والمسلخ وما أشبه ذلك". (فتاوى قاضيخان: كتاب الصلاة/فصل في قراءة خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ج ۱، ص ۱۴۵، دارالكتب العلمية بيروت)

[2]..... "رَجُلٌ أَرَادَ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ فَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ عَلَى أَحْسَنِ أَحْوَالِهِ يَلْبَسُ صَالِحَ ثِيَابِهِ وَيَتَعَمَّمُ وَيَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ؛ لِأَنَّ تَعْظِيمَ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَاجِبٌ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الرابع في الصلاة والتسبيح ورفع الصوت عند قراءة القرآن، ج ۵، ص ۳۱۶، دارالفکر)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

جوتا اور مسح

جوتوں پر مسح کی شرعی حیثیت

جوتوں پر مسح کرنے کے بارے میں بعض اہل علم کا جمہور سے اختلاف واقع ہوا ہے، ان (بعض) میں عبداللہ بن عمر، خزیمہ بن اوسؓ ابن حزم ظاہری شامل ہیں، جبکہ جمہور میں فقہائے امت، محدثین اور صحابہؓ کی کثیر جماعت شامل ہیں۔ یہاں سہولت اور آسانی کے لئے ہم بعض اہل علم کو فریق اول اور جمہور کو فریق ثانی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

فریقِ اول کا نعلین پر مسح کرنے کا موقف اور دلائل

ذیل میں وہ روایات سپردِ قلم کی جاتی ہیں جو فریقِ اول جوتوں پر مسح کرنے کے جواز میں پیش کرتے ہیں۔

حضرت اوس روایت کرتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ أَبِي يَوْمًا تَوَضَّأَ فَمَسَحَ النَّعْلَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ: أَتَمْسَحُ عَلَيْهِمَا؟ فَقَالَ: هَكَذَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ". [1]

ترجمہ: "میں نے ایک دن اپنے والد کو نعلین (جوتیوں) پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ آپ جوتیوں پر مسح کر رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بھی اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے"۔

حضرت اوس سے ہی مروی ہے کہ:

---

[1]....(مسند احمد: مسند المدنيين/حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ وَهُوَ أَوْسُ بْنُ حُذَيْفَةَ، ج ۲۶، ص ۸۸، رقم الحديث، ۱۶۱۶۵، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّا، وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ". [1]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ آپؐ نے وضو کیا، جوتیوں پر مسح کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے"۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالَ قَائِمًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ". [2]

ترجمہ: "بے شک نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے جوتوں پر مسح فرمایا"۔

حضرت اوس بن اوس ثقفیؓ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ وَقَدَمَيْهِ". [3]

"ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور اپنے جوتوں اور پیروں پر مسح کیا"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"أنه كَانَ يتَوَضَّأ ونعلاه فِي رجلَيْهِ وَيمْسَح عَلَيْهِمَا وَيَقُول كَذَلِك كَانَ رَسُول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَفعل ". [4]

---

[1]....(مسند احمد: مسند المدنيين/حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ وَهُوَ أَوْسُ بْنُ حُذَيْفَةَ، ج ۲۶، ص ۷۹، رقم الحديث ۱۶۱۵۸، مؤسسة الرسالة)

[2]....(مصنف لابن أبي شيبة: مَسْأَلَةٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ، ج ۷، ص ۳۰۸، رقم الحديث ۳۶۳۵۳، مكتبة الرشد، الرياض)

[3]....(سنن أبي داود: كتاب الطهارة/بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، ج ۱، ص ۴۱، رقم الحديث ۱۶۰، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[4]....(الدراية في تخريج أحاديث الهداية: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، ج ۱، ص ۸۳، دار المعرفة، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب ابن عمرؓ وضو کرتے اور ان کے جوتے پاؤں میں ہی ہوتے اور وہ دونوں پر مسح کرتے، اور کہتے کہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے''۔

مذکورہ بالا احادیث وروایات کی روشنی میں فریقِ اول کا یہ کہنا ہے کہ رسول اللہؐ اور صحابہؓ نے وضو کے دوران جوتوں پر مسح کیا ہے، لہذا نعلین پر مسح کرنا درست ہے۔

فریقِ ثانی کا مؤقف اور دلائل

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ جمہور صحابہؓ اور فقہائے امت کے نزدیک جوتوں پر مسح ہرگز درست نہیں، اب ذیل میں فریقِ ثانی (جن میں جمہور امت کے علاوہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت بھی شامل ہے) کا موقف اور ودلائل بیان کیے جاتے ہیں۔

فریق ثانی مذکورہ بالا روایات کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اس بات کا بہت امکان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے جوتوں کے نیچے جرابیں پہن رکھی ہوں، اور مسح حقیقت میں جرابوں پر تھا نہ کہ جوتوں پر، اور جرابیں بھی ایسی تھیں کہ اگر جوتے نہ ہوتے تو ان پر مسح کرنا درست تھا۔ لہذا اصل میں مسح تو جرابوں پر تھا لیکن جوتے اوپر ہونے کی وجہ سے ان پر بھی ہاتھ پھر گیا۔ مذکورہ گفتگو کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

حضر مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ:

''أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، وَالنَّعْلَيْنِ''.[1]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح فرمایا''۔

حضرت ابوموسیٰ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات میں جرابوں اور جوتوں دونوں کا تذکرہ ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ نعلین سمیت وضو کیا

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الطهارة/بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، ج ۱، ص ۴۱، رقم الحديث ۱۵۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

کرتے تھے اور اس فعل کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا کرتے تھے۔ ہم تو حضرت ابو موسیٰ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایات پر عمل کرتے ہیں، اور جرابوں پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں جانتے، جبکہ ان کا اوپر نیچے والا حصہ چمڑے کا ہو یا وہ منعلین ہوں، اسی طرح سے کہ فقط نیچے چمڑا ہو یا وہ گاڑھی ہو اور پنڈلی پر ٹھہری ہوں۔ [1]

جہاں تک ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ کی روایت کا تعلق ہے تو اس کے معارض بھی روایات ثابت ہیں، جن سے اس کے منسوخ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ مزید برآں یہ بات اجماع سے ثابت ہے کہ اگر وہ موزے جن پر مسح کرنا جائز ہے اتنے پھٹ جائیں کہ دونوں پیر یا ان کا اکثر حصہ ظاہر ہو جائے تو ان پر مسح جائز نہیں۔ اور یہ بات بھی طے ہے کہ اس وقت کے جوتوں میں پیر ڈھکے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ [2]

---

[1]..."وَهُوَ أَعَمُّ مِنْ أَنْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ بِأَنْ كَانَ الْجِلْدُ أَعْلَاهُمَا وَأَسْفَلَهُمَا، أَوْ مُنَعَّلَيْنِ بِأَنْ كَانَ الْجِلْدُ أَسْفَلَهُمَا فَقَطْ، أَوْ ثَخِينَيْنِ مُسْتَمْسِكَيْنِ عَلَى السَّاقِ فِي قَوْلِ أَبِي يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٍ، وَأَبِي حَنِيفَةَ آخِرًا، وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى". (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح كتاب الطهارة/بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، ج۲، ص۴۷۹، دار الفكر، بيروت)

[2]...."فَقَدْ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مَا مَسَحَ عَلَى قَدَمَيْهِ، هُوَ الْفَرْضُ، وَمَا مَسَحَ عَلَى نَعْلَيْهِ كَانَ فَضْلًا. فَحَدِيثُ أَبِي أَوْسٍ، يَحْتَمِلُ عِنْدَنَا مَا ذَكَرَ فِيهِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْحِهِ عَلَى نَعْلَيْهِ، أَنْ يَكُونَ كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى، وَالْمُغِيرَةُ، أَوْ كَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ. فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ أَبُو مُوسَى وَالْمُغِيرَةُ، فَإِنَّا نَقُولُ بِذَلِكَ، لِأَنَّا لَا نَرَى بَأْسًا بِالْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ، إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ قَدْ قَالَ ذَلِكَ أَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ. وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى، فَإِنَّهُ كَانَ لَا يَرَى ذَلِكَ حَتَّى يَكُونَا صَفِيقَيْنِ، وَيَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ، فَيَكُونَانِ كَالْخُفَّيْنِ. وَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ، فَإِنَّ فِي ذَلِكَ إِثْبَاتَ الْمَسْحِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ، فَقَدْ ثَبَتَ ذَلِكَ، وَمَا عَارَضَهُ وَمَا نَسَخَهُ فِي بَابِ فَرْضِ الْقَدَمَيْنِ. فَعَلَى أَيِّ الْمَعْنَيَيْنِ كَانَ وَجْهُ حَدِيثِ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ، مِنْ مَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُوسَى، وَالْمُغِيرَةِ، وَمِنْ مَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، فَلَيْسَ فِي ذَلِكَ مَا يَدُلُّ عَلَى جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ. فَلَمَّا احْتَمَلَ حَدِيثُ أَوْسٍ مَا ذَكَرْنَا، وَلَمْ يَكُنْ فِيهِ حُجَّةٌ فِي جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى النَّعْلَيْنِ، الْتَمَسْنَا ذَلِكَ مِنْ طَرِيقِ النَّظَرِ، لِنَعْلَمَ كَيْفَ حُكْمُهُ؟ فَرَأَيْنَا الْخُفَّيْنِ اللَّذَيْنِ قَدْ جَوَّزَ الْمَسْحَ عَلَيْهِمَا إِذَا تَخَرَّقَا، حَتَّى بَدَتِ الْقَدَمَانِ مِنْهُمَا أَوْ أَكْثَرُ الْقَدَمَيْنِ، فَكُلٌّ قَدْ أَجْمَعَ أَنَّهُ لَا يُمْسَحُ عَلَيْهِمَا. فَلَمَّا كَانَ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ إِنَّمَا يَجُوزُ إِذَا غَيَّبَا الْقَدَمَيْنِ، وَيَبْطُلُ ذَلِكَ إِذَا لَمْ يُغَيِّبَا الْقَدَمَيْنِ، وَكَانَتِ النَّعْلَانِ غَيْرَ مُغَيِّبَيْنِ لِلْقَدَمَيْنِ، ثَبَتَ أَنَّهُمَا كَالْخُفَّيْنِ اللَّذَيْنِ لَا يُغَيِّبَانِ الْقَدَمَيْنِ". (شرح معانى الآثار: كتاب الطهارة/باب المسح النعلين، ج۱، ص۹۷، عالم الكتب)

Marfat.com

بوٹ پر مسح کرنے کا حکم

ایسے بوٹ پر مسح جائز ہے جو ٹخنوں کو چھپادے، اور ایسے جوتوں پر مسح جائز نہیں جو پیروں کے ٹخنوں کو نہ چھپائیں۔

چنانچہ ردالمختار میں ہے کہ:

"وَيَجُوزُ عَلَى الْجَارُوقِ الْمَشْقُوقِ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ وَلَهُ أَزْرَارٌ يَشُدُّهَا عَلَيْهِ تَسُدُّهُ؛ لِأَنَّهُ كَغَيْرِ الْمَشْقُوقِ، وَإِنْ ظَهَرَ مِنْ ظَهْرِ الْقَدَمِ شَيْءٌ فَهُوَ كَخُرُوقِ الْخُفِّ.اهـ"۔[1]

ترجمہ: "ایسے موزے پر مسح درست ہے، جو قدم کے اوپر سے کھلا ہو، اور اسے بٹن لگا کر بند کردیا گیا ہو، تو وہ بند کی طرح ہے۔ اور اگر پاؤں کی پیٹھ سے کچھ حصہ ننگا ہو

---

[1]....(ردالمحتار مع الدرالمختار: كتاب الطهارة/بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ،شُرُوط الْمَسْح عَلَى الْخُفَّيْنِ ،ج ،ص، ۲۶۲، دارالفكر)

"صرح الفقهاء أنه لا يجوز المسح على النعلين،ولو اكتفى به لم يجزئه وضوؤه؛لفوات الركن:أي غسل الرجلين،أومسح الخفين ".(غاية المقال فيما يتعلق بالنعال للامام محمد عبد الحي اللكنوي:في تحقيق لفظ النعل وما يتعلق به،ص، ۲۱)

"أَشَارَبِذلک إِلَى نفي مَا رُوِيَ عَن عَليّ وَغَيره من الصَّحَابَة أَنهم مسحوا على نعَالهمْ ثمَّ صلوا .وَرُوِيَ فِي ذَلِک حَدِيث مَرْفُوع اخرجه أَبُو دَاوُد من حَدِيث الْمُغيرَة بن شُعْبَة فِي الْوضُوء ، لَكِن ضعفه عبد الرَّحْمَن بن مهْدى وَغَيره، وَرُوِيَ عَن ابْن عمر أَنه كَانَ إِذا تَوَضَّأ ونعلاه فِي قدمية مسح ظُهُور نَعْلَيْه بيدَيْهِ، وَيَقُول :كَانَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يصنع هَكَذَا، اخرجه الطَّحَاوِيّ وَالْبَزَّار، وَرُوِيَ فِي حَدِيث رَوَاهُ عَليّ بن يحيى بن خَلاد عَن أَبِيه عَن عَمه رِفَاعَة بن رَافع :(أَنه كَانَ جَالِسا عِنْد النَّبِي، عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام)، وَفِيه :(وَمسح بِرَأْسِهِ وَرجلَيْهِ ،اخرجه الطَّحَاوِيّ وَالطَّبَرَانِيّ فِي (الْكَبِير). وَالْجَوَاب عَن حَدِيث ابْن عمر :أَنه كَانَ فِي وضوء مُتَطَوّع بِهِ لَا فِي وضوء وَاجِب عَلَيْهِ، وَعَن حَدِيث رِفَاعَة:أَن الْمُرَاد أَنه مسح بِرَأْسِهِ وخفيه على رجلَيْهِ، وَاسْتدلّ الطَّحَاوِيّ على عدم الْإِجْزَاء بِالْإِجْمَاع على أَن الْخُفَّيْنِ إِذا تخرقا حَتَّى يَبْدُو القدمان، أَن الْمسْح لَايجزىء عَلَيْهِمَا، قَالَ :فَكَذَلِک النَّعْلَان لِأَنَّهُمَا لَايغيبان الْقَدَمَيْنِ .قَالَ بَعضهم:هَذَا اسْتِدْلَال صَحِيح، وَلكنه مُنَازع فِي نقل الْإِجْمَاع الْمَذْكُور .وَقلت:غير مُنَازع فِيهِ لِأَن مَذْهَب الْجُمْهُور أَن مُخَالفَة الْأَقَل لَا تضر الْاجْمَاع، وَلَا يشْتَرط فِيهِ عدد التَّوَاتُر عِنْد الْجُمْهُور".(عمدة القاري:كتاب الوضوء/بابُ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ ولاَ يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ،ج،۳،ص،۲۴،داراحياء التراث العربى،بيروت)

Marfat.com

تو پھٹے ہوئے موزے کی طرح ہے"۔

ریگزین ربڑ اور پلاسٹک کے جوتوں اور موزوں پر مسح کرنے کا حکم

اگر ربڑ، پلاسٹک اور ریگزین کے موزے یا جوتوں میں خفین (یعنی چمڑے والے موزوں) والے اوصاف پائے جاتے ہوں اور وہ پیروں کے ٹخنوں کو چھپائے ہوئے ہوں تو ان پر مسح جائز ہے، لیکن اگر وہ باریک ریگزین وغیرہ سے بنے ہوئے ہوں مزید یہ کہ ان کو پہن کر تین میل کا فاصلہ نہ طے کیا جاسکے اور پھٹ جائیں، یا وہ پیروں پر ان کی موٹائی کی وجہ سے خود بخود نہ ٹھہر سکیں، یا سہولت کے ساتھ پانی ان میں جذب ہو جائے یا ان میں سے آر پار نظر آئے تو ایسی صورت میں ان پر مسح درست نہیں۔

مارکیٹ (Market) میں بہت سے موزے اور جوتے ریگزین کے بنے ہوئے دستیاب ہیں، بہت سے لوگ انہیں چمڑا سمجھ کر خرید لیتے ہیں، اور پھر ان پر مسح کرتے ہیں، لہذا خریدنے سے پہلے اس بات کا یقین کر لیا جائے کہ موزے اور جوتے ریگزین کے ہیں یا نہیں، اور اگر ہیں تو یہ دیکھ لیا جائے کہ آیا ان میں چمڑا والے موزوں کی خصوصیات پائی جاتی ہیں یا نہیں جیسا کہ پہلے لکھا گیا۔[1]

---

[1]..."(قَوْلُهُ: وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ) حَدُّ الثَّخَانَةِ أَنْ يَقُومَ عَلَى السَّاقِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُرْبَطَ بِشَيْءٍ، وَقَوْلُهُ لَا يَشِفَّانِ أَيْ لَا يُرَى مَا تَحْتَهُمَا مِنْ بَشَرَةِ الرِّجْلِ مِنْ خِلَالِهِ وَيَنْشُفَانِ خَطَأٌ، قَالَ فِي الذَّخِيرَةِ رَجَعَ أَبُو حَنِيفَةَ إلَى قَوْلِهِمَا فِي آخِرِ عُمْرِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ بِسَبْعِ أَيَّامٍ، وَقِيلَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى". (الجوهرة النيرة: كتاب الطهارة/المسح على الجوربين، ج، ۱، ص، ۲۸، المطبعة الخيرية)

"(قَوْلُهُ أَوْ جَوْرَبَيْهِ) الْجَوْرَبُ لِفَافَةُ الرِّجْلِ قَامُوسٌ، وَكَأَنَّهُ تَفْسِيرٌ بِاعْتِبَارِ اللُّغَةِ، لَكِنَّ الْعُرْفَ خَصَّ اللِّفَافَةَ بِمَا لَيْسَ بِمَخِيطٍ وَالْجَوْرَبَ بِالْمَخِيطِ، وَنَحْوُهُ الَّذِي يُلْبَسُ كَمَا يُلْبَسُ الْخُفُّ شَرْحُ الْمُنْيَةِ (قَوْلُهُ وَلَوْ مِنْ غَزْلٍ أَوْ شَعْرٍ) دَخَلَ فِيهِ الْجُوخُ كَمَا حَقَّقَهُ فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ. وَقَالَ: وَخَرَجَ عَنْهُ مَا كَانَ مِنْ كِرْبَاسٍ بِالْكَسْرِ: وَهُوَ الثَّوْبُ مِنْ الْقُطْنِ الْأَبْيَضِ؛ وَيُلْحَقُ بِالْكِرْبَاسِ كُلُّ مَا كَانَ مِنْ نَوْعِ الْخَيْطِ كَالْكَتَّانِ وَالْإِبْرَيْسَمِ وَنَحْوِهِمَا. وَتَوَقَّفَ ح فِي وَجْهِ عَدَمِ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَيْهِ إذَا وُجِدَ فِيهِ الشُّرُوطُ الْأَرْبَعَةُ الَّتِي ذَكَرَهَا الشَّارِحُ. وَأَقُولُ: الظَّاهِرُ أَنَّهُ إذَا وُجِدَتْ فِيهِ الشُّرُوطُ يَجُوزُ، وَأَنَّهُمْ أَخْرَجُوهُ لِعَدَمِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

موزوں اور جرابوں پر مسح کی شرعی حیثیت

وضو میں دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا فرض ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ اِلَی الْکَعْبَیْنِ". [1]

ترجمہ: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نماز کے لیے اٹھو تو چاہیے کہ اپنے منہ اور ہاتھ کہنیوں تک دھولو، سروں پر ہاتھ پھیر لو اور پاؤں ٹخنوں تک دھولیا کرو"۔

قرآن کریم کی اس آیت میں پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونے کا حکم دیا جارہا ہے، نہ کہ پیروں پر مسح کرنے کا، آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضا تو یہ تھا کہ فقط پیروں کو ٹخنوں سمیت دھویا جائے، اوران پر مسح کرنے کی اجازت کسی بھی حالت میں نہ ہو، اور یہی تقاضا موزے پہننے کی صورت میں ہوگا۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہننا اور پھر وضو کا تقاضا ہونے پر ان پر مسح کرنا جائز ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کی اتنی کثیر تعداد میں قولی، فعلی روایات اور صحابہ سے روایت کردہ آثار موجود ہیں، جن کی بنا پر موزوں پر مسح کرنے کے عمل کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ چند روایات وآثار کا سہارا لیتے ہوئے قرآن مجید کے اس حکم (یعنی پیروں کو ٹخنوں سمیت دھونا) کی موجودگی میں موزوں پر مسح کرنے کا جواز نہ ہوتا۔ "مسح علی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

تَاتِّی الشُّرُوطِ فِیہِ غَالِبًا، یَدُلُّ عَلَیْہِ مَا فِی کَافِی النَّسَفِیِّ حَیْثُ عَلَّلَ جَوَازَ الْمَسْحِ عَلَی الْجَوْرَبِ مِنْ کِرْبَاسٍ بِاَنَّہُ لَا یُمْکِنُ تَتَابُعُ الْمَشْیِ عَلَیْہِ، فَاِنَّہُ یُفِیدُ اَنَّہُ لَوْ اَمْکَنَ جَازَ، وَیَدُلُّ عَلَیْہِ اَیْضًا مَا فِی ط عَنْ الْخَانِیَّۃِ اَنَّ کُلَّ مَا کَانَ فِی مَعْنَی الْخُفِّ فِی اِدْمَانِ الْمَشْیِ عَلَیْہِ وَقَطْعِ السَّفَرِ بِہِ وَلَوْ مِنْ لِبْدٍ رُومِیٍّ یَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَیْہِ.اھ". (ردالمحتار مع الدرالمختار: کتاب الطھارۃ/باب المسح علی الخفین، ج، ۱، ص، ۲۶۹، دارالفکر، بیروت)

[1] .....(سورۃ مائدۃ: رقم الآیۃ ۶، پارہ ۶)

Marfat.com

الخفین " کی احادیث کثیر تعداد میں بیان ہونے کی بنا پر درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں، اسی وجہ سے اس بات پر اجماع ثابت ہوگیا کہ موزے نہ پہننے کی صورت میں ٹخنوں سمیت پاؤں دھوئیں جائیں گے، اور چمڑے کے موزے پہننے کی صورت میں وضو کرتے ہوئے مسح درست ہوگا۔

ذیل میں محدثین کی آراء تصریحات سپردِ قلم کی جارہی ہیں، جن سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ "مسح علی الخفین "کی روایات وآثار مشہور اور درجۂ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔

علامہ ابوبکر جصاص احکام القرآن میں رقم طراز ہیں:

وَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّهُ قَدْ ثَبَتَ أَنَّ مُرَادَ الْآيَةِ الْغَسْلُ عَلَى مَا قَدَّمْنَا، فَلَوْ لَمْ تَرِدُ الْآثَارُ الْمُتَوَاتِرَةُ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لَمَا أَجَزْنَا الْمَسْحَ، فَلَمَّا وَرَدَتْ الْآثَارُ الصِّحَاحُ وَاحْتَجْنَا إلَى اسْتِعْمَالِهَا مَعَ الْآيَةِ اسْتَعْمَلْنَاهَا مَعَهَا عَلَى مُوَافَقَةِ الْآيَةِ فِي احْتِمَالِهَا لِلْمَسْحِ وَتَرَكْنَا الْبَاقِيَ عَلَى مُقْتَضَى الْآيَةِ وَمُرَادِهَا؛ وَلَمَّا لَمْ تَرِدْ الْآثَارُ فِي جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ فِي وَزْنِ وُرُودِهَا فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَقِّينَا حُكْمَ الْغَسْلِ عَلَى مُرَادِ الْآيَةِ وَلَمْ نَنْقُلْهُ عَنْهُ".[1]

ترجمہ: "اس معاملے میں اُصولی چیز یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت کی مراد سے پیروں کے دھونے کا ثبوت ہوا، جیسا کہ پہلے گزرا، لہذا (چمڑے کے) موزوں پر آثار متواترہ نبی کریمؐ سے اگر ثابت نہ ہوتے تو ہم مسح (چمڑے کے) موزوں پر درست قرار نہ دیتے۔ لیکن جب اس سلسلہ میں صحیح احادیث وآثار سامنے آئے اور قرآن کریم کی آیت کے ساتھ ان کا استعمال کرنے پر ہم مجبور ہوگئے، تو قرآن

[1]....(احکام القرآن للجصاص: ج ۲، ص ۴۴۰، دار الکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

کی آیت کے ساتھ ان آثار وروایات کو ہم نے اس طریقے سے استعمال کیا کہ آیت احتمالِ مسح رکھتی تھی، اس کے موافق ہوگئی، اور باقی کو آیتِ قرآنی کے اصل مراد (مطلب حکم غسل) پر ہم نے رہنے دیا، اور اس لئے کہ جرابوں کے مسح کی روایات اس وزن کے ساتھ وارد نہیں ہیں، جس وزن کے ساتھ موزوں (یعنی چمڑے کے) پر روایات وارد ہوئیں ہیں، اسی لئے قرآن کی آیت کی حقیقی مراد یعنی پیروں کو دھونے کے ارشاد کو باقی رکھا ہے اور دوسری چیز کی طرف اس ارشاد کو منتقل نہیں کیا"۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

"قَالَ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ: أَدْرَکْتُ سَبْعِینَ نَفَرًا مِنَ الصَّحَابَةِ یَرَوْنَ الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ، وَلِذَا قَالَ أَبُو حَنِیفَةَ: مَا قُلْتُ بِالْمَسْحِ حَتَّی جَاءَنِی فِیهِ مِثْلُ ضَوْءِ النَّهَارِ. وَقَالَ الْکَرْخِیُّ: أَخَافُ الْکُفْرَ عَلَی مَنْ لَا یَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ؛ لِأَنَّ الْآثَارَ الَّتِی جَاءَتْ فِیهِ فِی حَیِّزِ التَّوَاتُرِ، وَبِالْجُمْلَةِ مَنْ لَا یَرَی الْمَسْحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالْأَهْوَاءِ". [1]

ترجمہ: "حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ستر صحابہ کرام کو دیکھا کہ وہ موزوں پر مسح کو جائز سمجھتے تھے، اور اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک مسح علی الخفین کا قائل نہ ہوا یہاں تک کہ میرے پاس روزِ روشن کی طرح دلائل نہ آگئے، اور امام کرخیؒ فرماتے ہیں مجھے اس شخص پر کفر کا ڈر ہے جو مسح علی الخفین کو جائز نہیں سمجھتا اس لئے کہ اس میں وارد شدہ احادیث وآثار تواتر تک پہنچ چکے ہیں۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جو موزوں پر مسح کو جائز نہیں سمجھتا وہ بدعت اور اہل ہوا میں سے ہے"۔

---

[1]....(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الطهارة/بَابُ الْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ، ج ۲، ص ۴۷۲، دار الفکر)

Marfat.com

"قلت الأصل هُوَ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ كَمَا هُوَ ظَاهِرُ الْقُرْآنِ وَالْعُدُولُ عَنْهُ لَا يَجُوزُ إِلَّا بِأَحَادِيثَ صَحِيحَةٍ اتَّفَقَ عَلَى صِحَّتِهَا أَئِمَّةُ الْحَدِيثِ كَأَحَادِيثِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَجَازَ الْعُدُولُ عَنْ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ إِلَى الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ بِلَا خِلَافٍ .وَأَمَّا أَحَادِيثُ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ فَفِي صِحَّتِهَا كَلَامٌ عِنْدَ أَئِمَّةِ الْفَنِّ كَمَا عَرَفْتَ فَكَيْفَ يَجُوزُ الْعُدُولُ عَنْ غَسْلِ الْقَدَمَيْنِ إِلَى الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ مُطْلَقًا وَإِلَى هَذَا أَشَارَ مُسْلِمٌ بِقَوْلِهِ لَا يُتْرَكُ ظَاهِرُ الْقُرْآنِ بِمِثْلِ أَبِي قَيْسٍ وَهُزَيْلٍ انْتَهَى فَلِأَجْلِ ذَلِكَ اشْتَرَطُوا جَوَازَ الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ بِتِلْكَ الْقُيُودِ لِيَكُونَا فِي مَعْنَى الْخُفَّيْنِ وَيَدْخُلَا تَحْتَ أَحَادِيثِ الْخُفَّيْنِ فَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا مُجَلَّدَيْنِ كَانَا فِي مَعْنَى الْخُفَّيْنِ وَرَأَى بَعْضُهُمْ أَنَّهُمَا إِذَا كَانَ مُنَعَّلَيْنِ كَانَا فِي مَعْنَاهُمَا وَعِنْدَ بَعْضِهِمْ أَنَّهُمَا إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ ثَخِينَيْنِ كَانَا فِي مَعْنَاهُمَا وَإِنْ لَمْ يَكُونَا مُجَلَّدَيْنِ وَلَا مُنَعَّلَيْنِ وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ".[1]

ترجمہ: "میں کہتا ہوں کہ حکم حقیقی تو (وضو میں) پیر دھونے کا تھا، جیسا کہ قرآن کریم کے ظاہر کا تقاضا ہے، اور ایسی روایت کے علاوہ قرآن مجید کے اس ارشاد سے عدول درست نہیں، جن پر حدیث کے ائمہ نے اتفاق کیا، جیسا موزوں پر مسح کی روایات کے درست ہونے پر اتفاق ہے، لہذا پاؤں کے دھونے کے قرآن کے حکم سے موزوں پر مسح کی طرف عدول کرنا کسی اختلاف کے بغیر درست ہے، اور ائمہ فن نے جرابوں پر مسح کی روایات کے درست ہونے پر کلام فرمایا ہے، جیسا کہ آپ نے پہچان لیا ہے، لہذا پاؤں کے دھونے کے قرآنی ارشاد کو ترک کر کے

[1]....(تحفة الأحوذي: أبواب الطهارة، باب فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ، ج۱، ص۲۸۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

علی العموم جرابوں پر مسح کو کیسے گوارا کیا جاسکتا ہے، اور مسلم نے اپنے اس قول سے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابوقیس اور ہزیل جیسے لوگوں کی وجہ سے قرآن کے ظاہر کو کیسے چھوڑا جاسکتا ہے"۔

پس علماء وفقہاء نے اسی لئے جرابوں پر مسح کے درست ہونے کے لئے یہ قیود لگائی ہیں، تاکہ جرابیں چمڑے کے درجہ میں آجائیں اور چمڑے کے موزوں کی روایات کے تحت داخل ہو جائیں، پس بعض فقہاء نے دیکھا کہ جرابوں پر جب چمڑا چڑھا دیا جائے تو وہ موزوں (خفین) کے درجہ میں آجاتی ہیں، اور بعض نے دیکھا کہ تلوے یا جوتے والے حصہ پر جب چمڑا چڑھا دیا جائے تو وہ موزوں (خفین) زمرے میں آجاتے ہیں، اور بعض فقہاء کے نزدیک جب وہ مضبوط اور سخت ہوں (کہ چلنے میں وہ نہ پھٹیں، اور ان میں سے نظر نہ آئے) تو موزوں (خفین) کے درجہ میں آجاتے ہیں، اگرچہ چمڑا ان کے اوپر ٹخنوں تک یا اس سے کم حصہ میں چڑھا نہ گیا ہو"۔

موزوں کی اقسام

موزوں پر مسح اور عدم مسح کی تین اقسام ہیں۔

(۱)..... خفین (یعنی چمڑے کے موزے)

(۲)..... ایسے موزے جو کہ چمڑے کے تو نہیں بنے، لیکن موٹائی کی بنا پر چمڑے کے اوصاف پائے جاتے ہیں،

(۳)..... ایسے پتلے موزے جو کہ نہ تو چمڑے کے بنے ہوں اور نہ ہی ان میں وہ اوصاف پائے جاتے ہوں جو چمڑے میں ہوتے ہیں۔

ذیل میں ان تینوں قسموں پر کلام کیا جاتا ہے۔

(۱)..... عربی زبان میں خفین ان موزوں کو کہتے ہیں جو چمڑے کے ہوں، روایات و احادیث میں رسول اللہ ﷺ کا چمڑے کے موزوں پر مسح کرنا ثابت ہے۔

Marfat.com

حضرت عروہ بن مغیرہ کے والد روایت کرتے ہیں کہ:

"كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَأَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ، فَقَالَ: دَعْهُمَا، فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ. فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا". [1]

ترجمہ: "میں ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھا، تو میں نے چاہا (کہ وضو کرتے وقت) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موزے اتار ڈالوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو۔ چونکہ جب میں نے انہیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے۔ (یعنی میں وضو سے تھا) پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مسح کیا"۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کیا"۔

حضرت عروہ بن مغیرہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، وَأَنَّهُ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَهُ، وَأَنَّ مُغِيرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَاءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ، وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ". [3]

ترجمہ: "وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ (وہاں) آپ رفع حاجت کے لیے تشریف لے گئے (جب آپ واپس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو شروع کیا) تو مغیرہ بن شعبہ آپ کے (اعضاء وضو) پر پانی ڈالنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کر رہے تھے آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا،

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/بَابُ إِذَا أَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَهُمَا طَاهِرَتَانِ، ج، ۱، ص، ۵۲، رقم الحديث، ۲۰۶، دار طوق النجاة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/باب المسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۵۱، رقم الحديث، ۲۰۲، دار طوق النجاة)

[3]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/بَابٌ: الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهُ، ج، ۱، ص، ۴۷، رقم الحديث، ۱۸۲، دار طوق النجاة)

Marfat.com

سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا"۔

حضرت جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے والد حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اُن کو خبر دی کہ:

"أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ". [1]

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ کو حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے موزوں (خفین) پر مسح کرتے ہوئے دیکھا"۔

حضرت ہمام بن حارث رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بَالَ، ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى فَسُئِلَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى ﷺ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ: فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِأَنَّ جَرِيرًا كَانَ مِنْ آخِرِ مَنْ أَسْلَمَ". [2]

ترجمہ: "میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انہوں نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہوئے اور (موزوں سمیت) نماز پڑھی۔ آپ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا، تو فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ ابراہیم نخعی نے کہا کہ یہ حدیث لوگوں کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ آخر میں اسلام لائے تھے"۔

مذکورہ روایات سے مسح علی الخفین کا جائز ہونے کا ثبوت ہوا۔ لہذا چمڑے کے موزوں کو خفین کا درجہ دیا جائے گا، کپڑے کے موزوں کو حقیقی خفین کا درجہ نہیں دیا جائے گا، اسی وجہ سے تمام ائمہ کا خفین (یعنی چمڑے کے موزوں) پر مسح کرنے پر اجماع ہے، جب چمڑے کے موزوں پر مسح درست ہے تو اس پر مزید گفتگو کی حاجت نہیں۔

(۲).....ایسے موزے جو چمڑے کے نہ بنے ہوئے ہوں، بلکہ کپڑے کے ہونے کے

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء، ج، ۱، ص، ۵۲، رقم الحديث، ۲۰۲، دار طوق النجاة)

Marfat.com

۲....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة/باب الصلاة في الخفاف، ج ۱، ص، ۸۷، دارطوق النجاة)

باوجود اتنے سخت اور موٹے ہوں کہ ان میں وہ اوصاف پائے جاتے ہوں جو چمڑے میں ہوتے ہیں تو ایسے موزوں پر مسح کے بارے میں فقہائے کرام کی مختلف آراء ہیں، بالفاظِ دیگر ان میں اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے،

بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ آپؐ سے فقط چمڑے کے موزوں پر مسح کرنے کا ہی ثبوت ملتا ہے، لہٰذا خفین (یعنی چمڑے کے موزوں) کے علاوہ کسی اور موزے (یعنی کپڑے کے موزے وغیرہ) کے اوپر مسح جائز نہیں، اگرچہ وہ چمڑے والی خصوصیات کے حامل ہی کیوں نہ ہوں۔

اور دوسرے اکثر فقہاء کی رائے یہ ہے کہ اگرچہ یہ کپڑے کے موزے جن کو خفین کا درجہ تو نہیں دیا جاسکتا مگر ان میں چمڑے کے اوصاف پائے جانے کی بناء پر حکمی طور پر ان کو خفین کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ان پر مسح درست ہے۔ ۱

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا کہ:

سوال: بانات وکشمیرہ یا مثل اس کے اور کسی سوتی دبیز موٹے کپڑے کا موزہ بنوالیا جائے تو اس پر مسح جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: ایسا دبیز کپڑا کہ پانی کو جذب نہ کرے اور چلنے میں گرے نہیں اس کا موزہ درست ہے اور مسح اس پر جائز ہے۔ ۲

رہا یہ سوال کہ مسح سے متعلق چمڑے کی خصوصیات کیا ہیں؛ جن کی بناء پر کپڑے وغیرہ سے بنے

۱....علامہ ابنِ ہمام رقمطراز ہیں:

"وَالرَّاجِحُ عِنْدِی أَنَّ الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا رقيقين ثَخِينَيْنِ فَهُمَا فِي مَعْنَى الْخُفَّيْنِ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا وَأَمَّا إِذَا كَانَا رَقِيقَيْنِ بِحَيْثُ لَا يستمسكان على القدمين بلا شد ولا يمكن المشى فيهما فهما ليسا فى معنى الخفين". (تحفة الأحوذي: باب فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ، ج، ۱، ص، ۱۸۶، تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذي)

"لَا شَكَّ أَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْخُفِّ عَلَى خِلَافِ الْقِيَاسِ فَلَا يَصْلُحُ إِلْحَاقُ غَيْرِهِ بِهِ إِلَّا إِذَا كَانَ بِطَرِيقِ الدَّلَالَةِ وَهُوَ أَنْ يَكُونَ فِي مَعْنَاهُ، وَمَعْنَاهُ السَّاتِرُ لِمَحِلِّ الْفَرْضِ الَّذِى هُوَ بِصَدَدِ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيهِ فِي السَّفَرِ وَغَيْرِهِ لِلْقَطْعِ بِأَنَّ تَعْلِيقَ الْمَسْحِ بِالْخُفِّ لَيْسَ لِصُورَتِهِ الْخَاصَّةِ بَلْ لِمَعْنَاهُ" (فتح القدير: كتاب الطهارات/باب المسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۱۵۷، دارالفكر)

Marfat.com

۲.....(تذکرۃ الرشید: ج،۱،ص،۱۸۲)

موزے خفین (یعنی چمڑے کے موزے) کے زمرے میں آجاتے ہیں؟ تو فقہائے عظام نے ان اوصاف کو بیان کیا ہے، جو کہ نظرِ قارئین کیے جاتے ہیں:

(۱).....اتنے سخت ومضبوط اور گاڑھے ہوں کہ انہیں بغیر جوتوں کے پہن کر تین میل چلے، اور وہ نہ پھٹیں۔

(۲).....وہ پنڈلی پر باندھے بغیر ٹھہرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، یہ ٹھہرنے کی صلاحیت اس کپڑے کی موٹائی کی وجہ سے ہو نہ کہ کپڑے کے اندر الاسٹک کی وجہ سے۔

(۳).....اس میں جلدی سے پانی جذب کرنے کی صلاحیت نہ ہو۔ (یعنی اس میں جلدی سے پانی سرایت نہ کرتا ہو)

(۴).....ان میں سے آر پار نظر نہ آئے، یعنی اگر ایک طرف سے دیکھنا چاہے تو دوسری طرف سے اسے نظر نہ آئے۔

اور جو موزے یا جرابیں ان مذکورہ شرائط پر پورا نہ اترتی ہوں تو ایسی صورت میں وہ خفین (یعنی چمڑے والے موزے) کے درجہ میں داخل نہیں کیے جاسکتے اور ان پر مسح جائز نہیں ہے۔ [۱]

۱.....حاشیہ: جس طرح آج کل کی جرابیں ہیں۔ (عثمانی)

"(الثَّخِينَيْنِ) بِحَيْثُ يَمْشِي فَرْسَخًا وَيَثْبُتُ عَلَى السَّاقِ وَلَا يُرَى مَا تَحْتَهُ وَلَا يَشِفُّ". (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الطهارة/ بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، شُرُوط الْمَسْح عَلَى الْخُفَّيْنِ ج، ۱، ص، ۲۶۹، دار الفكر)

"والمراد من الثخين: إن كان يستمسك على الساق من غير أن يشده بشيء، ولا يسقط، فأما إذا كان لا يستمسك ويسترخي فهذا ليس بثخين، ولا يجوز المسح عليه". (المحيط البرهاني: كتاب الطهارات/ (الفصل السادس) في المسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۱۷۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

"وَقَالَ أَبُو يُوسُفَ وَمُحَمَّدٌ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا ثَخِينَيْنِ لَا يَشِفَّانِ) حَدُّ الثَّخَانَةِ أَنْ يَقُومَ عَلَى السَّاقِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُرْبَطَ بِشَيْءٍ، وَقَوْلُهُ لَا يَشِفَّانِ أَيْ لَا يُرَى مَا تَحْتَهُمَا مِنْ بَشَرَةِ الرِّجْلِ مِنْ خِلَالِهِ". (الجوهرة النيرة: كتاب الطهارة/ المسح على الجوربين، ج، ۱، ص، ۲۸، المطبعة الخيرية)

"قال أبو حنيفة: لا يجوز المسح على الجوربين، إلا أن يكونا مجلّدين أو منعلين، لأن الجورب ليس في معنى الخف؛ لأنه لا يمكن مواظبة المشي فيه، إلا إذا كان منعلاً، وهو محمل الحديث المجيز للمسح على الجورب. والمجلد: هو الذي وضع الجلد أعلاه وأسفله. إلا أنه رجع إلى قول الصاحبين في آخر عمره، ومسح على جوربيه في مرضه، وقال لعواده: فعلت ما كنت أمنع الناس عنه، فاستدلوا

Marfat.com

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

مفتی نظام الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

غیر چمڑے کے موزوں پر بھی خواہ نائیلون ہو یا سوتی وغیرہ ہوں جن میں خفین کے خصوصی اوصاف واحوال پائے جاتے ہوں، ان پر بھی جواز مسح کی گنجائش نکلتی ہے اور وہ خصوصی احوال ومعارف یہ ہیں کہ خفین ساتر للقدمین مع الکعبین ہوتا ہے اور عضو مستور کا کوئی حصہ اوپر سے نظر نہیں آتا اور مسح کی تری اندر تک نہیں پہنچتی، اور بغیر جوتا پہنے اور بغیر باندھے ہوئے چلا جائے تو میل دو میل اس طرح چل سکتے ہیں کہ نہ تو وہ کٹے گا اور نہ ساق سے نیچے اترے گا، پس جو موزہ غیر چمڑے کا خواہ نائیلون کا ہو خواہ سوتی یا اونی ہو ان اوصاف کا حامل ہو یعنی اگر اتنا موٹا ہو کہ مسح کی تری جسم تک نہ پہنچے اور اتنا مضبوط ہو کہ بغیر جوتا پہنے اور بغیر باندھے ہوئے میل دو میل چلے تو نہ کٹے اور نہ پیر سے نکلے تو اس پر مثل خفین کے مسح جائز رہے گا۔[1]

(۳)..... جو موزے نہ تو خفین (یعنی چمڑے کے موزے) ہوں، اور نہ ہی وہ خفین (یعنی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

به على رجوعه .وقال الصاحبان، وعلى رأيهما الفتوى في المذهب الحنفي :يجوز المسح على الجوربين إذا كانا ثخينين، لا يشفان (لا يرى ما وراء هما)؛ لأن النبي صلّى الله عليه وسلم مسح على جوربيه ، ولأنه يمكن المشي في الجورب إذا كان ثخيناً، كجوارب الصوف اليوم .وبه تبين أن المفتي به عند الحنفية :جواز المسح على الجوربين الثخينين، بحيث يمشي عليهما فرسخاً فأكثر، ويثبت على الساق بنفسه، ولا يرى ما تحته ولا يشف .واشترط المالكية كأبي حنيفة :أن يكون الجوربان مجلّدين ظاهرهما وباطنهما، حتى يمكن المشي فيهما عادة، فيصيران مثل الخف.وهو محمل أحاديث المسح على الجوربين وأجاز الشافعية المسح على الجورب بشرطين: أحدهما.أن يكون صفيقاً لا يشف بحيث يمكن متابعة المشي عليه.والثاني أن يكون منعلاً.

فإن اختل أحد الشرطين لم يجز المسح عليه، لأنه لا يمكن متابعة المشي عليه حينئذ كالخرقة .قال البيهقي عن حديث المغيرة أن النبي صلّى الله عليه وسلم مسح على جوربيه ونعليه :إنه ضعيف، وضعف المحدثون حديثي أبي موسى وبلال .وأباح الحنابلة المسح على الجورب بالشرطين المذكورين في الخف وهما:

الأول ـ أن يكون صفيقاً لا يبدو منه شيء من القدم.

الثاني ـ أن يمكن متابعة المشي فيه، وأن يثبت بنفسه".(الفقه الاسلامي وأدلته: الباب الأول الطهارات ، شروط المسح على الخفين ، المسح على الجوارب ،ج ، ۱ ، ص، ۴۳۸،۴۳۹ ، دار الفكر، سورية، دمشق)

Marfat.com

۱.....(نظام الفتاوی: ج، ۱ ص، ۴۲)

چمڑے کے موزے) کی خصوصیات کے حامل ہوں تو ایسی صورت میں ان پر مسح کرنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کو ترک نہیں کیا جاسکتا تاوقتیکہ حکمِ مسح ایسی روایات و آثار سے ثابت نہ ہو جائے جس قسم کے دلائل و آثار سے چمڑے کے موزوں پر مسح کا صحیح ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔[۱]

مسح علی الجوربین کی حدیث کی تحقیق

کچھ لوگ مسح علی الجوربین کی حدیث کو ضعیف کہتے ہیں، حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے، وہ حدیث اور اس پر کیا گیا تبصرہ ذیل میں نظرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

"وَعَنِ الْمُغِيرَةِ بن شُعْبَةَ قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ. [۲]

سنن ترمذي میں ہے کہ:

"حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، قَالَا: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: تَوَضَّأَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسَحَ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ، هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ". [۳]

۱....."فَإِنْ كَانَا رَقِيقَيْنِ يَشِفَّانِ الْمَاءَ، لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِمَا بِالْإِجْمَاعِ".(بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/مسح على الجورب، ج، ۱ ص، ۱۰۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

"لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مِمَّا يَثْبُتُ بِنَفْسِهِ، وَيُمْكِنُ مُتَابَعَةُ الْمَشْيِ فِيهِ. فَأَمَّا الرَّقِيقُ فَلَيْسَ بِسَاتِرٍ".(المغني لابن قدامة: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، (الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبِ الصَّفِيقِ الَّذِي لَا يَسْقُطُ إِذَا مَشَى فِيهِ، ج، ۱، ص، ۲۱۵، مكتبة القاهرة)

۲.....رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَأَبُو دَاوُدَ وَابْنُ مَاجَةَ قال الشيخ الالباني في تعليقات مشكوة المصابيح: وقال الترمذي حسن صحيح، وصححه ابن حبان وغيره من المتقدمين والمتأخرين وقد اعلّ بما لايقدح كما بينته في صحيح السنن".مشكوة المصابيح: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، الفصل الثاني، ج، ۱، ص، ۱۶۲، رقم الحديث، ۵۲۳، المكتب الاسلامي)

۳.....(سنن الترمذي: أبواب الطهارة/بَابٌ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ، ج، ۱، ص،

Marfat.com

۱۶۷، رقم الحدیث، ۹۹، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی، مصر)

اس روایت کو امام ترمذی نے سند کے اعتبار سے حسن کہا ہے، اس کے اس حدیث کو روایت کرنے والے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ مسح کی حدیث احمد ابن معین، ابن المدینی، مسلم، سفیان ثوری، عبدالرحمٰن بن مہدی تمام میں "مسح علی الخفین" کا بیان ہے، تو یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جرابوں اور جوتوں کا ذکر شاذ ہے؟

تدریب الراوي میں اس کا جواب ملاحظہ ہو:

ثقہ لوگوں کی حدیث کی مخالفت کرتے ہوئے روایت کرے، نہ کہ ثقہ ایک واقعہ کو کرے جس کو دوسرے نے روایت نہیں کیا۔ شاذ کی مثال سنن ترمذی میں موجود ہے، نبی ﷺ فجر کی دو سنت رکعتیں پڑھنے کے بعد دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ عبد الواحد نے اس روایت میں دوسرے راویوں کی مخالفت کی، دوسرے رسول اللہ ﷺ کا فعل روایت کرتے ہیں، اور عبد الواحد نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد مسح علی الخفین اور نعلین کو روایت کیا ہے، اور دوسرے راویوں نے مسح علی الخفین کو روایت کیا ہے، لہذا اگر یہ کہا جائے کہ ابو قیس کی مخالفت نہیں تھی بلکہ تفرد تھا تو بجا ہوگا۔ [1]

تدریب الراوي میں ہے کہ:

"(وَإِنْ لَمْ يُخَالِفِ الرَّاوِيَ) بِتَفَرُّدِهِ غَيْرُهُ، وَإِنَّمَا رَوَى أَمْرًا لَمْ يَرْوِهِ غَيْرُهُ، فَيُنْظَرُ فِي هَذَا الرَّاوِي الْمُنْفَرِدِ، (فَإِنْ كَانَ عَدْلًا، حَافِظًا مَوْثُوقًا بِضَبْطِهِ، كَانَ تَفَرُّدُهُ صَحِيحًا وَإِنْ لَمْ يُوثَقْ بِضَبْطِهِ، وَ) لَكِنْ (لَمْ يَبْعُدْ عَنْ دَرَجَةِ الضَّابِطِ، كَانَ) مَا انْفَرَدَ بِهِ (حَسَنًا...". [2]

---

[1]....."مَا رَوَى الثِّقَةُ مُخَالِفًا لِرِوَايَةِ النَّاسِ لَا أَنْ يَرْوِيَ مَا لَا يَرْوِي غَيْرُهُ..... إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَلْيَضْطَجِعْ عَنْ يَمِينِهِ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ: خَالَفَ عَبْدُ الْوَاحِدِ الْعَدَدَ الْكَثِيرَ فِي هَذَا، فَإِنَّ النَّاسَ إِنَّمَا رَوَوْهُ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا مِنْ قَوْلِهِ: وَانْفَرَدَ عَبْدُ الْوَاحِدِ مِنْ بَيْنِ ثِقَاتِ أَصْحَابِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا اللَّفْظِ". (تدريب الراوي: النَّوْعُ الثَّالِثُ عَشَرَ الشَّاذُّ، ج، ۱، ص، ۲۶۷ الی ۲۷۱، دارطيبة)

[2]....(تدريب الراوي: النَّوْعُ الثَّالِثُ عَشَرَ الشَّاذُّ، ج، ۱، ص، ۲۷۱، ۲۷۲، دارطيبة)

Marfat.com

ابوقیس ثقہ راوی ہے، اس نے مسلم کے علاوہ تمام صحاح کی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

تہذیب الکمال میں ہے کہ:

"روی له الجماعة، سوی مسلم". [1]

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ "مسح علی الجوربین" والی روایت صحیح ہے، اور اس سے استدلال وغیرہ صحیح ہے۔

جوربین میں موٹائی کا ثبوت

جوربین میں مسح خفین (یعنی چمڑے کے موزوں) پر کیا جائے گا، یا پھر ایسے موزوں پر جن میں چمڑے کے اوصاف وخصوصیات پائے جاتے ہوں۔ روایات میں اس قید (یعنی موٹائی) کا ثبوت ملتا ہے۔ حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ:

"بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَأَصَابَهُمُ الْبَرْدُ، فَلَمَّا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَمْسَحُوا عَلَى الْعَصَائِبِ وَالتَّسَاخِينِ. [2]

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ نے مجاہدین کی ایک جماعت کو ایک مہم پر بھیجا۔ ان لوگوں کو وہاں شدید سردی کا سامنا کرنا پڑا، جب یہ لوگ لوٹ کر واپس آئے (اپنی اپنی تکالیف سنائیں) تو آپ ﷺ نے عمامے اور موزوں پر مسح کی اجازت مرحمت فرمائی"۔

"عصائب" بمعنی عمامہ ہے جبکہ "تساخین" کا ایک مطلب پیر کو گرم رکھنے کے موزے اور جرابیں ہیں۔ [3]

---

[1]....(تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ج ١٧، ص ٢٢، مؤسسة الرسالة، بيروت)

[2]....قال الحاكم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ".

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج، ص ٢٧٥، رقم الحديث، ٦٠٢، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]...."الْعَصَائِبُ هِيَ الْعَمَائِمُ لِأَنَّ الرَّأْسَ يُعْصَبُ بِهَا. وَالتَّسَاخِينُ كُلُّ مَا يَسْخُنُ بِهِ الْقَدَمُ مِنْ خُفٍّ وَجَوْرَبٍ وَنَحْوِهِمَا". (تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي: أبواب الطهارة/باب فِي الْمَسْحِ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ وَالنَّعْلَيْنِ، ج، ١، ص، ٢٨٧، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

مذکورہ تصریح سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ ایسی جرابوں پر مسح کرنا درست ہے، یعنی ایسی موٹی اور گرم جرابوں پر جو کہ سردی میں پیر کو گرم رکھنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ [۱]

جرابوں میں نماز ادا کرنے کا حکم

جرابیں پہن کر نماز پڑھنا درست ہے، اس سے ٹخنوں کو ڈھانکنا لازم نہیں آتا بلکہ اوپر کا کپڑا ٹخنوں سے نیچے نہیں ہونا چاہیے۔ [۲]

مسح کا مسنون طریقہ

خفین (یعنی چمڑے والے موزوں) پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پانی سے دونوں ہاتھوں کو گیلا کر کے داہنے ہاتھ کی انگلیاں دائیں موزہ کے اگلے حصہ (پنجے) پر رکھے، بائیں موزہ کے اگلے حصے (پنجے) پر بائیں ہاتھ کی انگلیاں رکھے، مزید یہ کہ انگلیوں کو پورا پورا رکھے فقط سرے رکھنے پر اکتفا نہ کرے اور انگلیوں کو ٹخنوں کی طرف کھولتے ہوئے ٹخنوں سے اوپر تک کھینچے۔ [۳]

دائیں پاؤں سے مسح کرنے کی ابتدا کرے

موزوں پر مسح کرتے وقت دائیں پیر سے شروع کرنا افضل ہے، مطلب یہ کہ دایاں ہاتھ کو

---

[۱]....(وكذا في أبي داؤد: كتاب الطهارة/باب المسح على العمامة، ج، ۱، ص، ۳۶، رقم الحديث، ۱۴۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)
"حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، وَشُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَالْحَسَنِ أَنَّهُمَا قَالَا: يُمْسَحُ عَلَى الْجَوْرَبَيْنِ إِذَا كَانَا صَفِيقَيْنِ". (مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطهارات/في المسح على الجوربين، ج، ۱، ص، ۱۷۱، رقم الحديث، ۱۹۷۶، مكتبة الرشد، الرياض)
[۲]...."عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ عَلَى ظَاهِرِهِمَا". (سنن الترمذي: ابواب الطهارة/باب في المسح على الخفين ظاهرهما، ج، ص، ۱۶۵، رقم الحديث، ۹۸، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)
[۳]...."وَكَيْفِيَّةُ الْمَسْحِ أَنْ يَضَعَ أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَيَضَعَ أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْسَرِ وَيَمُدُّهُمَا إِلَى السَّاقِ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ وَيُفَرِّجَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/(الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَيَشْتَمِلُ عَلَى فَصْلَيْنِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ، ج، ۱، ص، ۳۳، دار الفكر)

Marfat.com

دائیں قدم پر پہلے پھیرے اور بایاں ہاتھ بائیں پاؤں پر بعد میں پھیرے۔[1]

موزوں پر ایک یا دونوں ہاتھ سے مسح کیا جائے گا؟

خفین پر دونوں ہاتھ سے مسح کیا جائے گا، دائیں پیر پر مسح کرتے ہوئے دایاں ہاتھ اور بائیں پیر پر مسح کرنے کی صورت میں بائیں ہاتھ کو استعمال کیا جائے گا۔[2]

موزوں پر مسح کرنے کی مدت

جو شخص شرعی مسافر ہو، اس کے لئے تین دن اور تین رات (یعنی بہتر گھنٹے) تک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، اور مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات (یعنی چوبیس گھنٹوں) تک مسح کرنا جائز ہے۔

چنانچہ حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ رَخَّصَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ ، وَلِلْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً إِذَا تَطَهَّرَ وَلَبِسَ خُفَّيْهِ أَنْ يَمْسَحَ عَلَيْهِمَا". [3]

ترجمہ: "رسول اللہؐ نے موزوں پر مسح کی اجازت مسافر کو تین دن اور تین رات

---

[1]..."الْأَفْضَلُ تَقْدِيمُ الرِّجْلِ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى فِي مَسْحِ الْخُفَّيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ لِحَدِيثِ عَائِشَةَ السَّابِقِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: ج ، ۱۴ ، ص، ۲۰۶ ، الطبعة الثانية، دار السلاسل ،لكويت)

[2]..."أَنْ يَضَعَ أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَأَصَابِعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْسَرِ مِنْ قِبَلِ الْأَصَابِعِ..... وَإِنْ وَضَعَ الْكَفَّيْنِ مَعَ الْأَصَابِعِ كَانَ أَحْسَنَ هَكَذَا رُوِيَ عَنْ مُحَمَّدٍ .اهـ بَحْرٌ"(ردالمحتار مع الدرالمختار: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين ، شروط المسح على الخفين، ج، ۱ ،ص، ۲۶۷، دار الفكر ،بيروت)

"وَكَيْفِيَّةُ الْمَسْحِ أَنْ يَضَعَ أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُمْنَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْمَنِ وَيَضَعَ أَصَابِعَ يَدِهِ الْيُسْرَى عَلَى مُقَدَّمِ خُفِّهِ الْأَيْسَرِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَيَشْتَمِلُ عَلَى فَصْلَيْنِ ،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ ،ج، ۱ ، ص ، ۳۳، دار الفكر)

[3]...(سنن الدار قطني: كتاب الطهارة/بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمَا فِيهِ وَاخْتِلَافِ الرِّوَايَاتِ، ج، ۱ ،ص، ۳۵۷،رقم الحديث، ۷۴۷،مؤسسة الرسالة،بيروت)

"قَالَ عَامَّتُهُمْ: إِنَّهُ مُقَدَّرٌ بِمُدَّةٍ فِي حَقِّ الْمُقِيمِ يَوْمًا وَلَيْلَةً، وَفِي حَقِّ الْمُسَافِرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، وَلَيَالِيَهَا". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فصل المسح على الخفين ، بيان مدة المسح ،ج،ص، ۸، دار الكتب العلمية)

Marfat.com

تک اور مقیم کو ایک دن اور ایک رات دی ہے، جب کہ موزوں کو طہارت پر پہنا ہو"۔

موزوں پر مسح کی مدت ختم ہو جانے کے بعد باوضو شخص فقط پاؤں دھولے

موزوں کی مدتِ مسح ختم ہو جانے کے بعد بے وضو شخص وضو کر کے نماز ادا کر لے، اور باوضو شخص فقط اپنے پاؤں کو دھو کر نماز پڑھ لے، پورا وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ [۱]

مدتِ مسح موزہ میں تیمّم کرنے والے کے لئے موزے اتارنا ضروری نہیں

کسی شخص کو مدتِ مسح موزہ میں غسل کی حاجت ہوئی، اور کسی شرعی عذر کی بناء پر وہ غسل کرنے سے قاصر ہے، تو ایسی صورت میں موزے اتارے بغیر تیمّم کر سکتا ہے۔ تیمّم میں موزہ اتارنے کی کوئی ضرورت نہیں اس لئے کہ وہ فقط چہرہ اور ہاتھ پر دو ضرب ہیں، جن میں پیر شامل نہیں۔

چنانچہ فتاوی قاضی خان میں ہے:

"لاحظ للرجلين من التيمم". [۲]

ترجمہ: "تیمّم میں پیروں کا کوئی حصہ نہیں ہے"۔

"لَا فَائِدَةَ فِي النَّزْعِ". [۳]

ترجمہ: "موزے اتارنے میں کوئی فائدہ نہیں"۔

جنبی کے لئے موزہ اتارنے کا جو حکم ہے وہ بحالتِ غسل ہے، یعنی جس طرح وضو میں موزوں پر مسح درست ہے، غسل میں جائز و درست نہیں ہے بخلاف تیمّم کہ اس میں پیروں کا غسل اور

---

[۱]....."فَإِذَا انْقَضَتْ الْمُدَّةُ، يَتَوَضَّأُ، وَيُصَلِّي إِنْ كَانَ مُحْدِثًا، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مُحْدِثًا، يَغْسِلُ قَدَمَيْهِ لَا غَيْرُ، وَيُصَلِّي". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فَصْلٌ بَيَانُ مَا يَنْقُضُ الْمَسْحَ، ج، ۱، ص، ۱۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

[۲].....(فتاوى قاضي خان: مسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۲۴، نولكشو، لكهنو)

[۳].....(رد المحتار مع الدرالمختار: كتاب الطهارة/باب مسح على الخفين، مطلب نواقض الوضوء، ج، ۱، ص، ۲۷۶، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

مسح سرے سے شامل ہی نہیں، تو پھر اس میں موزے اتارنے کی کیا حاجت ہے؟۔

اونی اور سوتی جرابوں کو منعلین کر کے ان پر مسح کرنے کا حکم

اگر اونی اور سوتی جرابوں کو منعلین کر لیا جائے تو وضو کے دوران ان پر مسح جائز و درست ہے۔[1] البتہ ''شرح منیہ'' میں لکھا ہے کہ اگر اونی اور سوتی جرابوں کو منعل کیا جائے تو ان پر مسح جائز نہیں، لہذا بہتر یہ ہے کہ مسح نہ کیا جائے۔[2]

پیروں پر موزوں کے بغیر مسح جائز نہیں

موزوں کے بغیر پیروں پر مسح جائز نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ، وَبُطُونِ الْأَقْدَامِ مِنَ النَّارِ، وَفِقْهُ هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْقَدَمَيْنِ إِذَا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمَا خُفَّانِ أَوْ جَوْرَبَانِ[3]

ترجمہ: ''ہلاکت ہے ایڑیوں اور پاؤں کے تلووں کی دوزخ سے اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ پیروں پر موزے اور جرابیں نہ ہوں تو مسح کرنا جائز نہیں ہے''۔

حدیث میں عام جرابیں مراد نہیں''۔

---

[1]....'' أما المسح على جوارب،فلا يخلوا :اما ان يكون الجورب رقيقاً.....واما ان كان ثخيناً منعلاً ، ففي هزا الوجه يجوز المسح بلا خلاف .....''.(فتاوى التاتارخانية:المسح على الخفين، ج، ۱ ،ص، ۲۶۷، ادارة القرآن)

(وكذا في حلبي الكبير:المسح على الخفين، سهيل اكيڈمی،لاهور)

(وكذا في ردالمحتار:المسح على الخفين ، ج، ۱ ،ص، سيعد)

[2]....ثم بين المشايخ اختلاف في مقدارالنعل الذي يكفي بجواز المسح ، قال بعضهم:اذا كان في باطن الكف أديم ، وهو ما يلي باطن كف القدم ، جازالمسح ، وقال بعضهم :لا يجوز المسح حتى يكون الأديم الى الساق ؛ ليكون ظاهرقدميه وكعباه مستورين.فلا يخفي أن هذا القول الأخيرمخالف لسائرالكتب المعتمدة في تفسير المنعل ،ومخالف لجميع الروايات في اشتراطه ".(شرح المنية للحلبي الكبير،كتاب الطهارة/فصل في المسح على الخفين،ص،۱۲۳)

[3]....(سنن الترمذي:ابواب الطهارة/باب ماجاء ويل للأعقاب من النار،ج، ۱ ،ص،۵۸، رقم الحديث، ۴۱،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

ایک پیر والے کا موزے پر مسح کرنے کا حکم

اگر کسی شخص کا ایک ہی پاؤں ہو تو اس کے لئے ایک پاؤں کے موزے پر مسح کرنا جائز ہے۔[1]

ایک پاؤں پر مسح کی قدرت نہ ہونے کے باوجہ دوسرے پاؤں پر مسح کرسکتا ہے

اگر کسی شخص کے ایک پیر پر زخم ہوا اور وہ نہ تو اس کو دھونے پر قادر ہے اور نہ اس کے مسح پر، تو اس کے لئے دوسرے پیر پر مسح کرنا جائز ہے۔[2]

ایک پاؤں میں موزہ پہن کر مسح کرنے کا حکم

موزوں پر مسح صحیح ہونے کے لئے لازمی ہے کہ ان کو دونوں پاؤں میں پہنا ہوا ہو، لہذا ایک پاؤں میں موزہ پہن کر مسح کرنا درست نہیں۔[3]

زخمی پاؤں کی پٹی پر مسح اور ٹھیک پاؤں کو دھو کر مسح کرنے کا حکم

کسی شخص نے وضو کیا اور اپنے پیر کی پٹیوں پر مسح کیا، پھر اس نے موزے پہن لئے، بعد ازاں وہ بے وضو ہو گیا۔ یا اس کے دونوں پاؤں میں سے ایک پاؤں ٹھیک اور دوسرا زخمی تھا، اور اس نے زخمی پیر کی پٹی پر مسح کیا اور ٹھیک پاؤں کو دھو کر موزے پہن لیے۔ بعد ازاں وہ بے وضو ہو گیا، تو اگر پاؤں کا زخم صحیح نہیں ہے، تو وہ موزوں کے اوپر سے مسح کرنے کا مجاز ہوگا، اس لئے کہ زخمی پیر پر مسح کرنا ان کے دھونے کے مترادف ہے، اور موزوں کا پہننا چونکہ پوری طہارت کے بعد عمل میں آیا ہے، لہذا ان پر مسح کرنا جائز ہوگا، اور یہ ایسا ہی سمجھا جائے گا کہ

---

[1]..."رَجُلٌ لَيْسَتْ لَهُ إِلَّا رِجْلٌ وَاحِدَةٌ يَجُوزُ لَهُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفِّ". (البحر الرائق: المسح على الخفين لمن وجب عليه الغسل، ج ۱، ص ۱۷۹، دار الكتاب الاسلامي)

[2]..."وَلَوْ كَانَتْ بِإِحْدَى رِجْلَيْهِ جِرَاحَةٌ لَا يَقْدِرُ بِهَا عَلَى الْغَسْلِ وَالْمَسْحِ يَجُوزُ لَهُ الْمَسْحُ عَلَى الْأُخْرَى". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَيَشْتَمِلُ عَلَى فَصْلَيْنِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ، ۱، ص ۳۲، دار الفكر)

[3]..."لَا يَمْسَحُ عَلَى الْخُفِّ فِي إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ وَيَغْسِلُ الْأُخْرَى؛ لِأَنَّهُ يُؤَدِّي إِلَى الْجَمْعِ بَيْنَ الْأَصْلِ وَالْبَدَلِ". (تبيين الحقائق: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، نَوَاقِضُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، ج ۱، ص ۵۲، المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، القاهرة)

Marfat.com

گویا اس نے دونوں پیر دھو کر موزے پہنے ہیں، لیکن اگر ان کا زخم ٹھیک ہو جائے، تو وہ فوراً موزے اتار کر پیر دھولے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ سابقہ حدث کی بنا پر بے وضو ہو گیا ہے، جس سے یہ ظاہر ہوا کہ اس نے موزے پوری طہارت کے بعد نہیں پہنے تھے۔ [۱]

مسح کے لئے موزوں کا پیروں کے ٹخنوں کو چھپانا ضروری ہے

موزوں پر مسح درست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اتنے اونچے ہوں کہ دونوں پاؤں کے ٹخنے ان میں ڈھکے ہوئے ہوں، اگر موزے پاؤں کے ٹخنوں سے نیچے ہوں تو اس صورت میں ان پر مسح کرنا صحیح نہیں۔ [۲]

ٹخنوں سے اوپر والے حصہ پر مسح کرنے کا حکم

اگر موزے کے اوپر والے حصہ پر مسح نہیں کیا گیا، بلکہ نیچے (یعنی تلوے پر) کی طرف کیا گیا، یا ایڑی پر مسح کیا گیا، تو ایسی صورت میں درست نہیں، اس لئے کہ مسح کرنے کی اصل جگہ قدموں کے اوپر کا اگلا حصہ ہے؛ اور اگر مسح ٹخنوں سے اوپر والے حصے پر کیا گیا تو بھی درست نہیں، اس لئے کہ وضو میں یہ حصہ دھوئے جانے والے حصے میں شامل نہیں ہے، جس پر پاؤں

---

[۱]..."وَلَوْ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَى جَبَائِرِ قَدَمَيْهِ، وَلَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ أَحْدَثَ، أَوْ كَانَتْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ صَحِيحَةً، فَغَسَلَهَا، وَمَسَحَ عَلَى جَبَائِرِ الْأُخْرَى، وَلَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ أَحْدَثَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ بَرَأَ الْجُرْحُ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ؛ لِأَنَّ الْمَسْحَ عَلَى الْجَبَائِرِ كَالْغَسْلِ لِمَا تَحْتَهَا، فَحَصَلَ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ، كَمَا لَوْ أَدْخَلَهُمَا مَغْسُولَتَيْنِ حَقِيقَةً فِي الْخُفِّ وَإِنْ كَانَ بَرَأَ الْجُرْحُ، نَزَعَ خُفَّيْهِ؛ لِأَنَّهُ صَارَ مُحْدِثًا بِالْحَدَثِ السَّابِقِ، فَظَهَرَ أَنَّ اللُّبْسَ حَصَلَ لَا عَلَى طَهَارَةٍ". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/بيان مدة المسح، ج، ۱، ص، ۱۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

[۲]..."لِأَنَّ الْمَذْهَبَ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفِّ الَّذِي لَا يَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ إِلَّا إِذَا خِيطَ بِهِ ثَخِينٌ كَجُوخٍ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْإِمْدَادِ". (ردالمحتار مع الدر المختار: باب المسح على الخفين، شروط المسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۲۶۲، دار الفكر)

"الَّذِي يَرْجِعُ إِلَى الْمَمْسُوحِ، فَمِنْهَا أَنْ يَكُونَ خُفًّا يَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ؛ لِأَنَّ الشَّرْعَ وَرَدَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، وَمَا يَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ يَنْطَلِقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْخُفِّ، وَكَذَا مَا يَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْجِلْدِ مِمَّا سِوَى الْخُفِّ، كَالْمُكَعَّبِ الْكَبِيرِ، وَالْمِيثَمِ؛ لِأَنَّهُ فِي مَعْنَى الْخُفِّ". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، شروط المسح على الخفين، ج، ۱، ص، ۱۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

دھونے کا بدل مسح نہیں۔

ہاں البتہ اگر مسح قدم کے اگلے حصے کے بالکل درمیان میں نہیں کیا گیا، بلکہ دائیں بائیں یا انگلیوں کے اگلے حصے پر یا اوپر کی طرف کیا گیا، لیکن مسح پیروں کے ٹخنوں کی ہڈی سے نیچے اور ہاتھ کی کم از کم تین انگلیوں کے برابر حصہ پر کیا گیا تو ایسی صورت میں جائز ہوگا۔[1]

موزے پہن کر گیلی گھاس پر چلنے سے مسح ہو جانے کا حکم

کسی نے موزوں پر مسح تو نہیں کیا البتہ بارش میں نکلا یا گیلی گھاس پر چلنے کی وجہ سے تین انگلیوں کے برابر موزہ گیلا ہو گیا تو ایسی صورت میں مسح صحیح ہو گیا، اس لئے کہ مسح کے لئے نیت شرط نہیں۔[2]

---

[1]....."(نوع آخر)في بيان محل المسح فنقول :محل المسح ظاهر الخف دون باطنه، حتى لو مسح باطن خفيه دون ظاهرهما لم يجزئه، وقال الشافعي رحمه الله :المسح على ظاهر الخف فرض وعلى باطنه سنة، والأولى عنده أن يضع يده اليمنى على ظاهر الخف، ويده اليسرى على باطن الخف فيمسح بهما كل رجل .احتج الشافعي رحمه الله بما روى عن مغيرة بن شعبة رضي الله عنه :أن النبي عليه لسلام :مسح على خفيه أسفله وأعلاه ، ولأن الاستيعاب في مسح الرأس سنة، فكذا في مسح الخفين .وعلماؤنا رحمهم الله احتجوا :بما روينا من حديث المغيرة، وبما روى عن علي رضي الله عنه أنه قال :لو كان الدين بالرأى لكان باطن الخف أولى بالمسح من ظاهره، ولكني رأيت رسول الله عليه السلام يمسح على ظاهر الخفين دون باطنهما ، ولأن باطن الخف لا يخلو عن لوث عادة فيصب يده ذلك اللوث وفيه بعض الحرج.

والمسح بالخف إنما شرع لرفع الحرج.وأما الجواب عن الحديث :فكذلك الحديث فلا يوجه به، وأما الجواب عن استيعاب الرأس قلنا :جميع الرأس محل المسح بدليل :أنه لو مسح بعض أطرافه دون البعض يجوز بالإجماع، وههنا لو اقتصر على المسح على باطن الخف، لا يجوز بالإجماع، دل أن باطن الخف ليس بمحل للمسح، وإذا لم يكن محلاً للمسح لا يسن المسح عليه وكذلك إذا مسح على العقب لا يجوز؛ لأن محل المسح المقدم دون المؤخر، ولو مسح على ما يلي الساق أو على ما يلي مقدم ظاهر الخف يجوز، ولو مسح على فوق الكعبين لا يجزئه والله أعلم".(المحيط البرهاني:كتاب الطهارة/الفصل السادس في المسح على الخفين ، ج ،١ ، ص، ١٦٨، ١٦٩، دار الكتب العلمية ، بيروت ، لبنان)

[2]....."وَلَوْ أَصَابَ مَوْضِعَ الْمَسْحِ مَاءٌ أَوْ مَطَرٌ قَدْرَ ثَلَاثِ أَصَابِعَ أَوْ مَشَى فِي حَشِيشٍ مُبْتَلٍّ بِالْمَطَرِ يُجْزِيهِ وَالطَّلُّ كَالْمَطَرِ عَلَى الْأَصَحِّ .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ".(الفتاوى الهندية: (الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَيَشْتَمِلُ عَلَى فَصْلَيْنِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ،ج ، ١ ،ص، ٣٣ ،دار الفكر)

Marfat.com

سردی کی وجہ سے پاؤں کو نقصان ہونے کے خوف سے موزہ نہ اتارنے کا حکم

اگر کسی شخص کو موزہ اتارنے میں یہ خوف ہو کہ موزہ اتارنے سے اس کے پیروں کو سردی کی وجہ سے نقصان ہوسکتا ہے، تو مدتِ مسح گزرنے کے بعد بھی ان پر مسح کیا جاسکتا ہے، جس طرح ایسی لکڑیوں پر مسح جائز ہوتا ہے جو ٹوٹی ہڈیوں پر باندھی جاتی ہیں۔[1]

موزے میں پانی سے پاؤں بھیگ جانے کا حکم

اگر دونوں یا ایک موزہ میں پیر کے اکثر حصہ تک پانی پہنچ گیا تو اس سے مسح باطل ہوگیا، اب پیروں کا دھونا لازم ہو جاتا ہے۔ جب ایک پیر کا مسح باطل ہو جائے تو دوسرے پیر کا مسح خود بخود باطل ہوجاتا ہے۔[2]

پاؤں دھوکر موزے پہننا اور بے وضو ہونے سے پہلے وضو مکمل کرنے کا حکم

موزوں پر مسح درست ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کو پوری طہارت سے پہنا ہو، بالفاظِ دیگر وضو کرنے کے بعد اور وضو ٹوٹنے سے قبل موزے پہنے ہوں۔ اس مسئلہ کو یوں سمجھئے کہ: کوئی شخص بے وضو تھا اور اس نے بغیر وضو کیے ہی موزے پہن لئے تو اس کے لئے ان پر مسح کرنا درست نہیں، لیکن اگر اس نے کامل وضو کرکے موزے پہنے ہیں تو اس صورت

---

[1]..."وَلَوْ خَافَ مِنْ نَزْعِ خُفَّيْهِ عَلَى ذَهَابِ قَدَمَيْهِ مِنَ الْبَرْدِ جَازَ لَهُ الْمَسْحُ وَإِنْ طَالَتْ الْمُدَّةُ كَمَسْحِ الْجَبِيرَةِ .هَكَذَا فِي التَّبْيِينِ وَالْبَحْرِ الرَّائِقِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/ الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَيَشْتَمِلُ عَلَى فَصْلَيْنِ ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ، ج ، ۱،ص،۳۴ ، دار الفكر)

[2]..."(وَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ الْوُضُوءِ) ؛ لِأَنَّهُ بَدَلٌ عَنْ الْغَسْلِ فَيَنْقُضُهُ نَاقِضُ أَصْلِهِ كَالتَّيَمُّمِ قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ(وَنَزْعُ خُفٍّ)؛ لِأَنَّ الْحَدَثَ السَّابِقَ يَسْرِي إلَى الْقَدَمَيْنِ لِزَوَالِ الْمَانِعِ ..... قَالَ رَحِمَهُ اللَّهُ (وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ) أَيْ وَيَنْقُضُهُ مُضِيُّ الْمُدَّةِ لِلْأَحَادِيثِ الَّتِي دَلَّتْ عَلَى التَّوْقِيتِ اعْلَمْ أَنَّ نَزْعَ الْخُفِّ وَمُضِيَّ الْمُدَّةِ غَيْرُ نَاقِضٍ فِي الْحَقِيقَةِ وَإِنَّمَا النَّاقِضُ الْحَدَثُ السَّابِقُ لَكِنَّ الْحَدَثَ يَظْهَرُ عِنْدَ وُجُودِهِمَا فَأُضِيفَ النَّقْضُ إلَيْهِمَا وَيَنْقُضُهُ أَيْضًا دُخُولُ أَحَدِ خُفَّيْهِ الْمَاءُ؛ لِأَنَّ رِجْلَهُ تَصِيرُ بِذَلِكَ مَغْسُولَةً وَيَجِبُ غَسْلُ رِجْلِهِ الْأُخْرَى لِامْتِنَاعِ الْجَمْعِ بَيْنَهُمَا وَذَكَرَ الْمَرْغِينَانِيُّ أَنَّ غَسْلَ أَكْثَرِ الْقَدَمِ يَنْقُضُهُ أَيْضًا فِي الْأَصَحِّ".(تبيين الحقائق: كتاب الطهارة/نَوَاقِضُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ ،ج ، ۱ ، ص، ۵۰، المطبعة الكبرى الأميرية ،بولاق، القاهرة)

Marfat.com

میں اس کا ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ اور اگر موزے فقط پیر دھو کر پہن لئے اور بقیہ وضو نہیں کیا تو ایسی صورت میں وہ مسح کرنے کا مجاز نہ ہوگا، ہاں البتہ اگر پیر دھو کر موزے پہنے اور وضو ٹوٹنے والی کوئی بات پیش آنے سے پہلے ہی اس نے وضو کرلیا، پھر اس کے بعد اس کو حدث لاحق ہوا (یعنی اس کا وضو ٹوٹ گیا) تو اس پر مسح درست ہے۔ اور اگر پیر دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد بقیہ وضو کرتے ہوئے وضو ٹوٹنے والی کوئی بات پیش آگئی، مثلاً خون بہہ گیا تو ایسی صورت میں ان پر مسح درست نہیں۔ [1]

موزے سے اکثر پاؤں کے نکل آنے کا حکم

اگر موزے سے پاؤں کا اکثر حصہ نکل آیا تو وہ سارے پاؤں کے نکل آنے کے حکم میں ہے، لہذا اگر وہ باوضو ہے تو اسے پاؤں دھونے پڑیں گے، اور بے وضو ہونے کی صورت میں پورا وضو کرنا پڑے گا۔ اگر موزہ چوڑا ہے جب پیر اٹھاتا ہے تو ایڑی نکل جاتی ہے اور پیر رکھتا ہے تو پھر اپنی جگہ پر آجاتی ہے تو اس پر مسح جائز ہے۔ جس کے پیر ٹیڑھے ہو جائیں اور وہ پنجوں کے بل چلتا ہو اور ایڑی اپنی جگہ سے اٹھ گئی ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ موزوں پر مسح کرے۔ [2]

---

[1]..."(وَيُشْتَرَطُ لُبْسُهُمَا عَلَى طَهَارَةٍ كَامِلَةٍ)سَوَاءٌ أُكْمِلَتْ قَبْلَ اللُّبْسِ أَوْ بَعْدَهُ، حَتَّى لَوْ غَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْهِ، ثُمَّ أَكْمَلَ الطَّهَارَةَ جَازَ الْمَسْحُ.وَكَمَالُ الطَّهَارَةِ شَرْطٌ عِنْدَ الْحَدَثِ ;لِأَنَّ الْخُفَّ يَمْنَعُ سِرَايَةَ الْحَدَثِ إِلَى الرِّجْلِ، وَلَا يَرْفَعُهُ فَيَظْهَرُ حُكْمُهُ عِنْدَ الْحَدَثِ فَيُعْتَبَرُ الشَّرْطُ عِنْدَهُ".(الاختيار لتعليل المختار للموصلي: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين ، ج ، ۱ ، ص ، ۲۴، مطبعة الحلبي، القاهرة)

"شرط جواز المسح على الخف أن يكون الحدث بعد اللبس طارئاً على طهارة كاملة، حتى إنه لو غسل رجليه أولاً ولبس الخفين ثم أحدث لم يجزه المسح، لأن الحدث ما طرأ على طهارة كاملة وسواء كملت الطهارة قبل اللبس أو بعده جاز المسح في الحالين عندنا حتى إنه لو غسل رجليه أولاً ولبس الخفين ثم أكمل وضوءه ثم أحدث جاز له المسح على الخف عندنا".(المحيط البرهاني: كتاب الطهارات/الفصل السادس في المسح على الخفين ، ج ، ۱ ، ص، ۱۷۴ ، دار الكتب العلمية ، بيروت)

[2]..."وَخُرُوجُ أَكْثَرِ الْقَدَمِ إِلَى السَّاقِ نَزْعٌ وَهُوَ الصَّحِيحُ .هَكَذَا فِي الْهِدَايَةِ لَوْ كَانَ الْخُفُّ وَاسِعًا إِذَا رُفِعَ الْقَدَمُ يَخْرُجُ الْعَقِبُ وَإِذَا وُضِعَ عَادَ إِلَى مَوْضِعِهِ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ الرَّجُلُ أَعْرَجَ يَمْشِي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

موزے کا پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار کے برابر چلتے وقت پھٹ جانے کا حکم

اگر موزہ پاؤں کی تین چھوٹی انگلیوں کی (چوڑائی اور لمبائی میں) مقدار کے برابر یا اس سے زیادہ چلتے ہوئے پھٹ گیا، تو ایسی صورت میں اس پر مسح کرنا جائز نہیں۔ ہاں البتہ اگر وہ اس سے کم مقدار (یعنی پیر کی تین چھوٹی انگلیوں) میں کھلتا ہو تو مسح کرنا صحیح ہوگا۔[1]

موزوں پر مسح کرنے کا راز

چونکہ وضو کا اُن اعضاء ظاہرہ کے دھونے پر مدار تھا جو جلد گرد وغبار میں آلودہ ہوتے رہتے ہیں اور پاؤں موزوں کے پہننے سے اعضاء باطنہ میں داخل ہو جاتے ہیں اور نیز عرب میں موزوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عَلَى صُدُورِ قَدَمَيْهِ وَقَدْ ارْتَفَعَ الْعَقِبُ عَنْ مَوْضِعِ عَقِبِ الْخُفِّ كَانَ لَهُ أَنْ يَمْسَحَ مَا لَمْ يَخْرُجْ قَدَمُهُ إِلَى السَّاقِ هَكَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الْبَابُ الْخَامِسُ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِي الْأُمُورِ الَّتِي لَا بُدَّ مِنْهَا فِي جَوَازِ الْمَسْحِ، ۱، ص،۳۴، دار الفكر)

[1]..... "(وَمِنْهَا) أَنْ لَا يَكُونَ بِالْخُفِّ خَرْقٌ كَثِيرٌ، فَأَمَّا الْيَسِيرُ، فَلَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ، وَهَذَا قَوْلُ أَصْحَابِنَا الثَّلَاثَةِ وَهُوَ اسْتِحْسَانٌ، وَالْقِيَاسُ أَنْ يَمْنَعَ قَلِيلُهُ، وَكَثِيرُهُ، وَهُوَ قَوْلُ زُفَرَ، وَالشَّافِعِيِّ وَقَالَ مَالِكٌ، وَسُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، الْخَرْقُ لَا يَمْنَعُ جَوَازَ الْمَسْحِ، قَلَّ أَوْ كَثُرَ، بَعْدَ أَنْ كَانَ يَنْطَلِقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْخُفِّ. وَجْهُ قَوْلِهِمَا أَنَّ الشَّرْعَ وَرَدَ بِالْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَمَا دَامَ اسْمُ الْخُفِّ لَهُ بَاقِيًا، يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَيْهِ. وَجْهُ الْقِيَاسِ أَنَّهُ لَمَّا ظَهَرَ شَيْءٌ مِنَ الْقَدَمِ، وَإِنْ قَلَّ وَجَبَ غَسْلُهُ لِحُلُولِ الْحَدَثِ بِهِ، لِعَدَمِ الِاسْتِتَارِ بِالْخُفِّ، وَالرِّجْلُ فِي حَقِّ الْغَسْلِ غَيْرُ مُتَجَزِّئَةٍ، فَإِذَا وَجَبَ غَسْلُ بَعْضِهَا، وَجَبَ غَسْلُ كُلِّهَا وَجْهُ الِاسْتِحْسَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ أَصْحَابَهُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ بِالْمَسْحِ، مَعَ عِلْمِهِ بِأَنَّ خِفَافَهُمْ لَا تَخْلُو عَنْ قَلِيلِ الْخُرُوقِ، فَكَانَ هَذَا مِنْهُ بَيَانًا أَنَّ الْقَلِيلَ مِنَ الْخُرُوقِ لَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ، وَلِأَنَّ الْمَسْحَ أُقِيمَ مَقَامَ الْغَسْلِ تَرَفُّهًا، فَلَوْ مَنَعَ قَلِيلَ الِانْكِشَافِ، لَمْ يَحْصُلِ التَّرْفِيهُ لِوُجُودِهِ فِي أَغْلَبِ الْخِفَافِ". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/المسح على الجورب، ج ۱، ص، ۱۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

"ولنا أن الخفاف لا تخلو عن قليل خرق عادة فيلحقهم الحرج في النزع وتخلو عن الكبير فلا حرج والكبير أن ينكشف قدر ثلاثة أصابع من أصابع الرجل أصغرها هو الصحيح لأن الأصل في القدم هو الأصابع والثلاث أكثرها فيقام مقام الكل واعتبار الأصغر للاحتياط". (الهداية: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، ج ۱، ص، ۳۱، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

"وَلَا يَجُوزُ عَلَى خُفٍّ فِيهِ خَرْقٌ يُبَيِّنُ مِنْهُ مِقْدَارَ ثَلَاثَةِ (ف) أَصَابِعَ مِنْ أَصَابِعِ الرِّجْلِ الصِّغَارِ، وَتُجْمَعُ خُرُوقُ كُلِّ خُفٍّ عَلَى حِدَتِهِ". (المختار مع الاختيار للموصلي: كتاب الطهارة/باب المسح على الخفين، ج ۱، ص، ۲۴، مطبعة الحلبي)

Marfat.com

کے پہننے کا بہت دستور تھا اور ہر نماز کے وقت ان کے اتارنے میں ایک قسم کی دقت تھی اس واسطے فی الجملہ ان کے پہننے کی حالت میں پاؤں کا دھونا ساقط کر دیا گیا کہ موزے کے اوپر مسح کیا کریں تا کہ پیروں کا دھونا یاد آجاوے کیونکہ مسح بھی پیروں کے دھونے کا ایک نمونہ ہے۔[1]

موزہ کے نیچے مسح مشروع نہ ہونے کی حکمت

اگر مسح موزہ کے نیچے کی جانب مشروع ہوتا تو بڑا حرج تھا کیونکہ نیچے کی جانب مسح کرنے میں زمین پر چلتے وقت گرد سے آلودہ ہونے کا گمان غالب تھا لہذا عقل کا مقتضی یہی ہے کہ اوپر کی جانب مسح کیا جاوے۔[2]

خفین پر مسح کے لئے مقیم کے لئے ایک دن رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مقرر کرنے کا راز

جہاں آسانی کر دی گئی ہے وہاں کوئی ایسی چیز بھی مقرر کی گئی ہے کہ جس کی وجہ سے نفس کو عبادت کے ترک کرنے میں مطلق العنانی نہ ہو جاوے، لہذا شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اس بات کے حاصل کرنے کے لئے ایسی چند باتیں مسح موزہ کے ساتھ مقرر کر دیں مثلاً ایک تو مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن رات مقرر فرمائی اس لئے کہ ایک دن رات کی ایسی مدت ہے کہ اس کا التزام اور انتظام ہو سکتا ہے بہت سی چیزوں کو جن کا التزام کرنا چاہتے ہیں اسی مدت کے ساتھ التزام رکھتے ہیں، اور تین دن رات کی مدت بھی ایسی ہی ہے یہ دونوں مدتیں مقیم و مسافر پر ان کی رفع حرج اور تکلیف کے موافق تقسیم کر دی گئی ہیں۔ پھر شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اس میں یہ دوسری شرط لگا دی کہ موزوں کو طہارت کی حالت میں پہنا ہوتا کہ پہننے والے کے دل میں اس وقت کی طہارت کا نقشہ جما رہے اس لئے کہ موزوں کی حالت میں گرد و غبار کا اثر کم ہوتا ہے، پس وہ اس طہارت مسح سے

---

[1]....(احکام اسلام عقل کی نظر میں: ص ۴۳، دارالاشاعت)

[2]....(احکام اسلام عقل کی نظر میں: ص ۴۳، دارالاشاعت)

Marfat.com

اس طہارت غسل کو یاد کرلیتا ہے اور اس قسم کے مذکرات کا نفس کی تنبیہ پر پورا پورا اثر ہوتا ہے۔[1]

چمڑے کے موزے سے متعلق شبہ کا ایک واقعہ

مفتی رضوان صاحب رقم طراز ہیں کہ:

ایک صاحب کا میرے پاس فون آیا، اور انہوں نے کہا کہ میں جن مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، وہ چمڑے کے موزے پہنتے ہیں، اور ان پر مسح کرتے ہیں، اور وہ جب وضو کرتے ہیں، تو پیر گیلی جگہ پڑ جاتے ہیں، اور چلتے پھرتے بھی پانی والی جگہ میں پیر پر جاتا ہے، اور میں نے یہ مسئلہ سنا ہوا ہے کہ اگر چمڑے کے موزوں کے اندر پانی چلا جائے، تو پھر چمڑے کے موزوں کا مسح ٹوٹ جاتا ہے، اور پاؤں دھونا ضروری ہو جاتا ہے، اور مجھے اس کی تحقیق کرنے کے لئے بڑی جد جہد کرنی پڑی ہے، میں مولوی صاحب کی طرح کے چمڑے کے موزے ڈھونڈ کر اور خرید کر لایا اور پھر میں نے وہ موزے پہن کر اور پانی میں کھڑے ہو کر تجربہ کیا کہ پانی اندر جاتا ہے یا نہیں؟ تو تقریباً پندرہ بیس منٹ پانی کے اندر پاؤں ڈبو کر محسوس ہوا کہ اب پانی اندر چلا گیا ہے، اس لئے اب مجھے مولوی صاحب کے پیچھے نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔

میں نے کہا کہ یہ سب شیطان کی چالبازی ہے، جو کہ آپ کو کسی طرح باجماعت نماز پڑھنے سے روکنا چاہتا ہے، اور اس طرح سے پندرہ بیس بلکہ اس سے بھی کم وقت کے لئے نہ کوئی پانی میں پاؤں ڈبویا کرتا ہے، اور نہ ہی آپ اس کے مکلّف ہیں، اور کیونکہ چمڑے کے موزے مولوی صاحب پہنتے ہیں، اس لئے ان پر مسح کے جائز و ناجائز ہونے کا تعلق بھی ان کے ہی کے ذمہ ہے، آپ اس کے مکلّف نہیں، لہذا آپ مطمئن ہو کر ان مولوی صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھ لیا کریں۔[2]

---

[1]....(احکامِ اسلام عقل کی نظر میں: ص ۴۴، دارالاشاعت)

[2]....(وساوس اور حقائق: ص ۱۹۲، ۱۹۳)

Marfat.com

(باب نمبر۲)

جوتے اور نماز

باجماعت نماز ادا کرنے کے لئے اٹھنے والے قدم گناہوں کا کفارہ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَانِي اللَّيْلَةَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، قَالَ أَحْسَبُهُ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ: يَامُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ أَوْقَالَ: فِي نَحْرِي، فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، هَلْ تَدْرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فِي الْكَفَّارَاتِ، وَالْكَفَّارَاتُ الْمُكْثُ فِي الْمَسَاجِدِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَالْمَشْيُ عَلَى الْأَقْدَامِ إِلَى الْجَمَاعَاتِ، وَإِسْبَاغُ الْوُضُوءِ فِي الْمَكَارِهِ، وَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ عَاشَ بِخَيْرٍ وَمَاتَ بِخَيْرٍ، وَكَانَ مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، إِذَا صَلَّيْتَ فَقُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ، وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ، وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ، قَالَ: وَالدَّرَجَاتُ إِفْشَاءُ السَّلَامِ، وَإِطْعَامُ الطَّعَامِ، وَالصَّلَاةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ "[1]

ترجمہ: "آج رات (خواب میں) میرا رب میرے پاس اپنی بہترین صورت میں

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب تفسير القرآن/باب ومن سورة ص، ج،۵، ص، ۳۶۶، رقم الحديث، ۳۲۳۳، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

آیا (راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب کا لفظ بھی فرمایا) اور پوچھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا نہیں پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ میرے شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنی چھاتی یا فرمایا ہنسلی میں محسوس کی چنانچہ میں جان گیا کہ آسمان وزمین میں کیا ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ مقرب فرشتے کس بات پر جھگڑتے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں کفارات کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں اور کفارات یہ ہیں مسجد میں نماز کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیدل چلنا اور تکلیف میں بھی اچھی طرح وضو کرنا، جس نے یہ عمل کئے وہ خیر ہی کے ساتھ زندہ رہا اور خیر کے ساتھ مرا، نیز وہ گناہوں سے ایسے پاک ہوگا جیسے پیدائش کے وقت تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ چکو تو یہ دعا پڑھا کرو "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِينِ وَإِذَا أَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِي إِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُونٍ" (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے نیک کام کی توفیق مانگتا ہوں اور یہ کہ مجھے برے کام سے دور رکھ، مسکینوں کی محبت (میرے دل میں) پیدا فرما اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی فتنے میں مبتلا کرے تو مجھے اس سے بچا کر اپنے پاس بلا لے) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور درجات یہ ہیں سلام کو رواج دینا، لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کو جب لوگ سو جائیں تو نمازیں پڑھنا"۔

جمعہ کے لئے جانے پر ہر قدم پر ایک سال کے روزوں اور شب بیداری کا ثواب

حضرت اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ فَغَسَلَ أَحَدُكُمْ رَأْسَهُ، وَاغْتَسَلَ، ثُمَّ غَدَا أَوْ

Marfat.com

ابْتَكَرَ، ثُمَّ دَنَا فَاسْتَمَعَ، وَأَنْصَتَ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ خَطَاهَا، كَصِيَامِ سَنَةٍ، وَقِيَامِ سَنَةٍ". [۱]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن آنے پر اپنا سر دھو کر غسل کرے، پھر اول وقت روانہ ہو، خطیب کے قریب بیٹھے، خاموشی اور توجہ سے سنے تو اسے ہر قدم کے بدلے ایک سال کے روزوں اور ایک سال کی شب بیداری کا ثواب ملے گا"۔

نماز میں پنڈلیوں اور ٹخنوں کے لحاظ سے صف بنانی چاہیے

احادیث میں صفوں کو صحیح کرنے کی بہت تاکید اور فضیلت بیان کی گئی ہے، مزید یہ کہ اس کی خلاف ورزی پر بہت سی احادیث میں اسکی مذمت بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَوُّوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلاَةِ". [۲]

ترجمہ: "صفوں کو سیدھا کرو، کیونکہ صفوں کو برابر کرنا نماز قائم کرنے میں شامل ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَقِيمُوا الصُّفُوفَ، فَإِنَّمَا تَصُفُّونَ بِصُفُوفِ الْمَلاَئِكَةِ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَاكِبِ، وَسُدُّوا الْخَلَلَ، وَلِينُوا فِي أَيْدِي إِخْوَانِكُمْ، وَلَا تَذَرُوا فُرُجَاتٍ لِلشَّيْطَانِ، وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا، وَصَلَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى". [۳]

ترجمہ: "صفوں کو سیدھا کرو، پس تم اپنی صفیں فرشتوں کی صفوں کی مانند بناؤ، اور

---

[۱]....(مسند احمد: مسند المدنيين/حَدِيثُ أَوْسِ بْنِ أَبِي أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ وَهُوَ أَوْسُ بْنُ حُذَيْفَةَ ج،۲۶، ص،۸۳، رقم الحديث، ۱۶۱۶۱، مؤسسة الرسالة)

[۲]....(صحيح البخاري: كتاب الأذان/باب اقامة الصف من تمام الصلاة، ج، ۱، ص،۱۴۵، رقم الحديث، ۷۲۳، دار طوق النجاة)

[۳]....(مسند احمد: ج، ۱۰، ص،۱۷، رقم الحديث، ۵۷۲۴، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

اپنے کندھوں کو ایک دوسرے کی سیدھ میں رکھو، اور صف کے مابین خلا کو پُر کرو، اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ (کہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے میں ہٹ دھرمی کا معاملہ نہ کرو) اور شیطان کے لئے خلا نہ چھوڑو، اور جس نے صف کو ملایا، تو اللہ تعالیٰ اس (اپنی رحمت وفضل سے) کو ملائیں گے، اور جس نے صف کو کاٹا (مثال کے طور پر صف میں خلا پیدا کیا) تو اللہ تعالیٰ اس کو (اپنے فضل و رحمت اور بہت بڑے ثواب سے) کاٹ دیں گے"۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے کہ:

"كُنَّا نَقُومُ فِي الصُّفُوفِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلًا قَبْلَ أَنْ يُكَبِّرَ، قَالَ: وَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَلُونَ الصُّفُوفَ الْأُوَلَ، وَمَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ خُطْوَةٍ يَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفًّا". [1]

ترجمہ: "ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں آپ ﷺ کے تکبیر کہنے سے پہلے کافی دیر صفوں میں کھڑے رہتے تھے، ابن عوسجہ نے کہا کہ براء بن عازبؓ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ان لوگوں پر رحمت بھیجتے ہیں جو پہلی صفوں کو پُر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کو کوئی قدم اس قدم سے زیادہ محبوب نہیں ہے جو آدمی چل کر صف کا خلاء پُر کرتا ہے"۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

"إِنَّ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ إِقَامَةَ الصَّفِّ". [2]

ترجمہ: "صف کو صحیح کرنا نماز کو مکمل کرنے میں شامل ہے"۔

---

[1]..(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/بَابٌ فِي الصَّلَاةِ تُقَامُ وَلَمْ يَأْتِ الْإِمَامُ يَنْتَظِرُونَهُ قُعُودًا، ج۱، ص۱۴۹، رقم الحديث، ۵۴۳، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]..(مصنف عبد الرزاق: كتاب الصلاة/باب الصفوف، ج۲، ص۴۴، ۲۴۲۵، المكتب الاسلامی)

Marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ ، قَالُوا: وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا؟ قَالَ: يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأُولَى وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ"۔ [1]

ترجمہ: "تم اس طرح صفیں کیوں نہیں بناتے، جس طرح کہ فرشتے اپنے رب کے حضور صفیں بناتے ہیں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں، اور صف بناتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں، اور صف میں مِل مِل کر (ایک دوسرے کی سیدھ میں) کھڑے ہوتے ہیں"۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا لِلصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ"۔ [2]

ترجمہ: "جب ہم نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں صحیح کیا کرتے تھے، اور جب ہم اپنی صفیں برابر کرلیا کرتے تھے تو پھر نماز شروع کرنے کی غرض سے تکبیر کہا کرتے تھے"۔

نوٹ: مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح امام الانبیاء صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے صفوں کو برابر اور درست کرنے کا حکم دیا کرتے تھے، اسی طرح عملی طور پر بھی صفیں برابر اور صحیح کروایا کرتے تھے، یہ سب کچھ آنحضرتؐ کی نظر میں صفیں صحیح کرنے کی

---

[1]...(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الصلاة/ما قالوا في اقامة الصف، ج، ۱، ص، ۳۰۹، رقم الحديث، ۳۵۳۹، مكتبة الرشد، الرياض)

[2]...(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب تسوية الصفوف، ج، ۱، ص، ۱۷۸، رقم الحديث، ۶۶۵، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

فضیلت واہمیت کی بناء پر تھا، اور نبی کریم ﷺ کے اس اسوہ کو دیکھ کر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی صفوں کو برابر اور درست کرانے کا معمول رہا ہے۔ لہذا امام کا نماز ادا کرنے سے پہلے صفیں صحیح اور برابر کرانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الَّذِينَ يَصِلُونَ الصُّفُوفَ، وَمَنْ سَدَّ فُرْجَةً رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً". [2]

ترجمہ: "بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحمت فرماتے ہیں جو صفوں کو ملاتے ہیں، اور ملائکہ ان لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں، اور جس نے صف کے درمیان خلاء پُر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں"۔

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ، كُتِبَ لَهُ بِهَا حَسَنَةٌ، وَرُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَمُحِيَ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةٌ". [3]

ترجمہ: "جس شخص نے صف کے درمیان خلا پُر کیا، اس کے لئے ایک نیکی لکھی جاتی ہے، اور اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے، اور اس کے ایک (صغیرہ) گناہ کو معاف کیا جاتا ہے"۔

حضرت جحیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي الصَّفِّ غُفِرَ لَهُ". [4]

---

[1]....."قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: يَدُلُّ عَلَى أَنَّ السُّنَّةَ لِلْإِمَامِ أَنْ يُسَوِّيَ الصُّفُوفَ ثُمَّ يُكَبِّرُ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/باب تسوية الصف، ج ۳، ۸۵۳، تحت رقم الحديث، ۱۰۹۷، دار الفكر)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب اقامة الصلاة و سنة فيها/باب اقامة الصفوف، ج ۱، ص ۳۱۸، رقم الحديث، ۹۹۵، دار احياء الكتب العربية)

[3]....(معرفة الصحابة لابن نعيم: ج ۵، ص ۲۸۴۸، رقم الحديث ۶۷۱۹، دار الوطن)

[4]....(مسند البزار: ج ۱۰، ص ۱۵۹، رقم الحديث ۴۲۳۲، مكتبة العلوم والحكم)

Marfat.com

ترجمہ: جس شخص نے صف کے درمیان خلا کو پُر کیا، تو اس کا گناہ معاف کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہؐ نے فرمایا:

"مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ"۔[1]

ترجمہ: "جس نے صف کو ملایا، تو اس کو اللہ تعالیٰ (اپنے فضل وکرم سے) ملائیں گے، اور جس نے صف کو کاٹا (مثال کے طور پر خلا چھوڑ دیا) تو اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت وفضل اور بڑے ثواب سے) کاٹ دیں گے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَدَّ فُرْجَةً فِي صَفٍّ رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَبَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ"۔[2]

ترجمہ: "جس نے صف کے درمیان خلاء کو پُر کیا، تو ایک درجہ اس کا بلند کیا جاتا ہے، اور جنت میں اس کے لئے گھر بنایا جاتا ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے موقوفاً روایت ہے کہ:

"لَأَنْ يَسْقُطَ ثِيَابِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَرَى خَلَلًا فِي الصَّفِّ لَا أَسُدُّهُ"۔[3]

ترجمہ: مجھے سامنے والے دو دانتوں کا ٹوٹ جانا اس بات کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے کہ میں صف میں خلاء دیکھوں اور اس کو پُر نہ کروں"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَارِبُوا بَيْنَهَا وَحَاذُوا بِالْأَعْنَاقِ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَرَى الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مِنْ خَلَلِ الصَّفِّ كَأَنَّهَا الْحَذَفُ"۔[4]

---

[1]....(سنن النسائی: کتاب الصلاۃ/باب من وصل صفا، ج۲، ص۹۳، رقم الحدیث، ۸۱۹، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب)

[2]....(المعجم الاوسط: ج۶، ص۶۱، رقم الحدیث، ۵۷۹۷، دار الحرمین، القاھرة)

[3]....(مصنف لابن شیبہ: کتاب الصلاۃ/فِی سَدِّ الْفُرَجِ فِی الصَّفِّ، ج، ص۳۳۳، رقم الحدیث، ۳۸۲۶، مکتبة الرشد، الریاض)

[4]....(سنن أبي داؤد: کتاب الصلاۃ/باب تسویة الصفوف، ج۱، ص۱۷۹، رقم الحدیث، ۶۶۷، المکتبة العصریة، صیدا، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''اپنی صفوں کو اچھی طرح ملاؤ، اور قریب قریب کھڑے ہو اور گردنیں ایک دوسرے کی سیدھ میں رکھو، اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ صفوں میں اس طرح داخل ہوتا ہے جیسے بھیڑ کا بچہ''۔

مذکورہ احادیث سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صفوں کو درست کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ بہرحال نماز میں صفیں ایڑیوں یا پنجوں کے لحاظ سے نہیں بنانی چاہیے، اس لئے کہ انسانوں کے پاؤں میں قد وقامت کے لحاظ سے تفاوت ہوسکتا ہے، جس سے نمازی آگے پیچھے ہوں گے، لہذا صفیں ٹخنوں اور پنڈلیوں کے لحاظ سے بنانی چاہییں۔ [1]

قیام میں پاؤں سے پاؤں ملانے کا حکم

آج کل بعض لوگ صفوں کو درست کرنے کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی صورت میں پیروں کے ٹخنے اور قدم کی انگلیوں کو دوسرے نمازی کے قدموں کی انگلیوں اور ٹخنے سے ملانا سنت سمجھتے ہیں، اور اس پر شدت اختیار کرتے ہیں، حتی کہ اگر انہیں ایک نمازی کے پیروں کی انگلیوں اور ٹخنوں کے ساتھ قدم کی انگلیاں اور ٹخنے ملانے کے لئے اپنی ٹانگوں کو پھیلانا بھی پڑے تو وہ اسے اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔

جبکہ آپؐ نے صفوں کو بنانے کے وقت پیروں کے ٹخنے اور انگلیاں دوسرے نمازی کے ٹخنے اور انگلیوں سے ملانے کا کوئی حکم صادر نہیں فرمایا، اور نہ کوئی عمل آپ سے اس طرح ثابت ہے۔ لہذا اس عمل کو سنت ماننے کا کوئی معنی نہیں۔

لیکن موجودہ زمانے کے ہمارے غیر مقلدین بھائی اس عمل کو سنت کا درجہ دیتے ہیں، اور وہ اس پر بہت شدت کا اظہار کرتے ہیں، حتی کہ اگر انہیں اس عمل کو بجالانے کے لیے خشوع

---

[1]....''وَإِنْ تَفَاوَتَتْ الْأَقْدَامُ صِغَرًا وَكِبَرًا فَالْعِبْرَةُ بِالسَّاقِ وَالْكَعْبِ''. (البحر الرائق: باب الامامة/وقوف المأمومين في الصلاة خلف الامام، ج ۱، ص ۳۷۴، دار الكتاب الاسلامي)

Marfat.com

والی حالت کو خیر آباد کہنا پڑے تو گریز نہیں کرتے۔

ہمارے غیر مقلدین بھائیوں کو حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے روایات کردہ احادیث کے ظاہری الفاظ سے مغالطہ ہوا ہے۔ چنانچہ دونوں احادیث ذیل میں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ الرَّجُلَ مِنَّا يُلْزِقُ كَعْبَهُ بِكَعْبِ صَاحِبِهِ". [1]

ترجمہ: "میں نے دیکھا (صف میں) ایک آدمی ہم میں سے اپنا ٹخنہ اپنے قریب والے دوسرے آدمی کے ٹخنہ سے ملا کر کھڑا ہوتا"۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ:

"أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ، فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي، وَكَانَ أَحَدُنَا يُلْزِقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ صَاحِبِهِ، وَقَدَمَهُ بِقَدَمِهِ". [2]

ترجمہ: "صفیں برابر کرلو۔ میں تمہیں اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں اور ہم میں سے ہر شخص یہ کرتا کہ (صف میں) اپنا کندھا اپنے ساتھی کے کندھے سے اور اپنا قدم (پاؤں) اس کے قدم (پیر) سے ملا دیتا تھا"۔

اور مسند عبد بن حمید میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"فَلَقَدْ كُنْتُ أَرَى الرَّجُلَ مِنَّا يَلْزَقُ مَنْكِبَهُ بِمَنْكِبِ أَخِيهِ وَقَدَمَهُ بقدمه وركبته بِرُكْبَتَهُ فِي الصَّلَاةِ". [3]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الاذان/بَابُ إِلْزَاقِ المَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ، ج، ۱،ص، ۱۴۶،دارطوق النجاة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الاذان/بَابُ إِلْزَاقِ المَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالقَدَمِ بِالقَدَمِ فِي الصَّفِّ، ج، ۱،ص، ۱۴۶، رقم الحديث، ۷۲۵، دارطوق النجاة)

[3]....(المنتخب من مسند عبد بن حميد: ج ،۲، ص، ۳۲۶، رقم الحديث ، ۴۰۴، داربلنسية للنشروالتوزيع)

Marfat.com

ترجمہ: ''پس میں دیکھتا ہوں کہ ہم میں سے ایک شخص اپنے کندھے کو اپنے برابر والے شخص کے کندھے اور اپنے پیر کو اپنے برابر والے کے پیر سے ملاتا تھا''۔

اور بعض احادیث میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ذیل مضمون بھی مروی ہے کہ:

''وَلَوْ ذَهَبْتَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ لَتَرَى أَحَدَهُمْ كَأَنَّهُ بَغْلٌ شَمُوسٌ''۔[1]

ترجمہ: ''اور آج آپ اگر یہ عمل کریں (کہ کندھا سے کندھا اور پیر سے پیر ملائیں) تو ان میں سے آپ کسی کو دیکھیں گے، کہ وہ گویا بدکتا ہوا خچر ہے (مطلب یہ کہ دوسرا شخص اس کے اس عمل کو اچھا نہیں سمجھے گا، اور برا تصور کرے گا''۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہی نہیں، اور دوسرا ان احادیث کے الفاظ سے یہ بات عیاں ہے کہ سارے صحابہ کرامؓ کا یہ عمل نہیں تھا، بلکہ کوئی کوئی شخص ایسا عمل کیا کرتا ہے، لہذا اس عمل کے سنت ہونے کا ثبوت ان احادیث سے نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور میں کسی کے ساتھ ایسا عمل دہرانے کو دوسرے کے لیے وحشت اور ناپسندیدگی کا باعث قرار دیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر یہ عمل سنت کے درجہ کو پہنچا ہوا ہوتا تو صحابہ اس کو کیوں چھوڑتے، جبکہ صحابہ کرامؓ متبع سنت تھے، نیز اس عمل کو باعثِ نفرت کیوں قرار دیا گیا؟

لہذا یہ اثر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ عمل صحابہ کرامؓ کے درمیان مروج نہیں تھا، اور یہ عمل سنت نہیں ہے۔ [2]

پھر حدیث میں فقط پاؤں ملانے کا ذکر ہی نہیں بلکہ ٹخنے اور گھٹنے ملانے کا بھی بیان ہے، اور یہ

---

[1]....(مسند أبي يعلى الموصلي: ج، ٦، ص، ٣٨١، رقم الحديث، ٣٧٢٠، دار المأمون للتراث، دمشق)

[2]....''قلت: وقول أنس: كان أحدنا وقوله ولقد رأيت أحدنا يفيد أن الفعل المذكور كان في زمن النبي ﷺ ولم يبق بعده كما صرح به قوله في رواية معمر: ولو فعلت ذلك بأحدهم اليوم لنفر كأنه بغل شموس. فلو كان ذلك سنة مقصودة من سنن الصلاة لم يتركه الصحابة ولم يتنفر منه أحد''.
(اعلاء السنن: باب سنية تسوية الصف ورصها، ج، ٤، ص، ٣٣٦، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

بات واضح ہے کہ حقیقتاً ان اعضا کو ملا کر رکھنا دشوار ہے، اور یہ تفصیل تو اس وقت ہے جبکہ احادیث میں پاؤں سے پاؤں اور ٹخنوں سے ٹخنہ ملانے سے ظاہری مطلب لیا جائے۔

اور اگر ظاہری مطلب کو نظر انداز کر اس کے معنی صفوں میں خلا کو پُر کرنے میں مبالغہ لیا جائے، یا پھر قدم کو قدم کی سیدھ میں، گھٹنوں کو گھٹنوں کی سیدھ میں اور ٹخنوں کو ٹخنوں کی سیدھ میں معنی مراد لیا جائے تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے۔

چنانچہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ رقمطراز ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِذٰلِکَ الْمُبَالَغَةُ فِی تَعْدِیلِ الصَّفِّ وَسَدِّ خَلَلِهِ وَقَدْ وَرَدَ الْأَمْرُ بِسَدِّ خَلَلِ الصَّفِّ وَالتَّرْغِیبِ فِیهِ". [1]

ترجمہ "اس سے مراد صف کو صحیح کرنے اور درمیان والے خلاء کو پُر کرنے میں مبالغہ کرنا ہے، اور بہت سی احادیث میں صف کے خلا کو پُر کرنے کا حکم اور اس کی ترغیب وارد ہوئی ہے"۔

اور دلیل الفالحین شرح ریاض الصالحین میں ہے کہ:

"بمنکب صاحبه وقدمه بقدمه)مبالغة فی التراص الذی أمروا به.[2]

ترجمہ: "اپنے کندھے کو ساتھ والے کے کندھے کے ساتھ اور اپنے پیر کو ساتھ والے کے پیر کے ساتھ ملانے سے حقیقتاً وہ خلا پُر کرنے میں مبالغہ کرنا ہے جس کا روایات میں حکم دیا گیا ہے"۔

اور ابنِ رجب فرماتے ہیں کہ:

"وکان أحدنا یلزق منکبه بمنکب صاحبه، وقدمه بقدمه.حدیث

---

[1]....(فتح الباری لابن حجر: کتاب الأذان/بَابُ إِلْزَاقِ الْمَنْکِبِ بِالْمَنْکِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِی الصَّفِّ، ج۲،ص۲۱۱،دارالمعرفة،بیروت)

[2]....(دلیل الفالحین لطرق ریاض الصالحین: کتاب الفضائل/باب فضل الصف الأول، ج۶،ص۵۷۱،دارالمعرفة للطباعة والنشر والتوزیع،بیروت،لبنان)

Marfat.com

أنس هذا :يدل على أن تسوية الصفوف :محاذاة المناكب والأقدام.[1]

ترجمہ: ''اور ہم میں سے کوئی ایک اپنے مونڈھے کو ساتھ والے کے مونڈھے، اور اپنے پیر کو ساتھ والے کے پیر سے ملاتا تھا۔ حدیث انس اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صفوں کو صحیح کرنے میں مونڈھوں اور پیروں کو ایک دوسرے کی سیدھ میں کرنے کا اعتبار ہے''۔

اور علامہ ظفر احمد عثمانی رقم طراز ہیں کہ:

''قلت: أخذت طائفة في زماننا بظاهر هذا الحديث فتراهم يلزقون أقدامهم بأقدام من يليهم في الصف ، ولا يزالون يتكلفون ذلك الى آخر صلاة ، ولا يخفى أن في الزاق الأقدام بالأقدام مع الزاق المناكب بالمناكب والركب بالركب مشقة عظيمة لا سيما مع ابقائها كذلك الى آخر الصلاة كما هو مشاهد ، والحرج مدفوع بالنص،على أن الزاق تلك الأعضاء بأجمعها حقيقة غير ممكن اذا كان المصلون مختلفي القامة ، فالمراد منه جعل بعضها في محاذاة بعض ''.[2]

ترجمہ: ''میں کہتا ہوں کہ ایک جماعت نے ہمارے دور میں اس روایت کا ظاہر لیا ہے، اور آپ انہیں اپنے پاؤں کو اپنے پاس والوں کے ساتھ صف میں جوڑتا ہوا دیکھتے ہیں، اور اخیر نماز تک اس کا تکلف کرتے رہتے ہیں، حالانکہ اس بات کو سمجھنا مشکل نہیں، کہ قدم کو قدم سے ملانا، کندھوں کو کندھوں سے ملانا اور گھٹنوں کو

---

[1]....(فتح الباري لابن رجب: كتاب الصلاة/باب إلْزَاقِ الْمَنْكِبِ بِالْمَنْكِبِ وَالْقَدَمِ بِالْقَدَمِ فِي الصَّفِّ، ج،٦،ص،٢٨٢،مكتبة الغرباء الأثرية ،المدينة النبوية)

[2]....(اعلاء السنن: باب سنية تسوية الصفوف،ج،٤،ص،٣٣٦،دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

گھٹنوں سے ملانا بہت مشقت والا کام ہے، بالخصوص جبکہ نماز کے آخر تک اس (عمل) کو باقی رکھا جائے، اور یہ بات ہر شخص کو مشاہدہ کر کے معلوم ہو سکتی ہے، اور شریعت نے حرج (دشواری، تنگی) کو دور کیا ہے، مزید یہ کہ حقیقتاً ان سارے اعضاء کو ملا کر رکھنے کا امکان بھی نہیں، جبکہ نمازی مختلف قد و قامت کے ہوتے ہیں (کسی کا گھٹنا اونچا کسی کا نیچے ہوتا ہے، علی ھذا القیاس دوسرے اعضاء بھی) لہذا اس سے مراد اپنے بعض اعضاء کو دوسرے کے بعض اعضاء کے محاذات میں رکھنا ہے"۔

اور بذل المجہود میں ہے کہ:

"ولعل المراد بالالزاق المحاذاة، فان الزاق الركبة بالركبة، والكعب بالكعب في الصلاة مشكل، واما الزاق المنكب بالمنكب فمحمول على الحقيقة". [1]

ترجمہ: "اور الزاق سے غالباً مقابلہ میں ہونا مراد ہے، (چسپاں ہونا مراد نہیں، یعنی گھٹنے اور ٹخنے ایک دوسرے کے محاذات میں ہوتے تھے) اس لئے کہ نماز میں گھٹنے کو گھٹنے سے اور ٹخنے کو ٹخنے سے ملانا دشوار کام ہے، البتہ مونڈھے کو مونڈھے کے ساتھ ملانا حقیقت پر محمول ہے"۔

اور علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں کہ:

"وَأَشَارَ بِهَذَا إِلَى الْمُبَالَغَة فِي تَعْدِيل الصُّفُوف وسد الْخلَل فِيهِ". [2]

ترجمہ: اس سے صفیں درست کرنے میں مبالغہ اور صفوں کے مابین شگافوں کو پُر

---

[1]....(بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب تسوية الصفوف، ج ۳، ص ۶۰۹، دار البشائر الاسلامية)

[2]....(عمدة القاري: كتاب الصلاة/ بابُ الصَاقِ المَنْكِبِ بِالمَنْكِبِ والقَدَم بالقَدَم فِي الصَّف، ج۵، ص۲۵۹، دار احياء التراث العربي: بيروت)

Marfat.com

کرنے کی طرف اشارہ ہے"۔

اور فیض الباری میں ہے کہ:

"قال الحافظ: المراد بذلک المبالغة في تعديل الصف وسد خلله. قلت: الفقهاء الأربعة.....قلت: ولم أجد عند السلف فرقاً بين حال الجماعة والانفراد في حق الفصل، بأن كانوا يفصلون بين قدميهم فقط، وليس عندهم الا لفظ الزاق. وليت شعري، ماذا يفهمون من قولهم الباء للالصاق، ثم يمثلونه، مررت بزيد، فهل كان مروره به متصلا بعضه ببعض، أم كيف معناه". [1]

ترجمہ: "حافظ ابنِ حجرؒ نے کہا کہ اس سے مراد صف کو سیدھی کرنے اور درمیان والے شگاف کو پُر کرنے میں مبالغہ ہے، میں کہتا ہوں کہ اس سے چاروں فقہاء کے نزدیک یہی (معنی) مراد ہیں..... میں کہتا ہوں کہ: میں نے سلف میں کوئی بھی ایسا گروہ نہیں پایا جو باجماعت اور اکیلے نماز ادا کرنے کی حالت کے دوران اس فرق کا قائل ہو، کہ باجماعت نماز پڑھنے کی حالت میں انفرادی نماز ادا کرنے کے مقابلہ میں پاؤں کے مابین زیادہ فاصلہ رکھتے ہوں، اور یہ مسئلہ فقط غیر مقلدین کے ہاں پایا جاتا ہے، اور غیر مقلدین کے پاس لفظِ "الزاق" کے سوا کوئی لفظ ہے، اور ان کو کیا ہے وہ عرب کے اس قول کہ "با" الصاق کے لئے ہے، کیا سمجھتے ہیں؟ پھر یہ لوگ مثال پیش کرتے ہیں کہ میں گزرا زید کے ساتھ ("با" اس مثال میں بھی الصاق کے لئے، جس طرح حدیث میں "بقدمہ" میں الصاق کے لئے ہے) تو "میں زید کے ساتھ گزرا" مثال میں کیا اس طرح چسپاں ہونا مراد ہے، کہ بدن کا کچھ حصہ بعض حصہ سے ملا ہوا ہو، یا کچھ اور اس کے معنی ہیں؟

---

[1].....(فيض الباري على صحيح البخاري: كتاب الأذان/باب الزاق المنكب بالمنكب والقدم بالقدم في الصف، ج ۲، ص ۳۰۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

مذکورہ تمام اقوال کی روشنی میں یہ بات روزِ روشن کی طرف واضح اور عیاں ہوگئی کہ اس حدیث کی تشریح اور تفصیل جو محدثین نے بیان کی ہے، وہی درست اور حق پر مبنی ہے، لہذا بعض غیر مقلدین کا گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے، ٹخنوں کے ساتھ ٹخنے اور انگلیوں کے ساتھ انگلیاں چسپاں کر کے صفوں کو صحیح و برابر کرنا نہ تو سنت کے مفہوم میں داخل ہے اور نہ ہی آخر نماز تک اس عمل کو باقی رکھنا ممکن ہے، اور خشوع وخضوع کی حالت کے بھی خلاف ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صفوں کو صحیح کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ مونڈھوں کے درمیان شگاف و خلاء نہ چھوڑا جائے، اور مونڈھے، گردنیں اور پاؤں محاذات میں رکھے جائیں، اور صفوں کو ایڑیوں کی سیدھ میں رکھ کر برابر کیا جائے، پاؤں کے اگلے حصے یعنی انگلیوں کو ملا کر اگر صفوں کو بنایا جائے تو پیر چھوٹا بڑا ہونے کی صورت میں گھٹنے گھٹنوں کے، مونڈھے مونڈھوں کے اور گردن گردن کے محاذات میں اور برابر نہیں آئیں گے، مزید یہ کہ پاؤں کا رخ بھی قبلہ شریف کی طرف قائم نہیں رہے گا، پیروں کے مابین ایڑیوں کی طرف سے قلیل اور پنجوں کی طرف سے زیادہ فصل لازم آئے گا۔

بہرکیف، اگر قدموں کے اگلے حصے سے صفوں کو سیدھا کیا جائے تو اس صورت میں گردن، گھٹنے برابر نہ ہوں گے، اور یہ برابر نہ ہوں گے تو صف بھی سیدھی نہیں ہوگی، جبکہ ایڑیوں کو برابر اور سیدھا رکھنے کی صورت میں مذکورہ سارے اعضاء ایک دوسرے کے محاذات میں آنے کے ساتھ ساتھ پاؤں کے رخ کو بھی قبلہ رخ رکھیں گے۔

جوتے پہن کر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت

سب سے پہلے مسجد میں جوتے پہن کر اور اتار کر داخل ہونے سے متعلق آثار وروایات بیان کی جاتی ہیں، تاکہ مسئلہ کو سمجھنے میں سہولت ہو۔

(۱)..... حضرت عبداللہ بن السائب سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ

Marfat.com

يَسَارِهِ". [1]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کے روز ایسی حالت میں نماز پڑھتے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے جوتے آپ ﷺ کے بائیں جانب رکھے ہوئے تھے"۔

(۲)..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ: فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا". [2]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو اسے چاہیے کہ پہلے دیکھ لے اگر اس کے جوتوں میں کوئی ناپاکی یا گندگی لگی ہو تو اسے پونچھ دے اور ان میں نماز پڑھ لے"۔

پہلی حدیث سے مسجد میں ننگے پیر جانا اور ننگے پاؤں نماز پڑھنا ثابت ہے، جبکہ دوسری حدیث سے مسجد میں جوتوں سمیت جانے اور نماز پڑھنے کا جواز ثابت ہوا۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ مسجد میں جوتے پہن کر جانا جائز جبکہ وہ پاک ہوں، اور بعض حضرات نے اسے خلاف ادب قرار دیا ہے، اس لئے کہ جنابت اور نجاست کے ساتھ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے، لہذا مناسب یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہونے سے پہلے جوتے اتار دیئے جائیں تاکہ مسجد گندگی سے بچ جائے۔ [3]

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعل، ج، ۱، ص، ۱۷۵، رقم الحديث، ۶۴۸، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعل، ج، ۱، ص، ۱۷۵، رقم الحديث، ۶۵۰، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[3]...."يجوز دخول المسجد متنعلا بشرط أن يكون النعلان طاهرين، صرح به الفقهاء، ودلت عليه الأخبار والآثار، وذكر بعض أصحابنا أنه سوء أدب، قال السيد الحموي في حاشية "الأشباه والنظائر" تحت قول الماتن في بحث أحكام المسجد: فمنها تحريم دخوله على الجنب وادخال

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب مسجد میں پاک جوتے پہن کر جانا جائز ہے تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وادی طوی میں جوتے اتارنے کا حکم کیوں صادر فرمایا؟

اس کے جواب میں مختلف آثار واقوال نقل کیے گئے ہیں۔

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ عَلَى مُوسَى يَوْمَ كَلَّمَهُ رَبُّهُ كِسَاءُ صُوفٍ، وَجُبَّةُ صُوفٍ، وَكُمَّةُ صُوفٍ، وَسَرَاوِيلُ صُوفٍ، وَكَانَتْ نَعْلَاهُ مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَيِّتٍ". [1]

ترجمہ: "جس دن اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلام ہونے کا شرف بخشا اس روز ان کے جسم پر ایک اون کی چادر، ایک اون کا جبہ، اونی ٹوپی اور اونی شلوار تھی اور آپ کے پاؤں کی جوتیاں مردہ گدھے کی کھال سے بنی ہوئی تھیں"۔

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان کے جوتے مردہ گدھے کی کھال کے بنے تھے۔

بعض علما کا خیال ہے کہ برہنہ پا ہو جانا تعظیم کی علامت ہے، اس لئے جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا۔ بغوی جوتے اتارنے کی وہ علت بیان کرتے ہیں کہ جو ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ وہ جوتے مردہ گدھے کی کھال کے بنے ہوئے تھے۔ اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ وہ چمڑا جس کے جوتے بنے ہوئے تھے دباغت شدہ نہ تھا۔ جبکہ عکرمہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ نجاسة فيه، ولذا قالوا: ينبغي لمن أراد أن يدخل المسجد أن يتعاهد النعل والخف عن النجاسة ثم يدخل، فيه احتراز عن تلويث المسجد. انتهى". (مجموعة رسائل للنكوي: أحكام النعال المتعلقة بالصلاة، فصل في الصلاة وما يتعلق بها وفيه مسائل، ج ۱، ص، ۱۷۱، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[1]....(سنن الترمذي: أبواب اللباس/بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ الصُّوفِ، ج،۴، ص،۲۲۴، رقم الحديث، ۱۷۳۴، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

اور مجاہدؒ کے مطابق ننگے پاؤں ہوجانے کا حکم اس لئے دیا گیا کہ اس پاک زمین کی خاک سے حضرت موسیٰ کے قدم پاک سرزمین کی برکت سے محروم نہ رہیں، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فوراً جوتے اتار کر وادی کے پیچھے پھینک دیئے۔ [۱]

مجاہد کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوتے خنزیر کے چمڑے کے تھے۔ [۲]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وادی طوی میں جوتے اتارنے کا واقعہ سے مسجد میں جوتے پہن کر جانے کی کراہت ثابت نہیں کی جاسکتی۔

اگرچہ مسجد میں پاک جوتوں سمیت جانا جائز ہے، لیکن اس کے مفاسد اور لوگوں کی ناواقفیت کی بناء پر طعن وتشنیع کی وجہ سے جواز کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، مزید یہ کہ آج کے زمانہ میں جوتوں سمیت مسجد میں جانا خلاف ادب ہے۔ [۳]

---

[۱]..."مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا فِی قَوْلِهِ: فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ، قَالَ: کَانَتَا مِنْ جِلْدِ حِمَارٍ مَیِّتٍ. وَیُرْوَی غَیْرُ مَدْبُوغٍ. وَقَالَ عِکْرِمَةُ وَمُجَاهِدٌ: أُمِرَ بِخَلْعِ النَّعْلَیْنِ لِیُبَاشِرَ بِقَدَمِهِ تُرَابَ الْأَرْضِ المقدسة، فتناله بَرَکَتُهَا لِأَنَّهَا قُدِّسَتْ مَرَّتَیْنِ، فَخَلَعَهُمَا مُوسَی وَأَلْقَاهُمَا مِنْ وَرَاءِ الْوَادِ". (معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، تفسیر البغوي: سورة طه: رقم الآیة، ۱۲، ج۳، ص۲۵۷، داراحیاء التراث العربي، بیروت)

"عَنِ الزهری فِی قَوْلِهِ: فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ قَالَ: کانتا مِنْ جلد حمار أهلی". (تفسیر القرآن العظیم لابن أبی حاتم: سورة طه: ج۷، ص۲۴۱۷، رقم الحدیث، ۱۳۳۹۱، مکتبة نزار مصطفی الباز، المملکة العربیة السعودیة)

"عَنْ عِکْرِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِی قَوْلِهِ: فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ قَالَ: کی تمس راحة قدمیک الأرض الطیبة". (تفسیر القرآن العظیم لابن أبی حاتم: سورة طه: ج۷، ص۲۴۱۷، رقم الحدیث، ۱۳۳۹۳، مکتبة نزار مصطفی الباز، المملکة العربیة السعودیة)

[۲]..." عَنْ مُجَاهِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: کانت نعلا موسی التی قِیلَ لَهُ اخلعها مِنْ جلد الخنزیر". (تفسیر القرآن العظیم لابن أبی حاتم: سورة طه: ج۷، ص۲۴۱۷، رقم الحدیث، ۱۳۳۹۲، مکتبة نزار مصطفی الباز، المملکة العربیة السعودیة)

[۳]..."فالحاصل: أن أمر خلع النعلین لموسی لا دلالة له علی کراهة دخول المسجد متنعلا، ولو دلّ علیه بالفرض، فلا یضرنا لوجود ما ینسخه فی شریعتنا، ومن هنا ظهر سخافة ما فی منیة المفتی،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

اب جوتے پہن کر اور بغیر پہنے نماز پڑھنے سے متعلق مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہونے والی احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، تاکہ مسئلہ کو سمجھنے اور اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے میں آسانی ہو۔ رسول اللہ ﷺ سے جوتوں سمیت اور ننگے پیر دونوں طرح نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(۱)..... چنانچہ حضرت اوسؓ بن ثابت انصاری نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خَالِفُوا الْيَهُودَ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي نِعَالِهِمْ، وَلَا خِفَافِهِمْ". [۱]

ترجمہ: "یہود کی مخالفت کرو اس لئے کہ وہ اپنی جوتیوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔ (لہذا تم جوتوں اور موزوں میں طہارت کے ساتھ نماز پڑھا کرو)

(۲)..... سعید بن یزید ازدی نے بیان کیا، کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ:

"أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ". [۲]

ترجمہ: "کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جوتیاں پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں"۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

واقره عليه الحموي من أنه يكره دخول المسجد متنعلا لقوله تعالىٰ "فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ". وأخرج الدار قطني في الافراد والخطيب في التاريخ عن ابن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: تعاهدوا نعالكم عند أبواب المساجد. وأخرج أبو نعيم في حلية الأولياء: عن ابن عمر مرفوعاً تفقدوا نعالكم عند أبواب المسجد والحق عندى أن دخول المسجد متنعلا والصلاة في النعل وان كان جائزا، لكنه من المسائل التي لا يفتى بها في زماننا هذا، ولا يرتكب بها لجره الى المفاسد وطعن العامة، وقد وقع مثل ذلك كثيرا في عصرنا هذا، ولذا أفتيت بكونه سوء أدب".
(مجموعة رسائل للنكوي: أحكام النعال المتعلقة بالصلاة، فصل في الصلاة وما يتعلق بها وفيه مسائل، ج ۱، ص ۱۷۴، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[۱]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/بَابُ الصَّلَاةِ فِي النَّعْلِ، ج ۱، ص ۱۷۶، رقم الحديث ۶۵۲، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[۲]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعال، ج ۱، ص ۸۶، رقم الحديث ۳۸۶، دار طوق النجاة)

Marfat.com

(۳)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَلْبَسْ نَعْلَيْهِ، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، وَلَا يُؤْذِي بِهِمَا غَيْرَهُ". [۱]

ترجمہ: "جب کوئی نماز پڑھے، تو اپنے جوتے پہن کر رکھے یا اپنے پیروں کے درمیان اتارے، ان کے ساتھ کسی کو تکلیف مت پہنچائے"۔

اس اثر سے نماز میں جوتے اتارنے یا پہنے رکھنے کا ثبوت ملا۔

(۴)..... عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ". [۲]

ترجمہ: "میں نے فتح مکہ کے دن نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے جوتے بائیں رکھے ہوئے تھے۔

مذکورہ روایت سے نماز سے پہلے جوتے اتارنا ثابت ہوا۔

(۵)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلْيَخْلَعْ نَعْلَيْهِ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، أَوْ لِيُصَلِّ فِيهِمَا". [۳]

ترجمہ: "جب کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اپنے جوتے، اپنے پیروں کے درمیان

---

[۱]..... (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج، ۱، ص، ۳۹۰، رقم الحدیث، ۹۵۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[۲]..... (سنن أبي داؤد: کتاب الصلاة/باب الصلاة في النعل، ص، ۱۰۴، رقم الحدیث، ۶۴۸، دار السلام)

[۳]..... (المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج، ۱، ص، ۳۹۱، رقم الحدیث، ۹۵۷، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

اتارے یا پہنے ہوئے ہی نماز پڑھ لے"۔

اس اثر سے جوتوں سمیت اور بغیر جوتوں کے نماز ادا کرنا معلوم ہوا۔

(۶)..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

"أَنَّهُ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ :(خُذُوا زِينَةَ الصَّلَاةِ)قِيلَ :وَمَا زِينَةُ الصَّلَاةِ؟ قَالَ :الْبَسُوا نِعَالَكُمْ فَصَلُّوا فِيهَا". [۱]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: نماز کی زینت کو اختیار کرو، کہا گیا کہ نماز کی زینت کیا ہے؟ کہا اپنے جوتے پہنو اور ان میں نماز پڑھو"۔

اس حدیث سے جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا حکم معلوم ہوا۔

(۷)..... ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

"صَلُّوا فِي نِعَالِكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ". [۲]

ترجمہ: "اپنے جوتوں میں نماز پڑھو، اور یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو"۔

(۸)..... حضرت انس سے روایت ہے کہ:

"خَالِفُوا الْيَهُودَ وَصَلُّوا فِي خِفَافِكُمْ وَنِعَالِكُمْ فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ فِي خِفَافِهِمْ، وَلَا فِي نِعَالِهِمْ. [۳]

ترجمہ: "یہودیوں کی مخالفت کرو، اور اپنے موزوں اور جوتوں میں نماز پڑھو، کیونکہ وہ اپنے موزوں اور جوتوں میں نماز نہیں پڑھتے"۔

اس روایت سے جوتے پہن کر نماز ادا کرنے کا حکم ہوا ہے۔

---

[۱]...(تفسير القرطبي:سورة الأعراف: ج،۷،ص،۱۳۰ ،دارالكتب المصرية ،القاهرة)

[۲]....(المعجم الكبير للطبراني: ج،۷،ص،۲۹۰ ،رقم الحديث،۷۱۶۴،مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

[۳]....(مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: ج،۱۳ ،ص،۴۵۶،رقم الحديث،۷۲۳۰،مكتبة العلوم والحكم ،المدينة المنورة)

وَهَذَا الْحَدِيثُ لَا نعلمُهُ يُرْوَى عَن أَنَس إِلَّا مِنْ هَذَا الْوَجْهِ ولَا نعلمُ حَدَّثَ بِهِ عَنْ عُمَر بْنِ نَبْهَانَ إِلَّا أَبُو قُتَيْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ نَبْهَانَ مَشْهُورٌ.

Marfat.com

مذکورہ بالا تمام آثار وروایات جوتوں سمیت نماز پڑھنے پر دلالت کررہی ہیں، خواہ وہ نماز گھر میں پڑھی جانے والی ہو یا مسجد میں، اس کے ساتھ کچھ روایات بغیر جوتوں کے بھی نماز پڑھنے پر دلالت کررہی ہیں۔ جوتوں میں نماز ادا کرلینے کا حکم اباحت کے لئے ہے، نہ کہ وجوب کے لئے۔ اس کی وجہ بھی خود رسول اللہ ﷺ نے بتلائی کہ یہود کی مخالفت میں، آج کل یہ علت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ نماز بغیر جوتوں کے ادا کی جائے، چونکہ عرب کا علاقہ ریگستانی ہے، اور تھوڑا چلنے سے نجاست جوتوں پر سے صاف ہوجاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی مسجد کا فرش کنکریوں کا تھا، اور اس کے نیچے ریت تھی، اور ہمارے زمانہ کی مساجد کے فرشوں کا وہ حال نہیں جو رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے فرش کا تھا، آج کل عیسائی جوتوں میں نماز پڑھتے ہیں، لہذا ان کی مخالفت اسی میں ہے کہ ننگے پیر نماز ادا کی جائے، نیز اگر ہم فقط علت مخالفت ہی کو دیکھیں تو بغیر جوتوں ہی کے نماز ادا کرنا افضل ہے۔

جہاں تک حضرت اوس کی روایت کا تعلق ہے (جو کہ پہلی حدیث بیان کی گئی ہے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی حکم بغیر جوتوں کے نماز ادا کرنے کا ہے، اور جوتوں سمیت نماز پڑھنے کی اجازت یہودیوں کی مخالفت کے لئے ہے،۔ دوسرے یہ کہ ہمارے زمانہ میں عیسائیوں کا عمل یہ ہے کہ وہ جوتوں کے ساتھ اپنے معابد میں جاتے اور نماز پڑھتے ہیں اور ان کی مخالفت یہود کی مخالفت سے ضروری ہے۔ تیسری یہ بات کہ اس وقت جہالت اور بددینی کا غلبہ ہے اس لئے جوتوں سمیت مساجد میں داخل ہونے اور نماز پڑھنے کی عام اجازت کی صورت میں عوام کے جہالت اور بے دینی کے غلبہ کی وجہ سے مساجد کے تلویث اور تنجیس کا غالب احتمال ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر آج کل احتیاط اسی میں ہے کہ مساجد میں جوتوں کے ساتھ داخلے پر پابندی لگائی جائے۔ [1]

---

[1]....."وأما عندنا فقال في الدر المختار: وينبغي لداخله تعاهد نعله وخفه، وصلاته فيهما أفضل، وقال في ردالمحتار: قوله:وصلاته فيهما ، أي في النعل والخف الطاهرين أفضل مخالفة لليهود

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

نوٹ: پاک جوتوں سمیت نماز پڑھنا اگرچہ جائز ہے، لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ حالتِ سجدہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"تاتارخانية" لكن اذا خشي تلويث فرش المسجد بها ينبغي عدمه وان كانت طاهرة، واما المسجد النبوي فقد كان مفروشا بالحصى في زمنه ﷺ بخلافه في زماننا ، ولعل ذلك محمل ما في 'عمدة المفتي" من أن دخول المسجد متنعلاً من سوء الأدب.

قلت: دل هذا الحديث على أن الصلاة في النعال كانت مأمورة لمخالفة اليهود ، واما في زماننا فينبغي أن تكون الصلاة مأمورا بها حافيا لمخالفة النصارى ،فانهم يصلون متنعلين لا يخلونها عن أرجلهم".(بذل المجهود في حل سنن أبي داود: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعل، ج،۳،ص،۵۹۹،دار البشائر الاسلامية)

"وكذا يدخلون كنائسهم متنعلين فيلزمنا أن نخالفهم ولا ندخل مساجدنا كذلك بل حفاة خالعي النعال".(اعلاء السنن:باب حكم دخول المسجد متنعلاً، ج، ۵،ص، ۲۱۱،دار الكتب العلمية)

"ومن حسن التوارد ما في فتح المقال نقلا عن بعض أرباب الكمال من قوله:انه وان كان جائزا،فلا ينبغي أن يفعل اليوم، لا سيما في المساجد الجامعة، فانه قد يودي الى مفسدة عظيمة ، بل لا يدخل المسجد بالنعل مخلوعة، لا مستورة، ولهذا أنكر الشيخ أبو محمد على الشيخ أبي صالح أدخله الا نعلة غير مستورة ،وقال :انكم أيها الراهط! أئمة يقتدي بكم ، فلا تفعلوا.

ويحكي أن عرب افريقية لما دخل جامع الزيتونة بنعله قال له العامة: انزعها، فقال:قد دخلت بها على السلطان،فكيف لا أدخل بها هذا الموضوع ،فوثبوا عليه وقتلوه، وأثار ذلك شرا عظيماً على أهل تونس في ذلك التاريخ،انتهى كلامه وثم مرامه".(مجموعة رسائل للنكوي:أحكام النعال المتعلقةبالصلاة/فصل في ج ۱ ،ص، ۵۷۱،انتشارات شيخ الاسلام احمد جام)

"أَنَّ الْأَدَبَ الَّذِى اسْتَقَرَّ عَلَيْهِ أَخِرَ أَمْرِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلْعُ نَعْلَيْهِ، أَوِالْأَدَبَ فِى زَمَنِنَا عِنْدَ عَدَمِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى أَوْ عَدَمِ اعْتِيَادِهِمَا الْخَلْعَ، ثُمَّ سَنَحَ لِى أَنَّ مَعْنَى الْحَدِيثِ :خَالِفُوا الْيَهُودَ فِى تَجْوِيزِ الصَّلَاةِ مَعَ النِّعَالِ وَالْخِفَافِ، فَإِنَّهُمْ لَا يُصَلُّونَ أَىْ لَا يُجَوِّزُونَ الصَّلَاةَ فِيهِمَا وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ الْفِعْلُ، وَإِنَّمَا فَعَلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا فِى الْحَدِيثِ الْآتِى تَأْكِيدًا لِلْمُخَالَفَةِ، وَتَأْيِيدًا لِلْجَوَازِ ".(مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/باب الستر/الفصل الثاني، ج، ۲،ص،۶۳۶ ،تحت رقم الحديث،۷۶۵،دار الفكر ،بيروت)

"(قَوْلُهُ وَصَلَاتُهُ فِيهِمَا)أَىْ فِى النَّعْلِ وَالْخُفِّ الطَّاهِرَيْنِ أَفْضَلُ مُخَالَفَةً لِلْيَهُودِ تَتَارْخَانِيَّةٌ.

وَفِى الْحَدِيثِ صَلُّوا فِى نِعَالِكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ كَمَا فِى الْجَامِعِ الصَّغِيرِ رَامِزًا لِصِحَّتِهِ.وَأَخَذَ مِنْهُ جَمْعٌ مِنْ الْحَنَابِلَةِ أَنَّهُ سُنَّةٌ وَلَوْ كَانَ يَمْشِى بِهَا فِى الشَّوَارِعِ،لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَحْبَهُ كَانُوا يَمْشُونَ بِهَا فِى طُرُقِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ يُصَلُّونَ بِهَا، قُلْت:لَكِنْ إذَا خَشِيَ تَلْوِيثَ فُرُشِ الْمَسْجِدِ بِهَا يَنْبَغِى عَدَمُهُ وَإِنْ كَانَتْ طَاهِرَةً.وَأَمَّا الْمَسْجِدُ النَّبَوِيُّ فَقَدْ كَانَ مَفْرُوشًا بِالْحَصَى فِى زَمَنِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بِخِلَافِهِ فِى زَمَانِنَا، وَلَعَلَّ ذَلِكَ مَحْمَلُ مَا فِى عُمْدَةِ الْمُفْتِى مِنْ أَنَّ دُخُولَ الْمَسْجِدِ مُتَنَعِّلًا مِنْ سُوءِ الْأَدَبِ تَأَمَّلْ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الصلاة/فُرُوعٌ اشْتِمَالُ الصَّلَاةِ عَلَى الصَّمَّاءِ وَالِاعْتِجَارُ وَالتَّلَثُّمُ وَالتَّنَخُّمُ وَكُلُّ عَمَلٍ قَلِيلٍ بِلَا عُذْرٍ، ج، ۱ ،ص،۶۵۷،دار الفكر)

Marfat.com

میں انگلیوں کا زمین پر لگنا ضروری ہے، رسول اللہ ﷺ کے دور میں جس طرح کے جوتے پہنے جاتے تھے، ان میں با آسانی انگلیاں زمین پر لگ جاتی تھیں، اگر کسی نے اس طرح کے جوتے پہنے ہوں کہ انگلیاں زمین پر لگنے سے مانع نہ ہوں، تو ایسے جوتوں میں نماز ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اگر ایسے جوتوں میں نماز ادا کی جائے جن میں پیروں کی انگلیاں زمین پر نہ لگیں تو ان کو پہن کر نماز پڑھنا محل نظر ہے۔ [1]

نماز میں اپنے قدموں کے نیچے تھوکے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ، فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَيْهِ حَتَّى رُئِيَ فِي وَجْهِهِ، فَقَامَ فَحَكَّهُ بِيَدِهِ، فَقَالَ: إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي صَلَاتِهِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ أَوْ إِنَّ رَبَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، فَلَا يَبْزُقَنَّ أَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ، ثُمَّ أَخَذَ طَرَفَ رِدَائِهِ فَبَصَقَ فِيهِ، ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ، فَقَالَ: أَوْ يَفْعَلُ هَكَذَا". [2]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناگوار گزرا اور یہ ناگواری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر دکھائی دینے لگی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور خود اپنے ہاتھ سے اسے کھرچ ڈالا اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو گویا وہ

---

[1]..... "(وَمِنْهَا السُّجُودُ) بِجَبْهَتِهِ وَقَدَمَيْهِ، وَوَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا شَرْطٌ". (الدر المختار) (قَوْلُهُ وَقَدَمَيْهِ) يَجِبُ إِسْقَاطُهُ لِأَنَّ وَضْعَ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يَكْفِي كَمَا ذَكَرَهُ بَعْدُ ح. وَأَفَادَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنْ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُودُ". (ردالمحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة/فَرَائِضُ الصَّلَاةِ، مَطْلَبٌ قَدْ يُطْلَقُ الْفَرْضُ عَلَى مَا يُقَابِلُ الرُّكْنَ وَعَلَى مَا لَيْسَ بِرُكْنٍ وَلَا شَرْطٍ، ج، ۱، ص، ۴۴۷، دار الفكر)

[2]..... (صحيح البخاري: كتاب الصلاة/باب حك البزاق باليد من المسجد، ج، ۱، ص، ۱۰۵، ۱۰۶، رقم الحديث، ۴۰۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے، یا یوں فرمایا کہ اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ اس لیے کوئی شخص (نماز میں اپنے) قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ البتہ بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ پھر آپ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا، اس پر تھوکا پھر اس کو الٹ پلٹ کیا اور فرمایا، یا اس طرح کرلیا کرو"۔ [1]

اگر کسی کو نماز میں تھوکنے کی حاجت ہو تو وہ دائیں طرف نہ تھوکے، اس لئے کہ اس کی دائیں طرف فرشتہ ہوتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلاَةِ، فَلاَ يَبْصُقْ أَمَامَهُ، فَإِنَّمَا يُنَاجِي اللَّهَ مَا دَامَ فِي مُصَلَّاهُ، وَلاَ عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ مَلَكًا، وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ، فَيَدْفِنُهَا". [1]

ترجمہ: "جب کوئی شخص نماز کے لیے کھڑا ہو تو سامنے نہ تھوکے کیونکہ وہ جب تک اپنی نماز کی جگہ میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے سرگوشی کرتا رہتا ہے اور دائیں طرف بھی نہ تھوکے کیونکہ اس طرف فرشتہ ہوتا ہے، ہاں بائیں طرف یا قدم کے نیچے تھوک لے اور اسے مٹی میں چھپا دے"۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يَتْفُلَنَّ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ رِجْلِهِ". [2]

ترجمہ: "تم اپنے سامنے یا اپنی دائیں طرف نہ تھوکا کرو، البتہ بائیں طرف یا بائیں

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة/بَابُ دَفْنِ النُّخَامَةِ فِي المَسْجِدِ، ج، ۱، ص، ۹۱، رقم الحديث، ۴۱۶، دار طوق النجاة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة /باب لا يبصق عن يمينه في الصلاة، ج، ۱، ص، ۱۰۶، رقم الحديث، ۴۱۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو"۔

حضرت علاء بن شخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَخَّعَ فَدَلَكَهُ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى". [1]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو تھوکنے کے بعد بائیں پاؤں سے ملتے ہوئے دیکھا"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"وَلَا عَنْ يَمِينِهِ، فَإِنَّ عَنْ يَمِينِهِ كَاتِبَ الْحَسَنَاتِ". [2]

ترجمہ: "اس کے دائیں طرف نیکیاں لکھنے والا فرشتہ ہوتا ہے"۔

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ:

"فَإِنَّهُ يَقُومُ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ وَمَلَكُهُ عَنْ يَمِينِهِ وَقَرِينُهُ عَنْ يَسَارِهِ". [3]

ترجمہ: "وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، اور اس کے دائیں طرف اس کا فرشتہ ہوتا ہے (یعنی نیکیاں لکھنے والا فرشتہ) اور بائیں طرف اس کا جوڑی دار (یعنی شیطان) ہوتا ہے"۔

آج کل کی مساجد میں پاؤں کے نیچے تھوکنے کا حکم

رسول اللہ ﷺ کے دور میں فرش کچا تھا اور تھوک مٹی میں جذب ہو جاتا تھا، بخلاف آج کی مساجد میں، کہ ان میں قالین وغیرہ بچھا ہوتا ہے، اور تھوک پھینکنے سے مسجد میں گندگی پھیلنے کا

---

[1]....(سنن النسائي: كتاب المساجد/باي الرجلين يدلك بصاقة، ج۲، ص۵۲، رقم الحديث، ۷۲۷، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

[2]..(مصنف لابن أبي شيبة: كِتَابُ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ وَالْإِمَامَةِ وَأَبْوَابٌ مُتَفَرِّقَةٌ/مَنْ كَرِهَ أَنْ يَبْزُقَ تُجَاهَ الْمَسْجِدِ، ج۲، ص۱۴۲، رقم الحديث، ۷۴۵۴، مكتبة الرشد، الرياض)

[3]....(المعجم الكبير للطبراني: ج۸، ص۱۹۹، رقم الحديث، ۷۸۰۸، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

Marfat.com

اندیشہ ہوتا ہے، لہذا اگر کسی کو نماز میں تھوکنے کی حاجت ہو تو وہ کسی رومال وغیرہ میں تھوک لے اور پاؤں کے نیچے تھوکنے سے اجتناب کرے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ بائیں جانب تھوکنے کا حکم یا پیروں کے نیچے تھوکنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ وہ مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ ہو اور جب مسجد میں ہو تو فقط کپڑے کے علاوہ کسی اور چیز میں نہ تھوکے۔ [1]

نمازی جوتے اتار کر کہاں رکھے

نمازی نماز شروع کرنے سے پہلے اپنے جوتے اتار کر بائیں طرف رکھے۔

عبداللہ بن سائب سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي يَوْمَ الْفَتْحِ وَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عَنْ يَسَارِهِ"۔ [2]

ترجمہ: "میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ

---

[1]....."قال النووي: اعلم أن البزاق في المسجد خطيئة مطلقاً سواء احتاج اليه أو لم يحتج، بل يبزق في ثوبه، فان بزق في المسجد فقد ارتكب الخطيئة، وعليه أن يكفر هذه الخطيئة بدفن البزاق هذا هو الصواب كما صرح به رسول الله ﷺ وقاله العلماء .....ههنا عمومين تعارضا وهما قوله "البزاق في المسجد خطيئة" وقوله "واليبصق عن يساره و تحت قدمه" فالنووي يجعل الأول عاما، ويخص الثاني بما اذا لم يكن في المسجد". (بذل المجهود: كتاب الصلاة/باب في كراهية البزاق في المسجد، ج، ۱، ص، ۲۷۰، ۲۷۱، امدادية)

"(قِبْلَتِهِ): لِأَنَّهُمَا أَشْرَفُ الْجِهَاتِ، وَالْبُزَاقُ إِلَى الْقِبْلَةِ دَائِمًا مَمْنُوعٌ فَالشَّرْطِيَّةُ لِإِفَادَةِ زِيَادَةِ الْقُبْحِ (وَلَكِنْ)، أَيْ: لِيَبْصُقْ (عَنْ يَسَارِهِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ)، أَيِ: الْيَسَارِ، قَالَ النَّوَوِيُّ: الْأَمْرُ بِالْبَصَاقِ عَنْ يَسَارِهِ وَتَحْتَ قَدَمِهِ فِيمَا إِذَا كَانَ فِي غَيْرِ الْمَسْجِدِ، وَأَمَّا فِي الْمَسْجِدِ فَلَا يَبْصُقُ إِلَّا فِي ثَوْبِهِ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: فِيهِ نَظَرٌ لِأَنَّهُ إِذَا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى شَيْءٍ لَهُ مَفْرُوشٍ فِيهِ، فَلَهُ الْبُزَاقُ عَلَيْهِ فِي جَنْبِهِ الْأَيْسَرِ، أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ؛ لِأَنَّ الْغَرَضَ أَنَّ الْبُزَاقَ إِنَّمَا يَنْزِلُ عَلَى فِرَاشِهِ، وَلَا يُصِيبُ أَجْزَاءَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ شَيْءٌ وَمَا ذَكَرَهُ مَفْهُومٌ مِنْ انْطِلَاقِ قَوْلِهِ: إِلَّا فِي ثَوْبِهِ، فَلَيْسَ فِيهِ نَظَرٌ صَحِيحٌ كَمَا هُوَ صَرِيحٌ، فَتَأَمَّلْ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ، ج، ۲، ص، ۴۲۴، تحت رقم الحديث، ۷۴۶، دار الفكر، بيروت)

[2].....(سنن أبي داؤد: كتاب االصلاة/باب الصلاة في النعل، ص، ۱۰۴، رقم الحديث، ۶۴۸، دار السلام)

Marfat.com

ﷺ نے اپنے جوتے بائیں جانب رکھے ہوئے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ فَلَا يَضَعْ نَعْلَيْهِ عَنْ يَمِينِهِ، وَلَا عَنْ يَسَارِهِ، فَتَكُونَ عَنْ يَمِينِ غَيْرِهِ، إِلَّا أَنْ لَا يَكُونَ عَنْ يَسَارِهِ أَحَدٌ، وَلْيَضَعْهُمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ". [1]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے جوتے دائیں جانب نہ رکھے اور نہ اپنے بائیں طرف رکھے اس لئے کہ اس صورت میں وہ کسی دوسرے کے دائیں طرف ہوں گے، ہاں اگر اس کے بائیں طرف کوئی نہ ہو تو رکھ لے، اور نمازی اپنے جوتے اپنے پاؤں کے درمیان رکھ لے"۔

دائیں جانب جوتے اس لئے نہ رکھے کہ وہ جہت محترم ہے، اور بائیں جانب اس لئے نہ رکھے کہ وہ اس کے ساتھی کی دائیں جانب ہوگی، اسے اس سے ایذا پہنچے گی، اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچانا حرام ہے۔ ہاں البتہ اگر بائیں جانب کوئی نہ ہو تو بائیں جانب جوتے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اگر اس کی بائیں جانب کوئی ہے تو پھر وہ یا تو اپنے پیروں کے درمیان رکھے یا پھر اپنے گھٹنوں کے آگے خالی جگہ میں رکھ لے۔ [2]

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/بَابُ الْمُصَلِّي إِذَا خَلَعَ نَعْلَيْهِ أَيْنَ يَضَعُهُمَا، ج، ۱، ص، ۱۷۶، رقم الحديث، ۶۵۴، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]...."لأن جهة اليمين محترمة(ولا يساره، لتكون عن يمين غيره)لتكون محترمة في حقه، فيؤذيه ذلك، وأذى المؤمن حرام(الا ان لا يكون عن يساره أحد)أي فيجوز حينئذ أن يضعهما عن يساره (وليضعهما بين رجليه) اذا كان عن يساره أحد، ولعل المراد الفرجة التي بين رجليه أو الفرجة التي قدام الركبتين". (بذل المجهود في حل سنن أبي داود: باب المصلي اذا خلع نعليه، أين يضعهما، ج، ۳، ص، ۲۰۰، دار البشائر الاسلامية)

"اذا أراد أن يخلع نعليه عند الصلاة، فلا يضعهما عن يمينه، لشرف الملك، ولا عن يساره ان كان هناك رجل، ولا خلفه ان كان هناك مصل، بل يضعهما بين يدي الرجلين، كما قيل ضع النعلين تحت العينين، صرح بذلك الكثير من الفقهاء، وهو الموافق للمعقول والمنقول". (مجموعة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

اپنے جوتوں کو پیچھے رکھنے سے اسے مسلسل تشویش لاحق ہوگی، جو کہ نماز کے خشوع وخضوع کے خلاف ہے۔ [1]

جوتے اپنے سامنے رکھ کر نماز پڑھنے کا حکم

نمازی اپنے جوتے سامنے رکھ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

پانی سے جوتیاں گیلی ہونے کی صورت میں گھروں میں نماز ادا کرنے کا حکم

حضرت نافع رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"أَذَّنَ ابْنُ عُمَرَ فِي لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ بِضَجْنَانَ، ثُمَّ قَالَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ مُؤَذِّنًا يُؤَذِّنُ، ثُمَّ يَقُولُ عَلَى إِثْرِهِ: أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ، أَوِ المَطِيرَةِ فِي السَّفَرِ". [2]

ترجمہ: "عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سرد رات میں مقام ضجنان پر اذان دی پھر فرمایا "الا صلوا فی الرحال" کہ لوگو! اپنے اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو اور ہمیں آپ نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن سے اذان کے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رسائل للنكوي: أحكام النعال المتعلقة بالصلاة/فصل في الصلاة وما يتعلق بها وفيه مسائل، ج۱، ص۱۸۰، انتشارات شيخ الاسلام احمد جام)

"أَيْ: وَضْعُهُ عَنْ يَسَارِهِ مَعَ وُجُودِ غَيْرِهِ سَبَبٌ لِأَنْ تَكُونَ عَنْ يَمِينِ صَاحِبِهِ، يَعْنِي: وَفِيهِ نَوْعُ إِهَانَةٍ لَهُ، وَعَلَى الْمُؤْمِنِ أَنْ يُحِبَّ لِصَاحِبِهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ، وَيَكْرَهُ لَهُ مَا يَكْرَهُ لِنَفْسِهِ".

[1]..."وَإِنَّمَا لَمْ يَقُلْ أَوْ خَلْفَهُ لِئَلَّا يَقَعَ قُدَّامَ غَيْرِهِ، أَوْ لِئَلَّا يَذْهَبَ خُشُوعُهُ لِاحْتِمَالِ أَنْ يُسْرَقَ". (مرقاة المفاتيح: ج۲، ص۶۳۸، دار الفكر، بيروت)

"لانه اذا كان خلفه يشوش في صلاته".

(مرقاة المفاتيح: ج۲، ص۶۳۷، دار الفكر، بيروت)

[2]...(صحيح البخاري: كتاب الأذان/بَابُ الأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً، وَالإِقَامَةِ، وَكَذَلِكَ بِعَرَفَةَ وَجَمْعٍ، وَقَوْلِ المُؤَذِّنِ: الصَّلاَةُ فِي الرِّحَالِ، فِي اللَّيْلَةِ البَارِدَةِ أَوِ المَطِيرَةِ، ج۱، ص۱۲۹، رقم الحديث ۶۳۲، دار طوق النجاة)

Marfat.com

لیے فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ مؤذن اذان کے بعد کہہ دے کہ لوگو! اپنے ٹھکانوں میں نماز پڑھ لو۔ یہ حکم سفر کی حالت میں یا سردی یا برسات کی راتوں میں تھا''۔

علامہ ابن ہمام، امام یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یہ قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ سخت کیچڑ میں جماعت کے لئے آنے کا کیا حکم ہے؟ تو امام صاحبؒ نے فرمایا کہ مجھے جماعت کا ترک کرنا محبوب نہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ مؤطا میں فرماتے ہیں کہ اگرچہ روایت سے رخصت کا ثبوت بھی ملتا ہے اور اس سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان کہ جب جوتیاں تر بتر ہو جائیں تو اپنے اپنے ٹھکانے پر نماز ادا کرلو مراد ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صحیح مسلم کی یہ حدیث بھی اسی موافقت میں ہے۔ صحابہ کرامؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں پر نکلے راستے میں بارش شروع ہوگئی، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو چاہے اپنے اپنے مقام پر ہی نماز پڑھ لے، اسی طرح یہ روایت بھی صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ حدیبیہ والے زمانے میں ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر پر تھے کہ اچانک بارش شروع ہوگئی لیکن وہ اتنی ہلکی اور تھوڑی تھی کہ اس سے ہمارے جوتوں کے تلوے بھی پوری طرح گیلے نہیں ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کے منادی نے یہ آواز لگائی کہ'': صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ''۔[1]

---

[1]....''قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ، عَنْ أَبِي يُوسُفَ: سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنِ الْجَمَاعَةِ فِي طِينٍ وَرَدْغَةٍ، أَيْ: وَحْلٍ كَثِيرٍ؟ فَقَالَ: لَا أُحِبُّ تَرْكَهَا، وَقَالَ مُحَمَّدٌ فِي الْمُوَطَّأِ: الْحَدِيثُ رُخْصَةٌ يَعْنِي قَوْلَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: إِذَا ابْتَلَّتِ النِّعَالُ فَالصَّلَاةُ فِي الرِّحَالِ. (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ): قَالَ مِبْرَكٌ: وَرَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَأَحْمَدُ. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَيُوَافِقُهُ خَبَرُ مُسْلِمٍ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمُطِرْنَا، فَقَالَ: "لِيُصَلِّ مَنْ شَاءَ فِي رَحْلِهِ"، وَصَحَّ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ قَلِيلٌ لَمْ يَبُلَّ أَسْفَلَ نِعَالِنَا، فَنَادَى مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/باب الجماعة وفضلها، ج ۳، ص ۸۳۴، دار الفكر، بيروت، لبنان)

Marfat.com

مرد کا نماز میں ٹخنوں کا ڈھانکنا

مرد کے لئے اپنے ٹخنوں کو نماز کے علاوہ ڈھانکنا جائز نہیں ہے،۔نماز میں اس گناہ کا ارتکاب قبیح اور برا ہے۔نماز میں ٹخنے ڈھانکنے سے اگرچہ نماز ادا ہو جائے گی مگر متکبرین کی مشابہت کی وجہ سے نماز میں کراہت لازم آئے گی، لہذا نماز کا لوٹانا واجب ہوگا۔[1]

مردوں کے لئے اپنے ازار کو ٹخنوں سے اوپر رکھنا واجب ہے اور ٹخنوں سے نیچے لٹکانا گناہ ہے۔مزید برآں اسبالِ ازار نماز کے گناہوں میں سے نہیں ہے بلکہ یہ لباس کے گناہوں میں ہے۔اسی وجہ سے محدثین نے ٹخنوں پر کپڑا لٹکانے کا ذکر لباس کے باب میں کیا ہے نہ نماز کے باب میں۔[2]

اس طرح اگر ٹخنوں پر کپڑا لٹکانے کا عمل بغیر تکبر کے کیا جائے تو بھی گناہ ہے اور اگر تکبر سے کیا جائے تو اس گناہ میں مزید شدت آجاتی ہے۔ذیل میں سب سے پہلے ایسی احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں مطلقاً بغیر ارادہ ونیت کے ٹخنوں پر کپڑا لٹکانے پر عذاب اور وعید بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فَفِي النَّارِ". [3]

ترجمہ: "تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے لٹکا ہو وہ جہنم میں ہوگا"۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]....."وكذا ما هو من عادة أهل التكبر".(طحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/فصل في المكروهات،ص،۳۴۴،دارالكتب العلمية،بيروت)

[2]....."وجرُّ الثوب ممنوعٌ عندنا مطلقاً، فهو إذن من أحكام اللباس".(فيض الباري: كتاب اللباس/باب من جر ثوبه من الخيلاء،ج،٦،ص،٧٢، دارالكتب العلمية)

[3]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس /باب ما أسفل من الكعبين فهو في النار واللفظ له ، سنن نسائي: كتاب الزينة من السنة ، مصنف لابن أبي شيبة : كتاب اللباس والزينة ، موضع الازار أين هو؟)

Marfat.com

"ثَلاثَةٌ لا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ قَالَ فَقَرَأَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاث مِرَارًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ خَابُوا وَخَسِرُوا مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ". [1]

ترجمہ: "تین آدمی ایسے ہیں کہ جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کرے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا نہ انہیں گناہوں سے پاک وصاف کرے گا (معاف کرے گا) اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین بار یہ فرمایا، حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ یہ لوگ تو سخت نقصان اور خسارے میں ہوں گے یہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والا اور دے کر احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم کھا کر سامان بیچنے والا"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:

"كُلُّ شَيْءٍ جَاوَزَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فِي النَّارِ". [2]

ترجمہ: "تہبند کا ٹخنوں سے تجاوز شدہ حصہ آگ میں ہوگا"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نَهَى عَنْ جَرِّ الإِزَارِ"۔ [3]

---

[1]....(صحيح مسلم: كتاب الايمان/باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار والمن بالعطية ...ج،۱،ص،۱۰۲، رقم الحديث، ۱۷۱، دار الكتب العلمية ،بيروت)

[2]....(المعجم الكبير للطبراني:باب العين،ج،۱۱،ص،۳۲۲،رقم الحديث،۱۱۸۷۸،مكتبة ابن تيمية،القاهرة))

[3]....(مصنف لابن أبي شيبة : كتاب اللباس/فِي جرِّالإِزَارِ، وَمَا جَاءَ فِيهِ، ج ، ص، ۴۹۴ ،ج،۱۲، رقم الحديث، ۲۵۳۰۳ ،شركة دار القبلة)

Marfat.com

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ نے تہبند کو لٹکانے سے منع فرمایا ہے''۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ ، فَمَا كَانَ إِلَى الْكَعْبِ فَلاَ بَأْسَ ، وَمَا كَانَ تَحْتَ الْكَعْبِ فَفِي النَّارِ''. [1]

ترجمہ: ''مؤمن کا ازار نصف پنڈلی تک ہے، اور جو (تہبند) ٹخنوں تک ہو تو اس میں بھی کوئی حرج کی بات نہیں، اور جو (تہبند کا حصہ) ٹخنوں سے نیچے ہوگا تو وہ آگ میں ہوگا''۔

نوٹ: ان تمام احادیث سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ نے جہنم کی وعیدیں ایسے لوگوں کے لئے فرمائیں جو بغیر ارادہ ونیت کے ٹخنوں پر کپڑا لٹکاتے ہیں۔ اب ذیل میں وہ احادیث ذکر کی جاتی ہیں جن میں تکبر کی نیت سے ٹخنوں پر کپڑا لٹکانے پر وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ تکبر بذاتِ خود اتنا بڑا گناہ ہے پھر اگر ٹخنوں کو ڈھانکنے کا عمل بھی کیا جائے تو پھر آپ اس گناہ کی شدت کا اندازہ لگالیں۔

تکبر کے ساتھ ازار لٹکانے پر وعیدوں والی روایات سے پہلے تکبر کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل روایات نظرِ قارئین کی جاتی ہیں۔

''كُلُوا وَاشْرَبُوا وَتَصَدَّقُوا وَالْبَسُوا مَا لَمْ يُخَالِطْهُ إِسْرَافٌ أَوْ مَخِيلَةٌ''. [2]

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کھاؤ پیو صدقہ کرو اور پہنو بشرطیکہ اس میں اسراف یا

---

[1]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب اللباس/موضع الازار أين هو ، ج ، ١٢ ، ص، ٥٠٠، ٥٠١، رقم الحديث، ٢٥٣١٨، شركة دار القبلة)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب البس ما شئت ما أخطاك سرف أو مخيلة ، ج ،٤ ،ص، ١٨٥ ، رقم الحديث، ٣٢٠٥ ، دار الكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

تکبر کی آمیزش نہ ہو"۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ". [1]

ترجمہ: "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں"۔

عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرِيَاءَ". [2]

ترجمہ: "کوئی آدمی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور کوئی ایسا آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا"۔

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب تحریم الکبر و بیانه، ج، ۱، ص، ۹۳، رقم الحدیث، ۱۴۷، دارالکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب تحریم الکبر و بیانه، ج، ۱، ص، ۹۳، رقم الحدیث، ۱۴۸، دارالکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"إِنَّ الَّذِی یَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُیَلَاءِ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ". [1]

ترجمہ: "جو تکبر اور فخر کی وجہ سے اپنے کپڑے لٹکائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی طرف نظر التفات نہ فرمائیں گے"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا لَمْ یَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَیْهِ". [2]

ترجمہ: "جس نے تکبراً تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکایا تو (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف رحمت کی نظر سے نہیں دیکھیں گے"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ رَأَی رَجُلًا یَجُرُّ إِزَارَهُ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَانْتَسَبَ لَهُ فَإِذَا رَجُلٌ مِنْ بَنِی لَیْثٍ فَعَرَفَهُ ابْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنَیَّ هَاتَیْنِ یَقُولُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ لَا یُرِیدُ بِذٰلِکَ إِلَّا الْمَخِیلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ إِلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ". [3]

ترجمہ: "انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اپنے ازار کو گھسیٹتے ہوئے جا رہا تھا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی سے فرمایا تو کس قبیلے سے ہے اس نے اپنا نسب بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ قبیلہ لیث سے ہے حضرت ابن عمرؓ نے

---

[1]....(سنن ابن ماجه: کتاب اللباس/من جر ثوبه من الخیلاء، ج۴، ص۱۶۶، ۱۶۷، رقم الحدیث، ۳۵۶۹، دارالکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(سنن أبي داؤد: کتاب اللباس/في قدر موضع الازار، ص۵۷۷، رقم الحدیث، ۴۰۹۳، دارالسلام)

[3]....(صحیح مسلم: کتاب اللباس/بَاب تَحْرِیمِ جَرِّ الثَّوْبِ خُیَلَاءَ وَبَیَانِ حَدِّ مَا یَجُوزُ إِرْخَاؤُهُ إِلَیْهِ، ج، ص۱۶۵۲، رقم الحدیث، ۲۰۸۵، دارالکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

اسے پہچانا تو اسے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے ان دونوں کانوں سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو آدمی اپنے ازار کو لٹکائے اور اس سے اس کا مقصد تکبر اور غرور کے اور کچھ نہ ہو تو اللہ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں فرمائے گا''۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ''۔ [1]

ترجمہ: ''ایک شخص غرور میں اپنا تہبند گھسیٹتا ہوا چل رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور وہ اسی طرح قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا''۔

ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانا قوم لوط کی ان بداعمالیوں میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے ان پر عذابِ الٰہی نازل ہوا۔ [2]

مردوں کا سجدے میں قدموں کو چھپانا

سجدے میں مردوں کا اپنے قدموں کو چھپانا مکروہ ہے۔ [3]

شلوار اور پتلون موڑ کر نماز پڑھنے کا حکم

بعض لوگوں نے شلوار یا پتلون موڑ کر نماز پڑھنے کو ''کف ثوب'' (یعنی کپڑا فولڈ کر کے نماز

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/باب من جر ثوبه من الخيلاء، ج، ۴، ص، ۴۰، رقم الحديث، ۵۷۹۰، دارالكتب العلمية، بيروت)

[2]...."أخرج ابن عساكر عن أبي أمامة الباهلي قال: كان في قوم لوط عشر خصال يعرفون بها: لعب الحمام، ورمي البندق، والمكاء، والخذف في الأنداء، وتسبيط الشعر، وفرقعة العلك، واسبال الإزار، وحبس الأقبية، وإتيان الرجال، والمنادمة على الشراب، وستزيد هذه الأمة عليها". (الدرالمنثور: ج، ۵، ص، ۶۴۴، دار الفكر، بيروت)

[3]...."وستر القدمين في السجود عمداً للرجال". (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/فصل في المكروهات، ص، ۳۴۵، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ادا کرنا) میں داخل کر کے مکروہ تحریمی قرار دینے کے ساتھ نماز کو واجب الاعادۃ قرار دیا ہے۔اس سلسلہ میں ان حضرات کا جواب دینے سے پہلے دو باتیں نظرِ قائین کی جاتی ہیں، تاکہ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

(۱)..... کفت ثوب کے معنی

(۲)..... کفت ثوب کا حکم

کف ثوب کے لغوی معنی

(۱)..... کفت ثوب کے لغوی معنی اکٹھا کرنا، سمیٹنا اور جمع کرنے کے آتے ہیں۔[۱]

کف ثوب کے اصطلاحی معنی

کف ثوب کے اصطلاحی معنی کپڑے کو نماز میں موڑنا اور سجدہ میں جاتے ہوئے کپڑے کو آگے یا پیچھے سے اُٹھانا تاکہ اس پر مٹی وغیرہ نہ لگے۔[۲]

کفِّ ثوب کا حکم

(۲)..... کفت ثوب مکروہ تحریمی ہے، اور اس حالت میں ادا کی گئی نماز لوٹانا واجب ہے، خواہ یہ عمل نماز کی ابتدا کرنے سے پہلے کیا تھا یا پھر نماز شروع کرنے کے بعد کیا، البتہ نماز شروع ہونے سے پہلے اگر کسی کام کی وجہ سے آستین اوپر چڑھائی ہوئی تھی اور نماز شروع ہوگئی، اور

---

[۱]....."كَفَّ الشيءَ يَكُفُّه كَفّاً :جَمَعَهُ".(لسان العرب:فصل الكاف،ج،۹،ص،۳۰۱،دار صادر،بيروت)

[۲]....قال العلامة الشرنبلالي رحمه الله تعالىٰ:"وكف ثوبه"أى رفعه بين يديه أومن خلفه إذا أراد السجود وقيل أن يجمع ثوبه ويشده في وسطه لما فيه من التجبر المنافي للخشوع لقوله صلى الله عليه وسلم :أمرت أن أسجد على سبعة أعظم وأن لا أكف شعرا ولا ثوبا متفق عليه".(مراقي الفلاح مع الطحطاوي:ص،۱۲۸،المكتبة العصرية)

قال العلامة ابن نجيم صاحب النهر:(وكف ثوبه)لما رويناه وهو رفعه من بين يديه او من خلفه اذا اراد السجود".(النهر الفائق:ج،۱،ص،۲۸۱،قديمي،كراتشي)

"قَوْلُهُ أَىْ رَفْعُهُ)أَىْ سَوَاءٌ كَانَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ أَوْ مِنْ خَلْفِهِ عِنْدَ الِانْحِطَاطِ لِلسُّجُودِ بَحْرٌ".(رد المحتار مع الدر المختار:ج،۱،ص،۶۴۰،دار الفكر،بيروت)

Marfat.com

رکعت پانے کی غرض سے وہ آکر نماز میں شریک ہوگیا، تو ایسی صورت کراہت سے مستثنیٰ ہے، اور احسن یہ ہے کہ آستین کو عملِ قلیل سے نیچے کرلے۔[1]

جواب

جو حضرات پتلون اور شلوار کو اوپر یا نیچے سے موڑنے کو کفِ ثوب میں داخل کرتے ہیں، ان کا مؤقف دو وجہ سے درست نہیں۔

(۱)..... روایاتِ اسبال اور کفِ ثوب سے متعلق فقہاء کرام کی عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "کفِ ثوب" شرعی لباس سے متعلق ہے، یعنی جس کا لباس شرعی (ٹخنوں سے اوپر) ہو، اس کو سمیٹنا، موڑنا اور آگے پیچھے کرنا کفِ ثوب میں آتا ہے جو کہ درست نہیں۔

---

[1]....قال العلامة الطحطاوي رحمه الله تعالىٰ: "وتشمير كميه عنهما" أي عن ذراعيه سواء كان إلى المرفقين أو لا على الظاهر كما في البحر لصدق كف الثوب على الكل ولو شمرهما قبل الصلاة ثم دخل فيها اختلف في الكراهة كذا في النهر". (حاشية الطحطاوي: كتاب الصلاة/فصل في المكروهات، ص، ۳۴۹، دارالكتب العلمية، بيروت)

وقال ايضاً: "وقيل أن يجمع ثوبه الخ لأنه صنيع أهل الكتاب كذا علله العتابي وفي الخلاصة أنه لايكره قال الحلبي وهو المختار قوله: لما فيه من التجبر قال في منية المصلي ويكره كل ما كان من أخلاق الجبابرة اهـ وقيل لا بأس برفعه عن التراب والأصح الإطلاق لأنه إذا كان تتريب الوجه في السجود مندوبا فما ظنك بالثوب". (حاشية الطحطاوي: كتاب الصلاة/فصل في المكروهات، ص، ۳۵۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: "وَكَذَا كُلُّ صَلَاةٍ أُدِّيَتْ مَعَ كَرَاهَةِ التَّحْرِيمِ تَجِبُ إِعَادَتُهَا". (الشامية: ج۲، ص، ۱۸۳، رشيدية، كوئته)

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أُمِرَ النَّبِيُّ صلّى الله عليه وسلم أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْضَاءٍ، وَلاَ يَكُفَّ شَعَرًا وَلاَ ثَوْبًا". (صحيح البخاري: بَابُ السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، ج۱، ص، ۱۶۲، رقم الحديث، ۸۰۹، دارطوق النجاة)

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ: وَالْمُرَادُ أَنَّهُ لَا يَجْمَعُ ثِيَابَهُ وَلَا شَعْرَهُ وَظَاهِرُهُ يَقْتَضِي أَنَّ النَّهْيَ عَنْهُ فِي حَالِ الصَّلَاةِ وَإِلَيْهِ جَنَحَ الدَّاوُدِيُّ وَتَرْجَمَ الْمُصَنِّفُ بَعْدَ قَلِيلٍ بَابُ لَا يَكُفُّ ثَوْبَهُ فِي الصَّلَاةِ وَهِيَ تُؤَيِّدُ ذَلِكَ وَرَدَّهُ عِيَاضٌ بِأَنَّهُ خِلَافُ مَا عَلَيْهِ الْجُمْهُورُ فَإِنَّهُمْ كَرِهُوا ذَلِكَ لِلْمُصَلِّي سَوَاءٌ فَعَلَهُ فِي الصَّلَاةِ أَوْ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهَا وَاتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ لَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ لَكِنْ حَكَى بن الْمُنْذِرِ عَنِ الْحَسَنِ وُجُوبَ الْإِعَادَةِ قِيلَ وَالْحِكْمَةُ فِي ذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا رَفَعَ ثَوْبَهُ وَشَعْرَهُ عَنْ مُبَاشَرَةِ الْأَرْضِ أَشْبَهَ الْمُتَكَبِّرَ". (فتح الباري: بَابُ السُّجُودِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ، ج۲، ص، ۲۹۶، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

اپنے اختیار سے غیر شرعی لباس میں ایسا کام کرنا کہ وہ شرعی لباس کی مانند ہو جائے، اس تصرف کو ''کفِ ثوب'' کا نام دینا اور ناجائز قرار دینا محل نظر ہے، کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معمول کی بنا پر یہ تصرف شرعی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ واجب العمل ہے۔

چنانچہ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ:

''رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِينَةِ، وَقَفَ عَلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، وَعُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا، أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُونَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ؟ قَالَا: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيقَةٌ، مَا فِيهَا كَبِيرُ فَضْلٍ، قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُونَا حَمَّلْتُمَا الْأَرْضَ مَا لَا تُطِيقُ، قَالَ: قَالَا: لَا، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِي اللَّهُ، لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لَا يَحْتَجْنَ إِلَى رَجُلٍ بَعْدِي أَبَدًا، قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيبَ، قَالَ: إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ، إِلَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيبَ، وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ، قَالَ: اسْتَوُوا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ سُورَةَ يُوسُفَ، أَوِ النَّحْلَ، أَوْ نَحْوَ ذَلِكَ، فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: قَتَلَنِي أَوْ أَكَلَنِي الْكَلْبُ، حِينَ طَعَنَهُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّينٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلَى أَحَدٍ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا، مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ، وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِي أَرَى، وَأَمَّا

Marfat.com

نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لاَ يَدْرُونَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُولُونَ :سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ، فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ صَلاَةً خَفِيفَةً، فَلَمَّا انْصَرَفُوا قَالَ :يَا ابْنَ عَبَّاسٍ، انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِي، فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ :غُلاَمُ الْمُغِيرَةِ، قَالَ :الصَّنَعُ؟ قَالَ :نَعَمْ، قَالَ :قَاتَلَهُ اللَّهُ، لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوفًا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَجْعَلْ مِيتَتِي بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِي الإِسْلاَمَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوجُ بِالْمَدِينَةِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيقًا فَقَالَ :إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ، أَيْ :إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا؟ قَالَ :كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ، وَصَلَّوْا قِبْلَتَكُمْ، وَحَجُّوا حَجَّكُمْ فَاحْتُمِلَ إِلَى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيبَةٌ قَبْلَ يَوْمَئِذٍ، فَقَائِلٌ يَقُولُ :لاَ بَأْسَ، وَقَائِلٌ يَقُولُ :أَخَافُ عَلَيْهِ، فَأُتِيَ بِنَبِيذٍ فَشَرِبَهُ، فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جُرْحِهِ، فَعَلِمُوا أَنَّهُ مَيِّتٌ، فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ، فَجَعَلُوا يُثْنُونَ عَلَيْهِ، وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ، فَقَالَ :أَبْشِرْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ بِبُشْرَى اللَّهِ لَكَ، مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدَمٍ فِي الإِسْلاَمِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وَلِيتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ، قَالَ :وَدِدْتُ أَنَّ ذَلِكَ كَفَافٌ لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي، فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الأَرْضَ، قَالَ :رُدُّوا عَلَيَّ الْغُلاَمَ، قَالَ :يَا ابْنَ أَخِي ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَبْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ، فَحَسَبُوهُ فَوَجَدُوهُ سِتَّةً وَثَمَانِينَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ :إِنْ وَفَى لَهُ، مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلاَّ فَسَلْ فِي بَنِي عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِي قُرَيْشٍ، وَلاَ

Marfat.com

تَعُدُّهُمْ إِلَى غَيْرِهِمْ، فَأَدِّ عَنِّي هَذَا الْمَالَ انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ، وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ، فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا، وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي، فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأُوثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ، قِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَدْ جَاءَ، قَالَ: ارْفَعُونِي، فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ، فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي، ثُمَّ سَلِّمْ، فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ، فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ، فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اسْتَخْلِفْ، قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ، أَوِ الرَّهْطِ، الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَّى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا، وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ، وَلَا خِيَانَةٍ، وَقَالَ: أُوصِي الْخَلِيفَةَ مِنْ

Marfat.com

بَعْدِی، بِالْمُهَاجِرِينَ الأَوَّلِينَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ، وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوصِيهِ بِالأَنْصَارِ خَيْرًا، (الَّذِينَ تَبَوَّءُ وا الدَّارَ وَالإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ)، أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيئِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِأَهْلِ الأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الإِسْلاَمِ، وَجُبَاةُ المَالِ، وَغَيْظُ العَدُوِّ، وَأَنْ لاَ يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ وَأُوصِيهِ بِالأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ العَرَبِ، وَمَادَّةُ الإِسْلاَمِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَيُرَدَّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوصِيهِ بِذِمَّةِ اللَّهِ، وَذِمَّةِ رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُوفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلاَ يُكَلَّفُوا إِلَّا طَاقَتَهُمْ، فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ، فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي، فَسَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ، قَالَتْ: أَدْخِلُوهُ، فَأُدْخِلَ، فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هَؤُلاَءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: اجْعَلُوا أَمْرَكُمْ إِلَى ثَلاَثَةٍ مِنْكُمْ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِي إِلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأُ مِنْ هَذَا الأَمْرِ، فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ وَاللَّهُ عَلَيْهِ وَالإِسْلاَمُ، لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِي نَفْسِهِ؟ فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَفَتَجْعَلُونَهُ إِلَيَّ وَاللَّهُ عَلَيَّ أَنْ لاَ آلُ عَنْ أَفْضَلِكُمْ قَالاَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالقَدَمُ فِي الإِسْلاَمِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللَّهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ، وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ، وَلَتُطِيعَنَّ، ثُمَّ خَلاَ بِالآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ

Marfat.com

الْمِيثَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ فَبَايَعَهُ، فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوهُ". [1]

ترجمہ: ''میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی ہونے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حذیفہ بن یمان اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے ساتھ کھڑے تھے اور ان سے یہ فرما رہے تھے کہ (عراق کی اراضی کے لیے، جس کا انتظام خلافت کی جانب سے ان کے سپرد کیا گیا تھا) تم لوگوں نے کیا کیا ہے؟ کیا تم لوگوں کو یہ اندیشہ تو نہیں ہے کہ تم نے زمین کا اتنا محصول لگا دیا ہے جس کی گنجائش نہ ہو۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے ان پر خراج کا اتنا ہی بار ڈالا ہے جسے ادا کرنے کی زمین میں طاقت ہے، اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دیکھو پھر سمجھ لو کہ تم نے ایسی جمع تو نہیں لگائی ہے جو زمین کی طاقت سے باہر ہو۔ راوی نے بیان کیا کہ ان دونوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہونے پائے گا، اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے زندہ رکھا تو میں عراق کی بیوہ عورتوں کے لیے اتنا کر دوں گا کہ پھر میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی۔ راوی عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ ابھی اس گفتگو پر چوتھا دن ہی آیا تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ زخمی کر دیئے گئے۔ عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ جس صبح کو آپ زخمی کئے گئے، میں (فجر کی نماز کے انتظار میں) صف کے اندر کھڑا تھا اور میرے اور ان کے درمیان عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی نہیں تھا عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب صف سے گزرتے تو فرماتے جاتے کہ صفیں سیدھی کر لو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خلل نہیں رہ گیا ہے تب آگے (مصلی پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے۔ آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورۃ یوسف یا

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ، وَالِاتِّفَاقِ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَفِيهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ج،۵،ص،۱۵، رقم الحديث،۳۷۰۰،دار طوق النجاة)

Marfat.com

سورۃ النحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے۔ اس دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ فرمارہے ہیں کہ مجھے قتل کر دیا یا کتے نے کاٹ لیا۔ ابولولو نے آپ کو زخمی کر دیا تھا۔ اس کے بعد وہ بدبخت اپنا دو دھاری خنجر لیے دوڑنے لگا اور دائیں اور بائیں جدھر بھی پھرتا تو لوگوں کو زخمی کرتا جاتا۔ اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی۔ مسلمانوں میں سے ایک صاحب (حطان نامی) نے یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اس پر اپنی چادر ڈال دی۔ اس بدبخت کو جب یقین ہو گیا کہ اب پکڑ لیا جائے گا تو اس نے خود اپنا بھی گلا کاٹ لیا، پھر عمرؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر انہیں آگے بڑھا دیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جو لوگ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب تھے انہوں نے بھی وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہو سکا، البتہ چونکہ عمر رضی اللہ عنہ کی قرآت (نماز میں) انہوں نے نہیں سنی تو سبحان اللہ! سبحان اللہ! کہتے رہے۔ آخر عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی۔ پھر جب لوگ نماز سے پلٹے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور آ کر فرمایا کہ مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولولو) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا کہ جی ہاں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (جس کا اس نے یہ بدلا دیا) اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو۔ تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت ہی

Marfat.com

خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینہ میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں۔ یوں بھی ان کے پاس غلام بہت تھے، اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا، اگر آپ فرمائیں تو ہم بھی کر گزریں۔ مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ انتہائی غلط فکر ہے، خصوصاً جب کہ تمہاری زبان میں وہ گفتگو کرتے ہیں، تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج کرتے ہیں۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر اٹھا کر لایا گیا اور ہم آپ کے ساتھ ساتھ آئے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی، بعض تو یہ کہتے تھے کہ کچھ نہیں ہوگا۔ (اچھے ہو جائیں گے) اور بعض کہتے تھے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے۔ اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا۔ اسے آپ نے پیا تو وہ آپ کے پیٹ سے باہر نکل آیا۔ پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جوں ہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا۔ اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے۔ پھر ہم اندر آ گئے اور لوگ آپ کی تعریف بیان کرنے لگے، اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا یا امیر المؤمنین! آپ کو خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی۔ ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے۔ پھر آپ خلیفہ بنائے گئے اور آپ نے پورے انصاف سے حکومت کی، پھر شہادت پائی، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر پر میرا معاملہ ختم ہو جاتا، نہ ثواب ہوتا اور نہ عذاب۔ جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) لٹک رہا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لڑکے کو میرے پاس واپس بلا لاؤ (جب وہ آئے تو) آپ نے فرمایا: میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا اوپر اٹھائے رکھو کہ اس سے تمہارا کپڑا بھی زیادہ

Marfat.com

دنوں چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا بھی باعث ہے۔ اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض کا شمار کیا تو تقریباً چھیاسی ہزار نکلا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو انہی کے مال سے اس کو ادا کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا، اگر ان کے مال کے بعد بھی ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا کسی سے امداد نہ طلب کرنا اور میری طرف سے اس قرض کو ادا کر دینا۔ اچھا اب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے۔ امیر المؤمنین (میرے نام کے ساتھ) نہ کہنا، کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں، تو ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر) سلام کیا اور اجازت لے کر اندر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ آپ بیٹھی رو رہی ہیں۔ پھر کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے اس جگہ کو اپنے لیے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے پر ترجیح دوں گی، پھر جب ابن عمر رضی اللہ عنہما واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ آ گئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اٹھاؤ۔ ایک صاحب نے سہارا دے کر آپ کو اٹھایا۔ آپ نے دریافت کیا کیا خبر لائے؟ کہا کہ جو آپ کی تمنا تھی اے امیر المؤمنین! عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ۔ اس سے اہم چیز اب میرے لیے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ لیکن جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کے لیے) لے چلو تو پھر میرا سلام ان سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) نے آپ سے اجازت

Marfat.com

چاہی ہے۔ اگر وہ میرے لیے اجازت دے دیں تب تو وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ اس کے بعد ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں۔ ان کے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں، جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے۔ آپ عمر رضی اللہ عنہ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں۔ پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو وہ مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے ان کے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنین! خلافت کے لیے کوئی وصیت کر دیجیے، فرمایا کہ خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں پاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات تک جن سے راضی اور خوش تھے پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمن بن عوف کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبداللہ بن عمر کو بھی صرف مشورہ کی حد تک شریک رکھنا لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں رہے گا۔ جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کے لیے یہ فرمایا ہو۔ پھر اگر خلافت سعد کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ نہ ہو سکیں تو جو شخص بھی خلیفہ ہو وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے۔ کیونکہ میں نے ان کو (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا ہے اور عمر نے فرمایا: میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ ان کے حقوق پہچانے اور ان کے احترام کو ملحوظ رکھے اور میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ بہتر معاملہ کرے جو دارالہجرت اور دارالایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے سے) مقیم ہیں۔ (خلیفہ کو چاہیے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے اور میں ہونے والے خلیفہ

Marfat.com

کو وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ رکھے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کے لیے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور ان کی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو بدویوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں اور یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہیں کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے، جب عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ہم وہاں سے ان کو لے کر (عائشہ رضی اللہ عنہا) کے حجرہ کی طرف آئے۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی ہے۔ ام المؤمنین نے کہا انہیں یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ وہ وہیں دفن ہوئے، پھر جب لوگ دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن کے نام عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے پہلے بتائے تھے) جمع ہوئی عبدالرحمن بن عوف نے کہا: تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کر دینا چاہیے اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا۔ طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمن بن عوف کے سپرد کیا۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے (عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو مخاطب کر کے) کہا کہ آپ دونوں حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی

Marfat.com

برات ظاہر کرے ہم اسی کو خلافت دیں گے اور اللہ اس کا نگراں ونگہبان ہوگا اور اسلام کے حقوق کی ذمہ داری اس پر لازم ہوگی۔ ہر شخص کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے، اس پر یہ دونوں حضرات خاموش ہو گئے تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ حضرات اس انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں، اللہ کی قسم کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب میں افضل ہوگا۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جی ہاں، پھر آپ نے ان دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور ابتداء میں اسلام لانے کا شرف بھی۔ جیسا کہ آپ کو خود ہی معلوم ہے، پس اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے اور اگر عثمان رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ ان کے احکام سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا: اے عثمان! اپنا ہاتھ بڑھایئے۔ چنانچہ انہوں نے ان سے بیعت کی اور علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان سے بیعت کی، پھر اہل مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی''۔

(۲)..... علماء نے بعض روایاتِ اسبال کی وجہ سے پتلون اور شلوار کو اوپر نیچے موڑنے کو کفّ ثوب میں شمار نہیں کیا، چنانچہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ازار میں کفّ ثوب (یعنی کپڑے کو موڑنا) نہیں ہوتا۔

قال الحافظ ابن حجر رحمه الله تعالىٰ: هُوَ بِالشِّينِ الْمُعْجَمَةِ وَتَشْدِيدِ الْمِيمِ رَفْعُ أَسْفَلِ الثَّوْبِ .....وَلَمْ يَقَعْ لَفْظُ مُشَمِّرًا لِلاسْمَاعِيلِيِّ فَإِنَّهُ أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ

Marfat.com

عَنْ عَمِّهِ عُمَرَ بِلَفْظِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ سَاقَيْهِ .....قَالَ الْإِسْمَاعِيلِيُّ وَهَذَا هُوَ التَّشْمِيرُ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ النَّهْيَ عَنْ كَفِّ الثِّيَابِ فِي الصَّلَاةِ مَحَلُّهُ فِي غَيْرِ ذَيْلِ الْإِزَارِ". [1]

ترجمہ "تشمیر کے معنی نیچے کے کپڑے کو اوپر اُٹھانے کے آتے ہیں.....ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ نماز پڑھانے کے لئے آنحضرت ﷺ نکلے۔ (تو جناب رسول اللہ کا ازار مبارک اتنا اوپر تھا) کہ میں آپؐ کی گویا پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا تھا، اسماعیلی فرماتے ہیں کہ یہی تشمیر ہے، اور اس سے یہ بات اخذ ہوتی ہے کہ کف ثوب سے نماز میں جو نہی وارد ہوئی ہے ازار کا کپڑا اس کا محل نہیں ہے"۔

عورتوں کی شلوار ٹخنوں سے نیچے ہونی چاہیئے

مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ اپنی شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھیں اور عورتوں کی شلوار ان کے ٹخنوں سے نیچے ہونی چاہیئے۔ [2]

حالتِ قیام میں ایک پاؤں پر کھڑے رہنے کا حکم

نمازی کے لئے قیام کی حالت میں بلا عذر ایک پاؤں پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ [3]

---

[1]....(فتح الباري: بَابُ التَّشْمِيرِ فِي الثِّيَابِ، ج۱۰، ص۲۵۶، دار المعرفة، بيروت)

[2]...."يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ الْإِزَارُ فَوْقَ الْكَعْبَيْنِ إِلَى نِصْفِ السَّاقِ وَهَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ، وَأَمَّا النِّسَاءُ فَيُرْخِينَ إِزَارَهُنَّ أَسْفَلَ مِنْ إِزَارِ الرِّجَالِ لِيَسْتُرَ ظَهْرَ قَدَمِهِنَّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره، ج۵، ص۳۳۳، دار الفكر)

حاشیہ: لیکن آج کل معاملہ الٹ ہے، عورتوں کی شلواریں ان کے ٹخنوں سے اوپر ہوتی ہیں جبکہ مردوں کی شلواریں ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہیں، فیا للعجب۔ عثمانی

[3]...."وَيُكْرَهُ الْقِيَامُ عَلَى أَحَدِ الْقَدَمَيْنِ فِي الصَّلَاةِ بِلَا عُذْرٍ". (ردالمحتار مع الدر المختار: فرائض الصلاة/باب صفة الصلاة مطلب: قد يطلق الفرض على ما يقابل الركن .....ج۱، ص۴۴۴، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

نمازی حالتِ رکوع میں پاؤں کے ظاہر پر نظر رکھے

مصلی رکوع کی حالت میں ظاہر قدم پر اور سجدہ کی حالت میں ناک کی طرف نظر رکھے اور سلام کے وقت دائیں کندھے پر بائیں طرف سلام کے وقت بائیں کندھے پر نظر رکھے، یہ آدابِ نماز میں ہے اور نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے۔ [1]

حالتِ سجدہ میں ایڑیوں کو ملانے کا شرعی حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

" فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعِي عَلَى فِرَاشِي، فَوَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ". [2]

ترجمہ: "(رات کو ایک مرتبہ میری آنکھ کھلی) میں نے آپ ﷺ کو نہیں پایا حالانکہ پہلے آپ ﷺ میرے ساتھ بستر پر لیٹے ہوئے تھے، (میں نے اندھیرے میں آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کی) پس میں نے آنحضرت ﷺ کو سجدہ کی

---

[1]..... "(نَظَرَهُ إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ حَالَ قِيَامِهِ، وَإِلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ حَالَ رُكُوعِهِ وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ حَالَ سُجُودِهِ، وَإِلَى حِجْرِهِ حَالَ قُعُودِهِ.وَإِلَى مَنْكِبِهِ الْأَيْمَنِ وَالْأَيْسَرِ عِنْدَ التَّسْلِيمَةِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةِ)لِتَحْصِيلِ الْخُشُوعِ". (الدرالمختار مع ردالمحتار : كتاب الصلاة/آداب الصلاة ،ج، ۱، ص، ۴۷۸، دارالفكر، بيروت)

"ونظر المصلي الى موضع سجوده قائماً والى ظاهر القدم راكعاً لأنه أدعى الى الخشوع ونظره الى أرنبة أنفه ساجداً لأن تصويب النظر اليها أقرب الى الخشوع .....ولئلا ينظر الى ما يشغله عما هو فيه من الخشوع استحضاراً لعظمة مولاه.....ويكون ملاحظاً قوله ﷺ "اعبد الله كأنك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك "والى المنكبين مسلماً فينظر الى أيمنه في الأول ، والى أيسره في الثاني، لأن المقصود الخشوع ، وترك التكلف فاذا تركه صار ناظراً الى هذه المواضع قصداً أو لم يقصد ".(امداد الفتاح:ص ، ۳۰۶ ،بيروت)

(وكذا في البحرالرائق: ج، ۱ ،ص، ۳۰۴، كوئته)

(وكذا في مراقي الفلاح:ص، ۱۰۲ ،مكة المكرمة)

(وكذا في بدائع الصنائع : ج، ۱ ،ص،۲۱۵، سعيد)

[2]..... (صحيح ابن حبان:ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ هَذَا الْخَبَرَ تَفَرَّدَ بِهِ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ، ج،۵،ص، ۲۶۰ ،رقم الحديث،۱۹۳۳ ،مؤسسة الرسالة،بيروت)

Marfat.com

حالت میں اس طرح پایا کہ پیر کی ایڑیاں مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی تھیں"۔

حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حدیث عائشہؓ سے سجدے میں پیروں کو ملانے کی سنیت ثابت ہوتی ہے۔[1]

حضرت مولانا احمد نقشبندی کا سجدے میں ایڑیوں کو ملانا

حضرت مولانا غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متبحر اہل حدیث عالم تھے۔ان کا ایک کتب خانہ بھی تھا۔ ہمیشہ تقوی اور اعتدال کی راہ پر گامزن رہتے۔ حضرت (مولانا احمد خان) کی خدمت میں خانقاہ سراجیہ تشریف لائے اور چار پانچ روزہ قیام کے دوران اپنا تعارف تک نہ کروایا۔ رخصت ہوتے وقت اتنا کہا کہ آپ کا باطنی معاملہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے اسے تو آپ ہی بہتر جانتے ہوں گے۔ میں نے تو یہ دیکھا ہے کہ نماز اور اس کے واجبات کی ادائیگی میں آپ کا عمل کامل طور پر سنت مطہرہ کے مطابق ہے اور اس سلسلہ میں آپ کی ذات مجدد کی حیثیت رکھتی ہے، البتہ آپ کا سجدے کی حالت میں ایڑیوں کا جوڑنا کتب احادیث سے ثابت نہیں۔ حضرت نے فوراً "بیھقی" منگوا کر درج ذیل حدیث پیش کی جس سے وہ مطمئن ہو گئے:

"فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَعِي عَلَى فِرَاشِي، فَوَجَدْتُهُ سَاجِدًا رَاصًّا عَقِبَيْهِ مُسْتَقْبِلًا بِأَطْرَافِ أَصَابِعِهِ الْقِبْلَةَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ :أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَبِكَ مِنْكَ، أُثْنِيَ عَلَيْكَ لَا أُبْلُغُ كُلَّ مَا فِيكَ الى

---

[1]..... " واما سنية الصاق الكعبين فى السجود فيدل عليه حديث عائشةؓ .....وفيه " فوجدته ساجدا راصا عقبيه " اى ملصقا احدهما بالاخر.(اعلاء السنن:باب طريق السجود،ج،۳،ص،۴۳،تحت رقم الحديث،۷۹۰،دار الكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

آخرِ الحدیث". [1]

ترجمہ: "میں نے (ایک رات) بستر پر رسول اللہ ﷺ کو نہ پایا، حالانکہ آپؐ میرے پاس ہی لیٹے ہوئے تھے پس میں نے آپ ﷺ کو اس حالت میں پایا کہ آپ ﷺ سجدے میں تھے اور آپ ﷺ کے دونوں پاؤں کی ایڑیاں ایک دوسری کے ساتھ مضبوطی سے ملی ہوئی تھیں اور پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب تھا، پس میں نے سنا کہ آپ ﷺ یہ دعا فرما رہے تھے، (اے اللہ!) میں تیری ناراضگی سے رضا کی، تیرے عذاب سے تیرے عفو کی اور تجھ سے تیری پناہ کا طلب گار ہوں۔ تیری حمد وثنا کرتا ہوں اور تیرے اوصاف کا احاطہ نہیں کرسکتا آخر حدیث تک"۔ [2]

عام طور پر اس سنت پر عمل درآمد ہوتا دکھائی نہیں دیتا۔ مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدظلہ نے اس کو ایک رسالہ میں شائع فرمایا۔ موصوف نے احسن الفتاوی کے فتوی پر سیر حاصل بحث بھی کی، احسن الفتاویٰ کا فتوی اور مولانا موصوف کا تبصرہ دونوں نظرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

احسن الفتاوی میں حالتِ سجدہ میں ایڑیاں ملانے سے متعلق ایک سوال کا جواب

س: مرد سجدہ کی حالت میں دونوں پاؤں کے ٹخنے آپس میں ملا کر رکھیں یا علیحدہ؟ "عرف الشذی" میں ٹخنے ملانے کی روایت ہے:

"وفی صحیح ابن حبان عن عائشةؓ الرص بین العقبین فی السجدة ای ضمها واکثر الناس عن هذا غافلون".

اس کے بارے میں اپنی تحقیق تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم ملهم الصواب: ..... "اعلاء السنن" میں سوال میں مذکور حدیث کے

---

[1] ....(السنن الکبری للبیهقي: أبواب صفة الصلاة/بَابُ مَا جَاءَ فِي ضَمِّ الْعَقِبَيْنِ فِي السُّجُودِ، ج۲، ص۱۶۷، رقم الحدیث، ۲۷۱۹، دار الکتب العلمیة بیروت)

[2] ....(بیس مردان حق: ص۵۳۵، ج۱)

Marfat.com

بعد "تفاجج بین القدمین" کی حدیث بھی منقول ہے:

"عن عائشةؓ فی حدیث اوله فقدت رسول الله ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة)، رواه ابن حبان فی صحیحه باسناد حسن. [1]

"وللنسائی وقد سکت عنه وهو ساجد وقد ما منسوبان". [2]

عن البراءؓ کان ﷺ اذا رکع بسط ظهره واذا سجد وجه اصابعه قبل القبلة فتفاج (یعنی وسع بین رجلیه)رواه البیهقی. قلت احتج به الحافظ بن حجر بعد ما ضعف روایة الدار قطنی عن عائشةؓ وسکت عنه فهو حسن او صحیح عنده. [3]

بصورت تعارض اولاً تطبیق پھر ترجیح کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

تطبیق: حدیث اول میں "رصّ بین العقبین "تقریب پر محمول ہے، کما حمل علیه العلامة الطحاویؒ حدیث ضم الکفین فی الدعاء۔

خود اسی حدیث میں حمل علی التقریب پر دو قرائن بھی ہیں: ایک استقبال الاصابع القبلۃ، دوسرا نصب القدمین۔ یہ دونوں سنتیں رص بین العقبین کی صورت میں علی وجہ الکمال ادا نہیں ہوسکتیں۔ مزید بریں اس میں بلاضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

ترجیح: حدیث ثانی مردوں کے لئے رکوع وسجود میں سنت تجافی کے مطابق ہے۔ وکفی به مرجحا وبهذا رجح الامام الطحاویؒ حدیث وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع علی حدیث التطبیق۔ نیز نماز میں امر خشوع سے بھی اسی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے، کیونکہ بلا

---

[1]....(التلخیص الحبیر: باب صفة الصلاة، ج، ۱، ص، ۲۲۱، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....نسائی، ج، ۱، ص، ۱۶۶)

[3]...."اعلاء السنن: باب طریق السجود، ج، ۳، ص، ۴۰، رقم الحدیث، ۷۸۷، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ضرورت حرکت خشوع کے منافی ہے۔قال ﷺ :فی مصل یعبث بلحیته لو خشع قلبه یسکن جوارحه۔

یہ بحث تبرعاً لکھدی ہے ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفۂ مقلد نہیں۔فقہ میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔شامیہ میں صرف ابوالسعود سے نقل کر کے صحت نقل میں کلام فرمایا ہے اور ''سعایہ'' میں رکوع وسجود میں الصاق الکعبین پر مفصل ومدلل تردید فرمائی ہے۔''احسن الفتاوی'' میں رکوع میں ٹخنے ملانے کی بحث میں '' سعایه'' کی تحقیق منقول ہے۔[1]

سجدہ میں ایڑیوں کا ملانا

احسن الفتاوی'' کے جواب پر تبصرہ

از: حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اعظمی مدظلہ

الجواب واللّٰه هو الموفق للصواب

''عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت فقدت رسول اللّٰه ﷺ وکان معی علی فراشی فوجدته ساجدا راصا عقیبیه مستقبلا باطراف اصابعه القبلة''. [2]

''صحیح ابن حبان'' کی جس روایت کا ذکر ''العرف الشذی ''اور''التلخیص الحبیر '' میں ہے وہ ''صحیح ابن حبان ''میں بھی انہی لفظوں کے ساتھ مذکور ہے۔''ابن خزیمه '' نے اس حدیث کو''باب ضم العقبین فی السجود '' کے تحت ذکر کیا ہے۔میں نے وہیں سے اس کو نقل کیا ہے۔یہ جان کر خوشی ہوئی کہ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے بھی اس سنت کی طرف توجہ دلائی ہے۔فالحمد للّٰه علی ذلک۔

---

[1]....احسن الفتاوی،ص،۴۹،۵۰،ج،۳)

[2]....(التلخیص الحبیر :باب صفة الصلاة،ج،۱،ص،۶۲۱،دارالکتب العلمیة،بیروت)
وکذا فی صحیح ابن خزیمة:بَابُ ضَمِّ الْعَقِبَيْنِ فِي السُّجُودِ،ج،۱،ص،۳۵۱،رقم الحدیث،۶۵۴،المکتب الاسلامی)

Marfat.com

اس حدیث کے خلاف کوئی صریح حدیث نہیں ہے، اس لئے ہمارے خیال میں ضم عقبین کے ظاہر ہی پر عمل کرنا چاہئے، کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہ ہونا عمل سے روکنے یا تاویل کرنے کے لئے کافی نہیں۔

''اعلاء السنن'' میں ہے:

''واما سنية الصاق الكعبين فى السجود فيدل عليه حديث عائشة رضى الله تعالىٰ عنها''۔[1]

دیکھئے! حضرت مولانا ظفر احمد صاحبؒ نے اس کی کوئی تاویل نہیں کی، بلکہ شامی سے مفتی ابو السعود کا قول نقل کیا:

''والصاق كعبيه فى السجود سنة'' اه ۔[2]

حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ نے حدیث میں لفظ ''فتفاج'' کو (جس کی تفسیر حافظ ابن حجرؒ نے ''وسع بين رجليه'' سے کی ہے) حضرت عائشہؓ کی حدیث کے معارض سمجھا۔ یہ سمجھنا ہمارے خیال میں صحیح نہیں۔

۱.....اولاً تو اس لئے کہ حافظؒ نے حضرت براءؓ کی حدیث کو ''التلخيص'' میں ''تفريج بين الركبتين'' کی دلیل میں پیش کیا ہے، جیسے ابوحمید ساعدیؓ کی حدیث جس میں ''اذا سجد فرج بين فخذيه'' کا لفظ ہے اور ضم فخذین کا مسئلہ ضم عقبین سے الگ ہے، یہ دونوں دو مسئلے ہیں۔ ''ابن خزيمه'' نے دونوں کے لئے الگ الگ باب قائم کیا ہے اور دونوں میں الگ الگ حدیثیں ذکر کی ہیں۔

۲:.....ثانیاً حافظؒ نے جو معنی لئے ہیں وہ متعین نہیں، بلکہ ''فتفاج'' جو ''فج'' سے ہے، جس

---

[1].....(اعلاء السنن: باب طريق السجود، ج۳، ص۴۳، تحت رقم الحديث، ۷۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2].....(رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة/فرلة البسملة بين الفاتحة، ج۲، ص۱۹۶، دار الباز)

Marfat.com

کے معنی کشادگی کا ہے وہ ''تجافی'' کے قریب قریب ہے۔ حضرت براءؓ کی ایک دوسری روایت ''بیہقی'' نے ذکر کی ہے، جس میں ''جنح'' کا لفظ ہے اس کا مطلب خود بیہقی نے شیخ ابوزکریا العنبری سے یہ نقل کیا ہے:

''جنح الرجل فی صلوته اذا مد ضبیعیه و تجافی فی الرکوع والسجود''.

اسی صفحہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ان الفاظ سے پیش کی ہے:

''إِذَا سَجَدَ تَجَافَى حَتَّى يُرَى بَيَاضُ إِبِطَيْهِ''. [1]

یہ مضمون بہت سی حدیثوں میں آیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ﷺ کھل کر سجدہ کرتے تھے کہ بغل کھلی رکھتے اور پیٹ پر ران کو نہ رکھتے، نیز حافظؒ نے ''تلخیص'' میں حضرت براءؓ سے ایک اور لفظ نقل کیا ہے:

''کان اذا سجد بسط کفیه و رفع عجینته''، پھر لکھا ہے کہ:

''رواه ابن خزیمه والنسائی وغیرهما بلفظ اذا سجد جحنی یقال جنح الرجل فی صلوته اذا مد ضبیعیه''.

ان سب الفاظ سے بھی یہی ظاہر ہے کہ حضرت براءؓ سجدہ نبوی کی جو مشہور کیفیت ہے اس کو بیان کر رہے ہیں، یعنی بغل کو کھلا رکھنا اور پیٹ اور رانوں کو جدا رکھنا، اس مطلب کی رو سے اس کا ضم عقبین سے کوئی تعارض نہیں۔

اسی طرح ابوحمیدؓ کی حدیث میں ''فرج بین فخذیه'' کا مطلب ''بذل المجهود'' میں یہی بیان کیا ہے کہ ''باعد بین فخذیه و بطنه'' اور آگے روایت میں یہ جو لفظ ہے ''غیر حامل بطنه علی شئی من فخذیه'' اس کو اس کی تاکید بتایا، پھر اس مطلب کی تائید

---

[1]....(السنن الکبری للبیهقی: أبواب صفة الصلاة/بَابُ يُجَافِي مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ج۲، ص۱۶۶، رقم الحدیث، ۲۷۱۰، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ابن نجیم صاحب بحرؒ کے قول سے پیش کی۔ [1]

لطف یہ ہے کہ "بیہقی" نے بھی 'السنن الکبری" میں "تفریج بین الرکبتین" کا باب قائم کیا، لیکن اس کے ذیل میں صرف ابوحمیدؓ کی حدیث ذکر کی، تفریج کے اثبات کے لئے حضرت براءؓ کی حدیث ذکر نہیں کی، جس سے معلوم ہوا کہ "فتفاج" کا مطلب "بیہقی" نے وہ نہیں لیا جو حافظؒ نے لیا، بلکہ دوسرا مطلب لیا؟ [2]

تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی، اس لئے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا یہ فعل بلاضرورت ہے۔

ضم فخذین

رہا مسئلہ ضم فخذین کا جو "ابن خزیمہ" اور "ابوداؤد" میں "ولیضم فخذیہ" کے لفظ سے مروی ہے، تو اس کے معارضہ میں حدیث ابوحمید "فرج بین فخذیہ" وہ لوگ پیش کریں گے جو یہ مطلب لیتے ہیں کہ دونوں رانوں کو آپس میں ملاتے نہیں تھے۔ "بیہقی" اور "شوکانی" نے بھی یہی معنی لئے ہیں۔ [3]

اور حافظؒ نے "فتفاج" سے جو سمجھا وہ بھی اس کے معارض ہوگا، اس مسئلہ، میں تطبیق یا ترجیح دی جائے تو ان دونوں حدیثوں کے ایک معنی کے لحاظ سے بظاہر تعارض ہونے کی وجہ سے معقول ہوگا، چنانچہ "بیہقی" نے "سنن کبری" میں تفریج کو ترجیح دی ہے اور اس کو نماز کی ہیئت سے زیادہ مشابہ قرار دیا ہے اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے "بذل" میں

---

[1]....(بذل المجهود: ج،۲،ص،۸٦)

[2]....(السنن الكبرى للبيهقي: أبواب صفة الصلاة/بَابُ يُجَافِي مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ج،۲،ص،۱٦٦،رقم الحديث،۲۷۱۰،دار الكتب العلمية،بيروت)

[3]....(السنن الكبرى للبيهقي: أبواب صفة الصلاة/بَابُ يُجَافِي مِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ، ج،۲،ص،۱٦٦،رقم الحديث،۲۷۱۰،دار الكتب العلمية،بيروت)
(بذل المجهود: ج،۲،ص،۸٦)

Marfat.com

''بین فخذیه'' کا وہ معنی لینا چاہا ہے جو اوپر مذکور ہوا، جس کی رو سے تعارض ہی نہیں رہتا اور حضرت تھانویؒ نے دونوں میں تطبیق دے کر تقریب کا معنی لیا ہے۔[1]

میرا بھی اسی طرف رجحان ہے، اسی پر عمل بھی ہے، اس لئے کہ دونوں رانوں کو بالکل ملانا مشکل ہے۔

تنبیہ: مولانا عبدالحئی صاحبؒ نے ''سعایہ'' میں اصالۃً رکوع میں الصاق کعبین کی تردید فرمائی ہے اور ہم اس میں ان کے ساتھ اتفاق رکھتے ہیں۔ ضمناً سجدہ میں الصاق کی تردید بھی ہوگئی ہے یہ صحیح ہے، لیکن اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ ضم عقبین کی حدیث حضرت مولاناؒ کی نظر میں نہیں ہے، اسی لئے الصاق کعبین فی الرکوع کی تردید میں شیخ ابوالحسن سندھی کا کلام نقل کیا ہے۔

''ولم یرد فی السنة علی ما وقفنا علیه''[2]

اور خود مولاناؒ نے سجدہ کے بیان کے وقت اس مسئلہ سے تعرض نہیں کیا۔ ہاں سجدہ کے بیان میں ضم فخذین کو سنت بتایا اور ابوداؤد کی حدیث کا حوالہ دیا'' ولیضم فخذیه''۔

باوجودیکہ اس سنت کو بھی ہمارے فقہاء نے ذکر نہیں کیا اور حضرت مولاناؒ نے اس لفظ ضم کی کوئی تاویل بھی نہیں کی، اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ کوئی سنت حدیث معتبر سے ثابت ہوتی ہو تو اس پر عمل کریں گے، یہ کہہ کر اسے چھوڑ نہیں دیں گے کہ ہماری فقہ کی کتابوں میں اس کا ذکر نہیں، اسی لئے علامہ انور شاہ کشمیریؒ جن کی نظر حدیث وفقہ پر بہت وسیع اور عمیق ہے ضم عقبین کی سنت کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

اسی طرح کوئی عمل فقہ کی کتابوں میں سنت بتایا گیا، لیکن حدیث میں اس کا ذکر کہیں نہیں ملا تو اس کو سنت نہیں سمجھیں گے، جیسا کہ'' الصاق کعبین فی الرکوع'' کے ساتھ ہمارے

---

[1]....(اعلاء السنن: باب طریق السجود، ج۳، ص۴۳، تحت رقم الحدیث، ۷۹۰، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(سعایه: ج۲، ص۱۸۱)

Marfat.com

اکابر نے کیا، باوجودیکہ اس کو ''کبیری شرح منیة المصلی'' اور ''درمختار'' میں سنت بتایا، لیکن ہمارے محققین نے اس کے سنت نہ ہونے کو ترجیح دی، جیسا کہ ''سعایہ'' سے ظاہر ہے۔[1]

اگر ضم عقبین کی حدیث ان کے سامنے ہوتی تو کبھی وہ اس کی تردید نہ فرماتے، واللہ اعلم۔

حضرت مفتی رشید احمد صاحب مدظلہ کی چند باتوں کا جواب

قولہ:..... ''رص بین العقبین'' کو تقریب پر محمول کریں گے، جیسا کہ ''طحطاوی'' نے ''ضم الکفین فی الدعاء'' کو تقریب پر محمول کیا۔[2]

جواب:..... رص اور ضم میں لغۃً فرق ہے۔ ﴿کانھم بنیان مرصوص﴾ سے ظاہر ہے کہ رص بالکل ایک دوسرے سے مل جانے کو کہتے ہیں، برخلاف ضم کے کہ وہ قریب پر بھی بولا جاتا ہے۔

قولہ:..... استقبال قبلہ اور نصب القدمین، یہ دونوں رص کے ساتھ علی وجہ الکمال نہیں ہو سکتے۔ (معنیٰ)

جواب:..... یہ نص حدیث کے خلاف ہے۔ حضرت عائشہؓ رص اور استقبال قبلہ دونوں بول رہی ہیں، جو کچھ حضرت ﷺ نے کیا وہی ہمارے لئے سنت ہے۔

ہم نے عملاً کر کے دیکھ لیا ہے کہ یہ تینوں کام مکمل ہو سکتے ہیں، من شاء فلینظرنا۔ اس وقت دونوں پاؤں قریب کر لئے جائیں گے۔

قولہ:..... اس میں بلاضرورت پاؤں کو حرکت دینے کی قباحت بھی ہے۔

جواب:..... بلاضرورت نہیں سنت کی ادائیگی کے لئے ہے، جیسے ہاتھ کی انگلیوں کو سجدہ میں ملانا سنت ہے، باوجودیکہ رکوع میں پھیلانا سنت تھا، اس میں حرکت کو کون منع کرتا ہے؟ وتر

---

[1]..... (سعایہ: ج۲، ص۱۸۲)

[2]..... (احسن الفتاوی: ج۳، ص۴۹)

Marfat.com

میں قنوت سے پہلے احناف رفع یدین کی حرکت کرتے ہیں۔عیدین میں کرتے ہیں۔بین السجدتین بائیں پاؤں کو پھیلا کر اس پر بیٹھتے ہیں، کیوں ابن عباسؓ کی حدیث پر عمل نہیں کرتے، جس میں عقبین پر بیٹھنا آیا ہے، اس میں حرکت نہیں ہوگی۔

اور جیسا کہ شہادت کی انگلی شہادت کے وقت اٹھانا۔بعض لوگوں نے مفتی صاحب مدظلہ والی علت کی وجہ سے اس اشارہ سے انکار کیا تو محققین نے حدیث پیش کر کے تردید کی۔فتدبر وکن علی بصیرۃ۔

اصل میں یہ سب بناء فاسد علی الفاسد ہے۔تعارض سمجھ کر ایسا فرمارہے ہیں وھو ممنوع۔

قولہ:.....حدیث ثانی سنت تجافی کے مطابق ہے۔

جواب:.....حدیث ثانی کا حال معلوم ہو چکا ہے کہ اس میں جو سنت تجافی بیان ہوتی ہے وہ ضم عقبین کے ساتھ حاصل ہے اور اگر حافظ کا مطلب لیجئے یعنی تفریج بین الرکبتین او الفخذین تو یہ بھی ضم عقبین کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس مسئلہ میں نہ تطبیق کی ضرورت ہے نہ ترجیح کی، اس لئے کہ روایتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ اور حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی اور مفتی ابو السعود صاحب کے فرمانے کے مطابق اس سنت پر عمل کرنا چاہیے۔

البتہ ضم فخذین کے مسئلہ میں من وجہ دلائل میں ظاہری تعارض اور فی نفسہ حقیقی ضم مشکل ہونے کی وجہ سے تقریب پر عمل کریں گے۔واللہ تعالی اعلم بالصواب۔ [1]

فضل الرحمٰن اعظمی

۲/ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ

۲/مئی ۹۵ء منگل

---

[1]..... ''ماخوذ از علمی مکتوبات: بحوالہ مرغوب الفتاوی، ج۲، ص۱۴۷ تا ۱۵۵)

Marfat.com

قعدہ میں مرد کے بیٹھنے کا طریقہ

قعدہ میں مرد کے بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنا بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کرے اور کھڑے کیے ہوئے قدم کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے، مزید یہ کہ حتی الامکان اپنے بچھے ہوئے پیر کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف کرے، اور دونوں ہاتھ کو اپنی دونوں رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو ان کی اصلی حالت پر چھوڑ دے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

"يَسْتَفْتِحُ الصَّلَاةَ بِالتَّكْبِيرِ .وَالْقِرَاءَةِ، بِالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ، وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلَكِنْ بَيْنَ ذَلِكَ، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ، حَتَّى يَسْتَوِيَ قَائِمًا، وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ، لَمْ يَسْجُدْ حَتَّى يَسْتَوِيَ جَالِسًا، وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ، وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرَى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنَى، وَكَانَ يَنْهَى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ.وَيَنْهَى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ"۔[1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ اور اَلْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ کی قرات سے کرتے تھے اور جب رکوع کرتے تو سر کو اونچا رکھتے نہ نیچا بلکہ برابر سیدھا رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو اس وقت تک سجدہ نہ کرتے جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں میں التحیات پڑھتے اور بائیں پاؤں کو بچھاتے اور اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کرتے اور

---

[1]....(صحیح مسلم : کتاب الصلاۃ/باب ما یجمع صفۃ الصلاۃ ، ج ۱ ، ص ۳۵۷ ، رقم الحدیث ۴۹۸، دار احیاء التراث العربی بیروت)

Marfat.com

شیطان کی طرح بیٹھنے سے منع فرماتے اور درندوں کی طرح آدمی اپنے دونوں ہاتھ زمین پر بچھادے اس سے بھی منع فرماتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلام کے ساتھ نماز ختم کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقبہ شیطان سے یعنی دونوں پاؤں کھڑے کرکے ایڑیوں پر بیٹھنے سے منع فرماتے تھے"۔

حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ، قُلْتُ :لَأَنْظُرَنَّ إِلَى صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِي لِلتَّشَهُّدِ :افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى، وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرَى يَعْنِي عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى، وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنَى". [1]

ترجمہ: "میں مدینہ آیا تو سوچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز ضرور دیکھوں گا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشہد کے لئے بیٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بایاں پاؤں بچھایا اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھا اور داہنا پاؤں کھڑا کیا"۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کہ:

"إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنَى وَتَثْنِيَ الْيُسْرَى". [2]

ترجمہ: "نماز میں سنت یہ ہے کہ (تشہد میں) دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پھیلادے"۔

قعدہ میں عورت کے بیٹھنے کا طریقہ

عورتوں کو بائیں سرین پر بیٹھ کر اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف اس طریقے سے نکال دینے

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب الصلاة/باب كيف الجلوس في التشهد، ج۲، ص۸۵، رقم الحديث، ۲۹۲، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الأذاني/باب سنة الجلوس في التشهد، ج۱، ص۱۶۵، رقم الحديث، ۸۲۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

چاہیے کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اسی طرح داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔ مردوں کی طرح اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا نہ کرے۔ [1]

---

[1]....."فإن كانت امرأة جلست على أليتها اليسرى وأخرجت رجليها من الجانب الأيمن "لأنه أستر لها".(الهداية: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة، ج، ۱، ص، ۵۳، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

"يسن تورك المرلة بأن تجلس على أليتها وتضع الفخذ على الفخذ وتخرج رجلها من تحت وركها اليمنى لأنه استرلها".(مراقي الفلاح: باب شروط الصلاة وأركانها/فصل في سننها، ج، ۱، ص، ۱۰۰، المكتبة العصرية)

"(قال: كن يتربعن) أى فى حال قعودهن (لم أمرن أن يحتفزن) بالحاء المهملة والفاء والزاء، أى يضممن أعضاء هن بأن يتوركن فى جلوسهن".(شرح مسند أبي حنيفة: حديث التربع، ص، ۱۹۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

"أَحَبُّ إِلَيْنَا أَنْ تَجْمَعَ رِجْلَيْهَا فِي جَانِبٍ، وَلَا تَنْتَصِبَ انْتِصَابَ الرَّجُلِ".(كتاب الآثار لمحمد ابن الحسن: كيف تجلس في الصلاة، ج، ۱، ص، ۲۰۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

"إِلَّا أَنَّ الْمَرْأَةَ تَخْتَصُّ بِبَعْضِ الْهَيْئَاتِ فِي الصَّلَاةِ، وَذَلِكَ كَمَا يَأْتِي:

يُسْتَحَبُّ أَنْ تَجْمَعَ الْمَرْأَةُ نَفْسَهَا فِي الرُّكُوعِ، فَتَضُمُّ مِرْفَقَيْهَا إِلَى الْجَنْبَيْنِ وَلَا تُجَافِيهِمَا، وَتَنْحَنِي قَلِيلًا فِي رُكُوعِهَا، وَلَا تَعْتَمِدُ، وَلَا تُفَرِّجُ بَيْنَ أَصَابِعِهَا، بَلْ تَضُمُّهَا، وَتَضَعُ يَدَيْهَا عَلَى رُكْبَتَيْهَا، وَتَحْنِي رُكْبَتَهَا، وَتُلْصِقُ مِرْفَقَيْهَا بِرُكْبَتَيْهَا.

وَفِي سُجُودِهَا تَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهَا، وَتَنْضَمُّ وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا؛ لِأَنَّ ذَلِكَ أَسْتَرُ لَهَا، فَلَا يُسَنُّ لَهَا التَّجَافِي كَالرِّجَالِ؛ لِحَدِيثِ زَيْدِ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ.....وَلِأَنَّهَا عَوْرَةٌ فَالْأَلْيَقُ بِهَا الِانْضِمَامُ. كَذَلِكَ يَنْبَغِي لَهَا أَنْ تُكَثِّفَ جِلْبَابَهَا وَتُجَافِيَهُ رَاكِعَةً وَسَاجِدَةً، لِئَلَّا تَصِفَهَا ثِيَابُهَا، وَأَنْ تَخْفِضَ صَوْتَهَا، وَتَجْلِسَ مُتَرَبِّعَةً؛ لِأَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَأْمُرُ النِّسَاءَ أَنْ يَتَرَبَّعْنَ فِي الصَّلَاةِ، أَوْ تَسْدُلَ رِجْلَيْهَا عَنْ يَمِينِهَا، وَهُوَ أَفْضَلُ مِنَ التَّرَبُّعِ؛ لِأَنَّهُ غَالِبُ فِعْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَأَشْبَهُ بِجِلْسَةِ الرَّجُلِ، وَهُوَ مَا قَالَهُ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ وَالْإِمَامُ أَحْمَدُ".(الموسوعة الفقهية الكويتية: أحكام الانوثة/هيئتها في الصلاة، ج، ۷، ص، ۹۰، الطبعة الثانية، دار السلاسل، الكويت)

"وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ وَتَلْزَقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا) لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا فَإِنَّهَا عَوْرَةٌ مَسْتُورَةٌ وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُد فِي مَرَاسِيلِهِ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تُصَلِّيَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدْتُمَا فَضُمَّا بَعْضَ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ وَذَكَرَ الشَّارِحُ أَنَّ الْمَرْأَةَ تُخَالِفُ الرَّجُلَ فِي عَشْرِ خِصَالٍ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى مَنْكِبَيْهَا وَتَضَعُ يَمِينَهَا عَلَى شِمَالِهَا تَحْتَ ثَدْيَيْهَا وَلَا تُجَافِي بَطْنَهَا عَنْ فَخِذَيْهَا وَتَضَعُ يَدَيْهَا عَلَى فَخِذَيْهَا تَبْلُغُ رُءُوسُ أَصَابِعِهَا رُكْبَتَيْهَا وَلَا تَفْتَحُ إِبْطَيْهَا فِي السُّجُودِ وَتَجْلِسُ مُتَوَرِّكَةً وَلَا تُفَرِّجُ أَصَابِعَهَا فِي الرُّكُوعِ وَلَا تَؤُمُّ الرِّجَالَ وَتُكْرَهُ جَمَاعَتُهُنَّ وَتَقُومُ الْإِمَامُ وَسَطَهُنَّ اهـ .وَيُزَادُ عَلَى الْعَشْرِ أَنَّهَا لَا تَنْصِبُ أَصَابِعَ الْقَدَمَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْمُجْتَبَى"(البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة، ج، ۱، ص، ۳۳۹، دار الكتب العلمي)

Marfat.com

نماز میں مرد کا پاؤں عورت کے سر سے لگنا

اگر نماز (یعنی سجدہ کے دوران) میں مرد کا پاؤں عورت کے سر کے ساتھ لگ جائے تو مرد کی شہوت ابھر گئی یا عورت کی یا پھر پاؤں لگنے سے دونوں میں شہوت متحرک ہوگئی تو اس سے نماز پر کیا فرق پڑے گا؟ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے مرد کا پاؤں عورت کے سر کے دوپٹہ سے لگا (یعنی مرد کا پاؤں براہ راست عورت کے بالوں کو نہیں لگا) تو اس صورت اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، ہاں البتہ بلا حائل (دوپٹہ) چھویا تو اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ اگر مرد کی شہوت بیدار ہوئی تو اس صورت میں مرد اور عورت دونوں کی نماز فاسد ہوگئی، اور اگر فقط عورت کی شہوت ابھری تو دونوں میں سے کسی کی بھی نماز فاسد نہیں ہوئی۔ ایک قول کے مطابق مرد کے شہوت کے ساتھ چھونے سے عورت کی نماز میں فساد لازم نہیں آتا۔ [1]

عورت سجدے یا قعدے میں اپنے پاؤں کی انگلیوں کو کھڑا نہ کرے

عورت سجدہ اور قعدہ وغیرہ میں اپنے پیر کی انگلیوں کو کھڑا نہ کرے"۔ [2]

پاؤں کے درمیان فاصلہ

نماز میں پاؤں کے درمیان ہاتھ کی چار انگلیوں کا فاصلہ مستحب ہے، اگر کسی کا فاصلہ اس سے زیادہ بھی ہوا تو اس کی نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

---

[1]..."أَوْ مَسَّهَا بِشَهْوَةٍ أَوْ قَبَّلَهَا بِدُونِهَا فَسَدَتْ لَا لَوْ قَبَّلَتْهُ وَلَمْ يَشْتَهِهَا: وَالْفَرْقُ أَنَّ فِي تَقْبِيلِهِ مَعْنَى الْجِمَاعِ". (الدر المختار) وَذَكَرَ فِي الْبَحْرِ عَنْ شَرْحِ الزَّاهِدِيِّ أَنَّهُ لَوْ قَبَّلَ الْمُصَلِّيَةَ لَا تَفْسُدُ صَلَاتُهَا، وَمِثْلُهُ فِي الْجَوْهَرَةِ، وَعَلَيْهِ فَلَا فَرْقَ". (الدر المختار مع ردالمختار: (كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها /فروع: مشي مستقبل القبلة، ج،۲، ص،۳۹۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]..."وَيُزَادُ عَلَى الْعَشْرِ أَنَّهَا لَا تَنْصِبُ أَصَابِعَ الْقَدَمَيْنِ كَمَا ذَكَرَهُ فِي الْمُجْتَبَى". (البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة، ج، ۱، ص ۳۳۹، دار الكتاب الاسلامي)

Marfat.com

"اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ، رَأَی رَجُلًا یُصَلِّی قَدْ صَفَّ بَیْنَ قَدَمَیْہِ فَقَالَ: خَالَفَ السُّنَّۃَ وَلَوْ رَاوَحَ بَیْنَھُمَا کَانَ أَفْضَلَ"۔[1]

ترجمہ: "عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو پاؤں ملا کر نماز میں کھڑے ہوتے دیکھا تو فرمایا: اس نے خلاف سنت (کام) کیا۔ اگر یہ دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھتا تو بہتر تھا"۔

نوٹ: شیخ البانی نے اس حدیث کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے، جبکہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ درج ذیل میں ملاحظہ ہو۔ [2]

---

[1]....(سنن النسائی: کتاب الافتتاح/الصف بین القدمین فی الصلاۃ، ج، ۲، ص، ۱۲۸، رقم الحدیث، ۸۹۲، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، حلب)

"وینبغي أن یکون بینھما مقدار أربع أصابع الید، لأنہ أقرب الی الخشوع". (ردالمحتار: کتاب الصلاۃ/باب صفۃ الصلاۃ، ج، ۱، ص، ۴۴۴، سعید)

[2]....عمرو ابن علی.... ثقۃ حافظ من العاشرۃ. (تقریب الھذیب: ذکر من اسمہ عمرو بفتح أولہ، ج، ۱، ص، ۴۲۴، دارالرشید، سوریا)

یحیی ابن سعید ابن فروخ بفتح الفاء وتشدید الراء المضمومۃ وسکون الواو ثم معجمۃ التمیمی أبو سعید القطان البصری ثقۃ متقن حافظ إمام. (تقریب التھذیب: ج، ۱، ص، ۵۹۱، دارالرشید، سوریا)

سفیان ابن سعید ابن مسروق الثوری أبو عبد اللّٰہ الکوفی ثقۃ حافظ فقیہ عابد إمام حجۃ. (تقریب التھذیب: ج، ۱، ص، ۲۴۴، دارالرشید، سوریا)

میسرۃ ابن حبیب النھدی بفتح النون أبو حازم الکوفی صدوق من السابعۃ. (تقریب التھذیب: ج، ۱، ص، ۵۵۵، دارالرشید، سوریا)

المنھال ابن عمرو الأسدی مولاھم الکوفی صدوق ربما وھم من الخامسۃ. (تقریب التھذیب: ج، ۱، ص، ۵۴۷، دارالرشید، سوریا)

قال عَبد اللّٰہِ بْن أَحْمَد بْن حنبل: سمعت أَبِی یقول: ترک شعبۃ المنھال بْن عَمْرو علی عمد..... قال عَبد اللّٰہِ: وسمعت أبی یقول: أَبُو بشر أحب إلی من المنھال بْن عَمْرو.....وَقَال وھب بْن جریر: عَن شعبۃ: أتیت منزل منھال بْن عَمْرو فسمعت منہ صوت الطنبور. فرجعت ولم أسالہ. قُلْتُ: فھلا سألتہ عسی کَانَ لا یعلم .....وَقَال العجلی: کوفی، ثقۃ. وَقَال الدَّارَقُطنِیّ: صدوق.....وذکرہ ابنُ حِبَّان فی کتاب "الثقات روی لہ الجماعۃ سوی مسلم (تھذیب الکمال فی أسماء الرجال: ج، ۲۸، ص، ۵۷۰ الی ۵۷۲، موسسۃ الرسالۃ، بیروت)

"(وکذا فی السعایۃ فی کشف ما فی شرح الوقایۃ: کتاب الصلاۃ/باب صفۃ الصلاۃ، ج، ۲، ص، ۱۱۱، سھیل اکیڈمی، لاھور)

(وکذا فی الفتاوی العالمکیریۃ: الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الثالث فی سنن الصلاۃ وآدابھا وکیفیتھا، ج، ۱، ص، ۷۳، رشیدیۃ)

Marfat.com

عورت کے لئے حالتِ قیام میں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھنے کا حکم

مستورات کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ مردوں کے برعکس نماز میں اپنے آپ کو خوب سکیڑ کر نماز پڑھیں۔

چنانچہ حضرت ابنِ جریج (المتوفی۔۱۵۰ھ) حضرت عطاء (المتوفی ۱۱۴ھ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطا نے فرمایا کہ:

"تَجْتَمِعُ الْمَرْأَةُ إِذَا رَكَعَتْ تَرْفَعُ يَدَيْهَا إِلَى بَطْنِهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ، فَإِذَا سَجَدَتْ فَلْتَضُمَّ يَدَيْهَا إِلَيْهَا، وَتَضُمَّ بَطْنَهَا وَصَدْرَهَا إِلَى فَخِذَيْهَا، وَتَجْتَمِعُ مَا اسْتَطَاعَتْ". [1]

ترجمہ "(نماز میں) عورت لپٹ سمٹ کر رہے گی، جب رکوع کرے، اپنے ہاتھوں کو اپنے پیٹ کی طرف اُٹھائے (ملائے) گی، اور جتنا سمٹ سکتی ہو سمٹ جائے گی، پھر جب سجدہ کرے گی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم کے ساتھ ملا لے گی اور اپنے پیٹ کو اور اپنے سینے کو اپنی رانوں کے ساتھ ملا لے گی اور جتنا ہو سکے لپٹ سمٹ جائے گی"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ عورت مردوں کے مقابلے میں قیام، رکوع، سجدے اور قعدہ میں اپنے آپ کو سکیڑ کر نماز ادا کرے گی۔

یزید بن حبیب، بکیر بن عبداللہ بن اشج سے روایت ہے کہ:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ صَلَاةِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ: تَجْتَمِعُ وَتَحْتَفِزُ". [2]

---

[1]....(مصنف عبد الرزاق: كتاب الصلاة/بَابُ تَكْبِيرِ الْمَرْأَةِ بِيَدَيْهَا، وَقِيَامِ الْمَرْأَةِ وَرُكُوعِهَا وَسُجُودِهَا، ج۳، ص۱۳۷، رقم الحديث، ۵۰۶۹، المجلس العلمي، الهند)

[2]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الصلاة/الْمَرْأَةُ كَيْفَ تَكُونُ فِي سُجُودِهَا؟، ۲، ص۵۰۵، رقم الحديث، ۲۷۹۴، شركة دار القبلة)

"(فِي الْحَدِيثِ) إِذَا صَلَّتْ الْمَرْأَةُ فَلْتَحْتَفِزْ أَيْ فَلْتَنْضَمَّ كَانْضِمَامِ الْمُحْتَفِزِ وَهُوَ الْمُسْتَوْفِزُ الْقِعَالُ مِنْ حَفَزَهُ إِذَا حَرَّكَهُ وَأَزْعَجَهُ". (المغرب في ترتيب المعرب: مادة "الحاء مع الفاء"، ج۱، ص۱۲۲، دار الكتاب العربي)

Marfat.com

ترجمہ: ''حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عورت کی نماز کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ لپٹ کر (یعنی تمام اعضاء کو ملا کر) اور خوب سمٹ کر نماز ادا کرے''۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ عورت کو (مردوں کے مقابلے میں) پردے کی رعایت کی وجہ سے اکٹھی ہونے اور سمٹنے کا حکم دیا گیا ہے، اور عورت کے لئے نماز کی تمام حالتوں میں یعنی قیام، رکوع، سجدے اور قعدے میں اس اصول کی رعایت مطلوب ہے۔

چنانچہ محمد بن یوسف عبدری مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

''وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَتَكُونُ مُنْضَمَّةً مُنْزَوِيَةً فِي سُجُودِهَا وَجُلُوسِهَا، وَأَمْرِهَا كُلِّهِ''. [1]

ترجمہ ''اور عورت سجدے، جلسے اور ساری نماز میں ملی اور سمٹی ہوئی رہے گی''۔

علامہ صاوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں کہ:

''وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَتَكُونُ مُنْضَمَّةً فِي جَمِيعِ أَحْوَالِهَا''. [2]

ترجمہ ''اور رہی عورت تو وہ نماز کی تمام حالتوں میں ملی اور سکڑی ہوئی رہے گی''۔

علی بن سلیمان بن احمد المرداوی حنبلی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

''أَنَّهَا تَجْمَعُ نَفْسَهَا فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ، وَكَذَا فِي بَقِيَّةِ الصَّلَاةِ بِلَا نِزَاعٍ''. [3]

---

[1]....(التاج والاكليل لمختصر خليل: كتاب الصلاة/فصل في فرائض الصلاة، ج۲، ص۲۴۶، دارالكتب العلمية، بيروت)

[2]....''بلغة السالك لاقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير: مندوبات الصلاة، ج۱، ص۳۲۹، دارالمعارف)

[3]....(الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف للمرداوي: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة، ج۲، ص۹۰، دارإحياء التراث العربي)

Marfat.com

ترجمہ ''عورت رکوع اور سجدے اور اسی طرح بقیہ نماز کی تمام حالتوں میں بالاتفاق اپنے آپ کو جمع کر کے اور سکیڑ کر رکھے گی''۔

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ عورت کو نماز میں اپنے آپ کو سکیڑنے کا حکم ہے، لہذا ان عبارات کا مقتضی یہ ہے کہ عورت حالتِ قیام، رکوع اور سجدہ میں پیروں کو ملا لے، لیکن عام فقہاء نے اس حالت (یعنی قیام) میں مرد اور عورت کے درمیان فرق کا ذکر نہیں کیا، لہذا مناسب یہ ہے کہ وہ پاؤں کے درمیان چار اُنگل کا فاصلہ رکھے۔

چنانچہ امداد الاحکام میں ہے کہ:

سوال: عورت نماز میں قیام کے وقت دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ رکھے، اور کیا دونوں پاؤں کے ٹخنے ملا دے؟

الجواب: وَيَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ بَيْنَهُمَا مِقْدَارُ أَرْبَعِ أَصَابِعِ الْيَدِ لِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الْخُشُوعِ، هَكَذَا رُوِيَ عَنْ أَبِي نَصْرِ الدَّبُوسِيِّ إِنَّهُ كَانَ يَفْعَلُهُ كَذَا فِي الْكُبْرَى. وَمَا رُوِيَ أَنَّهُمْ أَلْصَقُوا الْكِعَابَ بِالْكِعَابِ أُرِيدَ بِهَا الْجَمَاعَةُ أَيْ قَامَ كُلُّ وَاحِدٍ بِجَانِبِ الْآخَرِ'. [1]

اس سے معلوم ہوا کہ بحالتِ قیام دونوں پیروں میں چار اُنگل کا فصل مناسب ہے، اور اسی حکم سے کسی جگہ عورتوں کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا، پس اُن کے لئے بھی یہی مناسب ہے، ہاں رکوع وسجود کی کیفیت مرد وعورت کی مختلف ہے۔ واللہ اعلم۔ [2]

---

[1]....(رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة، ج۲، ص۱۳۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(امداد الاحکام: ج۱، ص۴۶۶)

"لم يذكر عامة الفقهاء الفرق بين الرجل والمرأة في هذه الحالة فهذا يقتضي ان في الحالة ليست الفرق بين الرجل والمرأة فلهذا قال حكيم الامت التهانوي رحمه الله تعالىٰ ان "في حالة القيام ما نظرت ضم الرجلين للرجل والمرلة في الفقه" "راجع امداد الفتاوى: الجزء الأول، صفحه، ۱۴۹" وأيضاً افتى العلامة ظفر احمد عثماني ان ليس تستثنى المرأة في هذه الحالة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

نماز میں عورت کو قدم چھپانا چاہیے

عورتوں کے لئے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکانے کا حکم ہے تا کہ اس کے پیروں کا اوپر والا حصہ چھپ جائے۔

چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ:

"أَنَّهَا سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتُصَلِّي الْمَرْأَةُ فِي دِرْعٍ وَخِمَارٍ لَيْسَ عَلَيْهَا إِزَارٌ؟، قَالَ: إِذَا كَانَ الدِّرْعُ سَابِغًا يُغَطِّي ظُهُورَ قَدَمَيْهَا". [1]

ترجمہ "کیا عورت ایک قمیص اور اوڑھنی میں نماز پڑھ لے جبکہ اس نے ازار نہ پہن رکھا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب قمیص اتنی کھلی ہو کہ قدموں کو ڈھانپ لے"۔

کیا کرسی پر نماز ادا کرنے والے لئے سامنے ٹیبل (Table) رکھنا لازم ہے؟

رکوع اور سجدہ کی قدرت نہ رکھنے والا معذور شخص جب کرسی پر نماز ادا کر رہا ہو تو اس کے لئے سامنے ٹیبل (Table) رکھنا ضروری اور لازم نہیں ہے، اس لئے کہ سجدہ کے صحیح ہونے کے لئے جبین، ایک ہاتھ، ایک گھٹنہ اور پیر کی انگلیوں میں ایک انگلی کا زمین پر رکھا جانا ضروری ہے، اگر چہ قلیل مدت ہی کے لئے ہو، اس کے بغیر سجدہ درست نہ ہوگا۔ کرسی پر نماز پڑھنے کی صورت میں ان چیزوں کو انجام دینا مشکل ہے لہذا معذور شخص کے لئے کرسی پر نماز پڑھنے کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فلهذا يؤمر المرلة أن تكون بين الرجلين مقدار اربع أصابع اليد"راجع امداد الاحكام:الجزء الأول،صفحه،٤٦٦.ولكن قد ذكر بعض العلماء ضم الرجلين للمرأة في القيام والركوع والسجود،لان حالة ضم الرجلين استر في حق المرأة والضم في جميع أحوالها مطلوب من المرأة"راجع عمدة الفقه:الجزء الثاني،كتاب الصلاة،١١٤".

[1]....(سنن أبي داؤد:كتاب الصلاة/باب في كم تصلي المرأة ،ج، ١،ص،١٧٣،رقم الحديث، ٦٤٠،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت)

Marfat.com

صورت میں میز سامنے رکھنا ضروری نہیں بلکہ وہ رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے گا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آقا نامدار ﷺ نے سواری پر نماز ادا کی تو آنحضرت ﷺ نے سجدہ اشارۃً کیا جبکہ آپ ﷺ پالان پر اپنی جبین رکھنے کی صلاحیت رکھتے تھے، لیکن اس کے باوجود آنحضرت ﷺ نے بجائے پالان پر سجدہ کرنے اشارہ سے ادا فرمایا۔

چنانچہ حضرت عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ، يُومِءُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ". [2]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر نماز نفل پڑھتے دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اشاروں سے پڑھ رہے تھے اس کا خیال کئے بغیر کہ سواری کا منہ کدھر ہوتا ہے لیکن فرض نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نہیں کرتے تھے"۔

---

[1]..."(وَمِنْهَا السُّجُودُ) بِجَبْهَتِهِ وَقَدَمَيْهِ، وَوَضْعُ إِصْبَعٍ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا شَرْطٌ". (الدر المختار) وفي الشامية: وَأَفَادَ أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَضَعْ شَيْئًا مِنَ الْقَدَمَيْنِ لَمْ يَصِحَّ السُّجُودُ وَهُوَ مُقْتَضَى مَا قَدَّمْنَاهُ آنِفًا عَنِ الْبَحْرِ". (الدر المختار مع ردالمحتار: فرائض الصلاة/بحث الركوع والسجود، ج، ۱، ص، ۴۴۷، دار الفكر، بيروت)

"والسجدة انما تتحقق بوضع الجبهة والأنف مع وضع احدى اليدين واحدى الركبتين وشيء من اطراف أصابع احدى القدمين على ظاهر من الأرض، فان لم يوجد وضع هذه الأضاء لا تتحقق السجدة .....والى ذلك أشار في الفتاوى الصغرى حيث قال: وضع القدمين على الأرض حالة السجود فرض فان وضع أحدهما دون الأخرى يجوز ". (امداد الفتاح: ص، ۲۵۶، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الجمعة /باب ينزل للمكتوبة، ج، ۲، ص، ۴۵، رقم الحديث، ۱۰۹۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

ایک اشکال کا جواب

مذکورہ حدیث پر ایک اشکال ہوتا ہے کہ اس حدیث میں بیان کیا گیا واقعہ تو نفل نماز سے متعلق ہے نہ کہ فرض نماز سے متعلق۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ نفل نماز میں قیام پر قادر ہونے کے باوجود بیٹھنا جائز ہے جبکہ سجدہ پر قدرت ہونے کے باوجود لیٹ کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔[1]

پاؤں میں موچ آنے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

پیروں یا گھٹنوں میں ہلکی تکلیف کی وجہ سے فرض نماز میں قیام کو چھوڑ کر بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست نہیں، ہاں اگر تکلیف اس درجہ تک پہنچ چکی ہو کہ مریض کھڑے ہوتے ہی گر پڑتا ہو، یا تکلیف کے زیادہ ہونے یا اس کی شفایابی میں تاخیر ہونے کا غالب گمان ہو، یا ایسی تکلیف ہوتی ہو جو برداشت سے باہر ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر نماز ادا کرنا درست ہے، لیکن اگر وہ تھوڑی دیر کھڑے ہونے کی قدرت رکھتا ہے تو اتنی دیر کھڑا ہونا فرض ہے، اگرچہ اسے کسی دیوار یا لاٹھی وغیرہ سے سہارا ہی نہ لینا پڑے، اس صورت میں بھی نماز بیٹھ کر ادا کرنا صحیح نہیں۔

اگر کھڑے ہونے کی طاقت تو ہو مگر رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو ایسی صورت میں نماز بیٹھ کر ادا کرنا اور اشارے سے سجدہ کرنا درست ہے، تاہم اس صورت میں احسن طریقہ یہ ہے کہ وہ بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ اسی طرح اگر رکوع اور سجدہ پر قدرت ہو تو بیٹھ کر اشارے سے رکوع اور سجدہ کرنا درست نہیں بلکہ رکوع اور سجدہ کرنا فرض ہے بدون اس کے نماز درست نہ ہوگی۔ ہاں اگر کسی کو رکوع اور سجدہ کرنے کی بالکل قدرت نہ ہو تو ایسی صورت میں اشارے سے رکوع اور سجدہ کرنا جائز ہے۔

---

[1]..."(وَيَتَنَفَّلُ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَى الْقِيَامِ قَاعِدًا) لَا مُضْطَجِعًا إلَّا بِعُذْرٍ". (الدر المختار) وفي الشامية: (قَوْلُهُ لَا مُضْطَجِعًا) وَكَذَا لَوْ شَرَعَ مُنْحَنِيًا قَرِيبًا مِنْ الرُّكُوعِ لَا يَصِحُّ بَحْرٌ، وَمَا ذَكَرَهُ مِنْ عَدَمِ صِحَّةِ التَّنَفُّلِ مُضْطَجِعًا عِنْدَنَا بِدُونِ عُذْرٍ، نَقَلَهُ فِي الْبَحْرِ عَنْ الْأَكْمَلِ فِي شَرْحِهِ عَلَى الْمَشَارِقِ، وَصَرَّحَ بِهِ فِي النُّتَفِ. وَقَالَ الْكَمَالُ فِي الْفَتْحِ: لَا أَعْلَمُ الْجَوَازَ فِي مَذْهَبِنَا، وَإِنَّمَا يَسُوغُ فِي الْفَرْضِ حَالَةَ الْعَجْزِ عَنْ الْقُعُودِ". (الدر المختار مع رد المحتار: باب الوتر والنوافل، ج۲، ص۳۶، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی اگر کسی شخص کے پیر میں موچ آگئی یا کسی تکلیف کی وجہ سے وہ قیام پر قدرت نہیں رکھتا تو ایسے شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، جبکہ وہ رکوع اور سجدہ کرنے سے عاجز ہو۔ اگر وہ قیام نہیں کرسکتا مگر رکوع اور سجدہ کرسکتا ہے تو ایسی صورت میں رکوع اور سجدہ کرنا فرض ہے۔ مذکورہ صورت میں اگر وہ ایسی کرسی جس کے سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کر سجدہ ادا ہوسکتا ہے نماز پڑھے تو درست ہے ورنہ نہیں۔

حالتِ عذر میں جس طرح سہولت ہو مثلاً آلتی پالتی مار کر بیٹھنا وغیرہ درست ہے، مگر رکوع اور سجدہ پر قادر ہونے کی صورت بہرحال رکوع اور سجدہ کرنا لازمی ہے۔ [1]

معذور لیٹ کر نماز پڑھنے کی صورت میں اپنے پاؤں کو قبلہ سے موڑ لے

اگر کوئی معذور شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو تو وہ نماز پڑھتے وقت اپنے منہ کا رخ تکیہ وغیرہ کے ذریعے قبلہ کی طرف کرلے اور اپنے قدموں (پیروں) کو تھوڑا سا موڑ دے تاکہ ان کا رخ قبلہ کی طرف نہ ہو۔ [2]

---

[1]..."(مَنْ تَعَذَّرَ عَلَيْهِ الْقِيَامُ)أَيْ كُلُّهُ(لِمَرَضٍ)حَقِيقِيٍّ وَحَدُّهُ أَنْ يَلْحَقَهُ بِالْقِيَامِ ضَرَرٌ بِهِ يُفْتَى (الدرالمختار) قال ابن عابدين عن البحر:التَّعَذُّرَ الْحَقِيقِيَّ، بِحَيْثُ لَوْ قَامَ سَقَطَ(ردالمحتار).(أَوْ)حُكْمِيٍّ بِأَنْ (خَافَ زِيَادَتَهُ أَوْ بُطْءَ بُرْئِهِ بِقِيَامِهِ أَوْ دَوَرَانَ رَأْسِهِ أَوْ وَجَدَ لِقِيَامِهِ أَلَمًا شَدِيدًا.....(صَلَّى قَاعِدًا).....(كَيْفَ شَاءَ)عَلَى الْمَذْهَبِ لِأَنَّ الْمَرَضَ أَسْقَطَ عَنْهُ الْأَرْكَانَ فَالْهَيْئَاتُ أَوْلَى.....(بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَإِنْ قَدَرَ عَلَى بَعْضِ الْقِيَامِ)وَلَوْ مُتَّكِئًا عَلَى عَصًا أَوْ حَائِطٍ (قَامَ)لُزُومًا بِقَدْرِ مَا يَقْدِرُ وَلَوْ قَدْرَ آيَةٍ أَوْ تَكْبِيرَةٍ عَلَى الْمَذْهَبِ لِأَنَّ الْبَعْضَ مُعْتَبَرٌ بِالْكُلِّ (وَإِنْ تَعَذَّرَا)لَيْسَ تَعَذُّرُهُمَا شَرْطًا بَلْ تَعَذُّرُ السُّجُودِ كَافٍ(.....أَوْمَأَ).....(قَاعِدًا) وَهُوَ أَفْضَلُ مِنَ الْإِيمَاءِ قَائِمًا لِقُرْبِهِ مِنَ الْأَرْضِ ".(الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب صلاة المريض، ج،۲،ص،۹۵الی۹۸،دارالفکر،بیروت)

[2]..."(وَإِنْ تَعَذَّرَ الْقُعُودُ)وَلَوْ حُكْمًا(أَوْمَأَ مُسْتَلْقِيًا)عَلَى ظَهْرِهِ(وَرِجْلَاهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ)غَيْرَ أَنَّهُ يَنْصِبُ رُكْبَتَيْهِ لِكَرَاهَةِ مَدِّ الرِّجْلِ إِلَى الْقِبْلَةِ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ يَسِيرًا لِيَصِيرَ وَجْهُهُ إِلَيْهَا(أَوْ عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ)أَوِ الْأَيْسَرِ وَوَجْهُهُ إِلَيْهَا(وَالْأَوَّلُ أَفْضَلُ)عَلَى الْمُعْتَمَدِ" (الدرالمختار)وفی ردالمحتار:(قَوْلُهُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

تولیہ سے اپنے پیر یا جوتا جھاڑنے کے بعد چہرہ پونچھنے یا اس پر نماز ادا کرنے کا حکم

اگر کوئی شخص پیدل چلنے کے بعد اپنے جوتے یا پاؤں پر رومال یا تولیہ مار کر گرد صاف کر دیتا ہے، اور پھر اسی پر نماز ادا کرتا ہے یا وضو کر کے ہاتھ اور چہرہ بھی پونچھ لیتا ہے، تو اس سے اس کی نماز پر کچھ اثر نہیں پڑتا، اور ایسے رومال یا تولیہ سے ہاتھ اور منہ پونچھنا بھی جائز ہے۔ مزید برآں اگر تولیہ یا رومال پر گرد غبار کا اثر نہ رہے تو اس صورت میں مکروہ بھی نہیں۔[1]

جوتے یا جرابیں پہن کر نجس زمین پر نماز پڑھنے کا حکم

اگر کوئی شخص جوتے پہن کر ناپاک زمین پر کھڑے ہو کر نماز ادا کرے تو اس کی نماز درست نہیں ہے، کیونکہ وہ ایسے مقام پر کھڑا ہے جہاں نجاست (ناپاکی) ہے۔

ہاں اگر وہ جوتے بچھا کر ان پر کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز درست ہو جائے گی، جیسا کہ اگر ناپاک زمین پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو وہ درست ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ ان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ يَسِيرًا)أَيْ يَجْعَلُ وِسَادَةً تَحْتَ رَأْسِهِ لِأَنَّ حَقِيقَةَ الِاسْتِلْقَاءِ تَمْنَعُ الْأَصِحَّاءَ عَنْ الْإِيمَاءِ فَكَيْفَ بِالْمَرْضَى بَحْرٌ(قَوْلُهُ الْأَيْمَنِ أَوْ الْأَيْسَرِ)وَالْأَيْمَنُ أَفْضَلُ وَبِهِ وَرَدَ الْأَثَرُ إمْدَادٌ.(قَوْلُهُ وَالْأَوَّلُ أَفْضَلُ)لِأَنَّ الْمُسْتَلْقِيَ يَقَعُ إيمَاؤُهُ إلَى الْقِبْلَةِ وَالْمُضْطَجِعُ يَقَعُ مُنْحَرِفًا عَنْهَا بَحْرٌ(قَوْلُهُ عَلَى الْمُعْتَمَدِ)..... بِأَنَّ الِاسْتِلْقَاءَ هُوَ مَا فِي مَشَاهِيرِ الْكُتُبِ وَالْمَشْهُورُ مِنْ الرِّوَايَاتِ". الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب صلاة المريض، ج،۲، ص، ۹۹، دار الفكر)

[1]...."(وَلَا بَأْسَ بِالتَّمَسُّحِ بِالْمِنْدِيلِ بَعْدَ الْوُضُوءِ، وَالْغُسْلِ)..... فَأَمَّا الْبَلَّةُ الْبَاقِيَةُ غَيْرُ مُسْتَعْمَلَةٍ حَتَّى لَوْ جَفَّ كَانَ طَاهِرًا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَمْسَحَ ذَلِكَ بِالْمِنْدِيلِ". (المبسوط للسرخسي: باب الوضوء والغسل، ج، ۱، ص، ۷۳، دار المعرفة، بيروت)

"بِأَنَّ مَا يُصِيبُ مِنْدِيلَ الْمُتَوَضِّئِ وَثِيَابَهُ عَفْوٌ اتِّفَاقًا وَإِنْ كَثُرَ". (الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الطهارة/مبحث الماء المستعمل، ج، ۱، ص، ۲۰۰، دار الفكر، بيروت)

"ولابأس للمتوضئ والمغتسل أن يتمسح بالمنديل لان النبي ﷺ كان يفعل ذلك و منهم من كره ذلك .....والصحيح ما قلنا الا أنه ينبغي أن لا يبالغ .....(فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/فصل في الماء المستعمل، ج، ۱، ص، ۱۵، ۱۶، رشيدية)

Marfat.com

جوتوں کا ظاہر اور باطن پاک ہو۔[1]

خطبہ کے دوران مسجد میں منتشر جوتوں کو سیدھا کرنے کا حکم

کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ خطبہ کے دوران مسجد میں منتشر جوتوں کو سیدھا کر کے رکھے، کیونکہ خطبہ کا حکم نماز کی طرح ہے، خواہ وہ خطبہ جمعہ وعیدین ہو یا پھر خطبۂ نکاح۔[2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....."لو قام على النجاسة وفي رجليه نعلان أوجوربان،لم يجز صلاته ؛لأنه قام على مكان نجس، ولو افترش نعليه، وقام عليهما جازت صلاته بمنزلة ما لو بسط الثوب الطاهر على الأرض النجسة، وصلى عليه،فانى يجوز.....لو كانت الأرض نجسة، فخلع نعليه، وقام على نعليه جاز،أما اذا كانت النعل ظاهره وباطنه طاهر فظاهر".(مجموعة رسائل للنكوي:غاية المقال فيما يتعلق بالنعال/أحكام النعال المتعلقة بالصلاة،ج، ۱ ،ص، ۲۹ ،انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[2]....."وفي الخلاصة كل ما حرم في الصلاة حرم حال الخطبة ولو أمرا بمعروف وفي السيد استماع الخطبة من أولها إلى آخرها واجب وإن كان فيها ذكر الولاة وهو الأصح نهر وكذا استماع سائر الخطب كخطبة النكاح والختم اهـ".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح ، كتاب الصلاة ، ص، ۵۱۹ ،دارالكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

جوتا اور اذان

جوتے پہن کر اذان دینے کا حکم

جب پاک جوتوں سمیت نماز ادا کی جاسکتی ہے، تو جوتوں میں اذان دینا تو بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا۔[1]

عورتوں کا جوتا پہننے والے کی اذان واقامت کا حکم

شریعت نے مرد کو عورت کی اور عورت کو مرد کی مشابہت سے منع فرمایا ہے، اور ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے والے کو موردِ لعنت ٹھہرایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ فَقَالَتْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ". [2]

ترجمہ: "حضرت عائشہ سے کہا گیا کہ ایک عورت مردوں والا جوتا پہنتی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانہ پن اختیار کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے"۔

---

[1]....."وَيَنْبَغِي لِدَاخِلِهِ تَعَاهُدُ نَعْلِهِ وَخُفِّهِ، وَصَلَاتُهُ فِيهِمَا أَفْضَلُ(الدر المختار)(قَوْلُهُ وَصَلَاتُهُ فِيهِمَا)أَيْ فِي النَّعْلِ وَالْخُفِّ الطَّاهِرَيْنِ أَفْضَلُ مُخَالَفَةً لِلْيَهُودِ تَتَارْخَانِيَّةٌ .وَفِي الْحَدِيثِ "صَلُّوا فِي نِعَالِكُمْ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ ".(رد المحتار مع الدر المختار:مطلب في احكام المسجد،ج،۱،ص،۶۵۷،دار الفكر)

جوتوں سمیت نماز ادا کرنے کا حکم اپنے مقام پر بیان ہو چکا ہے۔عثمانی

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب اللباس/باب في لباس النساء،ص،۵۷۸، رقم الحديث، ۴۰۹۹،دار السلام)

Marfat.com

عورتوں کے جوتے پہننے والا فاسق ہے اور فاسق کی اذان واقامت مکروہ ہے، لیکن اگر فاسق نے اذان واقامت کہہ دی تو پھر لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....."وَيُكْرَهُ أَذَانُ الْفَاسِقِ وَلَا يُعَادُ.هَكَذَا فِي الذَّخِيرَةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الفصل الأول في صفة الأذان وأحوال المؤذن، ج ۱، ص ۵۴، دار الفكر)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

جوتا اور امامت

کٹے ہوئے پاؤں والا نماز باجماعت چھوڑ سکتا ہے

اگر کسی شخص کا پاؤں کٹا ہوا ہو، تو اس کے لئے نماز باجماعت لازم نہیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان بیس اعذار کو نظم کی صورت میں پیش کیا ہے، جن کی وجہ سے جماعت کو چھوڑا جا سکتا ہے۔

"أَعْذَارُ تَرْكِ جَمَاعَةٍ عِشْرُونَ قَدْ ... أَوْدَعْتُهَا فِي عَقْدِ نَظْمٍ كَالدُّرَرِ
مَرَضٌ وَإِقْعَادٌ عَمًى وَزَمَانَةٌ ... مَطَرٌ وَطِينٌ ثُمَّ بَرْدٌ قَدْ أَضَرَّ
قَطْعٌ لِرِجْلٍ مَعَ يَدٍ أَوْ دُونَهَا ... فَلَجٌ وَعَجْزُ الشَّيْخِ قَصْدٌ لِلسَّفَرِ
خَوْفٌ عَلَى مَالٍ كَذَا مِنْ ظَالِمٍ ... أَوْ دَائِنٍ وَشُهِيَ أَكْلٌ قَدْ حَضَرَ
وَالرِّيحُ لَيْلًا ظُلْمَةٌ تَمْرِيضُ ذِي ... أَلَمٍ مُدَافَعَةٌ لِبَوْلٍ أَوْ قَذَرِ
ثُمَّ اشْتِغَالٌ لَا بِغَيْرِ الْفِقْهِ فِي ... بَعْضٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ عُذْرٌ مُعْتَبَرٌ"۔[1]

ترجمہ: "جماعت چھوڑنے کے بیس اعذار ہیں، جن کو میں نے پروئے ہوئے موتیوں کی طرح اشعار میں جمع کیا ہے۔ بیمار ہونا، چلنے پھرنے سے معذور ہونا، نابینا ہونا اور لمبی مرض ہونا، بارش، کیچڑ اور ضرر دینے والی سردی کا ہونا، ہاتھ کٹا ہوا پاؤں والا ہونا یا بغیر ہاتھ کے فقط پیر کا کٹا ہوا ہونا، فالج زدہ ہونا، بوڑھا اور عاجز ہونا اور سفر میں جانے کا ارادہ رکھنا یا کسی ظالم کے مال اُٹھا کر لے جانے کا خوف

[1]....(ردالمحتار مع الدر المختار: کتاب الصلاۃ/باب الجماعۃ، ج۱، ص۵۵۶، دار الفکر، بیروت)

Marfat.com

ہونا یا قرض دار سے خوف ہو اور لذیذ کھانے کا حاضر ہونا، رات کو آندھی کا چلنا اور تاریکی ہونا اور تکلیف دہ بیماری کا ہونا، پیشاب و پاخانہ کا تنگ کرنا۔ پھر بعض اوقات میں فقہ کے ساتھ مصروف ہونا معتبر عذر ہے"۔

حالتِ نماز میں امام کا ٹخنوں کو ڈھانکنا

ٹخنوں کو نماز کے علاوہ بھی ڈھانکنا مکروہ ہے لیکن دورانِ نماز اس گناہ کی شدت زیادہ ہو جائے گی۔ لہذا اگر امام اپنے ٹخنوں کے نیچے پاجامہ لٹکا کر امامت کرواتا ہے تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ اس فعل کو ہمیشہ کے لئے کرتا ہے تو وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

نوٹ: اصطلاح میں فاسق ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جسکا عقیدہ تو صحیح ہو مگر نماز روزہ وغیرہ (جو ارکان اسلام ہیں) ان کا تارک ہو یا جو (محرمات ہیں) مثلاً زنا، غیبت یا چوری کا ارتکاب کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نَهَى عَنْ جَرِّ الإِزَارِ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے تہبند کو لٹکانے سے منع فرمایا ہے"۔

امام وہ ہونا چاہیئے جو لوگوں میں بہتر ہو۔

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(مصنف لابن أبي شيبة : كتاب اللباس/في جرّ الإزار، وَمَا جَاءَ فِيهِ، ج ، ص،۴۹۴، ج ، ۱۲ ،رقم الحديث،۲۵۳۰۳،شركة دار القبلة)

"قال الحصكفي رحمه الله تعالىٰ :(ويكره امامة.....فاسق)" "(قوله: فاسق)من الفسق: وهو الخروج عن الاستقامة ، ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر،والزاني وآكل الربا ونحو ذلك"..... وأما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بأنه لايهتم لأمر دينه ، وبأن في تقديمه للامامة تعظيمه ، وقد وجب عليهم اهانته شرعاً .....بل مشى في شرح المنية على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم ".

(الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة /باب الامامة ،ج،۲، ص،۲۹۸،۲۹۹، دارالكتب)

وكذا في تبيين الحقائق: كتاب الصلاة /باب الامامة: ج، ۱ ،ص،۱۶۳ ،دارالكتب العلمية ،بيروت)

Marfat.com

"اجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُمْ، فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ"۔ [1]

ترجمہ: "جو بہتر ہوں ان کو امام بناؤ، اس لئے کہ وہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے مابین نمائندے ہیں"۔

نماز میں امام کا مجبوری کی وجہ سے پاؤں سیدھا کر کے بیٹھنے کا حکم

اگر امام نماز میں کسی عذر کی وجہ سے اپنا پاؤں سیدھا کر کے بیٹھتا ہے تو اس سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ امام اگر معذور ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھا رہا ہو تو اس کے پیچھے لوگ کھڑے ہو کر نماز ادا کر سکتے ہیں۔ [2]

اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی آخری نماز اسی طرح پڑھائی تھی۔

چنانچہ عبداللہ بن عتبہ نے کہا کہ:

"دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: أَلاَ تُحَدِّثِينِي عَنْ مَرَضِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ: بَلَى، ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ، قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي المِخْضَبِ. قَالَتْ: فَفَعَلْنَا، فَاغْتَسَلَ، فَذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي المِخْضَبِ قَالَتْ: فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَقَالَ: أَصَلَّى النَّاسُ؟ قُلْنَا: لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: ضَعُوا لِي مَاءً فِي المِخْضَبِ، فَقَعَدَ، فَاغْتَسَلَ، ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ، ثُمَّ

---

[1]....(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الصلاة/اجْعَلُوا أَئِمَّتَكُمْ خِيَارَكُم وما جاء في امامة ولد الزنا، ج۳، ص۱۲۹، رقم الحديث، ۵۱۳۳، دارالكتب العلمية، بيروت)

[2]...."ويصلي القائم خلف القاعد". (الهدية: كتاب الصلاة/باب الامامة، ج۱، ص۵۸، داراحياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

Marfat.com

أَفَاقَ فَقَالَ :أَصَلَّى النَّاسُ؟ فَقُلْنَا :لاَ، هُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَالنَّاسُ عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ، يَنْتَظِرُونَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِصَلاَةِ الْعِشَاءِ الآخِرَةِ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ بِأَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ :إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَكَانَ رَجُلاً رَقِيقًا: يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ :أَنْتَ أَحَقُّ بِذَلِكَ، فَصَلَّى أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الأَيَّامَ، ثُمَّ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلاَةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنْ لاَ يَتَأَخَّرَ، قَالَ :أَجْلِسَانِي إِلَى جَنْبِهِ، فَأَجْلَسَاهُ إِلَى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ :فَجَعَلَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ يَأْتَمُّ بِصَلاَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّاسُ بِصَلاَةِ أَبِي بَكْرٍ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ، قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ:فَدَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ:أَلاَ أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :هَاتِ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَدِيثَهَا، فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ :أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ:لاَ، قَالَ:هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ". [1]

ترجمہ: ''میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا، کاش! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کی حالت آپ ہم سے بیان کرتیں، (تو اچھا ہوتا) انہوں نے فرمایا کہ ہاں ضرور سن لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بڑھ گیا۔ تو

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأذان/بَابٌ :إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، ج، ا ص، ۱۳۸، رقم الحديث، ۶۸۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے عرض کیا جی نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے ایک لگن میں پانی رکھ دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہم نے پانی رکھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر آپ اٹھنے لگے، لیکن آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش ہوا تو پھر آپ نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا نہیں، یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں میرے لیے پانی رکھ دو۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے پھر پانی رکھ دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل فرمایا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن (دوبارہ) پھر آپ بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش ہوا تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ لگن میں پانی لاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی، لیکن پھر آپ بیہوش ہو گئے۔ پھر جب ہوش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہم نے عرض کیا کہ نہیں یارسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ مسجد میں عشاء کی نماز کے لیے بیٹھے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے۔ آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آدمی بھیجا اور حکم فرمایا کہ وہ نماز پڑھا دیں۔ بھیجے ہوئے شخص نے آ کر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز پڑھانے کے لیے حکم فرمایا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل انسان تھے۔ انہوں نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم نماز پڑھاؤ، لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ آخر (بیماری) کے دنوں میں ابوبکرؓ نماز

Marfat.com

پڑھاتے رہے۔ پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزاج کچھ ہلکا معلوم ہوا تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے، جب انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنا چاہا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارے سے انہیں روکا کہ پیچھے نہ ہٹو! پھر آپ نے ان دونوں مردوں سے فرمایا کہ مجھے ابوبکر کے بازو میں بٹھا دو۔ چنانچہ دونوں نے آپ کو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بازو میں بٹھا دیا۔ راوی نے کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی پیروی کر رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ رہے تھے۔ عبیداللہ نے کہا کہ پھر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں گیا اور ان سے عرض کی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں جو حدیث بیان کی ہے کیا میں وہ آپ کو سناؤں؟ انہوں نے فرمایا کہ ضرور سناؤ۔ میں نے یہ حدیث سنا دی۔ انہوں نے کسی بات کا انکار نہیں کیا۔ صرف اتنا کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان صاحب کا نام بھی تم کو بتایا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ میں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا وہ علی رضی اللہ عنہ تھے"۔

جب امام اور مقتدی دونوں کی کیفیات میں (یعنی امام بیٹھا ہوا ہے اور مقتدی کھڑے ہیں) تفاوت کے باوجود اقتدا درست ہے تو پھر اگر جلسہ میں امام اور مقتدی کے بیٹھنے کی کیفیت میں اگر فرق ہو جائے، اور وہ بھی عذر کی وجہ سے، تو اس صورت میں تو اس امام کی اقتدا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگی۔

پاؤں میں عذر ہونے کے باعث امامت کا حکم

اگر امام کے پاؤں میں کچھ کجی ہونے کی وجہ سے وہ چلتے ہوئے زمین پر اپنا پورا پیر نہیں رکھ

Marfat.com

پاتا، البتہ امامت کے دوران زمین پر سالم پیر رکھ لیتا ہے، تو ایسے شخص کی امامت جائز درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی اور شخص کو مرتبۂ امامت دے دیا جائے۔ [1]

امام کے ہاتھ یا پاؤں میں رعشہ ہونے کا حکم

اگر امام کے ہاتھ یا پاؤں میں ہلکا سا رعشہ ہو تو اس کی امامت جائز ہے۔

چنانچہ فتاوی دارالعلوم دیوبند میں ہے کہ:

سوال: جس کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہو اس کے پیچھے نماز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: جس کے ہاتھ اور پیروں میں رعشہ ہو، اس کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے۔ فقط۔ [2]

امام کا جوتوں کی آہٹ سن کر رکوع اور سجدہ لمبا کرنے کا حکم

جب امام رکوع یا سجدہ میں ہو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ جوتوں کی آہٹ سن کر رکوع اور سجدہ کو لمبا کرے؟ اس میں فقہاء کا بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض نے شرک کا حکم لگایا، بعض نے اس عمل کو مکروہ قرار دیا، بعض نے کہا کہ یہ عمل شرک کے قریب ہے، بعض نے کہا کہ اس عمل میں کوئی حرج نہیں، بعض نے اس عمل کو مستحب جانا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر امام آنے والے کو جانتا ہے اور اس کے لئے رکوع اور سجدے کو طویل کرتا ہے تو اس کا یہ عمل مکروہ ہے، اور اگر نہیں جانتا تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں۔، اور اگر اللہ کے قرب کے لئے یہ عمل کرتا ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

---

[1]....."ولو كان بقدم الامام عوج ،فقام على بعضها،يجوز وغيره أولى ، اه". (تبيين الحقائق: كتاب الصلاة/باب الامامة، ج، ١ ، ص،٣٦٥ ،دارالكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في رد المحتار: كتاب الصلاة/باب الامامة، ج، ١ ،ص، ٥٦٢ ،سعيد)

(وكذا في الفقه الاسلامي وأدلته : كتاب الصلاة/الباب العاشر، أنواع الصلاة ، المبحث الثاني :الامامة ، مكروهات الصلاة في المذاهب ج ، ٢، ص، ١١٢١ ،طبع جديد ، رشيدية)

[2]....(الفتاوی دارالعلوم دیوبند: ج،۳،ص،۱۰۴،ملتان)

Marfat.com

جولوگ آنے والے کے لئے رکوع اور سجدہ کولمبا کرنے کے جواز کے قائل ہیں وہ درج ذیل احادیث سے استدال کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ:

"مَا صَلَّيْتُ وَرَاءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلاةً، وَلاَ أَتَمَّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنْ كَانَ لَيَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَيُخَفِّفُ مَخَافَةَ أَنْ تُفْتَنَ أُمُّهُ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہلکی لیکن کامل نماز میں نے کسی امام کے پیچھے کبھی نہیں پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو اس خیال سے کہ اس کی ماں کہیں پریشانی میں نہ مبتلا ہو جائے نماز مختصر کر دیتے"۔

ابوقتادہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"إِنِّي لَأَقُومُ إِلَى الصَّلاةِ وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأَتَجَوَّزُ كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ". [2]

ترجمہ: "میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور اسے لمبا کرنا چاہتا ہوں مگر بچے کے رونے کی آواز سن کر مختصر کر دیتا ہوں مبادا اس کی ماں پر شاق گزرے"۔

مذکورہ حدیث کی روشنی میں امام خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس روایت سے استدلال کیا جاسکتا ہے کہ اگر کوئی امام حالتِ رکوع میں یہ بات محسوس کرے کہ کوئی آدمی نماز میں شریک ہو رہا ہو تو وہ رکوع کو تھوڑا سا لمبا کر دے تا کہ اس کو رکعت مل جائے۔ اس لئے کہ دنیاوی امر

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأذان/بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلاةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ، ج، ۱، ص، ۱۴۳، رقم الحديث، ۷۰۸، دار طوق النجاة)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الصلوة/باب بَابُ تَخْفِيفِ الصَّلاةِ لِلْأَمْرِ يَحْدُثُ، ج، ۱، ص، ۲۰۹، رقم الحديث، ۷۸۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جہاں تک امام داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کی روایت کا تعلق ہے جس میں انہوں نے تقریر کی کہ رسول اللہ نماز میں اس وقت تک انتظار فرماتے جب تک جوتوں کی آواز آرہی ہوتی۔ یہ روایت ضعیف ہے، اگر اسے تسلیم بھی کرلیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز شروع کرنے

Marfat.com

میں انتظار فرماتے تھے، نہ کہ نماز کے اندر۔ مزید برآں صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ظہر کی پہلی رکعت کو طویل (لمبا) کیا کرتے تھے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ شامل ہو سکیں، یہ صحابی کا گمان ہے، رسول اللہ کے نماز کو طویل کرنے کے مقصد کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ [1]

---

[1]....قَالَ الْخَطَّابِيُّ: فِيهِ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْإِمَامَ إِذَا أَحَسَّ بِرَجُلٍ يُرِيدُ مَعَهُ الصَّلَاةَ وَهُوَ رَاكِعٌ جَازَ لَهُ أَنْ يَنْتَظِرَ رَاكِعًا لِيُدْرِكَ الرَّكْعَةَ؛ لِأَنَّهُ لَمَّا جَازَ أَنْ يَقْتَصِرَ لِحَاجَةِ إِنْسَانٍ فِي أَمْرٍ دُنْيَوِيٍّ كَانَ لَهُ أَنْ يَزِيدَ فِي أَمْرٍ أُخْرَوِيٍّ، وَكَرِهَهُ بَعْضُهُمْ وَقَالَ: أَخَافُ أَنْ يَكُونَ شِرْكًا وَهُوَ مَذْهَبُ مَالِكٍ، انْتَهَى. وَفِي اسْتِدْلَالِهِ نَظَرٌ: إِذْ فَرَّقَ بَيْنَ تَخْفِيفِ الطَّاعَةِ وَتَرْكِ الْإِطَالَةِ لِغَرَضٍ، وَبَيْنَ إِطَالَةِ الْعِبَادَةِ بِسَبَبِ شَخْصٍ، فَإِنَّهُ مِنَ الرِّيَاءِ الْمُتَعَارَفِ، وَقَالَ الْفُضَيْلُ مُبَالِغًا: الْعِبَادَةُ لِغَيْرِ اللَّهِ شِرْكٌ، وَتَرْكُهَا لِغَيْرِهِ تَعَالَى رِيَاءٌ، وَالْإِخْلَاصُ أَنْ يُخَلِّصَكَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا، وَأَيْضًا الْإِمَامُ مَأْمُورٌ بِالتَّخْفِيفِ وَمَنْهِيٌّ عَنِ الْإِطَالَةِ، وَأَيْضًا تَرْكُ التَّخْفِيفِ مُضِرٌّ لَا يُمْكِنُ تَدَارُكُهُ بِخِلَافِ تَرْكِ الْإِطَالَةِ فِي الصَّلَاةِ الْمَذْكُورَةِ فَإِنَّهُ لَا يَفُوتُ بِهِ شَيْءٌ أَصْلِيٌّ أَصْلًا. نَعَمْ لَوْ صُوِّرَتِ الْمَسْأَلَةُ فِي الْقَعْدَةِ الْأَخِيرَةِ لَكَانَ لَهُ وَجْهٌ حَسَنٌ، لَكِنِّي لَمْ أَرَ مَنْ ذَكَرَهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ". وَالْمَذْهَبُ عِنْدَنَا أَنَّ الْإِمَامَ لَوْ أَطَالَ الرُّكُوعَ لِإِدْرَاكِ الْجَائِي لَا تَقَرُّبًا بِالرُّكُوعِ لِلَّهِ تَعَالَى فَهُوَ مَكْرُوهٌ كَرَاهَةَ تَحْرِيمٍ، وَيُخْشَى عَلَيْهِ مِنْهُ أَمْرٌ عَظِيمٌ، وَلَكِنْ لَا يَكْفُرُ بِسَبَبِ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُ لَمْ يَنْوِ بِهِ عِبَادَةَ غَيْرِ اللَّهِ تَعَالَى، وَقِيلَ: إِنْ كَانَ لَا يَعْرِفُ الْجَائِي فَلَا بَأْسَ أَنْ يُطِيلَ وَإِلَّا صَحَّ أَنَّ تَرْكَهُ أَوْلَى، وَأَمَّا لَوْ أَطَالَ الرُّكُوعَ تَقَرُّبًا مِنْ غَيْرِ أَنْ يَتَخَالَجَ قَلْبُهُ بِشَيْءٍ سِوَى التَّقَرُّبِ لِلَّهِ تَعَالَى فَلَا بَأْسَ، وَلَا شَكَّ أَنَّ مِثْلَ هَذِهِ الْحَالَةِ فِي غَايَةِ النُّدْرَةِ، وَهَذِهِ الْمَسْأَلَةُ تُلَقَّبُ بِمَسْأَلَةِ الرِّيَاءِ، فَالِاحْتِرَازُ وَالِاحْتِيَاطُ فِيهَا أَوْلَى، كَذَا فِي شَرْحِ الْمُنْيَةِ مُلَخَّصًا. وَأَمَّا مَا رَوَى أَبُو دَاوُدَ مِنْ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنْتَظِرُ فِي صَلَاتِهِ مَادَامَ يَسْمَعُ وَقْعَ نَعْلٍ فَضَعِيفٌ، وَلَوْ صَحَّ فَتَأْوِيلُهُ أَنَّهُ كَانَ يَتَوَقَّفُ فِي إِقَامَةِ صَلَاتِهِ، أَوْ تُحْمَلُ الْكَرَاهَةُ عَلَى مَا إِذَا عَرَفَ الْجَائِي، وَيَدُلُّ عَلَيْهِ مَا صَحَّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُطِيلُ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ كَيْ يُدْرِكَهَا النَّاسُ، لَكِنْ فِيهِ أَنَّهُ مِنْ ظَنِّ الصَّحَابِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا أَرَادَ بِهِ ﷺ" (مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/بَابُ مَا عَلَى الْإِمَامِ، ج۳، ص۸۷۱، تحت رقم الحديث ۱۱۲۹، دار الفكر، بيروت، لبنان)

"وَلَوْ أَطَالَ الرُّكُوعَ لِإِدْرَاكِ الْجَائِي لَا تَقَرُّبًا لِلَّهِ تَعَالَى فَهُوَ مَكْرُوهٌ، وَفِي الذَّخِيرَةِ وَالْبَدَائِعِ وَغَيْرِهِمَا: قَالَ أَبُو يُوسُفَ سَأَلْتُ أَبَا حَنِيفَةَ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: أَخْشَى عَلَيْهِ أَمْرًا عَظِيمًا يَعْنِي الشِّرْكَ وَقَدْ وَهِمَ بَعْضُهُمْ فِي فَهْمِ كَلَامِ الْإِمَامِ فَاعْتَقَدَ مِنْهُ أَنْ يَصِيرَ الْمُنْتَظِرُ مُشْرِكًا يُبَاحُ دَمُهُ فَأَفْتَى بِإِبَاحَةِ دَمِهِ وَهَكَذَا ظَنَّ صَاحِبُ مُنْيَةِ الْمُصَلِّي فَقَالَ: يُخْشَى عَلَيْهِ الْكُفْرُ وَلَا يَكْفُرُ وَكُلٌّ مِنْهُمَا غَلِطَ وَلَمْ يُرِدْهُ الْإِمَامُ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَرَادَ أَنَّهُ يَخَافُ عَلَيْهِ الشِّرْكَ فِي عَمَلِهِ الَّذِي هُوَ الرِّيَاءُ، وَإِنَّمَا لَمْ يَقْطَعْ بِالرِّيَاءِ فِي عَمَلِهِ لِمَا أَنَّهُ غَيْرُ مَقْطُوعٍ بِهِ لِوُجُودِ الِاخْتِلَافِ فَإِنَّهُ نُقِلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ أَنَّهُ لَا بَأْسَ بِهِ، وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ فِي الْقَدِيمِ، وَقَدْ نَهَى اللَّهُ عَنِ الْإِشْرَاكِ فِي الْعَمَلِ بِقَوْلِهِ تَعَالَى (فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ) الْآيَةَ وَأَعْجَبُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

جوتی چور کے والد کی امامت کا حکم

جوتی چور کے والد کی امامت درست ہے، بشرطیکہ اس نے اسے جوتیوں کو چرانے کی ترغیب نہ دی ہو، اور وہ بیٹے کے اس فعل سے خوش بھی نہ ہو، تو ایسی صورت میں اس کی امامت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوگا۔

"وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی "۔[1]

ترجمہ: "اور کوئی اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا"۔

جس کی بیوی جان بوجھ کر خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہنے، اس کی امامت کا حکم

اگر کسی امام کی بیوی جان بوجھ کر خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہنتی ہو اور اس کا شوہر اس کو اس فعل سے منع کرتا ہو اور اس کے اس فعل سے راضی نہ ہو مگر عورت شوہر کی بات نہ مانے تو اس صورت میں امام پر اس کا کوئی وبال اور مواخذہ نہیں ہے نیز اس کی امامت بھی بلا کراہت جائز ہے۔[2]

خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھا دی مقتدیوں کو اس کی اطلاع دینا ضروری ہے

اگر کسی امام نے خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھا دی تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس کو نماز کے دوران احساس ہو گیا تو وہ نمازیوں کو اطلاع کر کے کسی کو اپنا نائب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

مِنْهُ مَا نَقَلَهُ فِي الْمُجْتَبٰى عَنِ الْبَلْخِيِّ اَنَّهُ تَفْسُدُ صَلَاتُهُ وَيَكْفُرُ، ثُمَّ نَقَلَ بَعْدَهُ عَنِ الْجَامِعِ الْاَصْغَرِ اَنَّهُ مَأْجُورٌ عَلٰى ذٰلِكَ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى (وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى)وَعَنْ اَبِي اللَّيْثِ اَنَّهُ حَسَنٌ ". (البحر الرائق:باب صفة الصلاة/آداب الصلاة،ج،۱،ص،۳۳۴،دارالكتاب الاسلامي)

[1]....(سورة الفاطر:رقم الآية،۱۸،پاره:۲۲)

[2]....ایضاً

Marfat.com

مقرر کردے۔(اس لئے کہ وہ مطلقاً نجس ہے) اگر بعد میں مسئلہ معلوم ہوا یا یاد آیا تو سب مقتدیوں کے سامنے اعلان کردے کہ فلاں دن کی فلاں نماز نہیں ہوئی اس کو سب لوگ دوبارہ ادا کریں، نیز جو نمازی اعلان کے وقت موجود نہ ہوں ان کو کسی دوسرے وقت مطلع کرنا واجب ہے، یا اگر امام کے پاس نمازیوں کے موبائل فون (Mobile Phone) کے نمبرز (Numbers) ہوں تو ان کو موبائل فون (Mobile Phone) یا ایس ایم ایس (S.M.S) یا ای میل (Email) کے ذریعے اطلاع دے دے، ورنہ ان کی نماز خراب ہونے کا گناہ امام کے کندھے پر رہے گا۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....."(واذا ظهر حدث امامه ،.....(بطلت ،فيلزم اعادتها) لتضمنها صلاة المؤتم صحةً وفسادًا (كما يلزم الامام اخبار اذا أمهم:وهو محدث أوجنب) أوفاقد شرط أو ركن .....(بالقدر الممكن)بلسانه أو بكتاب أو رسول على الأصح) لو معينين ، والا لا يلزمه .بحر عن المعراج ".(تنوير الابصار مع الدرالمختار: باب الامامة،ج ،۱ ،ص ،۵۹۱ ، ۵۹۲ ، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق :باب الامامة ،ج ، ۱ ،ص ،۶۴۰، رشيدية)

(وكذا في النهر الفائق :باب الامامة والحدث في الصلاة ، ج ، ۱ ، ص، ۲۵۵، مكتبه امداديه، ملتان)

Marfat.com

(فصل نمبر۳)

سنن ونوافل اور جوتے

سواری پر بیٹھ کر نفل نماز پڑھنے والے کے جوتوں کے ناپاک ہونے کا حکم

سواری پر سنت ونفل کی ادائیگی درست ہیں، البتہ فرض نمازوں میں قیام پر قدرت رکھنے والے شخص کے لئے کھڑا ہونا فرض ہے، لیکن سنن ونوافل میں کھڑا ہونا فرض نہیں ہے، اس لئے کہ شریعتِ مطہرہ نے سنت ونفل میں رخصت دی ہے، اور اسی بناء پر سواری پر سنت ونفل نمازیں پڑھنا صحیح ہے۔ ذیل میں چند روایات وآثار نظرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الرَّاحِلَةِ يُسَبِّحُ، يُومِءُ بِرَأْسِهِ قِبَلَ أَيِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ ذٰلِكَ فِي الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ". [1]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹنی پر نماز نفل پڑھتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اشاروں سے پڑھ رہے تھے اس کا خیال کئے بغیر کہ سواری کا منہ کدھر ہوتا ہے لیکن فرض نمازوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح نہیں کرتے تھے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُصَلِّيَ عَلَى رَاحِلَتِهِ تَطَوُّعًا، اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، فَكَبَّرَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ خَلَّى عَنْ رَاحِلَتِهِ

---

[1]....(صحيح البخاري: باب ينزل للمكتوبة، ج۲، ص۴۵، رقم الحديث، ۱۰۹۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

فَصَلَّى حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ". [1]

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر نفل نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تھے، تو قبلہ رخ ہوتے پھر تکبیر (تحریمہ) کہتے، پھر اپنی سواری کو جانے دیتے، پھر سواری کا جس جانب بھی رخ ہوتا، اسی جانب رخ کر کے نماز پڑھتے رہتے تھے"۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ، حَيْثُ تَوَجَّهَتْ فَإِذَا أَرَادَ الفَرِيضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ القِبْلَةَ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو (نفل) نماز پڑھتے تھے لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"كَانَتْ بِي بَوَاسِيرُ، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلاَةِ، فَقَالَ: صَلِّ قَائِمًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ". [3]

ترجمہ: "مجھے بواسیر کا مرض تھا۔ اس لیے میں نے نماز کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے

---

[1]....(مسند أحمد: ج، ۲۰، ص، ۳۷۷، رقم الحديث، ۱۳۱۰۹، مؤسسة الرسالة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة/بَابُ التَّوَجُّهِ نَحْوَ القِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ، ج، ۱، ص، ۸۹، رقم الحديث، ۴۰۰، دار طوق النجاة)

[3]....(صحيح البخاري: بَابُ إِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلَّى عَلَى جَنْبٍ، ج، ۲، ص، ۴۸، رقم الحديث، ۱۱۱۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

بل لیٹ کر پڑھ لو"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلاةِ الرَّجُلِ وَهُوَ قَاعِدٌ، فَقَالَ: مَنْ صَلَّى قَائِمًا فَهُوَ أَفْضَلُ، وَمَنْ صَلَّى قَاعِدًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ، وَمَنْ صَلَّى نَائِمًا فَلَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَاعِدِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ: نَائِمًا عِنْدِي مُضْطَجِعًا هَا هُنَا". [1]

ترجمہ: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیٹھ کر نماز پڑھنے کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنا افضل ہے لیکن اگر کوئی بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے اسے آدھا ثواب ملے گا اور لیٹ کر پڑھنے والے کو بیٹھ کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملے گا۔ ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ حدیث کے الفاظ میں نائم مضطجع کے معنی میں ہے یعنی لیٹ کر نماز پڑھنے والا"۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

"النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُوُفِّيَ حَتَّى كَانَتْ أَكْثَرُ صَلَاتِهِ قَاعِدًا إِلَّا الْمَكْتُوبَةَ". [2]

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ کے فوت ہونے سے پہلے اکثر نمازیں فرض نمازوں کے علاوہ بیٹھ کر ہوا کرتی تھیں"۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(صحيح البخاري: بَابُ صَلاةِ الْقَاعِدِ بِالإِيمَاءِ، ج۲، ص۴۷، رقم الحديث، ۱۱۱۶، دار طوق النجاة)

[2]....(مسند أحمد: ج۴۴، ص۲۱۸، رقم الحديث، ۲۶۵۹۹، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

"رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی وَھُوَ عَلَی رَاحِلَتِہِ النَّوَافِلَ فِی کُلِّ جِھَۃٍ، وَلٰکِنَّہُ یَخْفِضُ السُّجُودَ مِنَ الرُّکْعَۃِ، وَیُومِءُ إِیمَاءً"۔ [۱]

ترجمہ: "میں نے نبی ﷺ کو اپنی سواری پر نفل نمازیں ہر جانب رخ کر کے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، البتہ آنحضرت ﷺ سجدہ کے لئے رکوع کے مقابلہ میں زیادہ جھکتے تھے، اور (اشارہ) سے نماز پڑھتے تھے"۔

ایک تابعی حضرت ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں کہ:

"کَانُوا یُصَلُّونَ عَلَی رَوَاحِلِھِمْ، وَدَوَابِّھِمْ حَیْثُ مَا کَانَتْ وُجُوھُھُمْ إِلَّا الْمَکْتُوبَۃَ، وَالْوَتْرَ فَإِنَّھُمْ کَانُوا یُصَلُّونَھُمَا عَلَی الْأَرْضِ"۔ [۲]

ترجمہ: "صحابہ وتابعین جس جانب کو بھی رخ ہوتا تھا، اپنی سواریوں اور جانوروں پر نماز سوائے فرض اور وتر کے پڑھ لیا کرتے تھے، زمین پر اُتر کر ان نمازوں کو پڑھا کرتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فَرَأَی أُنَاسًا یُصَلُّونَ قُعُودًا، فَقَالَ: صَلَاۃُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاۃِ الْقَائِمِ"۔ [۳]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ (اپنے گھر) سے باہر آئے، تو لوگوں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا، کہ وہ (سنت ونفل) بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے والے کے مقابلہ میں بیٹھنے والے کی نماز آدھا ثواب رکھتی ہے"۔

---

[۱]....(مسند أحمد: ج۲۲، ص۶۱، رقم الحدیث، ۱۴۱۵۶، مؤسسۃ الرسالۃ.

[۲]....(مصنف لابن أبي شیبۃ: مَنْ کَرِہَ الْوَتْرَ عَلَی الرَّاحِلَۃِ، ج۲، ص۹۷، رقم الحدیث، ۶۹۱۶، مکتبۃ الرشد، الریاض)

[۳]....(سنن ابن ماجۃ: کِتَابُ إِقَامَۃِ الصَّلَاۃِ، وَالسُّنَّۃُ فِیھَا/بَابُ صَلَاۃُ الْقَاعِدِ عَلَی النِّصْفِ مِنْ صَلَاۃِ الْقَائِمِ، ج۱، ص۳۸۸، رقم الحدیث، ۱۲۳۰، دار إحیاء الکتب العربیۃ، فیصل عیسی البابی الحلبي)

Marfat.com

بہر حال مذکورہ احادیث وروایات سے یہ ثابت ہوگیا کہ سنن ونوافل سواری پر بیٹھ کر ادا کیے جا سکتے ہیں، اوران کے لئے قبلہ رو ہونا بھی ضروری نہیں، بلکہ جس جانب سواری کا رخ ہو اسی طرف منہ کر کے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کر کے نماز ادا کر لی جائے، اس لئے کہ ایسی صورت میں شریعت مطہرہ نے اسی سمت کو قبلہ کا حکم دے دیا ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بس یا گاڑی وغیر کی سیٹ پر بیٹھ کر اس طرح سفر کر رہا ہو، کہ سیٹ کا رخ دوسری جانب ہو، اور سواری کسی اور رخ کی طرف گامزن ہو، تو قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جس جانب رخ کر کے بیٹھا ہوا ہو، اسی جانب رخ کر کے نوافل پڑھنا درست ہوگا۔ [1]

البتہ بعض احناف فقہاء کے نزدیک تکبیر تحریمہ کہتے وقت اگر ممکن ہو سکے تو قبلہ کی جانب رخ کرنا مستحب ہے، جبکہ بعض حضرات کے نزدیک واجب ہے۔ [2]

---

[1]..."اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى جَوَازِ التَّنَفُّلِ عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ لِجِهَةِ سَفَرِهِ وَلَوْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ وَلَوْ بِلاَ عُذْرٍ، لأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كَانَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ فِي السَّفَرِ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ وَفُسِّرَ قَوْلُه تَعَالَى: (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ) بِالتَّوَجُّهِ فِي نَفْلِ السَّفَرِ". الموسوعة الفقهية الكويتية: اسْتِقْبَال الْمُتَنَفِّل عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي السَّفَرِ، ج،۴، ص،۷۵، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[2]..."مُصَلِّي النَّافِلَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ لاَ يَلْزَمُهُ اسْتِقْبَال الْقِبْلَةِ، بَل يُصَلِّي حَيْثُمَا تَوَجَّهَتِ الدَّابَّةُ أَوْ صَوْبَ سَفَرِهِ كَمَا يَقُول الْمَالِكِيَّةُ، وَتَكُونُ هَذِهِ عِوَضًا عَنِ الْقِبْلَةِ، وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهِ، أَيْ جِهَةَ مَقْصِدِهِ، فَإِذَا أَرَادَ الْفَرِيضَةَ نَزَل فَاسْتَقْبَل الْقِبْلَةَ وَالْحِكْمَةُ فِي التَّخْفِيفِ عَلَى الْمُسَافِرِ: أَنَّ النَّاسَ مُحْتَاجُونَ إِلَى الأَسْفَارِ. فَلَوْ شُرِطَ فِيهَا الاِسْتِقْبَال لأَدَّى إِلَى تَرْكِ أَوْرَادِهِمْ أَوْ مَصَالِحِ مَعَايِشِهِمْ. غَيْرَ أَنَّ الْمُصَلِّيَ إِذَا أَمْكَنَهُ افْتِتَاحُ الصَّلاَةِ إِلَى الْقِبْلَةِ، وَهَذَا إِذَا كَانَتِ الدَّابَّةُ سَهْلَةً غَيْرَ مَقْطُورَةٍ بِأَنْ كَانَتْ وَاقِفَةً أَوْ سَائِرَةً وَزِمَامُهَا بِيَدِهِ فَإِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ اسْتِقْبَال الْقِبْلَةِ عِنْدَ الإِحْرَامِ، وَهَذَا عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ. وَهُوَ رِوَايَةٌ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ وَرَأْيُ ابْنِ حَبِيبٍ مِنَ الْمَالِكِيَّةِ، وَرِوَايَةُ ابْنِ الْمُبَارَكِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ وَاسْتَدَلُّوا بِمَا رَوَاهُ أَنَسٌ: أَنَّ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا سَافَرَ فَأَرَادَ أَنْ يَتَطَوَّعَ اسْتَقْبَل بِنَاقَتِهِ الْقِبْلَةَ فَكَبَّرَ ثُمَّ صَلَّى حَيْثُ وَجَّهَهُ رِكَابُهُ، وَلأَنَّهُ أَمْكَنَهُ اسْتِقْبَال الْقِبْلَةِ فِي ابْتِدَاءِ الصَّلاَةِ فَلَزِمَهُ ذَلِكَ كَالصَّلاَةِ كُلِّهَا. وَفِي قَوْلٍ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ: يُشْتَرَطُ الاِسْتِقْبَال فِي السَّلاَمِ أَيْضًا لأَنَّهُ آخِرُ طَرَفَيِ الصَّلاَةِ فَاشْتُرِطَ فِيهِ ذَلِكَ. وَالرِّوَايَةُ الثَّانِيَةُ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ وَهُوَ قَوْلٌ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ: أَيَلْزَمُهُ ذَلِكَ يَعْنِي فِي السَّلاَمِ لأَنَّ الاِفْتِتَاحَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ الصَّلاَةِ فَأَشْبَهَ سَائِرَ أَجْزَائِهَا؛ وَلأَنَّ ذَلِكَ لاَ يَخْلُو مِنْ مَشَقَّةٍ فَسَقَطَ شَرْطُ الاِسْتِقْبَال فِي السَّلاَمِ. وَعِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ يُسْتَحَبُّ ذَلِكَ وَلاَ يَجِبُ، وَإِنْ لَمْ يَسْهُل اسْتِقْبَال الْقِبْلَةِ بِأَنْ كَانَتِ الدَّابَّةُ سَائِرَةً وَهِيَ مَقْطُورَةٌ، وَلَمْ يَسْهُل انْحِرَافُهُ عَلَيْهَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

اگر سواری کی زین یا پشت (کار یا ریل وغیرہ کی سیٹ) نجس (ناپاک) ہو، تو ایسی صورت میں اس پر نفل نماز ادا کرنا درست ہے، حرج اور تنگی کی وجہ سے شریعت نے اس ناپاکی کو معاف کر دیا ہے۔ البتہ اگر نفل ادا کرنے والے کے نعلین ناپاک ہوں تو اس چاہیے کہ وہ انہیں اتار دے۔ لیکن اگر جوتے اتارنے میں تنگی اور حرج ہو، مثلاً موٹر سائیکل وغیرہ کے سوار کے لئے جوتے پہننا ضروری ہے، اگر نہیں پہنے گا تو پیروں کو نقصان بھی ہو سکتا ہے، مزید یہ کہ کبھی کبھی اسے جوتوں کے ذریعہ زمین پر سہارا لینا پڑتا ہے، لہذا ایسی صورت میں نجس (ناپاک) جوتوں میں سیٹ اور زین وغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے نفل نماز ادا کرنا جائز ہوگا۔[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أَوْ كَانَتْ جَمُوحًا لاَ يَسْهُلُ تَحْرِيفُهَا فَلاَ يَجِبُ الاِسْتِقْبَالُ؛ لِمَا فِي ذَلِكَ مِنَ الْمَشَقَّةِ وَاخْتِلاَلِ أَمْرِ السَّيْرِ عَلَيْهِ، فَيُحْرِمُ إِلَى جِهَةِ سَيْرِهِ. وَفِي قَوْلٍ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ: يَجِبُ عَلَيْهِ الاِسْتِقْبَالُ مُطْلَقًا سَوَاءٌ سَهُلَ عَلَيْهِ ذَلِكَ أَمْ لاَ، فَإِنْ تَعَذَّرَ لَمْ تَصِحَّ صَلاَتُهُ. وَإِنْ كَانَ الْمُصَلِّي عَلَى الرَّاحِلَةِ فِي مَكَانٍ وَاسِعٍ كَمَحْمَلٍ وَاسِعٍ وَهَوْدَجٍ وَيَتَمَكَّنُ مِنَ الصَّلاَةِ إِلَى الْقِبْلَةِ وَالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَعَلَيْهِ اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فِي صَلاَتِهِ وَيَسْجُدُ عَلَى مَا هُوَ عَلَيْهِ إِنْ أَمْكَنَهُ ذَلِكَ؛ لأَنَّهُ كَرَاكِبِ السَّفِينَةِ، وَقَالَ أَبُو الْحَسَنِ الآمِدِيُّ: يُحْتَمَلُ أَنْ لاَ يَلْزَمَهُ شَيْءٌ مِنْ ذَلِكَ كَغَيْرِهِ لأَنَّ الرُّخْصَةَ الْعَامَّةَ تَعُمُّ مَا وُجِدَتْ فِيهِ الْمَشَقَّةُ وَغَيْرُهُ. هَذَا بِالنِّسْبَةِ لِلتَّطَوُّعِ، أَمَّا بِالنِّسْبَةِ لِلْفَرِيضَةِ فَإِنَّهُ يَجُوزُ تَرْكُ الاِسْتِقْبَالِ لِلْعُذْرِ فَقَطْ عَلَى مَا سَبَقَ بَيَانُهُ" (الموسوعة الفقهية الكويتية: قِبْلَةُ الْمُصَلِّي عَلَى الرَّاحِلَةِ/ مادة "صلاة" ج، ۲۷، ۲۳۱، ۲۳۲، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[1]..... "وَلَمْ يَشْتَرِطِ الْمُصَنِّفُ طَهَارَةَ الدَّابَّةِ لأَنَّهَا لَيْسَتْ بِشَرْطٍ عَلَى قَوْلِ الأَكْثَرِ سَوَاءٌ كَانَ عَلَى السَّرْجِ أَوْ عَلَى الرِّكَابَيْنِ أَوْ الدَّابَّةِ لأَنَّ فِيهَا ضَرُورَةً فَسَقَطَ اعْتِبَارُهَا". (مجمع الأنهر: كتاب الصلاة/باب الوتر والنوافل، ج، ۱، ص، ۱۳۵، دار احياء التراث العربي)

"وَلَمْ يَشْتَرِطِ الْمُصَنِّفُ طَهَارَةَ الدَّابَّةِ لأَنَّهَا لَيْسَتْ بِشَرْطٍ عَلَى قَوْلِ الأَكْثَرِ سَوَاءٌ كَانَتْ عَلَى السَّرْجِ أَوْ عَلَى الرِّكَابَيْنِ أَوْ الدَّابَّةِ لأَنَّ فِيهَا ضَرُورَةً فَيَسْقُطُ اعْتِبَارُهَا وَصَرَّحَ فِي الْمُحِيطِ وَالْكَافِي بِأَنَّهُ الأَصَحُّ وَفِي الْخُلاَصَةِ بِأَنَّهُ ظَاهِرُ الْمَذْهَبِ مِنْ غَيْرِ تَفْصِيلٍ وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّهُ لَمَّا سَقَطَ اعْتِبَارُ الأَرْكَانِ الأَصْلِيَّةِ فَلأَنْ يَسْقُطَ شَرْطُ طَهَارَةِ الْمَكَانِ أَوْلَى". (البحر الرائق: التَّنَفُّلُ رَاكِبًا، ج، ۲، ص، ۶۹، دار الكتاب الاسلامي)

"قَوْلُهُ وَعَلَّلَهُ فِي الْبَدَائِعِ بِأَنَّهُ لَمَّا سَقَطَ إِلَخْ) أَقُولُ: يُفْهَمُ مِنْ تَخْصِيصِ السُّقُوطِ لِطَهَارَةِ الْمَكَانِ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ خَلْعُ النَّعْلَيْنِ لَوْ كَانَ فِيهِمَا نَجَاسَةٌ مَانِعَةٌ وَلَمْ أَرَهُ صَرِيحًا فَلْيُرَاجَعْ ثُمَّ رَأَيْتُ فِي النَّهْرِ قَالَ وَقِيَاسُ هَذَا وَلَوْ عَلَى الْمُصَلِّي أَيْضًا مَعَ أَنَّ ظَاهِرَ كَلاَمِهِمُ الْمَنْعُ فِي هَذَا وَالْفَرْقُ قَدْ يَعْسُرُ فَتَدَبَّرْ اهـ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

پیدل چلنے کی حالت میں نوافل پڑھنے کا حکم

اگر کوئی شخص سواری پر سفر نہ کر رہا ہو، بلکہ پیدل چل رہا ہو، تو اس کے لئے جائز نہیں وہ پیدل چلنے کی حالت میں نفل نماز پڑھے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیدل چلنے کی حالت میں نفل نماز پڑھنا ثابت نہیں۔

''البتہ حنابلہ اور شوافع نے پیدل چلتے ہوئے نفل نماز پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قُلْت :الظَّاهِرُ أَنَّهُ غَيْرُ عَسِيرٍ لِأَنَّ الدَّابَّةَ وَمَا يَتَّصِلُ بِهَا مِنْ السَّرْجِ وَنَحْوِهِ مَظِنَّةُ النَّجَاسَةِ لِنَوْمِهَا عَلَى عَذِرَتِهَا وَتَمَرُّغِهَا بِهَا فَلَوْ اشْتَرَطَ طَهَارَتَهَا لَرُبَّمَا أَدَّى إلَى الْحَرَجِ بِخِلَافِ الْمُصَلِّي إذْ يُمْكِنُهُ خَلْعُ ثَوْبِهِ الْمُتَنَجِّسِ عَلَى أَنَّهُ يَنْدُرُ بِالنِّسْبَةِ إلَيْهَا تَأَمَّلْ ثُمَّ رَأَيْت بَعْضَ الْفُضَلَاءِ تَعَقَّبَ النَّهْرَ بِقَوْلِهِ الْفَرْقُ أَظْهَرُ مِنْ نَارٍ عَلَى عَلَمٍ وَهُوَ أَنَّهُ لَا ضَرُورَةَ فِيهَا عَلَى الْمُصَلِّي بِخِلَافِ مَا فِي مَوْضِعِ الْجُلُوسِ أَوْ الرُّكَابَيْنِ اهـ".(منحة الخالق على البحر الرائق:التَّنَفُّلُ رَاكِبًا،ج،۲،ص،۶۹،دار الكتاب الاسلامي)

[1]....."مَذْهَبُ أَبِي حَنِيفَةَ، وَمَالِكٍ، وَإِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ، وَهُوَ كَلَامُ الْخِرَقِيِّ مِنَ الْحَنَابِلَةِ :أَنَّهُ لَا يُبَاحُ لِلْمُسَافِرِ الْمَاشِي الصَّلَاةُ فِي حَالِ مَشْيِهِ، لِأَنَّ النَّصَّ إنَّمَا وَرَدَ فِي الرَّاكِبِ، فَلَا يَصِحُّ قِيَاسُ الْمَاشِي عَلَيْهِ، لِأَنَّهُ يَحْتَاجُ إلَى عَمَلٍ كَثِيرٍ، وَمَشْيٍ مُتَتَابِعٍ يُنَافِي الصَّلَاةَ فَلَمْ يَصِحَّ الْإِلْحَاقُ.
وَمَذْهَبُ عَطَاءٍ، وَالشَّافِعِيِّ، وَهُوَ ثَانِيَةُ الرِّوَايَتَيْنِ عَنْ أَحْمَدَ اخْتَارَهَا الْقَاضِي مِنَ الْحَنَابِلَةِ:أَنَّ لَهُ أَنْ يُصَلِّيَ مَاشِيًا قِيَاسًا عَلَى الرَّاكِبِ، لِأَنَّ الْمَشْيَ إحْدَى حَالَتَيْ سَيْرِ الْمُسَافِرِ، وَلِأَنَّهُمَا اسْتَوَيَا فِي صَلَاةِ الْخَوْفِ فَكَذَا فِي النَّافِلَةِ .وَالْمَعْنَى فِيهِ أَنَّ النَّاسَ مُحْتَاجُونَ إلَى الْأَسْفَارِ، فَلَوْ شَرَطَا فِيهَا الِاسْتِقْبَالَ لِلتَّنَفُّلِ لَأَدَّى إلَى تَرْكِ أَوْرَادِهِمْ أَوْ مَصَالِحِ مَعَايِشِهِمْ.
وَمَذْهَبُ الْحَنَابِلَةِ، وَالْأَصَحُّ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ:أَنَّ عَلَيْهِ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِافْتِتَاحِ الصَّلَاةِ، ثُمَّ يَنْحَرِفُ إلَى جِهَةِ سَيْرِهِ، قَالَ الشَّافِعِيَّةُ :وَلَا يَلْزَمُهُ الِاسْتِقْبَالُ فِي السَّلَامِ عَلَى الْقَوْلَيْنِ".(الموسوعة الفقهية الكويتية:اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ، ج،۴،ص،۷۵،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)
"ذَهَبَ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ فِي الْجُمْلَةِ إلَى جَوَازِ التَّنَفُّلِ مَاشِيًا وَلِكُلٍّ مِنَ الْمَذْهَبَيْنِ فِي الْمَسْأَلَةِ تَفْصِيلٌ :فَقَالَ الشَّافِعِيَّةُ :يَجُوزُ التَّنَفُّلُ مَاشِيًا، وَعَلَى الرَّاحِلَةِ سَائِرَةً إلَى جِهَةِ مَقْصِدِهِ فِي السَّفَرِ الطَّوِيلِ، وَكَذَا الْقَصِيرِ عَلَى الْمَذْهَبِ، وَلَا يَجُوزُ فِي الْحَضَرِ عَلَى الصَّحِيحِ بَلْ لَهَا فِيهِ حُكْمُ الْفَرِيضَةِ فِي كُلِّ شَيْءٍ إلَّا الْقِيَامَ، وَقَالَ الْإِصْطَخْرِيُّ :يَجُوزُ لِلرَّاكِبِ وَالْمَاشِي فِي الْحَضَرِ مُتَرَدِّدًا فِي جِهَةِ مَقْصِدِهِ، وَاخْتَارَ الْقَفَّالُ الْجَوَازَ بِشَرْطِ الِاسْتِقْبَالِ فِي جَمِيعِ الصَّلَاةِ .
وَقَالَ الْحَنَابِلَةُ :تَصِحُّ الصَّلَاةُ بِدُونِ الِاسْتِقْبَالِ لِمُتَنَفِّلٍ رَاكِبٍ وَمَاشٍ فِي سَفَرٍ غَيْرِ مُحَرَّمٍ وَلَا مَكْرُوهٍ، وَلَوْ كَانَ السَّفَرُ قَصِيرًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى :(وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا :نَزَلَتْ فِي التَّطَوُّعِ خَاصَّةً، وَلِمَا وَرَدَ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّي فِي السَّفَرِ عَلَى رَاحِلَتِهِ أَيْنَمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ، وَذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُهُ ، وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ، وَلَمْ يُفَرِّقْ بَيْنَ طَوِيلِ السَّفَرِ وَقَصِيرِهِ، وَأَلْحَقَ الْمَاشِيَ بِالرَّاكِبِ لِأَنَّ الصَّلَاةَ أُبِيحَتْ لِلرَّاكِبِ لِئَلَّا يَنْقَطِعَ عَنِ الْقَافِلَةِ فِي السَّفَرِ وَهُوَ مَوْجُودٌ فِي الْمَاشِي .وَلَا تَجُوزُ صَلَاةُ الْمَاشِي عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ وَالْمَالِكِيَّةِ".(الموسوعة الفقهية الكويتية:التنفل مَاشِيًا،ج،۳۷،ص،۳۳۷،۳۳۸،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

Marfat.com

(فصل نمبر۴)

جوتا اور مفسداتِ ومکروہاتِ نماز

اس فصل میں جوتوں سے متعلق ایسے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے جن سے نماز مکروہ یا فاسد ہوجاتی ہے۔

حالتِ سجدہ میں پیروں کے مقام سے پیشانی اور ناک رکھنے کی جگہ کا اونچا ہونے کا حکم

اگر حالتِ نماز میں پیشانی اور ناک آدھے ذراع سے کم اونچائی پر ہو تو ایسی صورت میں سجدہ درست ہوگا، اور اگر اس سے زیادہ اونچائی پر ہو تو اس کا سجدہ صحیح نہیں ہوگا، اور جب سجدہ درست نہ ہوا (جو کہ نماز میں فرض ہے) تو نماز بھی درست نہ ہوگی۔ [1]

نماز میں عورت کا اپنے ٹخنے کھلے رکھنے کا حکم

اگر کوئی عورت حالتِ نماز میں ٹخنے کھلے رکھ کر نماز ادا کرے تو اس کی نماز میں فساد لازم آتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں اصول یہ ہے اگر بھولے سے چوتھائی عضو سہ بار (تین مرتبہ) ''سبحان ربي الأعلى'' کہنے کی مقدار کھلا رہے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے، اور اگر کسی نے

---

[1]....."و"من شروط صحة السجود" عدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين بأكثر من نصف ذراع "لتتحقق صفة الساجد والارتفاع القليل لا يضر "وإن زاد على نصف ذراع لم يجز السجود" أى لم يقع معتدا به فإن فعل غيره معتبرا صحت وإن انصرف من صلاته ولم يعده بطلت".(مراقى الفلاح شرح نور الايضاح:باب شروط الصلاة وأركانها ،ص،٨٧،المكتبة العصرية)

"(وَلَوْ كَانَ مَوْضِعُ سُجُودِهِ أَرْفَعَ مِنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِمِقْدَارِ لَبِنَتَيْنِ مَنْصُوبَتَيْنِ جَازَ) سُجُودُهُ (وَإِنْ أَكْثَرَ لَا)إلَّا لِزَحْمَةٍ كَمَا مَرَّ، وَالْمُرَادُ لَبِنَةٌ بُخَارَى، وَهِيَ رُبْعُ ذِرَاعٍ عَرْضُ سِتَّةِ أَصَابِعَ، فَمِقْدَارُ ارْتِفَاعِهِمَا نِصْفُ ذِرَاعٍ لِنَتَا عَشْرَةَ أُصْبُعًا، ذَكَرَهُ الْحَلَبِيُّ". (الدرالمختار مع ردالمحتار:فصل في بيان تاليف الصلاة الى انتهائها،ج ،١ ،ص،٥٠٣ ، دار الفكر، بيروت)

(وكذا في الفتاوى الهندية:الفصل الأول في فرائض الصلاة ،ومنها السجود، ج، ١ ،ص،٧٠،رشيدية)

Marfat.com

جان بوجھ کر چوتھائی عضو ایک لمحہ کے لئے کھلا رکھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں البتہ اگر چوتھائی عضو سے کم ستر کھلا رہے خواہ بھولے سے ہو یا ارادۃً، تین تسبیح کی مقدار سے قلیل ہو یا زیادہ بہر حال نماز میں فساد لازم نہیں آتا۔ ٹخنے پنڈلی کے ساتھ مل کر ایک کامل عضو بنتے ہیں مزید برآں ایک چوتھائی عضو سے بھی کم ہیں لہذا ٹخنے کھلے رہنے کی صورت نماز درست ہو گی۔ [1]

حرام مال سے خریدے ہوئے جوتے یا چوری شدہ جرابیں پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

اگر کسی نے حرام مال سے جوتے خریدے یا چوری شدہ جرابیں پہن کر نماز ادا کی تو ایسے جوتوں یا جرابوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ [2]

---

[1]...."(وَيُمْنَعُ)حَتَّى انْعِقَادَهَا (كَشْفُ رُبْعِ عُضْوٍ) قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ بِلَا صُنْعِهِ ".(الدر المختار)فَلَوْ بِهِ فَسَدَتْ فِي الْحَالِ عِنْدَهُمْ قُنْيَةٌ قَالَ :أَيْ وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ أَدَاءِ رُكْنٍ .اهـ وَفِي الْخَانِيَّةِ إذَا طُرِحَ الْمُقْتَدِي فِي الزُّحْمَةِ أَمَامَ الْإِمَامِ ، أَوْ فِي صَفِّ النِّسَاءِ أَوْ مَكَانٍ نَجِسٍ ، أَوْ حَوَّلُوهُ عَنْ الْقِبْلَةِ أَوْ طَرَحُوا إزَارَهُ ، أَوْ سَقَطَ عَنْهُ ثَوْبُهُ ، أَوْ انْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ ، فَفِيمَا إذَا تَعَمَّدَ ذَلِكَ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ وَإِنْ قَلَّ ، وَإِلَّا فَإِنْ أَدَّى رُكْنًا فَكَذَلِكَ ، وَإِلَّا فَإِنْ مَكَثَ بِعُذْرٍ لَا تَفْسُدُ فِي قَوْلِهِمْ ، وَإِلَّا فَفِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ عَنْ مُحَمَّدٍ تَفْسُدُ .....وَفِي الْحُرَّةِ هَذِهِ الثَّمَانِيَةُ ، وَيُزَادُ فِيهَا سِتَّةَ عَشَرَ : السَّاقَانِ مَعَ الْكَعْبَيْنِ". (رد المحتار مع الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة /مطلب ، في النظر الى وجه الأمرد، ج ،۲،ص،۸۲ ، دارالكتب العلمية ، بيروت)

"(قَوْلُهُ:وَكَشْفُ رُبْعِ سَاقِهَا يَمْنَعُ وَكَذَا الشَّعْرُ وَالْبَطْنُ وَالْفَخِذُ وَالْعَوْرَةُ الْغَلِيظَةُ)؛ لِأَنَّ قَلِيلَ الِانْكِشَافِ عَفْوٌ عِنْدَنَا لِلضَّرُورَةِ فَإِنَّ ثِيَابَ الْفُقَرَاءِ لَا تَخْلُوعَنْ قَلِيلِ خَرْقٍ كَالنَّجَاسَةِ الْقَلِيلَةِ ".(البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص،۲۸۵ ،دارالكتاب الاسلامي)

"الكعب تبع للساق اه".(الدر المنتقى المعروف بسكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص، ۱۲۲ ،مكتبة غفارية، كوئته)

وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص، ۴۷۲ ،رشيدية)

وكذا في النهر الفائق: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة، ج، ۱ ،ص، ۱۸۳ ،رشيدية)

[2]...."فروع : تكره الصلاة في الثوب المغصوب وان لم يجد غيره لعدم جواز الانتفاع بملك الغير قبل الاذان، أواداء الضمان ".(حاشية الطحطاوي : كتاب الصلاة/فصل في المكروهات،ص،۳۵۸ ،دارالكتب العلمية، بيروت)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

نماز میں دائیں پاؤں کے انگوٹھے کے ہٹ جانے کا حکم

اگر نماز میں کسی کا دائیں پیر کا انگوٹھا ہٹ جائے تو اس سے نماز میں فساد لازم نہیں آتا۔ [1]

نماز میں دونوں قدموں کے اُٹھ جانے کا حکم

سجدہ کی حالت میں پاؤں زمین پر رکھنے کے حوالے سے تین روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔

(۱) دونوں پاؤں زمین پر رکھنا فرض ہیں۔

(۲) زمین پر ایک پاؤں رکھنا فرض ہے۔

(۳) سنت ہے۔ اس روایت کے مطابق نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی۔ [2]

چنانچہ اگر نماز میں کسی شخص کے دونوں پاؤں کی انگلیاں زمین سے ایک رکن کی ادائیگی کی مقدار (یعنی تین تسبیح کی مقدار) اُٹھی رہیں، تو ایسی صورت میں اس کا سجدہ نہ ہوگا، جب

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأيضاً قال الطحطاوي :"(قوله:مع الكراهة):أي التحريمية ذكره السيد ، وفي السراج ، والقهستاني تكره الصلاة في الثوب الحرير، والثوب المغصوب ، وان صحت ، والثواب الى الله تعالىٰ". (حاشية الطحطاوي : كتاب الصلاة /فصل في المكروهات،ص،۳۵۸ ، دارالكتب العلمية ،بيروت)

(وكذا في البحرالرائق: باب شروط الصلاة ، ج، ۱ ،ص،۴۶۷ ، دارالكتب العلمية ، بيروت)

[1]....."وَلَوْ وَضَعَ ظَهْرَ الْقَدَمِ دُونَ الْأَصَابِعِ، بِأَنْ كَانَ الْمَكَانُ ضَيِّقًا أَوْ وَضَعَ إِحْدَاهُمَا دُونَ الْأُخْرَى لِضِيقِهِ جَازَ كَمَا لَوْ قَامَ عَلَى قَدَمٍ وَاحِدٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ الْمَكَانُ ضَيِّقًا يُكْرَهُ .اهـ . فَهَذَا صَرِيحٌ فِي اعْتِبَارِ وَضْعِ ظَاهِرِ الْقَدَمِ، وَإِنَّمَا الْكَلَامُ فِي الْكَرَاهَةِ بِلَا عُذْرٍ .....بَلْ الْمُصَرَّحُ بِهِ أَنَّ تَوْجِيهَهَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ سُنَّةٌ يُكْرَهُ تَرْكُهَا، كَمَا فِي الْبُرْجَنْدِيِّ وَالْقُهُسْتَانِي" .(رد المحتار مع الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة/آداب الصلاة ، ج ، ۱ ،ص، ۵۰۰ ، دارالفكر،بيروت)

(وكذا في البحرالرائق: ج، ۱ ، ص ، ۵۵۷، سعيد)

(وكذا في الفتاوى العالمكيرية: ج ، ۱ ،ص،۷۰ ، رشيدية)

[2]....."يُفْتَرَضُ وَضْعُ أَصَابِعِ الْقَدَمِ وَلَوْ وَاحِدَةً نَحْوَالْقِبْلَةِ وَإِلَّا لَمْ تَجُزْ، وَالنَّاسُ عَنْهُ غَافِلُونَ" .(الدرالمختار) قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ:فَصَارَ فِي الْمَسْأَلَةِ ثَلَاثُ رِوَايَاتٍ :الْأُولَى فَرْضِيَّةُ وَضْعِهِمَا.الثَّانِيَةُ فَرْضِيَّةُ إِحْدَاهُمَا.الثَّالِثَةُ عَدَمُ الْفَرْضِيَّةِ، وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ سُنَّةٌ".

اس سے وجوب کی روایت راجح معلوم ہوتی ہے۔

"لَوْ رَفَعَهُمَا فِي حَالِ سُجُودِهِ لَا يُجْزِيهِ، وَلَوْ رَفَعَ إِحْدَاهُمَا جَازَ.وَقَالَ فِي الْفَيْضِ:وَبِهِ يُفْتَى".(الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب صفة الصلاة،مطلب في اطالة الركوع للجائي،ج،۲، ص،۲۰۴، دارالكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

سجدہ نہیں ہوا تو اس شخص کی نماز بھی نہیں ہوگی۔ اور اگر ایک رکن کی ادئیگی سے کم اُٹھیں رہیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوگی۔ [1]

سجدہ میں دونوں پیر تین تسبیح کی بقدر اُٹھانے سے نماز کا حکم

کسی نے سجدہ میں تین تسبیح کی مقدار دونوں قدم اُٹھائے رکھنے کے بعد زمین پر رکھ لیے، تو کیا ایسی صورت میں اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ پیروں کا کوئی بھی حصہ سجدہ میں رکھنا فرض ہے، اگر چہ ایک انگلی ہی کیوں نہ ہو، اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوگی۔

البتہ یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے، لہذا یہ عمل کراہت سے خالی نہیں ہے۔ سوال مذکور کے مطابق اس نے اُٹھانے کے بعد پیر رکھ دئے تو اس صورت میں سجدہ ادا ہوگیا۔ [2]

احسن الفتاوی میں ہے کہ:

---

[1]....."فخرج وضع الجبهة مع رفع القدمين لأنه تلاعب وليس بتعظيم ".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة ، ص ، ۲۳۰ ،دار الكتب العلمية ، بيروت)

"وفي مختصر الكرخي: سجد و رفع أصابع رجليه عن الأرض ، لا تجوز اه".(غنية المستملي شرح منية المصلي:الخامس من الفرائض/السجدة ،ص ، ۲۸۵ ، سهيل اكيڈمی ، لاهور)

"وَمِنْ شَرْطِ جَوَازِ السُّجُودِ أَنْ لَا يَرْفَعَ قَدَمَيْهِ فِيهِ فَإِنْ رَفَعَهُمَا فِي حَالِ سُجُودِهِ لَا تُجْزِئُهُ السَّجْدَةُ اه". (الجوهرة النيرة على مختصر القدوري:باب صفة الصلاة ، ج ، ۱ ، ص،۵۳ ،المطبعة الخيرية)

قال المحقق ابن الهمام: "وَأَمَّا الْتِرَاضُ وَضْعِ الْقَدَمِ فَلِأَنَّ السُّجُودَ مَعَ رَفْعِهِمَا بِالتَّلَاعُبِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالتَّعْظِيمِ وَالْاِجْلَالِ، وَيَكْفِيهِ وَضْعُ أُصْبُعٍ وَاحِدَةٍ .وَفِي الْوَجِيزِ وَضْعُ الْقَدَمَيْنِ فَرْضٌ، فَإِنْ وَضَعَ إِحْدَاهُمَا دُونَ الْأُخْرَى جَازَ وَيُكْرَهُ اه".(فتح القدير:باب صفة الصلاة/ ج، ۱ ،ص،۳۰۵ ،دار الفكر)

[2]....."(وشيء من أطراف أصابع إحدى القدمين)يصدق ذلك بإصبع واحدة قال في الخلاصة وأما وضع القدم على الأرض في الصلاة حال السجدة ففرض فلو وضع إحداهما دون الأخرى تجوز صلاته..... ويكفي وضع إصبع واحدة وفي الفتح عن الوجيز وضع القدمين فرض فإن وضع إحداهما دون الأخرى جاز ويكره..... وفي البحر: ونص صاحب الهداية في التجنيس على أنه لو لم يوجه الأصابع نحو القبلة يكون مكروها اهـ".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/باب شروط الصلاة وأركانها،ص،۲۳۰، ۲۳۱ ،دار الكتب العلمية،بيروت)

ويكره تحويل أصابع يديه أو رجليه عن القبلة في السجو لقوله صلى الله عليه وسلم فلوجه من أعضائه إلى القبلة ما استطاع".(مراقي الفلاح/ كتاب الصلاة/فصل في المكروهات،ص،۱۲۹ ،المكتبة العصرية)

(وكذا في البحر الرائق: ج، ۱ ،ص،۳۱۸ ،كوئته)(وكذا في فتح القدير: ج، ۱ ،ص،۳۰۵ ،دار الفكر)

Marfat.com

دونوں پاؤں میں سے کسی ایک کا کوئی جزء بقدر تسبیحہ واحدہ زمین پر رکھنا واجب ہے، اور ایک قول کے مطابق فرض ہے، تیسرا قول سنت کا بھی ہے، قول اول راجح ہے،۔ پس اگر پورے سجدہ میں بقدر ایک تسبیح کے دونوں پاؤں میں سے کس کا کوئی جزء زمین پر رکھ لیا تو واجب ادا ہو جائے گا، اگر اتنی مقدار بھی نہیں رکھا تو ترکِ واجب کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ ہو گی، واضح رہے کہ ظہرِ قدم یا صرف ایک قدم کو زمین پر بغیر عذر رکھنے سے واجب تو ادا ہو جائے گا مگر مکروہ ہے، اس لئے کہ دونوں پاؤں زمین پر رکھنا اور انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا سنت مؤکدہ ہے۔ واللہ اعلم [1]

غلطی سے گندگی والے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

اگر کسی نے ایسے جوتوں میں نماز ادا کی جن پر نجاست وگندگی لگی ہوئی ہو تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر یہ نجاست ایک درہم سے زائد لگی ہو، تو نماز فاسد ہوگئی، نماز کے دوران احساس ہو جائے تو نماز ختم کر دے اور جوتے اتار کر دوبارہ نماز ادا کرے، اگر بعد میں مسئلہ معلوم ہوا تو دوبارہ نماز کا اعادہ کرے۔ [2]

---

[1]....(احسن الفتاوی: باب مفسدات الصلاۃ، ج۳، ص۳۹۸، وفتاوی حقانیہ: ج۳، ص۸۱)

[2]...."النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ فَغَسْلُهَا فَرِيضَةٌ وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الصلاة/الباب الثالث في شروط الصلاة، ج۱، ص۶۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

"أَمَّا النَّجَاسَةُ الْقَلِيلَةُ فَإِنَّهَا لَا تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ، سَوَاءٌ كَانَتْ خَفِيفَةً أَوْ غَلِيظَةً.....وَلِهَذَا قَدَّرْنَا بِالدِّرْهَمِ عَلَى سَبِيلِ الْكِنَايَةِ عَنْ مَوْضِعِ خُرُوجِ الْحَدَثِ، كَذَا قَالَهُ إِبْرَاهِيمُ النَّخَعِيّ: إِنَّهُمْ اسْتَقْبَحُوا ذِكْرَ الْمَقَاعِدِ فِي مَجَالِسِهِمْ، فَكَنَّوْا عَنْهُ بِالدِّرْهَمِ ..... وَأَمَّا النَّجَاسَةُ الْكَثِيرَةُ فَتَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فَصْلٌ فِي بَيَانُ الْمِقْدَارِ الَّذِي يَصِيرُ بِهِ الْمَحَلُّ نَجِسًا، ج۱، ص۴۲۸، ۴۲۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

"وَجَدَ فِي ثَوْبِهِ مَنِيًّا أَوْ بَوْلًا أَوْ دَمًا أَعَادَ مِنْ آخِرِ احْتِلَامٍ وَبَوْلٍ وَرُعَافٍ" (الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الطهارة/فصل في البئر، ج۱، ص۳۷۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

"(وَإِنْ انْتَضَحَ الْبَوْلُ عَلَى الْمُصَلِّي أَكْثَرَ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ مِنْ مَوْضِعٍ فَانْفَتَلَ فَغَسَلَهُ لَمْ يَبْنِ عَلَى صَلَاتِهِ". (المبسوط للسرخسي: باب الحدث في الصلاة، ج۱، ص۳۵۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

نماز میں جوتوں پر نجاست کا علم ہونے پر جوتے اتارنے کا حکم

اگر کوئی شخص ایسے جوتوں میں نماز ادا کر رہا ہو کہ جس میں ناپاکی لگی ہو تو وہ نماز میں ہی جوتے اتار دے تو اسے نماز سرے سے شروع کرنا پڑے گی، اس لئے کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے، جو کہ یہاں مفقود ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ".[1]

ترجمہ: "اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر"۔

ایک اشکال کا جواب

آپ کا کہنا یہ ہے کوئی شخص ایسے جوتوں میں نماز ادا کر رہا ہو، جن میں گندگی لگی ہو، اور وہ نماز ہی میں جوتے اتار دے تو اسے دوبارہ نماز شروع کرنا پڑے گی، تو پھر رسول اللہ ﷺ نے نماز ہی کے اندر جوتے اتار کر دوبارہ نماز شروع کیوں نہ کی؟ اس اشکال کا جواب دینے سے پہلے وہ حدیث سپردِ قلم کی جاتی ہے۔

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ إِذْ خَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عَنْ يَسَارِهِ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ الْقَوْمُ أَلْقَوْا نِعَالَهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ، قَالَ: مَا حَمَلَكُمْ عَلَى إِلْقَاءِ نِعَالِكُمْ، قَالُوا: رَأَيْنَاكَ أَلْقَيْتَ نَعْلَيْكَ فَأَلْقَيْنَا نِعَالَنَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي فَأَخْبَرَنِي أَنَّ فِيهِمَا قَذَرًا أَوْ قَالَ: أَذًى وَقَالَ: إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلْيَنْظُرْ: فَإِنْ رَأَى فِي نَعْلَيْهِ قَذَرًا أَوْ أَذًى فَلْيَمْسَحْهُ

---

[1]....(سورہ المدثر، رقم الآیۃ، پارہ ۲۹)

Marfat.com

وَلْيُصَلِّ فِيهِمَا". [1]

ترجمہ: "اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک آنحضرت ﷺ نے اپنے نعلین (جوتے) اتار دیئے، اور انہیں اپنے بائیں طرف رکھ دیا۔ پس جب لوگوں نے یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنے جوتے نکال پھینکے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے نماز ختم کی تو فرمایا کہ تمہیں اپنے جوتے نکال پھینکنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو جوتے نکال پھینکتے دیکھا تو ہم نے بھی اپنے جوتے اتار پھینکے، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور بتایا کہ ان میں جنابت یا قابل نفرت چیز ہے، اور فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں آئے تو دیکھ لے اگر اس کے جوتوں میں کوئی نجاست یا تکلیف دہ چیز لگی ہے تو اسے صاف کر دے اور ان میں نماز پڑھ لے"۔

نماز میں جوتوں، کپڑوں اور جگہ کی طہارت شرط ہے، اور نص قطعی سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ". [2]

ترجمہ: "اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر"۔

اور اسامہ بن عمر نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"لَايَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ، وَلَاصَلَاةً بِغَيْرِ طُهُورٍ". [3]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ خیانت کے مال میں سے صدقہ قبول نہیں کرتا اور نہ پاکیزگی کے بغیر نماز قبول کرتا ہے"۔

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/باب الصلاة في النعل، ج، ۱، ص ۱۷۵، رقم الحديث، ۶۵۰، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]....(سورہ المدثر، رقم الآية، ۴، پارہ، ۲۹)

[3]....(سنن أبي داود: كتاب الطهارة/باب فرض الوضوء، ج، ۱، ص، ۱۶، رقم الحديث، ۵۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

نماز میں ان چیزوں کی پاکی پر علماء کا اجماع ہے، مذکورہ روایت میں رسول اللہ ﷺ نے نماز میں جوتے اتارنے کی وجہ حضرت جبریل علیہ السلام کی خبر کو قرار دیا، حدیث میں لفظ "قذر" استعمال کیا گیا جو کہ نجاست کے علاوہ ان چیزوں پر بھی بولا جاتا ہے جن کو طبعاً اور عرفاً قابلِ نفرت تصور کیا جاتا ہے، مثلاً کھنکار وغیرہ۔ پس چونکہ روایت میں اس بات کی وضاحت و صراحت نہیں کہ واقعی رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین پر نجاست لگی تھی، یا کوئی ایسی چیز تھی جو نجس تو نہیں تھی البتہ قابلِ نفرت تھی، لہذا اس روایت سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ نماز پڑھتے ہوئے اگر جوتے یا کپڑے کے نجاست کا علم ہو جائے تو پہلی پڑھی ہوئی نماز جائز و صحیح ہے، اور اس کا لوٹانا واجب نہیں۔ [1]

جوتوں کی وجہ سے نماز توڑنا

اگر کسی شخص کے جوتے نماز کے دوران چوری ہو گئے، تو کیا وہ جوتے لینے کے لئے نماز توڑ سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ان جوتوں کی قیمت ایک درہم ہے تو اس کا نماز توڑنا جائز ہے، خواہ نماز نفل ہو یا فرض۔ ظاہر ہے کہ آج کل جو جوتے مارکیٹ (Market) میں دستیاب ہیں ان کی قیمت ایک درہم سے کہیں زیادہ ہے، لہذا اگر کسی کے جوتے نماز کی حالت میں چوری ہو جائیں تو وہ نماز توڑ کر چور سے لے سکتا ہے۔ [2]

---

[1]....."احتج بهذا من قال: اذا صلى أحد وفي ثوبه أو نعله نجاسة ولا يعلم هو تجوز صلاته، فاذا علم في الصلاة فليضع ثوبه أو نعله وهو في الصلاة، والجواب عنه أن جواب طهارة الثوب والنعل ثابت بالنص، وهو مجمع عليه أيضاً، فعدم طهارتي ينافي الصلاة، فيمنع ابتداء الصلاة.
وأما هذا الحديث فلا يدل على مدعاه، فانه يحتمل أن يكون معنى القذر والأذى ما يستقذر ويؤذي طبعاً غير النجاسة، فلا يصح الاستدلا بهذا الحديث مع الاحتمال على مدعاه". (بذل المجهود في حل سنن أبي داؤد، ج،۳،ص،۵۹۷،دارالبشائر الاسلامية)

[2]....."رَجُلٌ قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ فَسُرِقَ مِنْهُ شَيْءٌ قِيمَتُهُ دِرْهَمٌ لَهُ أَنْ يَقْطَعَ الصَّلَاةَ وَيَطْلُبَ السَّارِقَ سَوَاءٌ كَانَتْ فَرِيضَةً أَوْ تَطَوُّعًا؛ لِأَنَّ الدِّرْهَمَ مَالٌ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الصلاة/باب فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، الفصل الثاني فيما يكره الصلاة، ج ۱، ص، ۱۲۱، دارالكتب العلمية، بيروت)
(وكذا في الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج ۱، ص، ۶۵۴، سعيد)
(وكذا في فتح القدير: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها. فصل: ويكره للمصلي. ج، ۱، ص، ۴۱۸، مصطفىٰ البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

نماز میں موزہ پہننے یا اتارنے کا حکم

اگر کسی شخص نے حالتِ نماز میں ڈھیلا موزہ اتار دیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوگی، اور اگر موزہ پہنا تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[1]

حالتِ نماز میں کسی کو جوتے سے مارنے کا حکم

اگر کسی شخص نے نماز کی حالت میں کسی کو جوتے سے مارا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[2]

نماز میں جوتی ہاتھ میں لے کر سانپ اور بچھو کو مارنے کا حکم

نماز میں بچھو یا سانپ کے مارنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی، خواہ ایک ضرب میں مرے یا بہت سی ضربوں میں۔ اگر یہ واقعہ مقتدی کے ساتھ پیش آئے اور وہ جوتی ہاتھ میں لے کر اس کی طرف جائے اور امام سے آگے بڑھ جائے تو اس صورت میں بھی اس کی نماز فاسد نہیں ہو گی، اور یہ حکم تمام اقسام کے سانپوں کو مارنے کا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ الْحَيَّةُ وَالْعَقْرَبُ".[3]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے نماز میں دو سیاہ چیزوں کے مارنے کا حکم دیا ہے، ایک سانپ، دوسرا بچھو"۔

---

[1]....."وَلَوْ خَلَعَ الْخُفَّ وَهُوَ وَاسِعٌ لَا تَفْسُدُ. كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَلَوْ لَبِسَ الْخُفَّ فَسَدَتْ صَلَاتُهُ"(الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الْبَابُ السَّابِعُ فِيمَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيهَا وَفِيهِ فَصْلَانِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا يُفْسِدُهَا، ج، ۱، ص، ۱۰۳، دار الفكر)

[2]....."وَلَوْ ضَرَبَ إِنْسَانًا بِيَدٍ وَاحِدَةٍ أَوْ بِسَوْطٍ تَفْسُدُ. كَذَا فِي مُنْيَةِ الْمُصَلِّي".(الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الْبَابُ السَّابِعُ فِيمَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيهَا وَفِيهِ فَصْلَانِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا يُفْسِدُهَا، ج، ۱، ص، ۱۰۳، دار الفكر)

[3].....(سنن الترمذي: أبواب الصلاة/بَابُ مَا جَاءَ فِي قَتْلِ الْأَسْوَدَيْنِ فِي الصَّلَاةِ، ج، ۲، ص، ۲۳۳، رقم الحديث، ۳۹۰، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"دَخَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَقَامَ إِلَى جَنْبِهِ فَصَلَّى بِصَلَاتِهِ، فَجَاءَتْ عَقْرَبٌ حَتَّى انْتَهَتْ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَكَتْهُ، فَذَهَبَتْ نَحْوَ عَلِيٍّ فَضَرَبَهَا بِنَعْلِهِ حَتَّى قَتَلَهَا فَلَمْ يَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِهَا بَأْسًا". [1]

ترجمہ: "حضرت علی رسول اللہ ﷺ کے پاس ایسے وقت حاضر ہوئے کہ آپؐ نماز ادا کررہے تھے، پس وہ بھی آنحضرت ﷺ کے برابر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے ،اتنے میں ایک بچھو آیا اور رسول اللہ ﷺ تک پہنچا، اس کے بعد وہاں سے بڑھ کر حضرت علیؓ تک پہنچا، اس پر حضرت علیؓ نے اسے جوتے سے ماردیا، پس رسول اللہ ﷺ نے اس میں کوئی حرج نہیں خیال فرمایا"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"بَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ يُصَلِّي، فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ، فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ، فَنَاوَلَهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهِ فَقَتَلَهَا. فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ: لَعَنَ اللَّهُ الْعَقْرَبَ، مَا تَدَعُ مُصَلِّيًا وَلَا غَيْرَهُ أَوْ نَبِيًّا وَغَيْرَهُ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَمَاءٍ، فَجَعَلَهُ فِي إِنَاءٍ، جَعَلَ يَصُبُّهُ عَلَى أُصْبُعِهِ حَيْثُ لَدَغَتْهُ وَيَمْسَحُهَا وَيُعَوِّذُهَا بِالْمُعَوِّذَتَيْنِ". [2]

---

[1]....(مجمع الزوائد: كتاب الصلاة/بَابُ قَتْلِ الْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ، ج۲،ص۸۴،رقم الحديث،۲۴۵۹،مكتبة القدسي، القاهرة)

[2]....(شعب الايمان: فصل في فضائل السور والآيات/تخصيص المعوذتين بالذكر، ج۴،ص۱۶۹،رقم الحديث،۲۳۴۰،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''ایک رات رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے، جب آنحضرت ﷺ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو بچھو نے (ہاتھ پر) ڈس لیا۔ آپ ﷺ نے جوتے سے اسے مار ڈالا اور جب نماز سے فارغ ہوئے تو ارشاد فرمایا کہ بچھو پر خدا کی لعنت ہو یہ نمازی اور غیر نمازی کسی کو بھی نہیں چھوڑتا یا اس طرح فرمایا یہ نبی اور غیر نبی کسی کو بھی نہیں چھوڑتا۔ پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں ڈالا اور اسے انگلی کے اس متاثرہ حصہ پر ڈالتے جاتے تھے جہاں بچھو نے ڈنگ مارا تھا اور ساتھ ساتھ انگلی کو ملتے جاتے تھے اور ساتھ معوذتین پڑھتے جاتے تھے''۔

اگر نماز میں سانپ یا بچھو کی طرف سے ایذا کا خطرہ ہو تو نماز میں اسے مارنا واجب ہے، اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''وَلَاتُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ''۔ [1]

ترجمہ: ''اور نہ ڈالو اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں''۔

اس تکلیف اور ایذا کی حالت میں اسے نہ مارنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے، جو کہ حرام ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

''قَتْلُ الْعَقْرَبِ وَالْحَيَّةِ فِي الصَّلَاةِ لَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ سَوَاءٌ حَصَلَ بِضَرْبَةٍ أَوْ بِضَرَبَاتٍ وَهُوَ الْأَظْهَرُ وَفِي مَجْمُوعِ النَّوَازِلِ فَإِنْ وَقَعَ هَذَا لِلْمُقْتَدِي فَأَخَذَ النَّعْلَ بِيَدِهِ وَمَشَى إِلَيْهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ صَارَ قُدَّامَ الْإِمَامِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ وَيَسْتَوِي فِيهِ جَمِيعُ أَنْوَاعِ الْحَيَّاتِ هُوَ الصَّحِيحُ. كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَإِنَّمَا يُبَاحُ قَتْلُ الْحَيَّةِ أَوْ الْعَقْرَبِ فِي الصَّلَاةِ إذَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَخَافَ أَنْ يُؤْذِيَهُ فَأَمَّا إذَا كَانَ لَا يَخَافُ الْأَذَى فَيُكْرَهُ. كَذَا فِي الْمُحِيطِ. (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الْبَابُ السَّابِعُ فِيمَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيهَا وَفِيهِ فَصْلَانِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا يُفْسِدُهَا، ج۱، ص۱۰۳، دارالفکر)

[1]...(سورة البقرة، رقم الآية: ۱۹۵، پاره۲)

[2]...."فأما اذا خاف عليها فيكون واجباً، لقوله تعالىٰ: "وَلَاتُلْقُوا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ" فالهم ولا لزوم بين كون الشيء نافعاً لنا وبين الاباحة، فان الاكل فيه منفعة لنا وهو فرض والنكاح كذلك في بعض الأحوال". (اعلاء السنن: باب عدم كراهية قتل الحية والعقرب في الصلاة، ج۵، ۱۴۴، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

اور بچھو کو نمازی بائیں جوتے سے مارے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِذا وَجَدَ أحدُكُمْ عَقْرَباً وَهُوَ يُصَلّي فَلْيَقْتُلْها بِنَعْلِهِ الْيُسْرَى"۔[1]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی بچھو کو نماز پڑھتے ہوئے پائے تو وہ اسے اپنے بائیں جوتے سے مار ڈالے"۔

نماز میں بلا عذر چلنے کا حکم

نماز میں بغیر کسی عذر کے چند قدم چلنا اور ہر قدم کے بعد کچھ ٹھہرنا مکروہ ہے۔، ہاں البتہ اگر عذر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [2]

خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

اگر کسی شخص نے خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز ادا کی، اگر وہ چمڑا مقدارِ درہم سے زیادہ ہے تو اس کی نماز نہیں ہوگی اور اگر کم ہے تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی۔ [3]

---

[1]....(المراسيل لابن داؤد: ج ۱، ص ۹۷، رقم الحديث ۴۷، مؤسسة الرسالة)

[2]...."وَيُكْرَهُ أَنْ يَخْطُوَ خُطُوَاتٍ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَوَقَفَ بَعْدَ كُلِّ خُطْوَةٍ وَإِنْ كَانَ بِعُذْرٍ لَا يُكْرَهُ . كَذَا فِي الْمُحِيطِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا لَا يُكْرَهُ، ج، ۱، ص ۱۰۸، دار الفكر)

[3]....النجاسة ان كانت غليظة ، وهي أكثر من قدر الدرهم ، فغسلها فريضة ، والصلاة فريضة ، والصلاة بها باطلة. وان كانت مقدار درهم فغسلها واجب ، والصلاة معها جائزة. وان كانت أقل من قدر درهم فغسلها سنة. وان كانت خفيفةً ، فانها لا تمنع الصلاة جواز الصلاة حتى تفحش ، كذا في المضمرات "(الفتاوى العالمكيرية: الباب الثالث في الشروط الصلاة ، ج ، ۱ ، ص ۵۸ ، رشيدية)

وكذا في الدر المختار: باب الأنجاس، ج، ۱ ، ص ۳۱۶، سعيد)

"أما النجاسة ، فانها لا تمنع جواز الصلاة سواء كانت خفيفةً أو غليظةً استحساناً، .....ولهذا قدرنا بالدرهم على سبيل الكناية عن موضع خروج الحدث ، كذا قاله ابراهيم النخعي رحمه الله تعالىٰ : انهم استقبحوا ذكر المقاعد في مجالسهم، فكنوا عنه بادرهم ، تحسيناً للعبارة ، وأخذ بصالح الأدب ، وأما النجاسة الكثيرة ، فتمنع جواز الصلاة ".(بدائع الصنائع : كتاب الطهارة ، فصل في بيان المقدار الذي يصير به المحل نجساً، ج ، ۱ ، ص ۴۲۸ ، دار الكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

بدن اور کپڑوں کی پاکی نماز کی شرائط میں سے ہے۔[1]

اور خنزیر نجس العین ہے۔ [2]

خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر نماز پڑھنے والے کا امام کو لقمہ دینے کا حکم

ناپاک جسم اور کپڑوں کے ساتھ نماز ادا کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ پاک کرنے پر قدرت رکھتا ہو، اگر وہ ناپاک کپڑے اور جسم کے ساتھ نماز ادا کرے گا تو اس کی نماز ادا نہیں ہوگی نیز بجائے ثواب کے اللہ کے عذاب کا مستحق ہوگا، خواہ اس حالت میں فریضۂ نماز ادا کرنے والا بینا ہو یا نابینا۔ اگر کسی شخص نے خنزیر کی کھال کے بنے جوتے پہن کر نماز ادا کی تو اس کی نماز درست نہیں، مزید برآں اگر وہ یہ جوتے پہن کر نماز میں شریک ہوتا ہے اور کسی امام کو لقمہ دیتا ہے اور امام اس کا لقمہ لے لیتا ہے تو اس صورت میں امام سمیت تمام مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ [3]

نماز میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیرنے کا حکم

سجدہ میں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف سے پھیرنا مکروہ ہے۔ [4]

---

[1]....."ثم الشرط لغةً العلامة الازمة، وشرعاً ما يتوقف عليه الشيء ولا يدخل فيه .(هي) ستة : (طهارة بدنه) أي جسده ...(من حدث) بنوعيه ...(وخبث) مانع كذلك (وثوبه) وكذا ما يتحرك بحركته "(الدرالمختار: باب شروط الصلاة، ج، ۱،ص، ۴۰۱،سعيد)

تطهير النجاسة من بدن المصلي وثوبه والمكان الذي يصلي عليه واجب، هكذا في الزاهدي في باب الأنجاس ".(الفتاوى العالمكيرية :الباب الثالث في شروط الصلاة، ج، ۱،ص، ۵۸، رشيدية)

[2]....."وليس الكلب بنجس العين ألا يرى أنه ينتفع به حراسة واصطيادا بخلاف الخنزير لأنه نجس العين إذ الهاء في قوله تعالى :(فَإِنَّهُ رِجْسٌ)منصرف إليه لقربه".(الهداية: ج، ۱،ص،۲۳،داراحياء التراث العربي،بيروت ،لبنان)

"وَإِنْ كَانَ نَجِسَ الْعَيْنِ كَالْخِنْزِيرِ فَإِنَّهُ يَتَنَجَّسُ الْمَاءُ ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الْبَابُ الثَّالِثُ فِي الْمِيَاهِ،الْفَصْلُ الْأَوَّلُ فِيمَا يَجُوزُ بِهِ التَّوَضُّؤُ،ج، ۱،ص،۱۹،دارالفكر)

[3]....(حاشیہ) اگر خنزیر کا چمڑا مقدار عفو سے زیادہ ہے (یعنی مقدار درہم سے زیادہ ہے) تو پھر نماز فاسد ہوگی ورنہ نہیں، اگر جوتے پر خنزیر کی کھال مقدار درہم سے کم ہے تو اس صورت میں لقمہ بھی صحیح ہے۔ (جوتوں سمیت نماز پڑھنے کا مسئلہ پہلے بیان ہو چکا ہے، وہاں اس کی تفصیل دیکھ لی جائے۔ عثمانی)

[4]....."وَيُكْرَهُ أَنْ يَحْرِفَ أَصَابِعَ يَدَيْهِ أَوْ رِجْلَيْهِ عَنْ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُودِ وَغَيْرِهِ .كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ".(الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا يُكْرَهُ فِي الصَّلَاةِ وَمَا لَا يُكْرَهُ،ج، ۱،ص،۱۰۸،دارالفكر)

Marfat.com

(فصل نمبر ۵)

جوتا اور سجدۂ تلاوت

خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا حکم

کسی نے خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے پہن کر سجدۂ تلاوت ادا کیا تو ادا نہیں ہوگا، اس لئے کہ خنزیر نجس العین ہے۔ سجدۂ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے، اس کی وہی شرائط ہیں جو نماز کی ہیں۔ [1]

جوتا پہن کر سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا حکم

پاک جوتوں کے ساتھ نماز ادا کرنا درست ہے، جب جوتوں سمیت نماز ادا ہو جاتی ہے، تو پھر سجدہ تلاوت تو بدرجۂ اولیٰ ادا ہو جاتا ہے، بشرطیکہ جوتے پاک ہوں۔ اس لئے کہ سجدۂ تلاوت کے لئے طہارت شرط ہے۔ [2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..."ويشترط لاداء السجدة ما يشترط للصلاة من طهارة الثوب والبدن والمكان وستر العورة واستقبال القبلة". (فتاوى قاضيخان: كتاب الصلاة/فصل في قراءة خطأ وفي الأحكام المتعلقة بالقراءة، ج۱، ص۱۴۱، دارالكتب العلمية، بيروت)

[2]..."وشرائط هذه السجدة شرائط الصلاة الاالتحريمة، كتاب الصلاة/باب سجود التلاوة، ج۱، ص۱۴۹، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۶)

جوتا اور نمازِ جنازہ

میت کے قدمین کا رخ قبلہ کی طرف کیوں؟

ویسے تو قبلہ کے احترام کے پیشِ نظر اس کی طرف پاؤں کرنا، تھوکنا، اور پیشاب کرنا ممنوع ہے لیکن میت کے پاؤں کا رخ اس کی موت کے وقت قبلہ کی طرف کردیا جاتا ہے، اس کا مقصد پاؤں کا رخ قبلہ کی طرف کرنا نہیں بلکہ چہرہ کے رخ کو قبلہ کی طرف کرنا ہے۔ اس وجہ سے فقہاء عظام نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ جان کنی کے وقت میت کو چت لٹا دیا جائے اور اس کے سر کے تلے تکیہ رکھا جائے۔ تاکہ اس کا منہ بند رہے۔ چت لٹانے میں فقہاء نے ایک مصلحت یہ لکھی ہے کہ اس صورت میں روح آسانی سے نکلتی ہے۔(۱) نیز انتقال کے وقت میت کی آنکھیں کھلی رہتی ہیں جس سے انسان کو وحشت آتی ہیں۔ اس سے ان کو بند کرنے میں مدد ملتی ہے، روایات میں آتا ہے کہ جب قفس عنصری روح پرواز کرتی ہے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں لہذا آنکھوں کو بند کردیا جائے۔ [۱]

چنانچہ حضرت ام سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کہ:

"دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ، فَأَغْمَضَهُ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ، فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ، فَقَالَ: لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلَى مَا تَقُولُونَ، ثُمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ

---

[۱]..."والمختار في بلادنا الاستلقاء لأنه أيسر لخروج الروح". (الهداية: باب الجنائز، ج۱، ص۸۸، داراحياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

Marfat.com

دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ، وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ، وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ". [1]

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوسلمہ کے پاس تشریف لائے تو ابوسلمہ کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو بند کردیا، پھر فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو نگاہ بھی اس کے پیچھے جاتی ہے، ان کے گھر کے لوگوں نے رونا شروع کردیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے آپ پر خیر ہی کی دعا کیا کرو بے شک فرشتے تمہاری بات پر آمین کہتے ہیں پھر فرمایا اے اللہ! ابوسلمہ کو معاف فرما اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور باقی لوگوں میں سے اس کا جانشین مقرر فرما یا رب العالمین ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں اس کے لئے کشادگی فرما اور اس میں اس کے لئے روشنی فرما''۔

کتاب الفتاویٰ میں اسی قسم کا ایک سوال اور اس کا جواب نظرِ قارئین کیا جاتا ہے۔

سوال: ایک مسلمان کی میت کے پیر قبلہ کی طرف کیوں رکھے جاتے ہیں جب کہ قبلہ رخ ہو کر سونا منع ہے، تھوکنا منع ہے، پیشاب کرنا بھی ممنوع ہے، بیت الخلاء کے لئے بیٹھنا منع ہے، پھر اس کی کیا وجہ ہے وضاحت کریں مہربانی ہوگی؟

احترام قبلہ کے پیشِ نظر یہ تاکید ہے کہ قبلہ کی طرف پیر دراز نہ کیا جائے، بلکہ قبلہ کی جانب سر رکھ سویا کریں، مگر بعد از موت اکثر میت کو گھر میں اس طرح لٹایا جاتا ہے کہ پیر قبلہ کی طرف ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں روشنی ڈالیں؟

جواب: اصل مقصود پاؤں کو قبلہ رخ رکھنا نہیں ہے، بلکہ چہرہ کو قبلہ رخ رکھنا ہے، جب موت کا وقت قریب آجائے تو فقہاء نے اس بات کی اجازت دی ہے کہ اس کو چت لٹا دیا جائے سر کے نیچے کوئی چیز رکھ دی جائے، تاکہ قبلہ کی طرف ہو، نہ کہ آسمان کی طرف اس کی کئی مصلحتیں

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الکسوف/باب فی اغماض المیت والدعاء له اذا حضر، ج ۲، ص ۶۳۴، رقم الحدیث ۹۲۰، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

بیان کی گئی ہیں، بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ اس سے جان نکلنے میں بھی سہولت ہوتی ہے اس کے علاوہ آنکھیں بند کرنے اور ڈاڑھوں کو باندھ دینے میں بھی آسانی ہے۔ نیز اگر چہرہ کو دائیں جانب موڑ دیا جائے، تو گردن سخت ہو جائے گی اور چہرہ مڑا ہوا رہے گا، جس سے بدہیئتی نمایاں ہوگی، اس لئے چٹ لٹانے کی اجازت دی گئی ہے کہ چہرہ بھی قبلہ کی طرف رہے اور پاؤں بھی، جس طرح مریض لیٹ کر نماز ادا کیا کرتا ہے۔[1]

موت کے وقت پاؤں کا سست ہو جانا

جانکنی کی علامات میں سے چند یہ ہیں کہ دونوں پاؤں سست ہو جائیں اور کھڑے نہ ہو سکیں، ناک ٹیڑھی ہو جائے، کنپٹی بیٹھ جائے، خصیہ کی کھال کھنچ جائے اور منہ کی کھال تن جائے۔[2]

میت کے سر، داڑھی، پیشانی ہاتھ اور پاؤں پر کافور لگانا

میت کے سر، داڑھی اور پیشانی پر خوشبو لگانا اس کی شرافت وعزت کی وجہ سے مندوب ہے۔[3]

---

[1]....(کتاب الفتاوی: ج۳، ص۱۳۸، ۱۳۹، زم زم پبلشرز)

[2]...."وَعَلَامَاتُ الِاحْتِضَارِ أَنْ تَسْتَرْخِيَ قَدَمَاهُ فَلَا تَنْتَصِبَانِ وَيَتَعَوَّجَ أَنْفُهُ وَيَنْخَسِفَ صُدْغَاهُ وَتَمْتَدَّ جِلْدَةُ الْخُصْيَةِ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ وَتَمْتَدُّ جِلْدَةُ وَجْهِهِ فَلَا يُرَى فِيهَا تَعَطُّفٌ، هَكَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ". (الفتاوى الهندية: الباب الحادي والعشرون في الجنائز، ج۱، ص۱۵۷، دار الفكر، بيروت)

[3]....(على رأسه ولحيته) ندباً (والكافور على مساجده) " كرامة لها. وفي ردالمحتار "(كرامة لها) فانه كان يسجد بهذه الأضاء فتختص بزيادة كرادة وصيانة لها عن سرعة الفساد ". (الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب صلاة الجنازة، ج۳، ص۸۹، بيروت)

"ويوضع الحنوط في رأسه ولحيته وسائر جسده كذا في المحيط .....ويوضع الكافور على جبهته وأنفه ويديه وركبته وقدميه " (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة /باب في الجنازة ، الفصل الثالث في التكفين ، ج ، ۱ ، ص ، ۱۷۶ ، بيروت)

"ثم يوضع الحنوط في رأسه ولحيته ،لما روي أن آدم صلوات الله وسلامه عليه لما توفي غسلته الملائكة وحنطوه ، ويوضع الكافور على مساجده ، يعني:جبهته وأنفه ويديه وركبتيه وقدميه ، لما روى عن ابن رضي الله عنه أنه قال :وتتبع مساجده بالطيب ، يعني :بالكافور، ولأن تعظيم الميت واجب ، ومن تعظيمه أن يطيب ، لئلا تجيء منه رائحة منتنه ، وليصان عن سرعة الفساد ، وأولى المواضع بالتعظيم مواضع السجود ، وكذا الرأس واللحية هما من أشرف الأعضاء ". (بدائع الصنائع : كتاب الصلاة/فصل:في كيفية التكفين ، ج ، ۲، ص، ۳۲۸، بيروت)

Marfat.com

مزید برآں وہ ان اعضاء کے ساتھ سجدہ کرتا ہے۔

چنانچہ معمر سے روایت ہے کہ انھوں نے ایوب کو دیکھا کہ:

"يَذُرُّ عَلَى رَأْسِ الْمَيِّتِ وَلِحْيَتِهِ وَصَدْرِهِ ذَرِيرَةً"۔ [1]

ترجمہ: وہ میت کے سر، داڑھی اور سینہ پر ذریرہ چھڑکتے تھے"۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"يُوْضَعُ الْكَافُوْر عَلَى مَوْضِعِ سُجُوْدِ الْمَيِّتِ"۔ [2]

ترجمہ: میت کی پیشانی پر کافور کو رکھا جائے"۔

نوٹ: کافور ایک قسم کی خوشبو ہے یا خوشبو کی قسم ہے۔ [3]

میت کے ہاتھ اور پاؤں کو مہندی لگانے کا حکم

میت کے ہاتھ اور پیروں پر مہندی لگانا درست نہیں، اس لئے کہ موت کے بعد زینت ممنوع ہے۔ [4]

میت کے پاؤں دھونے میں تاخیر نہ کی جائے

میت کو غسل دیتے وقت نماز جیسا وضو کروایا جائے اور اس کی ابتدا دائیں طرف سے کی جائے جس کا لحاظ وہ اپنی زندگی میں رکھا کرتا تھا (یعنی وضو کی ابتدا دائیں طرف سے کرتا تھا) اور اسے کلی نہ کرائی جائے اور ناک میں بھی پانی نہ ڈالا جائے۔ بعض علماء کا کہنا یہ ہے کہ غسل

---

[1]....(مصنف عبد الرزاق: كتاب الجنائز/باب الحناط، ج۳، ص۲۶۱، رقم الحديث، ۶۱۷۶، بيروت)

[2]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الجنائز/في الحنوط كيف يصنع به وأين يجعل، رقم الحديث، ۱۱۱۳۳، شركة دار القبلة)

[3]...."والكافور: طِيبٌ، وَفِي الصِّحَاح: من الطِّيب، وَفِي المُحكَم: أخلاطٌ من الطِّيب تُرَكَّب من كافورِ الطَّلْع". (تاج العروس: مادة "كفر"، ج۱۴، ص۵۹، دار الهداية)

[4]...."أَمَّا التَّزَيُّنُ بَعْدَ مَوْتِهَا وَالِامْتِشَاطُ وَقَطْعُ الشَّعْرِ لَا يَجُوزُ". (البحر الرائق: كتاب الجنائز/غَسَلَ الْمَيِّت، ج۲، ص۱۸۷، دار الكتاب الاسلامی)

Marfat.com

دینے والا اپنی انگلی پر باریک کپڑا لپیٹ کر میت کے منہ میں داخل کرے اور اس دانتوں، لبوں، مسوڑھوں اور تالو کو صاف کرے، مزید یہ کہ اس کے دونوں نتھنوں میں بھی انگلی ڈالے۔ میت کے سر پر مسح کیا جائے یا نہیں اس میں اختلاف ہے لیکن صحیح یہی ہے کہ اس کے سر پر مسح کیا جائے گا۔ اس کے پاؤں دھونے میں تاخیر نہ کی جائے۔ [1]

میت کو غسل دیتے وقت قدموں کا رخ قبلہ کی طرف کرنے کا حکم

میت کو غسل دیتے وقت پاؤں کا رخ جس جانب بھی کیا جائے جائز ہے، یہاں تک کہ اگر قبلہ کی طرف بھی کیا جائے تو گناہ نہیں۔ [2]

---

[1]....."وَيَبْدَأُ بِالْمَيَامِنِ اعْتِبَارًا بِمَا لَوْ اغْتَسَلَ فِي حَيَاتِهِ وَلَا يُمَضْمِضُ وَلَا يَسْتَنْشِقُ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ، وَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ قَالَ يَجْعَلُ الْغَاسِلُ عَلَى أُصْبُعِهِ خِرْقَةً رَقِيقَةً وَيُدْخِلُ الْأُصْبُعَ فِي فَمِهِ وَيَمْسَحُ بِهَا أَسْنَانَهُ وَشَفَتَيْهِ وَلَهَاتَهُ وَلِثَتَهُ وَيُنَقِّيهَا وَيُدْخِلُ فِي مَنْخِرَيْهِ أَيْضًا، كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ. قَالَ شَمْسُ الْأَئِمَّةِ الْحَلْوَانِيُّ: وَعَلَيْهِ عَمَلُ النَّاسِ الْيَوْمَ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ، وَاخْتَلَفُوا فِي مَسْحِ رَأْسِهِ، وَالصَّحِيحُ أَنَّهُ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَلَا يُؤَخِّرُ غَسْلَ رِجْلَيْهِ، كَذَا فِي التَّبْيِينِ"(الفتاوى الهندية: لاباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الثاني في غسل الميت، ج، ۱، ص، ۱۵۸، دارالفكر)

[2]....."ويوضع "الميت كيف اتفق على الأصح قاله شمس الأئمة السرخسي وقيل عرضا وقيل إلى القبلة فتكون رجلاه إليها كالمريض إذا أراد الصلاة بإيماء وفي القهستاني عن المحيط وغيره أنه السنة ".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: باب أحكام الجنائز، ص، ۵۶۷، دارالكتب العلمية، بيروت)

وَيُوضَعُ) كَمَا مَاتَ (كَمَا تَيَسَّرَ) فِي الْأَصَحِّ (عَلَى سَرِيرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا) (الدرالمختار)"(قَوْلُهُ فِي الْأَصَحِّ) وَقِيلَ يُوضَعُ إلَى الْقِبْلَةِ طُولًا، وَقِيلَ: عَرْضًا كَمَا فِي الْقَبْرِ".(ردالمحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة/باب الجنائز، ج، ۲، ص، ۱۹۵، دارالفكر، بيروت)

"وَكَيْفِيَّةُ الْوَضْعِ عِنْدَ بَعْضِ أَصْحَابِنَا: الْوَضْعُ طُولًا كَمَا فِي حَالَةِ الْمَرَضِ إذَا أَرَادَ الصَّلَاةَ بِإِيمَاءٍ وَمِنْهُمْ مَنْ اخْتَارَ الْوَضْعَ عَرْضًا كَمَا يُوضَعُ فِي الْقَبْرِ وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يُوضَعُ كَمَا تَيَسَّرَ اهـ".((البحرالرائق: كتاب الصلاة/باب الجنائز، ج، ۲، ص، ۱۸۵، دار الكتاب الاسلامي)

"ثُمَّ لَمْ يَذْكُرْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ كَيْفِيَّةَ وَضْعِ التَّخْتِ أَنَّهُ يُوضَعُ إلَى الْقِبْلَةِ طُولًا أَوْ عَرْضًا، فَمِنْ أَصْحَابِنَا مَنْ اخْتَارَ الْوَضْعَ طُولًا كَمَا يَفْعَلُ فِي مَرَضِهِ إذَا أَرَادَ الصَّلَاةَ بِالْإِيمَاءِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اخْتَارَ الْوَضْعَ عَرْضًا كَمَا يُوضَعُ فِي قَبْرِهِ، وَالْأَصَحُّ أَنَّهُ يُوضَعُ كَمَا تَيَسَّرَ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ الْمَوَاضِعِ".(بدائع الصنائع: كتاب الصلاة/فصل: وأما كيفية الغسل، ج، ۲، ص، ۲۵، دارالكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

''دنیا اور آخرت میں تیرا چلنا بہتر ہو'' عیادت کرنے والے کے لئے فرشتے کی دعا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ عَادَ مَرِيضًا، نَادَى مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ :طِبْتَ، وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا". [1]

ترجمہ: ''جس شخص نے بیمار کی عیادت کی تو آسمان سے ایک پکارنے والا (فرشتہ) پکارتا ہے خوشی سے زندہ رہو دنیا اور آخرت میں اور تیرا چلنا بہتر ہو دنیا اور آخرت میں اور جنت میں ایک بلند مقام پائے''۔

مریض کے لئے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر جنازہ کے پیچھے چلنے کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا جَاءَ الرَّجُلُ يَعُودُ مَرِيضًا، فَلْيَقُلْ: اللَّهُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ يَنْكَأُ لَكَ عَدُوًّا، أَوْ يَمْشِي لَكَ إِلَى جَنَازَةٍ". [2]

ترجمہ: ''جس وقت آدمی کسی مریض کی عیادت کرے تو اس کو کہنا چاہیے اے اللہ! اپنے بندے کو شفا عطا فرما کہ وہ تیری خاطر تیرے دشمن کو تکلیف پہنچائے اور اس کو قتل کردے یا تیری خوشی کی خاطر جنازہ کی طرف چلے''۔

جنازہ کے ساتھ چلنے کا طریقہ

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الصلاة/باب ماجاء في ثواب من عاد مريضا، ج ۱، ص ۴۶۴، رقم الحديث ۱۴۴۳، داراحياء الكتب العربية)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الجنازة/باب الدعاء للمريض عند العيادة، ج ۳، ص ۱۸۷، رقم الحديث ۳۱۰۷، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

"الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ، وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا، وَأَمَامَهَا، وَعَنْ يَمِينِهَا، وَعَنْ يَسَارِهَا قَرِيبًا مِنْهَا، وَالسِّقْطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَيُدْعَى لِوَالِدَيْهِ بِالْمَغْفِرَةِ وَالرَّحْمَةِ". [1]

ترجمہ: "سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا اس کے پیچھے چلے اور آگے چلے اور اس کے دائیں بائیں چلے اور کچے بچے (یعنی نامکمل بچے) کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے اور اس کے ماں باپ کے لئے اگر دونوں مسلمان ہوں، بخشش ورحمت کی دعا کی جائے"۔

جنازہ چالیس قدم لے کر چلے

بعض علاقوں میں ایک رسم رواج پکڑ رہی ہے کہ جنازہ کو چار آدمی پکڑے ہوئے ہوتے ہیں اور دس دس قدم کے بعد کندہ بدلتے ہیں، آخر ایک جگہ کے بعد جب پہلا شخص پہلے مقام پر آجاتا ہے (یعنی جب چالیس قدم ہوجاتے ہیں) تب میت کو قبرستان لے کر جاتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں یہ محض ایک لغو رسم ہے جس کی اصلاح ضروری ہے۔ جہاں تک جنازہ کو اٹھانے کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جنازہ کو چار آدمی اُٹھائیں اور ہر اُٹھانے والا چالیس قدم لے کر چلے۔ [2]

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الجنائز/باب المشي أمام الجنازة، ج،۳،ص،۲۰۵،رقم الحديث، ۳۱۸۰،المكتبة العصرية،صيدا،بيروت

حاشیہ: الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ: یہ حلبِ عذر پر محمول ہے یا یہ واپسی کے ساتھ مقید ہوگا۔ احناف کے نزدیک جنازہ کے پیچھے چلنا افضل ہے جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک جنازہ کے آگے، دائیں اور بائیں چلنا بھی جائز ہے لیکن آگے چلنا افضل ہے۔

"(أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الرَّاكِبُ يَسِيرُ خَلْفَ الْجَنَازَةِ) إِمَّا مَحْمُولٌ عَلَى الْعُذْرِ، أَوْ مُقَيَّدٌ بِحَالِ الرُّجُوعِ، لِمَا سَيَأْتِي. (وَالْمَاشِي يَمْشِي خَلْفَهَا) وَهُوَ الْأَفْضَلُ عِنْدَنَا. (وَأَمَامَهَا) وَهُوَ الْأَفْضَلُ عِنْدَ الشَّافِعِيِّ. (وَعَنْ يَمِينِهَا وَعَنْ يَسَارِهَا) وَهُمَا جَائِزَانِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الجنائز/المشي بالجنازة والصلاة عليها، ج،۳، ص،۱۲۰۴، رقم الحديث، ۱۶۶۷، دارالفكر، بيروت)

[2]...."يسن لحملها حمل أربعة رجال و.....ينبغي لكل واحد حملها أربعين خطوة يبدأ". (مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/باب أحكام الجنائز، فصل في حملها ودفنها، ص، ۲۲۳، المكتبة العصرية)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

فرشتوں کا جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا

حضرت ثوبان سے روایت ہے کہ:

"رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا رُكْبَانًا عَلَى دَوَابِّهِمْ فِي جِنَازَةٍ، فَقَالَ: أَلَا تَسْتَحْيُونَ أَنَّ مَلَائِكَةَ اللّٰهِ يَمْشُونَ عَلَى أَقْدَامِهِمْ، وَأَنْتُمْ رُكْبَانٌ؟". [1]

ترجمہ: "ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے۔ پس لوگوں کو سوار دیکھا تو فرمایا۔ کیا تم حیا نہیں کرتے کہ خدا کے فرشتے اپنے قدموں پر ہیں اور تم سوار ہو"۔

حضرت ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا جنازے سے آگے چلنا

سالم اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَمْشُونَ أَمَامَ الْجَنَازَةِ". [2]

ترجمہ: "میں نے نبی اکرم ﷺ، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے"۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (وكذا في الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الباب الحادي والعشرون في الجنائز، الفصل الرابع في حمل الجنازة، ج، ۱، ص، ۱۶۲، رشيدية)

(وكذا في الدر المختار: باب صلاة الجنازة، مطلب في حمل الميت، ج، ۲، ص، ۲۳۱، سعيد)

"وَيَنْبَغِي أَنْ يَحْمِلَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ عَشْرَ خُطُوَاتٍ لِمَا رُوِيَ فِي الْحَدِيثِ مَنْ حَمَلَ جِنَازَةً أَرْبَعِينَ خُطْوَةً كَفَّرَتْ أَرْبَعِينَ كَبِيرَةً". (بدائع الصنائع: كتاب الصلاة/ فصل صلاة الجنازة، فصل، فَصْلٌ بَيَانُ عَدَدِ مَنْ يَحْمِلُ الْجِنَازَةِ وَكَيْفِيَّةِ حَمْلِهَا، ج، ۱، ص، ۳۰۹، دار الكتب العلمية)

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الجنائز/باب ما جاء في شهود الجنازة، ج، ۱، ص، ۴۷۵، رقم الحديث، ۱۴۸۰، دار احياء الكتب العربية)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الجنائز/باب المشي أمام الجنازة، ج،۳،ص،۲۰۵، رقم الحديث، ۳۱۷۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

درج ذیل حدیث احناف کی مستدل ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اَلْجِنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ وَلَيْسَتْ بِتَابِعَةٍ، لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا". ۲

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ امام طیبی فرماتے ہیں: یہ حدیث امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کا مستدل ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کا مستدل اگلی حدیث ہے۔ جنازے کی پیچھے چلنے کی علت یہ ہے کہ لوگ (غفلت سے) بیدار ہوں اور میت کو دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور جنازہ کے آگے چلنے کی علت یہ ہے کہ گویا اللہ تعالیٰ کی طرف میت کے سفارشی ہیں اور سفارش کرنے والا اس سے آگے ہوتا ہے جس کی سفارش کی جائے گی۔

ابن ہمام فرماتے ہیں: جنازہ کے ساتھ جانے والوں کے لئے پیچھے چلنا افضل ہے گو کہ آگے چلنا بھی جائز ہے الا یہ کہ اس سے دور ہو یا تمام سے آگے ہو تو مکروہ ہے اور جنازہ کے دائیں بائیں نہ چلا جائے باواز بلند ذکر اور قرأت کرنا مکروہ ہے اور دل میں ہی ذکر کرلے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک جنازہ کے ساتھ چلنا افضل ہے ان کے مطابق سلف کا فعل دو طرح منقول ہے۔ کہ وہ سفارشی ہیں اور سفارش کنندہ آگے ہوتا ہے تاکہ مقصد کی تمہید باندھ سکے۔ اور ہمارا کہنا یہ ہے کہ: کہ لوگ تو جنازہ کے ہمراہ جانے والے ہیں، لہذا ان کو پیچھے رہنا چاہیے۔ اور سفارش کرنے والا آگے ہوتا ہے وہ شفاعت کے وقت "مشفوع لہ" کے ساتھ نہیں ہوتا اور ہم جس مسئلہ پر بحث کررہے ہیں وہ اس کے خلاف ہے بلکہ شرعاً ثابت ہے کہ اس کو مقدم کرنا لازم ہے حالتِ سفارش میں "حالت" سے میری مراد نماز کی حالت ہے لہذا شرعاً اس کا عدم اعتبار ثابت ہوا جس کا انہوں نے اعتبار کیا ہے۔

"قَالَ الطِّيبِيُّ: بِهَذَا الْحَدِيثِ اسْتَدَلَّ الشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ، وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ بِالْحَدِيثِ الْآتِي، وَعِلَّةُ الْمَشْيِ خَلْفَ الْجَنَازَةِ انْتِبَاهُ النَّاسِ، وَاعْتِبَارُهُمْ بِالنَّظَرِ إِلَيْهَا وَقُدَّامَهَا، كَأَنَّهُمْ شُفَعَاءُ الْمَيِّتِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى، وَالشَّفِيعُ يَمْشِي قُدَّامَ الْمَشْفُوعِ لَهُ. قُلْتُ: وَيُزَادُ فِي الْأَوَّلِ لِيَكُونَ مُسْتَعِدًّا لِلْمُسَاعَدَةِ وَالْمُعَاوَنَةِ فِي حَمْلِ الْجَنَازَةِ عِنْدَ الْحَاجَةِ، وَإِيمَاءً إِلَى أَنَّهُمْ كَالْمُوَدِّعِينَ، وَإِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ مِنَ السَّابِقِينَ، وَأَنَّهُمْ مِنَ اللَّاحِقِينَ. قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ: الْأَفْضَلُ لِلْمُشَيِّعِ لِلْجَنَازَةِ الْمَشْيُ خَلْفَهَا، وَيَجُوزُ أَمَامَهَا إِلَّا أَنْ يَتَبَاعَدَ عَنْهَا أَوْ، يَتَقَدَّمَ الْكُلَّ فَيُكْرَهُ وَلَا يَمْشِي عَنْ يَمِينِهَا وَلَا عَنْ شِمَالِهَا. أَقُولُ: هَذَا مُخَالِفٌ لِلْأَحَادِيثِ، وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى النَّهْيِ التَّنْزِيهِيِّ لِإِدْرَاكِ الْعَمَلِ بِالْأَفْضَلِ. قَالَ: وَيُكْرَهُ لِمُشَيِّعِهَا رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالْقِرَاءَةِ، وَيَذْكُرُ فِي نَفْسِهِ، وَعِنْدَ الشَّافِعِيِّ: الْمَشْيُ أَمَامَهَا أَفْضَلُ، وَقَدْ نُقِلَ فِعْلُ السَّلَفِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ وَالتَّرْجِيحِ بِالْمَعْنَى هُوَ يَقُولُ: هُمْ شُفَعَاءُ، وَالشَّفِيعُ يَتَقَدَّمُ لِيُمَهِّدَ الْمَقْصُودَ، وَنَحْنُ نَقُولُ: هُمْ مُشَيِّعُونَ فَيَتَأَخَّرُونَ وَالشَّفِيعُ الْمُتَقَدِّمُ هُوَ الذِّكْرُ لَا يَسْتَصْحِبُ الْمُشَوَّعَ لَهُ فِي الشَّفَاعَةِ، وَمَا نَحْنُ فِيهِ بِخِلَافِهِ بَلْ قَدْ ثَبَتَ شَرْعًا إِلْزَامُ تَقْدِيمِهِ حَالَةَ الشَّفَاعَةِ لَهُ أَعْنِي حَالَةَ الصَّلَاةِ فَثَبَتَ شَرْعًا عَدَمُ اعْتِبَارِ مَا اعْتَبَرَهُ. (مرقاة المفاتيح: كتاب الجنائز/المشي بالجنازة والصلاة عليها، ج۳، ص۱۲۰۵، رقم الحديث، ۱۶۶۸، دار الفكر بيروت)

۲.....(سنن ابن ماجه: كتاب الجنائز/باب ما جاء في المشي امام الجنازة، ج۱، ص۴۷۶، رقم الحديث، ۱۴۸۴، دار احياء الكتب العربية)

حاشیہ: "لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا" سے مراد کہ اس شخص کے لئے کامل اجر نہیں۔ اور جو مذکورہ حدیث میں جنازہ کے آگے

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: جنازے کے پیچھے چلنا چاہیے جنازہ کے آگے نہیں چلنا چاہیے جو جنازہ سے آگے چلے وہ جنازے کے ساتھ نہیں"۔

میت کے ہاتھ اور پاؤں کے ناخن نہ کاٹے جائیں

میت کے بالوں اور داڑھی میں نہ تو کنگھی کی جائے گی اور نہ ناخن اور مونچھیں تراشی جائیں گی۔ ہاں البتہ اگر اس کے ہاتھ اور پاؤں کا کوئی ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو اس کو علیحدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

جوتے کا تلا ناپاک ہونے کی صورت میں نماز جنازہ ادا کرنے کا حکم

اگر کوئی شخص نمازِ جنازہ اس حالت میں ادا کرے کہ اس کے جوتے کا تلا تو ناپاک ہو اور اوپر

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

چلنے کا ذکر ہے، وہ واقعۂ حال ہے جس میں احتمال ہے کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) افضلیت کی وجہ سے کیا ہو یا پھر بیانِ جواز کے لئے یا پھر کسی عارض کی وجہ سے۔

"(وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ :قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :الْجَنَازَةُ مَتْبُوعَةٌ) أَيْ :حَقِيقَةً وَحُكْمًا، فَيَمْشِي وَلَا يَتَقَدَّمُ عَلَيْهَا.(وَلَا تَتْبَعُ)بِفَتْحِ التَّاءِ وَالْبَاءِ وَبِرَفْعِ الْعَيْنِ عَلَى النَّفْيِ، وَبِسُكُونِهَا عَلَى النَّهْيِ، وَفِي نُسْخَةٍ :بِتَشْدِيدِ التَّاءِ الثَّانِيَةِ أَيْ :لَا تَتْبَعُ هِيَ النَّاسَ، فَلَا تَكُونُ عَقِيبَهُمْ، وَهُوَ تَصْرِيحٌ بِمَا عُلِمَ ضِمْنًا وَيُؤَيِّدُهُ مَا قَدْ وَرَدَ بِلَفْظِ :امْشُوا خَلْفَ الْجَنَازَةِ.قَالَ الطِّيبِيُّ :مُؤَكِّدَةٌ لِمَا قَبْلَهَا وَغَيْرُ تَابِعَةٍ.وَقَوْلُهُ:(لَيْسَ مَعَهَا مَنْ تَقَدَّمَهَا)

تَقْرِيرٌ بَعْدَ تَقْرِيرٍ، وَالْمَعْنَى لَا يَثْبُتُ لَهُ الْأَجْرُ اهـ .أَيِ:الْأَجْرُ الْأَكْمَلُ فَيُؤَيِّدُ الْمَذْهَبَ الْمَنْصُوصَ أَنَّ الْمَشْيَ وَرَاءَهَا أَفْضَلُ، وَمَا فِي الْحَدِيثِ السَّابِقِ مِنَ الْمَشْيِ أَمَامَ الْجَنَازَةِ وَاقِعَةُ حَالٍ فَاحْتَمَلَ أَنَّهُ فَعَلُوهُ لِلْأَفْضَلِيَّةِ، أَوْ لِبَيَانِ الْجَوَازِ، أَوْ لِعَارِضٍ اقْتَضَى فِي خُصُوصِ تِلْكَ الْأَزْمَانِ، وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَأَبُو دَاوُدَ، وَابْنُ مَاجَهْ)قَالَ مِيرَكُ :كُلُّهُمْ مِنْ طَرِيقِ أَبِي مَاجِدٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ .(قَالَ التِّرْمِذِيُّ:وَأَبُو مَاجِدٍ الرَّاوِي رَجُلٌ مَجْهُولٌ)قُلْتُ جَهْلُ الرَّاوِي الْمُتَأَخِّرِ لَا يَضُرُّ لِلْمُجْتَهِدِ حَيْثُ ثَبَتَ الْحَدِيثُ عِنْدَهُ، وَقَالَ بِهِ.(مرقاة المفاتيح :كتاب الجنائز/المشي بالجنازة والصلاة عليها،ج، ۳ ،ص ، ۱۲۰۶ ،رقم الحديث،۱۶۶۹ ،دارالفكر،بيروت)

[1]...."وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُ الْمَيِّتِ وَلَا لِحْيَتُهُ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهُ وَلَا شَعْرُهُ، كَذَا فِي الْهِدَايَةِ وَلَا يُقَصُّ شَارِبُهُ وَلَا يُنْتَفُ إِبْطُهُ وَلَا يُحْلَقُ شَعْرُ عَانَتِهِ وَيُدْفَنُ بِجَمِيعِ مَا كَانَ عَلَيْهِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ، وَإِنْ كَانَ ظُفْرُهُ مُنْكَسِرًا فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَأْخُذَهُ، كَذَا فِي الْمُحِيطِ".(الفتاوى الهندية:الباب الحادي والعشرون/الفصل الثاني في غسل الميت،ج، ۱ ،ص،۱۵۸ ،دارالفكر)

Marfat.com

کا اور اندر کا حصہ پاک ہو تو اگر وہ جوتے اتار کر ان پر کھڑا ہو تو ایسی صورت میں کوئی حرج لازم نہیں آتا اور اس کی نمازِ جنازہ درست ہے۔ اس لئے کہ ہر ایسی چیز جس کے ایک حصہ پر ناپاکی لگنے سے اس کے دوسرے حصہ کی طرف منتقل نہ ہوتی ہو تو اس کی پاکی والے حصہ پر نماز ادا کرنا درست ہے، البتہ ایسے جوتے میں نماز ادا کرنا درست نہیں اس لئے کہ نمازی کی حرکت سے ناپاکی والا حصہ بھی حرکت کرے گا جو نماز کے جواز کے لئے مانع ہے۔ ہاں اگر چپل یا جوتے کا نچلا (یعنی تلا) حصہ بھی پاک ہو تو ایسی صورت میں جوتے پہن کر بھی نماز صحیح ہے۔ [1]

ایصالِ ثواب کے لئے مسجد میں جوتے رکھوانا

کسی مسجد کے بیت الخلاء وغیرہ میں چپل کی ضرورت ہو تو اگر کوئی شخص مرحوم کی طرف سے ایصالِ ثواب کی نیت سے جوتے دیتا ہے تو جائز ہے، کیونکہ بیت الخلاء مسجد کی ضرورتوں میں سے ایک ضرورت ہے اور چپل بیت الخلاء کے لوازمات میں سے ہے، اس لئے بیت الخلاء

جوتوں پہن کر نماز ادا کرنے کی بحث اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔ عثمانی

[1]....."(وَصَلَاتُهُ عَلَى مُصَلًّى مُضْرَبٍ نَجِسِ الْبِطَانَةِ)". (الدر المختار) وفي ردالمحتار: ثُمَّ هَذَا قَوْلُ أَبِي يُوسُفَ وَعَنْ مُحَمَّدٍ يَجُوزُ وَعَلَى هَذَا لَوْ صَلَّى عَلَى حَجَرِ الرَّحَى أَوْ بَابٍ أَوْ بِسَاطٍ غَلِيظٍ أَوْ مُكَعَّبٍ أَعْلَاهُ طَاهِرٌ وَبَاطِنُهُ نَجِسٌ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ لَا يَجُوزُ نَظَرًا إِلَى اتِّحَادِ الْمَحَلِّ، فَاسْتَوَى ظَاهِرُهُ وَبَاطِنُهُ كَالثَّوْبِ الصَّفِيقِ.

وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يَجُوزُ لِأَنَّهُ صَلَّى فِي مَوْضِعٍ طَاهِرٍ تَحْتَهُ ثَوْبٌ طَاهِرٌ تَحْتَهُ ثَوْبٌ نَجِسٌ، بِخِلَافِ الثَّوْبِ الصَّفِيقِ لِأَنَّ الظَّاهِرَ نَفَاذُ الرُّطُوبَةِ إِلَى الْوَجْهِ الْآخَرِ .اهـ .وَظَاهِرُهُ تَرْجِيحُ قَوْلِ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْأَشْبَهُ.وَرَجَّحَ فِي الْخَانِيَّةِ فِي مَسْأَلَةِ الثَّوْبِ قَوْلَ أَبِي يُوسُفَ بِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَى الِاحْتِيَاطِ، وَتَمَامُهُ فِي الْحِلْيَةِ.وَذَكَرَ فِي الْمُنْيَةِ وَشَرْحِهَا :إِذَا كَانَتْ النَّجَاسَةُ عَلَى بَاطِنِ اللَّبِنَةِ أَوْ الْآجُرَّةِ وَصَلَّى عَلَى ظَاهِرِهَا جَازَ، وَكَذَا الْخَشَبَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً بِحَيْثُ يُمْكِنُ أَنْ تُنْشَرَ بِصَفَّيْنِ فِيمَا بَيْنَ الْوَجْهِ الَّذِي فِيهِ النَّجَاسَةُ وَالْوَجْهِ الْآخَرِ وَإِلَّا فَلَا اهـ .وَذَكَرَ فِي الْحِلْيَةِ أَنَّ مَسْأَلَةَ اللَّبِنَةِ وَالْآجُرَّةِ عَلَى الِاخْتِلَافِ الْمَارِّ بَيْنَهُمَا، وَأَنَّهُ فِي الْخَانِيَّةِ جَزَمَ بِالْجَوَازِ، وَهُوَ إِشَارَةٌ إِلَى اخْتِيَارِهِ، وَهُوَ حَسَنٌ مُتَّجِهٌ، وَكَذَا مَسْأَلَةُ الْخَشَبَةِ عَلَى الِاخْتِلَافِ، وَأَنَّ الْأَشْبَهَ الْجَوَازُ عَلَيْهَا مُطْلَقًا، ثُمَّ أَيَّدَهُ بِأَوْجُهٍ فَرَاجِعْهُ". (الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۱، ص، ۶۲۶، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

کے لئے ایصالِ ثواب کی غرض سے چپل وغیرہ دینے پر انشاء اللہ تعالیٰ ثواب ہوگا۔ [1]

قبر میں صدقہ، صلہ رحمی اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کے عمل کا مردے کے پاؤں کی طرف آنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ يَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ حِينَ يُوَلُّونَ عَنْهُ، فَإِنْ كَانَ مُؤْمِنًا، كَانَتِ الصَّلَاةُ عِنْدَ رَأْسِهِ، وَكَانَ الصِّيَامُ عَنْ يَمِينِهِ، وَكَانَتِ الزَّكَاةُ عَنْ شِمَالِهِ، وَكَانَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ، فَيُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، فَتَقُولُ الصَّلَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَمِينِهِ، فَيَقُولُ الصِّيَامُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى عَنْ يَسَارِهِ، فَتَقُولُ الزَّكَاةُ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، ثُمَّ يُؤْتَى مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَتَقُولُ فَعَلُ الْخَيْرَاتِ مِنَ الصَّدَقَةِ وَالصِّلَةِ وَالْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ إِلَى النَّاسِ: مَا قِبَلِي مَدْخَلٌ، فَيُقَالُ لَهُ: اجْلِسْ فَيَجْلِسُ، وَقَدْ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ وَقَدْ أُدْنِيَتْ لِلْغُرُوبِ، فَيُقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَا تَقُولُ فِيهِ، وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ؟ فَيَقُولُ: دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ، فَيَقُولُونَ: إِنَّكَ سَتَفْعَلُ، أَخْبِرْنِي عَمَّا نَسْأَلُكَ عَنْهُ، أَرَأَيْتَكَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَا تَقُولُ فِيهِ، وَمَاذَا تَشْهَدُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ، فَيُقَالُ لَهُ: عَلَى

---

[1]..."وَالْأَئِمَّةُ اتَّفَقُوا عَلَى أَنَّ الصَّدَقَةَ تَصِلُ إِلَى الْمَيِّتِ وَكَذَلِكَ الْعِبَادَاتُ الْمَالِيَّةُ: كَالْعِتْقِ". (مجموع الفتاوى: كتاب الجنائز/سئل عن قوله تعالىٰ وأن ليس للانسان الا ما سعى ..... ج ۲۴، ص ۳۰۹، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف، المدينة النبوية، المملكة العربية السعودية)

Marfat.com

ذَلِکَ حَیِیتَ وَعَلَی ذَلِکَ مِتَّ، وَعَلَی ذَلِکَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ :هَذَا مَقْعَدُکَ مِنْهَا، وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيهَا، فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ :هَذَا مَقْعَدُکَ مِنْهَا وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيهَا لَوْ عَصَيْتَهُ، فَيَزْدَادُ غِبْطَةً وَسُرُورًا، ثُمَّ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا، وَيُنَوَّرُ لَهُ فِيهِ، وَيُعَادُ الْجَسَدُ لِمَا بَدَأَ مِنْهُ، فَتَجْعَلُ نَسَمَتُهُ فِي النَّسَمِ الطَّيِّبِ وَهِيَ طَيْرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ، قَالَ: فَذَلِکَ قَوْلُهُ تَعَالَى (يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ)إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ: وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ، لَمْ يُوجَدْ شَيْءٌ، ثُمَّ أُتِيَ عَنْ يَمِينِهِ، فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، ثُمَّ أُتِيَ عَنْ شِمَالِهِ، فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، ثُمَّ أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ، فَلَا يُوجَدُ شَيْءٌ، فَيُقَالُ لَهُ: اجْلِسْ، فَيَجْلِسُ خَائِفًا مَرْعُوبًا، فَيُقَالُ لَهُ :أَرَأَيْتَکَ هَذَا الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ فِيكُمْ مَاذَا تَقُولُ فِيهِ؟ وَمَاذَا تَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ ؟ فَيَقُولُ: أَيُّ رَجُلٍ؟ فَيُقَالُ :الَّذِي كَانَ فِيكُمْ، فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ حَتَّى يُقَالَ لَهُ:مُحَمَّدٌ، فَيَقُولُ:مَا أَدْرِي، سَمِعْتُ النَّاسَ قَالُوا قَوْلًا، فَقُلْتُ كَمَا قَالَ النَّاسُ، فَيُقَالُ لَهُ :عَلَى ذَلِکَ حَيِيتَ، وَعَلَى ذَلِکَ مِتَّ، وَعَلَى ذَلِکَ تُبْعَثُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ النَّارِ، فَيُقَالُ لَهُ :هَذَا مَقْعَدُکَ مِنَ النَّارِ، وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيهَا، فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَثُبُورًا، ثُمَّ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَيُقَالُ لَهُ:ذَلِکَ مَقْعَدُکَ مِنَ الْجَنَّةِ، وَمَا أَعَدَّ اللّٰهُ لَکَ فِيهِ لَوْ أَطَعْتَهُ فَيَزْدَادُ حَسْرَةً وَثُبُورًا، ثُمَّ يُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ، فَتِلْکَ الْمَعِيشَةُ

Marfat.com

الضَّنْكَةُ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ :(فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى".[1]

ترجمہ:"جب مردہ کو اس کی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے لوٹتے ہوئے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے، پھر اگر وہ مومن (متقی) ہوتا ہے تو نماز اس کے سر کی طرف اور روزے اس کی دائیں جانب اور زکوۃ اس کی بائیں طرف، اور صدقہ اور (عزیز واقارب سے) صلہ رحمی اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا عمل اس کے پاؤں کی جانب آجاتا ہے، پھر جب کوئی چیز اس کے سر کی جانب آتی ہے تو نماز کہتی ہے کہ میرے سامنے سے کوئی رستہ نہیں ہے، پھر جب کوئی چیز اس کی دائیں جانب سے آتی ہے، تو روزے کہتے ہیں کہ میری طرف سے کوئی رستہ نہیں ہے، پھر جب کوئی چیز اس کی بائیں طرف سے آتی ہے تو زکوۃ کہتی ہے کہ میری طرف سے کوئی رستہ نہیں، پھر جب کوئی چیز اس کے قدموں کی طرف آتی ہے، تو صدقہ اور (عزیز واقارب سے) صلہ اور نیک سلوک اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا فعل کہتا ہے کہ میری طرف سے کوئی رستہ نہیں ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، تو وہ بیٹھ جاتا ہے، اور اس کو سورج غروب ہونے کی طرح (منظر) محسوس ہوتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس شخص کے بارے میں کیا عقیدہ ہے جو تمہارے مابین (بھیجا گیا) تھا؟ تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواباً کہتا ہے کہ تم مجھے چھوڑ دو، یہاں تک کہ میں نماز پڑھ لوں، تو وہ کہنے والے (ملائکہ) کہتے ہیں کہ بے شک تو عنقریب یہ عمل کرلے گا، ہمیں اس چیز کے بارے میں بتاؤ، جس

---

[1]....(صحیح ابن حبان: كِتَابُ الْجَنَائِزِ وَمَا يَتَعَلَّقُ بِهَا مُقَدَّمًا أَوْ مُؤَخَّرًا ،فَصْلٌ فِي أَحْوَالِ الْمَيِّتِ فِي قَبْرِهِ ، ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ، قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ لَا يُحَرَّكُ مِنْهُ شَيْءٌ إِلَى أَنْ يَبْلَى، ج،۷،ص،۳۸۰،رقم الحدیث، ۳۱۱۳،مؤسسة الرسالة ،بیروت)

Marfat.com

کے بارے میں ہم تجھ سے پوچھ رہے ہیں؟ تیرا اس شخص کے بارے میں کیا عقیدہ ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا؟ تو اُن کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواباً کہتا ہے کہ یہ محمد (ﷺ) ہیں، جن کے بارے میں میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے حق لے کر آئے۔ پھر اسے کہا جاتا ہے کہ تُو اس عقیدہ پر زندہ تھا، اور اسی پر تیری وفات ہوئی، اور ان شاء اللہ تجھے اسی پر اٹھایا جائے گا، پھر جنت کے دروازوں میں ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ جنت میں تیرا ٹھکانا ہے، اور اس میں وہ چیزیں ہیں، جن کو تیرے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے، پھر اس کے رشک اور فرحت میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کی حکم عدولی کرتا، تو اس جہنم میں تیرا ٹھکانہ ہوتا، اور اس میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیار کر رکھا تھا، پھر اس کے رشک اور فرحت میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس کی قبر میں ستر ہاتھ تک کشادگی کر دی جاتی ہے، اور اس قبر میں اس کے لئے روشنی کر دی جاتی ہے، اور اس چیز کی طرف اس کے جسم کو لوٹا دیا جاتا ہے، جس سے وہ پیدا ہوا تھا، پھر اس کی روح کو پاکیزہ روحوں میں کر دیا جاتا ہے، اور وہ پرندہ کی شکل میں ہوتی ہے، جو جنت کے درخت میں لٹکی ہوئی ہوتی ہے، اور یہی اللہ تعالیٰ کا سورۃ ابراہیم میں) قول ہے (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ) اللہ مومنوں (کے قلوب) کو صحیح اور پکی بات سے دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت (وقبر) میں بھی (رکھے گا)۔

اور جب کوئی چیز کافر کے سر کی جانب آتی ہے تو کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس کی دائیں جانب سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز رکاوٹ نہیں بنتی۔ پھر اس کی

Marfat.com

بائیں جانب سے آتی ہے، تو وہاں بھی کوئی چیز روکاوٹ نہیں بنتی، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تو بیٹھ جا، پھر وہ خوف زدہ ہو کر حالتِ وحشت میں بیٹھ جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ تیرا اس شخص کے بارے میں عقیدہ کیا ہے، جو تمہارے درمیان میں (مبعوث کیا گیا) تھا، تو ان کے بارے میں کیا کہتا ہے، اور تو ان کے بارے میں کس چیز کی گواہی دیتا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ کون سا شخص؟ اس کو جواب میں کہا جاتا ہے کہ جو تمہارے مابین (بھیجا گیا) تھا، اس کو نام بھی پتہ نہیں ہوتا، یہاں تک کہ اس سے کہا جاتا ہے کہ محمد (ﷺ) تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا، میں نے لوگوں سے ان کے بارے میں کچھ کہتے ہوئے سنا تھا، تو میں نے بھی وہی کچھ کہا جو لوگ کہتے تھے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ تو اسی عقیدہ پر زندہ رہا، اور اسی پر وفات ہوئی، اور ان شاء اللہ اسی پر اُٹھایا جائے گا، پھر جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا جہنم میں ٹھکانہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے لئے اس میں تیار کر رکھا ہے، تو اس کی حسرت اور غم میں اضافہ ہو جاتا ہے، پھر جنت کے دروازوں میں ایک دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے، پھر اس کو کہا جاتا ہے کہ اگر تو ان کا کہنا مانتا، تو تیرا جنت میں ٹھکانہ تھا، اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیرے لئے تیار کر رکھا تھا، تو اس کی حسرت اور غم میں اور اضافہ ہو جاتا ہے، پھر اس پر اس کی قبر کو تنگ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں، تو یہی وہ تنگ زندگی ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے (سورۃ طٰہٰ میں) فرمایا (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ بے شک اس کے لئے تنگ زندگی ہے، اور ہم قیامت کے دن ہم اس کو اندھی حالت میں جمع کریں گے"۔

Marfat.com

مردے کا جوتوں کی آواز کا سننا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ، وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ، فَيَقُولاَنِ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ، فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ، فَيُقَالُ لَهُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ، فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ: وَذُكِرَ لَنَا: أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى حَدِيثِ أَنَسٍ قَالَ: وَأَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْكَافِرُ فَيُقَالُ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ؟ فَيَقُولُ: لاَ أَدْرِي كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لاَ دَرَيْتَ وَلاَ تَلَيْتَ، وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً، فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ غَيْرَ الثَّقَلَيْنِ". [1]

ترجمہ: "آدمی جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے اور جنازہ میں شریک ہونے والے لوگ اس سے رخصت ہوتے ہیں تو ابھی وہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہوتا ہے کہ دو فرشتے (منکر نکیر) اس کے پاس آتے ہیں وہ اسے بٹھا کر پوچھتے ہیں کہ اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تو کیا اعتقاد رکھتا تھا؟ مومن تو یہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جائے گا کہ تو یہ دیکھ اپنا جہنم کا ٹھکانا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں تمہارے لیے جنت میں ٹھکانا دے دیا۔ اس وقت

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الجنائز/باب ما جاء في عذاب القبر، ج ۲، ص ۹۸، رقم الحديث ۱۳۷۴، دار طوق النجاة)

Marfat.com

اسے جہنم اور جنت دونوں ٹھکانے دکھائے جائیں گے۔قتادہ نے بیان کیا کہ اس کی قبر خوب کشادہ کردی جائے گی۔(جس سے آرام وراحت ملے) پھر قتادہ نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث بیان کرنی شروع کی فرمایا اور منافق وکافر سے جب کہا جائے گا کہ اس شخص کے بارے میں تو کیا کہتا تھا تو وہ جواب دے گا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں میں بھی وہی کہتا تھا جو دوسرے لوگ کہتے تھے۔پھر اس سے کہا جائے گا نہ تو نے جاننے کی کوشش کی اور نہ سمجھنے والوں کی رائے پر چلا۔پھر اسے لوہے کے گرزوں سے بڑی زور سے مارا جائے گا کہ وہ چیخ پڑے گا اور اس کی چیخ کو جن اور انسانوں کے سوا اس کے آس پاس کی تمام مخلوق سنے گی''۔

قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنے کا حکم

قبرستان میں جوتوں سمیت چلنا خلاف ادب ہے، البتہ اگر کوئی حرج لازم آتا ہو اور جوتے گندگی وغیرہ سے پاک ہوں مزید برآں چلنے میں غرور وتکبر کی آمیزش نہ ہو بلکہ عاجزی و انکساری کے ساتھ قبروں کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے چلے تو جائز ہے۔[1]

قبروں کو جوتوں سے روندنا مکروہ ہے

کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ قبروں پر چلے یا انہیں اپنے جوتوں کے ساتھ روندے اس لئے کہ یہ مکروہ عمل ہے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے قبروں کو روندنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں مؤمن کو اس کی زندگی میں تکلیف دینا

---

[1]....''عَنْ بَشِيرٍ، مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .....بَيْنَمَا أَنَا أُمَاشِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم .....ثُمَّ مَرَّ بِقُبُورِ الْمُسْلِمِينَ، فَإِذَا رَجُلٌ يَمْشِي فِي الْقُبُورِ عَلَيْهِ نَعْلَانِ، فَقَالَ: يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ، وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ فَنَظَرَ الرَّجُلُ فَلَمَّا عَرَفَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَعَهُمَا فَرَمَى بِهِمَا.....وأمره بالخلع احتراماً للمقابر عن المشي بينهما بهما ، أو لقذر بهما ، أو لا ختياله في المشي ، قيل: وفي الحديث كراهة المشي بالنعال بين القبور قلت: لا يتم ذلك الا على بعض الوجوه المذكورة ".(بذل المجهود: كتاب الجنائز /باب المشي بين القبور في النعل،ج ، ۱۰ ،ص ، ۵۱۹ ، تحت رقم الحديث ، ۳۲۳۰ ، دار البشائر الاسلامية)

Marfat.com

ناپسند کرتا ہوں اور اس کی موت کے بعد بھی اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔ [1]

ابن ابی شیبہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

"لَأَنْ أَطَأَ عَلَى جَمْرَةٍ أَوْ عَلَى حَدِّ سَيْفٍ حَتَّى تُخْطَفَ رِجْلِي أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلَى قَبْرِ رَجُلٍ، وَمَا أُبَالِي أَفِي الْقُبُورِ قَضَيْتُ حَاجَتِي أَيْ مِنَ الْبَوْلِ وَالْغَائِطِ أَمْ فِي السُّوقِ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِ، وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ. [2]

ترجمہ: "میں دہکتے ہوئے کوئلوں پر چلوں یا تلوار کی دھار پر پاؤں رکھوں حتی کہ تلوار سے میری ٹانگیں اُچک لی جائیں یہ زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں کسی کی قبر پر چلوں، وہاں قضائے حاجت کروں یا پھر بھرے بازار میں لوگوں کے درمیان پھروں اور لوگ مجھے دیکھ رہے ہوں"۔

ابن ابی دنیا نے کتاب القبور میں سلیم بن غفرانہ سے روایت کیا ہے کہ:

"مَرَّ عَلَى مَقْبَرَةٍ هُوَ حَاقِنٌ قَدْ غَلَبَهُ الْبَوْلُ، فَقِيلَ لَهُ: لَوْ نَزَلْتَ فَبُلْتَ، قَالَ: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ الْأَمْوَاتِ كَمَا أَسْتَحْيِي مِنَ الْأَحْيَاءِ". [3]

ترجمہ: وہ ایک قبرستان کے قریب سے گزرے اور انہیں بہت سخت پیشاب آیا ہوا

---

[1]....."وَأَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْوَطْءِ عَلَى الْقَبْرِ قَالَ: كَمَا أَكْرَهُ أَذَى الْمُؤْمِنِ فِي حَيَاتِهِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَذَاهُ بَعْدَ مَمَاتِهِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الجنائز/ باب دفن الميت، ج۳، ص، ۱۲۱۷، دار الفكر، بيروت ..... قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ: وَكَرِهَ الْجُلُوسَ عَلَى الْقَبْرِ وَوَطْأَهُ وَحِينَئِذٍ فَمَا يَصْنَعُهُ النَّاسُ مِمَّنْ دُفِنَتْ أَقَارِبُهُ ثُمَّ دُفِنَتْ حَوَالَيْهِ مِنْ وَطْءِ تِلْكَ الْقُبُورِ إِلَى أَنْ يَصِلَ إِلَى قَبْرِ قَرِيبِهِ مَكْرُوهٌ" (مرقاة المفاتيح: كتاب الجنائز/باب دفن الميت، ج۳، ص، ۱۲۱۷، رقم الحديث، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، دار الفكر، بيروت)

[2]....(شرح الصدور: في نبذ من أخبار من رأى الموتى في منامه وسألهم عن حالهم فأخبروه، ج۱، ص، ۲۹۲، دار المعرفة، لبنان)

[3]....(مرقاة المفاتيح: باب زيارة القبور، ج۴، ص، ۱۲۶۰، تحت رقم الحديث، ۱۷۷۱، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

تھا۔تو ان سے کہا گیا: اتر کر پیشاب کیوں نہیں کر لیتے؟ تو انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ، اللہ کی قسم میں مُردوں سے بھی ایسے ہی حیا کرتا ہوں جیسے زندوں سے حیا کرتا ہوں"۔

قبر پر قدم کی طرف سورہ بقرہ کا آخری رکوع پڑھنا مستحب ہے

جب مردے کو دفن کر دیا جائے تو قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات "مفلحون" تک اور پاؤں کی طرف سے سورۃ بقرہ کی آخری آیات "آمن الرسول" سے سورۃ کے آخر تک پڑھنا مستحب ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ". [1]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کو روکا نہ کرو اس کو جلدی اس کی قبر میں پہنچایا کرو، اور اس کے سرہانے سورۃ فاتحہ اور پاؤں کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھی جائیں اس کی قبر میں"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ". [2]

ترجمہ: "میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو اسے محبوس نہ رکھو بلکہ اس کی قبر تک اسے جلد پہنچا دو نیز

---

[1]....(شعب الایمان: الصلاۃ علی من مات من اھل القبلۃ، ج۱۱، ص۴۷۱، رقم الحدیث۸۸۵۴، مکتبۃ الرشد للنشر والتوزیع بالریاض بالتعاون مع الدار السلفیۃ ببومبای بالھند)

[2]....(مشکلۃ المصابیح: کتاب الجنائز/باب دفن المیت، الفصل الثالث، ج۱، ص۵۳۸، رقم الحدیث۱۷۱۷، المکتب الإسلامی، بیروت)

Marfat.com

یہ بھی چاہیے کہ (قبر پر کھڑے ہوکر) اس کے سر کے قریب سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (یعنی شروع سے مفلحون تک) اور پاؤں کے قریب سورۃ البقرہ کی آخری آیتیں یعنی آمن الرسول سے آخر تک کی آیتیں پڑھی جائیں"۔

طیبی کہتے ہیں: سورۂ بقرہ کی ابتدا کی تخصیص شاید اس لیے کی کہ وہ کتاب کی مدح اور ان متقین کی صفات پر مشتمل ہے جو اوصاف حمیدہ جیسے ایمان بالغیب، نماز اور زکوۃ سے متصف ہیں اور اس کے خاتمہ کو اس لیے خاص کیا کیونکہ وہ اللہ، فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان، عجز و انکساری کے اظہار، طلب بخشش ورحمت اور ذات باری تعالیٰ کی حمایت پر مشتمل ہے۔ [1]

قبر پر سر سے لے کر پاؤں تک پانی کا چھڑکاؤ مستحب ہے

جب مردے کو قبر میں دفنا دیا جائے تو اس کی قبر پر سر سے لے کر پاؤں تک پانی کا چھڑکاؤ مستحب ہے۔

چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ:

"رُشَّ قَبْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الَّذِي رَشَّ الْمَاءَ عَلَى قَبْرِهِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ بِقِرْبَةٍ بَدَأَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ حَتَّى انْتَهَى إِلَى رِجْلَيْهِ". [2]

---

[1]....."(عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةَ الْبَقَرَةِ)أَيْ :إِلَى الْمُفْلِحُونَ .(وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ)وَفِي نُسْخَةٍ خَاتِمَةِ .(الْبَقَرَةِ)أَيْ:مِنْ.(آمَنَ الرَّسُولُ)إِلَخْ .قَالَ الطِّيبِيُّ :لَعَلَّ تَخْصِيصَ فَاتِحَتِهَا لِاشْتِمَالِهَا عَلَى مَدْحِ كِتَابِ اللّٰهِ، وَأَنَّهُ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ، الْمَوْصُوفِينَ بِالْخِلَالِ الْحَمِيدَةِ مِنَ الْإِيمَانِ بِالْغَيْبِ، وَإِقَامَةِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَخَاتِمَتِهَا لِاحْتِوَائِهَا عَلَى الْإِيمَانِ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، وَإِظْهَارِ الْاِسْتِكَانَةِ، وَطَلَبِ الْغُفْرَانِ وَالرَّحْمَةِ، وَالتَّوَلِّي إِلَى كَنَفِ اللّٰهِ تَعَالَى وَحِمَايَتِهِ ".

(مرقاة المفاتيح: كتاب الجنائز/باب دفن الميت، ج،۳،ص،۱۲۲۸،تحت رقم الحديث،۱۷۱۷،دارالفكر،بيروت،لبنان)

"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَسْتَحِبُّ أَنْ يَقْرَأَ عَلَى الْقَبْرِ بَعْدَ الدَّفْنِ أَوَّلَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتَهَا".

ردالمحتار مع الدرالمختار:باب صلوة الجنازة/مطلب في دفن الميت، ج،۲،ص،۲۳۷،دارالفكر)

[2]....(مشكلة المصابيح: كتاب الجنائز/باب دفن الميت،الفصل الثاني، ج،۱،ص،۵۳۵،رقم الحديث،۱۷۱۰،المكتب الإسلامي،بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ کی قبر پر پانی چھڑکا گیا تھا اور وہ شخص کہ جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا، حضرت بلال بن رباح تھے چنانچہ انہوں نے مشک لے کر سر کی طرف سے (قبر پر) پانی چھڑکنا شروع کیا اور پاؤں تک (چھڑکتے ہوئے) لے گئے''۔

حضرت ابورافع فرماتے ہیں کہ:

''سَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَعْدًا، وَرَشَّ عَلَى قَبْرِهِ مَاءً''. [1]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد کو سر کی جانب سے قبر میں داخل کیا اور ان کی قبر پر پانی چھڑکا''۔

جعفر بن لحدا اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِ إِبْرَاهِيمَ ابْنِهِ، وَوَضَعَ عَلَيْهِ حَصْبَاءَ''. [2]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم (بیٹے) کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر کنکریاں ڈالیں''۔

عبداللہ بن محمد بن عمر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ:

''أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَشَّ عَلَى قَبْرِ إِبْرَاهِيمَ وَأَنَّهُ أَوَّلُ قَبْرٍ رُشَّ عَلَيْهِ، وَأَنَّهُ قَالَ حِينَ دَفَنَ وَفَرَغَ مِنْهُ: سَلَامٌ عَلَيْكُمْ''. [3]

---

[1]...(سنن ابن ماجه: كتاب الجنائز/بَابُ مَا جَاءَ فِي إِدْخَالِ الْمَيِّتِ الْقَبْرَ، ج، ۱، ص، ۴۹۵، رقم الحديث، ۱۵۵۱، دار احياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي''.

[2]....(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الجنائز/بَابُ رَشِّ الْمَاءِ عَلَى الْقَبْرِ وَوَضْعِ الْحَصْبَاءِ عَلَيْهِ، ج، ۳، ص، ۵۷۶، رقم الحديث، ۶۷۴۰، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

[3]....(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الجنائز/بَابُ رَشِّ الْمَاءِ عَلَى الْقَبْرِ وَوَضْعِ الْحَصْبَاءِ عَلَيْهِ، ج، ۳، ص، ۵۷۷، رقم الحديث، ۶۷۴۱، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور وہ پہلی قبر تھی جس پر پانی چھڑکا گیا اور جب اس کے دفن سے فارغ ہوئے تو کہا: سلام علیکم''.

ابن لملک کہتے ہیں: جہاں بارش نہ ہو وہاں مسنون یہ ہے کہ ٹھنڈے اور پاک پانی کو قبر پر چھڑکا جائے اور یہ فال کہتے ہوئے پانی گرایا جائے کہ اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ٹھنڈا کر دے گا۔[1]

شہید کے موزے اتار لئے جائیں

شہید کا حکم یہ ہے کہ اسے غسل نہ دیا جائے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی، نیز اسی خون اور کپڑے میں اسے دفن کر دیا جائے گا۔ اس کے کپڑے پر لگی نجاست دھوئی جائے گی۔ جو چیز کفن کی جنس میں سے نہیں مثلاً ہتھیار، پوستین، زرہ اور روئی دار کپڑے، موزے، ٹوپی اور پائجامہ ان کو جسم پر سے نکال دیا جائے گا۔ امام محمد نے سیر کے علاوہ پاجامہ کو نکالنے کا ذکر نہیں کیا جبکہ شیخ ابو جعفر ہندوانی نے کہا ہے کہ بہتر یہی ہے کہ پاجامہ نکال دیا جائے۔ بہت سے مشائخ نے اس قول کی تائید کی ہے۔[2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"(وَلَا بَأْسَ بِرَشِّ الْمَاءِ عَلَيْهِ) حِفْظًا لِتُرَابِهِ عَنْ الِانْدِرَاسِ". (الدر المختار) (قَوْلُهُ وَلَا بَأْسَ بِرَشِّ الْمَاءِ عَلَيْهِ) بَلْ يَنْبَغِي أَنْ يُنْدَبَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَهُ بِقَبْرِ سَعْدٍ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ وَبِقَبْرِ وَلَدِهِ إبْرَاهِيمَ كَمَا رَوَاهُ أَبُو دَاوُد فِي مَرَاسِيلِهِ وَأَمَرَ بِهِ فِي قَبْرِ عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُونٍ كَمَا رَوَاهُ الْبَزَّارُ"

(رد المحتار مع الدر المختار: باب صلوة الجنازة/مطلب في دفن الميت، ج۲، ص۲۳۷، دار الفكر، بيروت)

[1]..."قَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: وَيُسَنُّ حَيْثُ لَا مَطَرَ رَشُّ الْقَبْرِ بِمَاءٍ بَارِدٍ، وَطَاهِرٍ طَهُورٍ تَفَاؤُلًا، بِأَنَّ اللَّهَ يُبَرِّدُ مَضْجَعَهُ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الجنازة/باب دفن الميت، ج۳، ص۱۲۲۳، تحت رقم الحديث، ۱۷۰۸، دار الفكر، بيروت، لبنان)

[2]..."وَحُكْمُهُ أَنْ لَا يُغَسَّلَ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ وَيُدْفَنُ بِدَمِهِ وَثِيَابِهِ، كَذَا فِي الْكَافِي وَلَوْ كَانَ فِي ثَوْبِ الشَّهِيدِ نَجَاسَةٌ تُغْسَلُ، كَذَا فِي الْعَتَابِيَّةِ. وَيُنْزَعُ عَنْهُ مَا لَيْسَ مِنْ جِنْسِ الْكَفَنِ نَحْوُ السِّلَاحِ وَالْجُلُودِ وَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالْخُفِّ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَالسَّرَاوِيلِ وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى السَّرَاوِيلَ إلَّا فِي السِّيَرِ وَكَانَ الشَّيْخُ أَبُو جَعْفَرٍ الْهِنْدُوَانِيُّ يَقُولُ الْأَشْبَهُ: أَنْ لَا يُنْزَعَ السَّرَاوِيلُ وَوَافَقَهُ فِي ذَلِكَ كَثِيرٌ مِنْ مَشَايِخِنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى هَكَذَا فِي الْمُحِيطِ" (الفتاوى الهندية: الباب الحادي والعشرون في الجنائز/باب الفصل السابع في الشهيد، ج۱، ص۱۶۸، دار الفكر)

Marfat.com

دیوار پر چڑھتے ہوئے مسلمان کا پاؤں پھسل گیا

اگر مشرکین کسی شہر میں محصور ہو گئے اور مسلمان اس شہر کی پناہ کی دیوار پر چڑھ گئے اور کسی کا پاؤں پھسل گیا اور وہ گر کر مر گیا تو امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اس کو غسل دیا جائے گا۔[1]

مقتول کے ساتھ موزہ اور جوتا نہ دفناؤ

مقتول کو جوتے اور موزے کے ساتھ دفنانا نہیں چاہیے۔

چنانچہ مجاہد روایت کرتے ہیں کہ:

"لَا يُدْفَنُ مَعَ الْقَتِيلِ خُفٌّ وَلَا نَعْلٌ". [2]

ترجمہ: "قتیل کے ساتھ جوتا اور موزہ نہ دفن کیا جائے"۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....."وَكَذَا لَوْ أَنَّ الْمُشْرِكِينَ تَحَصَّنُوا فِي مَدِينَةٍ فَصَعِدَ الْمُسْلِمُونَ بِسُوَرِهَا فَمَالَكَ رِجْلُ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ فَوَقَعَ وَمَاتَ غُسِّلَ عِنْدَهُمَا ".(الفتاوى الهندية:الباب الحادي والعشرون في الجنائز/باب الفصل السابع في الشهيد ،ج ، ۱ ،ص،۱۶۸ ، دارالفكر)

[2].....(مصنف لابن أبي شيبه: كتاب الجنائز/فيما نهى عنه أن يدفن مع القتيل،ج ،۳ ، ص، ۴۹ ،رقم الحديث،۱۲۰۱۴ ،مكتبة الرشد ،الرياض)

Marfat.com

(فصل نمبر ۷)

جوتا اور فدیہ

فدیہ کے معنی

اصطلاح میں فدیہ کے معنی یہ ہیں کہ انسان کا کسی تکلیف دینے والی چیز سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے معاوضہ ادا کرنا۔ مثلاً کسی عبادت میں کمی وکوتاہی کی تلافی، قیدی کا کچھ دے کر اپنے آپ کو آزاد کروانا اور بڑھاپے میں روزہ نہ رکھ سکنے کی وجہ سے اس کی تلافی کے لئے غریبوں پر رقم کا خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ۔ [۱]

فدیہ میں جوتے دینے کا حکم

قضاء شدہ نمازوں اور روزوں وغیرہ کا فدیہ فقط غلہ کی شکل میں دینا ضروری نہیں بلکہ اس کی قیمت نقدی کی صورت میں ادا کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح خوشبو، کتاب، کپڑا اور جوتے وغیرہ بھی دیے جاسکتے ہے۔ [۲]

---

[۱]....."الفدية والفداء :البدل الذى يتخلص به المكلف عن مكروه توجه إليه ".
(كتاب التعريفات:باب الفاء،ص،١٦٥ ،دارالكتب العلمية بيروت،لبنان)

[۲]....."قوله (نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ)اي:أو من دَقِيقِهِ أَوْ سَوِيقِهِ، أَوْ صَاعِ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ قِيمَتِهِ، وَهِيَ أَفْضَلُ عِنْدَنَا لِإِسْرَاعِهَا بِسَدِّ حَاجَةِ الْفَقِيرِ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب قضاء الفوائت ، مطلب في اسقاط الصلاة عن الميت ،ج،٢،٧٢،٧٣، دارالفكر،بيروت)

"ويجوز دفع القيمة وهي أفضل عند وجدان ما يحتاجه لأنها أسرع لقضاء حاجة الفقير، أي :أى وحاجة الفقير متنوعة".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الزكاة/باب صدقة الفطر،ص، ٧٢٤ ، دارالكتب العلمية ، بيروت)

(وكذا في البحرالرائق: كتاب الزكاة/باب صدقة الفطر،ج، ٢ ،ص،٤٤٤ ، رشيدية)

وكذا في الفتاوى العالمكيرية: كتاب الزكاة/الباب الثامن في صدقة الفطر،ج ، ١، ص،١٩٢ ،رشيدية)

Marfat.com

(باب نمبر۳)

جوتے اور زکوٰۃ

قیامت کے دن جانوروں کا اپنے مالک کو پاؤں نیچے کچلنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے فرمایا:

"مَا مِنْ رَجُلٍ تَكُونُ لَهُ إِبِلٌ، أَوْ بَقَرٌ، أَوْ غَنَمٌ، لاَ يُؤَدِّي حَقَّهَا، إِلَّا أُتِيَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، أَعْظَمَ مَا تَكُونُ وَأَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِأَخْفَافِهَا، وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا، كُلَّمَا جَازَتْ أُخْرَاهَا رُدَّتْ عَلَيْهِ أُولاَهَا، حَتَّى يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ". [1]

ترجمہ: "جب کسی شخص کے پاس اونٹ' گائے یا بکری ہوں اور وہ ان کا حق (زکوۃ) ادا نہ کرے قیامت کے دن ان کو اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ بہت بڑے ہوں گے اور بہت زیادہ موٹے ہوں گے اور وہ اپنے پاؤں سے اپنے مالک کو کچلیں گے اور اس کو اپنے سینگوں کے ساتھ ماریں گے۔ جب ان کی آخری جماعت گزر جائے گی تو ان کی پہلی جماعت کو دوبارہ لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کو آدمیوں کے سامنے لایا جائے گا"۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنی اونٹنی کی رکابوں میں پاؤں ڈال کر پیغام دینا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِينَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الزكوة/باب زكاة البقر، ج، ۲، ص، ۱۱۹، رقم الحديث ۱۴۶۰، دارطوق النجاة)

Marfat.com

عَلَى نَاقَتِهِ الْجَدْعَاءِ قَدْ جَعَلَ رِجْلَيْهِ فِي غَرْزَيِ الرِّكَابِ يَتَطَاوَلُ، يُسْمِعُ النَّاسَ، فَقَالَ: أَلَا تَسْمَعُ صَوْتِي؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ طَوَائِفِ النَّاسِ فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا؟ فَقَالَ: اعْبُدُوا رَبَّكُمْ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ، وَأَطِيعُوا ذَا أَمْرِكُمْ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ قَالَ: قُلْتُ: يَا أَبَا أُمَامَةَ فَمِثْلُ مَنْ أَنْتَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: أَنَا يَا ابْنَ أَخِي يَوْمَئِذٍ ابْنُ ثَلَاثِينَ سَنَةً أُزَاحِمُ الْبَعِيرَ أُدَحْرِجُهُ قُرْبًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [1]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی جدعا اونٹنی پر کھڑے تھے۔ آپ اس کی رکابوں میں دونوں پاؤں ڈال کر اونچے ہو کر بلند آواز سے کہہ رہے تھے: کیا تم لوگ میری آواز سن رہے ہو؟ ایک شخص نے کہا: آپ ہمیں کیا پیغام دیتے ہیں؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ وقت کی نماز ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ (ابو یحیٰ بن عامر کلاعی کہتے ہیں) میں نے کہا: اے ابو امامہ! اس دن تمہاری عمر کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا: اے میرے بھتیجے! اس دن میں تیس سال کا نوجوان تھا (اور اتنا قوت والا تھا) اونٹ سے لڑتا تھا تو اسے بھی بچھاڑ دیتا تھا (یہ سب) رسول اللہ ﷺ کے قرب (کی برکت) سے (تھا)''۔

اونٹوں کے کھالوں سے جوتے بناؤ

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کا بیان نقل کرتے ہیں:

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الزکاۃ، ج۱، ص۵۴۷، رقم الحدیث ۱۴۳۳، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

Marfat.com

"أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الرَّمَادِيِّ، وَأَجْدَبَتِ الْأَرْضُ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: مِنْ عَبْدِ اللَّهِ عُمَرَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَخْبَرَنِي الْعُمَرِيُّ مَا تُبَالِي إِذَا سَمِنْتَ، وَمَنْ قِبَلَكَ أَنْ أَعْجَفَ، وَمَنْ قِبَلِي، وَيَا غَوْثَاهُ، فَكَتَبَ عَمْرٌو: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَمَّا بَعْدُ: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ، أَتَتْكَ عِيرٌ أَوَّلُهَا عِنْدَكَ، وَآخِرُهَا عِنْدِي، مَعَ أَنِّي أَرْجُو أَنْ أَجِدَ سَبِيلَانِ أَحْمِلُ فِي الْبَحْرِ " فَلَمَّا قَدِمَ أَوَّلُ عِيرٍ دَعَا الزُّبَيْرَ، فَقَالَ: اخْرُجْ فِي أَوَّلِ هَذِهِ الْعِيرِ، فَاسْتَقْبِلْ بِهَا غَدًا، فَاحْمِلْ إِلَى كُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ مَا قَدَرْتَ أَنْ تَحْمِلَ إِلَيَّ، وَمَنْ لَمْ تَسْتَطِعْ حَمْلَهُ فَمُرْ لِكُلِّ أَهْلِ بَيْتٍ بِبَعِيرٍ بِمَا عَلَيْهِ، وَمُرْهُمْ فَلْيُلْبِسُوا النَّاسَ كَمَا أَتَيْنَ، وَلْيَنْحَرُوا الْبَعِيرَ، فَيَحْمِلُوا شَعْرَهُ، وَلْيُقَدِّدُوا لَحْمَهُ، وَلْيَحْتَذُوا جِلْدَهُ، ثُمَّ لِيَأْخُذُوا كُبَّةً مِنْ قَدِيدٍ، وَكُبَّةً مِنْ شَحْمٍ، وَجَفْنَةٍ مِنْ دَقِيقٍ فَلْيَطْبُخُوا وَلْيَأْكُلُوا حَتَّى يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ بِرِزْقٍ فَأَبَى الزُّبَيْرِ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ: أَمَا وَاللَّهِ لَا تَجِدُ مِثْلَهَا حَتَّى تَخْرُجَ مِنَ الدُّنْيَا، ثُمَّ دَعَا آخَرَ أَظُنُّهُ طَلْحَةَ فَأَتَى، ثُمَّ دَعَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَخَرَجَ فِي ذَلِكَ، فَلَمَّا رَجَعَ بَعَثَ إِلَيْهِ بِأَلْفِ دِينَارٍ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: إِنِّي لَمْ أَعْمَلْ لَكَ يَا ابْنَ خَطَّابٍ إِنَّمَا عَمِلْتُ لِلَّهِ، وَلَسْتُ آخُذُ فِي ذَلِكَ شَيْئًا، فَقَالَ عُمَرُ: قَدْ أَعْطَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَشْيَاءَ بَعَثَنَا فِيهَا فَكَرِهْنَا، فَأَبَى ذَلِكَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاقْبَلْهَا أَيُّهَا الرَّجُلُ، وَاسْتَعِنْ بِهَا عَلَى دُنْيَاكَ فَقَبِلَهَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ". [1]

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الزکاۃ/واما حدیث محمد بن أبي حفصة، ج، ۱،ص،۵۶۳،رقم الحدیث،۱۴۷۱،دارالکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب زمینیں خشک ہوگئیں اور قحط کا سال آیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف ایک خط لکھا (جس کا مضمون ذیل میں بیان کیا جاتا ہے)۔

اللہ کے بندے عمر امیر المؤمنین کی طرف سے عمرو بن عاص کی طرف: مجھے میرے عاملین نے وہ صورتِ حال بتائی ہے جو تم نے خوشحالی کے موسم میں اہتمام کیا ہے اور آج کل یہاں ہمارے ہاں سخت قحط ہے، اس لیے اپنے دارالخلافہ کی مدد کرو۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب لکھا:

السلام علیک۔ امابعد میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں آپ کے پاس قافلہ پہنچ جائے گا جس کا اگلا سرا آپ کے پاس اور آخری سرا میرے پاس ہوگا۔ ساتھ میں یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ مجھے دو راستے مل جائیں گے اور میں دریا کے راستے سے آؤں گا۔ جب پہلا قافلہ پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: اس پہلے قافلے (کے سامان) کو کھول لو اور کل اس کو لے جاؤ۔ اور جتنے لوگوں تک یہ پہنچا سکتے ہو پہنچا دو۔ اور جن کو تم نہ پہنچا سکو تو ہر گھر والے کے لئے ایک اونٹ ساز وسامان کے الگ کر کے رکھ دو اور ان کو حکم دو کہ وہ لوگوں کو لباس پہنائے جیسے ہی آتے رہیں اور وہ انٹوں کو ذبح کرے اور اس کے بالوں کو اٹھائے اور ان کے گوشت کو کاٹ کے خشک کر لیں اور ان کی کھال کے جوتے بنالیں۔ پھر وہ ایک ڈھیر گوشت کے ٹکروں کا بنالے اور ایک چربی کا پھر وہ پکائیں اور کھائیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ رزق کے دروازے کھول دے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں نکلنے سے انکار کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ساری زندگی اس جیسا عمل نہیں پا سکتے۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے آدمی کو بلایا۔ راوی کا کہنا ہے: میرا خیال ہے کہ وہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تھے۔

Marfat.com

انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ آپ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بلایا تو انہوں نے اس کام کی ذمہ داری لے لی، جب وہ لوٹ کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف ایک ہزار دینار بھیجے۔ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے ابن خطاب! میں نے یہ کام آپ کے لئے نہیں کیا بلکہ میں تو یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کیا ہے۔ اس لئے میں آپ سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بھی کئی مرتبہ اس طرح کام کرنے پر انعام عطا فرمایا، ہم نے اس سے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ اس لئے اے شخص! آگے آؤ اور یہ لے لو اور اس کے ذریعے اپنی دنیا بہتر کرو۔ تب حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے وہ ایک ہزار دینار قبول کر لئے"۔

جوتے بطورِ زکوۃ دینا

کوئی شخص جوتوں کی تجارت سے وابستہ ہے اور جوتوں ہی کی صورت میں اپنی زکوہ ادا کرنا چاہتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہے وہ واجب الادا زکوۃ کے لحاظ مستحقین کو جوتے دے دے، اس کی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ البتہ احسن طریقہ یہ ہے کہ مستحقین کو جس چیز کی حاجت ہو وہی چیز بطورِ زکوۃ دی جائے۔ [1]

مسکین کے ہاتھ پر صدقہ رکھنے والے کے لئے ہر قدم کے بدلہ دس گناہ معاف

حضرت عمرو لیثی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"كنا عند واثلة بن الأسقع فأتاه سائل فأخذ كسرة فجعل عليها فلسا ثم قام حتى وضعها في يده فقلت: يا أبا الأسقع أما كان في أهلك من يكفيك هذا؟ قال: بلى لكنه من قام بشيء إلى مسكين

[1]..."فَلَا بُدَّ مِنْ اعْتِبَارِ مَنْفَعَةِ الْفُقَرَاءِ عِنْدَ التَّقْوِيمِ لِأَدَاءِ الزَّكَاةِ فَيُقَوِّمُهَا بِأَنْفَعِ النَّقْدَيْنِ". (المبسوط للسرخسي: كتاب الزكوة/باب زكوة المال، ج ۲، ص ۱۹۱، دار المعرفة، بيروت)

Marfat.com

بصدقة حطت عنه بكل خطوة خطيئة، فإذا وضعها في يده حطت عنه بكل خطوة عشر خطيئات". [1]

ترجمہ: ''ہم حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تھے ان کے پاس ایک مانگنے والا آیا انہوں نے روٹی کا ایک ٹکڑا لیا، اس پر ایک پیسہ رکھا اور خود جا کر روٹی کا وہ ٹکڑا اس کے ہاتھ پر رکھا۔ میں نے ان سے کہا۔ اے ابوالاسقع! کیا آپ کے گھر میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو آپ کی جگہ یہ کام کر دے؟ انہوں نے کہا آدمی تو ہے لیکن جب کوئی آدمی مسکین کو صدقہ دینے کے لئے چل کر جائے تو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں ایک گناہ معاف کر دیا جاتا ہے اور جب جا کر وہ چیزیں اس مسکین کے ہاتھ میں رکھ دے تو ہر قدم کے بدلہ میں دس گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....(كنز العمال: كتاب الزكاة/باب في آداب الصدقة، ج۵، ص۵۸۹، رقم الحديث، ۱۷۰۲۰، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

(باب نمبر۴)

جوتا اور اعتکاف

معتکف کا ایک پاؤں مسجد سے باہر اور دوسرا مسجد کے اندر رکھنے کا حکم

اگر معتکف نے اپنا ایک پاؤں مسجد کے اندر رکھا اور دوسرا مسجد سے باہر نکالا تو اس صورت میں اس کے اعتکاف پر کچھ اثر نہیں ہوگا۔ [1]

معتکف کا چوری کے ڈر سے اپنے جوتے باہر اتارنا

معتکف نے چوری کے ڈر سے اپنے جوتے مسجد سے متصل باہر اتار دیئے، اگر وہ اپنا ایک پاؤں مسجد میں اور ایک پاؤں باہر رکھ کر جوتے اٹھاتا ہے تو اس صورت میں اس کا اعتکاف فاسد نہیں ہوتا۔ [2]

معتکف کا مسجد میں جوتا یا موزہ سینے کا حکم

اسلام نے لوگوں کو مساجد میں خرید وفروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، تاکہ مسجد کا احترام برقرار رہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَبِيعُ أَوْ يَبْتَاعُ فِي الْمَسْجِدِ، فَقُولُوا: لَا أَرْبَحَ اللَّهُ تِجَارَتَكَ، وَإِذَا رَأَيْتُمْ مَنْ يَنْشُدُ فِيهِ ضَالَّةً، فَقُولُوا: لَا رَدَّ اللَّهُ

---

[1]..."قوله: الخروج.....المراد بالخروج انفصال قدميه". (حاشية الطحطاوي على الدرالمختار: ج ۱، ص ۴۷۵، كتاب الصوم/باب الصوم، دارالمعرفة، بيروت)
(وكذا في البحرالرائق: ج ۲، ص ۵۳۰، كتاب الصوم/باب الاعتكاف، رشيدية)

[2]..... (ايضا)

Marfat.com

عَلَیْکَ". [1]

ترجمہ: "جب تم کسی کو مسجد میں خرید وفروخت کرتے ہوئے دیکھو تو یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کی تجارت میں نفع نہ دے، اور جب تم اس آدمی کو دیکھو جو مسجد میں (مسجد سے باہر کی کسی) گمشدہ چیز کا اعلان کر رہا ہے، تو تم یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری وہ چیز نہ لوٹائے"۔

حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے مروی ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ، وَأَنْ تُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ، وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں بیع وشراء (خرید وفروخت) سے منع فرمایا، اور گمشدہ چیز کے اعلان کرنے سے بھی منع فرمایا، اور اس بات سے بھی منع کیا کہ مسجد میں شعر پڑھے جائیں"۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ عام حالات میں مسجد میں خرید وفروخت یا مسجد سے باہر کی کسی گم شدہ چیز کا اعلان کرنا ممنوع ہے۔ البتہ معتکف چونکہ مسجد میں ٹھہرتا ہے اس لئے ضرورت وحاجت کے پیش نظر بعض چیزوں کی اس کو اجازت دی گئی ہے۔ من جملہ ان میں سے یہ ہے کہ معتکف مسجد میں باقاعدہ خرید وفروخت کا پیشہ اختیار تو نہیں کرسکتا البتہ اپنے گھر والوں کے لئے ضرورت وحاجت کی بقدر خرید وفروخت یا اس کے متعلق بات چیت کرسکتا ہے، لیکن حتی المقدور یہ کوشش کرے کہ خرید وفروخت کی اشیاء مسجد کی حدود میں حاضر نہ کرے۔ [3]

---

[1]....(سنن الترمذي: ابواب البيع/باب النهي عن البيع في المسجد، ج۳، ص۶۰۲، رقم الحديث، ۱۳۲۱، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر)

[2]....(سنن أبي داؤد: ابواب الجمعة/باب التحلق يوم الجمعة، ج۱، ص۲۸۳، رقم الحديث، ۱۰۷۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[3]...."(وَخُصَّ) الْمُعْتَكِفُ (بِأَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنَوْمٍ وَعَقْدٍ احْتَاجَ إِلَيْهِ) لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فَلَوْ لِتِجَارَةٍ كُرِهَ (كَبَيْعٍ وَنِكَاحٍ وَرَجْعَةٍ فَلَوْ خَرَجَ لِأَجْلِهَا فَسَدَ لِعَدَمِ الضَّرُورَةِ (وَكُرِهَ) أَيْ تَحْرِيمًا لِأَنَّهَا مَحَلُّ إِطْلَاقِهِمْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

اسی تناظر میں معتکف کے لئے مسجد میں کپڑا سینا، تعلیم دینا، علاج کرنا، جوتا گانٹھنے یا موزہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بَحْرٌ (إِحْضَارُ مَبِيعٍ فِيهِ) كَمَا كُرِهَ فِيهِ مُبَايَعَةُ غَيْرِ الْمُعْتَكِفِ مُطْلَقًا لِلنَّهْيِ "(الدر المختار مع ردالمحتار). (قَوْلُهُ فَلَوْ لِتِجَارَةٍ كُرِهَ) أَيْ وَإِنْ لَمْ يُحْضِرْ السِّلْعَةَ وَاخْتَارَهُ قَاضِي خَانْ وَرَجَّحَهُ الزَّيْلَعِيُّ لِأَنَّهُ مُنْقَطِعٌ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى فَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَشْتَغِلَ بِأُمُورِ الدُّنْيَا بَحْرٌ (قَوْلُهُ وَرَجْعَةٌ) مَعْطُوفٌ عَلَى أَكْلٍ لَا عَلَى بَيْعٍ إلَّا بِتَأْوِيلِ الْعَقْدِ بِمَا يَشْمَلُهَا (قَوْلُهُ لِعَدَمِ الضَّرُورَةِ) أَيْ إلَى الْخُرُوجِ حَيْثُ جَازَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَفِي الظَّهِيرِيَّةِ، وَقِيلَ يَخْرُجُ بَعْدَ الْغُرُوبِ لِلْأَكْلِ وَالشُّرْبِ اهـ وَيَنْبَغِي حَمْلُهُ عَلَى مَا إذَا لَمْ يَجِدْ مَنْ يَأْتِي لَهُ بِهِ فَحِينَئِذٍ يَكُونُ مِنْ الْحَوَائِجِ الضَّرُورِيَّةِ كَالْبَوْلِ بَحْرٌ.

(قَوْلُهُ إحْضَارُ مَبِيعٍ فِيهِ) لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مُحْرَزٌ عَنْ حُقُوقِ الْعِبَادِ، وَفِيهِ شَغْلُهُ بِهَا وَدَلَّ تَعْلِيلُهُمْ أَنَّ الْمَبِيعَ لَوْ لَمْ يَشْغَلْ الْبُقْعَةَ لَا يُكْرَهُ إحْضَارُهُ كَدَرَاهِمَ يَسِيرَةٍ أَوْ كِتَابٍ وَنَحْوِهِ بَحْرٌ لَكِنْ مُقْتَضَى التَّعْلِيلِ الْأَوَّلِ الْكَرَاهَةُ وَإِنْ لَمْ يَشْتَغِلْ نَهْرٌ.

قُلْت: التَّعْلِيلُ وَاحِدٌ وَمَعْنَاهُ أَنَّهُ مُحْرَزٌ عَنْ شَغْلِهِ بِحُقُوقِ الْعِبَادِ، وَقَوْلُهُمْ وَفِيهِ شَغْلُهُ بِهَا نَتِيجَةُ التَّعْلِيلِ وَلِذَا أَبْدَلَهُ فِي الْمِعْرَاجِ بِقَوْلِهِ: فَيُكْرَهُ شَغْلُهُ بِهَا فَافْهَمْ.

وَفِي الْبَحْرِ وَأَفَادَ إطْلَاقُهُ أَنَّ إحْضَارَ مَا يَشْتَرِيهِ لِيَأْكُلَهُ مَكْرُوهٌ، وَيَنْبَغِي عَدَمُ الْكَرَاهَةِ كَمَا لَا يَخْفَى اهـ أَيْ لِأَنَّ إحْضَارَهُ ضَرُورِيٌّ لِأَجْلِ الْأَكْلِ وَلِأَنَّهُ لَا شَغْلَ بِهِ لِأَنَّهُ يَسِيرٌ.

وَقَالَ أَبُو السُّعُودِ نَقَلَ الْحَمَوِيُّ عَنْ الْبُرْجَنْدِيِّ أَنَّ إحْضَارَ الثَّمَنِ وَالْمَبِيعِ الَّذِي لَا يَشْغَلُ الْمَسْجِدَ جَائِزٌ اهـ (قَوْلُهُ مُطْلَقًا) أَيْ سَوَاءٌ احْتَاجَ إلَيْهِ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ أَوْ كَانَ لِلتِّجَارَةِ أَحْضَرَهُ أَوْ لَا كَمَا يُعْلَمُ مِمَّا قَبْلَهُ وَمِنْ الزَّيْلَعِيِّ وَالْبَحْرِ (قَوْلُهُ لِلنَّهْيِ) هُوَ مَا رَوَاهُ أَصْحَابُ السُّنَنِ الْأَرْبَعَةِ وَحَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ نَهَى عَنْ الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنْ يُنْشَدَ فِيهِ ضَالَّةٌ أَوْ يُنْشَدَ فِيهِ شِعْرٌ وَنَهَى عَنْ التَّحَلُّقِ قَبْلَ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَتْحٌ". (ردالمحتار مع الدرالمختار: باب الاعتكاف، ج۲، ص۴۴۸، ۴۴۹، دارالفکر)

وَلَا بَأْسَ لِلْمُعْتَكِفِ أَنْ يَبِيعَ وَيَشْتَرِيَ وَيَتَزَوَّجَ وَيُرَاجِعَ وَيَلْبَسَ وَيَتَطَيَّبَ وَيَدَّهِنَ وَيَأْكُلَ وَيَشْرَبَ بَعْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ إلَى طُلُوعِ الْفَجْرِ وَيَتَحَدَّثَ مَا بَدَا لَهُ بَعْدَ نْ لَا يَكُونَ صَائِمًا وَيَنَامَ فِي الْمَسْجِدِ.

وَالْمُرَادُ مِنْ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ هُوَ كَلَامُ الْإِيجَابِ وَالْقَبُولِ مِنْ غَيْرِ نَقْلِ الْأَمْتِعَةِ إلَى الْمَسْجِدِ؛ لِأَنَّ ذَلِكَ مَمْنُوعٌ عَنْهُ لِأَجْلِ الْمَسْجِدِ لِمَا فِيهِ مِنْ اتِّخَاذِ الْمَسْجِدِ مَتْجَرًا لَا لِأَجْلِ الِاعْتِكَافِ وَحُكِيَ عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْبَيْعُ فِي الْمَسْجِدِ كَأَنَّهُ يُشِيرُ إلَى مَا رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ وَمَجَانِينَكُمْ وَبَيْعَكُمْ وَشِرَاءَكُمْ وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ.

(وَلَنَا) عُمُومَاتُ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ مِنْ الْكِتَابِ الْكَرِيمِ وَالسُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ فَصْلٍ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ وَرُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ أَخِيهِ جَعْفَرٍ: هَلَّا اشْتَرَيْت خَادِمًا؟ قَالَ: كُنْت مُعْتَكِفًا قَالَ: وَمَاذَا عَلَيْك لَوْ اشْتَرَيْت.

أَشَارَ إلَى جَوَازِ الشِّرَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَأَمَّا الْحَدِيثُ فَمَحْمُولٌ عَلَى اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ مَتَاجِرَ كَالسُّوقِ يُبَاعُ فِيهَا وَتُنْقَلُ الْأَمْتِعَةُ إلَيْهَا أَوْ يُحْمَلُ عَلَى النَّدْبِ وَالِاسْتِحْبَابِ تَوْفِيقًا بَيْنَ الدَّلَائِلِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

سینے کا پیشہ اختیار کرنا مکروہ ہے۔[1]

البتہ اگر کوئی معتکف معاشی طور پر انتہائی کمزور ہو تو اس کے لئے بعض حضرات نے ضرورت کے درجہ میں اس طرح کے پیشہ کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ نمازیوں کو ایذا نہ پہنچے۔[2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَأَمَّا النِّكَاحُ وَالرَّجْعَةُ فَلِأَنَّ نُصُوصَ النِّكَاحِ وَالرَّجْعَةِ لَا تَفْصِلُ بَيْنَ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ مِنْ نَحْوِ قَوْلِهِ تَعَالَى (فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ) (النساء ،۳)وَنَحْوِ ذَلِكَ، وقَوْلِهِ تَعَالَى (فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ)وَنَحْوِ ذَلِكَ".(بدائع الصنائع: كتاب الاعتكاف/فصل ركن الاعتكاف، ج،۲،ص، ۱۱۶، ۱۱۷، دار الكتب العلمية ، بيروت)

[1]...."وَفِي جَوَامِعِ الْفِقْهِ يُكْرَهُ التَّعْلِيمُ فِيهِ بِأَجْرٍ وَكَذَا كِتَابَةُ الْمُصْحَفِ فِيهِ بِأَجْرٍ وَقِيلَ إنْ كَانَ الْخَيَّاطُ يَحْفَظُ الْمَسْجِدَ فَلَا بَأْسَ بِأَنْ يَخِيطَ فِيهِ وَلَا يَسْتَطْرِقَهُ إلَّا لِعُذْرٍ وَكُلُّ مَا يُكْرَهُ فِيهِ يُكْرَهُ فِي سَطْحِهِ".(تبيين الحقائق:باب الاعتكاف ،ج، ۱،ص، ۳۵۲ ، المطبعة الكبرى الأميرية ،بولاق، القاهرة)

"(قَوْلُهُ وَقِيلَ إنْ كَانَ الْخَيَّاطُ يَحْفَظُ الْمَسْجِدَ إلَى آخِرِهِ)قَالَ قَاضِي خَانْ فِي فَصْلِ الْمَسْجِدِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَخِيطَ فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ أُعِدَّ لِلْعِبَادَةِ دُونَ الِاكْتِسَابِ وَكَذَا الْوَرَّاقُ وَالْفَقِيهُ إذَا كَتَبَ بِأَجْرٍ أَوْ الْمُعَلِّمُ إذَا عَلَّمَ الصِّبْيَانَ بِأَجْرٍ وَإِنْ فَعَلُوا بِغَيْرِ أَجْرٍ فَلَا بَأْسَ بِهِ وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَمَةَ إذَا قَعَدَ الرَّجُلُ فِي الْمَسْجِدِ خَيَّاطًا يَخِيطُ فِيهِ وَيَحْفَظُ الْمَسْجِدَ عَنْ الصِّبْيَانِ وَالدَّوَابِّ لَا بَأْسَ بِهِ .اه".(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: ج، ۱ ، ص، ۳۵۲، المطبعة الكبرى الأميرية ،بولاق، القاهرة)

"وَكَذَلِكَ يُكْرَهُ أَشْغَالُ الدُّنْيَا فِي الْمَسَاجِدِ كَتَحْبِيلِ الْقَمَائِدِ وَالْخِيَاطَةِ وَالنِّسَاجَةِ وَالتَّعْلِيمِ إنْ كَانَ يَعْمَلُهُ بِأُجْرَةٍ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ أُجْرَةٍ أَوْ يَعْمَلُهُ لِنَفْسِهِ لَا يُكْرَهُ إذَا لَمْ يَضُرَّ بِالْمَسْجِدِ وَيَجُوزُ لِلْمُعْتَكِفِ أَنْ يَتَزَوَّجَ وَيُرَاجِعَ".(الجوهرة النيرة: كتاب الصوم/باب الاعتكاف ، ج، ۱ ،ص، ۱۴۷ ،المطبعة الخيرية)

"وَكَذَا كُرِهَ فِيهِ التَّعْلِيمُ وَالْكِتَابَةُ وَالْخِيَاطَةُ بِأَجْرٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يُكْرَهُ فِيهِ كُرِهَ فِي سَطْحِهِ وَاسْتَثْنَى الْبَزَّازِيُّ مِنْ كَرَاهَةِ التَّعْلِيمِ بِأَجْرٍ فِيهِ أَنْ يَكُونَ لِضَرُورَةِ الْحِرَاسَةِ" .(البحر الرائق:باب الاعتكاف، ج، ۲ ،ص، ۳۲۷،دار الكتاب الاسلامي)

جوتوں میں گندگی ہونے کی وجہ سے مسجد کی تلویث کا بھی خطرہ ہے عثمانی۔

[2]...."(وَلَا يَجُوزُ)الْبَيْعُ وَالشِّرَاءُ فِي الْمَسْجِدِ وَكَذَا كُرِهَ فِيهِ التَّعْلِيمُ وَالْكِتَابَةُ وَالْخِيَاطَةُ بِأَجْرٍ وَكُلُّ شَيْءٍ كُرِهَ فِيهِ كُرِهَ فِي سَطْحِهِ وَاسْتَثْنَى الْبَزَّازِيُّ مِنْ كَرَاهَةِ التَّعْلِيمِ بِأَجْرٍ فِيهِ أَنْ يَكُونَ لِضَرُورَةٍ.وَفِي الشُّمُنِّيِّ أَنَّ الْخَيَّاطَ يَحْفَظُ الْمَسْجِدَ فَلَا بَأْسَ بِخِيَاطَتِهِ فِيهِ (لِغَيْرِهِ)أَيْ غَيْرِ الْمُعْتَكِفِ وَأَمَّا الْأَكْلُ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

اور جب یہ تمام امور بلاعوض مسجد کی بے حرمتی کے بغیر کسی کی خدمت کے لئے کرے مثلاً جوتا گانٹھے، کپڑا یا موزہ سیے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

معتکف مسجد میں کہاں تک چہل قدمی کرسکتا ہے؟

چہل قدمی کا ایک مقصد تفریح ہے، معتکف کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مسجد میں اس نیت سے چہل قدمی کرے، البتہ بعض لوگوں کو طبی امراض کی خاطر چہل قدمی کرنا ہوتی ہے بالخصوص شوگر یا ریح کے مریض وغیرہ، تو اس مقصد کے لئے چہل قدمی کرنا جائز ہے اس لئے کہ یہ علاج کے قبیل سے ہے اور وہ انسان کی بنیادی ضروریات میں شامل ہے۔ معتکف مسجد میں ضرورت کے وقت اس مقام تک چہل قدمی کرسکتا ہے جو نماز کے لئے متعین ہے۔ [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَالشُّرْبُ فَلَا يُكْرَهُ عَلَى الصَّحِيحِ". (مجمع الأنهر: باب الاعتكاف/الصوم شرط في الاعتكاف الواجب، ج، ۱، ص، ۲۵۷، دار احياء التراث العربي)

"الْخَيَّاطُ إِذَا كَانَ يَخِيطُ فِي الْمَسْجِدِ يُكْرَهُ إِلَّا إِذَا جَلَسَ لِدَفْعِ الصِّبْيَانِ وَصِيَانَةِ الْمَسْجِدِ فَحِينَئِذٍ لَا بَأْسَ بِهِ، وَكَذَا الْكَاتِبُ إِذَا كَانَ يَكْتُبُ بِأَجْرٍ يُكْرَهُ وَبِغَيْرِ أَجْرٍ لَا، وَأَمَّا الْمُعَلِّمُ الَّذِي يُعَلِّمُ الصِّبْيَانَ بِأَجْرٍ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَسْجِدِ يُعَلِّمُ الصِّبْيَانَ لِضَرُورَةِ الْحَرِّ أَوْ غَيْرِهِ لَا يُكْرَهُ وَفِي نُسْخَةِ الْقَاضِي الْإِمَامِ وَفِي إِقْرَارِ الْعُيُونِ جَعَلَ مَسْأَلَةَ الْمُعَلِّمِ كَمَسْأَلَةِ الْكَاتِبِ وَالْخَيَّاطِ. كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الباب السابع فيما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۱، ص، ۱۱۰، دار الفكر)

[1]..... "وَيَجُوزُ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ وَيُقْرِءَ غَيْرَهُ وَيَدْرِسَ الْعِلْمَ وَيُدَرِّسَ غَيْرَهُ لِأَنَّ ذَلِكَ كُلَّهُ زِيَادَةُ خَيْرٍ لَا يُتْرَكُ بِهِ شَرْطٌ مِنْ شُرُوطِ الِاعْتِكَافِ وَيَجُوزُ أَنْ يَأْمُرَ بِالْأَمْرِ الْخَفِيفِ فِي مَالِهِ وَصَنْعَتِهِ وَيَبِيعَ ويبايع وَلَكِنَّهُ لَا يُكْثِرُ مِنْهُ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ يُنَزَّهُ عَنْ أَنْ يُتَّخَذَ مَوْضِعًا لِلْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ فَإِنْ أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ كُرِهَ لِأَجْلِ الْمَسْجِدِ وَلَمْ يَبْطُلْ بِهِ الِاعْتِكَافُ". (المجموع شرح المهذب: كتاب الاعتكاف، ج، ۶، ص، ۵۲۷، دار الفكر)

[2]..... "ولا يخرج منه أى من معتكفه فيشمل المرأة المعتكفة بمسجد بيتها "إلا لحاجة شرعية" كالجمعة والعيدين فيخرج فى وقت يمكنه إدراكها مع صلاة سنتها قبلها ثم يعود وإن أتم اعتكافه فى الجامع صح وكره "أو "حاجة "طبيعية "كالبول والغائط". (مراقى الفلاح شرح نور الايضاح: باب الاعتكاف، ص، ۷۰۲، قديمى)

(وكذا في البحر الرائق: باب الاعتكاف، ج، ۲، ص، ۵۲۷، رشيدية)

(وكذا في مجمع الأنهر: كتاب الصوم / باب الاعتكاف، ج، ۱، ص، ۲۵۲، دار احياء التراث العربي، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

جوتا اور عید

کیا عید کے دن نیا جوتا پہننا سنت ہے؟

جوتے کو انبیاء کا لباس قرار دیا گیا ہے۔

چنانچہ ابن العربی کہتے ہیں کہ:

"النَّعْلُ لِبَاسُ الْأَنْبِيَاءِ". [1]

ترجمہ: "جوتا (نعل) انبیاء کا لباس ہے"۔

ظاہر ہے جس طرح عید پر نیا لباس پہننا سنت ہے، اسی طرح جوتے لباس ہونے کی وجہ سے عید کے موقع پر نئے جوتے پہننا بھی مستحب ہوگا، مزید یہ کہ اگر ہم جوتوں کو لباس تصور نہ بھی کریں لیکن نئے جوتوں کا پہننا زینت میں شامل ہے، اور عید کے دن زینت اختیار کرنا مستحب ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"أَخَذَ عُمَرُ جُبَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ تُبَاعُ فِي السُّوقِ، فَأَخَذَهَا، فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ابْتَعْ هَذِهِ تَجَمَّلْ بِهَا لِلْعِيدِ وَالْوُفُودِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَا هَذِهِ لِبَاسُ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فَلَبِثَ عُمَرُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَلْبَثَ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُبَّةِ دِيبَاجٍ، فَأَقْبَلَ بِهَا عُمَرُ، فَأَتَى بِهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ يَا

---

[1]....(مرقاۃ المفاتیح: کتاب اللباس/باب النعال، ج۷، ص۲۸۰۸، دار الفکر، بیروت، لبنان)

Marfat.com

رَسُولَ اللّٰہِ: إِنَّکَ قُلْتَ: إِنَّمَا هٰذِهِ لِبَاسُ مَنْ لاَ خَلاَقَ لَهُ وَأَرْسَلْتَ إِلَيَّ بِهٰذِهِ الْجُبَّةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَبِيعُهَا أَوْ تُصِيبُ بِهَا حَاجَتَکَ". [1]

ترجمہ: "عمر رضی اللہ عنہ ایک موٹے ریشمی کپڑے کا جبہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جو بازار میں بک رہا تھا کہنے لگے: یارسول اللہ! آپ اسے خرید لیجئے اور عید اور وفود کی پذیرائی کے لیے اسے پہن کر زینت فرمایا کیجئے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہ پہنے گا جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا عمر رہی پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کے پاس ایک ریشمی جبہ تحفہ میں بھیجا۔ عمر رضی اللہ عنہ اسے لیے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ! آپ نے تو یہ فرمایا کہ اس کو وہ پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں پھر آپ نے یہ میرے پاس کیوں بھیجا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اسے تیرے پہننے کو نہیں بھیجا بلکہ اس لیے کہ تم اسے بیچ کر اس کی قیمت اپنے کام میں لاؤ"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ عید کے روز اچھا اور نفیس لباس پہننا سنت ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عید کے دن رسول اللہ ﷺ کو زینت اختیار کرنے کے لئے اس لباس کی پیش کش کی۔

مزید برآں اچھے لباس کو پہننے میں حدودِ شرعی کی پابندی لازمی ہے، اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جبہ ریشمی ہونے کی وجہ سے لینے سے انکار کر دیا، کیونکہ ریشمی لباس مرد کے لئے

---

[1]....(صحیح البخاري: أبواب العیدین/بَابٌ: فِي الْعِيدَيْنِ وَالتَّجَمُّلِ فِيهِ، ج۲، ص۱۶، رقم الحدیث: ۹۴۸، دار طوق النجاة)

Marfat.com

جائز نہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُ يَوْمَ الْعِيدِ بُرْدَةً حَمْرَاءَ". [2]

ترجمہ: "عید کے روز رسول اللہ ﷺ سرخ دھاری دار لباس پہنتے تھے"۔

یمن سے رسول اللہ کے دور میں خوبصورت اور نفیس دھاری دار لباس آیا کرتا تھا، آپ ﷺ اسے عیدین پر پہنا کرتے تھے۔ [3]

---

[1]....."وَمن فَوَائده :اسْتِحْبَاب التجمل بالثياب فِي أَيَّام الأعياد وَالْجمع، وملاقاة النَّاس، وَلِهَذَا لم يُنكر الشَّارِع إلاَّ كَونهَا حَرِيرًا، وَهَذَا على خلاف بعض المتقشفين".(عمدة القاري للعيني: كتاب العيدين/باب في العيدين والتجمل فيه، ج،٦،ص،٢٦٧،دار إحياء التراث العربي،بيروت)

"وقد دل هذا الحديث على التجمل للعيد، وأنه كان معتادا بينهم .وقد تقدم حديث لبس النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في العيدين برده الأحمر .وإلى هذا ذهب الأكثرون، وهو قول مالك والشافعي وأصحابنا وغيرهم .وقال ابن المنذر: كان ابن عمر يصلي الفجر وعليه ثياب العيد .وقال مالك :سمعت أهل العلم يستحبون الزينة والطيب في كل عيد .واستحبه الشافعي .وخرج البيهقي بإسناد صحيح، عن نافع، أن ابن عمر كان يلبس في العيدين أحسن ثيابه".(فتح الباري لابن رجب: أبواب العيدين/باب في العيدين والتجمل فيهما، ج،٨،ص،٤١٣،٤١٤،مكتبة الغرباء الأثرية،المدينة النبوية)

[2]....(المعجم الأوسط للطبراني: ج،٧،ص،٣١٦،رقم الحديث،٧٦٠٩،دارالحرمين ،القاهرة)

"واللفظ له،أخلاق النبي لأبي الشيخ الأصبهاني:رقم الحديث،٢٧٨،معرفة السنن والآثار للبيهقي:رقم الحديث،١٨٩٧)

قال الهيثمي:

"رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ".(مجمع الزوائد:باب اللباس العيد،ج،٢،١٩٨،مكتبة القدسي، القاهرة)

وقال الألباني:

"قلت :وهذا إسناد جيد ورجاله كلهم ثقات معروفون غير سعد بن الصلت وهو البجلي مولاهم ترجمه ابن أبي حاتم ٢/١/٨٦) من رواية جماعة آخرين عنه ولم يذكر فيه جرحا ولا تعديلا، وهو في ثقات ابن حبان".(سلسلة الأحاديث الصحيحة : ج،٣،ص،٢٧٤،رقم الحديث،١٢٧٩،مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

[3]....."وَاعْلَمْ أَنَّ الْحُلَّةَ الْحَمْرَاءَ عِبَارَةٌ عَنْ ثَوْبَيْنِ مِنَ الْيَمَنِ، فِيهِمَا خُطُوطٌ حُمْرٌ وَخُضْرٌ، لَا أَنَّهُ أَحْمَرُ بَحْتٌ فَلْيَكُنْ مَحْمَلُ الْبُرْدَةِ أَحَدَهُمَا اهـ.وَالْحِبَرَةُ عَلَى وَزْنِ الْعِنَبَةِ ضَرْبٌ مِنْ بُرُودِ الْيَمَنِ، وَيُحَرَّكُ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

حضرت نافع سے مروی ہے کہ:

"أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْبَسُ فِي الْعِيدَيْنِ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ". [1]

ترجمہ: "عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے روز حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نفیس اور اچھا لباس پہنتے تھے"۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَلْبَسَ أَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نَتَطَيَّبَ بِأَجْوَدَ مَا نَجِدُ، وَأَنْ نُضَحِّيَ بِأَسْمَنِ مَا نَجِدُ، وَالْبَقَرَةُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَالْجَزُورُ عَنْ سَبْعَةٍ، وَأَنْ نُظْهِرَ التَّكْبِيرَ، وَعَلَيْنَا السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ". [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

كَذَا فِي الْقَامُوسِ".(مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/باب صلاة العيدين، ج،۳،ص،۱۰۷۰،دارالفكر،بيروت،لبنان)

"ويندب للرجال وكان للنبي صلى الله عليه وسلم جبة فنك يلبسها في الجمع والأعياد".(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح:باب أحكام العيدين،ص،۵۳۰،دارالكتب العلمية،بيروت)

[1]....(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب صلاة العيدين/باب الزينة، ج،۳،ص،۳۹۸،رقم الحديث،۶۱۴۳،دارالكتب العلمية،بيروت)

قال ابنِ حجر:

"رَوَى بن أبي الدُّنْيَا وَالْبَيْهَقِيّ بِإِسْنَاد صَحِيح".(فتح الباري لابنِ حجر:باب في العيدين والتجمل فيه، ج،۲،ص،۴۳۹،دارالمعرفة،بيروت)

[2]....(شعب الايمان للبيهقي:في ليلة العيدين و يومهما، ج،۵،ص،۲۸۹،رقم الحديث،۳۴۴۲،مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض)

(واللفظ له،فضائل الأوقات للبيهقي:رقم الحديث،۲۰۹)

(المعجم الكبير للطبراني:رقم الحديث،۲۷۵۶)

(المستدرک على الصحيحين للحاكم:رقم الحديث،۷۵۶۰)

قال الحاكم:لَوْلَا جَهَالَةُ إِسْحَاق بْنِ بُزُرْجٍ لَحَكَمْتُ لِلْحَدِيثِ بِالصِّحَّةِ.

وقال ابن الملقن:

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ اپنی حیثیت کے مطابق ہم عمدہ لباس پہنیں، اور اپنی حیثیت کے مطابق خوشبو لگائیں، اور اپنی حیثیت کے مطابق موٹی تازی قربانی کریں، سات افراد کی طرف سے گائے (بھینس)، اور سات افراد کی طرف سے اونٹ، اور یہ کہ ہم تکبیر کہیں، اور سکینہ اور وقار کو ہم ضروری پکڑیں“

سکینہ فضول حرکات سے بچنے جبکہ وقار زبان اور نظر کی حفاظت کا نام ہے۔ جس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ عید کے روز انسان کو فضول کاموں سے بچنے کے ساتھ ساتھ اپنے دیگر اعضاء کی حفاظت کرنی چاہیے۔[1]

اور حضرت محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

”قلت لَيْسَ بِمَجْهُول فقد ضعفه الْأَزْدِيّ وَوَثَّقَهُ ابْن حبَان“.(تحفة المحتاج لابن الملقن:باب صلاة العيدين، ج، ا ،ص، ۵۴۴،دار حراء ،مكة المكرمة)

وقال ابن حجر:

”إسحاق بن بزرج شيخ لليث بن سعد له حديث في التجمل للعيد ضعفه الأزدي انتهى وزاد بن يونس أنه طوسي مولى أم حبيبة وأنه روى عنه أيضا بن لهيعة وقال الأزدي روى عن الحسن بن علي أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نلبس أحسن ما نجد وذكر في الطيب والأضحية يحب أن نظهر التكبير وعلينا الوقار وهو عن أبي صالح كاتب الليث وقد ذكره ابن حبان في الثقات وقال يروى عن أبي سعيد والحسن بن علي وذكره ابن أبي حاتم بروايته عن الحسن ورواية الليث عنه فلم يذكر فيه جرحا وأخرج الحاكم حديثه في مستدركه وقال لولا جهالة إسحاق لحكمت بصحته انتهى كلامه“.(لسان الميزان لابن حجر العسقلاني: ج، ا ،ص،۱۴۷ ،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت،لبنان)

[1]....”ثم عطف السكينة للتأكيد والبيان كما قال القرطبي بناء على ترادفهما، وقال المصنف بعد ذكر الجامع بينهما :الظاهر أن بينهما فرقاً، فالسكينة :التأني في الحركات واجتناب العبث، والوقار في الهيئة كغضّ البصر وخفض الصوت وعدم الالتفات.ورجح بأن التأسيس خيرمن التوكيد وأن الأصل في العطف التغاير قال:قال بعض شراح الجامع الصغير:ويرجع الأول بالاكتفاء بالسكينة عنه هنا في رواية فذلك ظاهر في ترادفهما .إلا أن يقال إن الفرق بينهما على القول به عند اجتماعهما، أما عند افترالهما فأحدهما يغني عن الآخر كالفقير والمسكين“.(دليل الفالحين لطرق رياض الصالحين: كتاب الأدب/باب الندب، ج،۵،ص،۱۷۷ ،تحت رقم الحديث،۱۷۰۴ ،دارالمعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت،لبنان)

Marfat.com

"قُلْتُ لِنَافِعٍ: كَيْفَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَصْنَعُ يَوْمَ الْعِيدِ؟ قَالَ: كَانَ يَشْهَدُ صَلَاةَ الْفَجْرِ مَعَ الْإِمَامِ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى بَيْتِهِ فَيَغْتَسِلُ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيَتَطَيَّبُ بِأَطْيَبِ مَا عِنْدَهُ ثُمَّ يَخْرُجُ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى فَيَجْلِسُ فِيهِ حَتَّى يَجِيءُ الْإِمَامُ ،فَإِذَا جَاءَ الْإِمَامُ صَلَّى مَعَهُ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَدْخُلُ مَسْجِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلِّي فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي بَيْتَهُ". [1]

ترجمہ: "حضرت نافع سے میں نے کہا کہ عید کے روز حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا عمل کیا کرتے تھے؟ تو جواب میں انہوں نے فرمایا: کہ نمازِ فجر میں امام کے ساتھ شریک ہوتے تھے، پھر اپنے گھر کی طرف لوٹ جاتے تھے، پھر غسلِ جنابت کی مثل اہتمام سے غسل کیا کرتے تھے، اور نفیس لباس پہنتے تھے، اور اپنے پاس موجود اچھی خوشبو لگایا کرتے تھے، پھر گھر سے باہر نکلتے تھے، یہاں تک کہ عیدگاہ میں چلے جاتے تھے، پھر امام کے آنے کے مقام کے نزدیک بیٹھ جاتے تھے، پھر امام جب آتا تھا، تو عید کی نماز اس کے ساتھ ادا کرتے تھے، پھر واپس لوٹ جاتے تھے، اور نبی ﷺ کی مسجد میں داخل ہوتے تھے، پھر دو رکعت اس میں ادا فرماتے تھے، پھر اپنے گھر آجاتے تھے"۔

اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

"سَمِعْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ يَسْتَحِبُّونَ الزِّينَةَ وَالتَّطَيُّبَ فِي كُلِّ عِيدٍ". [2]

---

[1]....(بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث: باب ما جاء في العيد، رقم الحديث، ۲۰۷، مركز خدمة السنة والسيرة النبوية، المدينة المنورة)

"رَوَاهُ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي أُسَامَةَ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ، وَالْبَيْهَقِيُّ مُخْتَصَرًا قَالَ: وَرَوَيْنَا فِي ذَلِكَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، ثُمَّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ". (اتحاف الخيرة المهرة: كتاب صلاة العيدين/باب الغسل والزينة للعيدين، ج۲، ص۳۲۴، دار الوطن للنشر، الرياض)

[2]....(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف: كتاب العيدين، ج۴، ص۲۶۴، رقم الحديث، ۲۱۳۲، دار طيبة، الرياض، السعودية)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں نے اہل علم سے سنا ہے کہ وہ زیب وزینت اور خوشبو کو عید کے روز مستحب (نیکی کا باعث) قرار دیتے تھے''۔

مذکورہ روایات کی روشنی میں معلوم ہوا کہ عید کے روز نئے کپڑے پہننا اور زینت اختیار کرنا سنت اور مستحب ہے، اور نئے جوتوں کا پہننا زینت میں بھی داخل ہے لہذا عید کے روز نئے جوتے پہننا مستحب ہے، البتہ قیمتی اور نفیس جوتے شہرت کی نیت سے نہیں پہننا چاہیے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللَّهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ثُمَّ أَلْهَبَ فِيهِ نَارًا''. [1]

ترجمہ: ''جو شہرت (نمود ونمائش) کی خاطر (قیمتی) لباس زیب تن کرے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کو رسوائی کا لباس پہنائیں گے پھر اس میں آگ دہکائیں گے''۔

نمازِ عید کے لئے پیدل جانے کا حکم

نمازِ عید کی ادائیگی کے لئے پیدل جانا سنت ومستحب عمل ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ:

''مِنَ السُّنَّةِ أَنْ تَخْرُجَ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَأَنْ تَأْكُلَ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ تَخْرُجَ''. [2]

ترجمہ: ''نماز عید کے لئے پیدل چلنا اور گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا سنت ہے''

اور حضرت سعید بن مسیّب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب من لبس شهرة من الثياب، ج۲، ص۱۱۹۲، رقم الحديث، ۳۶۰۷، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

[2]....(سنن الترمذي: أبواب العيدين/بَابٌ فِي الْمَشْيِ يَوْمَ الْعِيدِ، ج۲، ص۴۱۰، رقم الحديث، ۵۳۰، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

قال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ: يَسْتَحِبُّونَ أَنْ يَخْرُجَ الرَّجُلُ إِلَى الْعِيدِ مَاشِيًا، وَأَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ. قال الالباني: حسن.

Marfat.com

"سُنَّةُ الْفِطْرِ ثَلَاثٌ: اَلْمَشْيُ إِلَى الْمُصَلَّى، وَالْأَكْلُ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمُصَلَّى، وَالِاغْتِسَالُ". [1]

ترجمہ: "یہ تینوں کام عید الفطر کی سنت ہیں، نمازِ عید کے مقام کی طرف پیدل جانا، گھر سے نکلنے سے پہلے کچھ کھالینا، اور غسل کرنا"۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ نمازِ عید کے لئے پیدل جانا سنت ومستحب ہے۔ لہذا اگر کسی کو کوئی عذر نہ ہو تو اسے عید کی نماز کے لئے پیدل جانا چاہیے، ہاں اگر کسی کو کوئی عذر ہو تو سواری پر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

ابی حفصہ سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ الْحَسَنَ، يَأْتِي الْعِيدَ رَاكِبًا". [2]

ترجمہ: "میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سوار ہو کر نماز عید کے لئے جاتے ہوئے دیکھا ہے"۔

حنش بن معتمر کہتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ عَلِيًّا أَتَى بِبَغْلَةٍ يَوْمَ الْأَضْحَى فَرَكِبَهَا، فَلَمْ يَزَلْ يُكَبِّرُ حَتَّى أَتَى الْجَبَّانَةَ". [3]

---

[1].....(أحكام العيدين للفريابي: بَابُ مَا رُوِيَ أَنَّ السُّنَّةَ الْمَشْيُ إِلَى الْعِيدَيْنِ، ص، ۱۰۲، رقم الحديث، ۲۶، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

قال الألباني: وهذا سند صحيح رجاله كلهم ثقات". (إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل: باب صلاة العيدين، ج، ۳، ص، ۱۰۴، تحت رقم الحديث، ۶۳۶، المكتب الإسلامي، بيروت)

[2].....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب صلوة العيدين/فِي الرُّكُوبِ إِلَى الْعِيدَيْنِ، وَالْمَشْيِ، ج، ۱، ص، ۴۸۶، رقم الحديث، ۵۶۰۹، مكتبة الرشد، الرياض)

[3].....(شرح معاني الآثار: كتاب السير/بَابُ إِنْزَاءِ الْحَمِيرِ عَلَى الْخَيْلِ، ج، ۳، ص، ۲۷۳، رقم الحديث، ۵۳۳۵، عالم الكتب)

"وَالْخُرُوجُ إِلَى الْمُصَلَّى مَاشِيًا وَالرُّجُوعُ فِي طَرِيقٍ آخَرَ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ. وَلَا بَأْسَ بِالرُّكُوبِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالْمَشْيُ أَفْضَلُ فِي حَقِّ مَنْ يَقْدِرُ عَلَيْهِ، كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الصلاة/الباب السابع عشر في صلاة العيدين، ج، ۱، ص، ۱۴۹، دار الفكر)

Marfat.com

ترجمہ: ”میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ عیدالاضحیٰ کے دن ان کے لئے ایک خچر لایا گیا، پس آپ سوار ہوئے اور تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ صحرا میں پہنچے“

عیدین کے موقع پر ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم

یوم عید صفائی کا دن ہے، اس لئے عید کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کے ساتھ ساتھ جسم کے فاضل بال مثلاً زیرِ ناف اور بغلوں کے بال وغیرہ صاف کرنا سنت ومستحب ہے۔ مذکورہ چیزوں کا شمار بھی شرعاً نظافت میں ہوتا ہے۔[1]

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے ارشاد فرمایا:

”أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ: أُمِرْتُ بِيَوْمِ الْأَضْحَى عِيدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: أَرَأَيْتَ إِنْ لَمْ أَجِدْ إِلَّا مَنِيحَةً أُنْثَى أَفَأُضَحِّي بِهَا؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنْ تَأْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ، وَتُقَلِّمُ أَظْفَارَكَ، وَتَقُصُّ شَارِبَكَ، وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ، فَذَلِكَ تَمَامُ أُضْحِيَّتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ“. [2]

---

[1]....”وَيُسْتَحَبُّ إِزَالَةُ الشَّعْرِ وَالظُّفْرِ وَالرِّيحِ الْكَرِيهَةِ“.(حاشية البجيرمي على الخطيب: كتاب الصلاة/فصل في صلاة العيدين، ج۲، ص۲۲۲، دار الفكر)

”(قَوْلُهُ: وَإِزَالَةُ نَحْوِ شَعْرٍ إلخ) أَيْ شَعْرٍ تُطْلَبُ إِزَالَتُهُ كَالْعَانَةِ وَالْإِبِطِ فَلَوْ لَمْ يَكُنْ بِبَدَنِهِ شَعْرٌ فَالظَّاهِرُ بَلْ الْمُتَعَيَّنُ أَنَّهُ لَا يُسَنُّ لَهُ إِمْرَارُ الْمُوسَى عَلَى بَدَنِهِ؛ لِأَنَّ إِزَالَةَ الشَّعْرِ لَيْسَتْ هُنَا مَطْلُوبَةً لِذَاتِهَا بَلْ لِلتَّنْظِيفِ وَبِهَذَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مَا هُنَا وَبَيْنَ تَحَلُّلِ الْمُحْرِمِ“.(حاشية الشرواني على تحفة المحتاج في شرح المنهاج: باب صلاة العيدين، ج۳، ص۴۷)

”ويتطيب بازالة الشعر وقلم الأظفار ومس الطيب وقال المالكية والشافعية يستوى في ذلك الذاهب الى الصلاة والقاعد لانهم يوم الزينة بخلاف الجمعة قال السروجي وهذا صحيح“.(حلبي كبير: فصل في صلاة العيد: ص۵۶۶)

[2]....(سنن النسائي: كتاب الضحايا/ بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَّةَ، ج۷، ص۲۱۲، رقم الحديث۴۳۶۵، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''مجھ کو ذی الحجہ دس تاریخ کو بقرعید کرنے کا حکم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے اس روز کو اس امت کے واسطے عید بنایا۔ اس نے عرض کیا اگر میرے پاس کچھ بھی موجود نہ ہو (یعنی قربانی کے مطابق نصاب موجود نہ ہو) لیکن ایک ہی بکری یا اونٹنی ہو کیا میں اس کی قربانی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں (اس لئے کہ ایک ہی جانور موجود ہے کہ جس کی قربانی کرنے سے دشواری ہوگی) لیکن تم اپنے بال اور ناخن کتروالو اور مونچھ کے بال مونڈ لو بس یہی تمہاری قربانی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک''۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

(واللفظ له؛صحيح ابن حبان:رقم الحديث،٥٩١٤،المستدرک على الصحيحين للحاكم:رقم الحديث،٧٥٢٩،مسند أحمد:رقم الحديث،٦٥٧٥)

قال الحاكم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

وقال الذهبي في التلخيص:هذا حديث صحيح.

وفي حاشية ابن حبان:

"إسناده صحيح عيسى بن هلال الصدفي:وثقه الزلف، وروى عنه جمع، وباقي رجاله ثقات رجال مسلم غير يزيد وهو ابنُ خالد بن يزيد بن موهب فقد روى له أبو داود والنسائي وابن ماجه، وهوثقة.

وأخرجه النسائي /٢١٢،٢١٣في الضحايا:باب من لم يجد الأضحية، والدارقطني ٤/٢٨٢، والحاكم ٤/٢٢٣، والبيهقي ٩/٢٦٣ من طريقين عن ابن وهب، بهذا الإسناد .وصححه الحاكم، ووافقه الذهبي.وأخرجه أحمد ٢/١٦٩،وأبو داود "٢٧٨٩ "في لأضاحي :باب ما جاء في إيجاب الأضاحي، من طريق أبي عبد الرحمن عبد الله بن يزيد، عن سعيد بن أبي أيوب، به .وأخرجه الدارقطني ٤/٢٨٢،والحاكم ٤/٢٢٣، والبيهقي .٩/٢٦٣،٢٦٤/من طيقين عن عياش بن عباس، به.والمنيحة :هي الناقة أو الشاة تعار لينتفع بلبنها، وتعاد إلى صاحبها".(حاشية ابن حبان)

Marfat.com

(باب نمبر۵)

جوتا اور حج

زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا جوتا، کوڑا اور کمان پھینکنا

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوا مِنِّي مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَسْمِعُونِي مَا تَقُولُونَ وَلَا تَذْهَبُوا فَتَقُولُوا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ وَلَا تَقُولُوا الْحَطِيمُ فَإِنَّ الرَّجُلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِي سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ". [1]

ترجمہ: "اے لوگو! میری باتیں سنو جو میں تم سے بیان کرتا ہوں اور (جو کچھ تم نے سمجھا ہے) وہ مجھے سناؤ۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ یہاں سے اٹھ کر (بغیر سمجھے) چلے جاؤ اور پھر کہنے لگو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یوں کہا۔ جو شخص بھی بیت اللہ کا طواف کرے تو وہ حطیم کے پیچھے سے طواف کرے اور حجر کو حطیم نہ کہا کرو یہ جاہلیت کا نام ہے اس وقت لوگوں میں جب کوئی کسی بات کی قسم کھاتا تو اپنا کوڑا، جوتا یا کمان وہاں پھینک دیتا"۔

پیدل حج کرنے والے کو ستر حج کے ثواب کی روایت کی تحقیق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ:

"قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةٌ مِنْ مُزَيْنَةَ، وَجَمَاعَةٌ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب مناقب الأنصار/باب القسامة في الجاهلية، ج۲، ص، ۵۰۰، رقم الحديث، ۳۸۴۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

مِنْ هُذَيْلٍ، وَجَمَاعَةٌ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا خَرَجْنَا إِلَى مَكَّةَ مُشَاةً، وَقَوْمٌ يَخْرُجُونَ رُكْبَانًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ لِلْمَاشِي أَجْرُ سَبْعِينَ حَجَّةً، وللراكبِ أَجْرُ ثَلاثِينَ حَجَّةً". لَمْ يَرْوِ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي عَبْلَةَ إِلَّا مُحَمَّدُ بْنُ مِحْصَنٍ "۔[1]

ترجمہ: "مزینہ، ہذیل اور جہینہ میں سے ایک جماعت رسول اللہؐ کے پاس آئی، پس انہوں نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! بے شک ہم مکہ کی طرف پیدل نکلے ہیں، ایک قوم سوار ہو کر نکلی ہے، تو نبیؐ نے فرمایا: پیدل حج کرنے والے کو ستر حجوں کے برابر ثواب ملتا ہے، اور سواری پر حج کرنے والے کو تیس حجوں کے برابر ملتا ہے"۔

اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع ہے، اس لئے کہ اس حدیث کو روایت کرنا والا ایک راوی ضعیف اور متروک ہے، جسے جھوٹا کہا گیا ہے۔[2]

البتہ بعض احادیث میں پیدل حج کرنے کا ثواب ذکر کیا گیا ہے، اگرچہ ان احادیث کی سند پر محدثین نے کلام کیا ہے۔

چنانچہ حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1]....(المعجم الأوسط: ج۷، ص۱۳۴، رقم الحديث، ۷۰۸۳، دار الحرمين، القاهرة)

[2]...."قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ مِحْصَنٍ الْعُكَاشِيُّ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ". (مجمع الزوائد: كتاب الحج/بَابٌ فِيمَنْ يَحُجُّ مَاشِيًا، ج۳، ص۲۰۹، تحت رقم الحديث، ۵۲۷۹، مكتبة القدسي، القاهرة)

وقال المزي: "مُحَمَّد بن محصن العكاشي هو مُحَمَّد بْن إسحاق بْن إِبْرَاهِيم بْن مُحَمَّد بن عكاشة بن محصن العكاشي الأسدي نسب إلى جَدّه الأعلى.

رَوَى عَن: إِبْرَاهِيم بْن أبي عبلة..... قال البخاري عَنْ يَحْيَى بْن مَعِين: كذاب. وَقَال أَبُو حاتم: مجهول. وَقَال فِي موضع آخر: كذاب. وقَال البُخارِي: منكر الحديث. وَقَال ابن حبان: شيخ يضع الحديث على الثقات لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه. وَقَال الدَّارَقُطْنِيُّ: متروك، يضع. وروى له أَبُو أَحْمَد بْن عدى أحاديث، ثم قال: وهذه الأحاديث مع غيرها مما لم أذكره لمحمد بن إسحاق العكاشي كلها مناكير موضوعة". (تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ج۲۶، ص۷۲ الى ۷۴، تحت رقم الترجمة، ۵۵۸۳، مؤسسة الرسالة، بيروت)

Marfat.com

"مَرِضَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرَضًا شَدِيدًا، فَدَعَا وَلَدَهُ فَجَمَعَهُمْ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ حَجَّ مِنْ مَكَّةَ مَاشِيًا حَتَّى يَرْجِعَ إِلَى مَكَّةَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ سَبْعَ مِائَةِ حَسَنَةٍ، كُلُّ حَسَنَةٍ مِثْلُ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ قِيلَ: وَمَا حَسَنَاتُ الْحَرَمِ؟ قَالَ: بِكُلِّ حَسَنَةٍ مِائَةُ أَلْفِ حَسَنَةٍ". [1]

ترجمہ: "حضرت (عبد اللہ) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما شدید بیمار ہوئے، تو انہوں نے اپنے تمام بچوں کو بلا کر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا: جو شخص مکہ سے پیدل حج کو جائے اور پیدل ہی واپس آئے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر قدم کے بدلے سات سو نیکیاں لکھتا ہے۔ ان میں سے ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہو گی، آپ ﷺ سے پوچھا گیا: حرم کی نیکی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ہر نیکی کے بدلے ایک لاکھ نیکی کا ثواب ملتا ہے"۔

لہٰذا پیدل حج کرنے کے عمل کو استحباب کا درجہ تو دیا جا سکتا ہے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ روایت کی روشنی میں مذکور فضیلت کا عقیدہ رکھنا صحیح نہیں۔ [2]

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: ج، ۱، ص، ۶۳۱، رقم الحدیث، ۱۶۹۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]...."حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبَانَ الْقُرَشِيُّ، وَأَحمد بْنُ الهيثم الثغرى، قَالاَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بن سليم، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمد بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَن سَعِيد بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ قَالَ: يَا بَنِيَّ اخْرُجُوا مِنْ مَكَّةَ حَاجِّينَ مُشَاةً حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى مَكَّةَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم يَقُولُ: إِنَّ الْحَاجَّ الرَّاكِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ تَخْطُوهَا رَاحِلَتُهُ سَبْعُونَ حَسَنَةً، وَإِن الماشي له بكل خطوة يخطوها سبعمِئَة حَسَنَةٍ مِنْ حَسَنَاتِ الْحَرَمِ. قِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ وما حسنات الحرم؟ قال: الحسنة بمِئَة ألف حسنة. هذا الْحَدِيثُ لاَ نعلمُهُ يُرْوَى بِهَذَا اللَّفْظِ إِلاَّ مِن هَذَا الْوَجْهِ، وَقَدْ رُوِى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَرِيبًا مِنْ مَعْنَاهُ بِغَيْرِ هَذَا الإِسْنَادِ". (مسند البزار: ج، ۱۱، ص، ۳۱۳، رقم الحدیث، ۵۱۱۹، مکتبة العلوم والحکم، المدینة المنورة)

"قال الهيثمي: رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الأَوْسَطِ وَالْكَبِيرِ بِنَحْوِهِ، وَفِيهِ قِصَّةٌ، وَلَهُ عِنْدَ الْبَزَّارِ إِسْنَادَانِ: أَحَدُهُمَا فِيهِ كَذَّابٌ وَالآخَرُ فِيهِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ. (مجمع الزوائد: کتاب الحج/بَابٌ فِيمَنْ يَحُجُّ مَاشِيًا، ج، ۳، ص، ۲۰۹، بتحت رقم الحدیث، ۵۲۷۸، مکتبة القدسی، القاهرة)

Marfat.com

ستر نبیوں کا بیت اللہ کا حج بغیر جوتے کرنے کی روایت کی تحقیق

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ:

"كَانَتِ الْأَنْبِيَاءُ تَدْخُلُ الْحَرَمَ، مُشَاةً حُفَاةً، وَيَطُوفُونَ بِالْبَيْتِ، وَيَقْضُونَ الْمَنَاسِكَ، حُفَاةً مُشَاةً". [1]

ترجمہ: "انبیاء حرم میں برہنہ سر برہنہ پا (ننگے سر ننگے پیر) داخل ہوئے اور بیت اللہ کا طواف اور دیگر مناسک کی ادائیگی بھی برہنہ سر برہنہ پا کرتے"۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ:

"لقد حج هَذَا الْبَيْت (سَبْعُونَ)نبيًا لَهُم، خلعوا نعَالهمْ من ذِى طوى تَعْظِيمًا للحرم". [2]

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب المناسك/باب دخول الحرم، ج،۲،ص،۹۸۰،رقم الحديث،۲۹۳۹،داراحياء الكتب العربية ،فيصل عيسى البابى الحلبي)

[2]....(البدر المنير: ج،٦،ص،١٧٦،دارالهجرة للنشر والتوزيع ،الرياض،السعودية)

"(الطَّرِيق الثَّانِي) :عَن عَطاء بن أبى رَبَاح، عَن ابْن عَبَّاس رَضِيَ اللَّهُ عَنْهما مَوْقُوفا عَلَيْهِ، قَالَ: كَانَت الْأَنْبِيَاء يدْخلُونَ الْحرم مشَاة حُفَاة يطوفون بِالْبَيْتِ ويقضون الْمَنَاسِك حُفَاة مشَاة رَوَاهُ ابْن مَاجَه فِي سننه كَذَلِك وَفِي إِسْنَاده مبارك بن حسان الْبَصْرِيّ وَثَّقَهُ ابْن معِين، وَقَالَ النَّسَائِيّ :لَيْسَ بِالْقَوِيّ.وَقَالَ الْأَزْدِيّ :مَتْرُوك الحَدِيث، لَا يحْتَج بِهِ، يُرْمَى بِالْكَذِبِ .وَرَوَاهُ أَحْمد فِي مُسْنده عَلَى نمط آخر فَقَالَ:ثَنَا وَكِيع، ثَنَا زَمْعَة بن صَالح، عَن سَلَمَة بن وهرام، عَن عِكْرِمَة، عَن ابْن عَبَّاس، قَالَ:لما مرّ رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم بوادى عسفان حِين حج (قَالَ) :يَا أَبَا بكر، أَى وادٍ هَذَا؟ قَالَ :وَادى عسفان .قَالَ:لقد مرّ بِهِ هود وَصَالح عَلَى بكرات حمرٍ خطمها الليف، أزرهم العباء ، وأرديتهم النمار، يلبون نَحْو الْبَيْت الْعَتِيق وَزَمْعَة ضعفه أَحْمد، وَأخرج لَهُ مُسلم مَقْرُونا بآخر، وَسَلَمَة بن وهرام مُخْتَلف فِيهِ، وَثَّقَهُ ابْن معِين وَغَيره، وَضَعفه أَبُو دَاوُد، وَفِي علل ابْن أبى حَاتِم ، عَن ابْن عمر قَالَ :وقف رَسُول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلم بعسفان، فَقَالَ :لقد مر(بِهَذِهِ)الْقرْيَة سَبْعُونَ نبيًا، ثِيَابهمْ العباء، ونعالهم الخوص قَالَ ابْن أبى حَاتِم:(قَالَ أبى:)هَذَا حَدِيث مَوْضُوع بِهَذَا الْإِسْنَاد.

وَلما ذكر ابْن الرِّفْعَة عَن (النَّوَوِيّ)اسْتِحْبَاب دُخُول مَكَّة حافيًا، قَالَ :وَهُوَ مَا ذكره فِي الْبَحْر عَن بعض النَّاس مستدلًا بقوله تَعَالَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام:(اخلع نعليك) (وَبِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام:لقد حج هَذَا الْبَيْت ... فَذكر الحَدِيث، وَهُوَ كَمَا ذكره عَن (الْبَحْر)، وَكَأَنَّهُ سقط شَيْء من الِاسْتِدْلَال وَأَصله (لِقَوْلِهِ تَعَالَى:(اخلع نعليك) (الْآيَة)".(البد المنير لابن الملقن:دخول مكة وما يتعلق به،الحديث الخامس،ج،٦،ص،١٧٦ الى ١٧٨ ،دارالهجرة للنشر والتوزيع،الرياض،السعودية)

Marfat.com

ترجمہ: ''تحقیق ستر نبیوں نے اس گھر کا حج اس طرح کیا کہ ذی طوی کی طرف سے حرم کی تعظیم کی وجہ سے انہوں نے جوتے اتار دیئے''۔

ذولقرنین کا پیدل حج کرنا

ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے عبید بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ:

''أن ذَا القرنين حج مَاشِيا فَسمع بِهِ إِبْرَاهِيم فَتَلقاهُ''. [1]

ترجمہ: ''ذوالقرنین نے پیدل حج کیا ابراہیم علیہ السلام نے اس سے سنا اور اس سے ملاقات کی''۔

مُحرم کے لئے ناخن کاٹنا جائز نہیں

مُحرم کے لئے اپنے ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنا جائز نہیں۔ [2]

مُحرم کا اپنے ہاتھ پاؤں کے ناخن تراشنے پر کفارہ

اگر مُحرم نے اپنے ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن بغیر ضرورت کے تراشے تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہوگی، اور اگر دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے ناخن ایک مجلس میں کاٹے تو ایک قربانی واجب ہوگی۔ اور اگر ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے تین ناخن کاٹے تو اس پر صدقہ واجب ہوگا۔ ہر ناخن کے بدلے آدھا صاع گیہوں دے۔ اگر چار دن میں ہاتھ اور پاؤں کے پانچ ناخن متفرق طور پر تراشے تو امام صاحبؒ اور امام یوسف کے نزدیک ہر ناخن کے عوض آدھا صاع گیہوں دے دے۔ [3]

---

[1]....(الدر المنثور: ج،۵،ص،۴۳۹،دار الفکر)

[2]...."وَلَيْسَ لِلْمُحْرِمِ أَنْ يَقُصَّ أَظْفَارَهُ ".(الفتاوى الهندية: كتاب مناسك الحج/الباب الثامن في الجنايات ، الفصل الثالث في حلق الشعر قلم الأظفار في الحج، ج، ۱ ،ص،۲۴۴،دار الفكر)

[3]...."فَإِذَا قَصَّ أَظَافِيرَ يَدٍ وَاحِدَةٍ أَوْ رِجْلٍ وَاحِدَةٍ عَنْ غَيْرِ ضَرُورَةٍ فَعَلَيْهِ دَمٌ وَكَذَلِكَ إِذَا قَلَّمَ أَظَافِيرَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ يَكْفِيهِ دَمٌ وَاحِدٌ.وَلَوْ قَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَظَافِيرَ مِنْ يَدٍ وَاحِدَةٍ أَوْ رِجْلٍ وَاحِدَةٍ تَجِبُ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ وَلِكُلِّ ظُفْرٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ حِنْطَةٍ إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ ذَلِكَ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ .....وَلَوْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

مُحرم کا ٹوٹے ہوئے ناخن کو الگ کرنے کا حکم

اگر مُحرم کا ناخن ٹوٹ کر الگ ہو جائے یا وہ خود اس کو جدا کر لے تو اس صورت میں اس پر کچھ واجب نہیں۔ [1]

مُحرم کا بے احرام کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم

مُحرم نے کسی احرام والے یا بے احرام کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس صورت میں غریبوں کو کھانا کھلا دے، خواہ اس کے حکم سے کاٹے ہوں یا بغیر حکم کے، خوشی سے کاٹے ہوں یا زبردستی کاٹے ہوں۔ [2]

حلال کا مُحرم کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹنے کا حکم

اگر غیر مُحرم نے محرم کے حکم یا بغیر حکم سے اس کے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن کاٹے تو اس کا کفارہ مُحرم پر آئے گا، البتہ کاٹنے والے پر صدقہ واجب ہوگا۔ [3]

احرام سے نکلتے وقت سر مونڈنے کے بعد ناخنوں کو کاٹنا مستحب ہے

احرام سے نکلتے وقت مُحرم کے لئے سَر مونڈنے کے بعد اپنے ناخنوں، زیر ناف وبغل بالوں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قَلْمَ خَمْسَةَ أَظَافِيرَ مِنْ الْأَعْضَاءِ الْأَرْبَعَةِ الْمُتَفَرِّقَةِ تَجِبُ الصَّدَقَةُ لِكُلِّ ظُفْرٍ نِصْفُ صَاعٍ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى ".(الفتاوى الهندية: كتاب مناسك الحج/الباب الثامن في الجنايات ، الفصل الثالث في حلق الشعر قلم الأظفار في الحج ، ج، ۱ ، ص، ۲۴۴ ، دار الفكر)

[1]...."انْكَسَرَ ظُفْرُ الْمُحْرِمِ وَتَعَلَّقَ فَأَخَذَهُ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ كَذَا فِي الْكَافِي".(الفتاوى الهندية: كتاب مناسك الحج/الباب الثامن في الجنايات ، الفصل الثالث في حلق الشعر قلم الأظفار في الحج، ج، ۱ ،ص، ۲۴۴،دار الفكر)

[2]...."وَإِنْ أَخَذَهُ مِنْ شَارِبِ حَلَالٍ أَوْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ أَطْعَمَ مَا شَاءَ كَذَا فِي الْهِدَايَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب مناسك الحج/الباب الثامن في الجنايات ،الفصل الثالث في حلق الشعر قلم الأظفار في الحج، ج، ۱ ، ص، ۲۴۳،دار الفكر)

[3]...."وَلَوْ حَلَقَ الْحَلَالُ رَأْسَ مُحْرِمٍ بِأَمْرِهِ أَوْ بِغَيْرِ أَمْرِهِ كَانَتْ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْمُحْرِمِ وَلَا يَرْجِعُ بِذَلِكَ عَلَى الْحَالِقِ كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ وَعَلَى الْحَالِقِ الْحَلَالِ صَدَقَةٌ كَذَا فِي غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب مناسك الحج/الباب الثامن في الجنايات ، الفصل الثالث في حلق الشعر قلم الأظفار في الحج، ج، ۱ ،ص، ۲۴۳ ،دار الفكر)

Marfat.com

اور مونچھوں کو کاٹنا مستحب ہے۔[1]

مُحرم جوتوں پر خوشبو نہیں لگا سکتا

مُحرم جس طرح اپنے کپڑے اور جسم پر خوشبو کا استعمال نہیں کرسکتا، اسی طرح اپنے جوتوں کو خوشبو نہیں لگا سکتا، اگر ان پر خوشبو لگ گئی تو ان کو اتارنا لازمی ہے۔[2]

احرام کی حالت میں جوتے اور موزے پہننے کی شرعی حیثیت

مرد کے لئے احرام کی حالت میں جوتے اور موزے پہننا جائز ہے، ذیل میں چند روایات و آثار سپردِ قلم کیے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الإِحْرَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ تَلْبَسُوا القَمِيصَ، وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ، وَلاَ العَمَائِمَ، وَلاَ البَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلاَنِ، فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ، وَلاَ تَلْبَسُوا

---

[1]...."وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ إِلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِلْمُحْرِمِ عِنْدَ تَحَلُّلِهِ قَصُّ أَظَافِرِهِ وَشَارِبِهِ وَاسْتِحْدَادُهُ بَعْدَ حَلْقِ رَأْسِهِ وَلاَ يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا، وَلَكِنْ إِنْ أَخَذَ مِنْهَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ شَيْءٌ ".(الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة لحية،الأخذ من اللحية عند التحلل من الاحرام، ج،۳۵،ص،۲۳۲،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية،الكويت)

"وَيُسْتَحَبُّ قَصُّ أَظْفَارِهِ وَشَارِبِهِ وَاسْتِحْدَادُهُ بَعْدَ حَلْقِ رَأْسِهِ كَذَا فِي غَايَةِ السُّرُوجِيِّ شَرْحِ الْهِدَايَةِ وَلَا يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ شَيْئًا وَلَوْ فَعَلَ لَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَذَا فِي التَّبْيِينِ".(الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/الْبَابُ الْخَامِسُ فِي كَيْفِيَّةِ أَدَاءِ الْحَجِّ، ج،۱،ص،۲۳۲،دارالفكر)

[2]...."فَصِيل أَحْكَامِ التَّطَيُّبِ لِلْمُحْرِمِ:

تَطْيِيبُ الثَّوْبِ:

وَهُوَ أَصْلٌ فِي الْبَابِ، لِلتَّنْصِيصِ عَلَيْهِ فِي الْحَدِيثِ السَّابِقِ، وَمِنْ هُنَا قَالُوا :الْمُحْرِمُ مَمْنُوعٌ مِنِ اسْتِعْمَالِ الطِّيبِ فِي إِزَارِهِ، أَوْ رِدَائِهِ، وَجَمِيعِ ثِيَابِهِ، وَفِرَاشِهِ، وَنَعْلِهِ حَتَّى لَوْ عَلِقَ بِنَعْلِهِ طِيبٌ وَجَبَ أَنْ يُبَادِرَ لِنَزْعِهِ، وَلاَ يَضَعُ عَلَيْهِ ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ، أَوْ نَحْوُهُمَا مِنْ صَبْغٍ لَهُ طِيبٌ.

(الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة"احرام"،ج،۲،ص،۱۶۰،۱۶۱،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

Marfat.com

شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ، وَلاَ الوَرْسُ، وَلاَ تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ، وَلاَ تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ". [1]

ترجمہ: ''ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا یا رسول اللہ! حالت احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کی اجازت دیتے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنو نہ پاجامے، نہ عمامے اور نہ برنس۔ اگر کسی کے جوتے نہ ہوں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن لے۔ اسی طرح کوئی ایسا لباس نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہو۔ احرام کی حالت میں عورتیں منہ پر نقاب نہ ڈالیں اور دستانے بھی نہ پہنیں''۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ: مَا يَلْبَسُ المُحْرِمُ؟ فَقَالَ: لاَ يَلْبَسُ القَمِيصَ، وَلاَ العِمَامَةَ، وَلاَ السَّرَاوِيلَ، وَلاَ البُرْنُسَ، وَلاَ ثَوْبًا مَسَّهُ الوَرْسُ أَوِ الزَّعْفَرَانُ، فَإِنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الكَعْبَيْنِ". [2]

ترجمہ: ''ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سرپوش اوڑھے اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں (اس طرح) کاٹ دے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوجائیں''۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب جزاء الصيد/بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ، ج، ۳، ص، ۱۵، رقم الحديث، ۱۸۳۸، دارطوق النجاة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب العلم /باب من أجاب السائل بأكثر مما سأله، ج، ۱، ص، ۳۹، رقم الحديث، ۱۳۴، دارطوق النجاة)

Marfat.com

اور ایک حدیث میں اس طرح کے الفاظ ہیں:

"وَلْيُحْرِمْ أَحَدُكُمْ فِي إِزَارٍ، وَرِدَاءٍ، وَنَعْلَيْنِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا إِلَى الْعَقِبَيْنِ". [1]

ترجمہ: "اور احرام باندھے تم میں سے کوئی شخص، تو ایک تہبند اور ایک چادر اور جوتوں میں اسے احرام باندھنا چاہیئے، پھر اگر اسے جوتے نہ ملیں (اور موزے دستیاب ہوں) تو اسے موزے پہن لینے چاہیے، اور ان دونوں کو کاٹ دے، یہاں تک کہ وہ ایڑیوں تک ہو جائیں"۔

نوٹ: مذکورہ اثر میں ایڑیوں تک کاٹنے سے مراد پیروں کے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹنا ہے۔ اس حدیث سے یہ بات واضح ہے کہ مُحرِم (مرد) کو احرام کی حالت میں جوتے پہننے کی اجازت ہے، مزید یہ کہ اگر اس کو جوتے میسر نہ ہوں تو موزے پیروں کے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹ کر پہننا بھی درست ہے۔

روایت میں لفظ "عقب" استعمال کیا گیا، جو قدموں کی پچھلی اس بڑی ہڈی کو کہا جاتا ہے جو پیروں کے ٹخنوں کے پیچھے ہوتی ہے، اور اس پر تسمہ بھی باندھا جاتا ہے۔ عام محاورے میں اسے ایڑی کہا جاتا ہے۔ [2]

بخاری شریف میں روایت کردہ ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں:

"فَمَنْ لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتَّى يَكُونَا

---

[1]....(المنتقى من السنن المسندة لابن الجارود، بان المناسک، ج۱، ص۱۱۱، رقم الحديث، ۴۱۶، مؤسسة الكتاب الثقافية، بيروت)

[2]...."وعَقِبها مُؤَخَّرها الَّذِي يَفْضُل عَن مُؤخر الْقدَم وَهُوَ موقع الشِّراک من خلفهَا العَقِبُ والعَقْب مُؤخر الْقدَم". (المخصص لابن سيده، مادة القدم ج، ۱، ص۱۷۵، داراحياء التراث العربي، بيروت)

"(الْعقب) ظم مُؤخر الْقدَم وَهُوَ أكبر عظامها". (المعجم الوسيط: مادة القدم، ج، ۲، ص، ۲۱۳، دارالدعوة)

Marfat.com

أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ"۔[1]

ترجمہ: ''پھر اگر کسی شخص کو جوتیاں نہ ملیں (جن میں پاؤں کھلا رہتا ہو) وہ موزے کاٹ کر پہن لے تاکہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں''۔

مذکورہ احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ بحالتِ احرام اگر مرد کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک موزوں کو کاٹ کر پہن لے، مزید یہ کہ احرام کی حالت میں موزے بغیر کاٹے پہننا منع ہے۔

مُحرم کا ایک دن میں لباس، ٹوپی اور موزے پہننے کا حکم

اگر مُحرم نے دن کے کسی حصے میں قمیص پہنی، پھر اسی دن پاجامہ پہنا، پھر اسی دن موزے پہنے اور ٹوپی پہنی تو ایسی صورت میں اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا۔[2]

بحالتِ احرام جوتے میسر ہونے کے باوجود موزوں کو بغیر کاٹے پہننے کا حکم

مذکورہ احادیث وروایات کی روشنی میں اکثر فقہاء کے نزدیک جوتے میسر ہونے کی صورت میں موزوں کو پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک بغیر کاٹے پہننا درست نہیں۔ جبکہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور بعض دوسرے فقہاء کے نزدیک جوتے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں موزوں کو بغیر کاٹے پہننا بھی صحیح ہے۔ اس لئے کہ بعض آثار سے جوتے میسر نہ ہونے کے باوجود کسی قید کے بغیر (یعنی پیروں کے ٹخنوں کے نیچے تک کاٹے) پہننے کا ذکر معلوم ہوتا ہے۔

چنانچہ مسند احمد میں بیان کردہ روایت کے الفاظ یوں ہیں:

" أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ بِعَرَفَاتٍ: مَنْ لَمْ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة /بَابُ الصَّلاَةِ فِي القَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالتُّبَّانِ وَالقَبَاءِ، ج ۱، ص ۸۲، رقم الحديث ۳۶۶، دار طوق النجاة)

[2]...."وَلَوْ لَبِسَ قَمِيصًا بَعْضَ يَوْمِهِ ثُمَّ لَبِسَ فِي يَوْمِهِ سَرَاوِيل ثُمَّ لَبِسَ خُفَّيْنِ وَقَلَنْسُوَةً فَعَلَيْهِ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ". (الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني في اللبس، ج ۱، ص ۲۴۲، دار الفكر)

Marfat.com

يَجِدْ نَعْلَيْنِ، فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ"۔ [1]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں انہوں (یعنی ابن عباس) نے خطبہ دیتے ہوئے سنا، کہ جس شخص کو جوتے نہ دستیاب ہوں وہ موزے پہن لے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ:

"مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ، وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ"۔ [2]

ترجمہ: "جسے ازار نہ ملے وہ پاجامہ پہنے اور جسے چپل نہ ملیں وہ موزے پہنیں"۔

ان روایات وآثار پر نظر ڈالنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نعلین کی عدم دستیابی کی صورت میں موزوں کو بغیر کاٹے پہننے کا ذکر ہے، اسی بناء پر بعض فقہاء بشمول امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جوتے دستیاب نہ ہونے کی صورت میں موزوں کو پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک کاٹنا لازم نہیں، بلکہ بحالتِ احرام ان کو کاٹے بغیر پہننا بھی درست ہے۔ [3]

جمہور فقہاء کی طرف سے ان مذکورہ آثار کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ ایسے موزے جن کو قدموں کے ٹخنوں سے نیچے سے کاٹ دیا گیا ہو مراد ہیں، اس پر وہ احادیث وروایات صاف دلالت کرتی ہیں جو کہ پہلے ذکر کی گئی ہیں، اس لئے کہ ان بیان کردہ روایات وآثار میں موزے پہننے کے ساتھ ساتھ ان کو کاٹنے کا ذکر بھی ملتا ہے، لہذا وہ روایات پوری طریقے سے حکم کو

---

[1]....(مسند احمد: ج۴، ص۳۱۹، رقم الحدیث۲۵۲۶، مؤسسة الرسالة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس، باب السراويل، ج۷، ص۱۴۴، رقم الحديث۵۸۰۴، مؤسسة الرسالة)

[3]....."هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ، وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا عِنْدَ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا: إِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ الْإِزَارَ لَبِسَ السَّرَاوِيلَ، وَإِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ لَبِسَ الْخُفَّيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ أَحْمَدَ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَلَى حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، وَالشَّافِعِيِّ"۔ (سنن الترمذي: أبواب الحج، بَابُ مَا جَاءَ فِي لُبْسِ السَّرَاوِيلِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ إِذَا لَمْ يَجِدِ الْإِزَارَ وَالنَّعْلَيْنِ، ج۲، ص۱۸۷، دار الغرب الاسلامي، بيروت)

Marfat.com

بیان کرتی ہیں۔اور مذکورہ آثار پوری طرح سے حکم کو بیان نہیں کرتے اور یہ بات طے ہے کہ پورے طریقے سے حکم بیان کرنے والی روایات کو ان روایات پر جو پوری طریقے سے حکم بیان نہیں کرتیں ترجیح حاصل ہوتی ہے۔خلاصہ یہ کہ مطلق روایات وآثار مقید روایات پر اکثر فقہاء کے نزدیک محمول ہیں۔[1]

---

[1]....."قَوْله :(فليلبس الْخُفَّيْنِ)أَى :مَقْطُوع الْأَسْفَل إِذْ الْمُطلق مَحْمُول على الْمُقَيد.قَوْله : (الْمحرم)،مَرْفُوع على أَنه فَاعل:فليلبس، وسَرَاوِيل، مَفْعُوله .ويروى:(للْمحرم)بِاللَّام الجارة الَّتِي للْبَيَان أَى:هَذَا الحكم للْمحرم، كاللام فِي :هيت لَك، وَقَالَ الْقُرْطُبِيّ: أَخذ بِظَاهِر هَذَا الْحَدِيث أَحْمد فَأَجَاز لبس الْخُف والسراويل للْمحرم الَّذِي لَا يجد النَّعْلَيْنِ، والإزار على حَالهمَا، وَاشْترط الْجُمْهُور قطع الْخُف وفتق السَّرَاوِيل، وَلَو لبس شَيْئا مِنْهُمَا على حَاله لَزِمته الْفِدْيَة لحَدِيث ابْن عمر :(وليقطعهما حَتَّى يَكُونَا أَسْفَل من الْكَعْبَيْنِ)، وَقد قُلْنَا :إِن الْمُطلق هَهُنَا مَحْمُول على الْمُقَيد لِاسْتِوَائِهِمَا فِي الحكم".(عمدة القاري: بابٌ إِذَا لَمْ يَجِدِ الإِزَارَ فَلْيَلْبِسِ السَّرَاوِيلَ،ج ،١٠ ،ص، ٢٠٣، داراحياء التراث العربي، بيروت)

"فِيهِ جَوَاز لبس الْخُفَّيْنِ إِذا لم يجد النَّعْلَيْنِ وَلَكِن بِشَرْط قطعهمَا فالجمهورعلى وجوب الْقطع كَمَا ذكرنَا وَجوزهُ أَحْمد بِغَيْر قطع وَهُوَ مَذْهَب عَطاء أَيْضا واستدلا فِي ذَلِك بِظَاهِر حَدِيث جَابر أخرجه مُسلم من لم يجد نَعْلَيْنِ فليلبس خُفَّيْنِ وَبِحَدِيث ابْن عَبَّاس أخرجه الْبُخَارِيّ وَمن م يجد نَعْلَيْنِ فليلبس خُفَّيْنِ وَاخْتلف الْعلمَاء فِي هَذَيْن الْحَدِيثين أَعنِي حَدِيث ابْن عمر الْمَذْكُور وَحَدِيث ابْن عَبَّاس وَجَابِر فَزعم أَصْحَاب أَحْمد أَن حَدِيث ابْن عَبَّاس وَجَابِر نَاسخ لحَدِيث عبد الله بن عمر بِالْقطعِ أَنَّهُ إِضَاعَة مَال وَقَالَ الْجُمْهُور الْمُطلق مَحْمُول على الْمُقَيد وَزِيَادَة الثِّقَة مَقْبُولَة والإضاعة إِنَّمَا تكون فِيمَا نهى عَنهُ أما مَا ورد الشَّرْع بِهِ فَلَيْسَ إِضَاعَة بل هُوَ حق يجب الْإِيمَان بِهِ وادعاء النَّسخ ضَعِيف جدا فَإِن قلت قَالَ ابْن قدامَة يحْتَمل أَن يكون الْأَمر بقطعهما قد نسخ فَإِن عَمْرو بن دِينَار روى الْحَدِيثين جَمِيعًا وَقَالَ انْظُرُوا أيهمَا كَانَ قبل وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ قَالَ أَبُو بكر النَّيْسَابُورِي حَدِيث ابْن عمر قبل لِأَنَّهُ قد جَاءَ فِي بعض رواياته نَادَى رجل رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فِي الْمَسْجِد يَعْنِي فِي الْمَدِينَة فَكَأَنَّهُ كَانَ قبل الْإِحْرَام وَحَدِيث ابْن عَبَّاس يَقُول سمعته يخْطب بِعَرَفَات الْحَدِيث فَيدل على تَأْخره عَن حَدِيث ابْن عمر فَيكون نَاسِخا لَهُ لِأَنَّهُ لَو كَانَ الْقطع وَاجِبا لبينه للنَّاس إِذْ لَا يجوز تَأْخِير الْبَيَان عَن وَقت الْحَاجة إِلَيْهِ قلت يُفَسر هَذَا كُله مَا ذكره ابْن خُزَيْمَة فِي صَحِيحه عَن ابْن عَبَّاس سَمِعت النَّبِي صلى الله تَعَالَى عَلَيْهِ وَآله وَسلم وَهُوَ يخْطب وَيَقُول السَّرَاوِيل لمن لَا يجد الْإِزَار وَحدثنَا أَحْمد بن الْمِقْدَاد حَدثنَا حَمَّاد بن زيد عَن أَيُّوب عَن نَافِع عَن ابْن عمر أَن رجلا سَأَلَ النَّبِي صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَهُوَ بِذَاكَ الْمَكَان فَقَالَ يَا رَسُول الله مَا يلبس الْمحرم الْحَدِيث كَأَنَّهُ يُشِير بذلك الْمَكَان إِلَى عَرَفَات فَإِذا كَانَ كَذَلِك فَلَيْسَ فِيهِ دَلَالَة على مَا ذكرُوهُ وادعوه من النَّسخ وَالله اعلم فَإِن قلت قد قيل أَن قَوْله وليقطعهما من كَلام نَافِع وَكَذَا فِي امالي ابى قَاسم بن

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

مذکورہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ امام مالک، امام شافعی اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا کہنا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

بشر بِسَنَد صَحِيح أن نَافِعًا قَالَ بعد رِوَايَته لهَذَا الحَدِيث وليقطع الْخُفَّيْنِ أَسْفَل الْكَعْبَيْنِ وَذكر ابْن الْعَرَبِيّ وَابْن التِّين أن جَعْفَربن برْقَان قَالَ فِي رِوَايَته قَالَ نَافِع وَيقطع الخفان أَسْفَل من الْكَعْبَيْنِ وَقَالَ ابْن الْجَوْزِيّ روى حَدِيث ابْن عمر مَالك وَعبيد الله وَأيوب فِي آخرين فوقفوه على ابْن عمر وَحَدِيث ابْن عَبَّاس سَالم من الْوَقْف مَعَ مَا عضده من حَدِيث جَابر وَقد أخذ بِحَدِيث عمر وَعلى وَسَعِيد وَابْن عَبَّاس وَعَائِشَة رَضِي الله عَنْهُم ثمَّ أنا نحمل قَوْله وليقطعهما على الْجَوَاز من غير كَرَاهَة لأجل الاحْرَام وَينْهى عَن ذَلِك فِي غير الاحْرَام لما فِيهِ من الْفساد قلت قَالَ أَبُو عمر قد اتَّفق الْحفاظ من أَصْحَاب مَالك على لَفْظَة وليقطعهما أنهَا من لفظ الحَدِيث وَأما جَعْفَر بن برْقَان فَوَهم فِيهِ فِي موضِعين .الأول جعله هَذَا من قَول نَافِع أنه قَالَ فِيهِ من لم يجد إزارا فليلبس سَرَاوِيل وَلَيْسَ هَذَا حَدِيث ابْن عمر .وَالثَّانِي جعله هَذَا مَوْقُوفا وَقد روى أَحْمد بن حَنْبَل حَدِيث ابْن عمر مَرْفُوعا وَفِيه ذكر الْقطع وَقَالَ لَيْسَ نجد احدا رَفعه غير زُهَيْر قَالَ وَكَانَ زُهَيْر من معادن الصدْق ذكره عَنهُ الْمَيْمُونِيّ ".(عمدة القاري: بَاب من أجَاب السَّائِل بِأَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهُ ،ج ،۲، ص ، ۲۲۴، داراحياء التراث العربي ، بيروت)

"وَفِي مَنْسَكِ ابْنِ جَمَاعَةَ :وَإِنْ شَاءَ قَطَعَ الْخُفَّيْنِ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَبِسَهُمَا وَلَا فِدْيَةَ عِنْدَ الْأَرْبَعَةِ اهـ، وَأَغْرَبَ الطَّبَرِيُّ، وَالنَّوَوِيُّ، وَالْقُرْطُبِيُّ، وَابْنُ حَجَرٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ، فَحَكَوْا عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ :أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ الْفِدْيَةُ إِذَا لَبِسَ الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْقَطْعِ عِنْدَ عَدَمِ النَّعْلَيْنِ وَهُوَ خِلَافُ الْمَذْهَبِ، بَلْ قَالَ فِي مَطْلَبِ الْفَائِقِ:وَهَذِهِ الرِّوَايَةُ لَيْسَ لَهَا وُجُودٌ فِي الْمَذْهَبِ بَلْ هِيَ مُنْتَقَدَةٌ".(مرقاة المفاتيح: كتاب المناسك/بَابُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ ،ج،۵، ص، ۱۸۴۸، دارالفكر،بيروت ،لبنان)

"وَقَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَذَكَرَ مُسْلِمٌ بَعْدَ هَذَا مِنْ رِوَايَةِ بن عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلَمْ يَذْكُرْ قَطْعَهُمَا وَاخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي هذين الْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ أَحْمَدُ يَجُوزُ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ بِحَالِهِمَا ولا يجب قطعهما لحديث بن عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَزْعُمُونَ نَسْخَ حَدِيثِ بن عُمَرَ الْمُصَرِّحِ بِقَطْعِهِمَا وَزَعَمُوا أَنَّ قَطْعَهُمَا إِضَاعَةُ مَالٍ وَقَالَ مَالِكٌ وَأَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَجَمَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ لَا يَجُوزُ لُبْسُهُمَا إِلَّا بَعْدَ قَطْعِهِمَا أسفل من الكعبين لحديث بن عمر قالوا وحديث بن عَبَّاسٍ وَجَابِرٍ مُطْلَقَانِ فَيَجِبُ حَمْلُهُمَا عَلَى الْمَقْطُوعَيْنِ لحديث بن عُمَرَ فَإِنَّ الْمُطْلَقَ يُحْمَلُ عَلَى الْمُقَيَّدِ وَالزِّيَادَةُ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُولَةٌ وَقَوْلُهُمْ إِنَّهُ إِضَاعَةُ مَالٍ لَيْسَ بِصَحِيحٍ لِأَنَّ الْإِضَاعَةَ إِنَّمَا تَكُونُ فِيمَا نُهِيَ عَنْهُ وَأَمَّا مَا وَرَدَ الشَّرْعُ بِهِ فَلَيْسَ بِإِضَاعَةٍ بَلْ حَقٌّ يَجِبُ الْإِذْعَانُ لَهُ وَاللَّهُ أَعْلَمُ ثُمَّ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي لَابِسِ الْخُفَّيْنِ لِعَدَمِ النَّعْلَيْنِ هَلْ عَلَيْهِ فِدْيَةٌ أَمْ لا فقال مالك والشافعي ومن وافقهما لاشيء عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لَوْ وَجَبَتْ فِدْيَةٌ لَبَيَّنَهَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ عَلَيْهِ الْفِدْيَةُ كَمَا إِذَا احْتَاجَ إِلَى حَلْقِ الرَّأْسِ يَحْلِقُهُ وَيَفْدِي وَاللَّهُ أَعْلَمُ".(شرح النووى على مسلم: باب ما يباح للمحرم بحج أوعمرة لبسه ومالا يباح ، ج ، ۸،ص،۷۵ ، دار احياء التراث العربي، بيروت)

Marfat.com

یہ ہے کہ موزوں کو جوتوں کی عدمِ دستیابی کی صورت میں بغیر کاٹے پہننا جائز نہیں۔

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال ہوتا ہے کہ اگر کوئی جوتوں کے میسر نہ ہونے کی صورت میں بحالتِ احرام موزوں کو بغیر کاٹے پہن لے تو کیا اس پر جزا واجب ہوگی یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو اس پر فدیہ لازم ہوگا، اور امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں اس پر جزا لازم نہیں، البتہ وہ گناہ گار ہوگا۔[1]

پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک نعلین پہننے کے بارے میں اقوالِ فقہاء

کئی فقہائے احناف کے نزدیک جوتے دستیاب ہونے کی صورت میں اگر کوئی شخص پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک موزوں کو کاٹ لے تو ان کو پہننے کا حکم حالتِ احرام میں عام نعلین کی طرح ہوگا، اور انہوں نے اپنا مستدل ان روایات وآثار کو بنایا ہے جن میں جوتے میسر نہ ہونے کی صورت میں موزوں کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ کر پہننے کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن مُحرِم کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ کھلے ہوئے نعلین پہنے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مُحرِم کو جوتے پہننے کی رخصت دی ہے، اور بحالتِ احرام موزے پہننے سے منع فرمایا ہے، اور نعلین کی عدمِ دستیابی کی صورت میں قدموں کے

---

[1] ..... "ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِي لَابِسِ الْخُفَّيْنِ لِعَدَمِ النَّعْلَيْنِ هَلْ يَجِبُ عَلَيْهِ فِدْيَةٌ أَمْ لَا؟ فَقَالَ مَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ وَمَنْ وَافَقَهُمَا: لَا شَيْءَ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ لَوْ وَجَبَ بِهِ فِيهِ لَبَيَّنَهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ: عَلَيْهِ الْفِدْيَةُ كَمَا إِذَا احْتَاجَ إِلَى حَلْقِ الرَّأْسِ فَيَحْلِقُهُ وَيَفْدِي، وَقَدْ سَبَقَ مَا فِيهِ مِنَ التَّحْقِيقِ، وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب المناسك/باب ما يجتنبه المحرم، ج:۵، ص:۱۸۴۷، داراحياء التراث العربي، بيروت)

"وإذا لبس الخفين من غير قطع تلزمه الفدية. وقال ابن بطال في "شرح البخاري" والطبري في "مناسكه" "أن عند أبي حنيفة رَحِمَهُ اللّٰهُ تجب الفدية مع قطعهما. قلت: هذا النقل عنه غير صحيح لا أصل له، ولا تجب الفدية به عندنا مع القطع، وإن وجد النعلين فلبس الخفين مقطوعين فلا شيء عليه عندنا كالمدارس ونحوه، وعند مالك وأحمد يفدي، وللشافعي قولان". (البناية شرح الهداية: كتاب الاحرام/كتاب الحج/محظورات الاحرام، ج:۴، ص:۱۸۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہننے کی اجازت مرحمت فرمانے کا سبب یہ ہے کہ اس طریقے سے موزوں کو کاٹنے (یعنی پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک) کے بعد وہ جوتوں کی ہیئت اور ان کے حکم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور حالتِ احرام میں جرابوں کو پہننے کا بھی وہی حکم ہوگا جو موزوں کو پہننے کا ہے، اس لئے کہ جس طرح ٹخنے موزوں میں ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں اسی طرح وہ جرابوں میں بھی ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔[1]

چنانچہ مبسوط میں ہے کہ:

"وَرَدَ بِهِ الْأَثَرُ فِيمَا لَمْ يَجِدُ الْمُحْرِمُ نَعْلَيْنِ قَطَعَ خُفَّيْهِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ لِيَصِيرَ فِي مَعْنَى النَّعْلَيْنِ". [2]

ترجمہ: "روایت وارد ہوئی ہے اس سلسلہ میں کہ جو مُحرِم نعلین نہ پائے، تو وہ خفین کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لے، تاکہ وہ جوتوں کے معنی میں ہو جائیں"۔

"وإنما أمر بذلك ليصيرا في معنى النعلين". [3]

ترجمہ: "اور موزوں کو کاٹنے کا حکم اس وجہ سے دیا گیا ہے تاکہ وہ جوتوں کا حکم اختیار کرلیں"۔

اور الاختیار میں ہے:

"فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَتَقَ سَرَاوِيلَهُ فَاتَّزَرَ بِهِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ رِدَاءً شَقَّ قَمِيصَهُ فَارْتَدَى بِهِ، وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ الْكَعْبَيْنِ؛ لِأَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَخْرُجُ عَنْ لِبْسِ الْمَخِيطِ وَهُوَ الَّذِي

---

[1]....."وَمَا يَسْتُرُ الْكَعْبَيْنِ يَنْطَلِقُ عَلَيْهِ اسْمُ الْخُفِّ". (بدائع الصنائع: كتاب الطهارة/فصل المسح على الخفين، ج۱، ص۱۰۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(المبسوط للسرخسي: كتاب المناسك/ بَابُ مَا يَلْبَسُهُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ، ج۴، ص۱۲۷، دار المعرفة، بيروت)

[3]....(المحيط البرهاني: كتاب المناسك/الفصل الخامس: فيما يحرم على المحرم بسبب إحرامه وما لا يحرم، ج۲، ص۴۴۶، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَالتَّكْلِيفُ بِحَسَبِ الطَّاقَةِ .وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ :إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَيَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ". [1]

ترجمہ: ''پس اگر تہبند میسر نہ ہو، تو اپنے ازار (پاجامے کی سلائی) کو کھول دے، اور اس کو تہبند بنالے، اور اگر چادر دستیاب نہ ہو، تو اپنی قمیص کھول دے، اور اس کو چادر بنالے، اور اگر نعلین نہ ملیں، تو موزوں کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ دے، اس لئے کہ یہ اشیاء (یعنی سلی ہوئی چیز کو کھولنا، اور موزوں کو کاٹنا ان اشیاء کو) سلے ہوئے لباس سے خارج کردیتی ہیں، اور وہ قادر اسی پر ہے، اور طاقت وقوت کے بقدر احکام کی پابندی ہی ہوتی ہے، اور ایک حدیث کے آخر میں نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ''مگر یہ کہ کسی کو نعلین میسر نہ ہوں، تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لے''۔

مذکورہ اقوال کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ فقہائے احناف کے نزدیک موزوں کو ٹخنوں سے نیچے تک کاٹنے کے بعد وہ نعلین کے معنی اختیار کرلیتے ہیں، اور بحالتِ احرام ایسے جوتوں کو پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ مزید یہ کہ علامہ حلبی نے ٹخنوں سے نیچے تک کے نعلین کو سلی ہوئی اشیاء کے جائز نہ ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے۔ [2]

---

[1]....(الاختيار لتعليل المختار: كتاب الحج /فَصْلٌ ما يستحب فعله لمن أراد أن يحرم ، ج ، ۱ ،ص،۱۴۴ ،مطبعة الحلبي،القاهرة)

[2]...."وَذَكَرَ الْحَلَبِيُّ فِي مَنَاسِكِهِ أَنَّ ضَابِطَهُ لُبْسِ كُلِّ شَيْءٍ مَعْمُولٌ عَلَى قَدْرِ الْبَدَنِ أَوْ بَعْضِهِ بِحَيْثُ يُحِيطُ بِهِ بِخِيَاطَةٍ أَوْ تَلْزِيقٍ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ أَوْغَيْرِهِمَا، وَيَسْتَمْسِكُ عَلَيْهِ بِنَفْسِ لُبْسِ مِثْلِهِ إِلَّا الْمُكَعَّبَ، وَيَدْخُلُ فِي الْخُفَّيْنِ الْجَوْرَبَانِ". (البحر الرائق شرح كنز الدقائق:باب الاحرام/لُبْسُ الْقَمِيصِ وَالسَّرَاوِيلِ وَالْعِمَامَةِ وَالْقَلَنْسُوَةِ وَالْقَبَاءِ وَالْخُفَّيْنِ لِلْمُحْرِمِ،ج ، ۲، ص،۳۴۸،۳۴۹ ،دار الكتاب الاسلامي)

"وإذا لبس الخفين من غير قطع تلزمه الفدية.وقال ابن بطال فى "شرح البخارى "والطبرى فى " مناسكه "أن عند أبى حنيفة رَحِمَهُ اللَّهُ تجب الفدية مع قطعهما. قلت:هذا النقل عنه غير صحيح لا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

البتہ حنفیہ کے نزدیک نعلین کی دستیابی کی صورت میں بدون ضرورت موزوں کو کاٹنے سے مال ضائع ہوتا ہے، جو شریعتِ مطہرہ میں ایک ناپسندیدہ فعل ہے۔ مگر اس کے مکروہ ہونے کا سبب احرام نہیں بلکہ مال کا ضیاع ہے۔[1]

کعبین کی تشریح

احادیث وروایات میں جوتوں کی عدم دستیابی کی صورت میں موزوں کو کاٹنے سے متعلق لفظ "کعبین" استعمال ہوا ہے۔ اور اس کا مطلب ٹخنے بیان کیا جاتا ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ لفظ "کعبین" کا قدموں کے کونسے حصے پر اطلاق ہوتا ہے؟

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اصل له، ولا تجب الفدية به عندنا مع القطع، وإن وجد النعلين فلبس الخفين مقطوعين فلا شيء عليه عندنا كالمدارس ونحوه، وعند مالك وأحمد يفدى، وللشافعي ولان". (البناية شرح الهداية: كتاب الاحرام/ كتاب الحج/محظورات الاحرام، ج ۴، ص ۱۸۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

"وَعَنْ هَذَا قَالَ الْمَشَايِخُ يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ لُبْسُ الْمُكَعَّبِ لِأَنَّ الْبَاقِيَ مِنَ الْخُفِّ بَعْدَ الْقَطْعِ كَذَلِكَ مُكَعَّبٌ، وَلَا يَلْبَسُ الْجَوْرَبَيْنِ وَلَا الْبُرْنُسَ، لَكِنَّهُمْ أَطْلَقُوا جَوَازَ لُبْسِهِ، وَمُقْتَضَى الْمَذْكُورِ فِي النَّصِّ أَنَّهُ مُقَيَّدٌ بِمَا إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ". (فتح القدير: كتاب الحج/باب الاحرام، ج ۲، ص ۴۴۱، دار الفكر)

[1]..."وَلَمْ أَرَ مَنْ صَرَّحَ بِمَا إِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى النَّعْلَيْنِ فَهَلْ لَهُ أَنْ يَقْطَعَ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ، وَالظَّاهِرُ مِنَ الْحَدِيثِ وَكَلَامُهُمْ أَنَّهُ لَا يَجُوزُ بِمَعْنَى لَا يَحِلُّ لِمَا فِيهِ مِنْ إِتْلَافِ مَالِهِ لِغَيْرِ ضَرُورَةٍ". (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: كتاب الحج/باب الاحرام)

"(قَوْلُهُ وَلَمْ أَرَ مَنْ صَرَّحَ إِلَخْ) قَالَ فِي النَّهْرِ فِي لُبَابِ الْمَنَاسِكِ وَلَوْ وَجَدَ النَّعْلَيْنِ بَعْدَ لُبْسِهِمَا أَيْ لُبْسَ الْخُفَّيْنِ الْمَقْطُوعَيْنِ يَجُوزُ لَهُ الِاسْتِدَامَةُ عَلَى ذَلِكَ، وَيَجُوزُ لُبْسُ الْمَقْطُوعِ مَعَ وُجُودِ النَّعْلَيْنِ اهـ. قَالَ شَارِحُهُ لَكِنَّهُ لَا يُنَافِي الْكَرَاهَةَ الْمُرَتَّبَةَ عَلَى مُخَالَفَةِ السُّنَّةِ، وَقَالَ قَبْلَهُ مَا حَاصِلُهُ حَكَى الطَّبَرِيُّ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ إِذَا كَانَ قَادِرًا عَلَى النَّعْلَيْنِ لَا يَجُوزُ لَهُ لُبْسُ الْخُفَّيْنِ وَلَوْ قَطَعَهُمَا لَكِنَّ هَذَا خِلَافُ الْمَذْهَبِ، وَلَعَلَّهُ رِوَايَةٌ عَنْهُ وَالظَّاهِرُ أَنَّ لُبْسَهُمَا حِينَئِذٍ مُخَالِفٌ لِلسُّنَّةِ فَيُكْرَهُ، وَتَحْصُلُ بِهِ الْإِسَاءَةُ وَقَالَ ابْنُ الْهُمَامِ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ فِي جَوَازِهِ وَمُقْتَضَى النَّصِّ أَنَّهُ مُقَيَّدٌ بِمَا إِذَا لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ أَقُولُ: الظَّاهِرُ أَنَّ قَيْدَ عَدَمِ وُجْدَانِ النَّعْلَيْنِ لِوُجُوبِ قَطْعِ الْخُفَّيْنِ بِخِلَافِ مَا إِذَا وُجِدَا فَإِنَّهُ لَا يَجِبُ الْقَطْعُ حِينَئِذٍ لِمَا فِيهِ مِنْ إِضَاعَةِ الْمَالِ عَبَثًا، وَهُوَ لَا يُنَافِي مَا إِذَا قَطَعَهُمَا وَلَبِسَهُمَا مَعَ وُجُودِ النَّعْلَيْنِ اهـ". (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: كتاب الحج/باب الاحرام، ج ۲، ص ۳۴۹، دار الكتاب الاسلامي)

Marfat.com

چنانچہ لسان العرب میں ملاحظہ ہو:

"وكَعْبُ الإنسان: مَا أَشْرَفَ فَوْقَ رُسْغِه عِنْدَ قَدَمِه؛ وَقِيلَ: هُوَ العظمُ الناشزُ فَوْقَ قدمِه؛ وَقِيلَ: هُوَ الْعَظْمُ النَّاشِزُ عِنْدَ مُلْتَقَى الساقِ والقَدَمِ..... وَقِيلَ: الكَعْبانِ مِنَ الإنسان العظمانِ النَّاشِزَانِ مِنْ جَانِبَيِ الْقَدَمِ ..... قَالَ ابْنُ الأَثير: الكَعْبانِ العظمانِ الناتئانِ، عِنْدَ مَفْصِلِ الساقِ والقَدم". [1]

"كَعْبُ الرَّجُلِ، وَهُوَ عَظْمُ طَرَفَيِ السَّاقِ عِنْدَ مُلْتَقَى الْقَدَمِ وَالسَّاقِ". [2]

مذکورہ لغت کی کتابوں سے لفظ "کعب" کے دو معنی سامنے آئے ہیں۔

(۱)..... پیروں کے پشت پر ابھری ہوئی ہڈی۔

(۲)..... ٹخنہ وہ اٹھی ہوئی ہڈی ہے جو پنڈلی اور پیر کے آخری حد کے دونوں جانب جوڑ پر ہوتی ہے۔

ہر قدم میں دو ٹخنے ہوتے ہیں، لہذا مُحرِم کے لئے دونوں کو کھلا رکھنا لازم ہے۔ [3]

---

[1]..... (لسان العرب: ج، ۱، ص، ۷۱۸، دار صادر، بیروت)

[2]..... (معجم مقاييس اللغة: ج، ۵، ص، ۱۸۶، دار الفكر)

[3]..... "وَهُوَ عِنْدَ مُلْتَقَى السَّاقِ وَالْقَدَمِ وَهُوَ الَّذِى يُمْكِنُ أَنْ يَلْزَقَ بِالَّذِى بِجَنْبِهِ خِلَافًا لِمَنْ ذَهَبَ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْكَعْبِ مُؤَخَّرُ الْقَدَمِ وَهُوَ قَوْلٌ شَاذٌّ يُنْسَبُ إِلَى بَعْضِ الْحَنَفِيَّةِ وَلَمْ يُثْبِتْهُ مُحَقِّقُوهُمْ وَأَثْبَتَهُ بَعْضُهُمْ فِي مَسْأَلَةِ الْحَجِّ لَا الْوُضُوءِ وَأَنْكَرَ الْأَصْمَعِيُّ قَوْلَ مَنْ زَعَمَ أَنَّ الْكَعْبَ فِي ظَهْرِ الْقَدَمِ". (فتح الباري: قَوْلُهُ بَابُ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ عَنْ يَسَارِ الْإِمَامِ وَحَوَّلَهُ الْإِمَامُ خَلْفَهُ إِلَى يَمِينِهِ تَمَّتْ صَلَاتُهُ، ج، ۲، ص، ۲۱۲، دار المعرفة، بيروت)

"قَوْلُهُ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فِي رِوَايَةِ بن أَبِي ذِئْبٍ الْمَاضِيَةِ فِي آخِرِ كِتَابِ الْعِلْمِ حَتَّى يَكُونَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ وَالْمُرَادُ كَشْفُ الْكَعْبَيْنِ فِي الْإِحْرَامِ وَهُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِئَانِ عِنْدَ مَفْصِلِ السَّاقِ والقدم". (فتح الباري: كتاب الحج/بَابُ مَا لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ، ج، ۳، ص، ۴۰۳، دار المعرفة، بيروت)

"قَوْله: (وليقطعهما أَسْفَل من الْكَعْبَيْنِ) كشف الْكَعْبَيْنِ فِي الْإِحْرَام، وهما العظمان الناتئان عِنْد مفصل

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

احرام کی حالت میں عورتوں کے لئے نعلین اور خفین پہننے کا حکم

عورتوں کے لئے بحالتِ احرام سلا ہو کپڑا پہننا درست ہے، لہذا خواتین کے لئے جائز ہے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

السَّاق والقدم، وَيُؤَيِّدهُ مَا رَوَاهُ ابْن أبي شيبَة عَن جرير عَن هِشَام بن عُرْوَة عَن أَبِيه، قَالَ :إِذا اضْطر الْمحرم إِلَى الْخُفَّيْنِ خرق ظهورهما وَترك فيهمَا قدر مَا يسْتَمْسك رِجْلاهُ .وَقَالَ بَعضهم :وَقَالَ مُحَمَّد بن الْحسن وَمن تبعه من الْحَنَفِيَّة : الْكَعْب هُنَا هُوَ الْعظم الَّذِي فِي وسط الْقدَم عِنْد معقد الشراك.وَقيل:إِن ذَلِك لَا يعرف عِنْد أهل اللُّغَة .قلت:الَّذِي قَالَ :لَا يعرف عِنْد أهل اللُّغَة، هُوَ ابْن بطال، وَالَّذِي قَالَه هُوَ لَا يعرف، وَكَيف وَالْإِمَام مُحَمَّد بن الْحسن إِمَام فِي اللُّغَة والعربية؟".(عمدة القاري: كتاب الحج/بابُ مَا لاَ يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ، ج،۹، ص،۱۶۲، داراحياء التراث العربي، بيروت)

"الْكَعْبُ فِي اللُّغَةِ الْعُقْدَةُ بَيْنَ الأُنْبُوبَيْنِ مِنَ الْقَصَبِ، وَكَعْبَا الرَّجُل :هُمَا الْعَظْمَانِ النَّاشِزَانِ مِنْ جَانِبَي الْقَدَمِ، قَال الأَزْهَرِيُّ :الْكَعْبَان:النَّاتِئَان فِي مُنْتَهَى السَّاقِ مَعَ الْقَدَمِ عَنْ يَمْنَةِ الْقَدَمِ وَيَسْرَتِهَا.وَقَال ابْنُ الأَعْرَابِيِّ وَجَمَاعَةٌ :الْكَعْبُ هُوَ الْمَفْصِل بَيْنَ السَّاقِ وَالْقَدَمِ وَالْجَمْعُ كُعُوبٌ وَأَكْعُبٌ وَكِعَابٌ، وَأَنْكَرَ الأَصْمَعِيُّ قَوْل النَّاسِ: إِنَّ الْكَعْبَ فِي ظَهْرِ الْقَدَمِ .وَالْكَعْبُ عِنْدَ جُمْهُورِ الْفُقَهَاءِ هُوَ :الْعَظْمُ النَّاتِئُ عِنْدَ مُلْتَقَى السَّاقِ وَالْقَدَمِ .وَقَال الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ :لَمْ أَعْلَمْ مُخَالِفًا فِي أَنَّ الْكَعْبَيْنِ هُمَا الْعَظْمَان فِي مَجْمَعِ مَفْصِل السَّاقِ .وَقَال الْحَنَفِيَّةُ :الْكَعْبُ يُطْلَقُ عَلَى مَا تَقَدَّمَ مِنْ قَوْل الْجُمْهُورِ وَعَلَى الْعَظْمِ الَّذِي فِي ظَهْرِ الْقَدَمِ عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، وَيُؤْخَذُ الْمَعْنَى الأَوَّل فِي الْوُضُوءِ وَيُؤْخَذُ الْمَعْنَى الثَّانِي فِي الإِحْرَامِ بِالْحَجِّ احْتِيَاطًا".(الموسوعة الفقهية الكوتية،مادة كعب، ج،۳۴، ص،۲۵۹،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

"قَوْلُهُ :(وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنْ الْكَعْبَيْنِ)الْكَعْبَانِ :هُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِئَانِ عِنْدَ مِفْصَلِ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، وَهَذَا هُوَ الْمَعْرُوفُ عِنْدَ أَهْلِ اللُّغَةِ".(نيل الأوطار: كتاب المناسك/ بَابُ مَا يَصْنَعُ مَنْ أَرَادَ الاحْرَامَ مِنْ الْغُسْلِ وَالتَّطَيُّبِ وَنَزْعِ الْمَخِيطِ وَغَيْرِهِ ،ج،۴، ص ، ۳۶۱،دارالحديث،مصر)

وقال الجوهرى :الكعب العظم الناشز عند ملتقى الساق والقدم وأنكر الأصمعى قول الناس إنه فى ظهر القدم انته.وقال فى القاموس الكعب كل مفصل للعظام والعظم الناشز فوق القدم والناشزان من جانبيها أى القدم .قال فى تاج العروس(ج ۱ :ص،۴۵۶) وأنكر الأصمعى قول الناس :إنه فى ظهر القدم وسأل ابن جابر أحمد بن يحيى عن الكعب فأوما ثعلب إلى رجله إلى المفصل منها بسبابته عليه .ثم قال :هذا قول المفضل وابن الأعرابى.قال وأوما إلى الناتئين.قال:وهذا قول أبى عمرو بن العلاء والأصمعى، وكل قد أصاب، كذا فى لسان العرب (ج ۱ :ص،۲۱۳) قلت:وهذا يدل على أن لفظ الكعب فى اللغة يستعمل بالمعنيين بمعنى العظم الناتىء عند مفصل الساق والقدم، وبمعنى العظم فى ظهر القدم عند معقد الشراك، فأخذه محمد بهذا المعنى فى المحرم لكونه أحوط عنده.قلت:والظاهر عندنا هو قول الجمهور".(مرعاة المفاتيح: باب ما يجتنبه المحرم ،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

کہ وہ ایسے نعلین اور خفین (موزے) پہنیں جو پشتِ قدم پر ابھری ہوئی ہڈی اور دونوں ٹخنوں کو ڈھانک لیں۔ [1]

مُحرم کے لئے نعلین پہننے کی اجازت کا سبب

مُحرِم کے لئے جوتا (یعنی پیروں کے ٹخنوں سے نیچے تک) پہننے کی اجازت یا تو ضرورت کی بنا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الفصل الأول ،ج،۹،ص،۳۳۵، ۳۳۶ ، إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء الجامعة السلفية ، بنارس الهند)

"مَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فِي الْإِحْرَامِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَيَلْبَسُهُمَا، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلاَ الْعَمَائِمَ وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ وَلاَ الْبَرَانِسَ وَلاَ الْخِفَافَ، إِلاَّ أَحَدٌ لاَ يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَهَذَا عِنْدَ الْجُمْهُورِ، وَالْمُعْتَمَدُ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ أَنَّهُ لاَ يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ .وَفَسَّرَ الْجُمْهُورُ الْكَعْبَيْنِ اللَّذَيْنِ يُقْطَعُ الْخُفُّ أَسْفَلَ مِنْهُمَا بِأَنَّهُمَا الْعَظْمَانِ النَّاتِئَانِ عِنْدَ مَفْصِلِ السَّاقِ وَالْقَدَمِ، وَفَسَّرَهُ الْحَنَفِيَّةُ بِالْمَفْصِلِ الَّذِي فِي وَسَطِ الْقَدَمِ عِنْدَ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ.

وَالتَّفْصِيلُ فِي مُصْطَلَحِ إِحْرَامٌ".(الموسوعة الفقهية الكوتية ، مادة احرام ،ج ،۳۴ ، ص،۲۵۹، ۲۶۰ ،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

[1]....."وَلَعَلَّ الْمُرَادَ مِنَ الْجَوَابِ الْمَذْكُورِ ذِكْرُ الْمُهِمِّ وَهُوَ مَا يَحْرُمُ لُبْسُهُ وَيُوجِبُ الْفِدْيَةَ قَوْلُهُ الْمُحْرِمُ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ الْمُرَادَ بِهِ هُنَا الرَّجُلُ وَلَا يَلْتَحِقُ بِهِ الْمَرْأَةُ فِي ذَلِكَ قَالَ بن الْمُنْذِرِ أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ لِلْمَرْأَةِ لُبْسَ جَمِيعِ مَا ذُكِرَ وَإِنَّمَا تَشْتَرِكُ مَعَ الرَّجُلِ فِي مَنْعِ الثَّوْبِ الَّذِي مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ أَوِ الْوَرْسِ وَيُؤَيِّدُهُ قَوْلُهُ فِي آخِرِ حَدِيثِ اللَّيْثِ الْآتِي فِي آخِرِ الْحَجِّ لَا تَنْتَقِبُ الْمَرْأَةُ كَمَا سَيَأْتِي الْبَحْثُ فِيهِ".(فتح الباري: كتاب الحج/باب ما لا يلبس المحرم من الثياب، ج،۳ ، ص،۴۰۲ ،دار المعرفة ،بيروت)

"وَهَذَا الَّذِي ذَكَرْنَاهُ مِنَ النَّهْيِ فِي الْاِحْرَامِ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيلَاتِ وَالْعَمَائِمِ فَهُوَ حُكْمُ الرِّجَالِ خَاصَّةً فِي الْإِحْرَامِ فَأَمَّا النِّسَاءُ فَإِنَّ حُكْمَهُنَّ فِي ذَلِكَ خِلَافُ هَذَا، وَلَهُنَّ أَنْ يَلْبَسْنَ فِي الْإِحْرَامِ السَّرَاوِيلَاتِ وَالْعَمَائِمَ بَعْدَ أَلَا يُغَطِّينَ شَيْئًا مِنْ وُجُوهِهِنَّ، وَلَا اخْتِلَافَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ وَأَمَّا الْخِفَافُ فَقَدِ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْعِلْمِ فِي حُكْمِهَا لِلنِّسَاءِ فِي الْاِحْرَامِ، فَكَانَ أَكْثَرُهُمْ يَقُولُ :لَا بَأْسَ بِهَا لَهُنَّ فِي الْإِحْرَامِ، كَمَا لَا بَأْسَ لَهُنَّ بِالسَّرَاوِيلَاتِ وَالْعَمَائِمِ فِي الْاِحْرَامِ وَمِمَّنْ قَالَ ذَلِكَ مِنْهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ، وَأَبُو يُوسُفَ، وَمُحَمَّدٌ فِيمَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، وَأَبِي يُوسُفَ قَالَ مُحَمَّدٌ :وَهُوَ قَوْلُنَا وَذَهَبُوا فِي ذَلِكَ إِلَى أَنَّهُ لَمَّا كَانَ لُبْسُ السَّرَاوِيلَاتِ مُبَاحًا لَهُنَّ فِي الْإِحْرَامِ كَانَ كَذَلِكَ لُبْسُ الْخِفَافِ وَقَدْ رُوِيَ فِي هَذَا الْمَعْنَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبَاحَتِهِ لِبَاسِ الْخِفَافِ لِلنِّسَاءِ فِي الْاِحْرَامِ، وَفِي كَرَاهَةِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ لِذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَبْلُغَهُ إِطْلَاقُ رَسُولِ اللَّهِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

پر دی گئی ہے، اور ظاہر ہے کہ اس ضرورت کو قدموں کے ٹخنوں کو بغیر چھپائے بھی پورا کیا جا سکتا ہے یا پھر اس وجہ سے دی گئی ہے کہ قدموں کے اتنے حصے کو نعلین سے ڈھاکنا عضو پر سلی ہوئی چیز میں شامل نہیں۔ چنانچہ علامہ حلبی نے ٹخنوں سے نیچے تک کے نعلین کو سلی ہوئی اشیاء کے جائز نہ ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے۔[1]

جوتے پہن کر طواف کرنے کی شرعی حیثیت

جوتے پہن کر طواف کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ وہ پاک ہوں، جب پاک جوتوں کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے تو جوتے پہن کر طواف کرنا تو بطریقِ اولیٰ جائز ہے۔

چنانچہ عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ، فَانْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ، فَأَخْرَجَ رَجُلٌ شِسْعًا مِنْ نَعْلِهِ؛ فَذَهَبَ يَشُدُّهُ فِي نَعْلِ النَّبِيِّ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ، وَفِي رُجُوعِهِ عَمَّا كَانَ يَرَى مِنْ ذَلِكَ إِلَى إِطْلَاقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهُ لَهُنَّ لَمَّا بَلَغَهُ ذَلِكَ ". (أحكام القرآن للطحاوي: تَأْوِيلُ قَوْلِهِ تَعَالَى: (لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ) الْآيَةِ، ج۲، ص۴۲، مركز البحوث الإسلامية التابع لوقف الديانة التركي، استانبول)

[1]..."وَذَكَرَ الْحَلَبِيُّ فِي مَنَاسِكِهِ أَنَّ ضَابِطَهُ لُبْسِ كُلِّ شَيْءٍ مَعْمُولٍ عَلَى قَدْرِ الْبَدَنِ أَوْ بَعْضِهِ بِحَيْثُ يُحِيطُ بِهِ بِخِيَاطَةٍ أَوْ تَلْزِيقٍ بَعْضِهِ بِبَعْضٍ أَوْ غَيْرِهِمَا، وَيَسْتَمْسِكُ عَلَيْهِ بِنَفْسِ لُبْسِ مِثْلِهِ إِلَّا الْمُكَعَّبَ، وَيَدْخُلُ فِي الْخُفَّيْنِ الْجَوْرَبَانِ". (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: ج۲، ص۳۴۹، دار الكتاب الاسلامي)

"وَإِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ يَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ الْكَعْبَيْنِ؛ لِأَنَّ هَذِهِ الْأَشْيَاءَ تَخْرُجُ عَنْ لِبْسِ الْمَخِيطِ وَهُوَ الَّذِي يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَالتَّكْلِيفُ بِحَسَبِ الطَّاقَةِ. وَقَدْ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فِي آخِرِ الْحَدِيثِ: إِلَّا أَنْ لَا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَيَقْطَعُ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ أَلْقَى عَلَى كَتِفَيْهِ قِبَاءً جَازَ، مَا لَمْ يُدْخِلْ يَدَيْهِ فِي كُمَّيْهِ لِأَنَّهُ حَامِلٌ لَا لَابِسٌ". (الاختيار لتعليل المختار: كتاب الحج/فَصْلٌ ما يستحب فعله لمن أراد أن يحرم، ج۱، ص۱۴۴، مطبعة الحلبي، القاهرة)

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَزَعَهَا وَقَالَ: هَذِهِ أَثَرَةٌ، وَلَا أُحِبُّ الْأَثَرَةَ"۔[1]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف فرمارہے تھے کہ ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا، پس ایک شخص نے اپنے جوتے سے تسمہ نکالا، پس جا کر اسے نبی ﷺ کے جوتے میں باندھ دیا، تو آپ ﷺ نے اسے اتار دیا، اور فرمایا کہ یہ خودغرضی ہے، اور میں خودغرضی پسند نہیں کرتا"۔

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي الطَّوَافِ فَانْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِهِ فَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِهِ: نَاوِلْنِي أُصْلِحْهُ فَقَالَ: هَذِهِ أَثَرَةٌ، وَلَا أُحِبُّ الْأَثَرَةَ"۔[2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ طواف میں تھے کہ آپ ﷺ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا، تو آپ ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا کہ مجھے دیں میں اس کو ٹھیک کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ خودغرضی ہے، اور میں خودغرضی پسند نہیں کرتا"۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے جوتے پہن کر طواف کیا ہے، لہذا اگر کوئی شخص پاک جوتوں کے ساتھ طواف کرے تو درست ہے۔[3]

جوتے سے رمی کرنے کا حکم

بعض ناواقف لوگ جمرات پر بحالتِ غضب (غصہ) جوتے، چپل اور لکڑی وغیرہ مارتے

---

[1]....(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الحج/بَابُ الطَّوَافِ فِي النَّعْلِ، ج۳، ص۳۴۴، رقم الحديث۵۴۹۷، مكتبة القدسي، القاهرة،

[2]....(جمع الوسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي تَوَاضُعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۲، ص۱۲۹، المطبعة الشرفية بمصر)

[3]....(یہ علیحدہ بات ہے کہ آج کل ہمارے دور میں جوتوں سمیت مسجد میں داخل ہونا خلافِ ادب سمجھا جاتا ہے، اس کی تفصیل "جوتوں سمیت نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت" کے عنوان کے تحت بیان ہوچکی ہے۔ عثمانی)

Marfat.com

ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ یہ جوتے شیطان کو لگ رہے ہیں، لہذا اسے خوب مارو۔ اس سلسلہ میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مذکورہ اشیاء سے رمی نہیں ہوتی، اور اگر رمی کے بعد جوتے وغیرہ مارے جائیں تب بھی یہ ایک لغو کام ہے، اس سے شیطان پر کسی قسم کا اثر مرتب نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو اس فضول کام پر ہنستا ہوگا۔

اپنے بچہ کی طرف سے احرام باندھنے والے کا ٹخنوں کو ڈھانپنے والے جوتے پہننے کا حکم

اگر باپ نے اپنے چھوٹے بیٹے کی طرف سے احرام باندھا اور اس سے وہ امور صادر ہوئے جو حالتِ احرام میں حرام ہیں تو ایسی صورت میں اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ چنانچہ اگر کسی نے اپنے نابالغ بچہ کی طرف سے احرام باندھا اور حالتِ احرام میں ایسے جوتے پہن لیے جو پاؤں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی یا دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لے، تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ [1]

احرام میں ولی محرم کا بچہ کو جوتے پہنانے کا حکم

اگر ولی نے بچہ کو حالتِ احرام میں ایسے جوتے پہنائے جو پاؤں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی یا دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لے، تو پہنانے والے [2] اور بچہ پر کچھ لازم نہیں۔ [3]

---

[1]....."(قَالَ): صَبِيٌّ أَحْرَمَ عَنْهُ أَبُوهُ وَجَنَّبَهُ مَا يُجَنَّبُ الْمُحْرِمُ فَلَبِسَ ثَوْبًا أَوْ أَصَابَ طِيبًا أَوْ صَيْدًا فَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ عِنْدَنَا ".(كتاب المبسوط: كتاب المناسك/باب ما يلبسه المحرم من الثياب، ج ،۴،ص،۱۴۳ ،دارالكتب العلمية ، بيروت)

ثُمَّ الْأَبُ إذَا أَحْرَمَ عَنْ ابْنِهِ الصَّغِيرِ وَارْتَكَبَ بَعْضَ مَحْظُورَاتِ الْاحْرَامِ لَمْ يَلْزَمْهُ شَيْءٌ كَذَا فِي الْمُحِيطِ فِي الْحَجِّ عَنْ الْغَيْرِ".(الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/فصل في المتفرقات، ج، ۱ ،ص،۲۳۶، دارالفكر)

[2]....."وَإِذَا أَلْبَسَ الْمُحْرِمُ مُحْرِمًا أَوْ حَلَالًا مَخِيطًا أَوْ مُطَيَّبًا بِطِيبٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ بِالْإِجْمَاعِ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/الباب الثامن في الجنايات ،الفصل الثاني في اللبس، ج، ۱ ،ص،۲۴۲ ،دارالفكر)

[3]....."وَكَذَلِكَ الْغُلَامُ يُجَاوِزُ ثُمَّ يَحْتَلِمُ وَيُحْرِمُ بِمَنْزِلَةِ الْكَافِرِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ".(الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/الباب الثامن في الجنايات ، الباب العاشر في مجاوزة الميقات بغير احرام، ۱ ،ص،۲۵۳ ، دارالفكر)

Marfat.com

غیر مُحرم کا مُحرم بچہ کو جرابیں یا جوتے پہنانے کا حکم

اگر غیر مُحرم نے مُحرم بچہ کو ایسے جوتے پہنائے جو پاؤں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی یا دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لیں، تو اس صورت میں بچہ پر کچھ لازم نہیں۔ [1]

احرام میں بچہ کا جوتے پہننے کا حکم

اگر بچہ حالتِ احرام میں ایسے جوتے پہن لے جو پاؤں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی یا دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لے تو اس پر کچھ لازم نہیں۔ [2]

احرام کی حالت میں پاؤں پر کپڑا ڈالنے کا حکم

مُحرِم کے لئے اپنے پاؤں کو سردی یا درد کی وجہ سے ڈھانکنا جائز ہے۔ [3]

مُحرم کا مُحرم یا حلال کو جوتے پہنانے کا حکم

اگر کسی مُحرم نے مُحرم کو یا کسی حلال کو جوتا پہنایا تو اس پر کچھ واجب نہیں بشرطیکہ اس نے اسے

---

[1]....(راجع الی الحاشیة آنفا)

[2]...."وَيَنْبَغِي لِمَنْ أَحْرَمَ عَنْ الصِّبْيَانِ أَنْ يُجَرِّدَهُ وَيُلْبِسَهُ ثَوْبَيْنِ إزَارًا وَرِدَاءً وَيُجَنِّبَهُ مَا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ فِي إحْرَامِهِ فَإِنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ مَحْظُورَاتِ الْإِحْرَامِ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَلَا عَلَى وَلِيِّهِ لِأَجْلِهِ وَلَوْ أَفْسَدَهُ لَا قَضَاءَ عَلَيْهِ وَكَذَلِكَ". (الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/فصل في المتفرقات، ج، ۱، ص، ۲۳۶، دار الفكر)

[3]...."(قَوْلُهُ وَلَا بَأْسَ بِتَغْطِيَةِ أُذُنَيْهِ وَقَفَاهُ)وَكَذَا بَقِيَّةُ الْبَدَنِ إلَّا الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لِلْمَنْعِ مِنْ لُبْسِ الْقُفَّازَيْنِ وَالْجَوْرَبَيْنِ". (ردالمحتار مع الدرالمختار: باب الجنايات في الحج، ج، ۲، ص، ۵۴۹، دار الفكر، بيروت)

"(قَوْلُهُ وَبَقِيَّةِ الْبَدَنِ)بِالْجَرِّ عَطْفًا عَلَى الْمَيِّتِ: أَيْ وَبِخِلَافِ سَتْرِ بَقِيَّةِ الْبَدَنِ سِوَى الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ فَإِنَّهُ لَا شَيْءَ عَلَيْهِ". (ردالمحتار مع الدرالمختار: ج، ۲، ص، ۴۸۸، مطلب فيما يحرم بالاحرام ومالا يحرم، دار الفكر، بيروت)

"ولو ألقى على جسده قباء أو عباءة وكان بحيث لو قام أو قعد، لم يستمسك عليه إلا بمزيد عناية، لم تلزمه الفدية". (الفقه الاسلامي وأدلته: ج، ۳، ص، ۵۹۷، المبحث العاشر/محظورات الاحرام أوممنوعاته ومباحاته، دار الفكر)

Marfat.com

خود نہ پہنا ہو۔[1]

مُحرم کب جرابیں پہن سکتا ہے؟

محرم رمی وحلق کے بعد سلا کپڑا، جرابیں اور ایسے جوتے استعمال کرسکتا ہے جو پورے پاؤں کو ڈھانک لیں، البتہ طواف زیارت کے بعد جماع جائز ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا رَمَيْتُمْ وَحَلَقْتُمْ، فَقَدْ حَلَّ لَكُمُ الطِّيبُ وَالثِّيَابُ وَكُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ". [2]

ترجمہ: "جب رمی اور حلق کر چکو تو تمہارے لئے سلے کپڑے اور خوشبو اور ہر چیز حلال ہے سوائے عورتوں کے"۔

حالتِ احرام میں جرابیں پہننے کا کفارہ

جس نے حالتِ احرام میں ایسی جرابیں یا جوتے پہنے جو پیروں کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی یا دونوں ٹخنوں کو ڈھانک لیں، تو اگر اس کی یہ خلاف ورزی ایک مکمل دن یا ایک رات تک مسلسل جاری رہی، اور کامل عضو یا کم از کم چوتھائی عضو کو ڈھانپا تھا، تو اس پر دم واجب ہوگا چھوٹے جانور کے ذبح کی شکل میں۔

اور اگر ایک دن اور ایک رات سے کم وقت تک یہ خلاف ورزی ہوتی رہی تو اس پر (صدقۂ فطر کے برابر) صدقہ واجب ہوگا، اور اگر ایک گھنٹہ سے کم وقت میں جاری رہی، تو اندازاً

---

[1]....(یہاں ایسا جوتا مراد ہے جو پیر کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی اور دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لے۔ عثمانی

"وَإِذَا أَلْبَسَ الْمُحْرِمُ مُحْرِمًا أَوْ حَلَالًا مَخِيطًا أَوْ مُطَيَّبًا بِطِيبٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ بِالْإِجْمَاعِ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب المناسك/الباب الثامن في الجنايات، الفصل الثاني في اللبس، ج۱، ص۲۴۲، دار الفكر)

[2]....(مسند أحمد: مسند النساء/مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضى الله عنها، ج۴۲، ص۴۰، رقم الحديث۲۵۱۰۳، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

مٹھی بھر کی مقدار کے برابر یا اس کی قیمت کا صدقہ لازم ہوگا۔ [1]

احرام کی حالت میں جوتے کا تحفہ قبول کرنے کا حکم

حالتِ احرام میں جوتوں کا ہدیہ قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ احرام کی حالت میں ایسے جوتے پہننے منع ہیں جو پیر کے درمیان ابھری ہوئی ہڈی اور دونوں ٹخنوں کو ڈھانپ لے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَاذَا تَأْمُرُنَا أَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الإِحْرَامِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لاَ تَلْبَسُوا القَمِيصَ، وَلاَ السَّرَاوِيلاَتِ، وَلاَ العَمَائِمَ، وَلاَ البَرَانِسَ إِلَّا أَنْ يَكُونَ أَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلاَنِ، فَلْيَلْبَسِ الخُفَّيْنِ، وَلْيَقْطَعْ أَسْفَلَ مِنَ الكَعْبَيْنِ، وَلاَ تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ، وَلاَ الوَرْسُ، وَلاَ تَنْتَقِبِ المَرْأَةُ المُحْرِمَةُ، وَلاَ تَلْبَسِ القُفَّازَيْنِ". [2]

ترجمہ: "ایک شخص نے کھڑے ہوکر پوچھا یا رسول اللہ! حالت احرام میں ہمیں کون سے کپڑے پہننے کی اجازت دیتے ہیں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ قمیص پہنو نہ پاجامے، نہ عمامے اور نہ برنس۔ اگر کسی کے جوتے نہ ہوں تو موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ کر پہن لے۔ اسی طرح کوئی ایسا لباس نہ پہنو جس میں زعفران یا ورس لگا ہو۔ احرام کی حالت میں عورتیں منہ پر نقاب نہ ڈالیں اور دستانے بھی نہ پہنیں"۔

---

[1]....."أَوَّلاً: اللِّبَاسُ: مَنْ لَبِسَ شَيْئًا مِنْ مَحْظُورِ اللُّبْسِ، أَوِ ارْتَكَبَ تَغْطِيَةَ الرَّأْسِ، أَوْ غَيْرِ ذَلِكَ، فَقَالَ فُقَهَاءُ الْحَنَفِيَّةِ: إِنِ اسْتَدَامَ ذَلِكَ نَهَارًا كَامِلاً أَوْ لَيْلَةً وَجَبَ عَلَيْهِ الدَّمُ. وَكَذَا إِذَا غَطَّتِ الْمَرْأَةُ وَجْهَهَا بِسَاتِرٍ يُلاَمِسُ بَشَرَتَهَا عَلَى مَا سَبَقَ مِنَ التَّفْصِيلِ فِيهِ. وَإِنْ كَانَ أَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ أَوْ أَقَلَّ مِنْ لَيْلَةٍ فَعَلَيْهِ صَدَقَةٌ عِنْدَ الْحَنَفِيَّةِ. وَفِي أَقَلَّ مِنْ سَاعَةٍ عُرْفِيَّةٍ قَبْضَةٌ مِنْ بُرٍّ، وَهِيَ مِقْدَارُ مَا يَحْمِلُ الْكَفُّ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة، احرام، ج، ۲، ص، ۱۸۲، ۱۸۳، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب جزاء الصيد/بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الطِّيبِ لِلْمُحْرِمِ وَالْمُحْرِمَةِ، ج، ۳، ص، ۱۵، رقم الحديث، ۱۸۳۸، دار طوق النجاة)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا اونٹ کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈالنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ دَعَا بِبَدَنَةٍ فَأَشْعَرَهَا مِنْ صَفْحَةِ سَنَامِهَا الْأَيْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ عَنْهَا الدَّمَ وَقَلَّدَهَا بِنَعْلَيْنِ ثُمَّ أُتِيَ بِرَاحِلَتِهِ فَلَمَّا قَعَدَ عَلَيْهَا وَاسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ أَهَلَّ بِالْحَجِّ". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی پھر ایک اونٹ منگایا اور اس کا اشعار کیا یعنی کوہان کے داہنی طرف سے چیر دیا پھر دبا کر خون نکالا اور دو جوتے اس کے گلے میں لٹکا دیئے (ہدی کی پہچان کے لئے) اس کے بعد اپنے اونٹ پر سوار ہوئے اور بیداء پہنچ کر حج کا تلبیہ کہا"۔

رسول اللہ ﷺ کا ناجیہ اسلمیؓ کے ہاتھ ہدی بھیجنا

ناجیہ اسلمی سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مَعَهُ بِهَدْيٍ فَقَالَ إِنْ عَطِبَ مِنْهَا شَيْءٌ فَانْحَرْهُ ثُمَّ اصْبُغْ نَعْلَهُ فِي دَمِهِ ثُمَّ خَلِّ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ". [2]

ترجمہ: "رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ ہدی کے جانور روانہ فرمائے تو فرمایا اگر ان میں سے کوئی مرنے لگے تو پھر اس کو ذبح کر ڈال پھر (وہ جوتے جو قلادہ کے طور پر اس کے گلے میں لٹکے ہوئے ہیں) جوتوں کو اس کے خون سے رنگ دے پھر اس کو لوگوں کے واسطے چھوڑ دے"۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الحج /باب في الاشعار، ص، ۲۵۸، رقم الحديث، ۱۷۵۲، دار السلام)
حاشیہ: شعار کے معنی علامت اور نشانی کے آتے ہیں۔ قربانی کے جانور کی کوہان زخمی کر کے خون نکالنے کا نام اشعار ہے۔ جو اس کی کعبۃ اللہ کی نیاز ہونے کی نشانی ہے، تاکہ رستے میں کوئی اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ نہ کرے۔ عثمانی

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب المناسك /بان الهدي اذا عطب قبل أن يبلغ، ص، ۲۵۹، رقم الحديث، ۱۷۶۲، دار السلام)

Marfat.com

(باب نمبر ۶)

جوتے اور نکاح

عورتوں کے جوتے استعمال کرنے والے کی گواہی یا وکالت سے انعقاد نکاح کا حکم

عورتوں کے جوتے استعمال کرنے والے کی گواہی یا وکالت سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔[1] مگر ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کو شہادت یا وکالت جیسے اہم امور کو انجام دینے کے لئے منتخب نہ کیا جائے۔[2]

---

[1]..."(وَ)شُرِطَ (حُضُورُ)شَاهِدَيْنِ(حُرَّيْنِ)أَوْحُرٌّ وَحُرَّتَيْنِ (مُكَلَّفَيْنِ سَامِعَيْنِ قَوْلَهُمَا مَعًا)عَلَى الْأَصَحِّ (فَاهِمَيْنِ)أَنَّهُ نِكَاحٌ عَلَى الْمَذْهَبِ بَحْرٌ.(مُسْلِمَيْنِ لِنِكَاحِ مُسْلِمَةٍ وَلَوْ فَاسِقَيْنِ)". "(قوله :ولو فاسقين) (قَوْلُهُ :وَلَوْ فَاسِقَيْنِ إلَخْ)اعْلَمْ أَنَّ النِّكَاحَ لَهُ حُكْمَانِ :حُكْمُ الِانْعِقَادِ، وَحُكْمُ الْاظْهَارِ، فَالْأَوَّلُ مَا ذَكَرَهُ وَالثَّانِي إنَّمَا يَكُونُ عِنْدَ التَّجَاحُدِ، فَلَا يُقْبَلُ فِي الْإِظْهَارِ إلَّا شَهَادَةُ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُهُ فِي سَائِرِ الْأَحْكَامِ". (ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب النكاح /قبيل مطلب في عطف الخاص على العام ،ج،۳،ص، ۲۱ ،۲۲،۲۳،دارالفكر،بيروت)

"(ولا ينعقد نكاح المسلمين إلا بحضور شاهدين حرين بالغين عاقلين مسلمين) سامعين معاً قولهما فاهمين كلامهما على المذهب كما في البحر (أو رجل وامرأتين، عدولا كانوا)أي الشهود (أو غير عدول.....) لأن كل منهم أهل للولاية ليكون أهلاً للشهادة تحملا، وإنما الفائت ثمرة الأداء ؛ فلا يبالي بفواته.(اللباب في شرح الكتاب: كتاب النكاح ،ج،۳،ص،۳،۴، المكتبة العلمية،بيروت)

"يَنْعَقِدُ النِّكَاحُ بِشَهَادَةِ الْفَاسِقَيْنِ عِنْدَنَا".(بدائع الصنائع :كتاب الشهادة:مطلب : وأما بيان أن العدالة شرط قبول أصل الشهادة ،ج،۶ ،ص،۲۷۰، دارالكتب العلمية ، بيروت)

"وَيَصِحُّ بِشَهَادَةِ الْفَاسِقَيْنِ وَالْأَعْمَيَيْنِ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ".(الفتاوى الهندية: كتاب النكاح /الباب الأول، ج، ۱ ،ص، ۲۶۷، دارالفكر)

[2]..."وَصَرَّحَ فِي إصْلَاحِ الْإِيضَاحِ بِأَنَّ مَنْ قَلَّدَ فَاسِقًا يَأْثَمُ، وَإِنْ قَبِلَ الْقَاضِي شَهَادَتَهُ يَأْثَمُ".(البحرالرائق: كتاب القضاء، ج،۶ ،ص،۲۸۴، دارالكتاب الاسلامي)

"يَصِحُّ قَبُولُ شَهَادَتِهِ)لِوُجُودِ أَصْلِ الْأَهْلِيَّةِ (وَلَا تُقْبَلُ)لِمَا ذُكِرَ حَتَّى لَوْ قَبِلَ الْقَاضِي وَحَكَمَ بِهَا كَانَ آثِمًا لَكِنَّهُ يَنْفُذُ".(درر الاحكام في شرح غرر الاحكام ، كتاب القضاء ، ج،۲ ،ص،۴۰۴،دار احياء الكتب العربية)

"(ولا تقبل) (شهادة الفاسق) يعني من قلة المبالاة فالنهي للايجاب يعني يجب عدم قبول شهادته (الفاسق) لكن لو قبل صح الحكم بها ، وكان القاضي آثماً ".(حاشية الشرنبلالي علىٰ درر الاحكام ، كتاب القضاء ،ج،۲ ،ص،۴۰۴ ، داراحياء الكتب العربية)

Marfat.com

(فصل نمبرا)

جوتا بطور مہر

شوہر کا بیوی کو جوتے بطورِ مہر دینے کا حکم

کسی نے بیوی کو جوتے بطور مہر دیے اور اسکی قیمت مہر کی کم از کم مقدار کے برابر ہے تو مہر ادا ہو جائے گا۔ [1]

مرد کا عورت کو جوتے بھیج کر مہر کی ادائیگی کا دعوی کرنا

اگر مرد نے عورت کو جرابیں یا جوتے وغیرہ بھیجے اور بعد میں دعوی کیا کہ وہ جرابیں یا جوتے مہر میں تھے تو اس صورت میں مرد کا قول معتبر ہوگا۔ [2]

---

[1]....."وغير الدراهم يقوم مقامها باعتبار القيمة وقت العقد في ظاهر الرواية حتى لو تزوجها على ثوب أو مكيل أو موزون وقيمته يوم العقد عشرة فصارت يوم القبض أقل ليس لها الرد وفي العكس لها ما نقص كذا في النهر الفائق ، ولو انتقص الثوب لفوات جزء منه قبل القبض فلها الخيار ان شائت أخذته وان شائت أخذت عشرة دراهم هكذا في المحيط السرخسي ، المهر امنا يصح بكل ما هو ما متقوم والمنافع تصلح مهر غير أن الزوج اذا كان حراً وقد تزوجها على خدمته اياها جاز النكاح ويقضي لها بمهر المثل عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالىٰ هكذا في الظهيرية".(الفتاوى الهندية: كتاب النكاح/باب المهر ، ج ، ١ ، ص، ٣٣٢ ، الباب السابع ، دارالكتب العلمية ،بيروت)

"(وأقله عشرة دراهم) أي أقل المهر شرعاً للحديث لا مهر أقل من عشرة دراهم .....ومراد المصنف أن أقله عشرة أو ما يقوم مقامها بالقيمة".(البحر الرائق: كتاب النكاح/باب المهر ، ج ، ٣ ، ص ، ٢٤٩ ، ٢٥٠ ، دارالكتب العلمية ،بيروت)

مہر پر کی کم از کم قیمت پر بحث احقر کی کتاب "موبائل کے ذریعہ نکاح وطلاق" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔عثمانی

[2]....."فِي الْحُجَّةِ وَلَوْ أَرْسَلَ إلَى الْمَرْأَةِ نَافِجَةَ مِسْكٍ أَوْطِيبًا ثُمَّ قَالَ : كَانَ مِنْ الْمَهْرِ فَالْقَوْلُ قَوْلُهُ".(الفتاوى الهندية: كتاب النكاح/الباب السابع في المهر ، الفصل الثالث عشر في تكرار المهر، ج، ١ ،ص، ٣٢٣،دارالفكر)

Marfat.com

گھر سے باہر مردوں کے جوتے پہن کر جانے والی عورت کا مہر ساقط نہیں ہوتا

اگر بیوی گھر سے باہر مرد کے جوتے پہن کر جائے تو اس سے اس کا مہر ساقط نہیں ہوتا گو کہ یہ عمل قبیح ہے۔ نفس مہر تو محض نکاح سے لازم ہو جاتا ہے، پھر زوجین جب تنہائی میں اکھٹے ہوں تو مہر مؤکد ہو جاتا ہے اور اگر قبل خلوت صحیحہ تفریق ہوگئی تو نصف مہر واجب ہوگا۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....."ويتأكد (عند الوطء أو خلوة صحت) من الزوج (أو موت أحدهما)"(الدر المختار)
قوله:(ويتأكد) أي الواجب من العشرة أو الأكثر، وأفاد أن المهر وجب بنفس العقد .....(ردالمحتار: كتاب الطلاق/باب المهر، ج،۴،ص،۲۳۳، دارالكتب العلمية ،بيروت)
"والمهر يتأكد بأحد معان ثلاثة : الدخول ، والخلوة الصحيحة ، وموت أحد الزوجين سواء كان مسمى أو مهر المثل حتى لا يسقط منه شيء بعد ذلك الا بالابراء "(الفتاوى الهندية: كتاب النكاح/باب المهر ، الفصل الثاني فيما يتأكد به المهر والمتعة ، دارالكتب العلمية ،بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

جوتا اور طلاق

عورت کے پاؤں کو طلاق دینے کا حکم

اگر کسی نے اپنی عورت کے پاؤں کو طلاق دی تو واقع نہیں ہوگی۔، اس لئے کہ اس عضو سے تمام جسم تعبیر نہیں کیا جاتا۔[1]

عورت کے پاؤں کے ناخن کو طلاق دینے کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے پاؤں کے ناخن کو طلاق دی تو واقع نہیں ہوگی۔ [2]

گھر سے باہر مردوں کے جوتے پہن کر جانے والی عورت کو طلاق دینا

اگر کسی شخص کی بیوی مردوں کے جوتے پہن کر گھر سے باہر جاتی ہے اور اس کا شوہر اس کی اصلاح سے مایوس ہو گیا ہو اور اسے طلاق دینے کے بعد مہر دینے میں مشکل نہ ہو تو اس صورت میں ایسی عورت کو طلاق دینا مستحب ہے۔ [3]

---

[1]....."وَلَوْ أَضَافَ إِلَى جُزْءٍ لَا يُعَبَّرُ بِهِ عَنْ جَمِيعِ الْبَدَنِ كَمَا لَوْ قَالَ يَدُكِ أَوْ رِجْلُكِ أَوْ أُصْبُعُكِ طَالِقٌ لَا يَقَعُ كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/باب في ايقاع الطلاق، الفصل الأول في الطلاق الصريح، ج، ۱، ص، ۳۹۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....."وَلَوْ قَالَ شَعْرُكِ طَالِقٌ أَوْ ظُفْرُكِ أَوْ رِيقُكِ لَمْ تَطْلُقْ بِالْإِجْمَاعِ كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/باب في ايقاع الطلاق، الفصل الأول في الطلاق الصريح، ج، ۱، ص، ۳۹۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]....."بل يستحب لو مؤذية أو تاركة صلاة" (الدر المختار) "الظاهر أن ترك الفرائض غير الصلاة كالصلاة". (ردالمحتار: كتاب الطلاق، ج، ۴، ص، ۴۲۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

ایسے جوتے پہن کر جاتی ہو جو کہ فقط مردوں کے لئے مختص ہوں۔ عثمانی

Marfat.com

بیوی کو ''تیرا کام تیرے پاؤں میں ہے'' کہنے کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو کہا کہ تیرا کام تیرے پاؤں میں ہے تو اس سے تفویضِ طلاق صحیح نہیں، مگر نیت کے ساتھ۔[1]

اگر یہ جوتا میری بیٹی کا نہ ہو تو میری بیوی کو طلاق

ایک شخص نے اپنی بیٹی کے لئے جوتا خریدا، اور وہ ضائع ہوگیا، پس اس نے وہ جوتا کسی چھوٹی بچی کے پیروں میں دیکھا، اور کہا کہ یہ جوتا تو میری بیٹی کا ہے، بچی کے والد نے انکار کردیا اور کہا کہ یہ جوتا تو میری بچی کا ہے، چنانچہ دونوں نے اس بات پر طلاق کی قسم کھائی کہ یہ جوتا تو ان کے بچوں کا ہے، اور وہ واقعہ کی تحقیق کیے بغیر وہاں سے جدا ہوگئے تو ایسی صورت میں ان دونوں کی بیویوں میں سے کسی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔[2]

پاؤں کے ساتھ طلاق لکھنے کا حکم

ایک تندرست ہٹا کٹا آدمی اُدھار رقم لینے کیلئے ایک امیر کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے چند ماہ کیلئے پچاس ہزار روپے چاہئے۔ امیر آدمی نے سر سے پاؤں تک اس تندرست آدمی کا جائزہ لیا پھر بولا میرے پاس تو اتنی رقم نہیں ہاں البتہ ایک آدمی ہے جسے ایک بازو کی ضرورت ہے اگر تم اپنا ایک بازو کاٹ کر اسے دے دو تو تمہیں یہ رقم مل سکتی ہے اور اگر دونوں بازو کاٹ کردو گے تو ایک لاکھ روپیہ حاصل کرسکتے ہو اور اگر ایک ٹانگ دو گے تو ڈیڑھ لاکھ روپے

---

[1]....''وَلَوْ قَالَ فِي عَيْنِكِ أَوْ رِجْلِكِ أَوْ رَأْسِكِ أَوْ نَحْوِهَا لَمْ يَصِحَّ إِلَّا بِالنِّيَّةِ''. (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الباب الثالث في تفويض الطلاق، الْفَصْلُ الثَّانِي فِي الْأَمْرِ بِالْيَدِ، ج، ۱، ص، ۴۲۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

تفویضِ طلاق کی بحث ''احقر کی کتاب ''موبائل کے ذریعہ نکاح وطلاق'' میں دیکھی جاسکتی ہے۔ عثمانی

[2]....''رجل اشترى لصغيرته نعلا، فضاع فرأى برجل صغير، فقال: هو نعل بنتي، فانكر ابوه، فحلف كل واحد منهما بالطلاق أن النعل نعل ولده، وتفرقا من غير تحقق الحال، لا يقع على واحد منهما الطلاق، كما صرح به علماؤنا في كثير من الفروع المشابهة له، كذا في فتاوى الفقيه خير الدين الرملي رحمه الله. (مجموعة رسائل للنكوي: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة باليمين، فصل في اليمين، ج، ۱، ص، ۱۹۱، ۱۹۲، انتشارات شيخ السلام أحمد جام)

Marfat.com

اور اگر دونوں ٹانگیں دو گے تو دو لاکھ روپے کے مالک بن سکتے ہو۔ یعنی فی اعضا پچاس ہزار روپے مل سکتے ہیں۔ غریب آدمی اس امیر کا لیکچر سُن کر کہنے لگا آپ اپنا مشورہ اپنے پاس رکھیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ان انمول اعضاء سے نوازا ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں تمہارے دو لاکھ تو کیا کروڑوں روپے میں بھی یہ انمول اعضاء نہیں بیچ سکتا میں انہی ہاتھ پاؤں سے محنت کروں گا اور انشاء اللہ لاکھوں کماؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان انمول اعضاء سے نوازا ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں زندگی بھر کیلئے معذور ہو جاؤں نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔

اس خالق کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہمیں کام کرنے کیلئے ہاتھ پیر عطا کئے، دیکھنے کیلئے آنکھیں عطا کیں جس سے ہم قدرت کے دلربا، دلکش اور حسین مناظر دیکھ سکتے ہیں اور اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں اور نوازشات کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے جس نے اتنی اچھی زندگی عطا کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی اعضاء میں سے اگر ایک بھی کم ہو جائے تو زندگی بے لذت اور بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے لیکن اس دنیا میں ایسے معذور بچے بھی ہیں جو اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم ہیں۔

ان بچوں میں کچھ ایسے ہیں جو ہاتھ کی نعمت سے محروم ہیں، آج کل دنیا کے اکثر بیشتر ممالک میں ایسے معذوروں کو پاؤں سے کام کروانا سکھایا جاتا ہے، حتیٰ کہ انہیں پاؤں سے لکھوانا بھی سکھایا جاتا ہے، اسی طرح ہاتھ سے معذور اشخاص کو منہ سے لکھنے کی تعلیم دی جاتی ہے۔ چنانچہ جس طرح ہاتھ کے ساتھ اپنی بیوی کو لکھ کر دینے سے طلاق واقع ہو جاتی ہے اسی طرح پاؤں کے ساتھ لکھنے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور یہی حکم منہ سے لکھنے کا بھی ہے۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَمُ

---

[1]..... "عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِذَا كَتَبَ الطَّلَاقَ بِيَدِهِ، وَجَبَ عَلَيْهِ". (مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطلاق/في الرَّجُلِ يَكْتُبُ طَلَاقَ امْرَأَتِهِ بِيَدِهِ، ج۴، ص۷۹، رقم الحديث، ۱۷۹۹۸، مكتبة الرشد، الرياض)

طلاق بالکتابت کے متعلق بحث احقر کی کتاب "موبائل فون کے ذریعہ نکاح وطلاق" میں دیکھی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

(فصل نمبر۳)

جوتے اور رجعت

شوہر کا رجعت کو بیوی کے جوتے پہننے پر معلق کرنا

رجعت کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنے سے رجعت ثابت نہیں ہوتی، چنانچہ اگر کسی نے رجعت کو بیوی کے جوتے پہننے پر معلق کیا اور بیوی نے جوتے پہن لیے تو اس صورت میں رجعت درست نہیں ہوگی۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..."وَلَا يَجُوزُ تَعْلِيقُ الرَّجْعَةِ بِالشَّرْطِ بِأَنْ يَقُولَ: إِذَا جَاءَ غَدٌ فَقَدْ رَاجَعْتُكِ وَإِذَا دَخَلْتِ الدَّارَ وَإِذَا فَعَلْتِ كَذَا فَهَذَا لَا يَكُونُ رَجْعَةً إجْمَاعًا كَذَا فِي الْجَوْهَرَةِ النَّيِّرَةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به، ج۱، ص۵۰۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر۴)

جوتے اور تعلیق طلاق

شوہر کا بیوی کے جوتے پہننے پر طلاق کو معلق کرنا

شوہر نے طلاق کو بیوی کے جوتے پہننے پر معلق کیا تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر تو بیوی نے جوتے پہن لیے تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ [۱]

شوہر کا بیوی کے تسمے باندھنے پر طلاق کو معلق کرنا

شوہر نے طلاق کو بیوی کے تسمے باندھنے پر معلق کیا، اگر تو اس نے تسمے باندھ لیے تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ [۲]

''اگر تو نے اس سیڑھی پر اپنا پاؤں رکھا تو تو طالقہ ہے'' کہنے کا حکم

اگر کسی نے اپنی بیوی کو کہا اگر تو اس سیڑھی پر چڑھی یا اپنا پاؤں اس پر رکھا تو تو طلاق والی ہے، عورت نے اپنا ایک پاؤں اس پر رکھا ہی تھا کہ اسے یاد آ گیا، اور وہ لوٹ آئی تو اس سے اس کو طلاق ہو جائے گی۔ [۳]

---

[۱]....."ففي البحر: أنت طالق بدخول الدار أو بحيضك لم تطلق حتى تدخل أو تحيض".
(ردالمحتار: كتاب الطلاق /باب التعليق، مطلب:ما يكون في حكم الشرط، ج۴،ص۶۰۳،دارالكتب العلمية،بيروت)
"واذا أضافه الى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته :ان دخلت الدارفأنت طالق ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/باب في الطلاق بالشرط ونحوه ، دارالكتب العلمية، بيروت)

[۲]....(ايضاً)

[۳]....."رَجُلٌ قَالَ لِامْرَأَتِهِ:إِنْ ارْتَقَيْتِ هَذَا السُّلَّمَ أَوْ وَضَعْتِ رِجْلَكِ عَلَيْهِ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَوَضَعَتْ إِحْدَى قَدَمَيْهَا عَلَى السُّلَّمِ ثُمَّ تَذَكَّرَتْ فَرَجَعَتْ طَلَقَتْ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الْبَابُ الرَّابِعُ فِي الطَّلَاقِ بِالشَّرْطِ وَنَحْوِهِ وَفِيهِ أَرْبَعَةُ فُصُولٍ ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي تَعْلِيقِ الطَّلَاقِ بِكَلِمَةِ إنْ وَإِذَا وَغَيْرِهِمَا،ج۱،ص۴۴۱،دارالفكر)

Marfat.com

مرد کا گھر میں اپنا پاؤں داخل کرنے پر طلاق کو معلق کرنے کا حکم

مرد نے اپنے بیوی کو کہا کہ اگر میں نے اپنا پاؤں اس گھر میں رکھا تو تو طالقہ ہے، پھر مرد نے اپنا قدم اس (گھر) میں رکھا تو حانث نہیں ہوگا (یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی)۔ [۱]

مرد کا عورت کے پاؤں کو کوچہ میں رکھنے پر معلق کرنا

کسی مرد نے اپنی بیوی کو کہا کہ اگر تو اس کوچہ میں پاؤں رکھے تو تجھے طلاق، پھر عورت نے اپنا قدم اس کوچہ میں رکھا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ [۲]

مرد کا اپنی بیوی کو زبردستی اپنے بستر پر لانا اور عورت کا پاؤں زمین پر نہ لگنا

عورت اپنے بستر پر سو رہی تھی کہ اس کے شوہر نے اسے اپنے بستر پر بلایا، مگر عورت نے آنے سے انکار کر دیا، اتو مرد نے عورت سے کہا کہ اگر آج رات تو میرے بستر پر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے۔ پھر اس عورت کو اس کا شوہر زبردستی اپنے بستر پر اس طریقے سے اُٹھا کر لایا کہ عورت نے اپنا پاؤں زمین پر نہیں رکھا، پھر وہ رات بھر اپنے شوہر کے ساتھ سوئی رہی تو اس صورت میں اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ [۳]

---

[۱]....."وَلَوْ قَالَ: إِنْ وَضَعْتُ قَدَمِي فِي هَذِهِ الدَّارِ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَوَضَعَ إِحْدَى قَدَمَيْهِ فِي الدَّارِ لَا يَحْنَثُ لِأَنَّ وَضْعَ الْقَدَمِ فِي الدَّارِ صَارَ كِنَايَةً عَنْ الدُّخُولِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الْبَابُ الرَّابِعُ فِي الطَّلَاقِ بِالشَّرْطِ وَنَحْوِهِ وَفِيهِ أَرْبَعَةُ فُصُولٍ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي تَعْلِيقِ الطَّلَاقِ بِكَلِمَةِ إنْ وَإِذَا وَغَيْرِهِمَا، ج، ۱، ص، ۴۴۱، دار الفكر)

[۲]....."وَلَوْ قَالَ لِامْرَأَتِهِ: إِنْ خَرَجْتِ مِنْ هَذِهِ الدَّارِ فَأَنْتِ طَالِقٌ أَوْ وَضَعْتِ رِجْلَكِ فِي السِّكَّةِ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَوَضَعَتْ الْقَدَمَ فِي السِّكَّةِ حَنِثَتْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الْبَابُ الرَّابِعُ فِي الطَّلَاقِ بِالشَّرْطِ وَنَحْوِهِ وَفِيهِ أَرْبَعَةُ فُصُولٍ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي تَعْلِيقِ الطَّلَاقِ بِكَلِمَةِ إنْ وَإِذَا وَغَيْرِهِمَا، ج، ۱، ص، ۴۴۱، دار الفكر)

[۳]....."امْرَأَةٌ نَامَتْ فِي فِرَاشِهَا فَدَعَاهَا زَوْجُهَا إِلَى فِرَاشِهِ فَأَبَتْ فَقَالَ لَهَا: إِنْ لَمْ تَجِيءِ إِلَى فِرَاشِي اللَّيْلَةَ فَأَنْتِ طَالِقٌ فَجَاءَ بِهَا الزَّوْجُ كَرْهًا إِلَى فِرَاشِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ تَضَعَ قَدَمَهَا عَلَى الْأَرْضِ فَنَامَتْ مَعَهُ اللَّيْلَةَ لَا تَطْلُقُ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/الْبَابُ الرَّابِعُ فِي الطَّلَاقِ بِالشَّرْطِ وَنَحْوِهِ وَفِيهِ أَرْبَعَةُ فُصُولٍ، الْفَصْلُ الثَّالِثُ فِي تَعْلِيقِ الطَّلَاقِ بِكَلِمَةِ إنْ وَإِذَا وَغَيْرِهِمَا، ج، ۱، ص، ۴۳۰، دار الفكر)

Marfat.com

شوہر کا مخصوص جوتے کا ایک بیوی کے پہننے پر معلق کرنا اور دوسری بیوی کا وہ مخصوص جوتا پہننا

کسی شخص کی دو بیویاں تھیں ایک کا نام زینب اور دوسری کا عائشہ تھا اور اس نے زینب کے مخصوص جوتے پہننے پر طلاق کو معلق کیا اور زینب کی بجائے عائشہ نے وہ مخصوص جوتا پہن لیا تو کسی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ [1]

سلمی یا زینب بشرطیکہ ہیل (Heal) والے جوتے پہنے

کسی نے کہا کہ سلمی طالق ہے یا زینب بشرطیکہ ہیل (Heal) والے جوتے پہنے تو دونوں نے ہیل (Heal) والے جوتے پہنے تو اس صورت میں اس کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں جس پر چاہے طلاق واقع کردے۔ [2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....”رجل له امرأتان عمرة وزينب فقال زينب :فأجبته عمرة فقال أنت طالق ثلاثاً وقع الطلاق على التي اجابت ان كانت امرأته ، وان لم تكن امرأته بطل ؛لأنه أخرج الطلاق جواباً بالكلام التي أجابت، وان قال نويت زينب طلقت زينب ، ولو قال يا زينب أنت طالق، فلم يجبه أحد طلقت زينب “(فتاوى قاضي خان: كتاب الطلاق /ج ، ۱ ،ص،۳۹۶،دارالكتب العلمية ،بيروت)

”عن سعيد قال: سئل عن رجل قال لامرأته :ان دخلت دار فلان فأنت طالق ، فدخلت وهو لايشعر حتى مضى لذلك أشهر “.(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الطلاق /في الرجل يقول لامرأته : ان دخلت هذه الدار فأنت طالق ، فتدخل ولا يعلم ،شركة دارالقبلة ، المملكة العربية السعودية)

[2]....”ولو قال:عمرة طالق أو زينب ان دخلت الدار فدخلها خير في ايقاعه على أيتهما شاء (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق /باب في ايقاع الطلاق ج، ۱ ،ص، ۳۹۷،دارالكتب العمية، بيروت،لبنان)

Marfat.com

(فصل نمبر ۵)

جوتا اور ظہار

ظہار کو بیوی کے جرابیں پہننے پر معلق کرنا

اپنی بیوی کے ساتھ ظہار کی تعلیق صحیح ہے چنانچہ اگر کسی نے ظہار کو بیوی کے جرابیں پہننے پر معلق کیا اور بیوی نے جرابیں پہن لیں تو اس صورت میں ظہار صحیح ہو جائے گا۔ [1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..."يصح ظهار زوجته تعليقاً بأن قال ان دخلت الدار أو كلمت فلاناً فانت طالق على كظهر امي كذا في البدائع ".(الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق /الباب التاسع،في الظهار، ج، ۱ ،ص،۵۳۷، دارالكتب العلمية ،بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۶)

جوتا اور عدت

معتدہ کا جوتوں کی دوکان (Shoe Shop) پر کام کرنا

عورت بلا ضرورت شرعی گھر سے باہر نہیں جاسکتی خواہ عدت طلاق کی ہو یا وفات کی، البتہ فقہاء نے ایسی ضرورت کے لئے گھر سے نکلنے کی اجازت دی ہے جس میں اس کے جائے بغیر مسئلہ حل نہ ہوتا ہو مگر رات کو گھر واپس آنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر معتدہ باپردہ ہو کر جوتوں کی دوکان (Shoes Shop) میں کام کرتی ہو تو دوران عدت اس کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے اگر خرچ کا انتظام نہ ہو۔[1]

---

[1]..."(وَتَعْتَدَّانِ)أَيْ مُعْتَدَّةُ طَلَاقٍ وَمَوْتٍ (فِي بَيْتٍ وَجَبَتْ فِيهِ)وَلَا يَخْرُجَانِ مِنْهُ (إلَّا أَنْ تَخْرُجَ أَوْ يَتَهَدَّمَ الْمَنْزِلُ، أَوْ تَخَافَ)انْهِدَامَهُ، أَوْ(تَلَفَ مَالِهَا، أَوْ لَا تَجِدَ كِرَاءَ الْبَيْتِ) وَنَحْوَ ذَلِكَ مِنْ الضَّرُورَاتِ فَتَخْرُجُ لِأَقْرَبِ مَوْضِعٍ إلَيْهِ".(الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الطلاق/باب العدة، ج،۵،ص ،۲۲۵،دارالكتب العلمية ،بيروت)

"(وَمُعْتَدَّةُ مَوْتٍ تَخْرُجُ فِي الْجَدِيدَيْنِ وَتَبِيتُ)أَكْثَرَ اللَّيْلِ (فِي مَنْزِلِهَا)وفي الشامية:وَأَمَّا الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا فَلِأَنَّهُ لَا نَفَقَةَ لَهَا فَتَحْتَاجُ إلَى الْخُرُوجِ نَهَارًا لِطَلَبِ الْمَعَاشِ".(رد المحتارمع الدرالمختار: كتاب الطلاق/مطلب:الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، ج،۳،۵۳۶،دارالفكر)

"(قَوْلُهُ وَمُعْتَدَّةُ الْمَوْتِ تَخْرُجُ يَوْمًا وَبَعْضَ اللَّيْلِ)لِتَكْتَسِبَ لِأَجْلِ قِيَامِ الْمَعِيشَةِ؛ لِأَنَّهُ لَا نَفَقَةَ لَهَا حَتَّى لَوْ كَانَ عِنْدَهَا كِفَايَتُهَا صَارَتْ كَالْمُطَلَّقَةِ فَلَا يَحِلُّ لَهَا أَنْ تَخْرُجَ لِزِيَارَةٍ وَلَا لِغَيْرِهَا لَيْلًا وَلَا نَهَارًا ..... فَقَالُوا لَا تَخْرُجُ الْمُعْتَدَّةُ عَنْ طَلَاقٍ أَوْ مَوْتٍ إلَّا لِضَرُورَةٍ؛ لِأَنَّ الْمُطَلَّقَةَ تَخْرُجُ لِلضَّرُورَةِ بِحَسْبِهَا لَيْلًا كَانَ أَوْ نَهَارًا وَالْمُعْتَدَّةُ عَنْ مَوْتٍ كَذَلِكَ".(البحرالرائق: كتاب الطلاق/فصل في الاحداد، ج،۴،ص،۲۵۸،۲۵۹، دارالكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

معتدہ کا جوتے خریدنے کے لئے گھر سے باہر جانا

عدت کے دوران معتدہ جوتے وغیرہ خریدنے کے لئے باہر نہیں جاسکتی۔ یہ کام تو کسی اور کے ذریعہ بھی ہوسکتا ہے۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..... "إِنْ كَانَتْ مُعْتَدَّةً مِنْ نِكَاحٍ صَحِيحٍ وَهِيَ حُرَّةٌ مُطَلَّقَةٌ بَالِغَةٌ عَاقِلَةٌ مُسْلِمَةٌ، وَالْحَالَةُ حَالَةُ الِاخْتِيَارِ فَإِنَّهَا لَا تَخْرُجُ لَيْلًا وَلَا نَهَارًا سَوَاءٌ كَانَ الطَّلَاقُ ثَلَاثًا أَوْ بَائِنًا أَوْ رَجْعِيًّا كَذَا فِي الْبَدَائِعِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطلاق/باب الحداد، ج۱، ص۵۵۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

(باب نمبر ۷)

پیر اور قسم ونذر

زید کا گھر میں پاؤں نہ رکھنے کی قسم کھانا

کسی تنازع میں زید نے بکر سے کہا کہ اللہ کی قسم! میں آپ کے گھر میں پیر نہیں رکھوں گا، اور یہ الفاظ کہتے ہوئے اشارہ بھی نہیں کیا کہ یہ گھر، تو ایسی صورت میں اگر وہ بکر کے دوسرے گھر میں جاتا ہے یا بکر کے گھر کو مسمار کر دیا جائے اور نئے گھر میں داخل ہو تو حانث ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے کہ زید نے چونکہ قسم کھاتے ہوئے گھر کی طرف اشارہ نہیں کیا تھا، لہذا زید بکر کے دوسرے مکان میں داخل ہونے سے حانث ہوگا، اگرچہ بکر اس مکان میں رہائش پذیر نہیں ہے، مزید برآں نئے مکان بنانے کی صورت میں بھی زید حانث ہو جائے گا۔[1]

کسی کا پیدل حج اور عمرہ کرنے کی نذر ماننے کا شرعی حکم

اگر کسی نے پیدل حج یا عمرہ کرنے کی نذر مانی تو اس میں تفصیل یوں ہے کہ اس کے لئے اس نذر کو پورا کرنا لازم ہے، ہاں البتہ اگر فاصلہ بہت زیادہ ہو اور ناذر (یعنی نذر ماننے والے)

---

[1]..."وَلَوْحَلَفَ لَا يَدْخُلُ دَارَ فُلَانٍ وَلَمْ يَنْوِ شَيْئًا ..... وَإِنْ دَخَلَ دَارًا مَمْلُوكَةً لِفُلَانٍ وَفُلَانٌ لَا يَسْكُنُهَا حَنِثَ أَيْضًا". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الْبَابُ الثَّالِثُ فِي الْيَمِينِ عَلَى الدُّخُولِ وَالسُّكْنَى وَغَيْرِهِمَا، ج، ۲، ص، ۷۰، دار الفكر)

"(قَوْلُهُ: لَا يَأْكُلُ طَعَامَ زَيْدٍ أَوْ لَا يَدْخُلُ دَارِهِ .....وَإِنْ لَمْ يُشِرْ لَا يَحْنَثُ بَعْدَ الزَّوَالِ وَحَنِثَ بِالْمُتَجَدِّدِ.....وَالْحَاصِلُ أَنَّهُ إِذَا أَضَافَ، وَلَمْ يُشِرْ لَا يَحْنَثُ بَعْدَ الزَّوَالِ .....وَيَحْنَثُ فِي الْمُتَجَدِّدِ بَعْدَ الْيَمِينِ". (البحر الرائق: كتاب الأيمان/ بَابُ الْيَمِينِ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاللُّبْسِ وَالْكَلَامِ، ج، ۴، ص، ۳۶۵، ۳۶۶، دار الكتاب الاسلامي)

"أَنَّ الْإِشَارَةَ كَمَا تُفِيدُ التَّعْرِيفَ يَحْصُلُ بِهَا التَّخْصِيصُ أَيْضًا، وَهَذَا لَا يَحْصُلُ بِالْإِضَافَةِ وَحْدَهَا، فَإِنَّهُ لَوْ قَالَ عَبْدُ فُلَانٍ انْعَقَدَتْ عَلَى كُلِّ عَبْدٍ لَهُ". (فتح القدير: ج، ۵، ص، ۱۵۳، دار الفكر)

Marfat.com

کے لئے چلنا دشوار ہو جائے تو وہ سوار ہو جائے اور ایک دم دے دے جس کی کم سے کم مقدار ایک بکری ہے۔ مزید برآں اگر اس نے سوار ہو کر حج اور عمرہ کر لیا (یعنی چلے بغیر ادا کر لیا) تو تب بھی اس کی نذر پوری ہو جائے گی البتہ اس پر دم واجب ہوگا۔

چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ:

"أَنَّ أُخْتَ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، نَذَرَتْ أَنْ تَمْشِيَ، إِلَى الْبَيْتِ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْ تَرْكَبَ وَتُهْدِيَ هَدْيًا". [1]

ترجمہ: "عقبہ بن عامر کی بہن نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو نبی کریم ﷺ نے اسے سوار ہونے اور ہدی دینے کا حکم فرمایا"۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"فَإِذَا نَذَرَ أَحَدُكُمْ أَنْ يَحُجَّ مَاشِيًا فَلْيُهْدِ هَدْيًا وَلْيَرْكَبْ". [2]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی ایک پیدل حج کرنے کی نذر مانے تو ہدی دے اور سوار ہو جائے"۔

حضرت علی فرماتے ہیں کہ:

فِيمَنْ نَذَرَ أَنْ يَمْشِيَ إِلَى الْبَيْتِ قَالَ: يَمْشِي، فَإِذَا أَعْيَى رَكِبَ، وَيَهْدِي جَزُورًا". [3]

ترجمہ: "وہ پیدل چلے جب تھک جائے تو سوار ہو جائے اور اونٹ ہدی کر دے"۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الأيمان والنذور/باب من رأى عليه كفارة اذا كان في معصية، ج،۳،ص،۲۳۴،رقم الحديث،۳۲۹۶،المكتبة العصرية،صيدا،بيروت)

[2]....(السنن الكبرى: كتاب النذور/باب الهدي فيما ركب والختلاف الروايات فيه، ج، ۱۰،ص، ۱۳۸،رقم الحديث،۲۰۱۲۵،دارالكتب العلمية، بيروت)

[3]....(مصنف عبد الرازاق: كتاب الأيمان والنذور/باب من نذر مشيا لم عجز، ج،۸،ص،۴۵۰،رقم الحديث،۱۵۸۶۹،المكتب الاسلامي،بيروت)

Marfat.com

جنازے کے پیچھے چلنے کی نذر ماننے کا حکم

اگر کوئی شخص جنازہ کے پیچھے چلنے، وضو کرنے، غسل کرنے، مسجد میں داخل ہونے، قرآنِ مجید کو ہاتھ لگانے، اذان کہنے کی نذر مانے تو یہ نذر درست نہیں، کیونکہ اگرچہ یہ تمام افعال عبادت کے امور میں سے ہیں لیکن عبادت میں مقصود بالذات نہیں۔ البتہ نماز، روزے حج، عمرے، ان دونوں کے لئے احرام باندھنے، غلام کی آزادی، اونٹ اور ہدی کی قربانی کرنے اور اعتکاف وغیر کی نذر ماننا صحیح ہے۔ اس لئے کہ یہ تمام افعال عبادت میں مقصود بالذات ہیں۔[1]

زمین پر نہ چلنے کی قسم کھانا پھر جوتا یا موزہ پہن کر زمین پر چلنے کا حکم

اگر کسی شخص نے یہ قسم کھائی کہ وہ زمین پر نہیں چلے گا، پھر جوتا یا موزہ پہن کر زمین پر چلا تو اس صورت میں وہ حانث ہو جائے گا۔ ہاں البتہ اگر وہ ایسی چٹائی پر چلا جو زمین پر بچھائی گئی ہے تو اس صورت میں وہ حانث نہیں ہوگا۔ اور اگر اجاڑ پر جوتا پہن کر یا ننگے پاؤں چلا تو حانث ہو گا۔[2]

قسم کھانے والے کو زبردستی پاؤں پر چل کر گھر میں داخل ہونے پر مجبور کرنا

کسی آدمی نے یہ قسم کھائی کہ وہ اپنے پاؤں پر چل کر گھر میں داخل نہیں ہوگا تو اگر اس کو اپنے

---

[1]....."(وَمِنْهَا)أَنْ يَكُونَ قُرْبَةً مَقْصُودَةً، فَلَا يَصِحُّ النَّذْرُ بِعِيَادَةِ الْمَرْضَى وَتَشْيِيعِ الْجَنَائِزِ وَالْوُضُوءِ وَالِاغْتِسَالِ وَدُخُولِ الْمَسْجِدِ وَمَسِّ الْمُصْحَفِ وَالْأَذَانِ وَبِنَاءِ الرِّبَاطَاتِ وَالْمَسَاجِدِ وَغَيْرِ ذَلِكَ وَإِنْ كَانَتْ قُرَبًا؛ لِأَنَّهَا لَيْسَتْ بِقُرَبٍ مَقْصُودَةٍ وَيَصِحُّ النَّذْرُ بِالصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَالْإِحْرَامِ بِهِمَا وَالْعِتْقِ وَالْبَدَنَةِ وَالْهَدْيِ وَالِاعْتِكَافِ وَنَحْوِ ذَلِكَ؛ لِأَنَّهَا قُرَبٌ مَقْصُودَةٌ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ :مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ تَعَالَى فَلْيُطِعْهُ".(بدائع الصنائع: كتاب النذر/بيان ركن النذر وشرائطه ،ج، ٥،ص،٨٣،دارالكتب العلمية ، بيروت)

[2]....."وَلَوْ حَلَفَ لَا يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ فَمَشَى عَلَيْهَا بِنَعْلٍ أَوْ خُفٍّ يَحْنَثُ وَلَوْ مَشَى عَلَى بِسَاطٍ لَمْ يَحْنَثْ وَلَوْ مَشَى عَلَى ظَهْرِ إجَّارٍ حَافِيًا أَوْ مُنْتَعِلًا يَحْنَثُ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ.".(الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/باب في اليمين على الخروج والاتيان والركوب،ج،٢،ص،٨٩، دارالكتب العلمية ، بيروت)

Marfat.com

پاؤں پر چل کر گھر میں داخل ہونے پر مجبور کیا گیا اور وہ (اپنے پاؤں پر چل کر) داخل ہو گیا تو اس صورت میں وہ حانث ہوگا۔ [1]

صاحبِ پاپوش سے کلام نہیں کروں گا

اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ وہ صاحبِ پاپوش (جوتا پہننے والے) سے کلام نہیں کرے گا پھر اس سے اس وقت کلام کیا جب وہ ان جوتوں کو فروخت کر چکا تھا تو حانث ہو جائے گا۔ اور اگر جوتے خریدنے والے سے کلام کیا تو حانث نہیں ہوگا۔ [2]

موزہ نہ پہننے کی قسم اٹھائی پھر ایک پاؤں موزے میں داخل کرنے کا حکم

اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ وہ پاجامہ یا موزہ نہ پہنے گا، پھر اس نے ایک پاؤں موزے یا پاجامہ میں داخل کیا تو اس صورت میں حانث نہیں ہوگا۔ [3]

زبردستی جوتا پہنانا

اگر کسی نے جوتا نہ پہننے کی قسم کھائی، پھر اسے مجبور کر کے جوتا پہنایا گیا تو وہ حانث نہیں ہوگا۔ اگر پہننے کے بعد وہ جوتا اتارنے پر قادر تھا، تو اس نے اتارا نہیں تو اس صورت میں حانث ہو گا۔ [4]

---

[1]....."وَلَوْ أُكْرِهَ عَلَى أَنْ يَخْرُجَ أَوْ يَدْخُلَ بِرِجْلِهِ فَفَعَلَ حَنِثَ كَذَا فِي التُّمُرْتَاشِيِّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الباب الرابع في اليمين على الخروج والاتيان والركوب وغير ذلك، ج،۲،ص،۷۸،دار الفكر)

[2]....."رَجُلٌ حَلَفَ لَا يُكَلِّمُ صَاحِبَ هَذَا الطَّيْلَسَانِ فَكَلَّمَهُ بَعْدَمَا بَاعَ الطَّيْلَسَانَ حَنِثَ بِالْإِجْمَاعِ وَإِنْ كَلَّمَ مُشْتَرِي الطَّيْلَسَانِ لَا يَحْنَثُ كَذَا فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِقَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الباب االسادس في اليمين على الكلام ،ج، ۲،ص،۹۹، دار الفكر)

[3]....."وَلَوْ حَلَفَ أَنْ لَا يَلْبَسَ السَّرَاوِيلَ أَوْالْخُفَّيْنِ فَأَدْخَلَ إحْدَى رِجْلَيْهِ فِي السَّرَاوِيلِ أَوْ لَبِسَ إحْدَى خُفَّيْهِ لَا يَكُونُ حَانِثًا". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الباب االعاشر في اليمين في لبس الثياب والحلي،ج ،۲،ص،۱۳۸، دار الفكر)

[4]....."فِي الْمُلْتَقَطِ إذَا حَلَفَ لَا يَلْبَسُ فَلَبِسَ مُكْرَهًا لَا يَحْنَثُ فَإِنْ قَدَرَ عَلَى نَزْعِهِ فَلَمْ يَنْزِعْهُ فَهُوَ لَابِسٌ،كَذَا فِي التَّتَارْخَانِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الباب االعاشر في اليمين في لبس الثياب والحلي وغير ذلك،ج ،۲،ص،۱۳۸، دار الفكر)

Marfat.com

سیاہ نہ پہننے کی قسم کھانا

اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ سیاہ نہیں پہنے گا تو یہ قسم خالص کپڑوں پر واقع ہوگی، چنانچہ اگر کسی نے کالی ٹوپی، کالے موزے یا جوتے یا کالی پوستین پہن لی تو اس صورت میں وہ حانث نہ ہو گا۔ اور اگر اس نے یوں کہا کہ سیاہ کے علاوہ کچھ نہ پہنوں گا تو اس صورت میں سیاہ ٹوپی، کالے موزے اور جوتے پہننے سے حانث ہو جائے گا۔ [1]

جوتا نہ پہننے کا حلف اُٹھانا

کسی نے قسم اٹھائی کہ وہ یہ جوتا نہیں پہنے گا، پھر اس نے اس کا تسمہ توڑ کر دوسرا تسمہ ڈال دیا، اور اسے پہن لیا، تو اس صورت میں وہ حانث ہو جائے گا۔ [2]

دسویں محرم کو جوتا نہ پہننے کی منت

اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں دسویں محرم کو ہمیشہ جوتے نہیں پہنوں گا، تو اس کی یہ منت صحیح نہیں، مزید برآں اس کو پورا کرنا بھی لازم نہیں ہے۔ [3]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....."عَنْ أَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى حَلَفَ لَا يَلْبَسُ السَّوَادَ فَهَذَا عَلَى الثِّيَابِ وَلَوْ لَبِسَ قَلَنْسُوَةً أَوْ خُفَّيْنِ أَوْ نَعْلَيْنِ أَسْوَدَيْنِ أَوْ فَرْوَةً سَوْدَاءَ لَا يَحْنَثُ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ. وَلَوْ قَالَ: لَا أَلْبَسُ شَيْئًا مِنَ السَّوَادِ فَإِنَّهُ يَحْنَثُ فِي قَلَنْسُوَةٍ وَالْخُفَّيْنِ الْأَسْوَدَيْنِ وَالْفَرْوِ الْأَسْوَدِ وَغَيْرِهَا، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ". (الفتاوى الهندية: كتاب الأيمان/الباب العاشر في اليمين في لبس الثياب والحلي وغير ذلك، ج۲، ص، ۱۳۹، دار الفكر)

[2]....."حلف لا يلبس هذا النعل، فقطع شراكها وشركها بآخر، ثم لبسه يحنث، كذا في البزازية". (مجموعة رسائل للنكوي: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة باليمين، فصل في اليمين، ج۱، ص، ۱۹۱، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[3]....."وفي القياس لا يلزمه شيء لأنه التزم ما ليس بقربة واجبة ولا مقصودة في الأصل". (الهداية: كاتب الأيمان/باب اليمين في الحج والصلاة والصوم، ج۲، ص، ۳۳۵، دار احياء التراث العربي، بيروت، لبنان)

Marfat.com

(باب نمبر ۸)

جوتا اور تجارت

مالِ حرام سے خریدے ہوئے جوتے کا استعمال بھی حرام ہے

اگر کسی شخص نے حرام مال سے جوتا خریدا ہے تو اس کا استعمال بھی حرام ہے۔[1]

جوتے کو جوتے کے بدلے خرید وفروخت کرنے کا حکم

دو مختلف کمپنیوں کے جوتے باہم فروخت کرنا, مثلاً ایڈی ڈاس (Adidas) کو کلارکس (Clarks) کے بدلے فروخت کرنا)، اسی طرح ایک کمپنی کے مختلف سیریل کے جوتے یا چپل باہم نقد فروخت کرنا جائز ہے۔ خواہ دونوں طرف سے جوتے ہوں یا ایک طرف سے جوتے ہوں اور دوسری طرف سے جوتوں کے ساتھ کچھ نقدی ہو۔[2]

ایک ہی کمپنی (Company) کے ایک ہی سیریل (Serial) کے جوتے باہم نقد فروخت کرنا تو جائز ہے، خواہ دونوں طرف سے جوتے ہوں یا ایک طرف سے جوتے ہوں اور دوسری طرف سے جوتے کے ساتھ کچھ نقدی ہو۔ البتہ ادھار فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ "لاتحاد الجنس ".[3]

---

[1]....."قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ :نقل ط عن الحموي عن صدر الاسلام :أن الصحيح لا يحل له الأكل ولا الوطء ؛لأن في السبب نوع خبث اه. فليتأمل".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الغصب /مطلب :شرى داراً وسكنها فظهرت لوقف أو يتيم وجب الأجر وهو المُعتمَد ،ج۹،ص،۲۷۸،دارالكتب العلمية،بيروت)

[2]....."وَاخْتِلَافُ الْجِنْسِ يُعْرَفُ بِاخْتِلَافِ الِاسْمِ الْخَاصِّ وَاخْتِلَافِ الْمَقْصُودِ ..... وَالثَّوْبُ الْهَرَوِيُّ وَالْمَرْوِيُّ بِسُكُونِ الرَّاءِ جِنْسَانِ لِاخْتِلَافِ الصَّنْعَةِ وَقِيَامِ الثَّوْبِ بِهَا".(البحر الرائق : كتاب البيع /باب الربا، ج،٦،ص،۱۳۸،دارالكتاب الاسلامي)

[3]....."فَلَوْ بَاعَ خَمْسَةَ أَذْرُعٍ مِنْ الْهَرَوِيِّ بِسِتَّةِ أَذْرُعٍ مِنْهُ أَوْ بَيْضَةً بِبَيْضَتَيْنِ جَازَ لَوْ يَدًا بِيَدٍ لَا لَوْ نَسِيئَةً".(ردالمحتارمع الدر المختار: كتاب البيوع /باب الربا،مطلب في الابراء عن الربا، ج،۵،ص،۱۷۰، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

جوتوں میں بیع استصناع

استصناع بیع کی ایک قسم ہے، استحساناً درست ہے، اور قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ جائز نہ ہو، اس لئے کہ یہ ایک ایسی چیز کو فروخت کرنا ہے جو دوسرے شخص (بائع) کے پاس نہیں اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ نے جو چیز انسان کے پاس موجود نہ ہو اس کو فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، البتہ ''بیع سلم'' میں اس کی اجازت دی ہے، مگر لوگوں کے اس پر اجماع کی بناء پر استحسان کی رو سے یہ بیع جائز ہے۔ وہ اس طرح کہ لوگ ہر زمانے میں ایسا کرتے رہے ہیں اور کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی۔ اس حوالے سے گویا امت کا اس کے جائز ہونے پر اجماع ہو گیا، اجماع امت ایک اہم اور مضبوط حجت ہے، جس سے کسی چیز کا جائز اور ناجائز ہونا ثابت ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''إِنَّ اللَّهَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي أَوْ قَالَ: أُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ضَلَالَةٍ، وَيَدُ اللَّهِ مَعَ الجَمَاعَةِ، وَمَنْ شَذَّ شَذَّ إِلَى النَّارِ''.[1]

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا امت محمدیہ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے جبکہ جو شخص جماعت سے جدا ہوا وہ آگ میں ڈال دیا گیا''۔

اور جہاں اجماع ہو وہاں قیاس کو چھوڑ دیا جاتا ہے، جیسا کہ حمام میں داخل ہونے کی صورت میں قیاس کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص حمام میں اجرت دے کر داخل ہو تو اس کا یہ فعل از روئے اجماع صحیح ہے حالانکہ وہ اس میں نہ تو نہانے کی مدت بیان کرتا ہے اور نہ ہی اس پانی کی مقدار کو متعین کرتا ہے جو وہ حمام میں داخل ہونے کے بعد استعمال کرے گا۔ اسی

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب الفتن/بَابُ مَا جَاءَ فِي لُزُومِ الجَمَاعَةِ، ج۴، ص۴۶۶، رقم الحديث۲۱۶۷، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

طرح اگر کوئی شخص ماشکی سے پانی پئے تو پانی کو متعین کیے بغیر بھی اس کا معاملہ صحیح ہے۔

اسی طرح سبزیوں اور چھوٹی موٹی خریداری کی اشیاء ایجاب وقبول نہیں ہوتا، مگر اس کے باوجود خرید وفروخت درست ہے تو یہی حکم بیع استصناع میں بھی لاگو ہوگا۔

اس کے علاوہ بیع استصناع لوگوں کی بھی ضرورت ہے، کیونکہ کبھی کبھار انسان کو کسی مخصوص جنس، کسی خاص نوع کسی مخصوص سائز اور کسی خاص رنگ وغیرہ کے موزے یا جوتے کی ضرورت ہوتی ہے، اور شاذ ونادر ایسا ہوتا ہے کہ ایسا جوتا پہلے سے بنا بنایا مل جائے، لہذا اسے آرڈر پر بنوانا پڑتا ہے۔ اور اگر ایسا جائز نہ ہو تو لوگوں کو تنگی پیش آئے گی۔ [1]

حدیث سے بیع استصناع کا ثبوت

ابوحازم بن دینار نے بیان کیا کہ:

"أَنَّ رِجَالًا أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ، وَقَدْ امْتَرَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِمَّ عُودُهُ، فَسَأَلُوهُ عَنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِمَّا هُوَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ أَوَّلَ يَوْمٍ وُضِعَ، وَأَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى فُلَانَةَ امْرَأَةٍ

---

[1]..."وقال أبو حنيفة وصاحباه: يجوز الاستصناع للتعامل الراجح الى الاجماع العملي من لدن رسول الله ﷺ الى هذا الزمان من غير نكير". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالبيع، فصل في البيع، ج۱، ص۱۹۴، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

"وَأَمَّا جَوَازُهُ، فَالْقِيَاسُ: أَنْ لَا يَجُوزَ؛ لِأَنَّهُ بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْإِنْسَانِ، لَا عَلَى وَجْهِ السَّلَمِ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْإِنْسَانِ، وَرَخَّصَ فِي السَّلَمِ، وَيَجُوزُ اسْتِحْسَانًا؛ لِإِجْمَاعِ النَّاسِ عَلَى ذَلِكَ؛ لِأَنَّهُمْ يَعْمَلُونَ ذَلِكَ فِي سَائِرِ الْأَعْصَارِ مِنْ غَيْرِ نُكْرٍ.....وَالْقِيَاسُ يُتْرَكُ بِالْإِجْمَاعِ، وَلِهَذَا تُرِكَ الْقِيَاسُ فِي دُخُولِ الْحَمَّامِ بِالْأَجْرِ، مِنْ غَيْرِ بَيَانِ الْمُدَّةِ، وَمِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي يُسْتَعْمَلُ، وَفِي قَطْعِهِ الشَّارِبَ لِلسَّقَّاءِ، مِنْ غَيْرِ بَيَانِ قَدْرِ الْمَشْرُوبِ، وَفِي شِرَاءِ الْبَقْلِ، وَهَذِهِ الْمُحَقَّرَاتُ كَذَا هَذَا؛ وَلِأَنَّ الْحَاجَةَ تَدْعُو إِلَيْهِ؛ لِأَنَّ الْإِنْسَانَ قَدْ يَحْتَاجُ إِلَى خُفٍّ، أَوْ نَعْلٍ مِنْ جِنْسٍ مَخْصُوصٍ، وَنَوْعٍ مَخْصُوصٍ، عَلَى قَدْرٍ مَخْصُوصٍ وَصِفَةٍ مَخْصُوصَةٍ، وَقَلَّمَا يَتَّفِقُ وُجُودُهُ مَصْنُوعًا؛ فَيَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يَسْتَصْنِعَ، فَلَوْ لَمْ يَجُزْ؛ لَوَقَعَ النَّاسُ فِي الْحَرَجِ". (بدائع الصنائع: كتاب الاستصناع/فصل في جواز الاستصناع، ج۵، ص۲ الى ۳، دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ سَمَّاهَا سَهْلُ مُرِی غُلَامَکِ النَّجَّارَ، أَنْ يَعْمَلَ لِي أَعْوَادًا، أَجْلِسُ عَلَيْهِنَّ إِذَا كَلَّمْتُ النَّاسَ فَأَمَرَتْهُ فَعَمِلَهَا مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ، ثُمَّ جَاءَ بِهَا، فَأَرْسَلَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهَا فَوُضِعَتْ هَا هُنَا، ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ رَكَعَ وَهُوَ عَلَيْهَا، ثُمَّ نَزَلَ الْقَهْقَرَى، فَسَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ، فَلَمَّا فَرَغَ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّمَا صَنَعْتُ هَذَا لِتَأْتَمُّوا وَلِتَعَلَّمُوا صَلَاتِي". [1]

ترجمہ: "کچھ لوگ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا آپس میں اس پر اختلاف تھا کہ منبر نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی لکڑی کس درخت کی تھی۔ اس لیے سعد رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا اللہ گواہ ہے میں جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی کا تھا۔ پہلے دن جب وہ رکھا گیا اور سب سے پہلے جب اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تو میں اس کو بھی جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی فلاں عورت کے پاس جن کا سعد رضی اللہ عنہ نے نام بھی بتایا تھا۔ آدمی بھیجا کہ وہ اپنے بڑھئی غلام سے میرے لیے لکڑی جوڑ دینے کے لیے کہیں۔ تاکہ جب مجھے لوگوں سے کچھ کہنا ہو تو اس پر بیٹھا کروں چنانچہ انہوں نے اپنے غلام سے کہا اور وہ غابہ کے جھاؤ کی لکڑی سے اسے بنا کر لایا۔ انصاری خاتون نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیج دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہاں رکھوایا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر (کھڑے ہو کر) نماز پڑھائی۔ اسی پر

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الجمعة/بَابُ الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، ج۲، ص۹، رقم الحديث، ۹۱۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

کھڑے کھڑے تکبیر کہی۔ اسی پر رکوع کیا۔ پھر الٹے پاؤں لوٹے اور منبر کی جڑ میں سجدہ کیا اور پھر دوبارہ اسی طرح کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کو خطاب فرمایا۔ لوگو! میں نے یہ اس لیے کیا کہ تم میری پیروی کرو اور میری طرح نماز پڑھنی سیکھ لو"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا فَقَالَ: إِنَّا قَدِ اتَّخَذْنَا خَاتَمًا، وَنَقَشْنَا عَلَيْهِ نَقْشًا، فَلَا يَنْقُشْ عَلَيْهِ أَحَدٌ، وَإِنِّي لَأَرَى بَرِيقَهُ فِي خِنْصَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [1]

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ نے ایک انگوٹھی بنوائی اور فرمایا کہ ہم نے ایک انگوٹھی بنوائی ہے، اور اس پر ایک نقش کندہ کرایا ہے، پس کوئی ایسا نقش کندہ نہ کرائے، اور راوی کہتے ہیں کہ میں اس انگوٹھی کی چمک آپ ﷺ کی چھنگلی میں دیکھ رہا ہوں"۔

مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جوتوں میں بیع استصناع جائز ہے، استصناع کے معنی ہے کہ مینوفیکچرر (Manufaturer) کو خریدار کے لئے کسی مخصوص اور متعین چیز کا آرڈر دینا۔ اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ دوکاندار کسی کاریگر کو بیانہ دے کر آرڈر پر کوئی چیز بنواتے ہیں، یا کبھی مال حاصل کرنے کے بعد اس کو رقم دے دیتے ہیں، اور کاریگر وقت ملنے پر چیز تیار کر دیتا ہے، اور اس کی کوئی تاریخ طے نہیں ہوتی۔ [2]

---

[1]....(سنن النسائي: كتاب الزينة/موضع الخاتم، ج،۸، ص،۱۹۳، رقم الحديث، ۵۲۸۲، مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

[2]...."أَمَّا صُورَةُ الِاسْتِصْنَاعِ فَهِيَ أَنْ يَقُولَ إِنْسَانٌ لِصَانِعٍ مِنْ خَفَّافٍ أَوْ صَفَّارٍ أَوْ غَيْرِهِمَا: اعْمَلْ لِي خُفًّا، أَوْ آنِيَةً مِنْ أَدِيمٍ أَوْ نُحَاسٍ، مِنْ عِنْدِكَ بِثَمَنِ كَذَا، وَيُبَيِّنُ نَوْعَ مَا يَعْمَلُ وَقَدْرَهُ وَصِفَتَهُ، فَيَقُولُ الصَّانِعُ: نَعَمْ". (بدائع الصنائع: كتاب الاستصناع/فصل في جواز الاستصناع، ج، ۵، ص، ۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

جوتا بنانے کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم

شریعتِ مطہرہ جوتا بنانے کا پیشہ اختیار کرنے سے نہیں روکتی [1]، مزید یہ کہ جوتا بنانے کا پیشہ استصناع میں داخل ہے، اور فقہاء کرام نے صناعت کو درست قرار دیا ہے، بلکہ اس کا شمار افضل پیشوں میں فرمایا ہے۔ اس پیشے کو اختیار کرتے ہوئے معاملات میں صفائی اور اہتمام طہارت ضروری ہے۔ [2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..."وَأَفْضَلُ أَسْبَابِ الْكَسْبِ الْجِهَادُ ثُمَّ التِّجَارَةُ ثُمَّ الزِّرَاعَةُ ثُمَّ الصِّنَاعَةُ كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الكراهية/الباب الخامس عشر في الكسب، ج۵، ص۴۳۹، دار الفكر)

"قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: كل أنواع الكسب في الاباحة سواء". الدر المختار: كتاب الصيد، ج۶، ص۴۶۲، سعيد)

[2]..."فَالْمُرَادُ مِنْ قَوْلِهِمْ كُلُّ أَنْوَاعِ الْكَسْبِ فِي الْإِبَاحَةِ سَوَاءٌ أَنَّهَا بَعْدَ أَنْ لَمْ تَكُنْ بِطَرِيقٍ مَحْظُورٍ لَا يُذَمُّ بَعْضُهَا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهَا أَفْضَلَ مِنْ بَعْضٍ". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الصيد، ج۶، ص۴۶۲، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

(باب نمبر۹)

پیر اور خواب

خواب کا پرندے کے پاؤں سے لٹکنا

خواب کو کسی کے سامنے بیان کرنے کا معاملہ انتہائی نازک ہے، اس لئے کہ خواب بیان کرنے سے پہلے معلق رہتا ہے اور بیان کرنے کے بعد واقع ہو جاتا ہے۔ لہذا خواب کو ہر کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے، بلکہ اہل علم اور خیر خواہ کے سامنے بیان کرنا چاہیے، تا کہ وہ اس خواب کی غلط تعبیر بیان کرنے سے گریز کرے اور ساتھ ہی ساتھ اس کی اچھی تعبیر پیش کرے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد مکرم کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تھا۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"قَالَ يَابُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلٰى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ." [1]

ترجمہ: "انہوں نے کہا کہ بیٹا اپنے خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا نہیں تو وہ تمہارے حق میں کوئی فریب کی چال چلیں گے۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ خواب ایسے شخص سے بیان نہیں کرنا چاہیے جو حاسد ہو۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ وَهِيَ عَلَى

---

[1]....(سورۃ یوسف: رقم الآیۃ ۵، پارہ ۱۲)

Marfat.com

رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ يُحَدَّثْ بِهَا فَإِذَا حَدَّثَ بِهَا وَقَعَتْ". [1]

ترجمہ: "مسلمان کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک ہے اور یہ کسی شخص کے لئے اس وقت تک پرندے کی مانند ہوتا ہے جب تک اسے وہ کسی سے بیان نہیں کرتا اگر وہ بیان کر دیتا ہے تو اس کی بیان کردہ تعبیر واقع ہو جاتی"۔

حضرت ابورزین عقیلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ، مَا لَمْ تُعَبَّرْ فَإِذَا عُبِّرَتْ وَقَعَتْ قَالَ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ: وَلَا تَقُصَّهَا إِلَّا عَلَى وَادٍّ، أَوْ ذِي رَأْيٍ". [2]

ترجمہ: "جب تک خواب کی تعبیر نہ دی جائے اس وقت تک وہ پرندے کے پاؤں پر (لٹکا) ہوتا ہے، پھر جب اس کی تعبیر لے لی جاتی ہے تو واقع ہو جاتا ہے اور (راوی) کہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ اس خواب کو صرف محبت رکھنے والے یا صاحب علم کے سامنے ہی بیان کرو"۔

خواب میں پاؤں دیکھنا

خواب میں پاؤں دیکھنا آدمی کے وجود و بقاء کا سامان ہے، اور دونوں پیر مسرت و مضرت کی حالتوں میں اس کا سامانِ زندگی ہے، اگر دیکھے کہ اس کے دونوں پیر آسمان کی طرف کو چڑھے ہیں اور اس سے بعید ہوئے ہیں تو اس کے والدین وفات پائیں گے، اگر دیکھے کہ اس کے دونوں قدم کمزور ہو گئے ہیں تو اس کی مالی رسوائی ہوگی، اگر دیکھے کہ وہ اپنے پاؤں کے ساتھ زنا کرتا ہے تو وہ عورتوں کے پیچھے چلتا ہے، اگر دیکھے کہ وہ برہنہ پاؤں چلتا ہے تو اسے مشقت وتکان پہنچے گی، جو دیکھے کہ وہ کسی انسان کا پیر کھاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب و وسیلہ حاصل

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب الرؤيا: باب ما جاء في تعبير الرؤيا، ج۴، ص۵۳۶، رقم الحديث، ۲۲۷۹، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الأدب/باب ما جاء في الرؤيا، ج۴، ص۳۰۵، رقم الحديث، ۵۰۲۰، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

ہوگا۔اوراس کے امور کامیابی سے سرانجام پائیں گے،اوراس کی تمام دینی ودنیاوی حاجات پوری ہوں گی، جودیکھے کہ اس کے دونوں پیر جلتے ہیں تو اس کی مملوک چیز میں تغیر وتبدل آئے گا، جودیکھے کہ اس کے بہت سے پاؤں ہیں تو یہ خواب مسافر کے حق میں اور ریاست کے ذمہ دار کے لئے خیر ومنفعت کی دلیل ہے،اور ملاحوں کے بارے میں کثیر نفع کے علاوہ سفر کی دلیل ہے،اور فقراء کے متعلق غیر متوقع اچھی چیزوں کے ملنے اور پائے جانے کی علامت ہے،اور مالداروں کے حق میں سقم ومرض کی دلیل ہے،اور آنکھ کے مریض کے بارے میں بینائی ختم ہونے کی علامت ہے،شریر لوگوں کے حق میں مذکورہ خواب غم وحزن، ملامت اور قید ہونے کی دلیل ہے،اگر دیکھے کہ اس کا ایک پاؤں پتھر بن گیا ہے تو وہ خشک ہو جائے گا اور اس پاؤں سے نفع نہیں اٹھائے گا، جو شخص دیکھے کہ اس نے بادشاہ کو دونوں پاؤں سے روندا ہے تو اسے چلتے ہوئے دونوں پاؤں سے ایسا دینار ملے گا جس پر بادشاہ کی صورت ہوگی،اگر دیکھے کہ اس کا پیر کٹ گیا ہے تو اس کا آدھا مال جاتا رہے گا،اور دونوں پیر والدین ہیں، جس کے پیر برابر ہوئے ہوں یا پیر کی انگلیاں زیادہ ہوگئی ہوں تو اسے قوت وعزت اور طاقت حاصل ہوگی،اگر دیکھے کہ اس کے دونوں پاؤں قطع (کٹ) ہوگئے ہیں تو اس کا سارا مال جائے گا، یا وہ وفات پائے گا، جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس کا پیر یا ٹانگ ٹوٹ گئی ہے تو اسے چاہیے کہ وہ سلطان کی قربت ہرگز اختیار نہ کرے اور وہ علاقہ چھوڑ دے اور اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگے،اور بعض کہتے ہیں کہ اگر وہ صاحب خواب مریض ہے تو یہ خواب اس کی موت کی نشانی ہے، جو شخص خواب میں اپنے ایک پیر کو دوسرے پیر سے زیادہ لمبا دیکھے تو وہ سفر اختیار کرے گا،اور اسے تعاون حاصل ہوگا،اگر وہ مالدار ہے تو بیمار پڑے گا،اس لئے کہ مالدار اس شخص کا محتاج ہوتا ہے جو اس کے امور انجام دے،اور بادشاہ کا پیر اس کے آدمیوں کی دلیل ہے،اگر خواب میں بادشاہ دیکھے کہ اس نے کسی دوسرے بادشاہ کا پیر کاٹ ڈالا ہے تو وہ اپنے آدمیوں میں سے کچھ غلاموں کو پکڑے گا، جو خواب میں دیکھے کہ اس کے چار پاؤں ہیں تو اگر وہ فقیر

Marfat.com

ہے تو سفر پر روانہ ہوگا اور خوشحالی ملے گی، اور اگر مالدار ہے تو بیمار ہوگا، اور کبھی یہ خواب عمر کے درازی کی دلیل ہوتا ہے، اور مریض کے حق میں موت کی علامت ہے، جو دیکھے کہ وہ ایک پیر کے بل چلتا ہے تو یہ بات اس کے آدھا مال یا آدھی عمر کے ختم ہونے کی دلیل ہے، جو دیکھے کہ وہ تین قدم کے بل چلتا ہے تو وہ اس وقت وفات پائے گا جب عصا لے کر چلے گا، یا تو عمر رسیدگی اور طولِ عمر کی بناء پر اور یا پھر کسی علت و بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ سے، اور قاضی اور والی اگر خواب میں دیکھیں کہ ان کے بہت سے پاؤں ہیں جن کے بل وہ چلتا ہے تو وہ معزول ہوگا اور وکلاء کے سہارے ہی چل سکے گا، اور خواب میں پیر لوہے کے دیکھنا طولِ عمر اور مال ومعیشت میں حسنِ حال کی دلیل ہے، اور شیشے کے پیر دیکھنا قلیل عمر اور ضعفِ قدرت کی دلیل ہے، اور اگر سونے کا پاؤں دیکھے تو وہ کسی جرم وتاوان میں مال ختم کرنے کی سعی کرے گا، اور اگر چاندی کے دیکھے تو وہ عورتوں کی طلب میں سعی کرے گا، اگر پیتل کے پاؤں دیکھے تو اپنے افلاس میں لگائے گا، اگر سیسہ کے دیکھے تو یہ پردہ یا فالج میں مبتلا ہونے کی دلیل ہے مگر یہ کہ خواب میں کوئی بات خیر پر دال ہو تو اس صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کی مرضیات میں پیر استعمال کرے گا، یا ان پاؤں کے ساتھ فی سبیل اللہ وقوف کرے گا، اگر اپنے پاؤں کا گوشت دیکھے کہ وہ ختم ہوگیا ہے تو یہ اس کی عمر رسیدی کی دلیل ہے، اور پاؤں کی انگلیاں نیک اعمال کی دلیل ہیں، جو دیکھے کہ اس کے پیر درد میں مبتلا ہوئے ہیں تو اس نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے، اور اس پر سزا نازل ہوئی ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ پیر میں درد ایک حالت سے دوسری حالت کی جانب منتقل ہونے اور تبدیل ہونے کی دلیل ہے۔ [1]

---

[1]....."(رجل الإنسان)في المنام قوام الرجل بالرجلين قيامه فما رأى فيهما من حادث فتأويله في ماله أو فيما يقوم به والرجل ماله وحركته في السراء والضراء ورئيسه ومعتمده فإن رأى أن رجليه صعدتا إلى السماء وبانتا عنه فإنه يموت والده فإن رأى أنهما اخضرتا فإنه يقع في ماله خذلان وإن رأى أنه يزني برجله فإنه يمشي خلف النساء لأجل حرام وإن رأى أنه يمشي حافياً فإنه يناله تعب ونصب لأن النصب في الرجلين فإذا كان حافياً فإنه تخفيف.

(ومن رأى)أنه يأكل إنسان فإنه ينال قرباً ووسيلة إلى الله تعالى وتنجح أموره وتقضى جميع حوائجه من أمر دينه ودنياه.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

خواب میں ننگے پاؤں چلنا

جوخواب میں دیکھے کہ وہ سیدھا چلتا ہے تو وہ شریعت کے احکام کا طالب ہے اور وہ خیر سے مالا مال ہوگا، اگر بازاروں میں چلتا ہے تو اس کے ہاتھ میں وصیت کی کوئی چیز ہے، اگر ننگے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ (ومن رأى)أن رجليه يحترقان فإنه يتبدل ما يملكه ويتغير.

(ومن رأى)أن له أرجلاً كثيرة فإنه خير ومنفعة للمسافر ولمن يحتمل الرياسة وجود رياسة أو ملك وللملاحين سفر مع نفع كثير وللفقراء وجود أشياء لم ترج من الخيرات وللأغنياء سقم ومرض وللضعيف العين ذهاب وللشرار من الناس حبس وحزن وملامة.

(ومن رأى)إحدى رجليه صارت حجراً فإنها تجف ولا ينتفع بها.

(ومن رأى)أنه داس ملكاً برجليه يصيب برجليه وهو يمشي ديناراً عليه صورة الملك.

(ومن رأى)أنه رجله قطعت نصف ماله والرجلان الأبوان والرجل القوم فمن استوت رجله أو كثرت أصابع رجله نال عزاً وبطشاً وقوة.

(ومن رأى)أن رجليه قطعتا ذهب ماله ومعيشته وربما دل على موته.

(ومن رأى)أن رجله انكسرت فلا يقربن السلطان أياماً وليدع بلده ويسأل الله العافية وقيل إن كان مريضاً فهو موته.

(ومن رأى)إحدى رجليه أطول من الأخرى فإنه يسافر وينال مساعدة وإن كان غنياً فإنه يمرض لأن الغني يحتاج إلى من يمشي في أموره والرجل للملك تدل على رجاله فإن رأى ملك أنه قطع رجل ملك آخر فإنه يأخذ عبيداً من رجاله.

(ومن رأى)أن له أربعة أرجل فإن كان فقيراً فإنه يسافر وينال مساعدة وإن كان غنياً فإنه يمرض فإن الغني يحتاج إلى من يمشي في أموره وقد يدل على طول عمره وكبره أويركب دواب الأرض ويدل للمريض على الموت.

(ومن رأى)أنه يمشي على رجل واحدة دل على ذهاب نصف ماله أو نصف عمره أو نصف أمره.

(ومن رأى)أنه يمشي على ثلاثة أرجل فإنه لا يموت حتى يمشي بالعصا إما لكبر سنه وطول عمره وإما لعلة تنزل به والقاضي أوالوالي إن رأى له أرجلاً كثيرة يمشي بها فإنه يعزل ولا يمشي إلا بالوكلاء.

(ومن رأى)رجليه من حديد دل على طول عمره وحسن حاله في معيشته وماله وإن رآهما من زجاج دل على قلة عمره وضعف مقدرته وإن رآهما من ذهب فإنه يسعى بهما في ذهب له من المال بغرامة أو غيرها وإن رآها من فضة سعى بهما في طلب النساء وإن رآهما من نحاس سعى بهما في إفلاس وإن رآهما من رصاص دل على خدر أو فالج ينزل به إلا أن يكون في الرؤيا ما يدل على الخير فإنه يسعى بهما في مرضاة الله تعالى أو يقف بهما في سبيل الله تعالى وإن رأى لحم رجليه ذهب دل على كبره وأصابع رجليه تدل على أعمال البر.

(ومن رأى)أن رجليه توجعتا فقد سعى في سيئات ونزلت به عقوبة وقيل من توجعت رجله تحول". (تعطير الأنام في تعبير المنام:باب الراء،ج،۱،ص،۱۳۱، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

پاؤں چلتا ہے تو یہ غم کے دور ہونے اور حسنِ دین کی دلیل ہے، میانہ روی اور اعتدال سے چلنا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے تواضع و عاجزی اختیار کرنے کی دلیل ہے، مزید برآں چلنا طلب رزق کی دلیل بھی ہے، اس لئے اللہ کا قول ہے "فَامْشُوْا فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِّزْقِهٖ". [1]

یعنی سو تم چلو اس کے راستوں میں اور اس کے رزق میں سے کھاؤ۔ اور دشمن پر لپکنا غلبے کی دلیل ہے، اور پیچھے کی طرف چلنا اس کام سے رجوع (چھوڑنا) کی دلیل ہے جو کام شروع کیا ہے یا صاحب خواب کے دین میں فساد اور اس کے حالات میں تبدیلی کی دلیل ہے، اگر دیکھے کہ وہ اکڑ اکڑ کر چلتا ہے تو یہ اس کے حالات کی قباحت وفساد کی دلیل ہے، اگر دیکھے کہ وہ چلا تو منہ کے بل گر پڑا ہے تو دنیا وآخرت کا نقصان ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

"انْقَلَبَ عَلٰی وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ". [2]

یعنی وہ اپنے منہ کے بل پلٹ جائے (جس سے) دنیا وآخرت دونوں کھو بیٹھا"۔ اگر کسی شخص کی ٹھوکر کھا کر گر گیا ہے تو جس سے ٹھوکر کھائی ہے وہ کسی بری صورت حال سے دوچار ہو کر ذلیل وخوار ہوگا، اور دوڑ کر جانا عملِ صالح کی دلیل ہے، خواب میں چلنا پر خطر سفر کی دلیل ہے، جو الٹے سر ہو کر چلے اس کی عمر طویل ہوگی، یا مرض سے نجات حاصل ہوگی، اور جو دیکھے کہ وہ ایک پاؤں پر چلتا ہے تو یہ آدھا مال اور آدھی عمر کے چلے جانے کی دلیل ہے، اور انسان کا حیوان کی چال چلنا جاہل لوگوں کی عادات اپنانے کی دلیل ہے، مگر یہ کہ وہ حیوان حلال ہو، تو پھر وہ لوگوں میں خیر بھلائی کے ساتھ چلتا ہے، اگر وہ حیوان حلال نہ ہو تو وہ منافقت کے ساتھ چلتا ہے اور ایسے کام کی دوڑ دھوپ کی دلیل ہے جو اسے حاصل نہیں ہوگا۔ [3]

---

[1]....(سورۃ الملک، رقم الآیۃ، ۱۵)

[2]....(سورۃ الحج، رقم الآیۃ، ۱۱)

[3]...."(مشی) من رأی فی المنام أنه یمشی مستویاً فإنه یطلب شرائع الإسلام ویرزق خیراً وإن مشی فی الأسواق فإن فی یده وصیة وإن صلح للسلطان تقلد ولایة وإن مشی حافیاً فإنه ذهاب غم

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

خواب میں سانپ کا پاؤں چوسنا

کسی صالح کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے پیر میں ہڈی گڑ گئی، جس کی وجہ سے میں نہایت بے چین ہوا تو ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر زار وقطار روتے ہوئے اسماء الحسنیٰ کا وظیفہ شروع کر دیا۔ اسی دوران مجھ پر نیند غالب آ گئی اور میں وہیں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک سانپ میرے پاؤں کو چوس رہا ہے' خون اور پیپ اگل رہا ہے اور پھر میرے پیر سے اس نے ہڈی نکال کر باہر کی۔ جب میں بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں' خون، پیپ اور ہڈی ہر چیز زمین پر موجود ہے (اور مجھے تکلیف بھی نہیں ہے)۔[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وحسن دين والقصد في المشي تواضع للّٰه تعالى والمشي يدل على طلب الرزق لقوله تعالى:(فامشوا في مناكبها وكلوا من رزقه).والمشي هرولة ونصرة على العدو والمشي إلى وراء يدل على رجوع عن أمر قد شرع فيه وإن لم يكن قد شرع وقف عنه وربما دل المشي إلى وراء على فساد دين الرائي وتغير حاله وإن رأى أنه يتبختر في مشيه دل على قبح حاله وفساد فعله وإن رأى أنه مشى فخر على وجهه خسر الدنيا والآخرة لقوله تعالى:(انقلب على وجهه خسر الدنيا والآخرة) وإن عثر في مشيه أو سعيه اطلع عليه بأمر ينزل به ويأثم به لما جرى عليه منه فإن عثر برجل دل على إهانة المعثور به بوصوله المكروه إليه والمشي إذا كان سعياً يدل على عمل صالح والمشي يدل على سفر خطر وتوكل ومن مشى منكساً رأسه يطول عمره وربما يكون ذلك تنكيساً بعد مرض نجا منه والمشي فوق السماء مشي فوق ماء المطر لنزوله منه ومن مشى على ثلاثة أرجل بعصا لكبر سنه أو مرض يحدث في رجله فليتوكأ على عصا.

(ومن رأى)أنه يمشي على رجل واحدة دل على ذهاب نصف ماله أو نصف عمره وإن رأى أن له أرجلاً كثيرة يمشي بها فيعمى ويحتاج إلى من يمشي به ويهديه للطريق إن كان نظره ضعيفاً وإن رأى الوالي أن له أرجلاً كثيرة يمشي بها فإنه يعزل ولا يمشي إلا بالوكلاء وإن رأى الجماد يمشي كالجبل أو الحديد دل ذلك على الشدة ونزول البلاء وربما دل على الحزم في الأمور الدينية أو الدنيوية والإعانة من اللّٰه تعالى على ذلك خصوصاً إن مشى مستقيماً ومشي الآدمي كمشي الحيوان دليل على التخلق بأخلاق الجهال إلا أن يكون الحيوان مأكولاً فإنه يمشي في الناس بالخير وإلا فهو يمشي في الناس بالنفاق والسعي فيهما لا يدركه". (تعطير الأنام في تعبير الأنام :باب الميم،ص، ۳۲۷، دار الفكر،بيروت)

[1]...."حكاية عن بعض الصالحين قال دخل عظم في رجلي فتألمت منه ألما شديداً فجلست تحت شجرة وتضرعت إلى اللّٰه بأسمائه الحسنى فغلبني النوم فرأيت حية تمص رجلي وتمج القيح والدم وأخرجت العظم فاستيقظت فرأيت الدم والقيح والعظم على الأرض".(نزهة المجالس ومنتخب النفائس:باب فضل الدعاء ،ج، ۱ ، ص،۸۶،المطبعه الكاستلية،مصر)

Marfat.com

خواب میں حضرت میکائیل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ کے پیروں کی طرف کھڑا ہونا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ:

"خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ جِبْرِيلَ عِنْدَ رَأْسِي وَمِيكَائِيلَ عِنْدَ رِجْلَيَّ يَقُولُ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: اضْرِبْ لَهُ مَثَلًا، فَقَالَ: اسْمَعْ سَمِعَتْ أُذُنُكَ وَاعْقِلْ عَقَلَ قَلْبُكَ، إِنَّمَا مَثَلُكَ وَمَثَلُ أُمَّتِكَ كَمَثَلِ مَلِكٍ اتَّخَذَ دَارًا ثُمَّ بَنَى فِيهَا بَيْتًا ثُمَّ جَعَلَ فِيهَا مَائِدَةً ثُمَّ بَعَثَ رَسُولًا يَدْعُو النَّاسَ إِلَى طَعَامِهِ، فَمِنْهُمْ مَنْ أَجَابَ الرَّسُولَ وَمِنْهُمْ مَنْ تَرَكَهُ، فَاللّٰهُ هُوَ الْمَلِكُ وَالدَّارُ الإِسْلَامُ وَالْبَيْتُ الْجَنَّةُ وَأَنْتَ يَا مُحَمَّدُ رَسُولٌ، فَمَنْ أَجَابَكَ دَخَلَ الإِسْلَامَ، وَمَنْ دَخَلَ الإِسْلَامَ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَكَلَ مَا فِيهَا". [1]

ترجمہ: "ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف نکلے اور فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے سرہانے اور میکائیل علیہ السلام میرے پاؤں کے پاس کھڑے ہیں اور آپس میں کہہ رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مثال بیان کرو۔ دوسرے نے کہا (اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) سنیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان ہمیشہ سنتے رہیں اور سمجھئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل ہمیشہ سمجھتا رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی مثال اس طرح ہے کہ ایک

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب الأمثال/بَابُ مَا جَاءَ فِي مَثَلِ اللّٰهِ لِعِبَادِهِ، ج،۵،ص،۱۴۵،رقم الحديث،۲۸۶۰،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،مصر)
(أخرجه حاكم في مستدركه: ج،۲،ص،۳۶۹،رقم الحديث،۳۲۹۹،دار الكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

بادشاہ نے ایک بڑا مکان بنایا۔ پھر اس میں ایک گھر بنایا پھر وہاں ایک دسترخوان لگوا کر ایک قاصد کو بھیجا کہ لوگوں کو کھانے کی دعوت دے چنانچہ بعض نے اس کی دعوت قبول کی اور بعض نے دعوت قبول نہیں کی۔ یعنی اللہ بادشاہ ہیں وہ بڑا مکان اسلام ہے اور اس کے اندر والا گھر جنت ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے محمد! پیغمبر ہیں۔ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت قبول کی اسلام میں داخل ہوا، جو اسلام میں داخل ہوا وہ جنت میں داخل ہوگیا اور جو جنت میں داخل ہوگیا اس نے اس میں موجود چیزیں کھالیں"۔

اور اسی طرح کا ایک مضمون دوسری روایت میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ :هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ رُؤْيَا؟ قَالَ:فَيَقُصُّ عَلَيْهِ مَنْ شَاءَ، وَإِنَّهُ قَالَ ذَاتَ غَدَاةٍ:إِنَّهُ أَتَانِي اللَّيْلَةَ اثْنَانِ مَلَكَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ الَّذِي عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِي عِنْدَ رَأْسِي :اضْرِبْ مَثَلَ هَذَا وَمَثَلَ أُمَّتِهِ، فَقَالَ:إِنَّ مَثَلَهُ وَمَثَلَ أُمَّتِهِ كَمَثَلِ قَوْمٍ سَفْرٍ انْتَهَوْا إِلَى رَأْسِ مَفَازَةٍ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُمْ مِنَ الزَّادِ مَا يَقْطَعُونَ بِهِ الْمَفَازَةَ وَلَا مَا يَرْجِعُونَ بِهِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ أَتَاهُمْ رَجُلٌ مُرَجَّلٌ فِي حُلَّةٍ حِبَرَةٍ، فَقَالَ:أَرَأَيْتُمْ إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً وَحِيَاضًا رُوَاءً أَتَتَّبِعُونِي؟ فَقَالُوا:نَعَمْ، فَانْطَلَقَ بِهِمْ فَأَوْرَدَهُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً وَحِيَاضًا رُوَاءً فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا وَسَمِنُوا، فَقَالَ لَهُمْ :أَلَمْ أَلْقَكُمْ عَلَى تِلْكَ الْحَالِ فَقُلْتُ لَكُمْ:إِنْ وَرَدْتُ بِكُمْ رِيَاضًا مُعْشِبَةً وَحِيَاضًا رُوَاءً أَتَتَّبِعُونِي، فَقَالُوا:بَلَى، فَقَالَ:إِنَّ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ رِيَاضًا أَعْشَبَ مِنْ هَذَا وَحِيَاضًا أَرْوَى مِنْ هَذِهِ

Marfat.com

فَاتَّبِعُونِی، فَقَالَتْ طَائِفَةٌ :صَدَقَ وَاللّٰہِ لَنَتَّبِعَنَّ، وَقَالَتْ طَائِفَةٌ:قَدْ رَضِینَا بِھٰذَا نُقِیمُ عَلَیْہِ". [1]

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ پوچھا کرتے تھے کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے، جس نے کوئی خواب دیکھا ہوتا وہ حضور ﷺ کو اپنا خواب سناتا۔ ایک مرتبہ خود آپ ﷺ نے اپنا خواب صحابہ کرام کو سنایا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ رات میرے پاس دو فرشتے آئے، ایک میرے سر کی جانب اور دوسرا قدموں کی جانب کھڑا ہو گیا، ایک نے دوسرے سے کہا: اس کی اور اس کی امت کی کوئی مثال بیان کریں، اس نے کہا: اس کی اور اس کی امت کی مثال یوں ہے جیسے کچھ مسافر اپنی منزل کے بالکل قریب ایک جنگل کے آغاز میں ہوں۔ ان کے پاس اتنا زادِ راہ نہ ہو، جس سے وہ اس جنگل کو عبور کر سکیں، اور نہ ہی وہ وہاں سے واپس جا سکتے ہوں، وہ ابھی اس مخمصے میں ہوں کہ ان کے پاس ایک شخص آئے، وہ قیمتی جبہ زیب تن کئے ہوئے، بالوں میں کنگھی کئے ہوئے ہو، وہ ان سے کہے: اگر میں تمہیں پھلدار باغ، اور بھرے ہوئے چشموں تک پہنچا دوں، کیا تم میرے پیچھے چلو گے؟ وہ لوگ کہیں گے: جی بالکل۔ وہ ان کو ساتھ لے کر چل پڑے، اور ان کو پھلدار باغات اور پانی سے بھرے حوضوں تک پہنچا دے، وہ وہاں سے خوب سیر ہو کر کھائیں اور پئیں، وہ شخص ان سے کہے: کیا تم سے میری ملاقات تمہاری کسمپرسی کے عالم میں نہیں ہوئی؟ اور میں نے تمہیں کہا تھا: اگر میں تمہیں پھلدار باغات تک اور پانی سے بھرے چشموں تک لے جاؤں تو کیا تم میرے ساتھ چلو

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۴، ص۴۳۹، رقم الحدیث، ۸۲۰۰، دار الکتب العلمیة، بیروت)
قال الحاکم: ھٰذَا حَدِیثٌ صَحِیحٌ عَلَی شَرْطِ الشَّیْخَیْنِ وَلَمْ یُخَرِّجَاہُ.

Marfat.com

گے؟ تم نے کہا تھا: جی بالکل چلیں گے۔ اس نے کہا: تمہارے اگلے زمانے میں اس سے بھی زیادہ پھلدار باغات ہیں، اور اس سے بھی زیادہ پانی سے بھرے ہوئے چشمے ہیں، اس لئے تم میرے پیچھے چلو، تب ایک جماعت نے کہا: اللہ کی قسم! یہ سچ کہہ رہا ہے، ہم ضرور ضرور اس کے پیچھے چلیں گے، اور ایک جماعت نے کہا: ہم تو انہیں باغات پر راضی ہیں، ہم تو یہیں رہیں گے"۔

خواب میں رسول اللہ ﷺ کو پوشیدہ طور جوتا پہنتے ہوئے دیکھنا

اگر کوئی خواب میں رسول اللہ ﷺ کو پوشیدہ طور پر جوتا پہنتے ہوئے دیکھے تو وہ جہاد فی سبیل اللہ کا حکم دے رہے ہیں۔ [1]

خواب میں رسول اللہ ﷺ کو جوتوں کے بغیر دیکھنا

اگر کوئی خواب میں رسول اللہ ﷺ کو جوتوں کے بغیر دیکھے تو یہ شخص جماعت کے ساتھ نماز چھوڑنے والا ہے، اور آپ ﷺ نے اسے نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ [2]

خواب میں پائے کھانا

جو شخص خواب میں دیکھے کہ وہ پائے کھا رہا ہے اور اس کی ہڈی چوس رہا ہے تو وہ کسی یتیم کا مال کھائے گا، اور بعض کہتے ہیں کہ جو شخص پائے کھائے گا تو وہ معزز لوگوں کا مال کھائے گا۔ [3]

---

[1]..... "فَإِن رَآهُ لابسا خُفيَة فَإِنَّهُ يَأْمر بِالْجِهَادِ فِي سَبِيل اللّٰه". (تعبير الرؤيا للنميري: باب حرف الميم، ص، ۲۷۱، صورة مخطوطة، مكتبة الجامعة الأردنية)

[2]..... "وَإِن رأى النَّبِي بِلَا نعل فَإِنَّهُ تَارِك الصَّلَاة فِي الْجَمَاعَة فَامره ان يُصَلِّي فِي الْجَمَاعَة". (تعبير الرؤيا للنميري: باب حرف الميم، ص، ۲۷۱، صورة مخطوطة، مكتبة الجامعة الأردنية)

[3]..... "(أكارع) من رأى انه يأكل الأكارع ويمتص عظمها فإنه يأكل مال يتيم وقيل من أكل أكارع يأكل مال أشراف الناس لأن الأكارع والغنم أشراف أموال الناس" (تعطير الأنام في تعبير الأنام: باب الالف، ص، ۲۳، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

خواب میں ٹخنہ دیکھنا

خواب میں ٹخنہ جوئے باز لڑکا ہے، بعض کہتے ہیں کہ جو دیکھے کہ اس کا ٹخنہ ٹوٹ گیا ہے تو وہ وفات پائے گا یا وہ غم ومصیبت وبلاء یا شدت وآزمائش میں مبتلا ہوگا، جو دیکھے کہ اس کا ٹخنہ اور ایڑی کا پٹھا پست ہے تو اسے شجاعت وقوت اور جرأت حاصل ہوگی، غیر شادی شدہ کے لئے ٹخنہ شادی کی دلیل ہے، اور ٹخنوں سے کھیلنا بے بنیاد کلام ہے، مریض اگر دیکھے کہ اس کا ٹخنہ ٹوٹ گیا ہے تو وہ وفات پائے گا، انسان کا ٹخنہ اس کا مال ہے، ٹخنہ کا زوال مال کا زوال ہے، جو اپنے ٹخنہ کو خوبصورت دیکھے تو یہ اس کے ارادہ کے بارے میں نیک اور مبارک فال ہے جیسے شادی، خریداری یا خادم یا چوپایہ کا ارادہ، جو شخص اپنے پاس ٹخنہ دیکھے تو وہ متعدد کنواریوں سے شادی کرے گا، [1] اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

"اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا وَّكَوَاعِبَ اَتْرَابًا". [2]

خواب میں چمڑے کا تسمہ دیکھنا

خواب میں تسمہ رزق یا اولاد یا غلام ہے یا پھر سفر کی دلیل ہے۔ [3]

---

[1]....."(كعب)هو في المنام ولد مقامر وقيل.
(من رأى)أن كعبه انكسرمات أواصابه غم أو مصيبة أو بلاء أو شدة أو محنة.
(ومن رأى)أنه منخفض الكعب والعرقوب فإنه ينال قوة وشجاعة وجراءة والكعب للأعزب زوجة والكعاب كلام باطل لمن لعب بها في منامه فإن غلب بها إنساناً قهره والمريض إذا رأى أن كعبه انكسر مات وكعب الإنسان ماله فإذا زال زال المال.
(ومن رأى) كعبه حسناً مليحاً مناسباً لشكله كان ذلك فألاً حسناً مباركاً فيما يرومه من زواج أو شراء ملك أوخادم أودابة وإن رأى كعباً شنيعاً أو مسوداً أو مخدوشاً أو مكسورًا كان عاقبة ذلك ترجع إلى ندامة وخسران.
(ومن رأى)عنده كعباً تزوج عدة من الأبكارلقوله تعالى:(وكواعب أتراباً)".
(تعطير لأنام في تعبيرالمنام:باب القاف،ص،۲۹۳،دارالفكر،بيروت)
[2].....(النبأ:رقم الآية ۳۳)
[3]....."(سير الجلد)في المنام رزق أوولد أومملوك وربما دل السير على السفر".(تعطير الأنام في تعبير الأنام:باب السين،ص،۱۸۶،دارالفكر،بيروت)

Marfat.com

خواب میں تسمہ ساز کو دیکھنا

خواب میں تسمہ ساز کو دیکھنا چلنے اور امور کی انجام دہی کی علامت ہے یا ہوسکتا ہے کہ کلاتھ مرچنٹ کی علامت ہو۔ [1]

خواب میں ایک جوتے میں چلنا

خواب میں ننگے پاؤں ہونا مشقت کی دلیل ہے، جب یہ دیکھے کہ اس نے جوتے اتارے ہیں اور برہنہ پا چلا ہے تو اس کو ولایت حاصل ہوگی، اور بعض کہتے ہیں کہ ننگے پاؤں ہونا غموں کے دور ہونے کی دلیل ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خواب بیوی کی طلاق یا اس کی موت کی علامت ہے، جو دیکھے کہ اس نے ننگے پاؤں سفر کیا ہے تو اتنا قرض چڑھے گا کہ اس کو ادا کرنے سے عاجز آجائے گا، جو دیکھے کہ وہ ایک جوتے میں چلتا ہے تو وہ اپنے شریک سے علیحدہ ہوگا۔ [2]

خواب میں جوتا ساز کو دیکھنا

خواب میں جوتا بنانے والا وہ شخص ہے جو عورتوں کے امور کا ذمہ دار ہو، ان عورتوں کو مزین اور تیار کرتا ہو، اس لئے کہ جوتا ساز جوتوں کو ٹھیک کرتا ہے، اور خواب میں جوتے عورتیں، بعض کہتے ہیں کہ جوتا ساز غلام باندیوں کو فروخت کرنے والا شخص ہے۔ [3]

---

[1]....."(سیوری)تدل رؤیته فی المنام علی السیر ونجاز الأمور وربما دل علی البزاز".(تعطیر الأنام في تعطیر الأنام:باب الدال،ص،۱۱۷، دارالفکر،بیروت)

[2]....."(حفاء)فی المنام تعب إذا لم یر أنه خلع ومشی حافیاً فإنه ینال ولایة وقیل الحفاء ذهاب الهم وقیل طلاق الزوجة أو موتها.

(ومن رأی)أنه سافر أصابه دین یعجز عن وفائه.(ومن رأی)أنه یمشی فی نعل واحد فارق شریکه".(تعطیر الأنام في تعبیر الانام:باب الحاء،ص،۹۲،دارالفکر،بیروت)

[3]....."(حذاء النعال)فی المنام رجل یلی أمورالنساء ویزینها ویهیئها وذلک أن الحذاء یعالج النعال والنعال فی الرؤیا النساء وقیل هو دلال الجواری".(تعطیر الأنام في تعبیر الأنام:باب الحاء،ص،۹۲،دارالفکر،بیروت)

Marfat.com

خواب میں موچی دیکھنا

موچی کی چند اقسام ہیں، ایک قسم ہے جو عورتوں کے جوتے بنانے والا ہے، خواب میں ایسے موچی کا دیکھنا عقدِ زوجیت کی دلیل ہے۔ اور دوسری قسم ہے مردوں کے جوتے بنانے والا، وہ سفر اور خادموں پر دلیل ہے۔ اور اسی طرح موچی کی ایک تیسری قسم ہے جو بوٹ وغیرہ بنانے والا ہوتا ہے، خواب میں اس کو دیکھنا رزق، کسب ومعاش کے لئے دوڑ دھوپ کرنے، نسل اولاد اور بیوی پر دلیل ہے۔ اگر خواب میں یہ کام کرے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ اس چیز کو اس کی جگہ پر رکھے گا، اور کبھی ایسے موچی کا دیکھنا اس بات کی علامت ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ سے دین ودنیا کی خیر وبھلائی جاری ہوگی، اور نامعلوم موچی وراثت تقسیم کرنے والا منصف آدمی ہے، جوتے کی بھی یہی تعبیر ہے کیونکہ حیوان کے کھال میراث کی دلیل ہے، اور جوتا ساز لڑکیوں کا دلال ہے، جوتا عورت کی علامت ہے۔ [1]

خواب میں اپنا موزہ کنویں میں پھینکنا یا جلانا

جو کوئی خواب میں اپنا موزہ کنویں میں پھینکے یا جلائے تو دلیل ہے کہ اس کی بیوی مرے گی، اس لئے کہ موزہ لباس میں سے ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے"۔ [2]

---

[1]..."(إسكاف) وهو أنواع أحدها صانع أخفاف النساء فتدل رؤيته على عاقد الأنكحة أو القواد وصانع أخفاف الرجال فهو دال على الخدم والأسفار وكذلك الزرابيل وصانع السراميذ تدل على الرزق والسعي في الكسب والأولاد والأزواج وعلى وضع الشيء في محله إذا فعل ذلك في المنام وربما دلت رؤيته على من يجرى الخير على يديه من الدين والدنيا والإسكاف المجهول رجل قاسم المواريث عادل فيها وكذلك الصرم فإن جلود الحيوان مواريث والحذاء نخاس الجواري لتزين أمور النساء لأن النعل امرأة". (تعطير الأنام في تعبير الانام: باب الالف، ۲۰، دار الفكر، بيروت)

[2]..."وَمن وَقع خفه فِي بِئْر أَو احْتَرَق مَاتَت امْرَأته لِأَنَّهُ من اللبَاس، قَالَ الله تَعَالَى (هُنَّ لِبَاس لكم وَأَنْتُم لِبَاس لَهُنَّ". (تعبير الرؤيا للنميري: باب حرف الخاء، ص، ۸۰، صورة مخطوطة مكتبة الجامعة الأردنية)

Marfat.com

خواب میں لمبا موزہ پہننا

جو شخص خواب میں لمبا موزہ پہنے تو وہ والیوں میں سے ایک والی ہے، اس لئے کہ وہ اپنے ملک پر ولایت کرتا ہے، اگر یہ موزہ غیر والی نے پہنا ہے تو اس کی مالدار عورت سے نکاح ہوگا، جس عورت کا کوئی قریبی نہیں ہوگا۔[1]

خواب میں جراب کا پہننا

خواب میں جراب جبکہ پہنی نہ ہو مال کی حفاظت کی دلیل ہے، جو شخص خواب میں دیکھے کہ اس نے جراب پہنی ہوئی ہے تو اس کا مال محفوظ ہے، اگر اس کی والدہ ہے تو اس کے ساتھ ہجرت کرے گا، اگر جراب کی پاکیزہ خوشبو ہے اور وہ نئی ہے تو وہ شخص زکوۃ ادا کرتا ہے، اور اس طرح وہ اپنے مال کی حفاظت کرتا ہے، اور اس پر اس کی اچھی تعریف ہوگی، اور اگر جراب پرانی بوسیدہ ہو تو وہ زکوۃ وصدقات کرنے میں بخیل ہے، یعنی اس کو ادا نہیں کرتا۔ اس کا مال و دولت ہلاکت کے کنارہ پر ہے، اگر جراب سے بُری بدبو آرہی ہو تو اس کی بری تعریف ہوگی، اور جراب کی تعبیر خادم، عورت اور باندی سے کی جاتی ہے۔[2]

خواب میں آہستہ چلنا

خواب میں آہستہ آہستہ چلنا چوری کی یا کسی بشر یا حیوان کی خبروں کے تجسس کی علامت ہے۔[3]

---

[1]....."(وان)من رأى في المنام أنه لبس راناً وهو وال من الولاة فإنه يلي ولاية على بلدة فإن لبسه غير الوالي فإنه يتزوج امرأة غنية ليس لها حميم ولا قريب". (تعطير الأنام في تعبير الأنام: باب الزاء، ص ۱۴۳، دار الفكر، بيروت)

[2]....."(فمن رأى)أنه لبس جورباً فقد وقى ماله فإن كانت له والدة هاجر بها وإلا حرم ولده فإن كان للجورب رائحة طيبة وهو جديد صحيح فإن صاحبه يؤتي الزكاة ويقي ماله بها ويكون الثناء عليه حسناً وإن كان عتيقاً بالياً فإنه يمسك الزكاة ولا يؤديها ويشرف ماله على الهلاك فإن كانت رائحته كريهة كان الثناء قبيحاً والجورب يعبر بالخدم والمرأة الجارية". (تعطير الأنام في تعبير الانام: باب الحاء، ۷۷، دار الفكر)

[3]....."(دب في المنام سرقة أو تجسس على أخبار من قصده في المنام من آدمي أو حيوان". (تعطير الأنام في تعطير الأنام: باب الدال، ص ۱۱۷، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

خواب میں دونوں پیروں کو کٹا ہوا دیکھنا

خواب میں قدم آدمی کی مالی زینت ہے، اس کی ثابت قدمی اور اس کے نیک اعمال ہیں، پیروں کی انگلیاں آدمی کی بیٹیوں، باندیوں اور غلاموں کی زینت ہے، پاؤں کی ہڈیاں اس کا وہ مال ہے جس پر اس کا اعتماد اور معیشت کا مدار ہے، دونوں پیروں پر اُگے ہوئے بال قرض ہے۔ دونوں پیر اس کے حال وسواری کی علامت ہیں، اگر دونوں پیر کٹے ہوئے دیکھے تو اس کی سواری اور مال ہلاک و برباد ہوگا، اگر دیکھے کہ اس کا ایک زائد پیر ہے تو اس کی معیشت میں اضافہ ہوگا، اگر گناہگار دیکھے کہ اس کا پاؤں خوبصورت ہوا ہے تو یہ گناہ سے توبہ کی دلیل ہے اور یہ خواب کافر کے لئے اس کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے، اور قدم امور و معاملات میں اقدام کرنے اور مراد کے مطابق حسنِ انجام کی دلیل ہے، اور بسا اوقات پاؤں کا حسین ہونا نماز کی تکمیل واتمام کی دلیل ہوتا ہے۔ [1]

خواب میں دایاں پیر ٹوٹا ہوا دیکھنا

جو خواب میں دیکھے کہ وہ لنگڑا ہے تو اسے علم وفہم اور دین میں گہرائی حاصل ہوگی، اور لنگڑا ہونا سفر کی دلیل ہے، اور جو خواب میں دایاں پیر ٹوٹا ہوا دیکھے یا (جوڑ سے) نکل گیا ہے یا کسی علت میں مبتلا ہوا ہے اور اس میں زخم ہے تو اس کا بیٹا بیمار ہوگا، اگر یہ حالت بائیں پیر میں دیکھے اور اس کی بیٹی ہو تو اس کا پیغامِ نکاح آئے گا، اور اگر اس کی بیٹی نہ ہو تو اس کے ہاں بیٹی

---

[1]..... "(قدم) هي في المنام زينة مال الرجل وثباته وأعمال بره واعتماد أموره وأصابعها زينة بنات الرجل وجواريه وغلمانه وعظامها ماله الذي عليه اعتماده ومعيشته فإن رأى شيئاً منها صعد السماء مات والشعر على القدمين دين غالب عليه والقدمان يدلان على دابته وماله فإن رأى قدميه قطعتا هلكت دابته وذهب ماله وإن رأى أن له قدماً زائدة زادت معيشته وحسن القدم دليل على حسن الرائي في دينه ودنياه وإن حسنت قدوم الميت كان دليلاً على أنه في الجنة وإن رأى العاصي أن قدمه قد حسنت دل على توبته ويدل ذلك للكافر على إسلامه وربما دل ذلك على الإقدام في الأمور وحسن العاقبة فيما يرومه وربما دل حسن القدم على إتمام الصلاة ويدل القدم على ما يعينه من سيد أو ولد أو والدة أو دابة أو مركب أو صناعة أو مال" (تعطير الأنام في تعطير الأنام: باب القاف، ص، ۲۸۹، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

پیدا ہوگی، اگر اس کا پاؤں ٹوٹ گیا اور جب کہ وہ سفر کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ نہ جا سکے گا، اگر پاؤں کا جوڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی بیوی بیمار ہوگی، اگر ایک پنڈلی دوسری سے لمبی ہوئی ہے تو اس کا سفر لمبا نہیں ہوگا حتی کہ فوت ہوگا، جو خود کو لنگڑا یا اپاہج دیکھے یا اس کے دونوں پیر بھاری ہوگئے ہیں یا وہ سرین کے بل گھسٹتا ہے تو یہ مطلوب شے پر قدرت کے کمزور ہونے کی علامت ہے، اور لنگڑا پن عمر وعلم اور دین میں زیادتی کی بھی دلیل ہے، اگر اس نے کوئی قسم کھائی ہے تو وہ سچی ہے، اس لئے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ ".[1]

یعنی لنگڑے پر بھی کوئی حرج نہیں ہے"۔ اگر دیکھے کہ وہ ایک ٹانگ سے چلتا ہے اور اس نے ایک پیر دوسرے پر رکھا ہے تو آدھا مال اس کا بچے گا، لنگڑا پن حیلہ سازی، غدر کے اظہار اور مکروفریب کی علامت ہے۔ [2]

خواب میں لنگڑا بننا

خواب میں لنگڑا بننا نعمتوں کو حقیر جاننے اور ان کو پوشیدہ رکھنے اور فقر واحتیاج کو ظاہر کرنے

---

[1]....(النور: رقم الآية، ٦١)

[2]...."(عرج) هو في المنام عجز عن أمر يقصده. (ومن رأى) أنه أعرج نال علماً وفقهاً وزيادة في الدين والعرج يدل على السفر.

(ومن رأى) أن رجله اليمنى اعتلت أو انكسرت أو انخلعت فإن كان بها جرح فإن ابنه يمرض وإن رأى ذلك في رجله اليسرى وكانت له بنت خطبت وإن لم يكن له بنت ولد له بنت وإن انكسرت رجله وأراد سفراً فليقم ولا يبرح وإن انخلعت فإن امرأته تمرض وإن طالت إحدى ساقيه على الأخرى فإنه يسافر سفراً ولم يطل سفره حتى يموت.

(ومن رأى) أنه أعرج أو مقعد أو ثقلت رجلاه أو أنه يحبو حبواً فذلك ضعف مقدرة عما يطلبه وربما دل العرج على زيادة في العمر والدين والعلم وإن حلف يميناً فإنها بارة لقوله تعالى: (ولا على الأعرج حرج). والأعرج لا يحسن حرفة فيتكل على مال ناقص ويكون عيشه من ذلك وإن رأى الرجل امرأة عرجاء فإنه ينال أمراً ناقصاً وكذلك إن رأت امرأة رجلاً أعرج نالت أمراً ناقصاً والشيخ الأعرج جد الرجل وصديقه وفيه نقص وإن رأى أنه يمشي برجل واحدة وقد وضع إحداهما على الأخرى نجى نصف ماله ويعمل بالنصف الآخر والعرج احتيال وظهور غدر ومكيدة". (تعطير الأنام في تعبير الأنام: باب العين، ص، ٢٥٤، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

مکروحیلہ کرنے اور اہل وعیال کو چھوڑنے اور انکار کرنے کی علامت ہے، اور اندھا بننے کی (بناوٹی) بھی یہی تعبیر ہے۔[1]

محمد بن خریمہ کا خواب میں امام احمد بن حنبلؒ کو لنگڑا کر چلتے ہوئے دیکھنا

محمد بن خریمہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ:

انتقال کے بعد میں نے خواب میں امام (احمد بن حنبلؒ) صاحب کو دیکھا کہ وہ لنگڑا کر چل رہے ہیں اور جب میں نے دریافت کیا کہ کہاں تشریف لے جارہے ہیں تو فرمایا کہ دارالسلام میں۔ اور جب میں نے سوال کیا کہ خدا تعالیٰ نے کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ بظاہر میں نے دنیاوی زندگی میں بہت اذیتیں جھیلیں، لیکن قرآن کو مخلوق کبھی نہیں کہا بس اسی کے صلہ میں میری مغفرت بھی ہوگئی اور مجھے بہت بڑے مراتب بھی عطا ہوئے۔ پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا کہ جو دعا تم کو سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ نے بتائی تھی وہ سناؤ چنانچہ میں نے یہ دعا سنادی "یارب کل شیء لقدرتک انک قادر علی کل شیء ولاتسئلني عن شئی"۔ یعنی اے اللہ ہر چیز تیرے قبضۂ قدرت میں ہے اور تو ہر شے پر قادر ہے وہ مجھ کو عطا فرمادے اور مجھ سے مت پوچھ کہ کیا طلب کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے احمد یہ بہشت ہے اس میں داخل ہوجا اور میں داخل ہوگیا۔[2]

خواب میں لات مارنا

خواب میں لات مارنا انکار کی علامت ہے، اور جو شخص دیکھے کہ ایک آدمی اسے لات مارتا ہے تو وہ اس کو فقر ومحتاجی کی عار دلائے گا، اور اس کے سامنے اپنے مال پر فخر وتکبر کرے گا۔[3]

---

[1]..."(تعارج الإنسان) في المنام دليل على الازدراء بالنعم وكتمانها والتظاهر بالفقر والاحتياج والاحتيال وهجر الأهل أو الزوجات أو الأولاد والجحود للخير وكذلك التفالج والتعامي". (تعطير الأنام في تعبير الأنام: باب التاء، ص، ۴۹، دار الفكر، بيروت)

[2]..... (تذکرۃ الاولیاء: ص، ۱۹۸۔۱۹۹)

[3]..."(رفس) في المنام جحود ما رفسه. (ومن رأى) أن رجلاً يرفسه برجله فإنه يعيره بالفقر ويتكبر عليه بماله. (تعطير الأنام في تعبير الأنام: باب الراء، ص، ۱۲۹، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

(باب نمبر ۱۰)

پیروں اور جوتوں کے آداب

زمین پر تکبر سے مت چلو

حضرت لقمانِ حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی زمین پر عاجزی کے ساتھ چلو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کو ناپسند فرماتے ہیں۔ مزید برآں اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو یعنی اس انداز میں چلو کہ چال میں دوڑنا نہ پایا جائے کیونکہ یہ وقار کے خلاف ہے، اس طرح چلنے کے انداز میں زمین پر بسنے والوں کے لئے خطرات ہیں، اور نہ اتنا آہستہ چلو جیسا کہ متکبرین چلتے ہیں تا کہ وہ لوگوں پر اپنا رعب جما سکیں ہاں بیمار اس سے مستثنیٰ ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحاً اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ". وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ، اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ". [1]

ترجمہ: "اور زمین پر اترا کر مت چلو بلاشبہ تکبر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا"۔

"اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلاً". [2]

ترجمہ: "بے شک تو زمین کو نہیں پھاڑ سکتا اور لمبائی کے اعتبار سے پہاڑوں تک نہیں پہنچ سکتا"۔

---

[1]....(سورۃ لقمان :رقم الآیۃ، ۱۸، ۱۹، پارہ ۲۱)

[2]....(سورۃ الاسراء:رقم الآیۃ،۳۷،پارہ،۱۵)

Marfat.com

کثرت سے جوتا پہنو

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ:

"كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ أَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ". [1]

ترجمہ: "ہم لوگ کسی سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے آپ نے فرمایا کہ جوتا بہت کثرت سے پہنو اس لیے کہ آدمی ہمیشہ سوار رہتا ہے جب تک کہ جوتا پہنے ہوئے ہو"۔

ایک جوتا نہ پہنا جائے

رسول اللہ ﷺ نے ایک جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا:

"لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا". [2]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی شخص ایک جوتا پہن کر نہ چلے۔ دونوں پہن لے یا دونوں اتار دے"۔

رسول اللہ ﷺ امت پر مہربان وشفیق ہیں، آپ ﷺ نے جوتا پہننے کا طریقہ بھی اپنی امت کو سکھایا، چنانچہ امت کو ایک پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے منع فرمایا۔ اس کی کئی وجوہات کو سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب اللباس/باب في الانتعال، ص، ۵۸۲، رقم الحديث، ۴۱۳۳، دار السلام)
"جس طرح سوار شخص کے لئے اپنی منزل پر پہنچنا آسان ہوتا ہے اسی طرح جوتے والا آدمی مشقت اور دقت سے بچ جاتا ہے نیز موذی جانوروں اور پتھروں سے حفاظت کا باعث بھی ہے۔ (عثمانی)

[2]....(سنن الترمذي: كتاب اللباس/باب ما جاء في كراهية المشي في النعل الواحدة، ج، ۲، ص، ۶۰۳، رقم الحديث، ۱۷۷۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

(۱).....اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ چال شیطان کی ہے۔

(۲).....ایسی چال اعتدال کی حد سے نکلی ہوئی ہے۔

(۳).....امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شہرت ہونے کی وجہ سے ایسی چال مکروہ ہے، (یعنی ایک پیر میں جوتا اور دوسرے میں نہ ہو) مطلب یہ کہ ایسی چال والے کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول ہوتی ہے، حالانکہ شہرت کے لباس سے منع کیا گیا ہے۔

(۴) اس طریقے سے چلنے والے کے لئے گرنے' پھسلنے اور اس کے پیر میں موچ آنے کے امکانات زیادہ ہیں۔

(۵).....انسانی وقار کے منافی ہے، لوگ ایسے شخص کا مذاق اڑائیں گے۔ [۱]

کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننے کی ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ وَهُوَ قَائِمٌ". [۲]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہونے کی حالت میں جوتا پہننے سے منع فرمایا"۔

---

[۱]....."وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: الْعِلَّةُ فِيهِ أَنَّهَا مِشْيَةُ الشَّيْطَانِ، وَقِيلَ: لِأَنَّهَا خَارِجَةٌ عَنِ الِاعْتِدَالِ، وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ الْكَرَاهَةُ لِلشُّهْرَةِ فَيَمْتَدُّ الْأَبْصَارُ لِمَنْ يَرَى ذٰلِكَ مِنْهُ، وَقَدْ وَرَدَ النَّهْيُ عَنِ الشُّهْرَةِ فِي اللِّبَاسِ". (جمع الوسائل في شرح الشمائل: بابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۳۳، المطبعة الشرفية بمصر)

وقال ابن الأثير في النهاية: "انما نهى عنه لئلا يكون أحد الرجلين أرفع من الأخرى، فيكون سبباً للعثار، ويقبح في المنظر، ويعاب فاعله". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱، ص، ۲۰۱، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[۲].....(سنن الترمذي: كتاب اللباس/باب ما جاء في كراهية أن ينتعل الرجل وهو قائم، ج، ۲، ص، ۲۰۴، رقم الحديث، ۱۷۷۵، دار الكتب العلمية، بيروت)

"قَالَ أَبُو عِيسَى هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ".

ابو عیسیٰ نے فرمایا کہ یہ یہ حدیث غریب ہے۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ جوتا پہننے کے لئے جھکنا پڑتا ہے نیز تسمہ باندھنے کے لئے ایک پاؤں پر کھڑا ہونا لازم آتا ہے جو اس کے گرنے کا سبب بھی بن سکتا ہے لہذا رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر جوتا پہننے کا حکم دیا ہے۔ یہ نہی اس صورت میں ہے جب جوتوں کو پہننے کے لئے ہاتھ کا استعمال کرنا پڑے، ہاں البتہ اگر کوئی جوتا جو تسمے وغیرہ کے بغیر ہو تو اس کو بغیر بیٹھے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ وہ بسہولت کھڑے کھڑے پہنا جا سکتا ہے، یہ حکم استحباب کے درجہ میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بیان جواز کے لئے جوتا بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر بھی پہنا ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْتَعِلُ قَائِمًا وَقَاعِدًا". [1]

ترجمہ: "نبی ﷺ کھڑے اور بیٹھ کر جوتے پہنا کرتے تھے۔

جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لے

جوتا پہننے سے پہلے جھاڑنا سنت ہے۔

چنانچہ ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ:

"دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بِخُفَّيْهِ يَلْبَسُهُمَا، فَلَبِسَ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ جَاءَ غُرَابٌ فَاحْتَمَلَ الْآخَرَ، فَرَمَى بِهِ، فَخَرَجَتْ مِنْهُ حَيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

---

[1]....(الطبقات الكبرى: ذكر نعل رسول اللهﷺ، ج، ۱، ص، ۳۷۳، دار الكتب العلمية، بيروت)
"يشبه أن يكون إنما نهى عن لبس النعل قائماً لأن لبسها قاعداً أسهل عليه وأمكن له وربما كان ذلك سبباً لانقلابه إذا لبسها قائماً فأمر بالقعود له والاستعانة باليد ليأمن غائلته والله أعلم". (معالم السنن: ج، ۴، ص، ۲۰۳، المطبعة العلمية، حلب)
"في "عين العلم" وغيره ينبغي أن يقعد في لبس النعل ونزعه، قال على القاري في "شرح عين العلم" أى خوفاً من وقوعه، وهذا فيما اذا كان في لبسه قائماً تعب كالنعل والخف العربية اذا احتج الى شد شراكهما، فلبسهما جالساً أسهل، وما لا تعب في لبسها قائماً كالنعل العجمية، فلا يقعد". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱، ص، ۲۰۷، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

Marfat.com

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَلْبَسْ خُفَّيْهِ حَتّٰى يَنْفُضَهُمَا". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ نے اپنے موزے منگوائے ان میں سے ایک پہنا، اسی اثناء میں ایک کوا آیا دوسرا موزہ اٹھا کر لے گیا اور پھر اسے الٹ دیا تو اس میں سے سانپ نکلا، آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ جب تک دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے نہ پہنے"۔

یہ جھاڑنا جوتے اور موزے کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ کپڑے، قمیص اور عمامہ وغیرہ کو بھی جھاڑنا چاہیے، فقہاء نے موزے کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ مذکورہ قصہ میں موزہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ [2]

جوتا پہننے کا مسنون طریقہ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ فَلْتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ". [3]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں اتارے پس چاہیے کہ پہنتے ہوئے دایاں اور اتارتے ہوئے بایاں پہلے"۔

---

[1]....(المعجم الكبير للطبراني: ج،۸،ص،۱۳۷،رقم الحديث، ۷۶۲۰،مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

[2]...."وليعلم أن النفض لا يختص بالخف، بل ينفض في كل ثوب خفاً كان أو نعلاً، قميصاً كان أو عمامةً، أو غيرها، وانما ذكره الفقهاء في الخف خاصة لورود النص والقصة فيه خاصة". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱،ص، ۲۱۲،انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[3]....(سنن الترمذي: كتاب اللباس/باب مَا جَاءَ بِأَيِّ رِجْلٍ يَبْدَأُ إِذَا انْتَعَلَ، ج،۲، ص، ۶۰۶، رقم الحديث، ۱۷۷۹،دارالكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کوئی شخص جوتا پہنے تو دائیں جانب سے ابتدا کرے، اور اتارنے کی صورت میں بائیں جانب سے۔ اس لئے کہ جوتا اتارنا نقصان کے قبیلہ سے ہے، اور بایاں پیر عدم شرافت کی وجہ سے ہر اس مقام پر مقدم کیا جائے گا جو بابِ تنقیص سے ہو۔ عزت وتوقیر اور زیب وزینت والے کاموں میں دائیں جانب سے ابتدا مسنون ہے۔[1]

تسمہ ٹھیک کر کے چلے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ وَلَا يَمْشِ فِي خُفٍّ وَاحِدٍ وَلَا يَأْكُلْ بِشِمَالِهِ". [2]

ترجمہ: "جب تم میں سے کسی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں نہ چلے جب تک کہ اپنے تسمے کو درست نہ کرے اور ایک موزے میں نہ چلے اور اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے"

گھر میں داخل ہونے سے پہلے جوتوں کی آہٹ سنانی مستحب ہے

گھر میں داخل ہونے کے آداب میں سے ایک ادب یہ ہے کہ انسان زور سے کھانس دے یا اپنے جوتوں کی آہٹ گھر والوں کو سنا دے۔

چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

---

[1]....."لأن النزع من باب التقيص والشمال معدم شرفها تقدم في كل ما كان من باب التنقيص ". لأن التنعل من باب التكريم واليمين لشرفها تقدم في كل ما كان من باب التكريم".مواهب:۸۴)
"قَالَ الْخَطَّابِيُّ:الْحِذَاءُ كَرَامَةٌ لِلرَّجُلِ، حَيْثُ أَنَّهُ وِقَايَةٌ مِنَ الْأَذَى، وَإِذَا كَانَتِ الْيُمْنَى أَفْضَلَ مِنَ الْيُسْرَى، اسْتُحِبَّ التَّبْدِئَةُ بِهَا فِي لُبْسِ النَّعْلِ، وَالتَّأْخِيرُ فِي نَزْعِهِ، لِيُوَفَّرَ بِدَوَامِ لُبْسِهَا حَظُّهَا مِنَ الْكَرَامَةِ انْتَهَى".(جمع الوسائل في شرح الشمائل:بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،ص،۱۳۵،المطبعة الشرفية،مصر)

[2]....(سنن أبي داؤد:كتاب اللباس/باب في الانتعال،ص،۵۸۲،رقم الحديث،۴۱۳۷، دارالسلام)

Marfat.com

"إِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَيْتَهُ اسْتُحِبَّ لَهُ أَنْ يَتَنَحْنَحَ أَوْ يُحَرِّكَ نَعْلَيْهِ". [1]

ترجمہ: "مستحب ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں جانا چاہے باہر سے ہی کھنگار دے یا جوتیوں کی آہٹ سنادے"۔

ایک موزہ میں نہ چلے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ وَلَا خُفٍّ وَاحِدٍ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا أَوْ لِيَمْشِ فِيهِمَا جَمِيعًا". [2]

ترجمہ: "تم میں سے کوئی ایک جوتا پہن کر نہ چلے اور نہ ہی ایک موزہ پہن کر یا دونوں اتار دے یا دونوں پہن کر چلے۔

دو روایتوں میں تطبیق

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک جوتے میں بھی چلے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ". [3]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ بعض اوقات ایک جوتے میں چلتے تھے"۔

مذکورہ روایت سے ایک جوتے میں چلنے کا جواز معلوم ہوا۔ ایک جوتے میں چلنے کے جواز اور عدم جواز کی روایت میں تطبیق کی صورت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اتفاقاً کسی سبب کی بناء پر گھر میں ایک جوتا پہن کر چلے ہوں، اگر اس کو بعد از نہی پر محمول کیا جائے، تو پھر اس کو

---

[1]....(تفسیر ابن کثیر: ج،۶،ص،۳۷، دار الکتب العلمیة،بیروت)

[2]....(سنن ابن ماجه: کتاب اللباس/باب المشي في النعل الواحد، ج،۴،ص،۱۹۱،رقم الحدیث،۳۶۱۷،دار الکتب العلمیة ،بیروت)

[3]....(سنن الترمذي: أبواب اللباس/ ج،۴،ص،۲۴۴،رقم الحدیث،۱۷۷۷،شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی،مصر)

Marfat.com

ضرورت پر محمول کیا جائے گا، یا بیان جواز پر، اور یہ نہی تحریم کے لئے نہیں ہے۔ [1]

ایک جوتے میں نہ چلنے کی وجوہات

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس حالت میں چلنا مشقت کا باعث ہوتا ہے، دیکھنے میں انسان بدنما لگتا ہے، اور آنکھوں کے سامنے ایک قبیح منظر بھی ہوتا ہے۔ بعض نے کہا کہ اس کے اعضاء جوارح میں اعتدال نہیں رہتا۔

ابن العربی کہتے ہیں کہ اس میں نہی کی علت یہ ہے کہ یہ شیطان کی چال ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ایک جوتے میں چلنے کی کراہت شہرت کی وجہ سے ہے، چونکہ جو اس کو دیکھتا ہے وہ اس کو دیکھتا ہی رہتا ہے، حالانکہ لباس میں بھی شہرت سے نہی وارد ہے اور ہر وہ چیز جس سے صاحب شیء مشہور ہو جائے تو اس کا حق ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ [2]

اگر جوتا نہ ہو تو موزہ پہنے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ لَمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ". [3]

---

[1]....."وَمَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: رُبَّمَا مَشَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ. إِنْ صَحَّ فَشَيْءٌ نَادِرٌ لَعَلَّهُ اتَّفَقَ فِي دَارِهِ بِسَبَبٍ. قُلْتُ: وَعَلَى تَقْدِيرِ كَوْنِهِ بَعْدَ النَّهْيِ يُحْمَلُ عَلَى حَالِ الضَّرُورَةِ أَوْ بَيَانِ الْجَوَازِ، وَأَنَّ النَّهْيَ لَيْسَ لِلتَّحْرِيمِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس/باب النعال، ج۷، ص۲۸۱۱، تحت رقم الحديث، ۴۴۱۱، دار الفكر، بيروت، لبنان)

[2]....."قَالَ الْخَطَّابِيُّ: الْمَشْيُ يَشُقُّ عَلَى هَذِهِ الْحَالَةِ مَعَ سَمَاجَتِهِ فِي الشَّكْلِ، وَقُبْحِ مَنْظَرِهِ فِي الْعَيْنِ، وَقِيلَ: لِأَنَّهُ لَمْ يَعْدِلْ بَيْنَ جَوَارِحِهِ، وَرُبَّمَا نُسِبَ فَاعِلُ ذَلِكَ إِلَى اخْتِلَالِ الرَّأْيِ وَضَعْفِهِ. وَقَالَ ابْنُ الْعَرَبِيِّ: الْعِلَّةُ فِيهِ أَنَّهَا مِشْيَةُ الشَّيْطَانِ.
وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ: الْكَرَاهَةُ لِلشُّهْرَةِ فَتَمْتَدُّ الْأَبْصَارُ لِمَنْ يَرَى ذَلِكَ مِنْهُ، وَقَدْ وَرَدَ النَّهْيُ عَنِ الشُّهْرَةِ فِي اللِّبَاسِ، وَكُلُّ شَيْءٍ يَصِيرُ صَاحِبُهُ مَشْهُورًا، فَحَقُّهُ أَنْ يُجْتَنَبَ. كَذَا حَقَّقَهُ الْعَسْقَلَانِي". (مرقاة المفاتيح: كاتب اللباس/باب النعال، ج۷، ص۲۸۱۱، تحت رقم الحديث، ۴۴۱۱، دار الفكر، بيروت، لبنان)

[3].....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/باب السراويل، ج۴، ص۴۴، رقم الحديث، ۵۸۰۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ ''جس شخص کے پاس ازار نہ ہو تو وہ پاجامہ پہنے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہنے''۔

کھاتے وقت جوتے اتارنے کی شرعی حیثیت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''دَعَا أَبُو عَبْسِ بْنِ جَبْرٍ الْأَنْصَارِيُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَهُ لَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْلَعُوا نِعَالَكُمْ عِنْدَ الطَّعَامِ، فَإِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيلَةٌ''. [1]

ترجمہ: ''حضرت ابوعبس بن جبر انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی کھانے کی دعوت کی، اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھانے کے وقت اپنے جوتے اتار لیا کرو کہ یہ اچھا طریقہ ہے''۔

ایک روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ:

كَانَ إِذَا جَلَسَ يَتَحَدَّثُ يَخْلَعُ نَعْلَيْهِ''. [2]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ جب بیٹھ کر بات کرتے تو اپنے جوتے اتار دیتے''۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ، فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ، فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ''. [3]

ترجمہ: ''جب کھانا رکھ دیا جائے تو جوتے اتار دو کیونکہ اس طرح تمہارے پاؤں کو

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة/ذکر مناقب عبد اللّٰه ابي عبس بن جبر الانصاري الخزرجي رضی اللّٰه عنه، ج۳، ص۳۹۴، رقم الحدیث۵۴۹۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر: بَاب كَانَ وَهِي الشَّمَائِل الشَّرِيفَة، ج۲، ص۳۳۰، دار الفکر، بیروت)

[3]....(سنن الدارمي: ومن کتاب الأطعمة/بَابٌ فِي خَلْعِ النِّعَالِ عِنْدَ الْأَكْلِ، ج۲، ص۱۳۲۰، رقم الحدیث۲۱۲۵، دار المغني للنشر والتوزیع، المملکة العربیة السعودیة)

Marfat.com

زیادہ آرام ملے گا"۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا أَكَلْتُمُ الطَّعَامَ فَاخْلَعُوا نِعَالَكُمْ فَإِنَّهُ أَرْوَحُ لِأَقْدَامِكُمْ". [1]

ترجمہ: "جب تم کھانا کھاؤ تو اپنے جوتے اتار دیا کرو، کیونکہ اس طرح تمہارے پاؤں کو زیادہ آرام ملے گا"۔ [2]

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ جب انسان کھانے کا ارادہ کرے تو اپنے جوتے اتار دے۔ کھانے کے وقت جوتے اتارنے کی دوسری علت یہ ہے کہ اگر جوتے سمیت کھانا کھائے گا تو لوگ اس سے متنفر ہوں گے بالخصوص آج کے دور میں۔ کھانے کے وقت جوتے اتارنا سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ [3]

لہذا جوتے سمیت کھانا سنت کے مطابق نہیں، اگرچہ جوتے پہن کر کھانا جائز ہے، مگر ہمارے دور میں یہ طریقہ کفار وفساق کا ہے، اس لئے جوتے سمیت کھانا اور پھر اس کو عادت بنا لینے سے احتراز کرنا چاہیے، لیکن اگر کسی شخص کو مجبوراً کھانا پڑ جائے مثلاً گاڑی، ٹرین یا جہاز میں سفر کر رہا ہو اور اسے سیٹ پر بیٹھ کر جوتے سمیت کھانا پڑ جائے، تو ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ دونوں پیروں کو جوتوں سے نکال کر کھانا کھایا جائے۔

---

[1]....(المعجم الاوسط: ج،۳،ص،۲۹۵،رقم الحديث، ۳۲۰۲، دارالحرمين، القاهرة)

[2]....وفي حاشيته: لَا يُرْوَى هَذَا الْحَدِيثُ عَنْ أَنَسٍ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ، تَفَرَّدَ بِهِ عُقْبَةُ".

"رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَأَبُو يَعْلَى، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ.....وَرِجَالُ الطَّبَرَانِيِّ ثِقَاتٌ إِلَّا أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ خَالِدٍ السَّكُونِيَّ لَمْ أَجِدْ لَهُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَارِثِ سَمَاعًا".(مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: كتاب الأطعمة/بَابُ خَلْعِ النَّعْلِ عِنْدَ الْأَكْلِ، ج،۵،ص،۲۳،تحت رقم الحديث، ۷۹۱۱، ۷۹۱۲مكتبة القدسي، القاهرة)

[3]...."قلت: معنى اذا اكلتم اذا أردتم الأكل، كقوله تعالىٰ إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ .....وقد يعلل ايضاً بانه لو اكل متنعلاً يتنفر عنه الناس، خصوصاً في زماننا، وما في رواية الحاكم مرفوعة: اخْلَعُوا نِعَالَكُمْ عِنْدَ الطَّعَامِ، فَإِنَّهَا سُنَّةٌ جَمِيلَةٌ،فمحمول على أن المراد بالسنة الطريقة المسلوكة في الدين، لا السنة المؤكدة".(غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱ ،ص، ۵۲،انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

Marfat.com

بچوں کو جوتا پہنانے کا طریقہ

بچوں کو جوتا پہناتے ہوئے بھی سنت کا خیال رکھنا چاہیے، چنانچہ جب اسے جوتا پہنائے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنائے اور اتارتے ہوئے پہلے بایاں جوتا اتارا جائے پھر دایاں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِينِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ فَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ". [1]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی جوتا پہنے تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو پہلے بایاں اتارے پس چاہیے کہ پہنتے ہوئے دایاں اور اتارتے ہوئے بایاں پہلے"۔

جب بیٹھے تو اپنے جوتے کہاں رکھے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"مِنَ السُّنَّةِ إِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ، فَيَضَعُهُمَا إِلَى جَنْبِهِ". [2]

ترجمہ: "یہ سنت طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص کہیں بیٹھے تو اپنے جوتوں کو نکال کر اپنی بغل میں رکھ لے"۔

ایمن (دائیں جانب) کی تعظیم کی وجہ سے جوتے اپنی بائیں طرف رکھے اور قبلہ کی تعظیم کے پیش نظر سامنے نہیں رکھتے تھے، اور پیچھے اس لئے نہیں رکھتے تھے، اس لئے کہ چوری کا خدشہ

---

[1]....(سنن الترمذي: كتاب اللباس/باب مَا جَاءَ بِأَيِّ رِجْلٍ يَبْدَأُ إِذَا انْتَعَلَ، ج، ۲، ص، ۲۰۶، رقم الحديث، ۱۷۷۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(الأدب المفرد: بَابُ: أَيْنَ يَضَعُ نَعْلَيْهِ إِذَا جَلَسَ؟ ج، ۱، ص، ۴۰۷، رقم الحديث، ۱۱۹۰، دار البشائر الإسلامية، بيروت)

Marfat.com

ہوتا ہے۔[1]

جوتے کو علامت کے طور اپنی جگہ پر رکھنے کا حکم

اگر کوئی شخص اپنی جگہ پر بیٹھا ہو، اور اس کا ارادہ اپنی جگہ پر لوٹنے کا ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ نشانی کے طور پر اپنے جوتے یا کوئی چیز رکھ دے۔

چنانچہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَامَ، فَأَرَادَ الرُّجُوعَ، نَزَعَ نَعْلَهُ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ، فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ". [2]

ترجمہ: "جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے تو ہم آپ کے اردگرد بیٹھتے۔ پھر اگر واپسی کے ارادہ سے گھر تشریف لے جاتے تو اپنے نعلین (جوتے) اتار کر وہاں رکھ جاتے یا جسم سے اور کوئی چیز اتار کر اس جگہ چھوڑ جاتے۔ اس سے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو معلوم ہو جاتا کہ آپ ﷺ واپس تشریف لائیں گے"۔

کونسے ہاتھ میں جوتا اٹھائے؟

جوتا بائیں ہاتھ میں اُٹھانے چاہیے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ:

"كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، تَنْطِفُ

---

[1]....."(أَنْ يَخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهِ): أَيِ الْأَيْسَرِ تَعْظِيمًا لِلْأَيْمَنِ، وَلَا يَضَعُ قُدَّامَهُ تَعْظِيمًا لِلْقِبْلَةِ، وَلَا وَرَاءَهُ خَوْفًا مِنَ السَّرِقَةِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس/باب النعال، ج۷، ص۲۸۱۲، تحت رقم الحديث۴۴۱۷، دار الفكر)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الأدب/بَابٌ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ، ج۴، ص۲۶۴، رقم الحديث۴۸۵۴، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

لِحُيَتُهُ مِنْ وُضُوئِهِ، قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَ ذٰلِكَ، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ الْمَرَّةِ الْأُولَى.فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبِعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقَالَ :إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي فَأَقْسَمْتُ أَنْ لَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَمْضِيَ فَعَلْتَ؟ قَالَ :نَعَمْ.قَالَ أَنَسٌ :وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثَ، فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ ذَكَرَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَ، حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ.قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: غَيْرَ أَنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلَاثُ لَيَالٍ وَكِدْتُ أَنْ أَحْقِرَ عَمَلَهُ، قُلْتُ :يَا عَبْدَ اللّٰهِ إِنِّي لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ أَبِي غَضَبٌ وَلَا هَجْرٌ ثَمَّ، وَلٰكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكَ ثَلَاثَ مِرَارٍ :يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلَاثَ مِرَارٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لِأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ، فَأَقْتَدِيَ بِهِ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ:مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ.قَالَ:فَلَمَّا وَلَّيْتُ دَعَانِي، فَقَالَ:مَا هُوَ إِلَّا مَا رَأَيْتَ، غَيْرَ أَنِّي لَا أَجِدُ فِي نَفْسِي لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلَا أَحْسُدُ أَحَدًا عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ .فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ هٰذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لَا نُطِيقُ ".[1]

---

[1]....."مسند أحمد:مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ،ج،۲۰،ص،۱۲۴،رقم الحديث،۱۲۶۹۷،مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

''ترجمہ: ''ایک مرتبہ ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے فرمایا ابھی تھوڑی دیر کے بعد تمہارے پاس ایک جنتی آئے گا، دیکھا تو ایک انصاری صحابی چلے آرہے ہیں جن کی ڈاڑھی سے وضو کے پانی کے قطرات ٹپک رہے ہیں، انہوں نے اپنے بائیں ہاتھ میں اپنی جوتی اٹھا رکھی ہے، دوسرے دن بھی نبی ﷺ نے یہی اعلان کیا اور وہی صحابی آئے، تیسرے دن اعلان کیا تب بھی وہی صحابی رضی اللہ عنہ آئے، تیسرے دن جب نبی ﷺ چلے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم ان صحابی کے پیچھے چلے گئے اور ان سے کہنے لگے کہ میں نے اپنے والد صاحب کو قسمیں دے کر اور بہت اصرار کے بعد اس بات پر آمادہ کیا ہے کہ میں تین دن تک گھر نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے اپنے یہاں ٹھہرا سکتے ہیں تو آپ جو عمل کریں گے میں بھی وہی عمل کروں گا، انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو اجازت دے دی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ وہ ان تین راتوں میں ان کے ساتھ رہے لیکن کسی رات انہیں قیام کرتے ہوئے نہیں دیکھا، البتہ اتنا ضرور ہوتا تھا کہ جب وہ سو کر بیدار ہوتے اور بستر سے اٹھتے تو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے نماز فجر کے لئے اٹھ جاتے، نیز میں نے انہیں ہمیشہ خیر ہی کی بات کرتے ہوئے دیکھا، جب تین راتیں گذر گئیں اور میں اپنی ساری محنت کو حقیر سمجھنے لگا، تو میں نے ان سے کہا کہ بندہ خدا! میرے اور والد صاحب کے درمیان کوئی ناراضگی یا قطع تعلقی نہیں ہے (جس کی وجہ سے میں یہاں رہ پڑا ہوں) لیکن میں نے نبی ﷺ کو تین مرتبہ یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ابھی تمہارے پاس ایک جنتی آدمی آئے گا اور تینوں مرتبہ آپ ہی آئے تو مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں آپ کے پاس کچھ وقت گذار کر

Marfat.com

آپ کے اعمال دیکھوں اور خود بھی اس کی اقتداء کروں، لیکن میں نے آپ کو اس دوران کوئی بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا، پھر آپ اس مقام تک کیسے پہنچ گئے کہ نبی ﷺ نے آپ کے متعلق اتنی بڑی بات فرمائی؟ انہوں نے جواب دیا کہ عمل تو وہی ہے جو آپ نے دیکھا، پھر جب میں پلٹ کر واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے آواز دے کر بلایا تو کہنے لگے کہ عمل تو وہی ہیں جو آپ نے دیکھے، البتہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے متعلق کوئی کینہ نہیں رکھتا اور کسی مسلمان کو ملنے والی نعمتوں اور خیر پر اس سے حسد نہیں کرتا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہی وہ چیز ہے جس نے آپ کو اس درجے تک پہنچایا اور جس کی ہم میں طاقت نہیں ہے"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے جوتے بائیں ہاتھ میں پکڑ رکھے تھے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کا طریقہ

بیت الخلاء میں بائیں پیر کے ساتھ داخل ہونا چاہیے، اس لئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ اچھی چیز کے لئے دائیں پاؤں کو مقدم رکھے، اور ناپسندیدہ چیز کے لئے بایاں پیر آگے کرے۔ لہذا اس قاعدہ کے پیش نظر بیت الخلاء میں جانا ناپسندیدہ چیز ہے، اس لئے بایاں پیر داخل کرنا سنت ہے، اور داخل ہونے سے پہلے شیطان سے پناہ مانگنی چاہیے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ، وَفِي تَرَجُّلِهِ، إِذَا تَرَجَّلَ، وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ". [1]

[1]...(صحیح مسلم: کتاب الطهارة/بَابُ التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُورِ وَغَيْرِهِ، ج، ۱، ص، ۲۲۶، رقم الحدیث، ۲۶۸، دار إحياء التراث العربي بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ جب طہارت فرماتے تو صفائی میں داہنی طرف سے ابتداء کرتے اور کنگھی کرنے اور جوتا پہننے میں (بھی) دائیں ہی طرف سے ابتداء کرنے کو پسند فرماتے تھے''۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہی سے روایت ہے کہ:

''كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى''. [1]

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے، اور بایاں ہاتھ پاخانہ اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے''۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ دائیں جانب اچھے کام کے لئے اور بائیں جانب ناپسندیدہ کام کے لئے استعمال ہوتا تھا، اور آپ ﷺ اچھے کاموں میں دایاں استعمال فرماتے تھے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ:

''كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ''. [2]

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب (قضائے حاجت کے لیے) بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یہ (دعا) پڑھتے: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اے اللہ! میں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''۔

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/بَابُ كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الِاسْتِبْرَاءِ، ج، ۱، ص، ۹، رقم الحديث، ۳۳، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الوضوء/باب ما يقول عند الخلاء، ج، ۱، ص، ۴۰، رقم الحديث، ۱۴۲، دار طوق النجاة)

''فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْبَابِ يَبْدَأُ بِالتَّسْمِيَةِ قَبْلَ الدُّعَاءِ هُوَ الصَّحِيحُ فَيَقُولُ: بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ، ثُمَّ يَدْخُلُ بِالْيُسْرَى''. (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الطهارة/فروع في الاستبراء، ج، ۱، ص، ۳۴۵، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اللہ سے شیطان مردود سے پناہ مانگی جائے۔

بیت الخلاء سے باہر آنے کا طریقہ

بیت الخلاء سے باہر آتے وقت دایاں پیر نکالنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَتْ يَدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيُمْنَى لِطُهُورِهِ وَطَعَامِهِ، وَكَانَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى لِخَلَائِهِ، وَمَا كَانَ مِنْ أَذًى". [1]

"ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا داہنا ہاتھ وضو اور کھانے کے لیے، اور بایاں ہاتھ پاخانہ اور ان چیزوں کے لیے ہوتا تھا جن میں گندگی ہوتی ہے"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ دائیں جانب اچھے کام کے لئے اور بائیں جانب ناپسندیدہ کاموں کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الطهارة/بَابُ كَرَاهِيَةِ مَسِّ الذَّكَرِ بِالْيَمِينِ فِي الِاسْتِبْرَاءِ، ج، ۱، ص، ۹، رقم الحديث، ۳۳، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

"ثُمَّ يَخْرُجُ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الطهارة/ فروع في الاستبراء، ج، ۱، ص، ۳۴۵، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

جوتا اور احادیث

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ" کی حیثیت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"اَلْجَنَّةُ تَحْتَ أَقْدَامِ الْأُمَّهَاتِ".

ترجمہ: "ماں کے قدموں تلے جنت ہے"۔

یہ اثر دو واسطوں سے روایت کیا گیا ہے، پہلے واسطے میں موسی بن محمد بن عطاء راوی ہے، جو کہ انتہائی ضعیف ہے، ابن حبان نے تو اس کو واضع الحدیث کہہ دیا اور کہا کہ اس سے روایت لینا درست نہیں جبکہ اس کے بارے میں دوسرے لوگوں کی بھی جرح منقول ہے۔ اور دوسرے واسطے کے دو راوی مجہول ہیں، شیخ البانی نے اس واسطے سے بیان کی گئی روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ مستدرک حاکم اور دیگر کتابوں میں صحیح سند سے اس حدیث کو بیان کیا گیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ یہ حدیث الفاظ کے اعتبار سے موضوع اور معنی کے لحاظ سے درست ہے۔

پہلا واسطہ

"موسى بْن مُحَمد بْن عَطَاء أَبُو طاهر المقدسى منكر الحديث، وَيَسْرِقُ الحديث"۔[1]

ابن حجر رقم طراز ہیں:

---

[1]....(الكامل في ضعافاء الرجال :موسى بن محمد بن عطاء ابو طاهر المقدسي،ج،۸،ص،۶۴، الكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

كذبه أبو زرعة وأبو حاتم وقال النسائي ليس بثقة وقال الدارقطني وغيره متروك .....وقال ابن حبان :لا تحل الرواية عنه ،كان يضع الحديث". [1]

دوسرا واسطہ

"وفي الباب ما أخرجه الخطيب في جامعه، والقضاعي في مسنده، من حديث منصور بن المهاجر البزوري.عن أبي النضر الأبار عن أنس رفعه:الجنة تحت أقدام الأمهات، قال ابن طاهر:ومنصور وأبو النضر لا يعرفان، والحديث منكر، وذكره أيضا من حديث ابن عباس رضي الله تعالىٰ عنه وضعفه" [2]

"وقال الألباني موضوع.....ومن هذا الوجه رواه الخطيب في الجامع كما في فيض القدير للمناوي وقال:قال ابن طاهر: ومنصور وأبو النضر لا يعرفان، والحديث منكر، انتهى". [3]

مستدرک حاکم میں یہ حدیث درج ذیل سند کے ساتھ مذکور ہے۔

حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

" أَنَّ جَاهِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ فَجِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ.قَالَ:أَلَكَ وَالِدَةٌ؟ قَالَ:

---

[1]....(لسان الميزان:من اسمه موسى ،ج،٦،ص،١٢٧،مؤسسة الأعلمي للمطبوعات بيروت، لبنان)

[2]....(المقاصد الحسنة:حرف الجيم،ج،١،ص،٢٨٧،رقم الحديث، ٣٧٣،دار الكتاب العربي، بيروت)

[3]....(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثره السيئ في الأمة ، ج ،٢ ، ص ، ٥٩ ، رقم الحديث،٥٩٣،دار المعارف، الرياض،المملكة العربية السعودية)

Marfat.com

نَعَمْ، قَالَ: اذْهَبْ فَالْزَمْهَا، فَإِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلَيْهَا ". [1]

ترجمہ: "جاہمہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: میں نے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے اور آپ کے پاس اس سلسلے میں مشورہ کرنے آیا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تیری ماں (حیات) ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جا اس کی خدمت کر اس لئے کہ اس کے قدموں کے نیچے جنت ہے"۔

زرد رنگ کے جوتے پہننا رزق میں برکت کا سبب ہیں روایت کی تحقیق

زرد رنگ کے جوتے پہننے کی فضیلت والی روایت باوجود تتبع وتلاش کے فقط ایک ہی ملی، لیکن وہ بھی ضعیف اور موضوع ہے۔ لیکن روزی میں برکت والی حدیث تک رسائی ممکن نہ ہو سکی۔ البتہ اتنی بات کی اہمیت وفضیلت ہو سکتی ہے کہ حضور سرور کونین ﷺ سے جوتے پہننے کا ثبوت ملتا ہے، اور صحابہ کرامؓ کو آنحضرت ﷺ نے نعلین پہننے کی ترغیب بھی دی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر سے روایت ہے کہ:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي غَزْوَةٍ غَزَوْنَاهَا:

---

[1]....هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ ".

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: کتاب الجهاد/وأما حديث عبد الله بن يزيد الانصاري، ج۲، ص۱۱۴، رقم الحديث، ۲۵۰۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

"وقال الألباني وسنده حسن إن شاء الله".

(سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة وأثرها السيئ في الأمة، ج۲، ص۵۹، رقم الحديث، ۵۹۳، دارالمعارف، الرياض، المملكة العربية السعودية)

(أخرجه أبو عيسى الترمذي في "جامعه" رقم الحديث، ۳۱۰۴، داراحياء التراث العربي)

(أخرجه أبو عبد الله الشيباني في "مسنده" رقم الحديث، ۱۵۵۷۷، مؤسسة قرطبة، قاهرة مصر)

(ذكره أبوبكر البيهقي في "سننه الكبرى" رقم الحديث، ۱۷۶۱۰، مكتبة دارالباز، مكة المكرمة، المملكة السعودية العربية، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء)

Marfat.com

اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ". [1]

ترجمہ: "میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک جہاد میں جس میں ہم شریک تھے، سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جوتیاں بہت پہنا کرو کیونکہ جوتیاں پہننے سے آدمی سوار رہتا ہے (یعنی مثل سوار کے پیر کو تکلیف نہیں ہوتی)"۔

---

[1]...(صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة/بَابُ مَا جَاءَ فِي الانْتِعَالِ وَالاسْتِكْثَارِ مِنَ النِّعَالِ، ج، ۳، ص، ۱۶۶۰، رقم الحديث، ۲۰۹۶، داراحياء التراث العربي، بيروت)

"مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ قَلَّ همه عَن ابْن عَبَّاس مَوْقُوفا لَكِن بِلَفْظ لم يزل فِي سرُور مَا دَامَ لَابسهَا وَقَالَ أَبُو حَاتِم كذب مَوْضُوع وَعَزاهُ الزَّمَخْشَرِيّ لعَلي بِلَفْظ الأول". (تذكرة الموضوعات للفتني: بَاب اللبَاس وتنظيفه ولباسه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَفضل الصَّلَاة بالعمامة والسدل والاحتباء والسراويل وطي الثَّوْب والنعل الْأَصْفَر ولباس الصُّوف والزى، ص، ۱۵۸، إدارة الطباعة المنيرية)

"حَدِيث: مَنْ لَبِسَ نَعْلًا صَفْرَاءَ قَلَّ هَمُّهُ، العقيلي والطبراني والخطيب عن ابن عباس به موقوفا، لكن بلفظ: لم يزل في سرور ما دام لابسها، بدل: قل همه، وقال ابن أبي حاتم: سألت أبي عنه فقال: كذب موضوع". (المقاصد الحسنة: حرف الميم، ج، ۱، ص، ۶۶۸، رقم الحديث، ۱۱۷۲، دارالكتاب العربي)

"من لبس نعلًا أصفر قل همه". رواه العقيلي والطبراني والخطيب عن ابن عباس موقوفًا لكن بلفظ: لم يزل في سروره ما دام لابسها "بدل "قل همه"، وقال ابن أبي حاتم: سألت أبي عنه فقال: كذب موضوع. وعزاه في الكشاف لعلي باللفظ الأول، وكأن المأخذ قوله تعالى (صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ". (كشف الخفاء: حرف الميم، ج، ۲، ص، ۳۳۰، ۳۳۱، رقم الحديث، ۲۵۹۶، المكتبة العصرية)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

جوتا اور مسجد

مسجد سے کسی کا جوتا لے جانے کا حکم

آج کل مساجد میں مصلیوں کے ازدحام (رش) کی وجہ سے اکثر وبیشتر جوتے منتشر ہوتے ہیں، جس کی وجہ سے جوتے بدل جاتے ہیں۔ بالخصوص حرمین میں اس طرح کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں، کیا ایسی صورت میں زید بکر کے جوتے استعمال کرسکتا ہے، جبکہ بکر زید کے جوتے پہن کر چلا گیا ہے؟ اس میں تفصیل یوں ہے کہ اگر زید کے دل یہ گمان آتا ہے کہ جوتے کے مالک نے ظاہراً ان کے استعمال کی اجازت دی ہوگی تو اس صورت اس کا استعمال زید کے لئے جائز ہوگا ورنہ احتراز کیا جائے۔ [1]

متولی مسجد کا نمازیوں کو اندر جوتا لانے سے منع کرنا

سوال..... گزارش یہ ہے کہ سیشن کورٹ کے احاطے میں ایک مسجد ہے، جب سے وہ مذکورہ مسجد تعمیر ہوئی ہے، متولی مسجد کا حکم ہے کہ کوئی نمازی مسجد کے اندرونی حصے میں جوتا لے کر نہ آئے، اگر کوئی ناواقف آدمی اندر جوتا لے آتا ہے تو اس کو مجبور کر دیا جاتا ہے کہ جوتا باہر رکھیں، نمازی مجبور ہوکر باہر رکھ دیتا ہے۔ باہر چور انتظار میں ہوتے ہیں، چنانچہ وقتاً فوقتاً باہر جوتے چوری ہوتے رہتے ہیں۔ جب کوئی نمازی متولی صاحب سے کہتا ہے کہ باہر جوتا چوری ہوجائے گا، تو متولی صاحب فرماتے ہیں کہ باہر سامنے جوتا رکھ کر نماز پڑھ لو۔ چنانچہ مجبوراً نمازی باہر نماز پڑھتا ہے، اور صف اول کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے

---

[1]..... "قوم أصابوا مذبوحاً في طريق البادية وقد وقع في قلبه أن صاحبه قد فعل اباحه للناس لابأس بأكله". (الفتاوى السراجية: ص،۳۰۷)

Marfat.com

کہ کیا مسجد کے اندرونی حصے میں جوتا رکھنا ناجائز ہے؟

جواب..... مسجد میں جوتے رکھنے کے لئے ڈبوں کا انتظام ہوتا ہے، آپ کے متولی صاحب کو بھی اس کا انتظام کرنا چاہیے، اور یہ قانون غلط ہے کہ مسجد کے اندر کوئی جوتا لے کر نہ آئے، اور جس کو نماز پڑھنی ہو، باہر کے حصے میں پڑھے، متولی کو ایسا غلط قانون نافذ کرنے کا کوئی حق نہیں۔[1]

خنزیر کے چمڑے سے جوتے بنانے کی اجرت کا پیسہ مسجد میں لگانا

خنزیر کے چمڑے کے جوتے بنانے والوں کا روپیہ مسجد میں لگانا جائز ہے، اور اس قسم کی جوتے بنانے والی فیکٹری میں کام کرنے والے ملازمین کی اجرت بھی حرام نہیں، [2]

مگر یہ معاملہ فی نفسہ نہیں کرنا چاہیے اس لئے کہ خنزیر کے تمام اجزاء حرام ہیں۔ [3]

ایسی مسجد میں پڑھی گئی نماز اگر اسلامی قواعد اور اخلاص کے ساتھ ادا کی جائے گی تو عنداللہ مقبول ہوگی۔

چنانچہ محمد بن حرب، یزید، ابن ہارون، محمد بن مطرف، زید بن اسلم، عطاء بن یسار، حضرت عبداللہ صنابحیؓ سے روایت ہے کہ:

"زَعَمَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَنَّ الْوِتْرَ وَاجِبٌ، فَقَالَ: عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ كَذَبَ أَبُو مُحَمَّدٍ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ أَحْسَنَ وُضُوءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَأَتَمَّ رُكُوعَهُنَّ وَخُشُوعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللَّهِ عَهْدٌ

---

[1]..... (آپ کے مسائل اور ان کا حل: ج۳، ص۲۵۰)

[2]..... "وَإِنْ اسْتَأْجَرَهُ لِيَنْحِتَ لَهُ طُنْبُورًا أَوْ بَرْبَطًا فَفَعَلَ طَابَ لَهُ الْأَجْرُ إِلَّا أَنَّهُ يَأْثَمُ بِهِ. كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ. (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الاجارة: الباب الخامس عشر في بيان ما يجوز من الاجارة وما لا يجوز، ج۴، ص۴۵۰، دار الفكر)

[3]..... "أَمَّا الْخِنْزِيرُ فَجَمِيعُ أَجْزَائِهِ نَجِسَةٌ. كَذَا فِي الِاخْتِيَارِ شَرْحِ الْمُخْتَارِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الطهارة/الْبَابُ الثَّالِثُ فِي الْمِيَاهِ، الْفَصْلُ الثَّانِي فِيمَا لَا يَجُوزُ بِهِ التَّوَضُّؤُ، ج۱، ص۲۴، دار الفكر)

Marfat.com

أَنْ يَغْفِرَ لَهُ، وَمَنْ لَمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ". [1]

ترجمہ: "ابومحمد نے کہا کہ وتر واجب ہے اس پر عبادہ بن صامت نے کہا کہ ابومحمد کا خیال غلط ہے۔ (عبادہ بن صامت) کہتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ نے (صرف) پانچ نمازیں فرض کی ہیں جو ان کے لئے اچھی طرح وضو کرلے گا اور مستحب وقت میں نماز ادا کرے گا۔ اطمینان سے رکوع کرے گا اور نماز میں خشوع خضوع اختیار کرے گا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی مغفرت فرمائے گا اور جو ایسا نہیں کرے گا اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ چاہے تو بخش دے گا اور چاہے گا تو عذاب دے گا"۔

غیر مسلم کا مسجد میں جوتے دینا

اگر غیر مسلم مسجد میں کسی ثواب کی نیت سے جوتے دیتا ہے، اور مصلحت کے خلاف بھی نہیں تو بیت الخلاء میں استعمال اور وضو کی جگہ تک جانے کے لئے ان کو لینا جائز ہے۔ [2]

مسجد میں چہل قدمی کا حکم

اگر کوئی شخص مسجد میں جماعت کے انتظار میں بیٹھ کر ذکر واذکار کرتے ہوئے یہ خیال کرے

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/بَابٌ فِي الْمُحَافَظَةِ عَلَى وَقْتِ الصَّلَوَاتِ، ج۱،ص۱۱۵،رقم الحديث،۴۲۵،دارالفكر)

[2]...."شَرْطُ وَقْفِ الذِّمِّيِّ أَنْ يَكُونَ قُرْبَةً عِنْدَنَا وَعِنْدَهُمْ كَالْوَقْفِ عَلَى الْفُقَرَاءِ أَوْ عَلَى مَسْجِدِ الْقُدْسِ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الوقف،مطلب:قد يثبت الوقف بالضرورة، ج۴،ص۳۴۱،دارالفكر،بيروت)

"وَأَمَّا الْإِسْلَامُ فَلَيْسَ مِنْ شَرْطِهِ لِصِحَّةِ وَقْفِ الذِّمِّيِّ بِشَرْطِ كَوْنِهِ قُرْبَةً عِنْدَنَا وَعِنْدَهُمْ".
(البحرالرائق: كتاب الوقف، ج۵،ص۲۰۴،دارالكتاب الاسلامي)

"(الفتاوى العالمكيرية: كتاب الوقف/الباب الأول، ج۲،ص۳۵۲،۳۵۳،رشيدية)

Marfat.com

کہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر نتظار کرنے سے اس پر نیند کا غلبہ ہو جائے گا، یا اسی قسم کی کوئی اور حاجت وضرورت ہو تو مسجد میں ٹہلنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ مسجد کو چہل قدمی کے لئے کسی مخصوص اوقات میں تجویز کرنا مسجد کی وضع کے خلاف ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ، فَلْيَقُلْ: لَا أَدَّاهَا اللّٰهُ إِلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا". [1]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص کسی گم شدہ چیز بآواز بلند ڈھونڈتا ہوا پائے تو کہے اللہ کرے تیری چیز کبھی نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس لئے نہیں بنی ہیں"۔

مسجد میں چہل قدمی کرتے ہوئے تسبیح کرنے کا حکم

تسبیح اُٹھتے بیٹھتے اور چہل قدمی کرتے ہوئے جائز ہے۔ [2] البتہ بلا کسی حاجت کے مسجد میں

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلوة/بَابٌ فِي كَرَاهِيَةِ إِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ، ج، ۱، ص، ۱۲۸، رقم الحديث، ۴۷۳، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

(وكذامشكوة المصابيح: باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، ص، ۶۸، قديمي)

(وكذا في في سنن ابن ماجة: كتاب الصلاة/أبواب المساجد والجماعات، باب النهي عن انشاد الضوال في المسجد، ص، ۵۶، قدمي)

(والصحيح لمسلم: كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب النهي عن انشاد الضالة في المسجد وما يقول من سمع الناشد، ج، ۳۱۰، قديمي)

"(مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ): بِوَزْنِ يَطْلُبُ وَمَعْنَاهُ (ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ:..... وَيَدْخُلُ فِي هٰذَا كُلُّ أَمْرٍ لَمْ يُبْنَ لَهُ الْمَسْجِدُ مِنَ الْبَيْعِ وَالشِّرَاءِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ". (مرقاة المفاتيح: باب المساجد..... الفصل الأول، ج، ۲، ص، ۴۱۱، رقم الحديث، ۸۰۶، رشيدية)

[2]...."وَأَمَّا الذِّكْرُ الَّذِي فِي قَوْلِهِ تَعَالَى فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلَاةَ فَلَيْسَ هُوَ الصَّلَاةُ وَلٰكِنَّهُ عَلَى أَحَدِ وَجْهَيْنِ إِمَّا الذِّكْرُ بِالْقَلْبِ وَهُوَ الْفِكْرُ فِي عَظَمَةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهِ وَقُدْرَتِهِ وَفِيمَا فِي خَلْقِهِ وَصُنْعِهِ مِنَ الدَّلَائِلِ عَلَيْهِ وَعَلَى حُكْمِهِ وَجَمِيلِ صُنْعِهِ وَالذِّكْرُ الثَّانِي الذِّكْرُ بِاللِّسَانِ بِالتَّعْظِيمِ وَالتَّسْبِيحِ وَالتَّقْدِيسِ وَرُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُعْذَرْ أَحَدٌ فِي تَرْكِ الذِّكْرِ إِلَّا مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ". (أحكام القرآن: سورة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

چہل قدمی نہ کی جائے۔[1]

مسجد کا جوتا مخصوص کرنے کا حکم

مسجد کے جوتے استعمال کرنا ہر نمازی کا حق ہے، اس لئے کہ کوئی شخص کسی مخصوص جوتے کے استعمال سے کسی نمازی کو روکنے کا حق نہیں رکھتا۔[2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

النساء/ذكر اختلاف الفقهاء في الصلاة في حال القتال، مطلب:الذكر على وجهين، ج۲،ص،۳۲۳،قديمي)

"فاذكروا اللّٰه قياما وَقُعُوداً وعلى جُنُوبِكُمْ)أى فداوموا على ذكر اللّٰه تعالى وحافِظوا على مراقبته ومناجاتِه ودعائِه فى جميعِ الأحوالِ حَتّٰى فى حال المسايفة والقتالِ كما فى قوله تعالى إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فاثبتوا واذكروا اللّٰه كَثِيراً لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ".(تفسير أبي السعود:سورة النساء،رقم الآية،۱۰۳،ج،۱،ص،۲۲۸،داراحياء التراث العربي،بيروت)

[1]....."راجع للتخريج المسئلة المتقدمة آنفاً)

[2]....."وَأَعْجَبُ مِنْ ذَلِكَ أَنَّهُ إِذَا غَضِبَ عَلَى شَخْصٍ يَمْنَعُهُ مِنْ دُخُولِ الْمَسْجِدِ خُصُوصًا بِسَبَبِ أَمْرٍ دُنْيَوِيٍّ وَهَذَا كُلُّهُ جَهْلٌ عَظِيمٌ وَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَكُونَ كَبِيرَةً فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ)وَمَا تَلَوْنَاهُ مِنْ الْآيَةِ السَّابِقَةِ فَلَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ مُطْلَقًا أَنْ يَمْنَعَ مُؤْمِنًا مِنْ عِبَادَةٍ يَأْتِي بِهَا فِي الْمَسْجِدِ لِأَنَّ الْمَسْجِدَ مَا بُنِيَ إلَّا لَهَا مِنْ صَلَاةٍ وَاعْتِكَافٍ وَذِكْرٍ شَرْعِيٍّ وَتَعْلِيمِ عِلْمٍ وَتَعَلُّمِهِ وَقِرَاءَةِ قُرْآنٍ وَلَا يَتَعَيَّنُ مَكَانٌ مَخْصُوصٌ لِأَحَدٍ حَتَّى لَوْ كَانَ لِلْمُدَرِّسِ مَوْضِعٌ مِنْ الْمَسْجِدِ يُدَرِّسُ فِيهِ فَسَبَقَهُ غَيْرُهُ إلَيْهِ لَيْسَ لَهُ إزْعَاجُهُ وَإِقَامَتُهُ مِنْهُ فَقَدْ قَالَ الْإِمَامُ الزَّاهِدِيُّ فِي فَتَاوِيهِ الْمُسَمَّاةِ بِالْقُنْيَةِ مَعْزِيًّا إلَى فَتَاوَى الْعَصْرِ لَهُ فِي الْمَسْجِدِ مَوْضِعٌ مُعَيَّنٌ يُوَاظِبُ عَلَيْهِ وَقَدْ شَغَلَهُ غَيْرُهُ قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ لَهُ أَنْ يُزْعِجَهُ وَلَيْسَ لَهُ ذَلِكَ عِنْدَنَا اهـ".البحر الرائق:كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها،فصل:كره استقبال القبلة،ج،۲،۶۰،رشيدية)

"مُتَوَلِّي الْمَسْجِدِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْمِلَ سِرَاجَ الْمَسْجِدِ إلَى بَيْتِهِ وَلَهُ أَنْ يَحْمِلَهُ مِنْ الْبَيْتِ إلَى الْمَسْجِدِ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ".(الفتاوى الهندية:كتاب الوقف،الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني،ج،۲،ص،۴۶۲،دارالفكر)

(وكذا في غمز عيون البصائر شرح الأشباه والنظائر:القول في أحكام المسجد، ج،۴،ص،۶۳،۶۴،ادارة القرآن،كراتشي)

(وكذافي الدرالمختار مع ردالمحتار:كتاب الصلاة/مطلب في الفرس المسجد،ج،۱، ص،۶۶۲،سعيد)

Marfat.com

مسجد میں جوتے رکھنے کا حکم

احسن وبہتر یہ ہے کہ نمازی اپنی جوتیاں وہاں رکھیں، جہاں کوئی جگہ جوتیوں کے لئے مخصوص کی گئی ہو، اگر کوئی جگہ مخصوص نہ کی گئی ہو (یا جیسا کہ آج کل مسجد میں شو ریکس Shoe Racks یا ڈبے وغیرہ بنے ہوتے ہیں) تو اس صورت میں جوتے مسجد میں لے جانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن انہیں مسجد کے فرش پر اس طریقے سے رکھے کے مسجد میں گندگی نہ پھیلے۔[1]

زیرِ تعمیر مسجد میں جوتے پہن کر کام کرنے کا حکم

زیرِ تعمیر مسجد میں جوتے پہن کر کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ زیرِ تعمیر مسجد مکمل اور نماز کی اقامت باجماعت کے بعد مسجد ہوگی۔[2]

امام کا مسجد کے بیت الخلاء میں رکھے گئے جوتے گھر لے جانے کا حکم

مسجد کے امام کے لئے جائز نہیں کہ وہ مسجد کے بیت الخلاء کے لئے دیئے گئے جوتوں کو گھر لے جا کر استعمال کرے تاہم اگر واقف نے علی الاطلاق نیت کی ہو تو پھر لے جانے میں کوئی

---

[1]..... "وينبغي لداخلة تعاهد نعله وخفه". (ردالمحتار: باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۱، ص، ۶۵۶، سعيد)

"قَالَ فِي التَّجْنِيسِ وَيَنْبَغِي لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ أَنْ يَتَعَاهَدَ النَّعْلَ وَالْخُفَّ عَنْ النَّجَاسَةِ ثُمَّ يَدْخُلُ فِيهِ احْتِرَازًا عَنْ تَلْوِيثِ الْمَسْجِدِ". (البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۲، ص، ۴۶۱، رشيدية)

"وكذا في اعلاء السنن: كتاب الصلاة/باب حكم دخول المسجد متعلاً، ج، ۵، ص، ۱۵۳، ۱۵۴، ادارة القرآن، كراتشي)

[2]..... "التَّسْلِيمُ فِي الْمَسْجِدِ أَنْ تُصَلِّيَ فِيهِ جَمَاعَةً بِإِذْنِهِ..... ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوقف/الباب الحادي عشر في المسجد، ج، ۲، ص، ۴۵۵، رشيدية)

(وكذا في فتح القدير: كتاب الوقف/ج، ۲، ص، ۲۳۳، مصطفىٰ البابي، مصر)

(وكذا في الفتاوىٰ التارتارخانية: كتاب الوقف، ج، ۵، ص، ۸۳۹، ادارة القرآن، كراتشي)

Marfat.com

حرج نہیں۔ ۱

مسجد میں جوتے دینے کے بعد ملکیت ختم ہوگئی

اگر کسی شخص نے جوتے خرید کر مسجد میں دیے یعنی وقف کر دیے تو اب اس کو واپس لینے کا حق نہیں رکھتا۔ ۲

ایک مسجد کے جوتے دوسری مسجد میں منتقل کرنے کا حکم

اگر کسی شخص نے جوتوں کو مسجد میں وقف کر کے رکھ دیا تو اس صورت میں اس کو نکال کر دوسری مسجد میں منتقل کرنا درست نہیں۔ ۳

مسجد کے وضوخانہ میں رکھے جوتے گھر لا کر قیمت ادا کرنے کا حکم

اگر کسی شخص نے مسجد کے وضوخانہ کے لئے چپل وقف کی ہیں تو کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ وضوخانہ سے چپل اٹھا کر اس کے بدل میں دوسری چپل وہاں رکھ دے یا اس کی قیمت ادا کر دے، اس لئے کہ وہ چیز جو وقف کی گئی ہے اس کا عوض دے کر اس پر مالکانہ قبضہ نہیں کیا

۱.... "متولي المسجد ليس له أن يحمل سراج المسجد الى بيته وله أن يحمله من البيت الى المسجد كذا في قاضيخان". (الفتاوى الهندية: كتاب الوقف /باب في المسجد وما يتعلق به، الفصل الثاني في الوقف على المسجد وتصرف القيم وغيره في مال الوقف عليه، ج،۲،ص، ۴۳۱،بيروت)

۲.... "(فاذا تم ولزم لايملك ولا يعار ولا يرهن) ". (الدرالمختار). قال ابن عابدين: "(قوله: لايملك) أي لايكون مملوكاً لصاحبه ولايملك :أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه". (ردالمحتار: كتاب الوقف /ج، ۶،ص،۵۳۹ ، دارالكتب العلمية،بيروت)

۳.... "أن الفتوى على أن المسجد لا يعود ميراثاً ، ولايجوز نقله ونقل ماله الى مسجد آخر". (ردالمحتار : كتاب الوقف /مطلب:فِيمَا لَوخَرِبَ الْمَسْجِدُ أَوْغَيرَهُ، ج،۶،ص ،۵۴۸،دارالكتب العلمية ،بيروت)

"وقال أبو يوسف: هو مسجد أبداً الى قيام الساعة لايعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله الى مسجد آخر ، سواء كانوا يصلون فيه أو لا وهو الفتوى ؛ كذا في الحاوي القدسي .وفي المجتبى:وأكثر المشايخ على قول أبي يوسف ، ورجح في فتح القدير قول أبي يوسف بأنه الأجه ". (البحرالرائق: كتاب الوقف /فصل في أحكام المسجد، ج،۵،ص، ۴۲۱،دارالكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

جاسکتا۔ [1]

شاہراہ عام پر پڑے ہوئے جوتے مسجد کے وضوخانے میں لگانے کا حکم

اگر کسی شخص کو شاہراہ عام پر پڑے ہوئے جوتے ملے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تتبع اور تلاش کر کے اس کے مالک کو ڈھونڈنے کی کوشش کی جائے، اگر باوجود تلاش کے مالک نہ مل سکے تو اٹھانے والا جوتے کسی محتاج کو دے دے اور اگر خود محتاج ہے تو اپنے کام میں لاسکتا ہے، پھر اگر زندگی کے کسی حصہ میں اس کا مالک مل جائے اور وہ صدقہ کی اجازت دے تو ٹھیک ورنہ اس شخص کو اس جوتے کا ضمان دینا ہوگا۔ ضمان دینے کی صورت میں صدقہ کا ثواب اس شخص کو مل جائے گا۔ بہرحال مسجد میں ایسے جوتے نہ رکھے جائیں۔ [2]

ہندو سے خریدے ہوئے جوتے یا چپل مسجد کے وضوخانے میں رکھنے کا حکم

اگر کوئی شخص ہندو یا کسی بھی غیر مسلم سے جوتے یا چپل خرید کر مسجد میں رکھ دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ [3]

مسجد کے کنویں سے غیر مسلموں کا ہاتھ اور پیر دھونے کا حکم

مسجد کے کنویں اور حوض سے غیر مسلموں کو ہاتھ اور پاؤں دھونے کا کوئی حق نہیں۔ [4]

---

[1]....."واذا صح الوقف، لم یجز بیعه ولا تملیکه".(الهدایه: کتاب الوقف، ج۳، ص۱۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت، لبنان)

وکذا في البحرالرائق: کتاب الوقف / ج۵، ص۳۴۲، رشیدیة)

وکذا في فتح القدیر: کتاب الوقف، ج۶، ص۲۲۰، مصطفی البابی الحلبی، مصر)

[2]....."(وعرف) .....(الی أن علم أن صاحبها لا یطلبها)الخ (فینتفع) الرافع(بها لو فقیراً والا تصدق بها علی فقیر "(الدرالمختارمع ردالمحتار: کتاب اللقطة، ج۶، ص۴۳۶ الی ۴۳۸، دارالکتب العلمیة، بیروت)

[3]....."لِأَنَّ الْمِلْکَ مَا مِنْ شَأْنِهِ أَنْ یُتَصَرَّفَ فِیهِ بِوَصْفِ الِاخْتِصَاصِ".(ردالمحتار مع الدر المختار: کتاب البیوع، ج۴، ص۵۰۲، دارالفکر، بیروت)

[4]....."وَإِذَا جَعَلَ السِّقَایَةَ لِلشُّرْبِ فَأَرَادَ أَنْ یَتَوَضَّأَ مِنْهَا اخْتَلَفَ الْمَشَایِخُ فِیهِ، وَإِذَا وَقَفَ لِلْوُضُوءِ لَا یَجُوزُ الشُّرْبُ مِنْهُ وَکُلُّ مَا أُعِدَّ لِلشُّرْبِ حَتَّی الْحِیَاضُ لَا یَجُوزُ مِنْهَا التَّوَضُّؤُ، کَذَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

مسجد میں دیئے گئے جوتے کس کا حق ہیں

اگر مسجد میں جوتے، لوٹے اور صف وغیرہ دی جائے تو وہ مسجد کی ہے۔ [1]

جوتا اتارنے کی جگہ پر خرید وفروخت کا حکم

مسجد میں خرید وفروخت جائز نہیں اور احترامِ مسجد کے منافی ہے۔

چنانچہ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِينَكُمْ، وَشِرَاءَ كُمْ، وَبَيْعَكُمْ، وَخُصُومَاتِكُمْ، وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ، وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ". [2]

ترجمہ: "بچاؤ اپنی مسجدوں کو ناسمجھ بچوں سے اور دیوانوں سے اور خرید وفروخت سے اور اپنے جھگڑوں سے اور آوازیں بلند کرنے سے اور حدود (اسلامی سزائیں) قائم کرنے سے اور تلوار سونتنے سے اور مسجد کے دروازوں پر طہارت کی

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الوقف/الباب الثاني عشر في الرباطات والمقابر..... ج،۲،ص،۴۶۵،دارالفكر)

"فَإِنَّ شَرَائِطَ الْوَاقِفِ مُعْتَبَرَةٌ إِذَا لَمْ تُخَالِفْ الشَّرْعَ وَهُوَ مَالِكٌ، فَلَهُ أَنْ يَجْعَلَ مَالَهُ حَيْثُ شَاءَ مَا لَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةً وَلَهُ أَنْ يَخُصَّ صِنْفًا مِنْ الْفُقَرَاءِ وَلَوْ كَانَ الْوَضْعُ فِي كُلِّهِمْ قُرْبَةً". (ردالمحتار مع الدرالمختار: كتاب الوقف/مطلب: شرائط الواقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع، ج،۴،ص،۳۴۳،دارالفكر،بيروت)

"شرط الواقف كنص الشارع: أي في وجوب العمل به، وفي المفهوم والدلالة". (الدرالمختار: كتاب الوقف، ج،۴،ص،۴۳۳،۴۳۴،سعيد)

[1]..."رجل بسط من ماله حصيراً في المسجد.....أو قنديلاً للمسجد، فوقع الاستغناء.....وعند أبي يوسف رحمه الله تعالىٰ: يباع ويصرف ثمنه الىٰ حوائج المسجد". (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: كتاب الوقف/باب الرجل يجعل داره مسجداً..... ج،۳.ص،۲۹۳،رشيدية)

(وكذا الفتاوى العالمكيرية: كتاب الوقف/الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الأول، ج،۲،ص،۴۵۸،رشيدية)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب المساجد/باب ما يكره في المساجد، ج،۱،ص،۲۴۷،رقم الحديث،۷۵۰،دارإحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

Marfat.com

جگہ بناؤ اور جمعہ کے دن مسجد کو دھونی دو"۔

البتہ اگر جوتے اتارنے کی جگہ پر بیع وشراء کا معاملہ کیا جائے تو جائز درست ہے، اس لئے کہ ایسی جگہ شرعی مسجد نہیں، اور اس کا احترام بھی لازم نہیں۔ [1]

مزید برآں ایسی جگہ پر نمازیوں کو کوئی تکلیف وایذا نہ ہوتی ہو۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَمَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ". [2]

ترجمہ: "آپ ﷺ نے فرمایا (پکا) مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان ایذاء نہ پائیں اور (پورا) مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے، جن کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے"۔

مسجد کے جوتے ذاتی کام میں استعمال کرنے کا حکم

مسجد کے جوتے تمام امور میں استعمال کرنا جائز نہیں، فقط بیت الخلاء اور وضو کے لئے استعمال کیے جائیں، مسجد سے باہر اپنے مکان وغیرہ میں لے جانا اور استعمال کرنا ممنوع ہے۔ [3]

---

[1]..... غسل خانہ، وضوخانہ اور جوتے وغیرہ اتارنے کی جگہیں مسجد سے خارج ہیں، لہذا ان جگہوں میں مسجد کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ (عثمانی)

[2]..... (صحيح البخاري: كتاب الايمان/باب: من سلم المسلمون من لسانه ويده، ج۱، ص۱۱، رقم الحديث، ۱۰، دار طوق النجاة)

قال العلامة العيني رحمه الله تعالىٰ: فيه البحث على ترك أذى المسلمين بكل يؤذي". (عمدة القاري: كتاب الايمان/باب: من سلم المسلمون من لسانه ويده، ج۱، ص۲۱۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]..... "مُتَوَلِّي الْمَسْجِدِ لَيْسَ لَهُ أَنْ يَحْمِلَ سِرَاجَ الْمَسْجِدِ إِلَى بَيْتِهِ وَلَهُ أَنْ يَحْمِلَهُ مِنَ الْبَيْتِ إِلَى الْمَسْجِدِ، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد، الفصل الثاني، ج۲، ص۴۶۲، دار الفكر)

(وكذا في البحر الرائق: كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ج۵، ۴۲۰، رشيدية)

(وكذا في فتاوى قاضي خان: كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً..... ج۳، ص۲۹۴، رشيدية)

Marfat.com

(فصل نمبر۳)

جوتا اور ضمان

انجانے میں زید کی جرابیں ضائع ہونے پر ضمان کا حکم

بکر نے زید کی جیب میں اسے خبر دیے بغیر اپنی جرابیں رکھ دیں، کسی نے زید کے جیب سے وہ جرابیں نکال لیں۔ تو اس صورت میں زید پر کسی قسم کا ضمان واجب نہیں ہوتا، کیونکہ اس میں غلطی بکر کی ہے کہ اس نے زید کو بتائے بغیر جرابیں جیب میں رکھ دیں۔ [1]

حمام سے نکلتے ہوئے شخص کا دوسرے کے جوتے پہننا اور حمام والے پر ضمان کا حکم

زید حمام میں گیا اور اپنے جوتے حمام والے کی موجودگی میں حمام سے باہر رکھے، پھر بکر حمام سے باہر آیا اور زید کے جوتے پہن لیے، حمام والے کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ جوتے زید کے تھے یا بکر کے۔ زید حمام سے باہر آیا اور کہا کہ یہ جوتے میرے نہیں ہیں تو حمام والے نے کہا کہ بکر حمام سے باہر آیا تھا وہ جوتے پہن گیا اور میں نے گمان کیا کہ یہ جوتے اس کے ہیں تو اس صورت میں حمام والے پر ضمان لازم ہوگا اس لئے کہ اس نے حفاظت چھوڑ دی۔ [2]

---

[1]....."وَضَعَ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا بِغَيْرِ أَمْرِهِ فَلَمْ يَحْفَظْهُ حَتّٰى ضَاعَ لَا يَضْمَنُ لِعَدَمِ الْتِزَامِ الْحِفْظِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الأول في تفسير الايداع والوديعة وركنها وشرائطها وحكمها، ج۴،ص۳۳۸، دارالفكر)

[2]....."دَخَلَ الْحَمَّامَ وَوَضَعَ الثِّيَابَ وَصَاحِبُ الْحَمَّامِ حَاضِرٌ فَخَرَجَ آخَرُ مِنَ الْحَمَّامِ وَلَبِسَهَا وَصَاحِبُ الْحَمَّامِ لَمْ يَدْرِ أَنَّهَا ثِيَابُهُ أَمْ لَا، ثُمَّ خَرَجَ صَاحِبُ الثِّيَابِ، وَقَالَ: هٰذِهِ لَيْسَتْ ثِيَابِي، وَقَالَ الْحَمَّامِيُّ: خَرَجَ رَجُلٌ مِنَ الْحَمَّامِ وَلَبِسَ الثِّيَابَ فَظَنَنْتُ أَنَّهَا ثِيَابُهُ، ضَمِنَ صَاحِبُ الْحَمَّامِ؛ لِأَنَّهُ تَرَكَ الْحِفْظَ، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ".(الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الثاني في حفظ الوديعة بيد الغير، ج۴،ص۳۳۹، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

دوکان سے موزے کا چوری ہونا

اگر کسی نے موزہ سینے والے کو موزہ درست کرنے کے لئے دیا اور سینے والے نے اسے اپنی دوکان میں ہی چھوڑ دیا اور وہ رات کو چوری ہو گیا، تو اس صورت میں اگر دوکان میں کوئی چوکیدار موجود تھا یا اسی بازار میں کوئی چوکیداری کے لئے مقرر تھا تو وہ ضامن نہیں ہوگا۔ بعض علماء نے کہا کہ اس میں عرف کا اعتبار ہے اگر لوگ دوکانوں کو بغیر چوکیداروں کے چھوڑ جاتے ہوں تو وہ ضامن نہیں ہوگا، اور اگر اس کے خلاف ہو تو ضامن ہوگا' فتوی بھی اسی پر ہے۔ [1]

موزہ سینے والے کے گھر سے موزہ چوری ہونے کی صورت میں ضمان کا حکم

اگر موزہ دوز موزے سینے کے لئے گاؤں چلا گیا، اس کو وہاں کسی نے موزہ سینے کے لئے دیا اس نے موزہ اور سانچہ (جس پر موزہ بناتے ہیں) کسی کے گھر میں رکھ دیا اور خود شہر واپس آ گیا' پھر وہ موزہ چوری ہو گیا تو اس صورت میں اگر موزہ دوز نے وہ گھر (جس میں اس نے موزہ رکھا تھا) رہنے کے لئے لیا تھا خواہ کسی بھی طور سے لیا ہو تو اس پر ضمان واجب نہیں ہوگا۔ اور اگر ایسے شخص کے گھر میں رکھا جہاں وہ خود نہیں رہ رہا تھا تو ضامن ہوگا۔ [2]

جوتا ساز سے گم شدہ جوتے کا ضمان کس پر ہے؟

اگر جوتا ساز نے جوتا گم کر دیا تو کیا اس پر تاوان آئے گا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں تفصیل یہ ہے

---

[1]....."الْخَفَّافُ إِذَا تَرَكَ الْخُفَّ الَّذِي دُفِعَ إِلَيْهِ لِيُصْلِحَهُ فِي الْحَانُوتِ فَسُرِقَ لَيْلًا إِنْ كَانَ فِيهِ حَافِظٌ أَوْ فِي السُّوقِ حَارِسٌ لَا يَضْمَنُ، وَكَانَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ ظَهِيرُ الدِّينِ الْمَرْغِينَانِي رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُفْتِي بِعَدَمِ الضَّمَانِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ حَافِظٌ وَلَا فِي السُّوقِ حَارِسٌ وَقَدْ قِيلَ يُعْتَبَرُ الْعُرْفُ إِنْ كَانُوا يَتْرُكُونَ الْحَوَانِيتَ مِنْ غَيْرِ حَافِظٍ وَلَا حَارِسٍ هُنَاكَ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ، وَإِنْ كَانَ بِخِلَافِهِ ضَمِنَ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى، كَذَا فِي الْغِيَاثِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج۴، ص۳۴۴، دارالفكر)

[2]....."خَفَّافٌ خَرَجَ إِلَى الْقُرَى لِخَرْزِ الْخِفَافِ فَدُفِعَ إِلَيْهِ خُفٌّ فَوَضَعَهُ مَعَ رَحْلِهِ فِي دَارِ رَجُلٍ وَدَخَلَ الْبَلَدَ فَسُرِقَ، فَإِنْ كَانَ اتَّخَذَ دَارًا لِلسُّكْنَى بِأَيِّ طَرِيقٍ كَانَ لَا يَضْمَنُ، وَلَوْ وَضَعَ فِي دَارِ رَجُلٍ لَا يَسْكُنُ هُوَ فِي تِلْكَ الدَّارِ ضَمِنَ، كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى". (الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج۴، ص۳۴۴، دارالفكر)

Marfat.com

کہ اگر جوتا ساز نے بے پرواہی سے جوتا گم کر دیا تو اس کا ضمان لینا جائز ہے، لیکن اگر جوتا ساز نے لاپرواہی نہیں برتی اور حفاظت میں کسر نہیں چھوڑی تو ایسی صورت میں اس پر کوئی ضمان نہیں۔ [1]

موزہ دوز کا درستگی والا موزہ پہننا

اگر کسی نے موزہ دوز کو درست کرنے کے لئے موزہ دیا اور موزہ دوز نے اسے پہن لیا تو جب تک موزہ دوز اسے پہنے ہوئے ہے تو اس وقت تک اگر ضائع ہو تو وہ ضامن ہوگا اور اگر اتارنے کے بعد ضائع ہوا تو ضامن نہیں ہوگا۔ [2]

موچی کے پاس عرصۂ دراز سے رکھے ہوئے جوتوں کا حکم

بکر جوتا سازی کا کام کرتا ہے، بعض لوگ جوتے مرمت کرانے کے لئے دے کر واپس لینے نہیں آتے، اور نہ ہی ان کی امید ہے کہ وہ ان جوتوں اور چپلوں کو واپس لینے آئیں گے، اور یہ جوتے پڑے کئی سال بیت گئے ہیں، تو کیا بکر ان جوتوں اور چپلوں کے بدلے رقم صدقہ کر کے اپنی ملک بنا سکتا ہے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ بکر کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جوتوں اور چپلوں کی قیمت خیرات کر کے اپنی ملک بنالے، بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ساری عمر اس وقت تک ان کی حفاظت کرے جب تک کہ ان کے اصل مالکان واپس نہیں

---

[1]..."(وَالْمَتَاعُ فِي يَدِهِ غَيْرُ مَضْمُونٍ بِالْهَلَاكِ) يَعْنِي لَا يَضْمَنُ مَا ذُكِرَ سَوَاءٌ هَلَكَ بِسَبَبٍ يُمْكِنُ الِاحْتِرَازُ عَنْهُ كَالسَّرِقَةِ أَوْ بِمَا لَا يُمْكِنُ كَالْحَرِيقِ الْغَالِبِ وَالْغَارَةِ الْمُكَابِرَةِ". (البحر الرائق: ج،۸،ص،۴۷، كتاب الاجارة، رشيدية)

"الْأَجِيرُ الْمُشْتَرَكُ مَنْ يَعْمَلُ لِغَيْرِ وَاحِدٍ، وَلَا يَسْتَحِقُ الْأَجْرَ حَتَّى يَعْمَلَ كَالصَّبَّاغِ، وَالْقَصَّارِ. وَالْمَتَاعُ فِي يَدِهِ أَمَانَةٌ لَا يَضْمَنُ إِنْ هَلَكَ". (ملتقى البحر مع مجمع الأنهر: كتاب الاجارة/فَصْلٌ أَحْكَامُ الْأَجِيرِ وَأَنْوَاعُه، ج،۲،ص،۳۹۰، دار إحياء التراث العربي)

(وكذا في ردالمحتار: ج،۶،ص،۶۶، كتاب الاجارة/باب ضمان الأجير، سعيد)

[2]..."الْإِسْكَافُ إِذَا أَخَذَ خُفًّا أَوْ جُشْكًا لِيُصْلِحَهُ فَلَبِسَهُ الْإِسْكَافُ ضَمِنَ مَا دَامَ لَابِسًا، فَإِذَا نَزَعَهُمَا ثُمَّ ضَاعَ لَا، كَذَا فِي الْمُلْتَقَطِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج،۴،ص،۳۴۴، دار الفكر)

Marfat.com

آتے، یا ان کی طرف سے کسی قسم کی کوئی ہدایات ملیں، یا ان کی موت کا علم ہو جائے، تو ایسی صورت میں ان کے ورثہ کے حوالے کر دیے جائیں، اس لئے کہ یہ جوتے اور چپل بکر کے پاس امانت ہیں، اور لقطہ کی طرح امانت کو صدقہ نہیں کیا جا سکتا۔ [1]

ماں باپ کا اپنے بچہ کے ہاتھ یا پیر کی زائد انگلی کاٹنے سے ضمان کا حکم

اگر ماں یا باپ اپنے بچے کی ہاتھ یا پیر کی زائد انگلی کاٹتے ہیں، تو بعض حضرات کے نزدیک وہ ضامن نہیں ہوگا، کیونکہ ماں باپ کو ولایت حاصل ہے کہ اپنے بچہ کا علاج معالجہ کریں، اور یہی صحیح ہے، اور اگر ماں باپ کے سوا کسی دوسرے نے ایسا کیا اور بچہ مر گیا تو وہ ضامن ہو گا، اور ماں باپ کو زائد انگلی کے کاٹنے کا حق اس وقت ہوگا جب ہاتھ یا پیر میں سستی آجائے یا زخم متعدی ہو جانے کا خوف نہ ہو۔ [2]

موزہ کے سابق میں چھری رکھنا

اگر کسی شخص کو ایک چھری ودیعت [3] میں دی گئی اور اس نے اس کو اپنے موزے کے سابق

---

[1]....."وَحُكْمُ الْأَجِيرِ الْمُشْتَرَكِ أَنَّ مَا هَلَكَ فِي يَدِهِ مِنْ غَيْرِ صُنْعِهِ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى". (الفتاوى الهندية: كتاب الاجارة/الْبَابُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ فِي بَيَانِ حُكْمِ الْأَجِيرِ الْخَاصِّ وَالْمُشْتَرَكِ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى فَصْلَيْنِ، الْفَصْلُ الْأَوَّلُ الْحَدُّ الْفَاصِلُ بَيْنَ الْأَجِيرِ الْمُشْتَرَكِ وَالْخَاصِّ، ج ۴، ص، ۵۰۰، دار الفكر)

"غَابَ الْمُودِعُ وَلَا يَدْرِي حَيَاتَهُ وَلَا مَمَاتَهُ يَحْفَظُهَا أَبَدًا حَتَّى يَعْلَمَ بِمَوْتِهِ وَوَرَثَتِهِ، كَذَا فِي الْوَجِيزِ لِلْكَرْدَرِيِّ. وَلَا يَتَصَدَّقُ بِهَا بِخِلَافِ اللُّقَطَةِ، كَذَا فِي الْفَتَاوَى الْعَتَّابِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الْبَاب الثَّامِن فِيمَا إِذَا كَانَ صَاحِبُ الْوَدِيعَةِ أَوْ الْمُسْتَوْدَعُ غَيْرَ وَاحِدٍ، ج ۴، ص، ۳۵۴، دار الفكر)

[2]....."رَجُلٌ أَوْ امْرَأَةٌ قَطَعَ الْاِصْبَعَ الزَّائِدَةِ مِنْ وَلَدِهِ قَالَ بَعْضُهُمْ لَا يَضْمَنُ وَلَهُمَا وِلَايَةُ الْمُعَالَجَةِ وَهُوَ الْمُخْتَارُ وَلَوْ فَعَلَ ذَلِكَ غَيْرُ الْأَبِ وَالْأُمِّ فَهَلَكَ كَانَ ضَامِنًا وَالْأَبُ وَالْأُمُّ إِنَّمَا يَمْلِكَانِ ذَلِكَ إِذَا كَانَ لَا يَخَافُ التَّعَدِّيَ وَالْوَهْنَ فِي الْيَدِ كَذَا فِي الظَّهِيرِيَّةِ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الكراهية/الْبَاب الْحَادِي وَالْعُشْرُونَ فِيمَا يسع مِنْ جِرَاحَات بَنِي آدَم وَالْحَيَوَانَات، ج ۵، ص، ۳۶۰، دار الفكر)

[3]....ودیعت ہر اس چیز کو کہتے جو امین کے پاس چھوڑ دی جائے۔

"فَالْإِيدَاعُ هُوَ تَسْلِيطُ الْغَيْرِ عَلَى حِفْظِ مَالِهِ الْوَدِيعَةُ مَا يُتْرَكُ عِنْدَ الْأَمِينِ، كَذَا فِي الْكَنْزِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة، ج ۴، ص، ۳۳۸، دار الفكر)

Marfat.com

میں رکھ دی، تو اس (چھری) کے گم ہونے کی صورت میں وہ ضامن نہیں ہوگا، اگر اس نے اس کی حفاظت میں کوتاہی نہ کی ہو۔ [1]

جوتوں سے پاؤنڈ (Pound) گرنے سے ضمان کا حکم

اگر کسی کے پاؤنڈ (Pound) جوتوں میں رکھے تھے اور وہ گر گئے تو کیا ضامن ہوگا یا نہیں؟ اس صورت میں اس نے پاؤنڈ (Pound) دائیں جوتے میں رکھے ہیں تو اس پر ضمان لازم آئے گا، اور اگر اس نے بائیں میں رکھے تو ضامن نہیں ہوگا' کیونکہ جب اس نے دائیں جوتے میں رکھے تو خود ہی ضائع اور گرا دینے کے لئے پیش کر دیئے کہ سواری کے وقت گریں۔ اور اگر بائیں جوتے میں رکھیں تو ضامن نہیں ہوگا۔ بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ ہر حال میں اس پر ضمان نہیں آتا۔ [2]

ودیعت کے جوتے پہننا

کسی نے ایک روز ودیعت (امانت رکھی ہوئی چیز) کے جوتے پہنے اور انہیں اس نیت سے اتارا کہ پھر پہنوں گا، پھر اس درمیان وہ جوتے ضائع ہو گئے تو اس صورت میں وہ جوتوں کا ضامن ہوگا۔ [3]

---

[1]....."أَوْدَعَهُ سِكِّينًا فَجَعَلَهَا فِي سَاقِ خُفِّهِ لَا يَضْمَنُ إِنْ لَمْ يُقَصِّرْ فِي الْحِفْظِ، كَذَا فِي الْقُنْيَةِ".(الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج۴، ص۳۴۴، دارالفكر)

[2]....."الْمُودَعُ إِذَا جَعَلَ دَرَاهِمَ الْوَدِيعَةِ فِي الْخُفِّ فَسَقَطَتْ عَنْهُ إِنْ جَعَلَهَا فِي الْخُفِّ الْيُمْنَى فَهُوَ ضَامِنٌ، وَإِنْ جَعَلَهَا فِي الْخُفِّ الْيُسْرَى فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ؛ لِأَنَّهُ مَتَى جَعَلَهَا فِي الْخُفِّ الْيُمْنَى فَقَدْ عَرَّضَهَا لِلضَّيَاعِ وَالسُّقُوطِ عِنْدَ الرُّكُوبِ عَلَى الدَّابَّةِ وَلَا كَذَلِكَ إِذَا جَعَلَهَا فِي الْخُفِّ الْيُسْرَى، وَقِيلَ: لَا ضَمَانَ عَلَى كُلِّ حَالٍ، كَذَا فِي خِزَانَةِ الْمُفْتِينَ".(الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج۴، ص۳۴۴، ۳۴۵، دارالفكر)

[3]....."الْمُودَعُ إِذَا لَبِسَ ثَوْبَ الْوَدِيعَةِ يَوْمًا فَنَزَعَ ثَانِيًا لُبْسَهُ ثَانِيًا فَتَلِفَ الثَّوْبُ فِي خِلَالِهِ يَضْمَنُ، كَذَا فِي جَوَاهِرِ الْأَخْلَاطِيِّ".(الفتاوى الهندية: كتاب الوديعة/الباب الرابع فيما يكون تضييعاً للوديعة وما لايكون، ج۴، ص۳۴۸، دارالفكر)

Marfat.com

مستعار لیے ہوئے کپڑے کا پاؤں پھسلنے سے پھٹ جانا

کسی نے بچھانے کے لئے کپڑا مستعار لیا اور اس پر اس کے ہاتھ سے کوئی چیز گری یا اسی کا پاؤں پھسلا جس کی وجہ سے وہ پھٹ گیا تو اس صورت میں وہ ضامن نہیں ہوگا۔[1]

پیر مار کر نماز پڑھنے والی کی عینک توڑنے پر تاوان کا حکم

ایک شخص اپنے سامنے عینک رکھ کر نماز ادا کر رہا تھا، اور دوسرا شخص نمازی کے سامنے سے چلتے ہوئے اس عینک کو پاؤں سے توڑ گیا تو اس صورت میں گزرنے والے پر تاوان آئے گا، کیونکہ اس نے تعدی کی ہے کہ سجدہ کی جگہ میں گزرنے سے شریعتِ مطہرہ نے منع فرمایا ہے، اور اگر عینک کا مالک نماز میں مشغول نہیں تھا تو پھر گزرنے والے پر تاوان نہیں آنا چاہیے، کیونکہ نماز میں مشغول نہ ہونے کی وجہ سے اس کو گزرنے کا مکمل حق ہے۔[2]

شاگرد کا پاؤں توڑنے پر تاوان کا حکم

اگر استاد نے شاگرد کی پٹائی کی جس کے نتیجے میں اس کا ہاتھ یا پاؤں ٹوٹ گیا تو کیا اس (معلم) پر تاوان آئے گا یا نہیں۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اگر تو استاد نے شاگرد کے والد کی اجازت سے اسے مارا ہے تو اس پر تاوان لازم نہیں آئے گا، اور اگر بغیر اجازت کے مارا تھا تو تاوان آئے گا، یہ حکم اس صورت کے ساتھ متعلق ہے جب کہ استاد نے معتاد طریقہ پر مارا ہو اگر غیر معتاد طریقے پر مارا ہے تو بہر حال تاوان آئے گا، لیکن اگر حساس جگہ پر مارا اور وہ

---

[1]..."وَلَوْ اسْتَعَارَ ثَوْبًا لِيَبْسُطَهُ فَوَقَعَ عَلَيْهِ مِنْ يَدِهِ شَيْءٌ أَوْ عَثَرَ فَوَقَعَ عَلَيْهِ فَتَخَرَّقَ لَا يَكُونُ ضَامِنًا، كَذَا فِي فَتَاوَى قَاضِي خَانْ". (الفتاوى الهندية: كتاب العارية/الباب الخامس تضييع العارية وما يضمنه المستعير، ج۴، ص۳۶۸، دار الفكر)

[2]..."مَا لَو تلف بمروره بِالطَّرِيقِ الْعَام شَيْء، أَو أتلفت دَابَّته بِالطَّرِيقِ الْعَام شَيْئا بِيَدِهَا أَو فمها، وَهُوَ راكبها أَو سائقها أَو قائدها، فَيضمن، لِأَن مروره ذَلِك وَإِن كَانَ مُبَاحا لكنه مُقَيد بِشَرْط السَّلَامَة". (شرح قواعد الشرعية: القاعدة التسعون/الْجَوَاز الشَّرْعِيّ يُنَافِي الضَّمَان، ص۴۵۰، دار القلم، دمشق)

Marfat.com

مرگیا تو ضمان واجب ہوگا۔[1]

امانت رکھا ہوا جوتا پھٹ جانے کی صورت میں امین پر ضمان کا حکم

کسی شخص کے پاس جوتا بطور امانت رکھا ہوا تھا اور وہ پھٹ گیا، اگر اس نے معروف طریقہ پر اس کی حفاظت میں نہ تو کوتاہی کی اور نہ غفلت بڑھتی تو اس صورت میں اس پر ضمان نہیں آئے گا۔[2]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]...."ضَرْبُ الْأَبِ أَوْ الْوَصِيِّ أَوْ الْمُعَلِّمِ بِإِذْنِ الْأَبِ تَعْلِيمًا فَمَاتَ لَاضَمَانَ .....وَمَحَلُّهُ فِي الضَّرْبِ الْمُعْتَادِ، وَأَمَّا غَيْرُهُ فَمُوجِبٌ لِلضَّمَانِ "(الدر المختار)"وفي رد المحتار:(قَوْلُهُ بِإِذْنِ الْأَبِ)أَيْ أَوْ بِإِذْنِ الْوَصِيِّ وَلَوْ ضَرَبَ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا يَضْمَنُ .....(قَوْلُهُ وَمَحَلُّهُ فِي الضَّرْبِ الْمُعْتَادِ)أَيْ كَمًّا وَكَيْفًا وَمَحَلًّا فَلَوْ ضَرَبَهُ عَلَى الْوَجْهِ أَوْ عَلَى الْمَذَاكِيرِ، يَجِبُ الضَّمَانُ بِلَا خَوْفٍ وَلَوْ سَوْطًا وَاحِدًا؛ لِأَنَّهُ إِتْلَافٌ ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الجنايات/باب فيما القود فيما دون النفس،دارالفكر،بيروت)

"الْمُعَلِّمُ إِذَا ضَرَبَ صَبِيًّا أَوْ الْأُسْتَاذُ الْمُحْتَرِفُ إِذَا ضَرَبَ التِّلْمِيذَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ :إِنْ ضَرَبَهُ بِأَمْرِ أَبِيهِ أَوْ وَصِيِّهِ ضَرْبًا مُعْتَادًا فِي الْمَوْضِعِ الْمُعْتَادِ لَا يَضْمَنُ وَإِنْ ضَرَبَهُ غَيْرَمُعْتَادٍ ضَمِنَ فَإِنْ ضَرَبَهُ بِغَيْرِ أَمْرِ أَبِيهِ أَوْ وَصِيِّهِ فَمَاتَ ضَمِنَ تَمَامَ الدِّيَةِ فِي قَوْلِهِمْ سَوَاءٌ ضَرَبَهُ مُعْتَادًا أَوْ غَيْرَ مُعْتَادٍ مِنْ فَصْلِ الْبَقَّارِ مِنْ قَاضِي خَانْ".(مجمع الضمانات:النوع الثامن عشر ضمان المعلم ومن بمعناه، ج، ۱ ،ص، ۵۹ ،دارالكتاب الاسلامي)

[2]...."(وَهِيَ أَمَانَةٌ)هَذَا حُكْمُهَا مَعَ وُجُوبِ الْحِفْظِ وَالْأَدَاءِ عِنْدَ الطَّلَبِ وَاسْتِحْبَابِ قَبُولِهَا (فَلَا تُضْمَنُ بِالْهَلَاكِ) ..... (مُطْلَقًا).....(وَاشْتِرَاطُ الضَّمَانِ عَلَى الْأَمِينِ) ..... (بَاطِلٌ بِهِ يُفْتَى)خُلَاصَةٌ وَصَدْرُ الشَّرِيعَةِ.(وَلِلْمُودَعِ حِفْظُهَا بِنَفْسِهِ وَعِيَالِهِ".(الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الايداع : ج،۵،ص،۶۶۳،۶۶۴، دارالفكر،بيروت)

"قال رحمه الله تعالى"(وَهِيَ أَمَانَةٌ فَلَا تُضْمَنُ بِالْهَلَاكِ)لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ:لَا ضَمَانَ عَلَى مُؤْتَمَنٍ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيّ؛ وَلِأَنَّ الْمُودَعَ مُتَبَرِّعٌ فِي الْحِفْظِ وَمَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ؛ وَلِأَنَّ يَدَهُ يَدُ الْمَالِكِ فَيَكُونُ هَلَاكُهَا فِي يَدِ الْمَالِكِ فَلَا يَجِبُ الضَّمَانُ؛ وَلِأَنَّ لِلنَّاسِ حَاجَةً إلَى الْإِيدَاعِ فَلَوْ ضَمِنَ الْمُودَعُ لَامْتَنَعَ النَّاسُ عَنْ قَبُولِ الْوَدَائِعِ فَكَانُوا يُحْرَجُونَ بِذَلِكَ الخ(تبيين الحقائق: كتاب الوديعة، ج،۵،ص،۷۷، المطبعة الكبرى الأميرية ، بولاق ،القاهرة)

قال :"الوديعة أمانة في يد المودع إذا هلكت لم يضمنها" لقوله عليه الصلاة والسلام:" ليس على المستعير غير المغل ضمان ولا على المستودع غير المغل ضمان"ولأن بالناس حاجة إلى الاستيداع، فلو ضمناه يمتنع الناس عن قبول الودائع فتعطل مصالحهم".(الهداية: كتاب الوديعة ،ج،۳،ص،۲۷۳، داراحياء التراث العربي ، بيروت ، لبنان)

Marfat.com

(فصل نمبر۴)

جوتا اور چہل قدمی

صبح سویرے کی چہل قدمی

اسلام نے ہمیں اپنی صحت کا خیال رکھنے کی تلقین کی ہے، اس لئے کہ یہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، اس کو اس طریقے سے نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ انسان کی صحت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوں۔ مناسب کھانے کے ساتھ ساتھ جسمانی ورزش اچھی صحت کی ضامن ہے۔ اسلام کے پانچ رکنوں میں سے تین رکن اس چیز کا تقاضا کرتے ہیں کہ انسان جسمانی طور پر صحت مند ہو۔ پانچ وقت کی نماز اپنے اندر جسمانی ورزش کا عنصر لئے ہوئے ہے، اس سے انسان کے اعضاء متحرک ہوتے ہیں، مزید برآں نماز میں توجہ کرنے سے انسان کا ذہنی تناؤ کم ہوتا ہے۔ اسی طرح روزہ اور حج انسان کی صحت کا تقاضا کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو کام کرنے، متحرک رہنے، اپنے امور کو دن کے اول حصہ میں شروع کرنے کی تلقین فرمائی، اور صبح میں برکت کی دعا بھی فرمائی۔

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا". [1]

ترجمہ: "نبی ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے امت کے لئے اُن کی صبح میں برکت عطا فرما"۔

حضرت صخر غامدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب التجارات/باب ما يرجي من البركة في البكور، ج۲، ص، ۷۵۲، رقم الحديث، ۲۲۳۸، داراحياء الكتب العربية ،فيصل عيسى البابى الحلب)

Marfat.com

اللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا ، قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً، أَوْ جَيْشًا، بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ، فَأَثْرَى وَكَثُرَ مَالُهُ "۔[1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ میری امت میں سے صبح جلدی جانے والوں کو برکت عطا فرما چنانچہ آپ جب کبھی کوئی لشکر روانہ کرتے تو صبح صبح بھیجتے۔ راوی کہتے ہیں کہ صخر بھی تاجر تھے وہ بھی جب تاجروں کو بھیجتے تو شروع دن میں ہی بھیجا کرتے تھے پس وہ امیر ہوگئے اور ان کے پاس مال کی کثرت ہوگئی"۔

جسمانی ورزش سے ذہنی تناؤ اور دل کی بیماریاں دور ہوتی ہیں۔ مزید یہ کہ اسلام ورزش سے اس وقت تک منع نہیں کرتا جب تک کہ وہ کسی معصیت کا سبب نہ بنے۔ انسان اسلامی حدود کے اندر رہ کر جسمانی ورزش کے ساتھ ذہنی ورزش بھی کر سکتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث انسان کو ورزش میں مشغول رہنے کی ترغیب دیتی ہیں۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كُلُّ لَهْوٍ يُكْرَهُ إِلَّا مُلَاعَبَةَ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَمَشْيَهُ بَيْنَ الْهَدَفَيْنِ، وتَعْلِيمَهُ فَرَسَهُ". [2]

ترجمہ: "مرد کا اپنی بیوی سے ملاعبت کرنا، اور ایک ہدف سے دوسرے ہدف کے درمیان چلنا (نشانہ بازی کے لئے) اور گھوڑے کو سدھانے کے علاوہ تمام کھیل مکروہ ہیں۔

"كل شيء ليس من ذكر الله لهو ولعب، إلا أن يكون أربعة:

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب البيوع/باب ما جاء في التبكير بالتجارة، ج۳، ص۵۰۹، رقم الحديث، ۱۲۱۲، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2]....(المعجم الأوسط: باب الميم، ج۷، ص۱۷۰، رقم الحديث، ۷۸۳۱، دار الحرمين، القاهرة)

Marfat.com

ملاعبة الرجل امرأته، وتأديب الرجل فرسه، ومشى الرجل بين الغرضين، وتعليم الرجل السباحة". [1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کی یاد سے تعلق نہ رکھنے والی ہر چیز لہو ولعب ہے سوائے چار کے۔(۱) مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا (۲) اپنے گھوڑے کو سدھانا (۳) دو نشانوں (یعنی دو ہدف) کے مابین (نشانہ بازی کے لئے) چلنا اور تیرا کی (سیکھنا) سکھانا"۔

اللہ تعالیٰ بھی گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی کو پسند فرماتے ہیں۔

چنانچہ کنز العمال میں ایک روایت ہے کہ:

أحب اللهو إلى الله تعالىٰ إجراء الخيل والرمى". [2]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک گھوڑ دوڑ اور تیر اندازی محبوب کھیل ہیں"۔

تین کھیل ایسے ہیں جن پر آسمان کے فرشتے بھی حاضر ہوتے ہیں۔

"ما من شيء تحضره الملائكة من اللهو إلا ثلاثة: الرجل مع امرأته، وإجراء الخيل، والنضال". [3]

ترجمہ: "کوئی کھیل ایسا نہیں جس میں رحمت کے فرشتے اترتے ہوں سوائے تین کے۔(۱) آدمی کا اپنی عورت کے ساتھ کھیلنا (۲) گھوڑ دوڑ (۳) تیر اندازی۔

رسول اللہ ﷺ نے بازار میں تیر اندازی کرنے والوں کو مزید تیر اندازی کرنے کی ترغیب دی۔

---

[1]....(كنز العمال: كتاب اللهو واللعب والتغني من قسم الأقوال / اللهو المباح، ج،۱۵، ص،۲۱۱، رقم الحديث،۴۰۶۱۲، مؤسسة الرسالة)

[2]....(كنز العمال: كتاب الجهاد/الباب الثاني في آداب الجهاد، الفرع الأول: في المسابقة، ج،۴، ص،۳۴۴، رقم الحديث،۱۰۸۱۲، مؤسسة الرسالة)

[3]....(كنز العمال: كتاب اللهو واللعب والتغني من قسم الأقوال، اللهو المباح، ج،۱۵، ص،۲۱۱، رقم الحديث،۴۰۶۱۱، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

چنانچہ سلمہ بن اکوع نے بیان کیا کہ:

"خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُونَ بِالسُّوقِ، فَقَالَ: ارْمُوا بَنِي إِسْمَاعِيلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِي فُلَانٍ لِأَحَدِ الفَرِيقَيْنِ، فَأَمْسَكُوا بِأَيْدِيهِمْ، فَقَالَ: مَا لَهُمْ قَالُوا: وَكَيْفَ نَرْمِي وَأَنْتَ مَعَ بَنِي فُلَانٍ؟ قَالَ: ارْمُوا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ اسلم کے صحابہ کی طرف سے گزرے جو بازار میں تیر اندازی کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اولاد اسماعیل! خوب تیر اندازی کرو کہ تمہارے باپ اسماعیل علیہ السلام بھی تیر انداز تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں، یہ سن کر دوسری جماعت والوں نے ہاتھ روک لیے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہوئی؟ انہوں نے عرض کیا کہ جب آپ دوسرے فریق کے ساتھ ہو گئے تو پھر ہم کیسے تیر اندازی کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تیر اندازی جاری رکھو۔ میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

حضرت خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"كُنْتُ رَامِيًا أُرَامِي عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ فَمَرَّ بِي ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ: يَا خَالِدُ اخْرُجْ بِنَا نَرْمِي فَأَبْطَأْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا خَالِدُ تَعَالَ أُحَدِّثْكَ مَا حَدَّثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقُولُ لَكَ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ الَّذِي احْتَسَبَ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ وَمُتَنَبِّلَهُ،

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/بَابُ نِسْبَةِ اليَمَنِ إِلَى إِسْمَاعِيلَ مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ مِنْ خُزَاعَةَ، ج۴، ص۱۸۰، رقم الحديث، ۳۵۰۷، دار طوق النجاه)

Marfat.com

وَالرَّامِی ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَإِنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، وَلَيْسَ مِنَ اللَّهْوِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ، تَأْدِيبُ الرَّجُلِ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتُهُ زَوْجَتَهُ، وَرَمْيُهُ بِنَبْلِهِ عَنْ قَوْسِهِ، وَمَنْ عَلِمَ الرَّمْيَ ثُمَّ تَرَكَهُ، فَهِيَ نِعْمَةٌ كَفَرَهَا".[1]

ترجمہ: ''میں تیر انداز تھا اور عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تیر اندازی کیا کرتا تھا ایک مرتبہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے: اے خالد! آؤ تیز اندازی کریں، میں نے ان کے ہمراہ چلنے میں دیر کردی، وہ کہنے لگے: اے خالد آؤ میں تجھے وہ بات بتاؤں جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بتائی اور تیرے ساتھ اس طرح گفتگو کروں جس طرح رسول اللہ ﷺ نے کی، پھر رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنایا' بے شک اللہ تعالیٰ ایک تیر کے سبب تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

(۱).....وہ کاریگر جس نے ثواب کی نیت سے اس کو بنایا ہے۔

(۲).....جو تیر چھانٹ چھانٹ کر دیتا ہے۔

(۳).....تیر چلانے والا

تم تیر اندازی کرو اور گھڑ سواری کرو اور تمہاری تیر اندازی مجھے تمہاری گھڑ سواری سے زیادہ پسند ہے اور تین چیزیں فضول کھیل میں شمار نہیں ہوتی۔

(۱)..... آدمی کا اپنے گھوڑے کو تربیت دینا

(۲).....مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا

(۳).....تیر اندازی

اور جو شخص تیر اندازی سیکھ چکا ہو پھر اس کو چھوڑ دے تو یہ کفرانِ نعمت ہے۔

اس اثر میں گھڑ سواری کے ساتھ ساتھ تیر اندازی کی ترغیب دی گئی ہے، جو کہ اس چیز کا واضح

---

[1].....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الجهاد، ج۲، ص۱۰۴، رقم الحدیث، ۲۴۶۷، دار الکتب العمیة، بیروت)
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ".

Marfat.com

ثبوت ہے کہ انسان کو جسمانی ورزش کے ذریعہ اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیے۔[1]

اسلام نے کاہلی اور سستی کی مذمت کی ہے، مزید برآں رسول اللہ ﷺ خود کاہلی اور سستی سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں یوں کہا کرتے تھے:

"اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَالْهَرَمِ وَالْقَسْوَةِ، وَالْغَفْلَةِ، وَالْعِيلَةِ وَالذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ، وَالْفُسُوقِ، وَالشِّقَاقِ، وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ، وَالرِّيَاءِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمَمِ وَالْبَكَمِ وَالْجُنُونِ، وَالْجُذَامِ، وَالْبَرَصِ، وَسَيِّءِ الْأَسْقَامِ". [2]

ترجمہ: "اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں عجز سے، بزدلی سے، کاہلی سے، بخل سے، اور شدید بڑھاپے سے، دل کی سختی سے، خود پسندی سے، اور ریاکاری سے، اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، گونگے پن سے، بہرے پن سے، جنون سے، جذام

---

[1]....."ثم اعلم أن الشريعة المصطفوية السمحة البيضاء لاتمنع الارتفاقات والمصالح التي فطرت عليها الطبيعة البشرية، ولا ترتضي الرهبانية والتبتل، بل تقتضي المدنية والمعاشرة الصالحة، نعم! تمنع الغلو في المسليات والانهماک فيها بحيث يلهي عن الضروريات الدينية أو المعاشية، ومن المعلوم أن من الحاجات المفطور عليها الانسان تمرين البدن، وترويح القلب ساعة فساعة".
(أحكام القرآن للمفتي محمد شفيع رحمه الله تعالىٰ: الناهي عن الملاهي، ج۳، ص۱۹۴، ۱۹۵، ادارۃ القرآن، کراتشی)

"وعلى هذا الأصل فالألعاب التي يقصد بها رياضة الأبدان أو الاذهان جائزة في نفسها مالم تشتمل على معصية أخرى، وما لم يؤد الانهماک فيها الى الخلال بواجب الانسان في دينه و دنياه".
(تكملة فتح الهم: كتاب الشعر/حكم الألعاب في الشريعة، ۴، ص ۴۳۶، مكتبة دارالعلوم، كراتشي)

[2]....(المستدرک على الصحيحين: كتاب الدعاء والتكبير والتهليل، والتسبيح والذكر، ج۱، ص۷۱۲، رقم الحديث، ۱۹۴۴، دارالكتب العمية بيروت)

Marfat.com

سے، برص سے، اور سخت بیماری سے"۔

رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز کے بعد پیدل چلتے۔

چنانچہ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي السَّفَرِ مَشَى". [1]

ترجمہ: جب نبی اکرم ﷺ سفر میں صبح کی نماز ادا کر لیتے تو (کچھ دور) پیدل چلتے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ فِي السَّفَرِ مَشَى زَادَ فِيهِ غَيْرُهُ قَلِيلًا وَنَاقَتُهُ تُقَادُ". [2]

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ سفر میں نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو پیدل چلتے تھے، اور بعض احادیث میں ہے کہ تھوڑا سا پیدل چلتے تھے، اور آپ (ﷺ) کی سواری کو آپ کے پیچھے ہانکا جاتا تھا۔

مذکورہ احادیث سے فجر کی نماز کے بعد چہل قدمی کا مستحب ہونا معلوم ہوا۔

حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کی چہل قدمی

موسم گرما میں نماز اشراق کے بعد آپ (یعنی حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ) مہمانوں کے ہمراہ کالج گراؤنڈ یا کمیٹی باغ میں چہل قدمی کے لئے تشریف لے جاتے۔ راستہ میں حاضرین کے ساتھ صحت جسمانی کے عنوان پر گفتگو فرماتے۔ جوانی میں آپ کا معمول تھا کہ نماز تہجد کے بعد کالج گراؤنڈ کے سات چکر لگاتے پھر فجر کی نماز پڑھا کر درس دیتے۔ آپ

---

[1]....(المعجم الأوسط: باب الميم، ج۷، ص۹۲، رقم الحديث، ۶۹۵۱، دار الحرمين، القاهرة)

[2]....(السنن الكبرى للبيهقي: كتاب الحج/باب النزول للرواح، ج۵، ص۴۱۸، رقم الحديث، ۱۰۳۳۸، دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

اکثر فرماتے تھے کہ ہم نے دینی مدارس کے طلباء اور خانقاہوں کے سالکین کو لولا لنگڑا نہیں بنانا بلکہ مجاہد بنانا ہے۔ کبھی فرماتے کہ صحت مند دماغ تو صحت مند جسموں میں ہی ہوا کرتے ہیں۔ کبھی کبھی حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ کے واقعات سناتے کہ وہ سخت گرمی میں دوپہر کے وقت جامع مسجد دہلی کے فرش پر ننگے پاؤں چلنے کی مشق کیا کرتے تھے۔ کبھی فرماتے کہ علمائے دیوبند کے دامن میں درس حدیث اور محفل ذکر ہی نہیں بلکہ شاملی کے میدان کی مجاہدانہ کوششوں کے ہیرے موتی بھی موجود ہیں۔ کبھی حاضرین میں موجود کمزور نوجوان کو فرماتے کہ ہڈیوں پہ غلاف کیوں نہیں چڑھاتے؟ اکثر فرماتے کہ نوجوانوں کو لوہے کا لنگوٹ باندھنا چاہیے تاکہ ان کے رخساروں پر جوانی کا خوشنما غازہ نکھر سکے۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ آج کے نوجوان کچے گھڑے کی مانند ہیں ہر وقت جھرتے رہتے ہیں (یعنی خیالات ٹھیک نہیں ہوتے پھر کہتے ہیں کپڑے صاف نہیں رہتے) فرمایا دل صاف کرو تو ظاہر بھی صاف رہے۔ ایک صاحب نے کہا میری حالت ایسی ہی تھی۔ بعد میں سچی توبہ کی۔

چہل قدمی کے دوران آپ جوتے اتار کر کبھی کبھی ایسی گھاس پر چلتے تھے جہاں اوس پڑی ہو۔ جب آپ کی نظر پھولوں پر پڑتی تو آپ نظرے خوش گزرے پر ہی اکتفا نہ فرماتے بلکہ قرآن پاک سے آیات پیش فرماتے۔ اکثر آپ اَلَمْ تَرَ کے الفاظ پر زور دیتے اور سمجھاتے کہ قرآن پاک ہی وہ کتاب ہے جس نے انسان کو آنکھ کھولنے کا سبق دیا ہے۔

انسان کو چاہیے کہ زمین وآسمان پر غور کرے..... اس کی درمیانی فضا کو دیکھے..... آبشاروں اور مرغزاروں کو دیکھے..... باغات اور سبزہ زاروں کو دیکھے..... فلک پر چاند اور ستاروں کو دیکھے..... بلکہ مشرق سے ابھرتے سورج کو دیکھے کہ ان سب چیزوں سے وجود باری تعالیٰ کے دلائل ملتے ہیں۔ کبھی فرماتے کہ ایک زمین اور ایک پانی سے مختلف رنگوں کے پھول پیدا کر دینا عظمت الٰہی کا دلنشیں ثبوت ہے۔ اس طرح آپ کی چہل قدمی بھی چلتے درس قرآن کا نمونہ بن جاتی اور یہ بات عیاں ہوتی کہ اہل دل تو ہر در و دیوار پر عبرت ہی کی نظر ڈالتے

Marfat.com

ہیں۔ [1]

بیوی کا شوہر کو چہل قدمی کا مشورہ دینا

ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ انہوں نے دوا پی تو ان کی بیوی نے کہا کہ چند قدم ٹہل لیجئے انہوں نے جواب دیا کہ فضول وعبث حرکت جائز نہیں ہے میں اپنے نفس سے تمام حرکات وسکنات کا محاسبہ (حساب لینا) کیا کرتا ہوں بھلا اس چہل قدمی کو کس حساب میں شمار کروں گا اسی طرح جس شئے کے اپنے نفس تک پہنچنے کے وسائل میں سے کسی ایک سبب کے اندر بھی کچھ معصیت خداوندی کو دخل ہو اس سے بھی پرہیز کرنا اس درجہ میں ضروری ہے۔ [2]

حضرت شیخ الہندؒ کا پیدل گنگوہ جانا

حضرت شیخ الہند کا قصہ مشہور ہے کہ جمعرات کی شام کو مدرسہ کا سبق پڑھا کر ہمیشہ پیدل گنگوہ تشریف لے جایا کرتے تھے اور شنبہ کی شب میں عشاء کے بعد یا تہجد کے وقت گنگوہ سے چل کر شنبہ کی صبح کو دیوبند میں سبق پڑھایا کرتے تھے۔ [3]

حضرت تھانویؒ کا چہل قدمی کرنا

رمضان ۱۳۵۷ھ میں اطباء کے مشورہ سے حضرت نے بعد عصر شہر سے باہر تشریف لیجانے کا معمول بنایا تھا بعض حاضرین خانقاہ نے ساتھ چلنے کی اجازت لے لی تھی ان میں احقر بھی شامل تھا۔ عصر کے بعد چہل قدمی کا یہ معمول حضرتؒ نے بنا رکھا تھا کہ نالہ کے ریلوے پل تک تشریف لے جاتے اور وہاں سے واپس آ جاتے تھے۔ معمولات کی پابندی حضرت کی طبیعت ثانیہ بنی ہوئی تھی۔ کسی روز طبیعت کسلمند ہوئی کہ چلنے کو دل نہیں چاہتا پھر بھی اس معمول کو ناغہ نہ فرماتے تھے۔

---

[1]....(حیات حبیب: ص،۱۳۳،۱۳۴)
[2]....(تبلیغ دین مترجم اردو: ج،۱۲،ص،۴۵)
[3]....(انوار مدینہ: فروری،۲۰۰۸)

Marfat.com

ایک روز اس سفر کے منتہی ریلوے پل سے پہلے گائے بیل جانوروں کا ایک بڑا گلہ سامنے آ گیا اور گرد وغبار کی وجہ سے اس راستہ پر چلنا مشکل ہو گیا۔ معمول کے مطابق جتنا جتنا چلنا تھا اس میں سو پچاس قدم کی کمی رہ گئی تو یہیں سے واپس ہو جانے کے بجائے راستہ بدل کر جتنے قدم کی کمی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد واپس ہوئے۔

یہ پابندی ایسے امور سے متعلق ہے جو مقاصد نہیں زوائد میں سے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مقاصد میں کس قدر پابندی ہو گی۔ ایک روز اسی سیر کے درمیان فرمایا کہ جن معمولات کا تعلق کسی دوسرے سے ہو میں ان کی بہت پابندی کرتا ہوں اور جو خود میرے نفس سے متعلق ہیں ان میں بہت آزاد رہتا ہوں۔ دوپہر کا آرام کبھی کرتا ہوں کبھی نہیں۔ اسی طرح دوسری چیزیں ہیں۔ [1]

صبح کی چہل قدمی خون میں کولیسٹرول (cholesterol) کی مقدار میں کمی کا سبب

خون میں کولیسٹرول (cholesterol) کی زیادہ مقدار والے مریضوں کے لئے اچھی خبر یہ ہے کہ اگر وہ باغبانی اور صبح کی سیر کو عادت بنالیں تو انہیں دوا کی ضرورت نہیں۔ یہ اچھی خبر امریکی ماہرین نے دس سالہ تحقیق کے بعد دی ہے۔ تحقیق میں دس ہزار ادھیڑ عمر امریکیوں کو شامل کیا گیا جن کے خون میں کولیسٹرول کی مقدار خطرناک حد تک زیادہ تھی۔ ماہرین کے مطابق باغبانی اور صبح کی سیر سے وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو دوا کھانے کے بعد ہوتے ہیں۔ [2]

---

[1]..... (ملفوظات حکیم الامت: ج۲۴، ص۲۶۴)

[2]..... http://dunyanews.tv/print_news_urdu.php?nid=146168&catid=7&flag=d

Marfat.com

چہل قدمی سے خواتین میں فالج کے خطرات کا کم ہونا

چہل قدمی کرنے سے نہ صرف جسمانی فٹنس برقرار رہتی ہے بلکہ ذہن بھی تازہ دم ہوجاتا ہے۔حال ہی میں طبی ماہرین نے چہل قدمی کو خواتین کیلئے نہایت مفید قرار دیتے ہوئے انکشاف کیا ہے کہ ایسی خواتین جو ہفتے میں کم از کم تین گھنٹے پیدل چلتی ہیں ان میں فالج ہونے کا خطرہ ان خواتین کے مقابلے میں کہیں گنا کم ہوتا ہے جنہیں پیدل چلنے کی عادت نہیں ہوتی۔سپین (Spain) میں ہونیوالی ایک طبی تحقیق کے مطابق باقاعدگی اور تیز رفتاری سے چلنے والی خواتین میں اسٹروک کا خطرہ ۴۳ فیصد تک کم ہوتا ہے اور صرف یہی نہیں دماغی شریان کے پھٹنے یا دماغ میں رواں خون کے بہاؤ میں رکاوٹ کے واقعات میں بھی نمایاں کمی واقع ہوتی ہے۔مطالعے میں مزید انکشاف کیا گیا کہ چہل قدمی کی شوقین خواتین میں عارضہ قلب کا خطرہ بھی عام خواتین کے مقابلے میں ۳۷ فیصد تک کم ہوجاتا ہے۔ [1]

مغرب کے بعد چہل قدمی کرنا

جس طرح صبح کی چہل قدمی انسان کے لئے مفید اور مستحب ہے اسی طرح مغرب کی نماز کے بعد کی چہل قدمی بھی انسان کے لئے مفید اور مستحب ہے۔صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مغرب کے بعد چہل قدمی اور تیر اندازی کیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ نَنْصَرِفُ إِلَى السُّوقِ". [2]

---

[1]....http://beta.jang.com.pk/JangDetail.aspx?ID=130926

[2]....(مسند احمد: ج ، ۲۸،ص،۲۸۸،رقم الحدیث،۱۷۰۵۳، مؤسسة الرسالة)

وقال الهيثمي :"رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَفِيهِ صَالِحٌ مَوْلَى التَّوْأَمَةِ، وَقَدِ اخْتَلَطَ فِي آخِرِ عُمُرِهِ، قَالَ ابْنُ مَعِينٍ:سَمِعَ مِنْهُ ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ قَبْلَ الِاخْتِلَاطِ .وَهَذَا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنْهُ".(مجمع الزوائد: كتاب الصلاة/باب وقت المغرب،ج،۱، ص،۳۱۰،رقم الحديث، تحت رقم الحديث،۱۷۲۸،مكتبة القدسي،القاهرة)

Marfat.com

ترجمہ: ''ہم مغرب کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر ہم بازار کی طرف چلے جاتے تھے''۔

رسول اللہ ﷺ کے بعض انصار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ:

''أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَنْطَلِقُونَ يَتَرَامَوْنَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِمْ مَوَاقِعُ سِهَامِهِمْ، حَتَّى يَأْتُونَ دِيَارَهُمْ فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ''. [1]

ترجمہ: ''وہ مغرب کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر نماز کے بعد تیر اندازی کرتے تھے، اور تیروں کی گرنے کی جگہ ان پر چھپی ہوئی نہیں ہوتی تھی (بلکہ دکھائی دے رہی ہوتی تھی) یہاں تک کہ وہ مدینہ کے آخری حصہ میں اپنے گھروں کو آجاتے تھے''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ نَرْمِي فَيَرَى أَحَدُنَا مَوْضِعَ نَبْلِهِ''. [2]

ترجمہ: ''ہم مغرب کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر ہم تیر اندازی

---

[1]....(مسند احمد: حديث رجل من أنصار، ج۲۶، ص۳۴۲، رقم الحديث، ۱۶۴۱۶، مؤسسة الرسالة)

"قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَإِسْنَادُهُ حَسَنٌ". (مجمع الزوائد: كتاب الصلاة/باب وقت المغرب، ج۱، ص۳۱۰، تحت رقم الحديث، ۱۷۲۹، مكتبة القدسي، القاهرة)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/باب في وقت المغرب، ج۱، ص۱۱۳، رقم الحديث، ۴۱۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

قلت: هذا إسناد صحيح، رجاله كلهم ثقات رجال البخاري؛ غير حماد بن سلمة؛ فمن رجال مسلم وحده" (صحيح أبي داؤد: باب وقت المغرب، ج۲، ص۲۸۷، تحت رقم الحديث، ۴۴۳، مؤسسة غراس للنشر والتوزيع، الكويت)

وفي حاشية مسند أبي يعلى: اسناده صحيح". (مسند أبي يعلى: مسند أنس بن مالك، ج۶، ص۶۲، رقم الحديث، ۳۳۰۸، دار المأمون للتراث، دمشق)

Marfat.com

کرتے تھے، پھر ہم میں سے ہر کوئی تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ لیتا تھا"۔

ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ:

"كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ، ثُمَّ يَرْجِعُونَ إِلَى أَهَالِيهِمْ إِلَى أَقْصَى الْمَدِينَةِ يَرْمُونَ وَيُبْصِرُونَ مَوَاقِعَ سِهَامِهِمْ"۔[1]

ترجمہ: "وہ لوگ مغرب کی نماز نبی ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے، پھر وہ مدینہ کے آخری کنارے پر اپنے گھروں کو لوٹ جاتے تھے، تیر اندازی کرتے تھے، اور اپنے تیروں کے گرنے کے مقام کو دیکھتے تھے"۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مغرب کے بعد چہل قدمی اور تیر اندازی کیا کرتے تھے۔ جو کہ جسمانی ورزش کا ایک حصہ ہے۔

رات کو چہل قدمی کے فوائد

رات کو جلد کھانا کھانے کا اہتمام کرنا چاہیے، تاکہ کھانے اور سونے کے درمیان مناسب وقفہ ہو سکے، ورنہ کھا کر سونے کے بہت نقصانات ہیں۔ رات کو کھانا کھا کر چلنے کے بہت فوائد ہیں، لیکن یہ بات جاننا بھی ضروری ہے کہ رات کو کھانا کھانے کے کتنی دیر بعد چہل قدمی کی جائے؟

رات کو کھانا کھانے کے فوراً بعد چہل قدمی نہیں کرنی چاہیے، اس لئے کہ انسان کے نظامِ ہضم کو خون کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ وہ کھائے ہوئے کھانے کو ہضم کرے۔ اگر کوئی کھانے کے فوراً بعد چہل قدمی (Walking) شروع کر دیتا ہے تو اس کا خون دوسرے اعضا کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، جس سے وہ کھانا صحیح ہضم نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں

---

[1]....(سنن النسائی: کتاب المواقیت/تعجیل المغرب، ج۱، ص۲۵۹، رقم الحدیث، ۵۲۰، مکتب المطبوعات الإسلامیة، حلب)

Marfat.com

کوتے ہوجاتی ہے، لہذا فوراً رات کو کھانا کھانے کے بعد چہل قدمی سے احتراز کیا جائے۔
ماہرین کا کہنا ہے کہ رات کو کھانا کھانے کے بیس منٹ یا اس سے بھی زیادہ وقفے کے بعد چہل قدمی (Walking) کی جائے، حقیقتاً یہ اس بات پر بھی منحصر ہے کہ انسان کیا کھاتا ہے، اگر کوئی ہلکی غذا کھائی ہے تو وقفہ بھی کم کیا جاسکتا ہے، ورنہ بھاری غذا کھانے کی صورت میں وقفہ زیادہ کرنا چاہیئے تاکہ کھانا ہضم ہوجائے۔ رات کو چہل قدمی (Walking) کرنے کے فوائد نظر قارئین کیے جاتے ہیں۔

(۱).....نظامِ ہضم کو بہتر بناتی ہے۔
(۲).....وزن کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔
(۳)..... کمر کا درد کم کرتی ہے۔
(۴).....بلڈ پریشر کم کرتی ہے۔
(۵).....برے کولیسٹرول (cholesterol) کو کم کر کے درست کولیسٹرول (cholesterol) ایچ، ٹی، ایل (H.T.L) کو بڑھاتی ہے۔
(۶)..... جسم کے موٹاپے کو کم کرتی ہے۔
(۷).....شوگر کے لیول (Level) کو کم کرتی ہے۔
(۸).....انسان کے موڈ کو بہتر بناتی ہے۔
(۹).....نیند میں بہتری لاتی ہے۔
(۱۰).....ہڈیوں کی کثافت کو متوازن رکھتی ہے۔ [1]

---

[1].....http://healtywayforyou.edublogs.org/2013/03/11/health-advantage-of-walking-after-dinner/

Marfat.com

(فصل نمبر ۵)

جوتا اور صحت

پاؤں کے درد کا علاج

رسول اللہ ﷺ کی آزاد کردہ لونڈی اور آپ ﷺ کی خادمہ حضرت سلمیٰ فرماتی ہیں کہ:

"قَلَّمَا كَانَ اِنْسَانٌ يَأْتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَشْكُوا اِلَيْهِ وَجَعاً اِلَّا قَالَ لَهُ: احْتَجِمْ وَلاَ وَجْعاً فِيْ رِجْلَيْهِ اِلَّا قَالَ لَهُ: اخْضِبْهُمَا بِالْحِنَّاءِ". [1]

ترجمہ: "بہت شاذ ونادر ہی ایسا ہوا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کسی آدمی نے آکر اپنے درد کی شکایت کی ہو تو آپ نے اس کو حجامت کا مشورہ نہ دیا ہو، اور جب کبھی کسی نے پاؤں میں درد کا بتایا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو پاؤں میں مہندی لگانے کا مشورہ دیا"۔

پیروں کا خیال رکھیے

اگر آپ چھٹیوں میں سیر کرنے نکلے ہیں تو آپ کے پیروں کا صحت مند ہونا نہایت ضروری ہے۔ اگر پیروں پر ورم ہے یا پیروں اور ٹانگوں میں درد ہے اور بہت زیادہ چلنے کی وجہ سے تھکن محسوس ہو رہی ہے تو پھر آپ کو سیر سپاٹے سے کوئی لطف حاصل نہ ہو سکے گا۔ یوں روزمرہ کی زندگی میں آپ خواہ کتنی ہی دیر تک کیوں نہ چلتے ہوں، پھر بھی جب آپ دوران تعطیل سیر سپاٹا کرنے کیلئے چلیں گے تو آپ کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جب کوئی تفریحاً نکلتا ہے تو اسے مختلف اقسام کی سڑکوں پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے بعض ہموار

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة/ذکر سلمی مولاة رسول اللّٰہ ﷺ، ج۴، ص۴۳۰، رقم الحدیث، ۶۸۲۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ہوتی ہیں اور بعض ناہموار اور کھردری۔ لہٰذا بہترین ترکیب یہ ہے کہ سیر سپاٹے سے پہلے پیروں کو چلنے کا عادی بنا لیجئے۔ ان جوتوں کو پہن لیجئے جنہیں آپ سیر کرتے وقت استعمال کرتے ہیں اور روزانہ تھوڑی دیر تک چلنے کی مشق کیجئے۔ اگر آپ کو زیادہ چلنے سے کوئی تکلیف ہو جایا کرتی ہے تو پھر چھٹیوں سے پہلے اپنے پیروں کا طبی معائنہ کروالیجئے۔ عام طور سے جیسے طبی معائنہ کروایا جاتا ہے اسی طرح سے پیروں کی صحت کی بھی جانچ پڑتال کروالینا ضروری ہے۔ آپ فیشن کے لحاظ سے خواہ کسی طرح کے جوتے استعمال کرتے ہوں اس سے قطع نظر جب آپ چھٹیوں میں سیر وتفریح کی غرض سے روانہ ہوں تو اپنے ہمراہ دو جوڑے آرام دہ جوتے لیتے جائیں جن کی ایڑی زیادہ اونچی نہ ہو۔ جانے سے پہلے ان جوتوں کو چند روز تک استعمال کر ڈالیے تاکہ بالکل نئے جوتوں کو تعطیل کے دوران پہلی بار رواں نہ کرنا پڑے۔ جس طرح سے جنگلی گھوڑے کو کچھ عرصے تک سدھانا پڑتا ہے اسی طرح سے نئے جوتے کو بھی چند روز تک استعمال کر لینے سے پیر اپنا گھر بنا لیتا ہے اور جوتا نرم پڑ جاتا ہے۔ جوتوں کے تلے کافی موٹے ہوں تاکہ پیروں کو سخت زمین پر چلتے وقت گدّے کی طرح سے آرام ملے۔ عام طور پر چوڑے پنجے کا جوتا جس کی ایڑی زیادہ اونچی نہ ہو آرام دہ ہوتا ہے۔ کریپ سول (Crepe sole) سے اگر پیروں میں جلن محسوس نہ ہوتی ہو تو وہ بھی اچھا رہتا ہے۔ بغیر ایڑی والے جوتوں کو اگر استعمال کرنے کے آپ عادی ہیں تو وہ بھی ٹھیک ہیں۔ عام چپل یا سینڈل اور پشاوری چپل کبھی کبھار استعمال کیلئے تو ٹھیک ہیں مگر لمبے سیر سپاٹے کیلئے آرام دہ نہیں ہیں۔ جوتے کا تلا سخت نہ ہونا چاہیے کیونکہ اس سے ٹانگوں کے مزید عضلات کو استعمال کرنا پڑتا ہے اور آدمی جلدی تھکن محسوس کرنے لگتا ہے۔ جوتوں کے انتخاب میں آپ خود ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کون سے جوتے آپ کیلئے آرام دہ رہیں گے۔ ٹانگوں اور پیروں کے آرام کے سلسلے میں موزہ بھی اہمیت رکھتا ہے۔ موزہ کا صحیح سائز یہ

Marfat.com

ہے کہ پیر کے انگوٹھے سے آدھا انچ بڑا ہوتا کہ پیروں کی انگلیاں جکڑنے نہ پائیں۔ آدمی جب سیدھا کھڑا ہوتا ہے تو کشش ثقل کی وجہ سے جسم کے نچلے حصے میں دوران خون صحیح طور پر نہیں ہو پاتا۔ چونکہ پیر اور ٹخنے بالکل نیچے ہوتے ہیں لہٰذا ان پر سب سے پہلے اثرات نمودار ہوتے ہیں۔ سب سے پہلا اثر تو یہ ہوتا ہے کہ پیروں اور ٹخنوں پر ورم آ جاتا ہے۔ اگر جسم کے نچلے حصے کے عضلات میں مناسب طور پر انقباض ہوتا رہے تو اس سے دوران خون بہتر طور پر برقرار رکھا جا سکتا ہے۔ دیر تک کھڑے رہنے یا بیٹھے رہنے سے جو ورم آ جاتا ہے وہ چلتے رہنے سے نہیں ہوتا۔ دوران خون کو تیز کرنے کیلئے ذرا یہ ورزش کیجئے۔ پیروں کو زمین پر چپٹا رکھ کر بیٹھ جایئے۔ اب پہلے تو پنجوں کے بل اٹھیے اور پنڈلی کے عضلات کو سخت کیجئے۔ پھر ایڑی پر اس طرح سے جسم کا بوجھ ڈال دیجیے کہ پنجے فرش سے اٹھے رہیں۔ پنڈلیوں کے عضلات پھر کس جائیں گے۔ یہ عمل تقریباً تیس مرتبہ کیجئے اور دن میں بار بار دہرایئے۔ دوران خون کو درست کرنے کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ پیروں کی انگلیوں کو موڑیئے اور پھر سیدھا کر لیجیے۔ اس کیلئے جوتے اتارنے کی ضرورت نہیں۔ بس سختی سے انگلیوں کو سکیڑیئے اور پھر پھیلا دیجیے۔ اس سے بال جیسی باریک رگیں کھنچتی ہیں۔ اس حرکت کے ساتھ اگر ہر پیر کو ٹخنوں پر سے گھمایا جائے تو دوران خون بہتر ہو جاتا ہے۔ دن بھر گھومنے کے بعد جب آپ اپنے کمرے میں واپس آئیں تو ان تمام کپڑوں سے نجات حاصل کر لیں جو آپ کے جسم سے چپکے ہوئے ہیں۔ موزے اور جوتے بھی اتار ڈالیے آرام دہ کرسی پر دراز ہو جایئے اور پیروں کو اس طرح سے کسی اونچی میز پر رکھ لیجیے کہ پیروں کی سطح آپ کے سر کی سطح سے ایک فٹ زیادہ بلند ہو۔ اس طرح سے پیروں میں خون کا بہاؤ بہتر ہو جائے گا اور پیروں کو سکون ملے گا۔ اسی حالت میں پیروں کو آگے پیچھے ہلایئے اور ٹخنوں پر سے گھمایئے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پیروں کی انگلیوں کو سکیڑیئے اور پھیلایئے۔ اس طرح سے پندرہ بیس منٹ آرام کرنے کے بعد پیروں کو گرم پانی سے دھویئے اور ایک موٹے سے تولیے سے خشک کر لیجئے۔

Marfat.com

خشک کرتے وقت پیروں کی مالش بھی کرتے جایئے۔ دوسرے موزے پہننے سے قبل پیروں پر کوئی ہلکا پاوڈر لگا لیجئے۔ لوگ اکثر جب سیر سپاٹے میں مشغول ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنے پیروں کی پروا بالکل نہیں کرتے۔ لہٰذا جب آپ اس قسم کی تفریح میں منہمک ہوں تو اپنے پیروں کی تھوڑی بہت ناز برادری بھی کرلیا کیجئے۔ اگر دن بھر چلتے پھرتے رہے ہیں تو شام کو سیر سے قبل تھوڑی دیر پیروں کو آرام کر لینے دیجئے۔ پیروں کو سکون پہنچانے کی ایک ترکیب اور بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک بڑا سا تسلا یا چلمچی لے لیجیے جس میں آپ دونوں پیروں کو رکھ کر بیٹھ سکیں۔ تسلے میں گرم پانی بھر دیجیے اور اسے غسل خانے میں اس طرح رکھیے کہ پانی کے نل سے تین فٹ کے فاصلے پر ہو۔ ایک کرسی پر بیٹھ جایئے اور پیروں کو گرم پانی والے تسلے میں ڈال دیجیے۔ اب وقت کا خیال رکھیے۔ ایک منٹ گرم پانی میں پیر رکھیے اور پھر تقریباً تیس سیکنڈ نل کے ٹھنڈے پانی کے نیچے رکھیے۔ (نل کو ہر بار ضرورت کے مطابق کھول لیا کیجئے) یہ عمل سات یا آٹھ بار کیجئے۔ آخر میں پیروں پر ٹھنڈا پانی پڑے۔ اس پورے عمل میں تقریباً بارہ منٹ لگنے چاہئیں۔ ہاں، ایک بات کا خیال رکھیے۔ اگر ذیابیطس یا کوئی اسی طرح کی شکایت ہے تو پھر پہلے اپنے معالج سے مشورہ کر لیجیے۔ ممکن ہے وہ کوئی اور ترکیب بتائیں۔

پیروں کی عام نگہداشت کیلئے یہ ضروری ہے کہ سیر سپاٹے کے بعد پیروں کو دھولیا جائے۔ دھوتے وقت برش بھی استعمال کر لیجیے۔ اس کے بعد دونوں پیروں پر پاوڈر چھڑک لیجیے اور خشک کرتے وقت پیروں کی مالش کر لیجیے۔ اس کے بعد دونوں پیروں پر پاوڈر چھڑک لیجیے۔ چھٹیوں کے دوران جب سیر سپاٹے کا پروگرام بنایئے تو پہلے سے طے کر لیجیے کہ کیا کرنا ہوگا۔ اگر صبح کے وقت بہت زیادہ پیدل چلنا پڑا ہے تو شام کو ہلکی چہل قدمی پر اکتفا کیجیے۔ ایک ہی روز میں دنیا بھر کا چکر لگانے کی کوشش نہ کیجئے۔ مانا کہ آپ کی چھٹیوں کا وقت بڑا قیمتی ہے لیکن یہ نہ بھولیے کہ آپ کے پیر بھی بڑے قیمتی ہیں لہٰذا ان کا بھی خیال رکھیے۔[1]

---

[1]....(ماہنامہ عبقری:۲۰۰۹، ج۱۵، ص۲۹)

Marfat.com

ہاتھ اور پاؤں کی مرگی کی علامات

ہاتھ اور پاؤں کی مرگی کو ''صراع اطرافی'' کہا جاتا ہے۔ اور اس کا میڈیکل (Medical) نام ری فلیکس اپی لیپسی (Reflex Epilepsy) ہے۔ اس بیماری کی علامات یہ ہیں کہ ہاتھوں اور پاؤں کی طرف سے ٹھنڈے بخارات سر کی طرف جاتے ہیں۔ جن کو مریض محسوس کرتا ہے۔ دورہ کے وقت آنکھیں کھلی رہتی ہیں، آنسو بہتے ہیں، چہرے اور آنکھوں کا رنگ نیلا ہو جاتا ہے، ہاتھ اور پیر ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔ [1]

ہاتھ اور پاؤں کا دھونے والا چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے محفوظ

کچھ عرصہ قبل امریکہ کے سائنس دانوں نے یہ انکشاف کیا تھا کہ دن میں پانچ مرتبہ نہانے یعنی منہ ہاتھ اور پاؤں دھونے سے انسان بے شمار چھوٹی چھوٹی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور جسم کی تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ انسان تازہ دم رہتا ہے، اس لئے وہ ہر مریض کو یہ تاکید کرتے ہیں کہ وہ دن میں پانچ مرتبہ نہائے۔ ہر مسلمان اچھی طرح جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہزاروں سال پہلے مسلمانوں کو دن میں پانچ مرتبہ نماز ادا کرنے کا حکم دیا تھا، اور امریکی سائنس دانوں کو یہ بات اب معلوم ہوئی ہے۔ [2]

بوڑھے شخص کے ہاتھ اور پاؤں میں درد کی وجہ

ایک بوڑھا حکیم کے پاس جا کر کہنے لگا کہ میری آنکھوں میں کمزوری ہے کہا بڑھاپے سے۔ کہا میرا دماغ خالی سا ہو گیا ہے کہا بڑھاپے سے۔ میرے ہاتھ پاؤں میں درد رہتا ہے کہا یہ بھی بڑھاپے سے۔ بڈھے نے جھلا کر حکیم کے ایک دھول رسید کی کہ نامعقول تو نے بڑھاپے کے سوا حکمت میں کچھ اور بھی پڑھا ہے۔ حکیم نے ہنس کر کہا کہ میں آپ کے غصہ کا بُرا نہیں مانتا یہ غصہ بھی بڑھاپے ہی سے ہے۔ [3]

---

[1]....(مخزن العلاج: ج۲، ۵۲، مکتبہ دانیال، لاہور)
[2]....(حیرت انگیز واقعات: ص، ۸۵)
[3]....(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص، ۷۹، دارالاشاعت)

Marfat.com

(فصل نمبر ٦)

پاؤں اور تصویر

پاؤں کی تصویر بنانے کا حکم

تصویر بنانا اور بنوانا حرام ہے، نیز اسے گھر وغیرہ میں رکھنا بھی جائز نہیں۔ ۱

تصویر میں سر اور چہرہ مراد ہوتے ہیں۔ ۲

۱.... "وَفِي التَّوْضِيح قَالَ أَصْحَابنَا وَغَيرهم تَصْوِير صُورَة الْحَيَوَان حرَام أشد التَّحْرِيم وَهُوَ من الْكَبَائِر وَسَوَاء صنعه لما يمتهن أَو لغيره فَحَرَام بِكُل حَال لِأَن فِيهِ مضاهاة لخلق الله وَسَوَاء كَانَ فِي ثوب أَو بِسَاط أَو دِينَار أَو دِرْهَم أَو فلس أَو إِنَاء أَو حَائِط وَأما مَا لَيْسَ فِيهِ صُورَة حَيَوَان كالشجر وَنَحْوه فَلَيْسَ بِحرَام وَسَوَاء كَانَ فِي هَذَا كُله مَا لَهُ ظلّ وَمَا لَا ظلّ لَهُ وَبِمَعْنَاهُ قَالَ جمَاعَة الْعلمَاء مَالك وَالثَّوْرِي وَأَبُو حنيفَة وَغَيرهم". (عمدة القاري: كتاب اللباس/باب عذاب المصورين يوم القيامة، ج۲۲، ص۱۱۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في شرح النووي على صحيح مسلم: كتاب اللباس والزينة/باب تحريم صورة الحيوان، ج۲، ص۱۹۹، قديمي)

(وكذا ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج۱، ص۶۴۷، سعيد)

۲.... (أخرجه الطحاوي في شرح معاني الآثار في كتاب الكراهية: باب التصاوير في الثوب، ج۴، ص۲۸۷، رقم الحديث ۶۹۴۷، عالم الكتب سعيد)

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: الصُّورَةُ الرَّأْسُ فَإِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ فَلَيْسَ بِصُورَةٍ". (أخرجه البيهقي في السنن الكبرى: كتاب الصداق/باب الرخصة فيما يوطأ من الصور أو يقطع رؤوسها، ج۷، ص۴۴۱، رقم الحديث ۱۴۵۸۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

"عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ: إِنَّمَا الصُّورَةُ الرَّأْسُ، فَإِذَا قُطِعَ فَلَا بَأْسَ". (أخرجه ابن أبي شيبة في مصنفه في كتاب اللباس، باب الرجل يتكى على المرافق المصورة، ج۱۲، ص۶۳۷، رقم الحديث ۲۵۸۰۸، دار قرطبة، بيروت)

"(الصورة الرأس) أي الصورة المحرمة ما كانت ذات رأس (فإذا قطع الرأس فلا صورة) لتصوير الحيوان حرام لكن إذا قطعت رأسه انتفى التحريم لأنها بدون الرأس لا تسمى صورة". (فيض القدير شرح الجامع الصغير: ج۷، ص۳۸۱۳، ۳۸۱۴، رقم الحديث ۵۱۶۳، نزار مصطفىٰ الباز مكه)

"وَلَوْ لَمْ يَكُنْ لَهَا رَأْسٌ فَلَا بَأْسَ لِأَنَّهَا لَا تَكُونُ صُورَةً بَلْ تَكُونُ نَقْشًا". بدائع الصنائع: كتاب الاستحسان/حكم التصاويفي البيوت، ج۴، ص۳۰۴، رشيدية)

Marfat.com

چنانچہ عکرمہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

"الصُّورَةُ الرَّأْسُ ،فَكُلُّ شَيْءٍ لَيْسَ لَهُ رَأْسٌ، فَلَيْسَ بِصُورَةٍ"۔[1]

ترجمہ: "تصویر اصل سر ہے، جس کا سر نہ ہو وہ تصویر نہیں ہے"۔

لہذا تصویر میں سر اور چہرہ مٹا ہونے کی صورت میں پیروں یا جسم کے دوسرے اعضاء کی تصویر بنانا جائز ہے۔

ایسا جوتا خریدنا جس کے ڈبہ پر تصویر ہو

اگر کسی شخص نے ایسا جوتا خریدا جس کے ڈبہ پر کسی جاندار کی تصویر ہو تو اس صورت میں کیا خریدنے والا گناہگار ہوگا یا نہیں؟ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ خریدار جب ایسی چیز خریدتا ہے جس کے ڈبہ پر تصویر ہوتی ہے تو اس کا اصل مقصد ڈبہ میں بند چیز ہوتی ہے نہ کہ تصاویر، بلکہ تصاویر اس کے تابع ہوتی ہیں۔ اگر ان تصاویر کو بگاڑ دیا جائے یعنی سر وغیرہ کو کاٹ دیا جائے تو اس صورت میں ان کو آدمی اپنے پاس بھی رکھ سکتا ہے۔[1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيهَا تَصَاوِيرُ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَامَ

---

[1]..."(قَوْلُهُ أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ) أَيْ سَوَاءٌ كَانَ مِنَ الْأَصْلِ أَوْ كَانَ لَهَا رَأْسٌ وَمُحِيَ، وَسَوَاءٌ كَانَ الْقَطْعُ بِخَيْطٍ خِيطَ عَلَى جَمِيعِ الرَّأْسِ حَتَّى لَمْ يَبْقَ لَهُ أَثَرٌ، أَوْ بَطَلَيْهِ بِمَغْرَةٍ أَوْ بِنَحْتِهِ، أَوْ بِغَسْلِهِ لِأَنَّهَا لَا تُعْبَدُ بِدُونِ الرَّأْسِ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۱، ص، ۶۴۸، سعيد)

(وكذا في البحر الرائق: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما فيها، ج، ۲، ص، ۵۰، رشيدية)

(وكذا في مجمع الأنهر: كتاب الصلاة/فصل باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ج، ۱، ص، ۱۸۹، مكتبة غفارية، كوئتة)

نوٹ: ان عبارات سے معلوم ہوا کہ چہرے سے صرف آنکھ مٹانا کافی نہیں، (جیسا کہ کئی لوگ آنکھوں پر سیاہی مل دیتے ہیں یا کسی چیز کے ذریعے ان کو چھپا دیتے ہیں) بلکہ چہرے اور سر کو مٹانا بھی ضروری ہے، تاکہ وہ تصویر کے حکم میں نہ آئے، عثمانی

Marfat.com

عَلَى البَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ، فَعَرَفْتُ فِي وَجْهِهِ الكَرَاهِيَةَ، فَقُلْتُ: يَارَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، أَتُوبُ إِلَى اللّٰهِ وَ إِلَى رَسُولِهِ ﷺ، مَاذَا أَذْنَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: مَا بَالُ هَذِهِ النُّمْرُقَةِ؟ قُلْتُ: اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ، يَومَ القِيَامَةِ يُعَذَّبُونَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا ما خَلَقْتُمْ. وَقَالَ: إِنَّ البَيتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لاَ تَدْخُلُهُ المَلاَئِكَةُ". [1]

ترجمہ: ''انھوں نے ایک گدا خریدا جس پر مورتیں تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی نظر جوں ہی اس پر پڑی، آپؐ دروازے پر ہی کھڑے ہوگئے اور اندر داخل نہیں ہوئے۔ (حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ) میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول ﷺ سے معافی مانگتی ہوں، فرمایئے مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ گدا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ آپ ہی کے لئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن اس طرح کی مورتیں بنانے والے لوگ قیامت کے دن عذاب کیے جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے جس چیز کو بنایا اسے زندہ کر دکھاؤ۔ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جن گھروں میں

---

[1]....''والدليل ما رواه الطحطاوي من حديث مجاهد عن أبي هريرة، قال: استأذن جبريل، عليه السلام على رسول الله ﷺ فقال: ادخل فقال: كيف أدخل وفي بيتك سترفيه تماثيل خيل ورجال؟ فاما ان تقطع رؤوسها واما أن تجعلها بساطاً، فانا معشر الملائكة لا تدخل بيتاً فيه تماثيل. قال الطحطاوي: فلما أبيحت التماثيل بعد قطع رؤوسها الذي لق قطع من ذي الروح لم يبق، دل ذلك على اباحة تصوير ما لا روح له". (عمدة القاري: كتاب البيوع /بابُ التِّجَارَةِ فِيما يُكْرَهُ لُبْسُهُ للرِّجالِ وَالنِّسَاءِ، ج، ۱۱، ص، ۳۲۰، دارالكتب العلمية، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب البيوع /بابُ التِّجَارَةِ فِيما يُكْرَهُ لُبْسُهُ للرِّجال وَالنِّسَاءِ، ج، ۲، ص، ۱۹، رقم الحديث، ۲۱۰۵، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

تصویریں ہوتی ہیں (رحمت کے) فرشتے ان میں داخل نہیں ہوتے"۔

اس حدیث میں چند چیزیں قابل غور ہیں۔ اولاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا غایت احترام دیکھئے کہ پہلے انھوں نے اللہ کے دربار میں توبہ کی اور بعد میں اپنی غلطی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا۔ ثانیاً تصویر ناجائز ہے۔ ثالثاً تصویر والا کپڑا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ممنوع ہے۔ رابعاً رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ کے سامنے تصویر کے حکم کے بارے وضاحت فرمانے کے ساتھ ساتھ ناگواری کا اظہار بھی فرمایا لیکن بیع کو فسخ نہیں کیا۔ جس سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ جس چیز پر تصویر ہو اس کی بیع جائز ہے۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

" أَتَانِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ لِي: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامٌ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي بَابِ الْبَيْتِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَيْنِ مَنْبُوذَتَيْنِ تُوطَآنِ وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيَخْرُجْ فَفَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَإِذَا الْكَلْبُ لِحُسْنٍ أَوْ حُسَيْنٍ كَانَ تَحْتَ نَضَدٍ لَهُمْ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ. [2]

ترجمہ: "جبرائیل نے میرے پاس آکر کہا کہ میں گزشتہ رات آپ کے پاس آیا تھا پس مجھے داخل ہونے سے کسی نے منع نہیں کیا مگر یہ کہ دروازے پر مورتیاں بنی تھی اور گھر میں تصویروں سے منقش پردے کا کپڑا تھا۔ اور گھر میں کتا بھی تھا پس

---

[1]..... " أنه ﷺ لم يفسخ البيع في النمرقة" (فتح الباري: كتاب البيوع/باب التِّجَارَةِ فِيمَا يُكْرَهُ لُبْسُهُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، ج،۵،ص،۴۰۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]..... (سنن أبي داؤد: كتاب اللباس/باب في الصور، ص،۵۸۴، رقم الحديث،۴۱۵۸، دار السلام، رياض)

Marfat.com

آپ گھر میں موجود تصاویر کے تو سر کاٹنے کا حکم دیں تو وہ درخت کی طرح ہوجائیں گے (یعنی وہ بے جان اشیاء کی طرح ہوجائیں گی) اور پردہ کے بارے میں (آپ ﷺ) حکم دیں کہ اسے کاٹ دیا جائے پس اس میں دو مسندیں بنالی جائیں بیٹھنے کے لئے جو روندی جائے اور کتے کو باہر نکالنے کا حکم دیا پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا جبکہ کتا حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کا تھا جو ان کے بستر کے نیچے تھا پس اس کے بارے میں حکم دیا گیا تو اسے نکال دیا گیا۔

چھوٹی تصویر والے جوتے پہننے کا حکم

اسلام میں تصاویر کا کھینچوانا، دیکھنا اور رکھنا ناجائز ہے، لیکن ایسی تصاویر ممنوع ہیں جو ظاہر اور واضح ہو، چنانچہ اگر کسی نے ایسے جوتے پہنے جن پر اتنی چھوٹی تصویر ہو جو کہ انتہائی غور سے دیکھے بغیر نظر نہ آتی ہو تو ان کا پہننا درست ہے، لیکن مناسب نہیں ہے۔ [1]

تصویر والے جوتے بیچنے والے کے یہاں کھانے کا حکم

جو شخص ایسے جوتے بیچتا ہو جن پر جانداروں کی تصاویر ہوں، اور اس کے پاس ان جوتوں کی کمائی کے علاوہ کوئی اور رقم نہ ہو تو ایسے شخص کے گھر کھانا درست نہیں، اس لئے کہ اس کی آمدنی ناجائز ہے، ہاں اگر وہ حلال مال سے کھانا کھلائے مثلاً کسی حلال مال سے قرض لے کر کھلائے، تو پھر مضائقہ نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1]....."لما قال العلامة علاؤ الدين الحصكفي: لَايُكْرَهُ(لَوْ كَانَتْ تَحْتَ قَدَمَيْهِ).....(أَوْ فِي يَدِهِ).....لِأَنَّهَا مَسْعُورَةٌ بِثِيَابِهِ (أَوْ عَلَى خَاتَمِهِ)بِنَقْشٍ غَيْرِ مُسْتَبِينٍ".(رد المحتار: كتاب الصلاة/بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ وَمَا يُكْرَهُ فِيهَا،فَرْعٌ لَا بَأْسَ بِتَكْلِيمِ الْمُصَلِّي وَإِجَابَتِهِ بِرَأْسِهِ،ج،۱،ص،۶۴۸،دارالفکر)

Marfat.com

"إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُونَ"۔[1]

"ترجمہ: اللہ کے پاس قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو سخت سے سخت تر عذاب ہوگا"۔

ابوزرعہ نے کہا کہ:

"دَخَلْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، دَارًا بِالْمَدِينَةِ، فَرَأَى أَعْلَاهَا مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، وَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِنْ مَاءٍ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتَّى بَلَغَ إِبْطَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَشَيْءٌ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ"۔[2]

ترجمہ: "میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں (مروان بن حکم کے گھر میں) گیا تو انہوں نے چھت پر ایک مصور کو دیکھا جو تصویر بنا رہا تھا، انہوں

---

[1].....(صحيح البخاري: كتاب الآداب/بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ج،۷، ص،۱۶۷، رقم الحديث، ۵۹۵۰، دارطوق النجاة)

[2].....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ، ج،۷، ص،۱۶۷، رقم الحديث، ۵۹۵۳، دارطوق النجاة)

"وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسلم يَقُول: كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَيُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ. قَالَ ابْن عَبَّاس: فَإِن كنت لابد فَاعِلًا فَاصْنَعِ الشَّجَرَ وَمَا لَا رُوحَ فِيهِ".

(مشكاة المصابيح: كتاب اللباس/باب التصاوير، الفصل الأول، ص،۳۸۵، ۳۸۶، قديمي)

"آكِلُ الرِّبَا وَكَاسِبُ الْحَرَامِ أَهْدَى إِلَيْهِ أَوْ أَضَافَهُ وَغَالِبُ مَالِهِ حَرَامٌ لَا يَقْبَلُ، وَلَا يَأْكُلُ مَا لَمْ يُخْبِرْهُ أَنَّ ذَلِكَ الْمَالَ أَصْلُهُ حَلَالٌ وَرِثَهُ أَوْ اسْتَقْرَضَهُ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الكراهية/الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ج،۵، ص،۳۴۳، رشيدية)

"وكذا في خلاصة الفتاوى: كتاب الكراهية/الفصل الرابع في المال من الاهداء والميراث وغير ذلك، ج،۴، ص،۳۴۹، رشيدية)

(وكذا في الملتقط: كتاب الآداب/مطلب في الهداية الحرام..... ص، ۲۶۸، حقانية، كويٹه)

Marfat.com

نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر اسے یہی گھمنڈ ہے تو اسے چاہیے کہا یک دانہ پیدا کرے، ایک چیونٹی پیدا کرے۔ پھر انہوں نے پانی کا ایک طشتکہ منگوایا اور اپنے ہاتھ اس میں دھوئے۔ جب بغل دھونے لگے تو میں نے عرض کیا ابو ہریرہ! کیا (بغل تک دھونے کے بارے میں) تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے انہوں نے کہا میں نے جہاں تک زیور پہنا جا سکتا ہے وہاں تک دھویا ہے"۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

Marfat.com

(فصل نمبر ۷)

جوتا اور حد

شرابی کو حد میں جوتوں سے مارنے کی شرعی حیثیت

انسان کو عقل کی بناء پر انسان کہا جاتا ہے، اور عقل ہی کی وجہ سے اسے دوسری مخلوقات پر فوقیت حاصل ہے، اسی عقل کی روشنی میں وہ اچھائی اور برائی میں امتیاز اور مختلف حادثات سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

جب انسان کی عقل میں فتور آتا ہے تو وہ بڑے سے بڑے جرائم کرتے ہوئے ڈرتا نہیں، جس کی وجہ سے اسے حوادثات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شراب انسانی عقل کو اس حد تک متاثر کرتی ہے کہ انسان اپنے اور پرائے، نیکی اور بدی کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ اس بات کا اعتراف دنیا کی تمام قومیں کرتی ہیں، جرائم وحادثات میں شراب کا کردار بہت واضح اور شفاف ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ نے شراب کو تمام فتنوں اور اور فسادات کی بنیاد قرار دیا ہے، جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شراب نوشی ہی اس کائنات میں فسادات وفتنوں کا سبب ہے، اس لئے اسلام نے شراب نوشی کی روک تھام کے لئے سزا کا تعین کیا ہے۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"اَلْخَمْرُ اُمُّ الْفَوَاحِشِ وَاَکْبَرُ الْکَبَائِرِ، مَنْ شَرِبَهَا وَقَعَ عَلَى اُمِّهِ وَعَمَّتِهِ وَخَالَتِهِ". [1]

ترجمہ: "شراب، بے حیائی (کے کاموں) کی ماں ہے، اور کبیرہ گناہ ہے، اس کو

[1]....(سنن الدار قطني: كِتَابُ الْأَشْرِبَةِ وَغَيْرِهَا، ج۵، ص۴۴۴، رقم الحديث، ۴۶۱۲، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان)

Marfat.com

پینے والا اپنی ماں، پھوپھی اور خالہ کے ساتھ بدکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے"۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا"۔[1]

ترجمہ: "اور شراب کے قریب تم مت جاؤ، کیونکہ وہ خطاؤں کی جڑ ہے"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَنَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسُوا بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمْ فِيهَا عِلْمٌ يَنْتَهُونَ إِلَيْهِ فَأَرْسَلُونِي إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، أَسْأَلُهُ عَنْ ذَلِكَ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ أَعْظَمَ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ فَأَتَيْتُهُمْ فَأَخْبَرْتُهُمْ فَأَنْكَرُوا ذَلِكَ وَوَثَبُوا إِلَيْهِ جَمِيعًا حَتَّى أَتَوْهُ فِي دَارِهِ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَخَذَ رَجُلًا فَخَيَّرَهُ بَيْنَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ أَوْ يَقْتُلَ نَفْسًا أَوْ يَزْنِيَ أَوْ يَأْكُلَ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ أَوْ يَقْتُلُوهُ إِنْ أَبَى فَاخْتَارَ أَنْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ وَأَنَّهُ لَمَّا شَرِبَهَا لَمْ يَمْتَنِعْ مِنْ شَيْءٍ أَرَادُوهُ مِنْهُ وَأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا مُجِيبًا: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْرَبُهَا

---

[1]....(تعظيم قدر الصلاة: بَابُ ذِكْرِ إِكْفَارِ تَارِكِ الصَّلَاةِ، ج۲، ص۸۸۹، رقم الحديث، ۹۲۰، مكتبة الدار، المدينة المنورة)

قال المنذري: "وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ وَمُحَمّد بن نصر فِي كتاب الصَّلَاة بِإِسْنَادَيْنِ لَا بَأْس بهما".

(الترغيب والترهيب: كتاب الصلاة، ج۱، ص۲۱۴، رقم الحديث، ۸۰۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

فَيَقْبَلَ اللّٰهُ لَهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَلَا يَمُوتُ وَفِي مَثَانَتِهِ مِنْهَا شَيْءٌ إِلَّا حُرِّمَتْ عَلَيْهِ بِهَا الْجَنَّةُ، فَإِنْ مَاتَ فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور کچھ دیگر صحابہ کرام بیٹھے تھے، اور اس موضوع پر بات کر رہے تھے کہ کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا کون سا ہے۔ ان کے پاس اتنا علم نہ تھا کہ وہ کسی نتیجے تک پہنچ سکتے، انہوں نے اس بابت دریافت کرنے کے لئے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بھیجا، انہوں نے بتایا

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الأشربة، ج،۴،ص،۱۶۳،رقم الحدیث،۷۲۳۶،دارالکتب العلمیة،بیروت)

(الآحاد والمثاني لابن أبي عاصم: ج،۲،ص،۱۰۶،رقم الحدیث،۸۱۰، دارالرایة، الریاض)

قال الحاکم:هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ .

وقال المنذري:رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ بِإِسْنَاد صَحِيح وَالْحَاكِم وَقَالَ صَحِيح على شَرط مُسلم.(الترغیب والترهیب:تحت رقم الحدیث،۳۵۷۳)

وقال العجلوني:(الخمر أم الخبائث)(الخمر أم الخبائث)رواه القضاعي بهذا اللفظ عن ابن عمرو بسند حسن، ورواه الدارقطني وغيره عن عمرو مرفوعا بلفظ اجتنبوا الخمر أم الخبائث ورواه الطبراني في الأوسط بلفظ الخمر أم الفواحش، ولابن أبي عاصم عن عثمان اجتنبوا الخمر، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم سماها أم الخبائث، وللطبراني في الكبير والأوسط عن ابن عباس مرفوعا الخمر أم الفواحش وأكبر الكبائر من شربها وقع على أمه وخالته وعمته، وله في الكبير عن ابن عمرو عن رجل رفعه في حديث إنها أكبر الكبائر وأم الفواحش، وللعسكري عن أم أيمن مرفوعا إياك والخمر فإنها مفتاح كل شر، وله أيضا عن أم الدرداء عن أبي الدرداء قال أوصاني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن لا أشرك بالله شيئا، وإن أصل رحمي إن قطعت، وأن لا أشرب خمرا فإنها مفتاح كل شر، ورواه النسائي والديلمي عن عقبة بن عامر بلفظ الخمر جماع الإثم، وذكره رزين عن حليفة بلفظ الخمر جماع الإثم، والنساء حبائل الشيطان وحب الدنيا رأس كل خطيئة، قال المنذري ولم أره في شيء من أصوله عن حليفة وشواهد هذا المعنى كثيرة، وقد صنف في ذم المسكر ابن أبي الدنيا ثم الضياء وآخرون، ورواه في الجامع الصغير للطبراني عن الأوسط عن ابن عمرو بلفظ الخمر أم الخبائث، فمن شربها لم تقبل صلاته أربعين يوما فإن مات وهي في بطنه مات ميتة جاهلية".(كشف الخفاء ومزيل الألباس:ص،۳۸۲الی۳۸۳،تحت رقم الحدیث،۱۲۲۵،مكتبة القدسي، لصاحبها حسام الدين القدسي،القاهرة)

Marfat.com

کہ سب سے بڑا گناہ ''شراب نوشی'' ہے، میں واپس ان کے پاس آیا اور بتایا (کہ سب سے بڑا گناہ شراب نوشی ہے) وہ لوگ یہ بات نہ مانے اور سب لوگ بھاگتے ہوئے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے گھر آگئے، حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اس کو اختیار دیا کہ شراب پیئے یا قتل کرے، یا زنا کرے، یا خنزیر کا گوشت کھائے، ورنہ وہ اس کو قتل کروادے گا۔ اس آدمی نے شراب کو اختیار کیا، جب اس نے شراب پی لی تو پھر وہ کسی بھی گناہ سے نہ بچ سکا جس میں وہ لوگ اس کو پھنسانا چاہتے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: جو شخص شراب پیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی چالیس دن کی عبادت قبول نہیں کرتا، اور مرتے وقت جس کے پیٹ میں شراب ہوگی، اس پر جنت حرام ہے۔ اور اگر وہ شراب پینے کے بعد) چالیس دن کے اندر اندر مر گیا تو وہ جاہلیت کی موت مرا''۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''هِيَ مَجْمَعُ الْخَبَائِثِ، أَوْ أُمُّ الْخَبَائِثِ''. [1]

ترجمہ: ''یہ (شراب وخمر) خبائث کا مجموعہ ہے، یا یہ فرمایا کہ یہ (شراب وخمر) خبائث کی جڑ ہے''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''الْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ''. [2]

---

[1]....(مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الأشربة، فِي الْخَمْرِ وَمَا جَاءَ فِيهَا، ج،۵،ص،۹۷،رقم الحديث،۲۴۰۶۸،مكتبة الرشد،الرياض)

[2]....(سنن الدار قطني: كتاب الأشربة وغيرها، ج،۵،ص،۴۴۴،رقم الحديث،۴۶۱۳،مؤسسة الرسالة، بيروت،لبنان)

Marfat.com

ترجمہ: ''خمر خبائث کی جڑ ہے''۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ شَرِبَ شَرَابًا حَتّٰى يُذْهِبَ بِعَقْلِهِ الَّذِى أَعْطَاهُ اللّٰهُ فَقَدْ أَتٰى بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْكَبَائِرِ''. [1]

ترجمہ: ''جس نے شراب پی، یہاں تک کہ اس کی وجہ سے اس کی وہ عقل چلی گئی، جو اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے، تو وہ بڑے گناہوں کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر آ گیا''۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

''هِيَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ وَأُمُّ الْفَوَاحِشِ، وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ تَرَكَ الصَّلَاةَ وَوَقَعَ عَلٰى أُمِّهِ وَعَمَّتِهِ وَخَالَتِهِ''. [2]

ترجمہ: وہ (شراب) بہت بڑے گناہ اور فواحش (یعنی بُرے اور بے حیائی کے کاموں) کی ماں ہے، جو شخص خمر (شراب) پیتا ہے، وہ نماز کو چھوڑ دیتا ہے، اور اپنی ماں اور پھوپھی اور اپنی خالہ تک سے بدکاری میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔

حضرت عطاء بن ابی رباح سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

---

[1]....(مسند أبي يعلى: مسند ابن عباس، ج۴، ص۲۳۵، رقم الحديث، ۲۳۴۸، دار المأمون للتراث، دمشق)

[2]....(المعجم الكبير للطبراني: ج۱۳، ص۶۲، رقم الحديث، ۱۵۴، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ. وَعَتَّابٌ لَمْ أَعْرِفْهُ وَابْنُ لَهِيعَةَ حَدِيثُهُ حَسَنٌ وَفِيهِ ضَعْفٌ''. (مجمع الزوائد: باب ما جاء في الخمر ومن يشربها، ج۵، ص۶۸، رقم الحديث، ۸۱۷۴، مكتبة القدسي، القاهرة)
قلت: فالحديث حسن بمجموع الطريقين. والله أعلم''. (سلسلة الأحاديث الصحيحة: تحت رقم الحديث، ۱۸۵۳، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

Marfat.com

فرمایا کہ:

"أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ شُرْبُ الْخَمْرِ". [1]

ترجمہ: "شراب وخمر پینا کبیرہ ترین گناہ ہے"۔

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"الْخَمْرُ أُمُّ الْخَبَائِثِ وَمَنْ شَرِبَهَا لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَلَاةً أَرْبَعِينَ يَوْمًا، فَإِنْ مَاتَ وَهِيَ فِي بَطْنِهِ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً". [2]

ترجمہ: "شراب خبائث کی جڑ ہے، اور جس نے شراب پی، تو چالیس دن اللہ تعالیٰ نماز قبول نہیں فرماتا، اور اس حال میں اگر کوئی مرگیا کہ شراب اس کے پیٹ میں تھی، تو وہ جاہلیت کی موت مرا"۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

"وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا؛ فَإِنَّهُ رَأْسُ كُلِّ فَاحِشَةٍ". [3]

---

[1]....(التفسير من سنن سعيد بن منصور: سورة المائدة، ج۴، ص۱۶۱۴، رقم الحديث، ۸۲۴، دار الصميعي للنشر والتوزيع)

[2]....(سنن الدار قطني: كتاب الأشربة وغيرها، ج۵، ص۴۴۳، رقم الحديث، ۴۶۱۰، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان)

قال الهيثمي: رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ شَيْخِهِ شَبَّابِ بْنِ صَالِحٍ وَلَمْ أَعْرِفْهُ، وَبَقِيَّةُ رِجَالِهِ ثِقَاتٌ وَفِي بَعْضِهِمْ كَلَامٌ لَا يَضُرُّ. (مجمع الزوائد: كتاب الأشربة/بَابُ مَا جَاءَ فِي الْخَمْرِ وَمَنْ يَشْرَبُهَا، ج۵، ص۷۲، تحت رقم الحديث، ۸۱۹۵، مكتبة القدسي، القاهرة)

وقال شعيب الارنؤط: وسنده حسن في الشواهد: (حاشية ابن حبان: كتاب الاشربة/ذِكْرُ مَا يَجِبُ عَلَى الْمَرْءِ مِنْ مُجَانَبَةِ الخمر على الأحوال، أنها رأس الخبائث، ج۱۲، ص۱۷۰، تحت رقم الحديث، ۵۳۴۸، مؤسسة الرسالة، بيروت)

وقال الألباني: وكتب بعض المحدثين على هامش القضاعي، وأظنه ابن المحب المقدسي: حسن". (سلسلة الأحاديث الصحيحة: ج۴، ص۴۶۹، تحت رقم الحديث، ۱۸۵۴، مكتبة المعارف للنشر والتوزيع، الرياض)

[3]....(مسند احمد: ج۳۶، ص۳۹۲، رقم الحديث، ۲۲۰۷۵، مؤسسة الرسالة)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ترجمہ: ''اور ہرگز خمر شراب نہ پینا، اس لئے کہ ہر بُرائی کی جڑ ہے''۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا أُمُّ الْخَبَائِثِ، إِنَّهُ كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ خَلا قَبْلَكُمْ تَعَبَّدَ، فَعَلِقَتْهُ امْرَأَةٌ غَوِيَّةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ جَارِيَتَهَا، فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّا نَدْعُوكَ لِلشَّهَادَةِ، فَانْطَلَقَ مَعَ جَارِيَتِهَا فَطَفِقَتْ كُلَّمَا دَخَلَ بَابًا أَغْلَقَتْهُ دُونَهُ، حَتَّى أَفْضَى إِلَى امْرَأَةٍ وَضِيئَةٍ عِنْدَهَا غُلَامٌ وَبَاطِيَةُ خَمْرٍ، فَقَالَت: إِنِّي وَاللَّهِ مَا دَعَوْتُكَ لِلشَّهَادَةِ، وَلَكِنْ دَعَوْتُكَ لِتَقَعَ عَلَيَّ، أَوْ تَشْرَبَ مِنْ هَذِهِ الْخَمْرَةِ كَأْسًا، أَوْ تَقْتُلَ هَذَا الْغُلَامَ، قَالَ: فَاسْقِينِي مِنْ هَذَا الْخَمْرِ كَأْسًا، فَسَقَتْهُ كَأْسًا، قَال: زِيدُونِي فَلَمْ يَرِمْ حَتَّى وَقَعَ عَلَيْهَا، وَقَتَلَ النَّفْسَ، فَاجْتَنِبُوا الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا وَاللَّهِ لَا يَجْتَمِعُ الْإِيمَانُ، وَإِدْمَانُ الْخَمْرِ إِلَّا لَيُوشِكُ أَنْ يُخْرِجَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ''.[1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال الهيثمي: رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَرِجَالُ أَحْمَدَ ثِقَاتٌ إِلَّا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ لَمْ يَسْمَعْ مِنْ مُعَاذٍ، وَإِسْنَادُ الطَّبَرَانِيِّ مُتَّصِلٌ، وَفِيهِ عَمْرُو بْنُ وَاقِدٍ الْقُرَشِيُّ، وَهُوَ كَذَّابٌ". (مجمع الزوائد: كتاب الوصايا/باب وصية رسول الله عليه وسلم، ج،۴،ص،۲۱۵،تحت رقم الحديث،۷۱۱۰،مكتبة القدسي،القاهرة)

وقال الالباني: حسن لغيره"". (صحيح الترغيب والترهيب: كتاب الصلاة/الترهيب من ترك الصلاة تعمدا وإخراجها عن وقتها تهاونا، ج،۱،ص،۱۳۸،تحت رقم الحديث،۵۷۰،مكتبة المعارف ،الرياض)

وجملة القول أن الحديث بهذه الطرق والشواهد صحيح بلا ريب". (إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل: ج،۷،ص،۹۷،تحت رقم الحديث،۲۰۲۶،لمكتب الإسلامي،بيروت)

[1]....(سنن النسائي: كتاب الأشربة/ذِكْرُ الْآثَامِ الْمُتَوَلِّدَةِ عَنْ شُرْبِ الْخَمْرِ، مِنْ تَرْكِ الصَّلَوَاتِ، وَمِنْ قَتْلِ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ، وَمِنْ وُقُوعٍ عَلَى الْمَحَارِمِ، ج،۸،ص،۳۱۵،رقم الحديث،۵۶۶۶،مكتب المطبوعات الإسلامية، حلب)

"قال الالباني: صحيح موقوف (صحيح و ضعيف سنن النسائي تحت رقم الحديث،۵۶۶۶)

Marfat.com

ترجمہ: ''بچو خمر سے (یعنی شراب سے) وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے اگلے دور میں ایک شخص تھا جو کہ عبادت میں مشغول رہتا تھا اس کو ایک زنا کار عورت نے پھنسانا چاہا چنانچہ (سازش کر کے) اس کے پاس ایک باندی کو بھیجا اور اس سے کہلوایا کہ میں تجھ کو گواہی کے واسطے بلا رہی ہوں چنانچہ وہ شخص باندی کے ساتھ چل دیا۔ اس باندی نے مکان کے ہر ایک دروازہ کو جس وقت وہ اس کے اندر داخل ہوتا بند کرنا شروع کر دیا یہاں تک کہ وہ (عبادت گزار شخص) ایک عورت کے پاس پہنچا جو کہ حسین وجمیل عورت تھی اور اس کے پاس ایک لڑکا تھا اور ایک شراب کا برتن تھا۔ اس عورت نے کہا اللہ کی قسم! میں نے تجھ کو شہادت کے واسطے نہیں بلایا لیکن اس واسطے بلایا ہے کہ تو مجھ سے ہم بستری کرے یا اس شراب کا ایک جام پی لے، یا اس لڑکے کو مار ڈالے چنانچہ اس عورت نے اس شخص کو ایک گلاس شراب کا پلا دیا۔ اس شخص نے کہا مجھ کو اور (زیادہ شراب) دے (یہ بات شراب کے مزہ کی وجہ سے اس نے کہی) پھر وہ شخص وہاں سے نہیں ہٹا یہاں تک کہ اس عورت سے صحبت کی اور اس لڑکے کا خون کیا لہذا تم لوگ شراب سے بچو کیونکہ اللہ کی قسم ایمان اور شراب کا ہمیشہ پینا دونوں ساتھ نہیں ہوتے یہاں تک کہ ایک دوسرے کو نکال دیتا ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اجْتَنِبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ''۔[1]

ترجمہ: ''شراب سے بچو، کیونکہ یہ ہر گناہ کی چابی ہے''۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ، فَإِنَّهَا

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۴، ص۱۶۲، رقم الحدیث، ۷۲۳۱، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ". [1]

ترجمہ: "میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی کہ شراب نوشی مت کرنا کیونکہ یہ ہر برائی کی کنجی ہے"۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل روایت میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان مروی ہے کہ:

"وَلَا تَقْرَبُوا الْخَمْرَ فَإِنَّهَا رَأْسُ الْخَطَايَا". [2]

ترجمہ: "اور آپ شراب کے قریب نہ جاؤ، کیونکہ وہ خطاؤں کی جڑ ہے"۔

شراب پینے والے اور ایسے شخص کو جوتوں سے مارنا جائز نہیں جس پر حد واجب ہوئی ہو، اگرچہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں شراب پینے والوں کو جوتے، لاٹھی اور ہاتھوں سے مارا جاتا تھا، اس عمل کو بعد میں چھوڑ دیا گیا تھا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا اجماع اس پر منعقد ہوا تھا، اور شراب پینے والے کو چالیس کوڑے مارے جاتے تھے۔

چنانچہ عبدالرحمان بن ازہر نے کہا کہ:

"أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَارِبٍ وَهُوَ بِحُنَيْنٍ، فَحَثَى فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ فَضَرَبُوهُ بِنِعَالِهِمْ، وَمَا كَانَ فِي أَيْدِيهِمْ، حَتَّى قَالَ لَهُمْ: ارْفَعُوا فَرَفَعُوا، فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ فِي الْخَمْرِ أَرْبَعِينَ، ثُمَّ جَلَدَ عُمَرُ أَرْبَعِينَ صَدْرًا مِنْ إِمَارَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ ثَمَانِينَ فِي آخِرِ خِلَافَتِهِ، ثُمَّ جَلَدَ

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الأشربة/بَابُ الْخَمْرُ، مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ، ج۲، ص۱۱۱۹، رقم الحديث، ۳۳۷۱، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

[2]....(تعظيم قدر الصلاة لمحمد بن نصر المروزي: بَابُ ذِكْرِ إِكْفَارِ تَارِكِ الصَّلَاةِ، ج۲، ص۸۸۹، رقم الحديث، ۹۲۰، مكتبة الدار المدينة المنورة)

واللفظ له، المسند الشاشي: رقم الحديث، ۱۲۴۳)

"قال المنذري: وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ وَمُحَمّد بن نصر فِي كتاب الصَّلَاة بِإِسْنَادَيْنِ لَا بَأْس بهما". (الترغيب والترهيب: كتاب الصلاة، تحت رقم الحديث، ۸۰۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

عُثْمَانُ الْحَدَّيْنِ كِلَيْهِمَا ثَمَانِينَ وَأَرْبَعِينَ،، ثُمَّ أَثْبَتَ مُعَاوِيَةُ الْحَدَّ ثَمَانِينَ "۔[1]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شرابی لایا گیا تو آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر مٹی پھینکی، پھر اپنے اصحاب کو حکم دیا تو انہوں نے اس کو اپنے جوتوں سے اور جو کچھ بھی ان کے ہاتھوں میں تھا اس کے ساتھ مارا، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اب مارنے سے ہاتھ اُٹھالو تو انہوں نے ہاتھ روک لیے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے شراب میں چالیس کوڑے لگائے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی دنوں میں چالیس اور بعد میں اسی درے لگائے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں حدیں یعنی اسی اور چالیس بھی لگائیں۔ پھر حضرت معاویہؓ نے حد کو اسی درے قائم کردیا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، فَقَالَ: اضْرِبُوهُ، قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تَقُولُوا هَكَذَا، لَا تُعِينُوا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ". [2]

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے شراب پی

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الحدود/بَابُ الْحَدِّ فِي الْخَمْرِ، ج،۴،ص،۱۶۶،رقم الحديث،۴۴۸۸،المكتبة العصرية، صيدا ،بيروت)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الحدود/باب الحد في الخمر، ج،۴،ص،۱۶۲،رقم الحديث،۴۴۷۷،المكتبة العصرية،صيدا ،بيروت)

Marfat.com

تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اسے ماردو۔ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہم میں سے بعض ہاتھوں سے مارتے تھے، بعض اپنے جوتے سے اور بعض اپنے کپڑے کے ساتھ مارتے تھے۔ جب وہ چلا گیا تو لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یوں مت کہو اور اس کے برخلاف شیطان کی مدد مت کرو"۔

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ضَرَبَ فِي الْخَمْرِ بِالنِّعَالِ أَرْبَعِينَ". [1]

ترجمہ: "بے شک حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شراب میں چالیس جوتے مارتے تھے"۔

عمرو بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَحُدُّوهُ فَإِنْ شَرِبَ الثَّانِيَةَ، فَحُدُّوهُ فَإِنْ شَرِبَ الثَّالِثَةَ، فَحُدُّوهُ فَإِنْ شَرِبَ الرَّابِعَةَ، فَاقْتُلُوهُ قَالَ: فَأُتِيَ بِابْنِ النُّعَيْمَانِ قَدْ شَرِبَ فَضُرِبَ بِالنِّعَالِ وَالْأَيْدِي، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الثَّانِيَةَ فَكَذَلِكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ فَكَذَلِكَ، ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الرَّابِعَةَ، فَحَدَّهُ وَوَضَعَ الْقَتْلَ". [2]

ترجمہ: "جو کوئی شراب پیئے، تو اس پر حد جاری کرو، پس اگر دوسری مرتبہ پیئے تو حد جاری کرو، پس اگر تیسری مرتبہ پیئے تو حد جاری کرو، پس اگر چوتھی مرتبہ پیئے تو اسے قتل کردو۔ راوی کہتے ہیں کہ نعمان کا بیٹا لایا گیا، اس نے شراب پی رکھی تھی، تو اسے جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا، پھر دوسری مرتبہ اسے لایا گیا تو یہی کچھ کیا گیا

---

[1]....(مصنف عبد الرزاق: بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ، ج۷، ص۳۷۹، رقم الحدیث ۱۳۵۴۶، المکتب الإسلامی، بیروت)

[2]....(مصنف عبد الرزاق: بَابُ مَنْ حُدَّ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۹، ص۲۴۶، رقم الحدیث ۱۷۰۸۵، المکتب الإسلامی، بیروت)

Marfat.com

(یعنی جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا) پھر تیسری مرتبہ لایا گیا تو یہی کچھ کیا گیا (یعنی جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا)، پھر چوتھی مرتبہ لایا گیا تو اسکی حد قتل رکھ دی گئی"۔

مذکورہ روایات واحادیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ شراب پینے والے کو حد کے طور پر جوتے سے مارنا ابتدائی دور میں درست تھا، بعد میں اس کو چھوڑ دیا گیا۔ مزید برآں شراب کی حد اسی کوڑے ہیں، یہی امام مالک اور احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور ایک روایت کے مطابق امام احمد اور امام شافعی کے نزدیک چالیس کوڑے ہیں۔ [1]

سائب بن یزید نے بیان کیا کہ:

"كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِمْرَةِ أَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَنَقُومُ إِلَيْهِ بِأَيْدِينَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتَّى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ، فَجَلَدَ أَرْبَعِينَ، حَتَّى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوا جَلَدَ ثَمَانِينَ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں شراب پینے والا ہمارے پاس لایا جاتا تو ہم اپنے ہاتھ، جوتے اور چادریں لے کر کھڑے ہو جاتے (اور اسے مارتے) آخر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آخری دور خلافت میں شراب پینے والوں کو چالیس کوڑے مارے اور جب ان لوگوں نے مزید سرکشی کی اور فسق وفجور کیا تو اسی کوڑے مارے"۔

---

[1]....(قَوْلُهُ وَحَدُّ الْخَمْرِ وَالسُّكْرِ) أَيْ مِنْ غَيْرِهَا (ثَمَانُونَ سَوْطًا) وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَأَحْمَدَ. وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَحْمَدَ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ: أَرْبَعُونَ إِلَّا أَنَّ الْإِمَامَ لَوْ رَأَى أَنْ يَجْلِدَهُ ثَمَانِينَ جَازَ عَلَى الْأَصَحِّ. وَاسْتَدَلَّ الْمُصَنِّفُ عَلَى تَعَيُّنِ الثَّمَانِينَ بِإِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ". (فتح القدير: كتاب الحدود/باب حد الشرب، ج،۵،ص،۳۱۰،دار الفكر)

[2]....(صحيح البخاري: كِتَابُ الحُدُودِ، بَابُ الضَّرْبِ بِالجَرِيدِ وَالنِّعَالِ، ج،۸،ص،۱۵۸،رقم الحديث،۶۷۷۹،دار طوق النجاة)

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيدِ، وَالنِّعَالِ، ثُمَّ جَلَدَ أَبُو بَكْرٍ أَرْبَعِينَ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ، وَدَنَا النَّاسُ مِنَ الرِّيفِ وَالْقُرَى، قَالَ: مَا تَرَوْنَ فِي جَلْدِ الْخَمْرِ؟ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ: أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا كَأَخَفِّ الْحُدُودِ، قَالَ: فَجَلَدَ عُمَرُ ثَمَانِينَ". [1]

ترجمہ: "اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب (کی حد) میں درخت کی ٹہنی اور جوتوں سے مارا پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چالیس کوڑے لگائے۔ جب حضرت عمر (خلیفہ) ہوئے اور لوگ سبزہ زاروں اور دیہاتوں کے قریب رہنے لگے تو آپ نے کہا تم شراب کی سزا میں کیا خیال کرتے ہو؟ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ اس کی کم از کم حد مقرر فرمادیں۔ راوی کہتے ہے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کوڑے لگائے"۔

رسول اللہ ﷺ کے دور میں شرابی کی حد کی مقدار متعین نہ تھی۔

چنانچہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ الْخَمْرَ، فَجَلَدَهُ بِجَرِيدَتَيْنِ نَحْوَ أَرْبَعِينَ، قَالَ: وَفَعَلَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ اسْتَشَارَ النَّاسَ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ: أَخَفَّ الْحُدُودِ ثَمَانِينَ، فَأَمَرَ بِهِ عُمَرُ". [2]

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الحدود/بَابُ حَدِّ الْخَمْرِ، ج۳، ص۱۳۳۱، رقم الحدیث۱۷۰۶، داراحیاء التراث العربی بیروت)

[2]....(صحیح مسلم: کتاب الحدود/باب حد الخمر، ج۳، ص۱۳۳۰، رقم الحدیث۱۷۰۶، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک آدمی لایا گیا جس نے انگور کی شراب پی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دو چھڑیوں سے چالیس بار مارا۔ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی طرح کیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ آیا انہوں نے لوگوں سے مشورہ طلب کیا تو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کم از کم حد اسی کوڑے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی کا حکم دیا"۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں شراب کی حد کی مقدار متعین نہیں تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اندازے سے چالیس درے مقرر کی پھر اسی دروں پر اتفاق ہوگیا۔ [1]

حد میں جو کوڑے لگائے جاتے ہیں، ان سے مراد ضرب لگانا ہے، خواہ وہ ضرب ہاتھ سے لگائی جائے، یا کپڑے کی رسی سے، یا جوتوں سے۔ [2]

---

[1]...."فهذه الأحاديث تفيد أنه لم يكن مقدار معين في زمنه عليه الصلاة والسلام، ثم قدره أبوبكر بأربعين، ثم اتفقوا على ثمانين". (مجموعة رسائل للنكوي: غاية المقال فيما يتعلق بالنعال، أحكام النعال المتعلقة الحدود، فصل في الحدود، ج۱، ص۱۹۳، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[2]...."الْجَلْدُ فِي الْحُدُودِ يَكُونُ بِالسَّوْطِ. عَلَى أَنَّهُ يَجُوزُ فِي حَدِّ الشُّرْبِ الضَّرْبُ بِالْأَيْدِي أَوِ النِّعَالِ أَوْ أَطْرَافِ الثِّيَابِ. (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "آلة" آلاتُ الْجَلْدِ فِي الْحُدُودِ وَالتَّعَازِيرِ، ج۱، ص۱۰۹، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

"لاَ خِلاَفَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي أَنَّ الضَّرْبَ فِي الْحُدُودِ يَكُونُ بِالسَّوْطِ إِلاَّ حَدَّ الشُّرْبِ، فَقَدِ اخْتَلَفُوا فِيهِ، فَذَهَبَ بَعْضُهُمْ إِلَى أَنَّهُ يُضْرَبُ بِالسَّوْطِ، كَمَا يُضْرَبُ أَيْضًا بِالنِّعَالِ وَالأَيْدِي وَأَطْرَافِ الثِّيَابِ، وَاسْتَدَلُّوا بِمَا وَرَدَ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَكْرَانَ فَأَمَرَ بِضَرْبِهِ، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ. وَذَهَبَ آخَرُونَ إِلَى أَنَّهُ يَتَعَيَّنُ السَّوْطُ، وَقَالُوا: يُفْهَمُ مِنْ إِطْلاَقِ الْجَلْدِ الضَّرْبُ بِالسَّوْطِ، وَلأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَدَ فِي الْخَمْرِ كَمَا أَمَرَ اللَّهُ بِجَلْدِ الزَّانِي، فَكَانَ بِالسَّوْطِ مِثْلَهُ، وَالْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ ضَرَبُوا بِالسَّوْطِ فَكَانَ ذَلِكَ إِجْمَاعًا". (الموسوعة الفقهية الكويتية: أَدَاةُ الضَّرْبِ، ج۲۸، ص۱۶۷، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

پاؤں کی دیت

دیت ایسے مال کو کہتے ہیں جو جان ضائع کرنے کے بدلے واجب ہوتا ہے، اور جزوی بدنی نقصان پر جو بدلہ (تاوان) عائد کیا جاتا ہے وہ ''اَرش'' کہلاتا ہے۔

قرآن مجید سے دیت کا ثبوت

اللہ تعالیٰ کا قرانِ مجید میں ارشاد ہے کہ:

''یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰی بِالْاُنْثٰی فَمَنْ عُفِیَ لَہٗ مِنْ اَخِیْہِ شَیْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَاءٌ اِلَیْہِ بِاِحْسَانٍ ذٰلِکَ تَخْفِیْفٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَرَحْمَۃٌ .فَمَنِ اعْتَدٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَلَہٗ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ''.وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ''.[1]

ترجمہ: ''اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض کیا گیا ہے، آزاد، آزاد کے بدلے، غلام، غلام کے بدلے عورت، عورت کے بدلے ہاں جس کسی کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے اسے بھلائی کی اتباع کرنی چاہیے اور آسانی کے ساتھ دیت ادا کرنی چاہیے تمہارے رب کی طرف سے یہ تخفیف اور رحمت ہے اس کے بعد بھی جو سرکشی کرے اسے دردناک عذاب ہوگا۔ عقلمندو! قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے اس کے باعث تم (قتل ناحق سے) رکو گے''۔

قرآن مجید میں ہی ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

قال مالک وأحمد رحمهما الله في رواية واختارهم ابن المنذر رَحِمَهُ اللّٰهُ وقال الشافعي وأحمد رحمهما الله في رواية أربعون، فلو ضرب قريبا من ذلك بأطراف الثياب والنعال .كفى على أصح الوجهين عنه ولو رأى الإمام أن يجلده ثمانين جاز على الظهر .(البناية شرح الهداية: كتاب الحدود/الإكراه يدرأ الحد، ج،٦،ص،٣٥٦،دارالكتب العلمية ، بيروت، لبنان)

[1]....(سورة البقرة:رقم الآيات،١٧٨،١٧٩)

Marfat.com

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـــًا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـــًا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔[1]

ترجمہ: "اور کسی مومن کا (یہ) کام نہیں کہ وہ کسی مومن کو قتل کرے مگر غلطی سے ہو (تو اور بات ہے) اور جو کوئی کسی مومن کو (خطا) قتل کر ڈالے تو اس کو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا چاہیے اور مقتول کے وارثوں کے پاس دیت پہنچانی چاہیے (ہاں) اگر وہ خود معاف کر دیں (تو خیر) پھر اگر وہ (مقتول مومن) اس قوم کا ہو کہ جو تمہارے دشمن ہیں تو مسلمان غلام ہی آزاد کر دے اور اگر وہ اس قوم سے ہو کہ اس میں اور تم میں باہم معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو دیت دینی چاہیے اور مسلمان غلام (بھی) آزاد کرنا چاہیے۔ پھر جس کو میسر نہ ہو تو پے در پے دو مہینہ روزے رکھے خدا سے معافی چاہنے کے لئے اور اللہ علم والا حکمت والا ہے"۔

احادیث سے دیت کا ثبوت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"لَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَى رَسُوْلِهٖ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: وَمَنْ قُتِلَ لَهٗ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ، إِمَّا أَنْ يَعْفُوَ، وَإِمَّا أَنْ يَقْتُلَ"۔[2]

---

[1]....(سورة النساء: رقم الآية، ۹۲)

[2]....(سنن الترمذي: أبواب الديات/بَابُ مَا جَاءَ فِي حُكْمِ وَلِيِّ القَتِيلِ فِي القِصَاصِ وَالعَفْوِ، ج۴، ص۲۱، رقم الحديث ۱۴۰۵، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

ترجمہ: ''اللہ نے جب اپنے رسول کو مکہ پر فتح عطا فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا جس کا کوئی رشتہ دار قتل ہوجائے وہ معاف کرنے یا قتل کرنے میں جس کو بہتر سمجھے اختیار کرے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اَلْعَمْدُ قَوَدُ الْيَدِ، وَالْخَطَأُ عَقْلٌ لَا قَوَدَ فِيهِ، وَمَنْ قُتِلَ فِي عِمِّيَّةٍ بِحَجَرٍ أَوْ عَصًا أَوْ سَوْطٍ فَهُوَ دِيَةٌ مُغَلَّظَةٌ فِي أَسْنَانِ الْإِبِلِ''. [1]

ترجمہ: ''جان بوجھ کر قتل کا بدلہ قصاص ہے (یعنی اس کے ہاتھوں کا کیا ہوا کام ہے) اور غلطی کے قتل میں دیت ہے، جس میں قصاص نہیں ہے، اور بغیر دیکھی حالت میں پتھر یا لکڑی یا کوڑے سے قتل کر دیا جائے، تو اس میں بڑی عمر والے اونٹ سے دیت مغلظہ ہے''۔

حضرت ابوشریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''أَلَا إِنَّكُمْ يَا مَعْشَرَ خُزَاعَةَ قَتَلْتُمْ هَذَا الْقَتِيلَ مِنْ هُذَيْلٍ، وَإِنِّي عَاقِلُهُ، فَمَنْ قُتِلَ لَهُ بَعْدَ مَقَالَتِي هَذِهِ قَتِيلٌ، فَأَهْلُهُ بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ: أَنْ يَأْخُذُوا الْعَقْلَ، أَوْ يَقْتُلُوا''. [2]

ترجمہ: ''اے گروہ خزاعہ۔ کیا تم نے اس مقتول کو جو ہذیل قبیلہ کا تھا قتل کیا ہے؟ اور بیشک میں اس کا عاقل ہوں (یعنی اس کی دیت میں دلواؤں گا) پس آج کے اس مقتول کے بارے میں میری گفتگو کے بعد جس کا بھی کوئی مقتول ہو تو اس کے

---

[1]....(سنن الدرقطني: كِتَابُ الْحُدُودِ وَالدِّيَاتِ وَغَيْرُهُ، ج۴، ص۸۳، رقم الحديث، ۳۱۳۸، مؤسسة الرسالة، بيروت، لبنان)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الديات/بَابُ وَلِيِّ الْعَمْدِ يَرْضَى بِالدِّيَةِ، ج۴، ص۱۷۲، رقم الحديث، ۴۵۰۴، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

ورثاء کو دو اختیار ہیں کہ وہ دیت لے لیں یا اسے قصاص میں قتل کر دیں"۔

مذکورہ روایات سے دیت کا ثبوت معلوم ہوا۔

"دیت" حقیقتاً کامل جان کی ہلاکت کا بدل ہے، لیکن رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ کو ایک جاری کردہ فرمان میں بعض امور کو بھی موجب دیت قرار دیا ہے۔

چنانچہ عمرو بن حزم سے روایت ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى أَهْلِ الْيَمَنِ كِتَابًا فِيهِ الْفَرَائِضُ وَالسُّنَنُ وَالدِّيَاتُ، وَبَعَثَ بِهِ مَعَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، فَقُرِأَتْ عَلَى أَهْلِ الْيَمَنِ هَذِهِ نُسْخَتُهَا: مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شُرَحْبِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَنُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ، وَالْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ قَيْلِ ذِي رُعَيْنٍ وَمَعَافِرَ وَهَمْدَانَ أَمَّا بَعْدُ، وَكَانَ فِي كِتَابِهِ أَنَّ مَنْ اعْتَبَطَ مُؤْمِنًا قَتْلًا عَنْ بَيِّنَةٍ، فَإِنَّهُ قَوَدٌ إِلَّا أَنْ يَرْضَى أَوْلِيَاءُ الْمَقْتُولِ، وَأَنَّ فِي النَّفْسِ الدِّيَةَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْأَنْفِ إِذَا أُوعِبَ جَدْعُهُ الدِّيَةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ، وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْبَيْضَتَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَفِي الصُّلْبِ الدِّيَةُ، وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلِ الْوَاحِدَةِ نِصْفُ الدِّيَةِ، وَفِي الْمَأْمُومَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ، وَفِي الْمُنَقِّلَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي كُلِّ أُصْبُعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدِ وَالرِّجْلِ عَشْرٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي السِّنِّ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَفِي الْمُوضِحَةِ خَمْسٌ مِنَ الْإِبِلِ، وَأَنَّ الرَّجُلَ يُقْتَلُ بِالْمَرْأَةِ وَعَلَى أَهْلِ الذَّهَبِ أَلْفُ دِينَارٍ".[1]

ترجمہ: "رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کتاب تحریر فرمائی اہل یمن کے

---

[1]....(سنن النسائي: كتاب القسامة/ذِكْرُ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فِي الْعُقُولِ، وَاخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لَهُ، ج۸، ص۵۷، رقم الحديث، ۴۸۵۳، مكتب المطبوعات الإسلامية)

Marfat.com

واسطے اس میں فرض اور سنت اور دیت کی حالت تحریر تھی وہ تحریر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن حزم کے ہمراہ بھیجی وہ پڑھی گئی اہل یمن پر اس میں تحریر تھا محمد کی طرف سے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں رحمت نازل ہو اللہ تعالیٰ کی ان پر اور سلام شرجیل بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور حارث بن عبد کلال کو معلوم ہو جو کہ رئیس ہیں قبیلہ ذی رعین اور معافر اور ہمدان کے اس میں یہ بھی تحریر تھا کہ جو شخص مسلمان کو بلا وجہ قتل کر دے اور گواہان سے اس پر خون ثابت ہو (یا وہ شخص اقرار کرے) تو اس سے انتقام لیا جائے گا لیکن جس وقت مقتول کے ورثاء معاف کر دیں معلوم ہو کہ جان کی دیت سو اونٹ ہیں اور ناک جس وقت پوری کاٹی جائے پوری دیت ہے (یعنی سو اونٹ ہیں) اس طریقہ سے زبان سے اور ہونٹوں اور فوطوں اور شرم گاہ اور پشت اور دو آنکھ کی پوری دیت ہے اور ایک پاؤں میں آدھی دیت واجب ہے لیکن دونوں پاؤں میں پوری دیت ہے اور جو زخم دماغ کے مغز تک پہنچ جائے اس میں آدھی دیت (اور ایک نسخہ میں ہے کہ تہائی دیت ہے) اور جو زخم پیٹ تک پہنچے اس میں تہائی دیت ہے اور جس زخم سے ہڈی ہٹ جائے اس میں پندرہ اونٹ ہیں اور ہر ایک انگلی میں ہاتھ یا پاؤں کی دس اونٹ ہیں اور دانت میں پانچ اونٹ دیت ہے اور جس زخم سے ہڈی کھل جائے اس میں پانچ اونٹ دیت ہے اور مرد کو قتل کیا جائے گا عورت کے عوض اور سونے والے لوگوں (یعنی سنار وغیرہ) پر ایک ہزار دینار دیت ہے"۔

اسی کے پیشِ نظر فقہاء کرام نے یہ اصول مرتب کیا ہے کہ کسی شخص کو اس کے بدن کی منفعت سے مکمل طور پر محروم کرنے کی صورت میں اگر کسی وجہ سے ملزم پر قصاص لازم نہ آتا ہو تو کامل دیت واجب ہوگی، منفعت کو ضائع کرنا دو طرح سے ہوتا ہے، یا تو بدن کا کوئی حصہ قطع کیا جائے، یا بدن کے قالب کو باقی رکھتے ہوئے اس کی صلاحیت کو ضائع کر دیا جائے۔

Marfat.com

اعضاء کے کاٹے جانے کے بارے میں تفصیل یوں ہے کہ جسم کے جن اعضاء کے کاٹے جانے پر دیت لازم آتی ہے وہ تین طرح کے ہیں۔

(۱).....جو بدن میں یکتا ہوں، اور وہ ناک، آلۂ تناسل یا اس کا حشفہ، پیشاب کا رستہ، سر کا بال، صُلب (ریڑھ کی ہڈی)، داڑھی کے بال اس طرح کھینچ لئے جائیں کہ ان میں دوبارہ اگنے کی صلاحیت ختم ہو جائے اور زبان ہیں۔ مذکورہ تمام اعضاء کے قطع کیے جانے پر اور الگ کر دینے کی صورت میں کامل دیت لازم آئے گی۔

(۲).....وہ اعضاء جو بدن میں دو دو پائے جاتے ہیں، ان میں آنکھ، کان، دو بھنویں، (ان کے بال اس طریقے سے اُکھاڑ دیئے جائیں کہ پھر دوبارہ اگنے کی صلاحیت ختم ہو جائے)، ہاتھ، پیر، تھن، پستان کی گھنڈیاں، عورت کے فرج (شرم گاہ) کے دونوں کناروں کے لب، سرین، فوطے اور داڑھ شامل ہے۔ دونوں اعضاء کو ضائع کر دینے کی صورت میں کامل اور ایک کو ضائع کر دینے کی صورت میں آدھی دیت واجب ہوگی۔

(۳).....وہ اعضاء جو جسم میں چار چار ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

دونوں آنکھوں کی پلکیں، ان پر اُگے ہوئے پپوٹے۔ ان چاروں کو ضائع کرنے صورت میں پوری دیت اور ایک ضائع کرنے کی صورت میں تو چوتھائی لازم ہوگی۔

علامہ کاسانی نے چوتھی صورت کا ذکر نہیں فرمایا، اور وہ یہ ہے کہ وہ اعضاء جو دس دس ہوں، جیسے دونوں ہاتھ اور دونوں پیروں کی انگلیاں۔ دس انگلیاں کٹ جانے کی صورت تو پوری دیت اور بعض کٹ جانے کی صورت میں ہر انگشت پر دیت کا دسواں حصہ لازم ہوگا۔ [1]

---

[1]....."أَمَّا الْأَوَّلُ فَالْأَعْضَاءُ الَّتِي تَتَعَلَّقُ بِانْتِهَاءِ كَمَالِ الدِّيَةِ أَنْوَاعٌ ثَلَاثَةٌ: نَوْعٌ لَا نَظِيرَ لَهُ فِي الْبَدَنِ، وَنَوْعٌ فِي الْبَدَنِ مِنْهُ اثْنَانِ، وَنَوْعٌ فِي الْبَدَنِ مِنْهُ أَرْبَعَةٌ (أَمَّا) الَّذِي لَا نَظِيرَ لَهُ فِي الْبَدَنِ فَسِتَّةُ أَعْضَاءٍ أَحَدُهَا الْأَنْفُ سَوَاءٌ اسْتَوْعَبَ جَدْعًا أَوْ قُطِعَ الْمَارِنُ مِنْهُ وَحْدَهُ، وَهُوَ مَا لَانَ مِنَ الْأَنْفِ، وَالثَّانِي اللِّسَانُ سَوَاءٌ اسْتَوْعَبَ قَطْعًا أَوْ قُطِعَ مِنْهُ مَا يَذْهَبُ بِالْكَلَامِ كُلِّهِ، وَالثَّالِثُ الذَّكَرُ سَوَاءٌ اسْتَوْعَبَ قَطْعًا أَوْ قُطِعَ الْحَشَفَةُ مِنْهُ وَحْدَهَا.....وَلِأَنَّهُ أَبْطَلَ الْمَنَافِعَ الْمَقْصُودَةَ مِنْ هَذِهِ الْأَعْضَاءِ، وَالْجَمَالَ أَيْضًا مِنْ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کی دیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَابِعَ الْيَدَيْنِ، وَالرِّجْلَيْنِ سَوَاءً". [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ بَعْضِهَا فَالْمَقْصُودُ مِنَ الْأَنْفِ الشَّمُّ وَالْجَمَالُ أَيْضًا، وَمِنَ اللِّسَانِ الْكَلَامُ، وَمِنَ الذَّكَرِ الْجِمَاعُ، وَالْحَشَفَةُ يَتَعَلَّقُ بِهَا مَنْفَعَةُ الْإِنْزَالِ، وَقَدْ زَالَ ذٰلِكَ كُلُّهُ بِالْقَطْعِ.

وَإِنْ كَانَ ذَهَبَ بَعْضُ الْكَلَامِ بِقَطْعِ بَعْضِ اللِّسَانِ دُونَ بَعْضٍ فَفِيهِ حُكُومَةُ الْعَدْلِ لِأَنَّهُ لَمْ يُوجَدْ تَفْوِيتُ الْمَنْفَعَةِ عَلَى سَبِيلِ الْكَمَالِ، وَقِيلَ تُقَسَّمُ الدِّيَةُ عَلَى عَدَدِ حُرُوفِ الْهِجَاءِ فَيَجِبُ مِنَ الدِّيَةِ بِقَدْرِ مَا فَاتَ مِنَ الْحُرُوفِ.

وَنُقِلَتْ هٰذِهِ الْقَضِيَّةُ عَنْ سَيِّدِنَا عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ اللِّسَانِ هُوَ الْكَلَامُ، وَقَدْ فَاتَ بَعْضُهُ دُونَ بَعْضٍ فَيَجِبُ مِنَ الدِّيَةِ بِقَدْرِ الْفَائِتِ مِنْهَا لٰكِنْ إِنَّمَا يَدْخُلُ فِي الْقِسْمَةِ الْحُرُوفُ الَّتِي تَفْتَقِرُ إِلَى اللِّسَانِ فَأَمَّا مَا لَا يَفْتَقِرُ إِلَى اللِّسَانِ مِنَ الشَّفَوِيَّةِ وَالْحَلْقِيَّةِ كَالْبَاءِ وَالْفَاءِ وَالْهَاءِ وَنَحْوِهِمَا فَلَا تَدْخُلُ فِي الْقِسْمَةِ.

وَالرَّابِعُ الصُّلْبُ إِذَا احْدَوْدَبَ بِالضَّرْبِ وَانْقَطَعَ الْمَاءُ، وَهُوَ الْمَنِيُّ، فِيهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ لِوُجُودِ تَفْوِيتِ مَنْفَعَةِ الْجِنْسِ.

وَالْخَامِسُ مَسْلَكُ الْبَوْلِ.

وَالسَّادِسُ مَسْلَكُ الْغَائِطِ مِنَ الْمَرْأَةِ إِذَا أَفْضَاهَا إِنْسَانٌ فَصَارَتْ لَا تَسْتَمْسِكُ الْبَوْلَ أَوِ الْغَائِطَ فَعَلَيْهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ فَإِنْ صَارَتْ لَا تَسْتَمْسِكُهُمَا فَعَلَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا دِيَةٌ كَامِلَةٌ لِأَنَّهُ فَوَّتَ مَنْفَعَةً مَقْصُودَةً بِالْعُضْوِ عَلَى الْكَمَالِ فَيَجِبُ عَلَيْهِ كَمَالُ الدِّيَةِ (وَأَمَّا) الْأَعْضَاءُ الَّتِي فِي الْبَدَنِ مِنْهَا اثْنَانِ فَالْعَيْنَانِ، وَالْأُذُنَانِ، وَالشَّفَتَانِ، وَالْحَاجِبَانِ إِذَا ذَهَبَ شَعْرُهُمَا وَلَمْ يَنْبُتْ، وَالثَّدْيَانِ وَالْحَلَمَتَانِ وَالْأُنْثَيَانِ، وَالْأَصْلُ فِيهِ مَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ قَالَ وَفِي الْأُذُنَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ، وَفِي الرِّجْلَيْنِ الدِّيَةُ وَلِأَنَّ فِي الْقَطْعِ كُلِّ اثْنَيْنِ مِنْ هٰذَيْنِ الْعُضْوَيْنِ تَفْوِيتُ مَنْفَعَةِ الْجِنْسِ مَنْفَعَةً مَقْصُودَةً أَوْ تَفْوِيتُ الْجَمَالِ عَلَى الْكَمَالِ كَمَنْفَعَةِ الْبَصَرِ فِي الْعَيْنَيْنِ وَالْبَطْشِ فِي الْيَدَيْنِ وَالْمَشْيِ فِي الرِّجْلَيْنِ وَالْجَمَالِ فِي الْأُذُنَيْنِ وَالْحَاجِبَيْنِ إِذَا لَمْ يَنْبُتَا وَالشَّفَتَيْنِ وَمَنْفَعَةِ إِمْسَاكِ الرِّيقِ فِي إِحْدَاهُمَا وَهِيَ السُّفْلَى. وَالثَّدْيَانِ وِكَاءٌ لِلَّبَنِ، وَفِي الْحَلَمَتَيْنِ مَنْفَعَةُ الرَّضَاعِ، وَالْأُنْثَيَانِ وِكَاءُ الْمَنِيِّ (وَأَمَّا) الْأَعْضَاءُ الَّتِي مِنْهَا أَرْبَعَةٌ فِي الْبَدَنِ فَنَوْعَانِ: أَحَدُهُمَا أَشْفَارُ الْعَيْنَيْنِ، وَهِيَ مَنَابِتُ الْأَهْدَابِ إِذَا لَمْ تَنْبُتْ لِمَا فِي تَفْوِيتِهَا مِنْ تَفْوِيتِ مَنْفَعَةِ الْبَصَرِ وَالْجَمَالِ أَيْضًا عَلَى الْكَمَالِ، وَفِي كُلِّ شَفْرٍ مِنْهَا رُبْعُ الدِّيَةِ. وَالثَّانِي الْأَهْدَابُ، وَهِيَ شَعْرُ الْأَشْفَارِ إِذَا لَمْ تَنْبُتْ لِمَا قُلْنَا". (بدائع الصنائع: كتاب الجنايات/في الأعضاء التي تجب فيها الدية كاملة، ج۷، ص۳۱۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الديات/باب ديات الأعضاء، ج۴، ص۱۸۸، رقم الحديث، ۴۵۶۱، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں ہاتھوں پیروں کی انگلیوں کو برابر قرار دیا ہے''۔

چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کے بعد بایاں پاؤں کاٹا جائے گا

انسان جان کے بعد اپنا سب سے بڑا سرمایہ مال کو سمجھتا ہے، کسی کے سرمایہ سے بے جا زیادتی کرنا بھی کسی معاشرے کے امن وامان کو تباہ کرنے کا سبب ہے، بعض اوقات کسی کے مال میں تصرف کرنے کے لئے کھلم کھلا جرم کیا جاتا ہے، جس سے معاشرے کا امن وسکون متاثر ہوتا ہے، مزید برآں نوبت قتل تک بھی پہنچ جاتی ہے، اس صورت کو ڈاکہ زنی (Robbery) کہا جاتا ہے، بعض اوقات دوسرے کے مال کو حاصل کرنے کے لئے چھپ کر جرائم کیے جاتے ہیں، اس صورت کو چوری (Theft) کہا جاتا ہے، اسلام نے سزاؤں کو جرائم کے اعتبار سے مقرر کیا ہے، چنانچہ شریعتِ مطہرہ نے چور کے ہاتھ کو کاٹنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ وہ ہاتھ سے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، جبکہ ڈاکو کھلم کھلا راستوں، چوک وچوراہوں میں لوٹ مار کر کے چھپ جاتا ہے، جو بڑے جرم کا ارتکاب کرتا ہے، اسلام نے اس کی سزا ہاتھ کاٹنے کے ساتھ ساتھ پاؤں کاٹنا بھی تجویز کیا ہے۔

اس وقت دنیا کا ہر ملک ڈاکہ زنی جیسے گھناؤنے جرم کے مسائل سے دوچار ہے، اس کی وجہ سے معاشرے کے افراد کا جان ومال اور عزت کا جنازہ نکل گیا ہے، اس وقت دنیا کے کئی ممالک میں اغواء برائے تاوان کے واقعات بڑی تیزی سے پھیل رہے ہیں، یہ لوگ دوکانوں، دفتروں اور بسوں وغیرہ میں گھس کر لوگوں کو ہراساں کر کے نہ کہ مال لوٹتے ہیں، بلکہ ان کو موت کے منہ میں دھکیل کر روپوش ہو جاتے ہیں، یہ تمام واقعات اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں کہ حکومتیں اس ناسور پر قابو پانے سے عاجز نظر آتی ہیں، اس لئے ان جرائم کی روک تھام کے لئے شریعتِ مطہرہ نے انتہائی منصفانہ قوانین متعارف کروائے ہیں، جن کو کسی معاشرے میں لاگو کر کے ہر قسم کے جرائم وفسادات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے کتاب میں ڈاکوؤں اور فسادیوں کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِکَ لَھُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَلَھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ،اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْھِمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ". [1]

ترجمہ: "جو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑیں اور زمین میں فساد کرتے پھریں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دیے جائیں یا سولی چڑھا دیے جائیں یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ یا انہیں جلا وطن کر دیا جائے یہ تو ہوئی انکی دنیاوی ذلت اور خواری، اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب ہے۔ ہاں جو لوگ اس سے پہلے توبہ کرلیں کہ تم ان پر قابو پالو تو یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑی بخشش اور رحم وکرم والا ہے"۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں ڈاکوؤں اور فسادیوں کی سزا کا تذکرہ کیا گیا ہے، ڈاکوؤں کے زمرے میں وہ لوگ بھی شامل ہیں، جو دوسروں کو اسلحہ کے زور پر ڈرائیں، یا ان کو تشدد کا نشانہ بنائیں یا انہیں اغوا کر کے تاوان وصول کریں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"إِنَّمَا سَمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَعْیُنَ أُولَئِکَ، لِأَنَّھُمْ سَمَلُوا أَعْیُنَ الرِّعَاءِ". [2]

---

[1]....(سورۃ المائدۃ: رقم الآیات، ۳۳، ۳۴، پارہ، ۶)

[2]....(صحیح مسلم: کِتَابُ الْقَسَامَۃِ وَالْمُحَارِبِینَ وَالْقِصَاصِ وَالدِّیَاتِ/بَابُ حُکْمِ الْمُحَارِبِینَ وَالْمُرْتَدِّینَ، ج، ۳، ص، ۱۲۹۸، رقم الحدیث، ۱۶۷۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''ان (ڈاکوؤں) کی آنکھوں کو نبی ﷺ نے اس لئے پھڑوایا تھا کہ چرواہوں کی آنکھوں کو انہوں نے پھوڑا تھا، (لہذا قصاص کے طور پر ان کی آنکھوں کو پھوڑا گیا تھا)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''أَسْلَمَ نَاسٌ مِنْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوْا الْمَدِينَةَ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ خَرَجْتُمْ إِلَى ذَوْدٍ لَنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ أَلْبَانِهَا قَالَ حُمَيْدٌ: وَقَالَ قَتَادَةُ: عَنْ أَنَسٍ وَأَبْوَالِهَا فَفَعَلُوا. فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ، وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا أَوْ مُسْلِمًا، وَسَاقُوا ذَوْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهَرَبُوا مُحَارِبِينَ. فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُخِذُوا فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ، وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَتَرَكَهُمْ فِي الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا''. [1]

ترجمہ: ''عرینہ کے کچھ لوگ اسلام لائے، مدینہ کی آب و ہوا ان کو موافق نہ آئی (جس کی وجہ سے وہ علیل ہو گئے) تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا کہ اگر ہمارے اونٹوں کے پاس تم چلے جاؤ، پھر ان کا دودھ تم پیو، حضرت انس سے حمید اور قتادہ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ ان کا پیشاب بھی پیو، تو انہوں نے اسی طرح کیا، پھر جب وہ تندرست ہو گئے تو وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے، اور انہوں نے رسول اللہ کے مومن یا مسلمان چرواہوں کو مار دیا، اور رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں کو لوٹ لیا، اور ڈاکہ ڈال کر فرار ہو گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو ان کے پیچھے بھیجا، پھر ان کو پکڑ لیا گیا، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پیر کٹوا

---

[1]....(مسند احمد: مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، ج۱۹، ص۹۷، رقم الحديث، ۱۲۰۴۲، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

دیئے، اوران کی آنکھوں کو پھڑوادیا، اوران کو دھوپ میں چھوڑ دیا، یہاں تک کہ وہ مرگئے"۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ، فَأَسْلَمُوا، فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوا إِبِلَ الصَّدَقَةِ، فَيَشْرَبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا فَفَعَلُوا فَصَحُّوا فَارْتَدُّوا وَقَتَلُوا رُعَاتَهَا، وَاسْتَاقُوا الإِبِلَ، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ، فَأُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتَّى مَاتُوا". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ عکل کے چند لوگ آئے اور اسلام قبول کیا لیکن مدینہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی (ان کے پیٹ پھول گئے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں کے ریوڑ میں جائیں اوران کا پیشاب اور دودھ ملا کر پئیں۔ انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا اور تندرست ہو گئے لیکن اس کے بعد وہ مرتد ہو گئے اور ان اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ ہنکا لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں سوار بھیجے اور انہیں پکڑ کے لایا گیا پھر ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اوران کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں (کیونکہ انہوں نے اسلامی چرواہے کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کیا تھا) اوران کے زخموں پر داغ نہیں لگوایا گیا یہاں تک کہ وہ مرگئے"۔

اللہ کے نبی ﷺ نے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب وحی کی بناء پر بطورِ علاج تجویز کیا تھا۔ ان لوگوں کے جرائم کئی اقسام پر مبنی تھے، جو کہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الحدود/بَابُ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ، ج،۸،ص،۱۶۲، رقم الحديث،۶۸۰۲، دارطوق النجاة)

Marfat.com

(۱).....ان لوگوں نے اسلام سے روگردانی اختیار کرلی تھی، یعنی مرتد ہوگئے تھے۔

(۲).....انہوں نے چرواہوں کو جان سے ماردیا تھا۔

(۳).....بعض احادیث کے مطابق ان لوگوں نے چرواہوں کی آنکھوں کو پھوڑا تھا۔

(۴) وہ مویشیوں کو لے کر فرار ہوگئے تھے، وہ انتہائی ڈاکوؤں اور فسادیوں کے زمرے میں شامل تھے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے احادیث میں بیان کردہ سزاؤں کا تعین فرمایا۔

مذکورہ آیات و روایات کے احکامات کی روشنی میں فقہاء نے فرمایا اگر کوئی عاقل بالغ کسی فسادی یا ڈاکو کے ہاتھوں مارا جائے، اور وہ اس کا مال بھی لوٹ لے، تو ایسی صورت میں اس جرم کی سزا یہ ہے کہ اسے قتل کیے جانے کے ساتھ ساتھ سولی پر بھی لٹکایا جائے، تاکہ لوگوں کو عبرت حاصل ہو، ہاں اگر فقط مال لوٹا ہے تو پھر دائیں ہاتھ کے ساتھ ساتھ بایاں پیر بھی کاٹا جائے گا، اور اگر صرف لوگوں کو ڈرائے، لیکن نہ تو قتل کیا، نہ کسی کو زخمی کیا اور نہ کسی کا مال لوٹا تو ایسی صورت میں اس کو جلاوطن کردیا جائے۔ البتہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کی جلاوطنی سنگلاخ کے پیچھے ہے، یہاں کہ وہ سچی توبہ نہ کرلے یا پھر وہ مر جائے۔ [۱]

---

[۱]....."لاَ خِلاَفَ بَيْنَ الْفُقَهَاءِ فِي أَنَّ عُقُوبَةَ الْمُحَارِبِ حَدٌّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ لاَ تَقْبَلُ الإِسْقَاطَ وَلاَ الْعَفْوَ مَا لَمْ يَتُوبُوا قَبْلَ الْقُدْرَةِ عَلَيْهِمْ.

وَالأَصْلُ فِي ذَلِكَ قَوْلُه تَعَالَى: (إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلاَفٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الأَرْضِ ذَلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ إِلاَّ الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ.

وَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي هَذِهِ الْعُقُوبَاتِ: أَهِيَ عَلَى التَّخْيِيرِ أَمْ عَلَى التَّنْوِيعِ. فَذَهَبَ الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ وَالصَّاحِبَانِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ إِلَى أَنَّ أَوْ فِي الآيَةِ عَلَى تَرْتِيبِ الأَحْكَامِ، وَتَوْزِيعِهَا عَلَى مَا يَلِيقُ بِهَا فِي الْجِنَايَاتِ: فَمَنْ قَتَلَ وَأَخَذَ الْمَالَ، قُتِلَ وَصُلِبَ. وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلَى أَخْذِ الْمَالِ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنَى وَرِجْلُهُ الْيُسْرَى.

وَمَنْ أَخَافَ الطَّرِيقَ، وَلَمْ يَقْتُلْ، وَلَمْ يَأْخُذْ مَالاً نُفِيَ مِنَ الأَرْضِ.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وَالنَّفْيُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ عِنْدَ الشَّافِعِيَّةِ تَعْزِيرٌ وَلَيْسَ حَدًّا، فَيَجُوزُ التَّعْزِيرُ بِغَيْرِهِ وَيَجُوزُ تَرْكُهُ إِنْ رَأَى الْإِمَامُ الْمَصْلَحَةَ فِي ذَلِكَ.

وَقَالُوا :بِهَذَا فَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْآيَةَ فَقَالَ :الْمَعْنَى:أَنْ يُقْتَلُوا إِنْ قَتَلُوا .أَوْ يُصَلَّبُوا مَعَ الْقَتْلِ إِنْ قَتَلُوا وَأَخَذُوا الْمَالَ .أَوْ تُقَطَّعُ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ، إِنِ اقْتَصَرُوا عَلَى أَخْذِ الْمَالِ، أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ، إِنْ أَرْعَبُوا، وَلَمْ يَأْخُذُوا شَيْئًا وَلَمْ يَقْتُلُوا، وَحَمَلُوا كَلِمَةَ "أَوْ عَلَى التَّنْوِيعِ لَا التَّخْيِيرِ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالَى :(وَقَالُوا كُونُوا هُودًا أَوْ نَصَارَى)أَيْ قَالَتِ الْيَهُودُ :كُونُوا هُودًا وَقَالَتِ النَّصَارَى :كُونُوا نَصَارَى وَلَمْ يَقَعْ تَخْيِيرُهُمْ بَيْنَ الْيَهُودِيَّةِ، وَالنَّصْرَانِيَّةِ.

وَقَالُوا أَيْضًا:إِنَّهُ لَا يُمْكِنُ إِجْرَاءُ الْآيَةِ عَلَى ظَاهِرِ التَّخْيِيرِ فِي مُطْلَقِ الْمُحَارِبِ لِأَمْرَيْنِ:

الْأَوَّلُ:أَنَّ الْجَزَاءَ عَلَى قَدْرِ الْجِنَايَةِ، يَزْدَادُ بِزِيَادَةِ الْجِنَايَةِ، وَيَنْقُصُ بِنُقْصَانِهَا بِمُقْتَضَى الْعَقْلِ وَالسَّمْعِ أَيْضًا قَالَ تَعَالَى :(وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَالتَّخْيِيرُ فِي جَزَاءِ الْجِنَايَةِ الْقَاصِرَةِ بِمَا يَشْمَلُ جَزَاءَ الْجِنَايَةِ الْكَامِلَةِ، وَفِي الْجِنَايَةِ الْكَامِلَةِ بِمَا يَشْمَلُ جَزَاءَ الْجِنَايَةِ الْقَاصِرَةِ خِلَافُ الْمَعْهُودِ فِي الشَّرْعِ.

يَزِيدُ هَذَا إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَى أَنَّ قُطَّاعَ الطُّرُقِ إِذَا قَتَلُوا وَأَخَذُوا الْمَالَ، لَا يَكُونُ جَزَاؤُهُمُ الْمَعْقُولَ النَّفْيَ وَحْدَهُ، وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ الْعَمَلُ بِظَاهِرِ التَّخْيِيرِ.

الثَّانِي:أَنَّ التَّخْيِيرَ الْوَارِدَ فِي الْأَحْكَامِ الْمُخْتَلِفَةِ بِحَرْفِ التَّخْيِيرِ إِنَّمَا يَجْرِي عَلَى ظَاهِرِهِ إِذَا كَانَ سَبَبُ الْوُجُوبِ وَاحِدًا كَمَا فِي كَفَّارَةِ الْيَمِينِ وَكَفَّارَةِ جَزَاءِ الصَّيْدِ، أَمَّا إِذَا كَانَ السَّبَبُ مُخْتَلِفًا، فَإِنَّهُ يُخْرِجُ التَّخْيِيرَ عَنْ ظَاهِرِهِ وَيَكُونُ الْغَرَضُ بَيَانَ الْحُكْمِ لِكُلِّ وَاحِدٍ فِي نَفْسِهِ.

وَقَطْعُ الطَّرِيقِ مُتَنَوِّعٌ، وَبَيْنَ أَنْوَاعِهِ تَفَاوُتٌ فِي الْجَرِيمَةِ، فَقَدْ يَكُونُ بِأَخْذِ الْمَالِ فَقَطْ، وَقَدْ يَكُونُ بِالْقَتْلِ لَا غَيْرُ، وَقَدْ يَكُونُ بِالْجَمْعِ بَيْنَ الْأَمْرَيْنِ، وَقَدْ يَكُونُ بِالتَّخْوِيفِ فَحَسْبُ، فَكَانَ سَبَبُ الْعِقَابِ مُخْتَلِفًا.فَتُحْمَلُ الْآيَةُ عَلَى بَيَانِ حُكْمِ كُلِّ نَوْعٍ فَيُقْتَلُونَ وَيُصَلَّبُونَ إِنْ قَتَلُوا وَأَخَذُوا الْمَالَ، وَتُقَطَّعُ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ إِنْ أَخَذُوا الْمَالَ لَا غَيْرُ، وَيُنْفَوْنَ مِنَ الْأَرْضِ، إِنْ أَخَافُوا الطَّرِيقَ، وَلَمْ يَقْتُلُوا نَفْسًا وَلَمْ أَخْذُوا مَالًا .وَيَدُلُّ أَيْضًا عَلَى ذَلِكَ:أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى :بَدَأَ بِالْأَغْلَظِ فَالْأَغْلَظِ وَالْمَعْهُودُ مِنَ الْقُرْآنِ فِيمَا أُرِيدَ بِهِ التَّخْيِيرُ، الْبَدَاءَةُ بِالْأَخَفِّ كَكَفَّارَةِ الْيَمِينِ، وَمَا أُرِيدَ بِهِ التَّرْتِيبُ يَبْدَأُ فِيهِ بِالْأَغْلَظِ فَالْأَغْلَظِ كَكَفَّارَةِ الظِّهَارِ، وَالْقَتْلِ .

وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ:إِنْ أَخَذَ قَبْلَ قَتْلِ نَفْسٍ أَوْ أَخْذِ شَيْءٍ حُبِسَ بَعْدَ التَّعْزِيرِ حَتَّى يَتُوبَ، وَهُوَ الْمُرَادُ بِالنَّفْيِ فِي الْآيَةِ، وَإِنْ أَخَذَ مَالًا مَعْصُومًا بِمِقْدَارِ النِّصَابِ قُطِعَتْ يَدُهُ وَرِجْلُهُ مِنْ خِلَافٍ، وَإِنْ قَتَلَ مَعْصُومًا وَلَمْ يَأْخُذْ مَالًا قُتِلَ.أَمَّا إِنْ قَتَلَ النَّفْسَ وَأَخَذَ الْمَالَ، وَهُوَ الْمُحَارِبُ الْخَاصُّ فَالْإِمَامُ مُخَيَّرٌ فِي أُمُورٍ ثَلَاثَةٍ:إِنْ شَاءَ قَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ ثُمَّ قَتَلَهُمْ، وَإِنْ شَاءَ قَتَلَهُمْ فَقَطْ، وَإِنْ شَاءَ صَلَبَهُمْ، وَالْمُرَادُ بِالصَّلْبِ هُنَا طَعْنُهُ وَتَرْكُهُ حَتَّى يَمُوتَ وَلَا يُتْرَكُ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ .وَلَا يَجُوزُ عِنْدَهُ إِفْرَادُ الْقَطْعِ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ بَلْ لَا بُدَّ مِنِ انْضِمَامِ الْقَتْلِ أَوِ الصَّلْبِ إِلَيْهِ، لِأَنَّ الْجِنَايَةَ قَتْلٌ وَأَخْذُ مَالٍ، وَالْقَتْلُ وَحْدَهُ فِيهِ الْقَتْلُ، وَأَخْذُ الْمَالِ وَحْدَهُ فِيهِ الْقَطْعُ، فَفِيهِمَا مَعَ الْإِخَافَةِ لَا يُعْقَلُ الْقَطْعُ وَحْدَهُ.وَقَالَ:صَاحِبَاهُ فِي هَذِهِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

اکثر فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ ڈاکو کا ہاتھ گٹے کے جوڑ سے جبکہ پیر ٹخنے کے جوڑ سے کاٹا جائے گا۔[1]

قرآن مجید میں چوری کی سزا بیان کی گئی ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ. فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ. اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ". [2]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الصُّورَةِ: يُصْلَبُونَ وَيُقْتَلُونَ وَلاَ يُقْطَعُونَ وَقَالَ قَوْمٌ مِنَ السَّلَفِ: إِنَّ الآيَةَ تَدُلُّ عَلَى التَّخْيِيرِ بَيْنَ الْجَزَاءَاتِ الأَرْبَعَةِ.

فَإِذَا خَرَجُوا لِقَطْعِ الطَّرِيقِ وَقَدَرَ عَلَيْهِمُ الإِمَامُ، خُيِّرَ بَيْنَ أَنْ يُجْرِيَ عَلَيْهِمْ أَيَّ هَذِهِ الأَحْكَامَ إِنْ رَأَى فِيهِ الْمَصْلَحَةَ وَإِنْ لَمْ يَقْتُلُوا وَلَمْ يَأْخُذُوا مَالاً. وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الإِمَامُ مَالِكٌ عَلَى التَّفْصِيلِ التَّالِي:

وَهُوَ إِنْ قَتَلَ فَلاَ بُدَّ مِنْ قَتْلِهِ، إِلاَّ إِنْ رَأَى الإِمَامُ أَنَّ فِي إِبْقَائِهِ مَصْلَحَةً أَعْظَمَ مِنْ قَتْلِهِ)

وَلَيْسَ لَهُ تَخْيِيرٌ فِي قَطْعِهِ، وَلاَ نَفْيِهِ، وَإِنَّمَا التَّخْيِيرُ فِي قَتْلِهِ أَوْ صَلْبِهِ. وَإِنْ أَخَذَ الْمَالَ وَلَمْ يَقْتُلْ لاَ تَخْيِيرَ فِي نَفْيِهِ، وَإِنَّمَا التَّخْيِيرُ فِي قَتْلِهِ، أَوْ صَلْبِهِ، أَوْ قَطْعِهِ مِنْ خِلاَفٍ، وَإِنْ أَخَافَ السَّبِيلَ فَقَطْ فَالإِمَامُ مُخَيَّرٌ بَيْنَ قَتْلِهِ، أَوْ صَلْبِهِ، أَوْ قَطْعِهِ، بِاعْتِبَارِ الْمَصْلَحَةِ. هَذَا فِي حَقِّ الرِّجَالِ.

أَمَّا الْمَرْأَةُ فَلاَ تُصْلَبُ، وَلاَ تُنْفَى، وَإِنَّمَا حَدُّهَا: الْقَطْعُ مِنْ خِلاَفٍ، أَوِ الْقَتْلُ الْمُجَرَّدُ وَاسْتَدَلُّوا بِظَاهِرِ الآيَةِ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى ذَكَرَ هَذِهِ الْعُقُوبَاتِ بِكَلِمَةِ أَوْ وَهِيَ مَوْضُوعَةٌ لِلتَّخْيِيرِ، وَهُوَ مَذْهَبُ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَمُجَاهِدٍ، وَالْحَسَنِ وَعَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ.

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَا كَانَ فِي الْقُرْآنِ أَوْ فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "حرابة"، ج۱۷، ص۱۵۸ الی ۱۶۱، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[1]....("ذَهَبَ أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ إِلَى أَنَّ مَوْضِعَ قَطْعِ رِجْلِ السَّارِقِ هُوَ مَفْصِلُ الْكَعْبِ، وَفَعَلَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَلِكَ)

وَحُكِيَ عَنْ قَوْمٍ مِنَ السَّلَفِ: أَنَّهُ يُقْطَعُ مِنْ نِصْفِ الْقَدَمِ مِنْ مَعْقِدِ الشِّرَاكِ، وَيُتْرَكُ لَهُ الْعَقِبُ؛ لأَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ وَيَدَعُ لَهُ عَقِبًا يَمْشِي عَلَيْهَا، وَحُكِيَ هَذَا عَنْ أَبِي ثَوْرٍ وَيُرَاعَى فِي كَيْفِيَّةِ قَطْعِ رِجْلِ قَاطِعِ الطَّرِيقِ مَا يُرَاعَى فِي قَطْعِ السَّارِقِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة "كعب"، ج۳۴، ص۲۶۰، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[2]....(سورة المائدة: رقم الآيات ۳۸، ۳۹، ۴۰، پاره ۶)

Marfat.com

ترجمہ: ''چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو، یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا، عذاب اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ قوت اور حکمت والا ہے۔ جو شخص اپنے گناہ کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو اللہ تعالیٰ رحمت کے ساتھ اس کی طرف لوٹتا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا مہربانی کرنے والا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے زمین وآسمان کی بادشاہت ہے؟ جسے چاہے سزا دے اور جسے چاہے معاف کردے، اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''۔

مذکورہ آیات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ اگر مرد یا عورت چوری کریں تو سزا کے طور پر ان کا ہاتھ کاٹا جائے گا، اس لئے عموماً چور ہاتھ ہی سے یہ فعل انجام دیا کرتا ہے۔

حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''أَنَّهُ نَامَ فِي الْمَسْجِدِ وَتَوَسَّدَ رِدَاءَهُ، فَأُخِذَ مِنْ تَحْتِ رَأْسِهِ، فَجَاءَ بِسَارِقِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُقْطَعَ، فَقَالَ صَفْوَانُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَمْ أُرِدْ هَذَا، رِدَائِي عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَهَلَّا قَبْلَ أَنْ تَأْتِيَنِي بِهِ''.[1]

ترجمہ: ''حضرت صفوان مسجد میں سوگئے اور اپنی چادر سر کے نیچے رکھ لی کسی نے چادر ان کے سر کے نیچے سے نکال لی وہ اس چور کو نبی کے پاس لائے نبی نے (چوری ثابت ہونے پر) حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے تو صفوان نے عرض کیا کہ میرا یہ مقصد نہ تھا میری یہ چادر اس پر صدقہ ہے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایسا کرنا تھا تو میرے پاس لانے سے قبل کیوں نہ کیا۔''

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الحدود/بَابُ مَنْ سَرَقَ مِنَ الْحِرْزِ، ج۲، ص۸۶۵، رقم الحديث، ۲۵۹۵، دار إحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابي الحلبي)

Marfat.com

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أُتِيَ بِسَارِقٍ، فَأَمَرَ بِقَطْعِهِ". [1]

ترجمہ: "(رسول اللہ ﷺ کے پاس) ایک چور کو لایا گیا، تو آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا"۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

"أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُومِيَّةِ الَّتِي سَرَقَتْ، فَقَالُوا: وَمَنْ يُكَلِّمُ فِيهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، حِبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْفَعُ فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ، ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِينَ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوا إِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الشَّرِيفُ تَرَكُوهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيهِمُ الضَّعِيفُ أَقَامُوا عَلَيْهِ الحَدَّ، وَايْمُ اللَّهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا". [2]

ترجمہ: "مخزومیہ خاتون (فاطمہ بنت اسود) جس نے (غزوہ فتح کے موقع پر) چوری کرلی تھی، اس کے معاملہ نے قریش کو فکر میں ڈال دیا۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اس معاملہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کون کرے! آخر یہ طے پایا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی اس کی ہمت نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں کچھ کہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

---

[1]....(مسند أحمد: ج۷، ص۲۳۲، رقم الحديث، ۴۱۶۸، مؤسسة الرسالة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب أحاديث الانبياء/باب حديث الغار، ج۴، ص۱۷۵، رقم الحديث، ۳۴۷۵، دار طوق النجاة)

Marfat.com

اے اسامہ! کیا تو اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں مجھ سے سفارش کرتا ہے؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا (جس میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پچھلی بہت سی امتیں اس لیے ہلاک ہوگئیں کہ جب ان کا کوئی شریف آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی کمزور چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اور اللہ کی قسم! اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں"۔

حضرت ابوامیہ مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أُتِيَ بِلِصٍّ، فَاعْتَرَفَ اعْتِرَافًا وَلَمْ يُوجَدْ مَعَهُ مَتَاعٌ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا إِخَالُكَ سَرَقْتَ؟ قَالَ: بَلَى مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. قَالَ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اقْطَعُوهُ، ثُمَّ جِيئُوا بِهِ. قَالَ: فَقَطَعُوهُ، ثُمَّ جَاءُوا بِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُلْ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. قَالَ: أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ". [1]

ترجمہ: "ایک چور کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، اس نے چوری کا اقرار کر لیا، لیکن اس کے پاس سامان نہیں پایا گیا، (اور گواہ بھی نہیں تھے) رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ میرا نہیں خیال کہ تم نے چوری کی ہوگی؟ اس نے کہا کہ بے شک میں نے چوری کی ہے، دو تین دفعہ یہی (چوری کے اقرار کے) الفاظ دہرائے، رسول اللہ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ کاٹو پھر میرے پاس لاؤ۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کا ہاتھ کاٹ کر لے آئے، اس سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح کہو کہ میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں، اور اللہ سے

---

[1]....(مسند أحمد: حديث أبي أمية، ج۳۷، ص۱۸۴، رقم الحديث، ۲۲۵۰۸، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

توبہ کرتا ہوں، اس نے اسی طرح کہا کہ میں اللہ سے استغفار کرتا ہوں، اور اللہ سے توبہ کرتا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ اس کی توبہ قبول کر لیجئے''۔

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا، لیکن یہ بات واضح رہے کہ چور کے ہاتھ کاٹے جانے کے بعد چورایا ہوا مال واپس کرنا لازم ہے یا پھر اس کی قیمت ادا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے۔

چنانچہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عَلَى الْيَدِ مَا أَخَذَتْ حَتَّى تُؤَدِّيَهُ''۔ [1]

ترجمہ: ''جو چیز ایک ہاتھ (دوسرے سے) لیتا ہے، وہ اس کے ذمہ رہتی ہے، یہاں تک وہ (دوسرے کو چیز) واپس کردے''۔

اگر کسی چور کا ہاتھ حد میں کاٹا گیا، پھر دوسری مرتبہ چوری کے ثابت ہونے کے بعد اس کا بایاں پیر کاٹا جائے گا۔ لیکن اگر کوئی بیان کی گئی سزا بھگتنے کے بعد پھر چوری کرے، تو کیا اس کا باہنا ہاتھ تیسری دفعہ یا چوتھی مرتبہ اس کا دایاں پیر کاٹا جائے گا یا نہیں، تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ اس میں فقہاء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے۔

بعض فقہاء اسی ترتیب کے قائل ہیں، جبکہ بعض کا کہنا یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی مرتبہ پیر کے کاٹے جانے کی بجائے اُس کو اس وقت تک قید رکھا جائے جب تک کہ وہ سچی توبہ نہ کرلے، اس لئے کہ اگر اس کے دونوں پیر کاٹ دیے گئے تو وہ اپنی ضروریات پوری نہیں کرسکتا اور وہ مفلوج ہوکر رہ جاتا ہے، ایسا انسان معاشرے پر ایک بوجھ بن جاتا ہے، لہذا تنبیہ کا مقصد قید کیے جانے سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ [2]

---

[1]....(مسند أحمد: ج۳۳، ص۲۷۷، رقم الحديث۲۰۰۸۶، مؤسسة الرسالة)

[2]....''اتَّفَقَ الْفُقَهَاءُ عَلَى أَنَّ حَدَّ السَّارِقِ قَطْعُ يَدِهِ قَوْلِهِ تَعَالَى: (وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

نیند میں پاؤں لگنے سے بچہ کی موت کا واقع ہونا

جب انسان سوتا ہے تو اسے شعور نہیں ہوتا، اس لئے اسلام نے اسے اکثر وبیشتر مسائل میں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

جَزَاءً بِمَا كَسَبَا نَكَالاً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ) وَأَوَّلُ مَا يُقْطَعُ مِنَ السَّارِقِ يَدُهُ الْيُمْنَى، لأَنَّ الْبَطْشَ بِهَا أَقْوَى فَكَانَتِ الْبِدَايَةُ بِهَا أَرْدَعَ، وَلأَنَّهَا آلَةُ السَّرِقَةِ، فَكَانَتِ الْعُقُوبَةُ بِقَطْعِهَا أَوْلَى.

وَاتَّفَقُوا عَلَى أَنَّهُ إِنْ سَرَقَ ثَانِيًا قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى لِمَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ فِي السَّارِقِ: إِذَا سَرَقَ السَّارِقُ فَاقْطَعُوا يَدَهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ وَلأَنَّهُ فِي الْمُحَارَبَةِ الْمُوجِبَةِ قَطْعَ عُضْوَيْنِ إِنَّمَا تُقْطَعُ يَدُهُ وَرِجْلُهُ، وَلاَ تُقْطَعُ يَدَاهُ، وَحُكِيَ عَنْ عَطَاءٍ وَرَبِيعَةَ أَنَّهُ إِنْ سَرَقَ ثَانِيًا تُقْطَعُ يَدُهُ الْيُسْرَى لِقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: (فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا) وَلأَنَّ الْيَدَ آلَةُ السَّرِقَةِ وَالْبَطْشِ فَكَانَتِ الْعُقُوبَةُ بِقَطْعِهَا أَوْلَى، قَالَ ابْنُ قُدَامَةَ بَعْدَ أَنْ ذَكَرَ هَذَا الْقَوْلَ وَهَذَا شُذُوذٌ يُخَالِفُ قَوْلَ جَمَاعَةِ فُقَهَاءِ الأَمْصَارِ مِنْ أَهْلِ الْفِقْهِ وَالأَثَرِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ. وَاخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِيمَا إِذَا سَرَقَ ثَالِثًا بَعْدَ قَطْعِ يَدِهِ الْيُمْنَى وَرِجْلِهِ الْيُسْرَى.

فَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ إِلَى أَنَّهُ لاَ يُقْطَعُ مِنْهُ شَيْءٌ بَلْ يُعَزَّرُ وَيُحْبَسُ، وَاسْتَدَلُّوا بِأَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُتِيَ بِسَارِقٍ أَقْطَعَ الْيَدِ وَالرِّجْلِ قَدْ سَرَقَ يُقَالُ لَهُ: سَدُومُ، وَأَرَادَ أَنْ يَقْطَعَهُ، فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: إِنَّمَا عَلَيْهِ قَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ، فَحَبَسَهُ عُمَرُ، وَلَمْ يَقْطَعْهُ.

وَلِمَا رَوَى أَبُو سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أُتِيَ بِسَارِقٍ فَقَطَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الثَّانِيَةَ وَقَدْ سَرَقَ فَقَطَعَ رِجْلَهُ الْيُسْرَى ثُمَّ أُتِيَ بِهِ الثَّالِثَةَ وَقَدْ سَرَقَ، فَقَالَ لأَصْحَابِهِ: مَا تَرَوْنَ فِي هَذَا؟ قَالُوا: اقْطَعْهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، فَقَالَ: قَتَلْتُهُ إِذَنْ وَمَا عَلَيْهِ الْقَتْلُ، لاَ أَقْطَعُهُ، إِنْ قَطَعْتُ يَدَهُ فَبِأَيِّ شَيْءٍ يَأْكُلُ الطَّعَامَ، وَبِأَيِّ شَيْءٍ يَتَوَضَّأُ لِلصَّلاَةِ، وَبِأَيِّ شَيْءٍ يَغْتَسِلُ مِنْ جَنَابَتِهِ، وَبِأَيِّ شَيْءٍ يَتَمَسَّحُ، وَإِنْ قَطَعْتُ رِجْلَهُ بِأَيِّ شَيْءٍ يَمْشِي، بِأَيِّ شَيْءٍ يَقُومُ عَلَى حَاجَتِهِ، إِنِّي لأَسْتَحْيِي مِنَ اللَّهِ أَنْ لاَ أَدَعَ لَهُ يَدًا يَبْطِشُ بِهَا، وَلاَ رِجْلاً يَمْشِي عَلَيْهَا، ثُمَّ ضَرَبَهُ بِخَشَبَةٍ وَحَبَسَهُ. وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ الْحَسَنُ وَالشَّعْبِيُّ وَالنَّخَعِيُّ وَالزُّهْرِيُّ وَحَمَّادٌ وَالثَّوْرِيُّ.

وَذَهَبَ الْمَالِكِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ إِلَى أَنَّهُ إِنْ سَرَقَ ثَالِثًا قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى. فَإِنْ سَرَقَ رَابِعًا قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُمْنَى، لِمَا رَوَى أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي لِسَّارِقِ: إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا يَدَهُ، ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ، ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا يَدَهُ، ثُمَّ إِنْ سَرَقَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ. وَلأَنَّهُ فِعْلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، وَإِلَى هَذَا ذَهَبَ قَتَادَةُ وَأَبُو ثَوْرٍ، وَابْنُ الْمُنْذِرِ، وَتُقْطَعُ رِجْلُ السَّارِقِ مِنَ الْمَفْصِلِ بَيْنَ السَّاقِ وَالْقَدَمِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية: مادة، "رجل"، حد السرقة، ج، ۲۲، ص، ۱۲۱ الى ۱۲۳، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

"اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِي حُكْمِ السَّارِقِ، إِذَا قُطِعَتْ يَمِينُهُ ثُمَّ عَادَ لِلسَّرِقَةِ، عَلَى النَّحْوِ التَّالِي:

ذَهَبَ عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ إِلَى أَنَّ: مَنْ قُطِعَتْ يَمِينُهُ فِي السَّرِقَةِ الأُولَى، ثُمَّ سَرَقَ بَعْدَ ذَلِكَ، فَإِنَّهُ يُضْرَبُ وَيُحْبَسُ، إِذْ لاَ قَطْعَ إِلاَّ فِي السَّرِقَةِ الأُولَى. لِقَوْلِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: (فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا) أَيِ

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

مکلف نہیں بنایا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ :يُرْفَعُ الْقَلَمُ عَنِ الصَّغِيرِ، وَعَنِ الْمَجْنُونِ، وَعَنِ النَّائِمِ". [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ الْيَدَ الْيُمْنَى، كَمَا جَاءَ فِي قِرَاءَةِ ابْنِ مَسْعُودٍ :فَاقْطَعُوا أَيْمَانَهُمَا وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَأَمَرَ بِقَطْعِ الرِّجْلِ (وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا).

وَذَهَبَ رَبِيعَةُ وَبَعْضُ الْفُقَهَاءِ إِلَى أَنَّ:مَنْ قُطِعَتْ يَمِينُهُ فِي السَّرِقَةِ الْأُولَى، ثُمَّ سَرَقَ مَرَّةً ثَانِيَةً، تُقْطَعُ يَدُهُ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَادَ إِلَى السَّرِقَةِ بَعْدَ ذَلِكَ، فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، بَلْ يُعَزَّرُ، وَذَلِكَ لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَرَ بِقَطْعِ الْأَيْدِي، وَهِيَ تَشْمَلُ الْيُمْنَى وَالْيُسْرَى، وَإِدْخَالُ الْأَرْجُلِ فِي الْقَطْعِ زِيَادَةٌ عَلَى النَّصِّ.

وَذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ، وَالْحَنَابِلَةُ فِي إِحْدَى الرِّوَايَتَيْنِ وَهِيَ الْمَذْهَبُ إِلَى أَنَّ مَنْ سَرَقَ بَعْدَ أَنْ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنَى، تُقْطَعُ رِجْلُهُ الْيُسْرَى .فَإِنْ عَادَ بَعْدَ ذَلِكَ فَلَيْسَ عَلَيْهِ قَطْعٌ، بَلْ يُحْبَسُ وَيُضْرَبُ حَتَّى تَظْهَرَ تَوْبَتُهُ أَوْ يَمُوتَ .وَنُقِلَ هَذَا عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالشَّعْبِيِّ وَالثَّوْرِيِّ وَالزُّهْرِيِّ وَالنَّخَعِيِّ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَحَمَّادٍ لِمَا رُوِيَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ:إِذَا سَرَقَ الرَّجُلُ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنَى، فَإِنْ عَادَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَادَ ضَمَّنْتُهُ السِّجْنَ حَتَّى يُحْدِثَ خَيْرًا .إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللّٰهِ أَنْ أَدَعَهُ لَيْسَ لَهُ يَدٌ يَأْكُلُ بِهَا وَيَسْتَنْجِي بِهَا، وَرِجْلٌ يَمْشِي عَلَيْهَا.

وَذَهَبَ الْمَالِكِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ فِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى:إِلَى أَنَّ مَنْ سَرَقَ، بَعْدَ أَنْ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُمْنَى فِي السَّرِقَةِ الْأُولَى، تُقْطَعُ رِجْلُهُ الْيُسْرَى، فَإِنْ عَادَ لِلْمَرَّةِ الثَّالِثَةِ قُطِعَتْ يَدُهُ الْيُسْرَى، فَإِنْ سَرَقَ مَرَّةً رَابِعَةً قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُمْنَى، فَإِنْ عَادَ بَعْدَ ذَلِكَ حُبِسَ حَتَّى تَظْهَرَ تَوْبَتُهُ أَوْ يَمُوتَ، لِمَا رَوَاهُ أَبُو هُرَيْرَةَ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا سَرَقَ السَّارِقُ فَاقْطَعُوا يَدَهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ،إِنْ عَادَ فَاقْطَعُوا يَدَهُ، فَإِنْ عَادَ فَاقْطَعُوا رِجْلَهُ.

وَقَدْ فَعَلَ ذَلِكَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَقَالَ بِهِ إِسْحَاقُ وَقَتَادَةُ وَأَبُو ثَوْرٍ. رُوِيَ عَنْ عُثْمَانَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، وَعَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ مَالِكٍ :أَنَّ مَنْ سَرَقَ بَعْدَ قَطْعِ أَطْرَافِهِ الْأَرْبَعَةِ يُقْتَلُ حَدًّا، وَهُوَ مَا ذَهَبَ إِلَيْهِ الشَّافِعِيُّ فِي الْقَدِيمِ .وَاسْتَدَلُّوا بِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ سَارِقٍ فِي الْمَرَّةِ الْخَامِسَةِ قَالَ جَابِرٌ :فَانْطَلَقْنَا بِهِ، ثُمَّ اجْتَرَرْنَاهُ، فَأَلْقَيْنَاهُ فِي بِئْرٍ، وَرَمَيْنَا عَلَيْهِ الْحِجَارَةَ قَالَ الْخَطَّابِيُّ :وَفِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ وَقَدْ عَارَضَهُ الْحَدِيثُ الصَّحِيحُ وَهُوَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ :لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: كُفْرٍ بَعْدَ إِيمَانٍ وَزِنًى بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتْلُ نَفْسٍ بِغَيْرِ نَفْسٍ .قَالَ:وَلَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْفُقَهَاءِ يُبِيحُ دَمَ السَّارِقِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية:مادة ،"سرقة"،السرقة بعد القطع، ج،۲۴،ص،۳۴۰ الى ۳۴۲،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية ،الكويت)

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الطلاق/باب طلاق المعتوه والصغير والنائم، ج ،۱،ص، ۶۵۹،رقم الحديث،۲۰۴۲، دارإحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابى الحلبي)

Marfat.com

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ (نابالغ) بچے سے اور مجنون سے اور سونے والے سے قلم (یعنی نامۂ اعمال میں لکھے جانے والے گناہ) کو اٹھالیا گیا ہے''۔

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ سویا ہوا شخص اکثر شرعی احکام کا مکلف نہیں، اسی وجہ سے اگر سونے کی حالت میں کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے دے، تو واقع نہیں ہوتی، اور اسی طرح سویا ہوا شخص گناہ کا کام کرے، تو وہ گناہ گار نہیں ہوتا۔[1]

البتہ شریعتِ مطہرہ نے کچھ مسائل میں سوئے ہوئے شخص کے اعمال کا اعتبار کیا ہے، مثلاً اگر کوئی سوئے ہوئے وقوف عرفہ کرلے، تو یہ فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوجاتا ہے،[2]

اسی طرح اگر سویا ہوا شخص حقیقت میں کسی کو قتل کردے، یا اس کا کوئی عضو تلف کردے، تو شریعتِ مطہرہ نے اس قتل یا عضو تلف کرنے کے نتیجہ میں اس پر تاوان لازم کیا ہے، جو خطاء سے کسی کو قتل کرنے یا عضو تلف کرنے والے پر لازم آتا ہے۔ مثلاً نیند کی حالت میں کسی بچہ پر

---

[1]....''(رفع القلم عن ثلاثة) كناية عن عدم التكليف إذ التكليف يلزم منه الكتابة فعبر بالكتابة عنه وعبر بلفظ الرافع إشعارا بأن التكليف لازم لبني آدم إلا لثلاثة وأن صفة الرفع لا تنفك عن غيرهم (عن النائم حتى يستيقظ)من نومه (وعن المبتلى)بداء الجنون (حتى يبرأ)منه بالإفاقة وفي رواية بدل هذا وعن المجنون حتى يعقل (وعن الصبى)يعنى الطفل وإن ميز(حتى يكبر وفي رواية حتى يشب وفي رواية حتى يبلغ وفي رواية أخرى حتى يحتلم.قال ابن حبان :المراد برفع القلم ترك كتابة الشر عليهم دون الخير قال الزين العراقي:وهو ظاهر في الصبى دون المجنون والنائم لأنهما في حيز من ليس قابلا لصحة العبادة منهم لزوال الشعور فالمرفوع عن الصبى قلم المؤاخذة لا قلم الثواب لقوله عليه الصلاة والسلام للمرأة لما سألته :ألهذا حج قال :نعم.واختلف في تصرف الصبى فصححه أبو حنيفة ومالك بإذن وليه وأبطله الشافعي فالشافعي راعى التكليف وهما راعيا التمييز(حم د ن هـ ك عن عائشة)وقال الحاكم :على شرطهما.قال ابن حجر :ورواه أبو داود والنسائي وأحمد والدارقطني والحاكم وابن حبان وابن خزيمة من طرق عن علي وفيه قصة جرت له مع عمر وعلقها البخاري".(فيض القدير للمناوي: ج،۴،ص،۳۵،تحت رقم الحديث،۴۴۶۲،المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

[2]....''وَاسْتَثْنَى الْفُقَهَاءُ مِنْ ذَلِكَ :مَا لاَ يَحْتَاجُ إِلَى نِيَّةٍ مِنَ الْعِبَادَاتِ كَالْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ، فَإِنْ أُحْضِرَ الْمَوْقِفَ وَهُوَ نَائِمٌ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ وَلَوْ لَحْظَةً حَتَّى غَادَرَهَا يُجْزِءُ وُقُوفُهُ؛ لأَنَّ الْوُقُوفَ بِعَرَفَةَ لاَ يَحْتَاجُ إِلَى نِيَّةٍ، وَهُوَ أَهْلٌ لِلْعِبَادَةِ عُمُومًا فَيَصِحُّ الْوُقُوفُ مَعَ النَّوْمِ".(الموسوعة الفقهية الكويتية،مادة"نوم" ج،۴۲،ص،۲۱،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية،الكويت)

Marfat.com

کروٹ لینے سے لیٹ جائے یا پیر مارے، جس سے وہ بچہ فوت ہوجائے، تو اس پر کفارہ اور دیت لازم آتی ہے۔ [1]

شوہر کا اپنی بیوی اور استاد کا شاگرد کو جوتے سے مارنا

تربیت واصلاح کے لئے بعض اوقات بدنی سرزنش ضروری ہوجاتی ہے، چنانچہ شریعتِ مطہرہ نے ان جرائم پر پٹائی کی بھی رخصت دی ہے، جن کی قرآن وحدیث میں جزاوسزا متعین نہیں ہے۔ اسی مقصد کے لئے اسلام نے ماں باپ کو اپنی اولاد اور شوہر کو اپنی بیوی کی سرزنش کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِیْ الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلاَ تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلاً". [2]

ترجمہ: اور جن عورتوں کی نافرمانی کا تمہیں ڈر ہو ان کو نصیحت کرو اور انہیں لیٹنے کی جگہوں میں تنہا چھوڑ دو اور ان کو مارو، سو اگر وہ تمہاری فرمانبرداری کریں تو ان پر زیادتی کرنے کے لئے بہانہ نہ ڈھونڈو۔

---

[1]....چنانچہ احناف کے نزدیک اس شخص کے عاقلہ پر دیت لازم ہے، اور اس کا کفارہ ایک مؤمن غلام کو آزاد کرنا ہے، اور اس کی اگر استطاعت نہ ہو تو، تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھنا ہے، اور جانی اگر اس مقتول کا وارث ہے، تو اس بچہ کی وراثت سے وہ جانی محروم رہے گا، اور جو دیت مقتول کو ملے گی، وہ اس کی میراث میں داخل ہوگی۔

"اعْتَبَرَ الْفُقَهَاءُ جِنَايَةَ النَّائِمِ عَلَى نَفْسٍ أَوْ عُضْوٍ خَطَأً أَوْ جَارِيًا مَجْرَى الْخَطَأِ، فَتُجْرَى فِي فِعْلِهِ فِي كِلاَ التَّعْبِيرَيْنِ أَحْكَامُ الْخَطَأِ، فَإِذَا انْقَلَبَ نَائِمٌ عَلَى إِنْسَانٍ بِجَنْبِهِ فَقَتَلَهُ فَهُوَ خَطَأٌ أَوْ كَالْخَطَأِ فِي الْحُكْمِ؛ لأَنَّ النَّائِمَ لاَ قَصْدَ لَهُ، فَلاَ يُوصَفُ فِعْلُهُ بِعَمْدٍ وَلاَ خَطَأٍ عِنْدَ بَعْضِهِمْ، إِلاَّ أَنَّهُ فِي حُكْمِ الْخَطَأِ لِحُصُولِ الْمَوْتِ بِفِعْلِهِ كَالْخَاطِئِ، فَتَجِبُ عَلَى عَاقِلَتِهِ دِيَةُ الْخَطَأِ وَعَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ.

قَالَ ابْنُ عَابِدِينَ: فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْمُخْطِئِ وَلَكِنَّهُ دُونَ الْخَطَأِ حَقِيقَةً؛ لأَنَّ النَّائِمَ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ الْقَصْدِ أَصْلاً. وَإِنَّمَا تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى النَّائِمِ لِتَرْكِ التَّحَرُّزِ عِنْدَ النَّوْمِ فِي مَوْضِعٍ يُتَوَهَّمُ أَنْ يَكُونَ قَاتِلاً. وَالْكَفَّارَةُ فِي الْقَتْلِ الْخَطَأِ إِنَّمَا وَجَبَتْ لِتَرْكِ التَّحَرُّزِ أَيْضًا. وَحِرْمَانُ الْمِيرَاثِ: لِمُبَاشَرَةِ الْقَتْلِ وَتَوَهُّمِ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَائِمًا وَإِنَّمَا كَانَ مُتَنَاوِمًا لِقَصْدِ اسْتِعْجَالِ الإِرْثِ". (الموسوعة الفقهية الكويتية، مادة "نام" ج۴۲، ص۲۳ الى ۲۴، وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

[2]....(سورة النساء، رقم الآية ۳۴، پاره ۵)

Marfat.com

اس آیت میں نافرمان عورت کی اصلاح کا پہلا مرحلہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ اسے ناصحانہ طور پر سمجھایا جائے۔ اگر وہ اصلاح نہ کریں تو ان کے بستروں کو علیحدہ کردو جو ایک عاقلہ عورت کے لئے اچھی سزا ہے۔ تیسرا مرحلہ یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر یہ طریقے کارآمد نہ ہوں تو مار پیٹ کو اختیار کیا جاسکتا ہے۔

مذکورہ آیت سے ایک اور بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جسمانی سرزنش اس وقت جائز ہے جب غلطی عورت کی ہو۔ اگر بیوی اپنے جائز مطالبات وحقوق پر اصرار کرے تو پھر شوہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بیوی پر ہاتھ اُٹھائے۔

ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَضْرِبُوا إِمَاءَ اللَّهِ فَجَاءَ عُمَرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ذَئِرْنَ النِّسَاءُ عَلَى أَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِي ضَرْبِهِنَّ، فَأَطَافَ بِآلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ طَافَ بِآلِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ كَثِيرٌ يَشْكُونَ أَزْوَاجَهُنَّ لَيْسَ أُولَئِكَ بِخِيَارِكُمْ". [1]

ترجمہ: "اللہ کی بندیوں کو مت مارو، پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کہا: عورتیں اپنے شوہروں پر جری ہوگئی ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں بہت سی عورتیں اپنے خاوندوں کی شکایت لے کر آئیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت سی عورتیں آل محمد کے ہاں آئی ہیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں، وہ مرد تمہارے اچھے لوگ نہیں ہیں"۔

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب النكاح/باب في ضرب النساء، ج۲، ص۲۴۵، رقم الحديث۲۱۴۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن زمعہ فرماتے ہیں کہ:

"خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ، فَوَعَظَهُمْ فِيهِنَّ، ثُمَّ قَالَ: إِلَامَ يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْأَمَةِ؟ وَلَعَلَّهُ أَنْ يُضَاجِعَهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اس دوران عورتوں کا ذکر کیا اور مردوں کو عورتوں کے متعلق نصیحت فرمائی پھر فرمایا کب تک تم میں ایک اپنی بیوی کو باندی کی طرح مارے گا ہوسکتا ہے اس دن آخر میں (یعنی رات کو وہ اس کو ساتھ لٹائے)"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَادِمًا لَهُ، وَلَا امْرَأَةً، وَلَا ضَرَبَ بِيَدِهِ شَيْئًا". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کسی بھی خادم یا اہلیہ کو نہ مارا بلکہ اپنے دست مبارک سے کسی چیز کو نہیں مارا"۔

مذکورہ روایات سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ مجبوری کی حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ نے بیوی کی سرزنش کو پسند نہیں فرمایا، ہاں نافرمانی کے وقت معمولی مار کی گنجائش ہے، اور اس پر کوئی پوچھ گچھ نہیں ہے۔

چنانچہ عبدالرحمٰن، اشعث بن قیس سے روایت ہے کہ:

"ضِفْتُ عُمَرَ لَيْلَةً، فَلَمَّا كَانَ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، قَامَ إِلَى امْرَأَتِهِ

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب النكاح/باب ضرب النساء، ج، ۱، ص، ۶۳۸، رقم الحديث، ۱۹۸۳، دارإحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابى الحلبي)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب النكاح/باب ضرب النساء، ج، ۱، ص، ۶۳۸، رقم الحديث، ۱۹۸۴، دارإحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابى الحلبي)

Marfat.com

يَضْرِبُهَا، فَحَجَزْتُ بَيْنَهُمَا، فَلَمَّا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ لِي: يَا أُشْعَثُ، احْفَظْ عَنِّي شَيْئًا سَمِعْتُهُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لاَ يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَ يَضْرِبُ امْرَأَتَهُ، وَلَا تَنَمْ إِلَّا عَلَى وِتْرٍ وَنَسِيتُ الثَّالِثَةَ". [1]

ترجمہ: "حضرت عمر نے دعوت کے روز جب رات ڈھلنے کی قریب ہوئی کھڑے ہوکر اپنی عورت کو مارا۔ میں ان دونوں کے درمیان میں گیا۔ جب وہ اپنے بستر پر جانے لگے تو مجھ سے کہا یاد رکھ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد سے اپنی بیوی کو مارنے کے متعلق سوال نہ کیا جائے گا اور مت سو بغیر وتر پڑھے اور ایک اور تیسری بات بھی کہی لیکن میں اس کو یاد نہ رکھ سکا"۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ:

"لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهُ". [2]

ترجمہ: "آدمی سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا"۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کی کن وجوہات کی بناء پر سرزنش کی جاسکتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر بیوی حدودِ شرعی تجاوز کیے بغیر شوہر کے لئے زینت اختیار نہ کرے، غسل جنابت نہ کرے، بلا اجازت اور بغیر حق کے گھر سے نکل جائے، شوہر کے طبعی تقاضے کو بغیر کسی عذر کے پورا نہ کرے، چھوٹے بچے کو مارتی ہو، خاوند کو نازیبا الفاظ کہے مثلاً گدھا، بے وقوف اور غیر محرم کے سامنے اپنے چہرے کو ڈھکے بغیر آئے تو مذکورہ غلطیوں کی بناء پر اسلام

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب النكاح/باب ضرب النساء، ج۱، ص۶۳۹، رقم الحديث۱۹۸۶، دارإحياء الكتب العربية، فيصل عيسى البابى الحلبي)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب النكاح/باب في ضرب النساء، ج۲، ص۲۴۶، رقم الحديث۲۱۴۷، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

نے خاوند کو تعزیر کا حق دیا ہے۔[1]

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا :

"فَاتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ. فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانِ اللّٰهِ. وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ. وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ. فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ. وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ". [2]

ترجمہ : عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ کیونکہ تم نے ان کو ایسے عہد کے ذریعہ حاصل کیا ہے جو تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے مابین ہے۔ اور تم نے ان کی شرم گاہوں کو شریعت کے مطابق حلال کیا ہے ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ آنے دیں، جسے تم ناگوار سمجھتے ہو، پس اگر وہ ایسا کریں تو ان کو ایسا مارنا مارو کہ جس سے ہڈی پسلی نہ ٹوٹے، اور تم پر ان کی خوراک اور پوشاک واجب ہے۔

مذکورہ روایت میں "غَيْرَ مُبَرِّحٍ" کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کی تعبیر کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔ حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس سے مراد ایسی مار لیا ہے جس سے نشان نہ پڑے۔ [3]

---

[1]....."قال في تنوير الأبصار: (وَيُعَزِّرُ الْمَوْلَى عَبْدَهُ وَالزَّوْجُ زَوْجَتَهُ) ..... (عَلَى تَرْكِهَا الزِّينَةَ)..... (وَ)تَرْكِهَا (غُسْلَ الْجَنَابَةِ، وَ)..... (الْخُرُوجِ مِنَ الْمَنْزِلِ) لَوْ بِغَيْرِ حَقٍّ (وَتَرْكِ الْإِجَابَةِ إِلَى الْفِرَاشِ). وقال في الدر المختار: وَيَلْحَقُ بِذٰلِكَ مَا لَوْ ضَرَبَتْ وَلَدَهَا الصَّغِيرَ عِنْدَ بُكَائِهِ أَوْ ضَرَبَتْ جَارِيَتَهُ غَيْرَةً وَلَا تَتَّعِظُ بِوَعْظِهِ، أَوْ شَتَمَتْهُ وَلَوْ بِنَحْوِ يَا حِمَارُ، أَوْ ادَّعَتْ عَلَيْهِ، أَوْ مَزَّقَتْ ثِيَابَهُ، أَوْ كَلَّمَتْهُ لِيَسْمَعَهَا أَجْنَبِيٌّ، أَوْ كَشَفَتْ وَجْهَهَا لِغَيْرِ مَحْرَمٍ، أَوْ كَلَّمَتْهُ أَوْ شَتَمَتْهُ أَوْ أَعْطَتْ مَا لَمْ تَجْرِ الْعَادَةُ بِهِ بِلَا إِذْنِهِ وَالضَّابِطُ كُلُّ مَعْصِيَةٍ لَا حَدَّ فِيهَا فَلِلزَّوْجِ وَالْمَوْلَى التَّعْزِيرُ". (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب الحدود/فَرْعٌ أَقَرَّ عَلَى نَفْسِهِ بِالدِّيَانَةِ أَوْ عُرِفَ بِهَا، ج،۴،ص،۷۷الی ۷۸،دار الفكر،بيروت)

[2]....(صحيح مسلم: كتاب الحج /باب حجة النبي ﷺ، ج،۲، ص، ۸۸۹، ۸۹۰، بيروت)

[3]....."قَالَ الْحَسَنُ البصرى: يعني غير مؤثر وقال الفقهاء: هو أن لا يَكْسِرَ فِيهَا عُضْوًا وَلَا يُؤَثِّرَ فِيهَا شَيْئًا". (تفسير ابن كثير: ج،۲،ص،۲۵۸،دارالكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

عورت کو سرزنش کرتے ہوئے چہرے پر مارنا منع ہے۔

چنانچہ معاویہ بن حیدہؓ قشیری نے کہا کہ:

"قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ أَحَدِنَا عَلَيْهِ؟، قَالَ: أَنْ تُطْعِمَهَا إِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوَهَا إِذَا اكْتَسَيْتَ، أَوِ اكْتَسَبْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ". [1]

ترجمہ: "میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کسی کی بیوی کا اس پر کیا حق ہے؟ فرمایا کہ جب تو کھائے تو اسے کھلائے اور جب پہنے تو اسے پہنائے، یا یہ کہ جب تو کمائے تو اسے پہنائے اور چہرے پر نہ مارے اور اسے گالیاں نہ دے اور اس سے قطع تعلق نہ کرے مگر گھر میں"۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فقط مسواک سے پٹائی کرنے کی رخصت دی ہے۔ [2]

بہر حال مذکورہ بحث سے یہ بات واضح ہوگئی کہ حالتِ مجبوری میں بیوی کو مارنا جائز ہے، مگر ایسے معمولی طریقے سے مارا جائے کہ جسم پر نشان یا جسم کی کوئی ہڈی ٹوٹنے نہ پائے۔ جوتے وغیرہ سے مارنا جائز نہیں۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب فرماتے ہیں کہ بچوں کی سرزنش میں بھی ان حدود وقیود کی رعایت ضروری ہے جو بیوی کی سرزنش کے سلسلے میں مذکور ہوئیں۔ اگر حد اعتدال سے تجاوز کیا جائے تو سرزنش کرنے والا خود لائق سرزنش ہے۔ [3]

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب النكاح/بَابٌ فِي حَقِّ الْمَرْأَةِ عَلَى زَوْجِهَا، ج،۲،ص،۲۴۴،رقم الحديث،۲۱۴۲،المكتبة العصرية، صيدا -بيروت)

[2]...."قَالَ عَطَاءٌ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا الضَّرْبُ غَيْرُ الْمُبَرِّحِ؟ قَالَ بِالسِّوَاكِ وَنَحْوِهِ". (تفسير القرطبي: ج،۵،ص،۱۷۳،دار الكتب المصرية ،القاهرة)

[3]....(قاموس الفقہ: ج،۴،ص،۳۰۹،زم زم پبلشرز)

"وَمِنْهُ ضَرْبُ الْأَبِ ابْنَهُ تَأْدِيبًا أَوْ الْأُمُّ أَوْ الْوَصِيُّ وَمِنْ الْأَوَّلِ ضَرْبُ الْأَبِ أَوْ الْوَصِيِّ أَوْ الْمُعَلِّمِ بِإِذْنِ الْأَبِ تَعْلِيمًا فَمَاتَ لَا ضَمَانَ ..... وَمَحَلُّهُ فِي الضَّرْبِ الْمُعْتَادِ (الدر المختار). وفي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

ابی بردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ". [1]

ترجمہ: "حدود اللہ میں کسی مقررہ حد کے سوا کسی اور سزا میں دس کوڑے سے زیادہ بطور تعزیر وسزا نہ مارے جائیں"۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الشامية: (قَوْلُهُ بِإِذْنِ الْأَبِ) أَيْ أَوْ بِإِذْنِ الْوَصِيِّ وَلَوْ ضَرَبَ بِغَيْرِ إِذْنِهِمَا يَضْمَنُ كَمَا يَأْتِي ط (قَوْلُهُ تَعْلِيمًا) عِلَّةٌ لِقَوْلِهِ ضَرَبَ (قَوْلُهُ مُقَيَّدٌ) أَيْ بِوَصْفِ السَّلَامَةِ (قَوْلُهُ وَمَحَلُّهُ فِي الضَّرْبِ الْمُعْتَادِ) أَيْ كَمًّا وَكَيْفًا وَمَحَلًّا فَلَوْ ضَرَبَهُ عَلَى الْوَجْهِ أَوْ عَلَى الْمَذَاكِيرِ، يَجِبُ الضَّمَانُ بِلَا خَوْفٍ وَلَوْ سَوْطًا وَاحِدًا؛ لِأَنَّهُ إِتْلَافٌ". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الجنايات/فصل في الفعلين، ج،٦، ص،٥٦٦، دار الفكر، بيروت)

"(وَإِنْ وَجَبَ ضَرْبُ ابْنِ عَشْرٍ عَلَيْهَا بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ)". (الدر المختار) وقال الشامي: وَلَا يُجَاوِزُ الثَّلَاثَ، وَكَذَلِكَ الْمُعَلِّمُ لَيْسَ لَهُ أَنْ يُجَاوِزَهَا ..... وَظَاهِرُهُ أَنَّهُ لَا يُضْرَبُ بِالْعَصَا فِي غَيْرِ الصَّلَاةِ أَيْضًا". (رد المحتار مع الدر المختار: كتاب الصلاة، ج، ١، ص، ٣٥٢، دار الفكر، بيروت)

[1] .....(صحيح البخاري: كتاب الحدود/بَابٌ: كَمُ التَّعْزِيرُ وَالْأَدَبُ، ٨، ص، ١٧٤، رقم الحديث، ٦٨٤٨، دار طوق النجاة)

"الصَّوَابُ فِي الْجَوَابِ أَنَّ الْمُرَادَ بِالْحُدُودِ هُنَا الْحُقُوقُ الَّتِي هِيَ أَوَامِرُ اللّٰهِ وَنَوَاهِيهِ وَهِيَ الْمُرَادُ بِقَوْلِهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ .....فَلَا يُزَادُ عَلَى الْعَشْرِ فِي التَّأْدِيبَاتِ الَّتِي لَا تَتَعَلَّقُ بِمَعْصِيَةٍ كَتَأْدِيبِ الْأَبِ وَلَدَهُ الصَّغِيرَ". (فتح الباري: ج، ١٢، ص، ١٧٨، دار المعرفة، بيروت)

"المراد: جلد التأديب، كأن يؤدب الرجل ولده أو يؤدب خادمه أو يؤدب زوجته". (شرح عمدة الاحكام: ج، ٨، ص، ٧٠، موقع الشبكة الإسلامية)

"وقوله: (اضربوهم عليها وهم أبناء عشر سنين): المراد الضرب الذى يحصل به التأديب بلا ضرر، فلا يجوز للأب أن يضرب أولاده ضرباً مبرحاً، ولا يجوز أن يضربهم ضرباً مكرراً لا حاجة إليه، بل إذا احتاج إليه مثل ألا يقوم الولد للصلاة إلا بالضرب فإنه يضربه ضرباً غير مبرح، بل ضرباً معتاداً؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم إنما أمر بضربهم لا لإيلامهم ولكن لتأديبهم وتقويمهم. وفى هذا الحديث إشارة إلى أن ما ذهب إليه بعض المتأخرين ممن يدّعون أنهم أصحاب تربية من أن الصغار لا يضربون فى المدارس إذا أهملوا، ففى هذا الحديث الرد عليهم، وهو دليل على بطلان فكرتهم، وأنها غير صحيحة؛ لأن بعض الصغار لا ينفعهم الكلام فى الغالب، لكن الضرب ينفعهم أكثر، فلو أنهم تركوا بدون ضرب؛ لضيّعوا الواجب عليهم، وفرّطوا فى الدروس وأهملوا، فلابد من ضربهم ليعتادوا النظام.....إلا أنه كما قلنا لابد أن يكون الضرب للتأديب لا للإيلام والإيجاع،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

چنانچہ حضرت مفتی محمود حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ایک سوال کے جواب میں رقم طراز ہیں:

''چھوٹے بچوں کو بغیر چھڑی وغیرہ کے صرف ہاتھ سے وہ بھی ان کے تحمل کے موافق تین چپت تک مار سکتا ہے، وہ بھی سر اور چہرہ کو چھوڑ کر یعنی گردن اور کمر پر، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں، ورنہ بچے قیامت میں قصاص لیں گے۔ بچوں پر نرمی اور شفقت کی جائے۔ اب پیٹنے کا دور تقریباً ختم ہو گیا، اس کے اثرات اچھے نہیں ہوتے۔ بچے بے حیا اور نڈر ہو جاتے ہیں، مار کھانے کے عادی ہو کر یاد نہیں کرتے، بلکہ اکثر تو پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

جوتے یا لکڑی وغیرہ سے بچوں کو مارنا جائز نہیں۔ [1]

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

بقدر ضرورت ایک دو تین چپت تحمل کے موافق گردن اور کمر پر مارنے کی گنجائش ہے، لکڑی یا کوڑے یا جوتے وغیرہ سے اجازت نہیں، حق سے زائد مارنے پر یہ بچے قیامت کے دن قصاص لیں گے۔ [2]

راقم الحروف نے خود دیکھا ہے کہ مدارس اور اسکولوں میں اساتذہ کے درمیان مقابلہ ہوتا تھا کہ کونسا استاد بچوں کو زیادہ مارتا ہے، اور پھر اساتذہ کی جماعت میں فخریہ طور پر کہا جاتا تھا کہ فلاں استاد بڑا بچوں کو مارتا ہے، لوگوں میں مشہور ہونے کے چکر میں وہ بچوں پر اتنا تشدد کرتے تھے کہ کئی بچوں کی بازو کی ہڈی ٹوٹ جاتی تھی، الامان الحفیظ۔

پاکستان میں اساتذہ کی ایک بڑی تعداد بچوں کو سزا دے کر پڑھانا اپنا فرض سمجھتی ہے، آج

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فیضرب ضرباً یلیق بحاله، ضرباً غیر مبرح'. (شرح ریاض الصالحین: باب وجوب أمر أهله وأولاده المميزين وسائر من في رعيته بطاعة الله تعالى، ونهيهم عن المخالفة، وتأديبهم، ومنعهم من ارتكاب منهيٍّ عنه، ج۳، ص۱۷۴، دار الوطن للنشر، الرياض)

[1]....(فتاویٰ محمودیہ: ج۱۴، ص۱۲۹، مبوب ومرتب)

[2]....(فتاویٰ محمودیہ: ج۱۴، ص۱۲۸، مبوب ومرتب)

Marfat.com

جب پاکستان میں ''مار نہیں پیار'' کا نعرہ بلند ہوا تو کئی لوگوں نے اس نعرے کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ بچے بغیر مار کے پڑھ نہیں سکتے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو اساتذہ پڑھاتے ہیں ان کو پڑھانے سے پہلے ٹریننگ ہی نہیں دی جاتی، جس کی وجہ سے وہ تعلیم وتعلم کے طور طریقے سے واقف ہی نہیں ہوتے، جب وہ فنِ تدریس سے ہی ناواقف ہیں تو وہ بچے کی ہر غفلت کا حل مار میں سمجھتے ہیں۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مارنا بچوں کی کامیابی کا واحد حل ہے؟ نہیں بلکہ یقینی طور پر بچوں کو پڑھانے کے اور بھی طریقے موجود ہیں لیکن تدریسی پیچیدگیوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اساتذہ ان سے بے خبر ہیں۔ ''مار نہیں پیار'' کے نعرے کی مخالفت کرنے والے یہ کیوں نہیں سوچتے کہ کیا استاد بچوں کی نفسیات کو سمجھتا ہے؟ کیا اس نے کبھی بچے سے بیٹھ کر پوچھا کہ آپ کا کوئی ذاتی مسئلہ تو نہیں ہے جس کی وجہ سے آپ پڑھائی نہیں کر رہے؟ آج کیا وجہ ہے کہ اسکولوں اور مدرسوں سے بچے جب پڑھ کر فارغ ہوتے ہیں تو کم بچے ہیں جو مڑ کر واپس جاتے ہیں حتی کہ اپنے اساتذہ کو بھی اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرتے۔ مزہ تو یہ تھا کہ جب یہ طالب علم اس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہو کر جاتا تو اپنے ساتھ اچھی یادیں لے کر جاتا۔ لیکن افسوس جب وہ فارغ ہوتا ہے تو اساتذہ اور ادارے کی زیارت تو کجا اسے تو اس شہر کے نام سے نفرت ہو جاتی ہے، بچوں کو پڑھانا اور اسلامی تعلیمات کے مطابق ان کی تربیت اور اخلاق سازی کرنا بہت دشوار اور کٹھن رستہ ہے، لیکن ساتھ ساتھ انتہائی مقدس عمل بھی ہے، کیوں کہ یہی بچے ہمارے روشن مستقبل کا سرمایہ ہیں، انہوں نے ہی ہماری مستقبل کے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنا ہے۔ بچوں کو مارنے پیٹنے سے وہ بہت سی بری عادات کا شکار ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسمانی سزا سے بچے کو جھوٹ کی عادت پڑتی ہے اور وہ سزا سے بچنے کیلئے مکر وفریب اور چالاکی وعیاری کو کام میں لاتا ہے۔ یہ بری عادت روز بروز بڑھتی چلی جاتی ہے اور بچے کی زندگی کو تباہ کر دیتی ہیں۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ والدین

Marfat.com

چھوٹے بچوں پر تشدد نہ کریں کیونکہ اس سے ان کی طبیعت بجھ جاتی ہے اور زندگی سے خوشی و امنگ ختم ہو جاتی ہے۔ سزا سے بچے کی ذہنی نشوونما رک جاتی ہے اور حصول علم کا جذبہ ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اس کی طبیعت میں غیرت حمیت اور مدافعت کے جذبات ختم ہو جاتے ہیں غرضیکہ انسانیت کا کوئی جوہر بچے میں باقی نہیں رہتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر بچوں کو مارا نہ جائے تو پھر آخر کیسے ان کی بری عادات کو ختم کیا جائے؟ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سلسلے میں تدریجی عمل اختیار کیا جائے وہ جن درجات کا تعین کرتے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں: اگر کوئی بچہ برا فعل کرے تو پہلے پہل چشم پوشی سے کام لیا جائے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ فعل اس سے لاشعوری طور پر سرزد ہو گیا ہو۔ اگر بچہ پھر وہی فعل کرے تو اشاروں میں بالواسطہ سمجھا دینا چاہیے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے فعل پر نادم ہو جائے۔ اگر وہ بار بار اسی غلطی کا ارتکاب کرے تو اسے علیحدگی میں یہ بات سمجھائی جائے کہ اس کا یہ فعل ناپسندیدہ ہے اور اسے ترک کرنے میں اس کی بہتری ہے۔ اگر وہ پھر بھی اپنے فعل سے باز نہیں آتا تو اس کے ساتھیوں کے سامنے اس کی نشاندہی کی جائے اور اسے تنبیہ کی جائے اگر اس کے باوجود بھی راہ راست پر نہیں آتا تو اسے زیادہ سے زیادہ تین چھڑیاں لگائی جائیں۔

اسلام نے تعلیم میں آسانی کا حکم دیا ہے اور سختی سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے:

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"عَلِّمُوا، وَيَسِّرُوا، وَلا تُعَسِّرُوا، وَإِذَا غَضِبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْكُتْ". [1]

ترجمہ "تم لوگوں کو تعلیم دو، اور (تعلیم میں) آسانی پیدا کرو، اور دشواری پیدا نہ کرو، اور جب کسی کو تم میں سے غصہ آئے، تو اسے چاہیئے کہ وہ خاموشی اختیار کرے"۔

---

[1]....(مسند أحمد: مُسْنَدُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۴، ص۳۹، رقم الحديث ۲۱۳۶، مؤسسة الرسالة)
في حاشية مسند أحمد: حسن لغيره)

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي بَعْضِ أَمْرِهِ، قَالَ: بَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا، وَيَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا". [1]

ترجمہ: "جب رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں کسی کو اپنے کام کے لئے بھیجتے تھے، تو یہ فرماتے تھے کہ تم (اپنے آپ اور دوسروں کو) اچھی خبر سناؤ، اور متنفر نہ کرو، اور آسانی پیدا کرو، اور دشواری پیدا نہ کرو"۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُوا". [2]

ترجمہ: "آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ"۔

مذکورہ روایات سے معلوم ہوا کہ علماء، واعظین اور اساتذہ کو دینی معاملات میں آسانی کرنی چاہیئے، اساتذہ کو تعلیم میں آسانیاں کرنی چاہیے اور علماء و مبلغین کو اسلامی احکامات میں تشدد اختیار نہیں کرنا چاہیئے بلکہ زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات کی مناسبت سے امت کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے احکامات میں آسانی والے رستے کا تعین کرنا چاہیے۔

"تیرے پاؤں نے زنا کیا" کہنے کا حکم

اگر کسی شخص نے کسی کو کہا کہ تیرے پاؤں نے زنا کیا تو اس سے اس پر حد واجب نہیں ہوتی۔[3]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....(صحيح مسلم: كتاب الجهاد والسير/بَابٌ فِي الْأَمْرِ بِالتَّيْسِيرِ، وَتَرْكِ التَّنْفِيرِ، ج۳، ص۱۳۵۸، رقم الحديث، ۱۷۳۲، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الأدب/بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، ج۸، ص۳۰، رقم الحديث، ۶۱۲۵، دار طوق النجاة)

[3]...."أَوْ زَنَى فَخِذُكَ أَوْ رِجْلُكَ.....لَا حَدَّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الحدود/الباب السابع في حد القذف والتعزير، ج۲، ص۱۷۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۸)

جوتا اور استاد

استاد کے جوتے اُٹھانا

شاگرد استاد کے جوتے اُٹھا سکتا ہے، اور ادب کا تقاضا بھی یہی ہے، البتہ اگر شاگرد استاد کے جوتے نہ اُٹھائے تو استاد اس سے اس بات پر خفا نہ ہو، اور نہ ہی اسے سزا دے۔ بلکہ کبھی اپنے نفس کی تربیت اور اپنے اندر عاجزی پیدا کرنے کے لئے خود جوتے اُٹھانے چاہیئے، بعض اساتذہ کو دیکھا گیا ہے کہ اگر شاگرد ان کے جوتے نہ اُٹھائیں یا تو وہ منتظر رہتے ہیں کہ کوئی شاگرد آئے اور ان کے جوتے اُٹھائے یا پھر اگر شاگرد ان کے جوتے نہ اُٹھائے تو برہمی کا اظہار کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ بطورِ عاجزی اپنے جوتے خود اُٹھاتے اور انہیں خود سی لیا کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"لَبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّوفَ وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ وَلَبِسَ ثَوْبًا خَشِنًا خَشِنًا". [1]

"ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون زیب تن فرماتے اور ٹوٹا ہوا جوتا خود ہی سی لیتے اور موٹے سے موٹا کپڑا پہن لیتے"۔

بہر حال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں، تکیہ، مسواک

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب لباس رسول الله ﷺ، ج، ۴، ص، ۱۶۰، رقم الحديث، ۳۵۵۶، دار الكتب العلمية بيروت)

"فقد كان ﷺ يحمل نعليه بيديه، ويخصفهما بيديه تواضعاً، فعلى كل انسان أن يقتدى به اقتداء كاملاً". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱، ص، ۲۱۳، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

Marfat.com

اور لوٹے وغیرہ کے منتظم تھے، وہ آپ ﷺ کو جوتے پہناتے اور جب وہ بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ کے کھڑے ہونے تک جوتے اپنے بازو میں دبا کر محفوظ رکھتے۔

چنانچہ علقمہ سے روایت ہے کہ:

"دَخَلْتُ الشَّأْمَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا، فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلًا فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ: أَرْجُو أَنْ يَكُونَ اسْتَجَابَ، قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الكُوفَةِ، قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالوِسَادِ وَالمِطْهَرَةِ؟ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمُ الَّذِي أُجِيرَ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِي لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ وَاللَّيْلِ، فَقَرَأْتُ: (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى). وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى. وَالذَّكَرِ وَالأُنْثَى قَالَ: أَقْرَأَنِيهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاهُ إِلَى فِيَّ، فَمَا زَالَ هَؤُلاَءِ حَتَّى كَادُوا يَرُدُّونِي". [1]

ترجمہ: "میں شام پہنچا تو سب سے پہلے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کسی (نیک) ساتھی کی صحبت سے فیض یابی کی توفیق عطا فرما۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ آ رہے ہیں، جب وہ قریب آ گئے تو میں نے سوچا کہ شاید میری دعا قبول ہوگئی ہے۔ انہوں نے دریافت کیا: آپ کا وطن کہاں ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، اس پر انہوں نے فرمایا: کیا تمہارے یہاں صاحب النعلین والوساد والمطہرۃ (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ کیا تمہارے یہاں وہ صحابی نہیں ہیں جنہیں شیطان سے (اللہ کی) پناہ مل چکی ہے۔ (یعنی عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما) کیا تمہارے یہاں سربستہ رازوں کے جاننے والے نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا (پھر

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج،۵،ص،۲۸،رقم الحديث، ۳۷۶۱،دارطوق النجاة)

Marfat.com

دریافت فرمایا) ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) آیت والـلـیـل کی قرآت کس طرح کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ والـلـیـل إذا یغشی والنهار إذا تجلی والذکر والأنثی آپ نے فرمایا کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے اسی طرح سکھایا تھا۔ لیکن اب شام والے مجھے اس طرح قرآت کرنے سے ہٹانا چاہتے ہیں"۔

حضرت خثیمہ بن ابی سبرہ فرماتے ہیں کہ:

"أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَيَسَّرَ لِي أَبَا هُرَيْرَةَ، فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنِّي سَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا فَوُفِّقْتَ لِي، فَقَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ، جِئْتُ أَلْتَمِسُ الْخَيْرَ وَأَطْلُبُهُ فَقَالَ: أَلَيْسَ فِيكُمْ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ مُجَابُ الدَّعْوَةِ، وَابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبُ طَهُورِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعْلَيْهِ، وَحُذَيْفَةُ صَاحِبُ سِرِّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَمَّارٌ الَّذِي أَجَارَهُ اللَّهُ مِنَ الشَّيْطَانِ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ، وَسَلْمَانُ صَاحِبُ الْكِتَابَيْنِ؟ قَالَ قَتَادَةُ، وَالْكِتَابَانِ الْإِنْجِيلُ وَالْقُرْآنُ". [1]

ترجمہ "میں مدینہ آیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے کوئی نیک دوست عطاء فرما۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملوا دیا۔ ان کے پاس بیٹھا اور اپنی دعا کے متعلق بتایا۔ انہوں نے پوچھا کہاں کے رہنے والے ہوں؟ میں نے

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب المناقب/بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۵، ص۶۷۴، رقم الحديث، ۳۸۱۱، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)
"وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبَ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالسِّوَاكِ وَالطَّهُورِ، وَكَانَ يُلْبِسُهُ نَعْلَيْهِ إِذَا قَامَ، وَإِذَا جَلَسَ جَعَلَهُمَا فِي ذِرَاعَيْهِ حَتَّى يَقُومَ". (جمع الوسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج۱، ص۱۲۹، المطبعة الشرفية، مصر)

Marfat.com

عرض کیا کہ کوفہ کا رہنے والا ہوں اور خیر کی طلب مجھے یہاں لائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تمہارے پاس سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں جنکی دعا قبول ہوتی ہے۔ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا پانی رکھنے اور جوتیاں سیدھی کرنے والے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں؟ کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رازدار حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں؟ کیا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کے مطابق شیطان سے دور کر دیا ہے۔؟ اور کیا دو کتابوں والے سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔ قتادہ کہتے ہیں کہ دو کتابوں سے مراد انجیل اور قرآن ہیں''۔

کیا استاد کے جوتے نہ اٹھانے والا نافرمان ہے؟

استاد کے جوتے اُٹھانے چاہیئے لیکن اگر کوئی شاگرد اپنے استاد کے جوتے نہ اُٹھائے تو وہ اپنے استاد کا نافرمان نہیں ہوگا۔ اگر جوتے نہ اُٹھانا نافرمانی ہے تو پھر صحابہ کرامؓ جو کہ امام الرسل والانبیاء جنابِ محمد ﷺ کا انتہائی زیادہ احترام کیا کرتے تھے وہ آپ ﷺ کو ان کے جوتے نہ اُٹھانے دیتے، جبکہ روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ اپنے جوتے خود اُٹھایا کرتے تھے۔ [1]

اُستاد سے پیر پکڑ کر معافی مانگنے کا حکم

اسلام میں معافی مانگنے کے لئے کسی بڑے یا استاد کے پیروں کو پکڑنا شرط نہیں، بلکہ یہ تو برہمن کی تعظیم ہے، بغیر معافی کے بھی ان کے ہاں پاؤں کو چھونے کا دستور ہے جس کو ''پیر لاگن'' کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس سے اجتناب ضروری ہے، کیونکہ اس میں غیر قوم کی مشابہت

---

[1]..... "فقد كان ﷺ يحمل نعليه بيديه، ويخصفهما بيديه تواضعاً، فعلى كل انسان أن يقتدى به اقتداء كاملاً". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج۱، ص۲۱۳، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

Marfat.com

پائی جاتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ". [1]

ترجمہ: "جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی میں سے ہے"۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب اللباس/بَابٌ فِي لُبْسِ الشُّهْرَةِ، ج،۴،ص،۴۴،رقم الحديث، ۴۰۳۱،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر۹)

جوتا اور عورت

عورتوں کا بڑی ایڑی والی جوتی پہننے کا حکم

اسلام میں عورتوں کے لئے مردانہ وضع قطع کے جوتے پہننے کی ممانعت ہے، اگر تو وہ جوتے مردوں کے لئے ہی مخصوص ہوں اور عرفِ عام میں ان کا پہننا مردوں ہی کے لیے ہو تو ایسے جوتوں کے پہننے پر خواتین موجبِ لعنت ٹھہریں گی۔

خواتین کو ایسے جوتے اور چپل وغیرہ پہننے کی اجازت ہے جو عورتوں ہی کے لئے بنائے گئے ہوں، اور عام رواج میں انہیں خواتین کے جوتے ہی تصور کیا جاتا ہو۔ خواہ اس کی ایڑی اونچی ہو یا پست، اور خواہ وہ آگے سے بند ہو یا کھلے، اس کا اصل مدار رواج پر ہے، بالفاظِ دیگر جو جوتے عرفِ عام میں مردوں کے تصور کیے جاتے ہوں، وہ عورتوں کے لئے جائز نہیں، اور جو جوتے رواج میں مردوں کے لئے خاص نہ ہوں تو خواتین کے لئے ایسے جوتوں کا استعمال جائز ہے۔

چنانچہ ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ:

"قِيلَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: إِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ، فَقَالَتْ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَاءِ". [1]

ترجمہ: "کسی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا کہ فلاں عورت مردانہ جوتے پہنتی ہے، تو جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب اللباس، بَابٌ فِي لِبَاسِ النِّسَاءِ، ج۴، ص۶۰، رقم الحديث، ۴۰۹۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا طور و طریقہ اپنائے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت بھیجی جو عورتوں جیسا چال چلن اختیار کریں اور ان عورتوں پر لعنت بھیجی جو مردوں جیسا چال چلن اختیار کریں"۔

بیوی کا شوہر کے پیر چھونا

پاؤں کو چھونا اسلامی تعظیم میں سے نہیں ہے، بلکہ یہ تو غیروں کا طور طریقہ ہے، جس سے اجتناب لازم ہے۔ [2]

ماں کے قدموں کو تعظیم کے لئے چھونے کا حکم

ماں کے قدموں کو تعظیماً چھونے کا حکم نہ تو قرآن مجید میں ہے اور نہ ہی روایات میں، یہ اسلامی تعظیم نہیں ہے بلکہ غیروں کا رواج ہے، جس سے احتراز لازم ہے۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/بَابٌ: الْمُتَشَبِّهُونَ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ، ج۷، ص۱۵۹، رقم الحديث، ۵۸۸۵، دار طوق النجاة)

[2]...."وفي رسالة المصافحة للشرنبلالي عن شيخ مشايخه الحانوتي التحية بالركوع واسترخاء الرأس مكروهة لكل أحد مطلقا". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: كتاب الصلاة/فصل في صفة الأذكار، ص۳۲۰، قديمي)

"طَلَبَ مِنْ عَالِمٍ أَوْ زَاهِدٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ قَدَمَهُ لِيُقَبِّلَهُ لَا يُرَخَّصُ فِيهِ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الكراهية/الْبَاب الثَّامِن وَالْعُشْرُونَ فِي مُلَاقَاة الْمُلُوك وَالتَّوَاضُع لَهُمْ وَتَقْبِيل ايديهم، ج۵، ص۳۶۹، رشيدية)

(وكذا في جواهر الفقه: باب دست بوسی/اقوال فقهاء سوال دوم، ج۱، ص۲۰۰، مكتبة دار العلوم، كراچی)

(وكذا في رد المحتار: كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء وغيره، ج۶، ص۳۸۳، سعيد)

Marfat.com

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَالَ رَجُلٌ :يَا رَسُولَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقَى أَخَاهُ أَوْ صَدِيقَهُ أَيَنْحَنِي لَهُ؟ قَالَ :لَا قَالَ :أَفَيَلْتَزِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ؟ قَالَ :لَا قَالَ :أَفَيَأْخُذُ بِيَدِهِ وَيُصَافِحُهُ؟ قَالَ :نَعَمْ". [1]

ترجمہ: "ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر ہم میں سے کوئی اپنے کسی بھائی یا دوست کو ملے تو کیا اس کے لئے جھکے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ عرض کیا تو کیا اس سے گلے مل کر اس کا بوسہ لے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ اس نے پوچھا کیا اس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں"۔

اجنبیہ کا پاؤں دیکھنے کا حکم

حسنؒ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت کی ہے کہ اجنبیہ عورت کے پاؤں کو دیکھنا جائز ہے، جبکہ دوسری روایت کے مطابق اجنبیہ کے قدم کی طرف نظر کرنا جائز نہیں ہے۔ [2]

لڑکیوں کا پاؤں میں گھنگر پہننا درست نہیں

لڑکیوں کا پیروں میں گھنگرو پہننا درست نہیں۔

---

[1]....(مشكاة المصابيح:باب المصافحة والمعانقة،الفصل الثاني،قديمي)
قال ملا على القاري رحمه الله تعالىٰ:(أَيَنْحَنِي لَهُ؟):مِنَ الِانْحِنَاءِ، وَهُوَ إِمَالَةُ الرَّأْسِ وَالظَّهْرِ تَوَاضُعًا وَخِدْمَةً (قَالَ:لَا)أَيْ:فَإِنَّهُ فِي مَعْنَى الرُّكُوعِ، وَهُوَ كَالسُّجُودِ مِنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ ".(مرقاة المفاتيح:كتاب الأدب/باب المصافحة والمعانقة،الفص الثاني،ج،٧،ص،٢٩٦٥،رقم الحديث،٤٦٨٠،دارالفكر،بيروت)
"(تَقْبِيلِ الْأَرْضِ بَيْنَ يَدَيْ الْعُلَمَاءِ)وَالْعُظَمَاءِ فَحَرَامٌ وَالْفَاعِلُ وَالرَّاضِي بِهِ آثِمَانِ لِأَنَّهُ يُشْبِهُ عِبَادَةَ الْوَثَنِ وَهَلْ يَكْفُرَانِ:عَلَى وَجْهِ الْعِبَادَةِ وَالتَّعْظِيمِ كُفْرٌ وَإِنْ عَلَى وَجْهِ التَّحِيَّةِ لَا وَصَارَ آثِمًا مُرْتَكِبًا لِلْكَبِيرَةِ".(الدرالمختارمع رد المحتار:كتاب الحظر والاباحة/باب الاستبراء وغيره،ج،٦،ص،٣٨٣،دارالفكر)
[2]...."وَرَوَى الْحَسَنُ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى يَجُوزُ النَّظَرُ إِلَى قَدَمِهَا أَيْضًا، وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى عَنْهُ قَالَ لَا يَجُوزُ النَّظَرُ إِلَى قَدَمِهَا".(الفتاوى الهندية:كتاب الكراهية/الباب الثامن في ما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له،ج،٥،ص، ٣٢٩، دارالفكر)

Marfat.com

چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ مَوْلَاةً لَهُمْ ذَهَبَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ إِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِي رِجْلِهَا أَجْرَاسٌ، فَقَطَعَهَا عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانًا". [1]

ترجمہ: "ان کی ایک لونڈی حضرت زبیر کی بیٹی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کے پاس لے گئی، لڑکی کے پاؤں میں گھنگرو تھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو کاٹ ڈالا اور فرمایا کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہے"۔

بُنانہ جو عبدالرحمٰن بن حسان انصاری کی لونڈی تھی، اس کا بیان ہے کہ:

"بَيْنَمَا هِيَ عِنْدَهَا إِذْ دُخِلَ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ، فَقَالَتْ: لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ إِلَّا أَنْ تَقْطَعُوا جَلَاجِلَهَا، وَقَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول: لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ جَرَسٌ". [2]

ترجمہ: "وہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تھی کہ ان کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس کو گھنگرو پہنائے گئے تھے اور وہ آواز دیتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب تک اس کے گھونگرو نہ کاٹ دو اسے میرے پاس مت لاؤ۔ اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں فرشتے نہیں ہوتے"۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الخاتم/بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلَاجِلِ، ج۴، ص۹۱، رقم الحديث، ۴۲۳۰، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]....(سنن أبي داود: كتاب الخاتم/بَابُ مَا جَاءَ فِي الْجَلَاجِلِ، ج۴، ص۹۲، رقم الحديث، ۴۲۳۱، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱۰)

پیروں اور جوتوں کے مختلف مسائل

کسی کو جوتوں کا ہدیہ دینا اہانت نہیں

کسی کو جوتوں کا ہدیہ دینا اس شخص کی اہانت اور توہین نہیں ہے، بلکہ نجاشی نے رسول اللہ ﷺ کو دو سیاہ موزے بطور ہدیہ دیے تھے جنہیں آپ ﷺ نے پہنا تھا۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا". [1]

ترجمہ: "نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سادہ سیاہ موزے بطور ہدیہ دیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پہن لئے"۔

سرخ اور سفید چمڑے کا موزہ پہننے کا حکم

سرخ اور سفید موزے پہننا علماء اور صلحاء کا طریقہ نہیں بلکہ ابو القاسم صفار فرماتے ہیں کہ سرخ چمڑے کا موزہ فرعون کا تھا اور سفید چمڑے کا موزہ ہامان کا تھا، مزید فرماتے ہیں کہ میں نے بلخ کے بیس بڑے فقہاء سے ملاقات کی مگر میں نے کسی کے پاس سرخ یا سفید موزہ نہ دیکھا اور نہ میں نے کسی کو سنا کہ اس نے کبھی اپنے پاس رکھا ہے۔ [2]

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب الخفاف السود، ج۴، ص۱۹۲، رقم الحديث، ۳۶۲۰، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]...."وعن أبي القاسم الصفار الخف الأحمر خف فرعون والخف الأبيض خف هامان .....ولقد لقيت عشرين من كبار فقهاء بلخ فما رأيت لأحدهم خفا أبيض ولا أحمر ولا سمعت أنه أمسكه "(فتاوى الهندية : كتاب الكراهية/الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره ، ج۵، ص۴۱۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

سیاہ رنگ کا جوتے پہننے کا حکم

سیاہ رنگ کے جوتے پہننا جائز ہے۔

چنانچہ جامع الفتاوی میں ہے:

سیاہ رنگ کا جوتا پہننا جائز ہے، اس کو حرام کہنا بالکل غلط ہے۔ [1]

کالے موزے پہننا جائز ہے

کالے موزے یا جوتے پہننا جائز ہیں۔

چنانچہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا". [2]

ترجمہ: "نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سادہ سیاہ موزے بطور ہدیہ دیئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پہن لئے"۔

مزید برآں کالے رنگ کے موزے علماء کے ہیں۔ [3]

لکڑی کی جوتی بنانا بدعت ہے

لکڑی کا جوتا بنانا بدعت ہے۔ [4]

---

[1]....(جامع الفتاوی: ج۳، ص۱۶۰)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب الخفاف السود، ج۴، ص۱۹۲، رقم الحديث، ۳۶۲۰، دارالكتب العلمية، بيروت)

[3]...."والخف الاسود خف العلماء.....وروي أنه عليه الصلاة والسلام امسك خفاً أسود اهدي له خفان أسودان فقبض ولبس كذا في القنية". (فتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره، ج۵، ص۴۱۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

[4]...."اتخاذ النعل من الخشب بدعة".(فتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب التاسع في اللبس ما يكره من ذلك وما لا يكره، ج۵، ص۴۱۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

اچھا جوتا پہننا تکبر نہیں

اچھا جوتا پہننا تکبر نہیں جبکہ انسان اچھا جوتا تکبر کے طور پر نہ پہنے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ قَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنَةً قَالَ إِنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ". [1]

ترجمہ: "جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا اس پر ایک آدمی نے عرض کیا کہ ایک آدمی چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتی بھی اچھی ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جمیل ہے اور جمال ہی کو پسند کرتا ہے تکبر تو حق کی طرف سے منہ موڑنے اور دوسرے لوگوں کو کمتر سمجھنے کو کہتے ہیں"۔

جوتے کا تسمہ ٹوٹنے پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہیے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ فَلْيَسْتَرْجِعْ، فَإِنَّهُ مِنَ الْمَصَائِبِ". [2]

ترجمہ: "جس وقت تم میں سے کسی ایک کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو چاہیے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے۔ اس لئے یہ بھی مصیبتوں میں سے ہے"۔

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب تحریم الکبر وبیانہ، ج۱، ص۹۳، رقم الحدیث، ۱۴۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

[2]....(شعب الایمان: باب في الصبر علی المصائب، وعما تنزع الیہ النفس من لذۃ وشھوۃ، ج۱۲، ص۱۸۰، رقم الحدیث، ۹۲۴۴، مکتبۃ الرشد)

Marfat.com

خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے غیر مسلم کو دینے کا حکم

اگر کسی کے پاس خنزیر کے چمڑے سے بنے جوتے ہوں تو وہ کافر کو بھی ہدیتاً نہیں دے سکتا اس لئے کہ جس چیز کا استعمال حرام ہے اس کا کسی کو ہدیہ دینا بھی حرام ہے۔[1]

مال حرام سے خریدے ہوئے جوتوں کا استعمال بھی حرام ہیں

اگر کسی شخص نے حرام مال سے جوتے خریدے، تو اس کے لئے ان کا استعمال بھی حرام ہے۔[2]

جمعہ کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کی شرعی حیثیت

جمعہ کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں کو کاٹنا مستحب ہے۔

"وَيُسْتَحَبُّ قَلْمُ أَظَافِيرِهِ". [3]

قاضی خان کہتے ہیں کہ اگر ایک شخص ناخن تراشنے اور سر کے بال مونڈھوانے کے لئے جمعہ کا دن مقرر کردے، تو اگر وہ اس جمعہ کے علاوہ کے دن میں اس کے جواز کا قائل ہے لیکن وہ کسی اور دن تک بہت زیادہ مؤخر کردیتا ہے تو یہ مکروہ ہے، اس لئے کہ جس کے ناخن طویل ہوں گے اس کا رزق تنگ ہوگا۔ البتہ اگر آخری مدت سے تجاوز نہ کیا اور احادیث سے تبرک حاصل کرنے کے لئے مؤخر کیا تو یہ مستحب ہے۔[4]

---

[1]....."وقال أصحابنا :لا يجوز الانتفاع بالميتة على أي وجه ولايطعمها الكلاب والجوارح كذا في القنية".(الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/باب الهدايا والضيافات، ج،۵، ص،۴۲۳،دارالكتب العلمية،بيروت)

[2]....قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ :"وَنَقَلَ ط عَنْ الْحَمَوِيِّ عَنْ صَدْرِ الْإِسْلَامِ:وَنَقَلَ ط عَنْ الْحَمَوِيِّ عَنْ صَدْرِالْإِسْلَامِ:أَنَّ الصَّحِيحَ لَا يَحِلُّ لَهُ الْأَكْلُ وَلَا الْوَطْءُ، لِأَنَّ فِي السَّبَبِ نَوْعُ خُبْثٍ فَلْيُتَأَمَّلْ".(ردالمحتارمع الدرالمختار: كتاب الغصب/مطلب:شرى داراً وسكنها فظهرت لوقف او يتيم وجب الأجر وهو المعتمد، ج،۹،ص،۲۷۸،دارالكتب العلمية،بيروت)

[3]....(الدرالمختارمع رد المحتار: ج،۶،ص،۴۰۵،دارالفكر،بيروت)

[4]....."قَالَ قَاضِيخَانْ :رَجُلٌ وَقَّتَ لِقَلْمِ أَظَافِيرِهِ وَحَلْقِ رَأْسِهِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .قَالُوا:إِنْ كَانَ يَرَى جَوَازَ ذَلِكَ فِي غَيْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ، وَأَخَّرَهُ إِلَى يَوْمِهَا تَأْخِيرًا فَاحِشًا كَانَ مَكْرُوهًا؛لِأَنَّ مَنْ كَانَ ظُفْرُهُ طَوِيلًا كَانَ رِزْقُهُ ضَيِّقًا، فَإِنْ لَمْ يُجَاوِزِالْحَدَّ وَأَخَّرَهُ تَبَرُّكًا بِالْأَخْبَارِ، فَهُوَ مُسْتَحَبٌّ ".

Marfat.com

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"مَنْ قَلَّمَ أَظَافِيرَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنَ الْبَلَايَا إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى وَزِيَادَةِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ". [1]

ترجمہ: "جو جمعہ کے دن اپنے ناخن تراشے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک مصائب سے بچائے گا اور اس کے ساتھ تین دن مزید"۔

جمعرات کے دن ہاتھ اور پاؤں کے ناخن کاٹنے کی شرعی حیثیت

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جمعرات کو ناخن کاٹنے کے حوالے سے درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

"مَنْ أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَهُ الْغِنَى عَلَى كُرْهٍ فَلْيُقَلِّمْ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْخَمِيسِ".

ترجمہ: "جو چاہتا ہے کہ اسے ناگوار حالات میں خوشحالی نصیب ہو تو وہ جمعرات کو

---

[1]....(مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس/باب الترجل، ص،٢٨١٦٧، دار الفكر، بيروت، لبنان)
"عَنِ ابْنِ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ فِيمَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ: أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْهَا الدَّاءَ، وَأَدْخَلَ فِيهَا الشِّفَاءَ". (مصنف لابن أبي شيبة: كتاب الجمعة/تنقية الاظفار، وغيرها يوم الجمعة، ج،١، ص،٤٨٣، رقم الحديث، ٥٥٧٠، مكتبة الرشد، الرياض)
"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ قَالَ: مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَقَصَّ شَارِبَهُ وَاسْتَنَّ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْجُمُعَةَ". (مصنف عبد الرزاق: كتاب الجمعة/باب الغسل يوم الجمعة والطيب والسواك، ج،٣، ص،١٩٧، رقم الحديث، ٥٣٠٠، المكتب الاسلامي، بيروت)
"عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ الْحِمْيَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ قَلَّمَ أَظْفَارَهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْهُ الدَّاءَ، وَأَدْخَلَ عَلَيْهِ الدَّوَاءَ". (مصنف عبد الرزاق: كتاب الجمعة/باب الغسل يوم الجمعة والطيب والسواك، ج،٣، ص،١٩٧، رقم الحديث، ٥٣١٠، المكتب الاسلامي، بيروت)
"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ، وَيَقُصُّ شَارِبَهُ، يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى الصَّلَاةِ".
(المعجم الأوسط للطبراني: باب من اسمه أحمد، ج،١، ص،٢٥٧، رقم الحديث، ٨٤٢، دار الحرمين، القاهرة)
"أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، "كَانَ يُقَلِّمُ أَظْفَارَهُ وَيَقُصُّ شَارِبَهُ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ". (السنن الكبر للبيهقي: كتاب الجمعة/باب السنة في التنظيف يوم الجمعة بغسل، وأخذ شعر وظفر وعلاج لما يقطع تغير، ج،٣، ص،٣٤٦، رقم الحديث، ٥٩٦٤، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

اپنے ناخن تراشا کرے"۔

نوٹ: ملا علی قاری اور علامہ ابن حجرؒ نے اس روایت کا رد فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جمعرات کے روز ناخن کاٹنے کے بارے میں کوئی حدیث نہیں ہے' بلکہ جب ضرورت پڑ جائے' ناخن وغیرہ کاٹ لے اور ان کی کیفیت ثابت نہیں ہے اور نہ کسی دن کی تعظیم کے بارے میں کوئی چیز ثابت ہے اور اس سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے جو کلام منظوم منقول ہے، وہ باطل ہے۔ [1]

بڑھے ہوئے ناخنوں پر شیطان کا بسیرا

جو ناخن حد سے بڑھ جائیں شیطان ان پر بسیرا کر لیتا ہے۔ لہذا ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں کو حد سے زیادہ بڑھانا نہیں چاہیے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"یَاابَا هُرَیْرَةَ قِلِّمْ أَظْفَارَکَ فَإِنَّ الشَّیْطَانَ یَقْعُدُ عَلَی مَا طَالَ مِنْهَا". [2]

ترجمہ: "اے ابوہریرہ! اپنے ناخن کو تراشو اس لئے کہ بڑھے ہوئے ناخن پر شیطان بسیرا کرتا ہے"۔

رات کے وقت ناخن کاٹنے کا حکم

رات کے وقت ناخن کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

ہارون الرشید کے بارے میں حکایت بیان کی گئی ہے کہ اس نے امام یوسف علیہ الرحمہ سے رات کو ناخن کاٹنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ یہ جائز امور

---

[1]....."وَلَمْ یَثْبُتْ فِی قَصِّ الظُّفْرِ یَوْمَ الْخَمِیسِ حَدِیثٌ، بَلْ کَیْفَمَا احْتَاجَ إِلَیْهِ، وَلَمْ یَثْبُتْ فِی کَیْفِیَّتِهِ، وَلَا فِی تَعْیِینِ یَوْمٍ لَهُ شَیْءٌ وَمَا یُعْزَی مِنَ النَّظْمِ فِی ذَلِکَ لِعَلِیٍّ أَوْغَیْرِهِ بَاطِلٌ. ذَکَرَهُ ابْنُ حَجَرٍ". (مرقاة المفاتیح: کتاب اللباس/باب الترجل، ج،۷، ص،۲۸۱۵، رقم الحدیث، دار الفکر، بیروت)

[2]....(احیاء العلوم الدین: کتاب اسرار الطهارة/النوع الثانی فیما یحدث فی البدن من الأجزاء، ج،۱، ص،۱۴۱، دار المعرفة، بیروت)

Marfat.com

میں سے ہے۔ بادشاہ نے دلیل مانگی تو آپ نے جواب دیا کہ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ قول ہے۔

"اَلْخَیْرُ لَایُؤَخَّرُ". [1]

ترجمہ: "اچھے کاموں میں دیر نہیں کرنی چاہیے"۔

ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں کو ٹائیلٹ (Toilet) میں پھینکنے کا حکم

ہاتھ اور پاؤں کے ناخنوں کو ٹائیلٹ (Toilet) یا بیت الخلاء میں پھینکنا مکروہ ہے، البتہ انہیں ویسے پھینکنے میں حرج نہیں۔ لیکن مناسب یہ ہے کہ انہیں دفن کر دیا جائے۔ [2]

اجنبی کا عورت کے پاؤں کے کٹے ہوئے ناخنوں کو دیکھنے کا حکم

اجنبی کے لئے جسم کے جس عضو کو دیکھنا جائز نہیں ہے اس کا جسم سے جدا ہونے کے بعد بھی دیکھنا جائز نہیں، مثلاً سر کے بال اور پاؤں کے کٹے ہوئے ناخن وغیرہ۔ [3]

---

[1]..... "حُکِیَ أَنَّ هَارُونَ الرَّشِیدَ سَأَلَ أَبَا یُوسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَی عَنْ قَصِّ الْأَظَافِیرِ فِی اللَّیْلِ فَقَالَ یَنْبَغِی فَقَالَ مَا الدَّلِیلُ عَلَی ذٰلِکَ فَقَالَ قَوْلُهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ الْخَیْرُ لَا یُؤَخَّرُ کَذَا فِی الْغَرَائِبِ". (الفتاوی الهندیة: کتاب الکراهیة/الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غیرها، ج۵، ص۳۵۸، دار الفکر)

[2]..... "إِذَا قَلَّمَ أَظَافِیرَهُ أَوْ جَزَّ شَعْرَهُ یَنْبَغِی أَنْ یَدْفِنَ قُلَامَتَهُ، فَإِنْ رَمَی بِهِ فَلَا بَأْسَ، وَإِنْ أَلْقَاهُ فِی الْکَنِیفِ أَوِ الْمُغْتَسَلِ یُکْرَهُ". (مرقاة المفاتیح: کتاب اللباس/باب الترجل، ج۷، ص۲۸۱۵، دار الفکر، بیروت)

"فَإِذَا قَلَّمَ أَظْفَارَهُ أَوْ جَزَّ شَعْرَهُ یَنْبَغِی أَنْ یَدْفِنَ ذٰلِکَ الظُّفْرَ وَالشَّعْرَ الْمَجْزُوزَ فَإِنْ رَمَی بِهِ فَلَا بَأْسَ وَإِنْ أَلْقَاهُ فِی الْکَنِیفِ أَوْ فِی الْمُغْتَسَلِ یُکْرَهُ ذٰلِکَ لِأَنَّ ذٰلِکَ یُورِثُ دَاءً کَذَا فِی فَتَاوَی قَاضِی خَان. یَدْفِنُ أَرْبَعَةَ الظُّفْرَ وَالشَّعْرَ وَخِرْقَةَ الْحَیْضِ وَالدَّمَ کَذَا فِی الْفَتَاوَی الْعَتَّابِیَّةِ". (الفتاوی الهندیة: کتاب الکراهیة/الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وحلق المرأة شعرها ووصلها شعر غیرها، ج۵، ص۳۵۸، دار الفکر)

[3]..... "وَالْأَصَحُّ أَنَّ کُلَّ عُضْوٍ لَا یَجُوزُ النَّظَرُ إِلَیْهِ قَبْلَ الْإِنْفِصَالِ لَا یَجُوزُ بَعْدَهُ کَشَعْرِ رَأْسِهَا وَقُلَامَةِ رِجْلِهَا وَشَعْرِ عَانَتِهَا، کَذَا فِی الزَّاهِدِیِّ". (الفتاوی الهندیة/الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر الیه و ما لا یحل له، ج۵، ص۳۲۹، مکتبه دار الفکر)

Marfat.com

کٹے ناخنوں کا پاؤں کے نیچے آنا

کچھ لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اگر کٹا ہوا ناخن انسان کے پاؤں کے نیچے آجائے تو وہ شخص اس شخص کا (جس کا ناخن کٹا ہوا ہے) دشمن بن جاتا ہے۔ یہ محض توہم پرستی ہے اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

جانور کو اس کے پاؤں سے پکڑ کر ذبح خانہ لے کے جانے کا حکم

جانور کو اس کے پاؤں سے پکڑ کر ذبح خانہ کی طرف لے جانا مکروہ ہے، لیکن اس سے ذبیحہ حرام نہیں ہوتا۔[1]

اکھڑے ناخن سے جانور ذبح کرنے کا حکم

اگر کسی نے اکھڑے دانت یا ناخن سے ذبیحہ کو ذبح کیا تو جانور حلال ہو جائے گا، البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔[2]

ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنا

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِى الْحِجَّةِ، وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ". [3]

"ترجمہ: "جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھو، اور تم میں سے کوئی قربانی کا ارادہ رکھتا ہو تو

---

[1]....."وَيُكْرَهُ جَرُّهَا بِرِجْلِهَا إِلَى الْمَذْبَحِ..... وَهَذَا كُلُّهُ لَا تَحْرُمُ بِهِ الذَّبِيحَةُ، كَذَا فِي الْبَدَائِعِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الذبائح/الباب الأول في ركن الذبح و شرائطه وحكمه وأنواعه، ج ،۵،ص،۲۸۸،دارالفكر)

[2]....."وَلَوْ ذَبَحَ بِسِنٍّ أَوْ ظُفْرٍ مَنْزُوعٍ يَحِلُّ وَيُكْرَهُ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ". (الفتاوى الهندية: كتاب الذبائح/الباب الأول في ركن الذبح و شرائطه وحكمه وأنواعه ،ج، ۵ ،ص،۲۸۷، دارالفكر)

[3]....(صحيح مسلم: كتاب الصيد والذبائح/بَابُ نَهْيِ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِ عَشْرُ ذِى الْحِجَّةِ وَهُوَ مُرِيدُ التَّضْحِيَةِ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ شَعْرِهِ، أَوْ أَظْفَارِهِ شَيْئًا ، دارإحياء التراث العربي،بيروت)

Marfat.com

وہ اپنے بال اور ناخن کاٹنے سے رک جائے"۔

نوٹ: فقہاء نے اس جیسی احادیث کے پیشِ نظر اپنے ناخن اور بال ذوالحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک نہ کاٹنا مستحب قرار دیا ہے، یہ استحباب اس شخص کے لئے ہے جو قربانی کرنے والا ہو۔ اس کو بجالانا ضروری نہیں۔ لہذا اگر کوئی آدمی قربانی سے پہلے اپنے ہاتھ یا پاؤں کے ناخن یا جسم کے کسی حصہ سے بال کاٹتا ہے تو اس سے اس کی قربانی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔[1]

البتہ قربانی سے قبل چالیس دن گزر گئے ہوں تو اس صورت میں ہاتھ، پاؤں، بغل اور زیرِ ناف بالوں کی صفائی لازم ہے۔

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"وُقِّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ، وَنَتْفِ الْإِبِطِ، وَحَلْقِ

---

[1]..... "قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ)أَيْ :أَوَّلُ عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ.(وَأَرَادَ)أَيْ: قَصَدَ.(بَعْضُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ):سَوَاءٌ وَجَبَ عَلَيْهِ الْأُضْحِيَّةُ، أَوْ أَرَادَ التَّضْحِيَةَ عَلَى الْجِهَةِ التَّطَوُّعِيَّةِ، فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ عَلَى الْفَرْضِيَّةِ، وَلَا عَلَى السُّنِّيَّةِ .....وَالْحَاصِلُ أَنَّ الْمَسْأَلَةَ خِلَافِيَّةٌ، فَالْمُسْتَحَبُّ لِمَنْ قَصَدَ أَنْ يُضَحِّيَ عِنْدَ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ أَنْ لَا يَحْلِقَ شَعْرَهُ، وَلَا يُقَلِّمَ ظُفْرَهُ حَتَّى يُضَحِّيَ، فَإِنْ فَعَلَ كَانَ مَكْرُوهًا.وَقَالَ أَبُوحَنِيفَةَ:هُوَ مُبَاحٌ، وَلَا يُكْرَهُ، وَلَا يُسْتَحَبُّ.وَقَالَ أَحْمَدُ:بِتَحْرِيمِهِ كَذَا فِي رَحْمَةِ الْأُمَّةِ فِي اخْتِلَافِ الْأَئِمَّةِ .وَظَاهِرُ كَلَامِ شُرَّاحِ الْحَدِيثِ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ فَمَعْنَى قَوْلِهِ :رَخَّصَ.أَنَّ النَّهْيَ لِلتَّنْزِيهِ فَخِلَافُهُ خِلَافُ الْأَوْلَى، وَلَا كَرَاهَةَ فِيهِ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ".(مرقاة المفاتيح: كتاب الصلاة/باب في الأضحية ،ج،۳،ص، ۱۰۸۱ ،دارالفكر،بيروت، لبنان)

"وَمِمَّا وَرَدَ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَأَرَادَ بَعْضُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ فَلَا يَأْخُذَنَّ شَعْرًا وَلَا يُقَلِّمَنَّ ظُفْرًا فَهَذَا مَحْمُولٌ عَلَى النَّدْبِ دُونَ الْوُجُوبِ بِالْإِجْمَاعِ، فَظَهَرَ قَوْلُهُ:وَلَا يَجِبُ التَّأْخِيرُ إِلَّا أَنَّ نَفْيَ الْوُجُوبِ لَا يُنَافِي الِاسْتِحْبَابَ فَيَكُونُ مُسْتَحَبًّا إِلَّا إِنْ اسْتَلْزَمَ الزِّيَادَةَ عَلَى وَقْتِ إِبَاحَةِ التَّأْخِيرِ وَنِهَايَتُهُ مَا دُونَ الْأَرْبَعِينَ فَلَا يُبَاحُ فَوْقَهَا .قَالَ فِي الْقُنْيَةِ:الْأَفْضَلُ أَنْ يُقَلِّمَ أَظْفَارَهُ وَيَقُصَّ شَارِبَهُ وَيَحْلِقَ عَانَتَهُ وَيُنَظِّفَ بَدَنَهُ بِالِاغْتِسَالِ فِي كُلِّ أُسْبُوعٍ، وَإِلَّا فَفِي كُلِّ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا، وَلَا عُذْرَ فِي تَرْكِهِ وَرَاءَ الْأَرْبَعِينَ وَيَسْتَحِقُّ الْوَعِيدَ فَالْأَوَّلُ أَفْضَلُ وَالثَّانِي الْأَوْسَطُ وَالْأَرْبَعُونَ الْأَبْعَدُ اهـ".(ردالمحتار مع الدرالمختار: كتاب الصلاة/باب العيدين ، مطلب في ازالة الشعر والظفر في عشر ذى الحجة،ج،۲،ص، ۱۸۱ ،دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

الْعَانَةِ، أَنْ لَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً". [1]

ترجمہ: "ہمارے لئے مونچھ کترنے، ناخن کاٹنے، بغل کے بال نوچنے اور زیر ناف بال مونڈنے کی میعاد مقرر ہوئی کہ ان کو چالیس دن سے زیادہ تک نہ چھوڑیں"۔

بیمار بکری کا پاؤں پھیلانا اور کھینچنے کا حکم

کسی نے بیمار بکری ذبح کی اور اس کے منہ کے سوا کسی عضو نے حرکت نہ کی، اگر اس نے منہ کھول دیا تو وہ نہ کھائی جائے گی، اور اگر اس نے منہ بند کرلیا کھائی جائے گی۔ اور اگر اس نے آنکھ کھول دی تو وہ کھانا جائز نہیں ہوگا، اور اگر اس نے آنکھ بند کرلی تو کھانا جائز ہوگا۔ اگر اس نے پاؤں پھیلا دیے تو اس صورت میں اس کا کھانا جائز نہیں، اور اگر اس نے کھینچ لیے تو کھانا جائز ہے۔

اگر اس کے بال نہ کھڑے ہوں تو کھانا جائز نہیں، اور اگر کھڑے ہوگئے تو کھانا جائز ہے۔ یہ سب تفصیل ایسی بکری کے بارے میں ہے جس کا ذبح کے وقت زندہ ہونا معلوم نہ ہو، تاکہ ان علامات کے ذریعہ اس کا زندہ ہونا پہچانا جائے، اور اگر ذبح کے وقت اس کا زندہ ہونا معلوم ہو تو پھر ہر حال میں اس کا کھانا جائز ہے۔ [2]

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الطهارة/باب خصال الفطرة، ج۱، ص۲۲۲، رقم الحدیث ۲۵۸، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

[2]...."رَجُلٌ ذَبَحَ شَاةً مَرِيضَةً فَلَمْ يَتَحَرَّكْ مِنْهَا إِلَّا فُوهَا إِنْ فَتَحَتْ فَاهَا لَا تُؤْكَلُ، وَإِنْ ضَمَّتْهُ أُكِلَتْ، وَإِنْ فَتَحَتْ عَيْنَهَا لَا تُؤْكَلُ، وَإِنْ غَمَّضَتْهَا أُكِلَتْ، وَإِنْ مَدَّتْ رِجْلَيْهَا لَا تُؤْكَلُ، وَإِنْ قَبَضَتْهُمَا أُكِلَتْ، وَإِنْ لَمْ يَقُمْ شَعْرُهَا لَا تُؤْكَلُ، وَإِنْ قَامَ أُكِلَتْ، هَذَا كُلُّهُ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ أَنَّهَا حَيَّةٌ وَقْتَ الذَّبْحِ لِتَكُونَ هَذِهِ عَلَامَةَ الْحَيَاةِ فِيهَا، أَمَّا إِذَا عُلِمَتْ حَيَاتُهَا يَقِينًا وَقْتَ الذَّبْحِ أُكِلَتْ بِكُلِّ حَالٍ، كَذَا فِي السِّرَاجِ الْوَهَّاجِ".(الفتاوی الهندیة: کتاب الذبائح/الباب الأول في ركن الذبح وشرائطه وحكمه، ج۵، ص۲۸۶، دارالفکر)

Marfat.com

پاؤں کی کوئی شہادت انگلی نہیں ہے

پاؤں میں شہادت کی انگلی نہیں ہے۔ [1]

ہدیہ کردہ جوتا واپس لینے کا حکم

اگر عمر نے بکر کو ایک جوتا ہدیہ میں دیا اور اسے اس کا مالک بھی بنا دیا تو بعد میں عمر نے بکر کو کہا کہ مجھے جوتا واپس کرو تو کیا اس صورت میں عمر اپنا دیا ہوا جوتا واپس لینے کا حق رکھتا ہے یا نہیں، خواہ وہ بکر نے استعمال کیا ہو یا نہیں؟ تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ ہدیہ دے کر واپس لینے والے شخص کے بارے میں روایت میں بڑی تنبیہ بیان کی گئی ہے۔ تاہم ہدیہ کی ہوئی چیز کراہت کے ساتھ واپس لینا روا (جائز) ہے، البتہ بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جن میں ہدیہ دینے والا شخص واپس لینے کا حق نہیں رکھتا، مثلاً کسی ایسے شخص کو ہدیہ کے طور پر چیز دینا جو اس کا قریبی رشتہ دار ہو، ہدیہ والی چیز کا معاوضہ لینا یا ہدیہ والی چیز ہلاک ہو جانا وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ، الَّذِي يَعُودُ فِي هِبَتِهِ كَالكَلْبِ يَرْجِعُ فِي قَيْئِهِ". [2]

ترجمہ: "ہم مسلمانوں کو بری مثال نہ اختیار کرنی چاہیے، اس شخص کی سی جو اپنا دیا ہوا ہدیہ واپس لے لے، وہ اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے خود چاٹتا ہے"۔

بچوں کو پرندے کی ریکارڈ کردہ آواز والے بوٹس (Boots) پہنانے کا حکم

آج کل جوتوں میں ایک مخصوص آلہ کی مدد سے آوازوں کو ریکارڈ کیا جاتا ہے، پھر اسے بچوں کے جوتوں میں نصب کیا جاتا ہے۔ جب وہ چلتے ہیں تو اس مخصوص آلہ پر پاؤں کے دباؤ سے

---

[1]....."إذ لا مسبحة في الرجل". (احياء العلوم الدين: كتاب أسرار الطهارة: النوع الثاني فيما يحدث في البدن من الأجزاء، ج۱، ص۱۴۱، دار المعرفة بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الهبة فضلها والتحريض عليها/باب لا يحل لأحد أن يرجع في هبته وصدقته، ج۳، ص۱۶۴، رقم الحديث ۲۶۲۲، دار طوق النجاة)

Marfat.com

مختلف ریکارڈ کی گئی آوازیں آتی ہیں۔ اگر کوئی شخص اپنے بچوں کو ایسے جوتے پہنائے جس سے پرندے کی آوازیں آتی ہوں تو یہ جائز ہے اس لئے کہ وہ گانے اور ساز کے حکم میں نہیں ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ گانے وغیرہ کی آمیزش نہ ہو۔ البتہ احتراز بہتر ہے۔ [1]

کسی عالم سے اس کے پاؤں چومنے کی درخواست کرنے حکم

اگر کوئی شخص کسی عالم یا زاہد سے اس بات کی درخواست کرے کہ وہ اپنا پاؤں اس شخص کے سامنے کرے تاکہ وہ بوسہ لے تو اس عالم یا زاہد کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کی درخواست کو قبول کرے۔ [2]

جوتے پہننے میں دوسرے سے مدد لینے کا حکم

جوتے پہننے میں کسی دوسرے سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چنانچہ عبداللہ بن اُنیس نے کہا کہ:

"كُنْتُ فِي مَجْلِسِ بَنِي سَلَمَةَ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، فَقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَذٰلِكَ صَبِيحَةَ إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ؟ فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِي فَقَالَ: ادْخُلْ، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ، فَرَآنِي أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا

---

[1]..... بعض اوقات گھر میں لوگ سوئے ہوتے ہیں یا بیمار ہوتے ہیں ایسے جوتے ان کے لئے تکلیف کا سبب بن سکتے ہیں، اس لیے بچوں کو ایسے جوتے پہنانے سے احتراز ہی بہتر ہے۔ عثمانی

"عَرَّفَ الْقُهُسْتَانِيُّ الْغِنَاءَ بِأَنَّهُ تَرْدِيدُ الصَّوْتِ بِالْأَلْحَانِ فِي الشِّعْرِ مَعَ انْضِمَامِ التَّصْفِيقِ الْمُنَاسِبِ لَهَا ....." (ردالمحتار مع الدر المختار: كتاب الحظر والاباحة، ج٦، ص٣٤٩، دار الفكر، بيروت)

[2]..... "طَلَبَ مِنْ عَالِمٍ أَوْ زَاهِدٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَيْهِ قَدَمَهُ لِيُقَبِّلَهُ لَا يُرَخَّصُ فِيهِ وَلَا يُجِيبُهُ إِلَى ذٰلِكَ عِنْدَ الْبَعْضِ وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ يُجِيبُهُ إِلَى ذٰلِكَ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الثامن والعشرون في ملاقاة الملوك والتواضع لهم وتقبيل أيديهم، ج٥، ص٣٦٩، دار الفكر)

Marfat.com

فَرَغَ، قَالَ: نَاوِلْنِی نَعْلِی فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: كَأَنَّ لَكَ حَاجَةً، قُلْتُ: أَجَلْ، أَرْسَلَنِی إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِی سَلَمَةَ، يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: كَمِ اللَّيْلَةُ؟ فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: هِیَ اللَّيْلَةُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: أَوِ الْقَابِلَةُ، يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ". [1]

ترجمہ: "میں بنی سلمہ کی مجلس میں تھا اور میں ان سب میں چھوٹا تھا، تو انہوں نے نے کہا کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق کون پوچھے گا؟ اور یہ واقعہ اکیسویں رمضان کا ہے۔ پس میں باہر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز میں شامل ہوا، پھر میں آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، پس آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اندر چلو۔ پس میں گھر کے اندر چلا گیا تو آپ ﷺ کا رات کا کھانا لایا گیا کھانا کم تھا اس لئے میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا (یعنی کم کھایا)، پھر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا میرا جوتا مجھے دو۔ پس آپ ﷺ اُٹھے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ اُٹھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں کوئی کام تھا؟ میں نے کہا ہاں بنی سلمہ کے کچھ لوگوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، وہ آپ سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج کون سی رات ہے؟ میں نے کہا بائیسویں رت ہے تو فرمایا کہ وہ یہی رات ہے، پھر آپ ﷺ لوٹے اور فرمایا: یا آئندہ یعنی ۲۳ رات"۔

جوتے پہننے میں کسی دوسرے سے مدد لینا اسی طرح جائز ہے جس طرح وضو میں بشرطیکہ مدد لینے والا تکبر سے خالی ہو، اور مناسب یہ ہے کہ جوتے پہننے یا وضو وغیرہ میں کسی دوسرے سے

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/بَابٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، ج۲، ص۵۱، رقم الحديث، ۱۳۷۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

مدد لینے کو عادت نہ بنایا جائے، بلکہ اگر کبھی کبھار کیا جائے تو اس میں مضائقہ نہیں ہے۔[1]

کتبِ شریعہ کی طرف پاؤں پھیلانے کا حکم

جس طرح قبلہ طرف پاؤں کرنا مکروہ ہے اس طرح کتبِ شریعہ کی طرف بھی پاؤں کرنا مکروہ ہے۔[2]

مرد اپنے والدین کے پاؤں دبا سکتا ہے

مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے والدین کے پاؤں کو دبائے مگر ران کو نہیں دبا سکتا، البتہ فقیہ ابوجعفرؒ ران کو دبانا جائز سمجھتے تھے۔[3]

قرآن مجید پر بطریق استخفاف پاؤں رکھنے کا حکم

اگر کسی نے قرآن مجید پر بطریق استخفاف اپنا پاؤں رکھا تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا، ورنہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔[4]

---

[1]....."قلت: الاعانة في التنعل كالاعانة في الوضوء، وقد ذكر فقهاء نا أن الاعانة في الوضوء جائزة لا بأس بها، بشرط أن يكون المستعين آمناً من التكبر والتفاخر، ونحو ذلك، وينبغي أن لا يعتادها، بل يفعل ذلك أحياناً". (غاية المقال فيما يتعلق بالنعال: أحكام النعال المتعلقة بالحظر والاباحة، ج، ۱، ص، ۲۱۲، انتشارات شيخ الاسلام أحمد جام)

[2]....."وَيُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ إلَى الْكَعْبَةِ فِي النَّوْمِ وَغَيْرِهِ عَمْدًا، وَكَذَلِكَ إلَى كُتُبِ الشَّرِيعَةِ، وَكَذَلِكَ فِي حَالِ مُوَاقَعَةِ الْأَهْلِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ". كتاب الكراهية/الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، ج، ۵، ص، ۳۱۹، دار الفكر)

[3]....."وَيَقُولُ: يَغْمِزُ الرَّجُلُ رِجْلَ وَالِدَيْهِ، وَلَا يَغْمِزُ فَخْذَ وَالِدَيْهِ وَالْفَقِيهُ أَبُو جَعْفَرٍ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى يُبِيحُ أَنْ يَغْمِزَ الْفَخْذَ وَيَمَسَّهَا وَرَاءَ الثَّوْبِ وَغَيْرَهَا، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الثامن في ما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له، ج، ۵، ص، ۳۲۸، دار الفكر)

[4]....."رَجُلٌ وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى الْمُصْحَفِ إنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الِاسْتِخْفَافِ يَكْفُرُ وَإِلَّا فَلَا، كَذَا فِي الْغَرَائِبِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، ج، ۵، ص، ۳۲۳، دار الفكر)

Marfat.com

بچے کا قرآن مجید پر پاؤں رکھنے کا حکم

اگر کوئی بچہ قرآن مجید کو پاؤں مارے یا اس پر پاؤں رکھے تو اس کی یہ غلطی معاف ہے۔ اس پر کوئی کفارہ بھی نہیں۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ :عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ، وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَبْرَأَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَكْبُرَ". [1]

ترجمہ: "تین آدمیوں سے قلم اُٹھا لیا گیا ہے (ان کے افعال و اعمال نہیں لکھے جاتے) سونے والا جب تک بیدار نہ ہو، جنون میں مبتلا شخص جب تک تندرست نہ ہو جائے اور بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے"۔

اگر کسی بالغ سے بلا ارادہ قرآن مجید کو پاؤں لگ جائے (العیاذ باللہ) اور قرآن مجید کی توہین مقصود نہ ہو تو ایسا شخص گناہ گار نہیں ہے، ہاں البتہ اگر کوئی شخص اہانت کی غرض سے قرآن مجید کے ساتھ اس طرح کی کوئی لغو حرکت کرے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ [2]

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونے کی شرعی حیثیت

کعبہ کی طرف پیروں کا رخ کر کے لیٹنے یا سونے کو فقہاء نے خلاف ادب ہونے کی بناء پر مکروہ قرار دیا ہے، لیکن اس سے مکروہ تنزیہی مراد ہے، اور مکروہ تنزیہی کی خلاف ورزی پر گناہ نہیں ہوتا، یہ حکم اس وقت ہے جب کہ جان بوجھ کر یا بلا عذر کیا جائے۔

نوٹ: جو حکم کعبہ شریف کی طرف پیر کرنے کا ہے، وہی حکم فقہائے احناف کے نزدیک قرآن

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الحدود /باب في المجنون يسرق أو يصيب حدا، ج،۴، ص،۱۳۹، رقم الحديث،۴۳۹۸، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]...."رَجُلٌ وَضَعَ رِجْلَهُ عَلَى الْمُصْحَفِ إِنْ كَانَ عَلَى وَجْهِ الِاسْتِخْفَافِ يَكْفُرُ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، ج،۵، ص،۳۳۲، دار الفكر)

Marfat.com

کریم اور دینی کتب کی طرف پیر کرنے کا ہے، اور یہ سب اس وقت ہے، جبکہ بطریق استخفاف نہ کیا گیا ہو۔[1]

---

[1]....."ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ الْحَنَفِيَّةِ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ أَنَّهُ يُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي النَّوْمِ وَغَيْرِهِ، وَهٰذَا إِنْ أَرَادُوا بِهِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ زَادَهَا اللّٰهُ شَرَفًا فَمُسَلَّمٌ، وَإِنْ أَرَادُوا مُطْلَقًا كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ، فَالْكَرَاهَةُ تَسْتَدْعِي دَلِيلًا شَرْعِيًّا، وَقَدْ ثَبَتَ فِي الْجُمْلَةِ اسْتِحْبَابُهُ أَوْ جَوَازُهُ كَمَا هُوَ فِي حَقِّ الْمَيِّتِ .قَالَ فِي الْمُفِيدِ مِنْ كُتُبِهِمْ :وَلَا يَمُدُّ رِجْلَيْهِ يَعْنِي فِي الْمَسْجِدِ؛ لِأَنَّ فِي ذٰلِكَ إِهَانَةً بِهِ، وَلَمْ أَجِدْ أَصْحَابَنَا ذَكَرُوا هٰذَا، وَلَعَلَّ تَرْكَهُ أَوْلَى، وَلَعَلَّ مَا ذَكَرَهُ الْحَنَفِيَّةُ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ مِنْ حُكْمِ هَاتَيْنِ الْمَسْأَلَتَيْنِ قِيَاسُ كَرَاهَةِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ رَحِمَهُ اللّٰهُ الِاسْتِنَادَ إِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا سَبَقَ فَإِنَّ هَاتَيْنِ الْمَسْأَلَتَيْنِ فِي مَعْنَى ذٰلِكَ".(الآداب الشرعية والمنح المرعية لمحمد بن مفلح بن محمد بن مفرج، أبو عبد الله، شمس الدين المقدسي الراميني ثم الصالحي الحنبلي،فصل كراهة مد الرجلين الى القبلة أو في المسجد،ج،۳،۴۱۰،عالم الكتب)

"وَفِي مَعْنَى ذٰلِكَ مَدُّ الرِّجْلِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي النَّوْمِ وَغَيْرِهِ وَمَدُّ رِجْلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ ذَكَرَهُ فِي الْآدَابِ قَالَ :وَلَعَلَّ تَرْكَهُ أَوْلَى".(كشاف القناع عن متن الإقناع للبهوتي الحنبلي:باب صلاة الجمعة/دفصل يسن أن يخطب على منبر،ج،۲،ص،۳۷، دار الكتب العلمية،بيروت)

"وَلَمْ يَذْكُرْ أَصْحَابُنَا مَدَّ الرِّجْلَيْنِ إِلَى جِهَةِ ذٰلِكَ، وَتَرْكُهُ أَوْلَى وَيُكْرَهُ، وَكَرِهَهُ الْحَنَفِيَّةُ".(كتاب الفروع لابن المفلح: كتاب الطهارة/باب نواقض الطهارة الصغرى،ج،۱، ص ، ۲۴۶،موسسة الرسالة)

"(وَإِنْ تَعَذَّرَ الْقُعُودُ)وَلَوْ حُكْمًا(أَوْمَأَ مُسْتَلْقِيًا)عَلَى ظَهْرِهِ (وَرِجْلَاهُ نَحْوَ الْقِبْلَةِ)غَيْرَ أَنَّهُ يَنْصِبُ رُكْبَتَيْهِ لِكَرَاهَةِ مَدِّ الرِّجْلِ إِلَى الْقِبْلَةِ".(الدرالمختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب صلاة المريض،ج، ۲،ص،۹۹،دارالفكر،بيروت)

"ويكره مد الرجلَيْن إِلَى الْكَعْبَة فِي النّوم وَغَيره عمدا من غير عذر".(النافع الكبير في شرح الجامع الصغير: كتاب الصلاة/باب في صلاة المرأة و ربع ساقها مكشوف،ج، ۱،ص،۸۲،۸۳، عالم الكتب،بيروت)

"في كراهية واقعات الناطفي :ويكره مد الرجلين إلى القبلة في النوم وغيره عمداً، وكذلك يكره مد الرجلين إلى المصحف، وإلى كتب الفقه لما فيه من ترك تعظيم جهة القبلة، وكلام الله تعالى، ومعاني كلام الله تعالى".(المحيط البرهاني:كتاب الاستحسان/الفصل الخامس في المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، نحو الدراهم والقرطاس، أوكتب فيه ذكر الله تعالى ،ج،۵،ص،۳۲۱، دار الكتب العلمية ،بيروت)

"يُكْرَهُ مَدُّ الرِّجْلَيْنِ إِلَى الْقِبْلَةِ فِي النَّوْمِ وَغَيْرِهِ عَمْدًا".(ردالمحتار مع الدر المختار:كتاب الطهارة/فصل في الاستنجاء،ج، ۱،ص، ۳۴۱،دارالفكر،بيروت)

Marfat.com

بیت المقدس کی طرف پاؤں کرنے کا حکم

بیت المقدس قبلہ اول تھا جو کہ بعد میں منسوخ ہوگیا، اس کے بعد کعبہ شریف کو مسلمانوں کا قبلہ قرار دے دیا گیا، لہذا بیت المقدس کے احکامات وہ نہیں رہے جو قبلہ کے ہیں، تاہم ممکن حد تک اس کا احترام ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ [1]

جماع کے وقت قبلہ کی طرف پاؤں کرنے کا حکم

جماع کے وقت قبلہ کی طرف پاؤں کرنا مکروہ ہے، اور خلافِ ادب ہے۔ [2]

قبلہ شریف کی طرف توہین کی غرض سے پاؤں کرنے کا حکم

اگر کوئی شخص قبلہ شریف کی اہانت (توہین) کی غرض سے اپنے پاؤں کا رخ اس طرف کرتا ہے تو یہ کفر ہے۔ [3]

قبلہ شریف کی طرف پاؤں کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم

قبلہ کی طرف پاؤں پھیلانا خلافِ ادب ہے لیکن اس فعل کی وجہ سے کسی کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ [4]

---

[1]....(المرجع السابق)

[2]...."وَكَذَلِكَ فِي حَالِ مُوَاقَعَةِ الْأَهْلِ، كَذَا فِي مُحِيطِ السَّرَخْسِيِّ".(الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الخامس في آداب المسجد والقبلة والمصحف وما كتب فيه شيء من القرآن، ج،۵،ص،۳۱۹،دارالفكر)

[3]...."وفي تتمة الفتاوىٰ من استخف بالقرآن أو بالمسجد أو بنحوه مما يعظم في الشرع كفر". (شرح فقه اكبر: ص، ۲۰۵)

[4]....وَيُكْرَهُ)تَحْرِيمًا(اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ بِالْفَرْجِ)وَلَوْ (فِي الْخَلَاءِ) بِالْمَدِّ :بَيْتُ التَّغَوُّطِ، وَكَذَا اسْتِدْبَارُهَا(فِي الْأَصَحِّ كَمَا كُرِهَ)لِبَالِغٍ (إمْسَاكُ صَبِيٍّ)لِيَبُولَ (نَحْوَهَا، و) كَمَا كُرِهَ (مَدُّ رِجْلَيْهِ فِي نَوْمٍ أَوْ غَيْرِهِ إلَيْهَا)أَيْ عَمْدًا لِأَنَّهُ إسَاءَةُ أَدَبٍ".(الدر المختار مع ردالمحتار: كتاب الصلاة/باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها ، فروع ، اشتمال الصلاة على الصماء والاعتجار والتلثم والتنخم وكل عمل قليل بلا عذر، ج،۱،ص، ۶۱۳، دارالفكر،بيروت)

Marfat.com

قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے چالیس دن کی نمازیں ضائع ہونے کا مسئلہ

آج کل عوام میں مشہور ہے کہ جو شخص قبلہ کی طرف پاؤں کرے گا تو اس کی چالیس دنوں کی نمازیں ضائع ہو جائیں گی، اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

محرم الحرام میں ننگے پاؤں چلنا

بعض لوگ محرم الحرام کے مہینے میں ننگے پاؤں چلتے ہیں، ان کا یہ عمل درست نہیں بلکہ بدعت اور غیر مسنون ہے۔

پانی میں جوتا پھاڑ کر پھینکنے کا حکم

پانی میں جوتا پھاڑ کر پھینکنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ مال کا ضیاع ہے۔[1]

ایسے جوتے پہننا جن پر اللہ کا نام لکھا ہو

دنیا کی معروف جوتا ساز کمپنی نے دنیا بھر کے مسلمانوں کی دل آزاری کرتے ہوئے ایک جوتے کی ایڑھی کی جانب ''اللہ'' کا نام پرنٹ کیا ہے نعوذ باللہ۔ عربی زبان اور طرز تحریر میں واضح طور پر ''اللہ'' کا نام تحریر کرنے پر دنیا بھر کے مسلمانوں نے شدید احتجاج کیا ہے اور کمپنی کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ جوتا ساز کمپنی نائیک پوم شوز نے سپورٹس جوگر تیار کیے ہیں جن کی پچھلی جانب کالے رنگ کے اوپر سفید رنگ میں اللہ کا نام پرنٹ کیا ہے نعوذ باللہ۔[2]

ایک مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم اور اس کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے تو ایک شخص کی کنیت ''ابوالحکم'' اللہ تعالیٰ کے نام کی تعظیم کی وجہ سے تبدیل فرما دی تھی چہ جائے کہ اللہ تعالیٰ کے مبارک نام کو جوتوں پر لکھا جائے اور پھر انہیں پہنا جائے۔

---

[1]..... "يُكْرَهُ أَنْ يَخْرِقَ نَعْلَهُ أَوْ يُلْقِيَهُ فِي الْمَاءِ لِأَنَّهُ إِضَاعَةُ الْمَالِ بِلَا فَائِدَةٍ كَذَا فِي السِّرَاجِيَّةِ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الباب الثلاثون في المتفرقات، ج۵، ص۳۷۹، دار الفكر)

[2]..... http://www.itdunya.com/t137822/

Marfat.com

چنانچہ حضرت شریح بن ہانی اپنے والد حضرت ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يَكْنُونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ، فَلِمَ تُكْنَى أَبَا الْحَكَمِ؟ فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي، فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَحْسَنَ هٰذَا، فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟ قَالَ: لِي شُرَيْحٌ، وَمُسْلِمٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟ قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قَالَ: فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ". [1]

ترجمہ: جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس وفد بنا کر گئے اپنی قوم کے ساتھ، تو آپ نے ان لوگوں کو سنا کہ انہیں (ہانی کو) ابوالحکم کی کنیت سے پکارتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلایا اور فرمایا کہ بیشک حَکَم تو اللہ تعالیٰ ہے اور سارے حُکم اسی کے ہیں پس تو نے کیوں ابوالحکم کنیت رکھی؟ انہوں نے کہا کہ میری قوم میں جب کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو وہ میرے پاس آتے ہیں پس میں ان کے درمیان فیصلہ کر دیتا ہوں اور دونوں فریق اس پر راضی ہو جاتے ہیں اس لئے میری کنیت ابوالحکم ہے آپ نے فرمایا کہ کسی قدر اچھی بات ہے یہ، تیرے کتنے لڑکے ہیں؟ انہوں نے کہا میرے یہ بیٹے ہیں۔ شریح، مسلم اور عبداللہ، فرمایا کہ ان میں بڑا کون ہے فرمایا کہ شریح تو آپ نے فرمایا کہ بس تو ابوشریح ہے"۔

حکم اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ "ابوالحکم" کے معنی ہوئے حکم کا باپ یعنی اللہ تعالیٰ کا باپ۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو تو کسی نے نہیں جنا اور نہ ہی وہ کسی سے جنا گیا۔ لہذا ایسی

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الأدب/بَابٌ فِي تَغْيِيرِ الِاسْمِ الْقَبِيحِ، ج۴، ص۲۸۹، رقم الحديث، ۴۹۵۵، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

کنیت رکھنا جائز نہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ.[1]

ترجمہ: ''نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا''۔

ابوالحکم کا ایک معنی یہ بھی ہوسکتا ہے فیصلے کرنے والا مگر چونکہ حقیقی اور درست فیصلے کرنے والا بھی حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ انسانوں کے فیصلے عارضی اور وقتی ہیں، بعض اوقات اس کے فیصلے حق پر مبنی نہیں ہوتے۔ لہذا اس وصف کا اصل حقدار اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس کے اسماء و صفات کے احترام کے پیش نظر، رسول اللہ ﷺ نے ابوالحکم کو ناپسند کر کے کنیت تبدیل کر دی۔ [2]

پاؤں کی زائد انگلی کٹوانے کا حکم

اگر کسی شخص کی پیر یا ہاتھ کی زائد انگلی ہو تو وہ اسے کٹوا سکتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی خلقت کو تبدیل کرنا لازم نہیں آتا، بلکہ یہ تو دفع عیب اور مرض کے لئے کٹوائی گئی ہے لہذا درست ہے۔ [3]

---

[1]....(سورہ الاخلاص، رقم الآیۃ، ۳، پارہ، ۳۰)

[2]...."رَجُلٌ سَمِعَ اسْمًا مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالَى يَجِبُ عَلَيْهِ أَنْ يُعَظِّمَهُ وَيَقُولَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا أَشْبَهَ ذٰلِكَ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الْبَاب الرَّابِع فِي الصَّلَاة وَالتَّسْبِيح وَرَفْعَ الصوت عِنْد قِرَائَة الْقُرْآن، ج،۵، ص،۳۱۵، دار الفكر)

[3]...."وأما قطع الاصبع الزائدة ونحوها فانه ليس تغييرا لخلق الله، و من قبيل ازالة عيب أو مرض، فاجازه اكثر العلماء خلافا لبعضهم". (تكملة فتح الملهم: كتاب اللباس والزينة/باب تحريم فعل الواصلة.... ج،۴، ص،۱۹۵، مكتبة دار العلوم، كراتشي)

"إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَقْطَعَ إِصْبَعًا زَائِدَةً أَوْ شَيْئًا آخَرَ قَالَ نُصَيْرٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى إِنْ كَانَ الْغَالِبُ عَلَى مَنْ قَطَعَ مِثْلَ ذٰلِكَ الْهَلَاكَ فَإِنَّهُ لَا يَفْعَلُ وَإِنْ كَانَ الْغَالِبُ هُوَ النَّجَاةُ فَهُوَ فِي سَعَةٍ مِنْ ذٰلِكَ". (الفتاوى العالمكيرية: كتاب الكراهية/الْبَاب الْحَادِي وَالْعُشْرُونَ فِيمَا يسع مِنْ جِرَاحَات بَنِي آدَم وَالْحَيَوَانَات، ج،۵، ص،۳۶۰، دار الفكر)

(وكذا في فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية: كتاب الحظر والاباحة/فصل في الختان، ج،۳، ص،۴۱۰، رشيدية)۔

Marfat.com

مورتیوں کے لئے چڑھائے ہوئے جوتوں کا استعمال

جو جوتے غیر اللہ کے نام پر چڑھاوے کے ہوں گے یا کسی ہندو وغیرہ نے کسی مورتی وغیرہ کے نام پر جوتے چڑھائے ہوں تو ایسے جوتوں کا استعمال جائز نہیں۔ [1]

چپل پر چپل رکھنے کا حکم

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ چپل پر چپل نہیں رکھنی چاہئے، اس کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ یہ توہمات میں سے ہے۔

اُلٹے جوتے کو سیدھا کرنے کا حکم

آج کل بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ راستے میں جو جوتا اُلٹا پڑا ہوا ہو تو اسے سیدھا کرنا چاہیے اس لئے کہ اس سے لعنت اوپر جاتی ہے، اس کی کوئی اصل نہیں یہ ایک لغو بات ہے۔ ہاں البتہ اُلٹ چیز کو سیدھا کرنا سلیقہ مندی کا علامت ہے۔

کاغذ پر ناپ لینے اور اس پر اسم محمد لکھنے کا حکم

سوال: ایک مسلمان شخص نے جوتوں کا کارخانہ کھولا ہے، اور پیر کا ناپ لینے کے واسطے ایک کتاب بنا رکھی ہے، اس کتاب پر ناپ لکھنے کے بعد پیر کے نشان کے اندر اس شخص کا نام جس کا ناپ لیا گیا ہے، تحریر کرلیا جاتا ہے، اکثر ناموں میں محمد اسحاق، محمد اقبال، محمد صدیق وغیرہ بھی ہوتے ہیں، چونکہ یہ سلسلہ ناپ لینے کا جاری ہے اس وجہ سے سابقہ ناپ کے بعد دوسرے ناپ کے لئے پیر اس نام پاک لکھے ہوئے کاغذ پر رکھا جاتا ہے۔ اب دریافت

---

[1]....."اعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام، وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الأولياء الكرام، تقرباً اليهم فهو باطل وحرام اه.قال في البحر:لوجوه:منها أنه نذا لمخلوق وهو لا يجوز؛لأنه عبادة والعبادة لا تكون لمخلوق ، ومنها أن المنذور له ميت والميت لا يملك .....(حاشية الطحطاوي على الدر المختار:كتاب الصوم/باب ما يفسد الصوم وما لايفسد،قبيل باب الاعتكاف،ج، ا ص، ا ۴۷، ۴۷۲،دار المعرفة،بيروت)
وحاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح:كتاب الصوم/باب ما يلزم الوفاء به،ص،۶۹۳،قديمي)

Marfat.com

طلب امر یہ ہے کہ طریقہ مذکورہ بالا سے، نام پاک کی تو بے ادبی نہیں ہوتی، یا ہوتی ہے۔

جواب: اگر چہ اس میں قصد ناپ لینے کا ہوتا ہے مگر اس کاغذ پر پاؤں رکھنے سے جس میں لفظ اللہ مثلاً عبداللہ، امانت اللہ وغیرہ (اسمائیں) یا لفظ محمد اور کوئی قابل احترام لفظ لکھا ہو، بے ادبی کی صورت ضرور ہے۔[1]

اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ نام اور پتہ کا رجسٹر علیحدہ ہو اور ناپ کی کتاب جدا ہو، ہر ناپ پر صرف وہ نمبر ڈالا جائے جو نام کے رجسٹر پر اس قدم والے کا نمبر ہو، اس میں پھر کوئی بے ادبی کا شبہ نہیں رہے گا۔

کسی کے جوتے بغیر اجازت استعمال کرنے کا حکم

کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کے جوتے یا چپل اس کی اجازت کے بغیر استعمال کرے الا یہ کہ اس شخص نے اشارۃً یا دلالۃً اس کے استعمال کی اجازت دی ہو۔

چنانچہ ابوحرہ (تابعی) اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أَلاَ لاَ تَظْلِمُوا أَلاَ لاَ يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ إِلاَّ بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ ". [2]

ترجمہ: "خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا! جان لو! کسی بھی دوسرے شخص کا مال (لینا یا اس کا

---

[1]....."بِسَاطٌ أَوْ مُصَلًّى كُتِبَ عَلَيْهِ الْمُلْكُ لِلّٰهِ يُكْرَهُ بَسْطُهُ وَالْقُعُودُ عَلَيْهِ وَاسْتِعْمَالُهُ". (الفتاوى الهندية: كتاب الكراهية/الْبَاب الْخَامِس فِي آدَاب الْمَسْجِد وَالْقِبْلَة وَالْمُصْحَف وَمَا كُتِبَ فِيهِ شَيْء مِنْ الْقُرْآن، ج،۵،ص،۳۲۳،دار الفكر)

"وَيعلم من هَذَا مَا قلنَاهُ من أنه يلْحق بِالْقُرْآنِ كل اسْم مُعظم كاسم الله وَاسم نبيه مُحَمَّد صلى الله عَلَيْهِ وَسلم.....يحرم أَن يضع عَلَيْهِ نعلا جَدِيدا أَو يَضَعهُ فِيهِ لِأَن فِيهِ نوع امتهان وَقلة احترام وَالْأولَى أَن لَا يستدبره وَلَا يتخطاه وَلَا يرميه بِالْأَرْضِ بِالْوَضْعِ ". (الفتاوى الحديثية: مطلب مد الرجل للمصحف، ص،۳۰۷،قديمي)

(وكذا في ردالمحتار: باب ما يفسد الصلاة/مطلب في أحكام المسجد، ج،۱،ص،۶۵۵،سعيد)

[2]....(السنن الكبرى للبيهقي: ج،۴،ص،۳۸۷،رقم الحديث،۵۴۹۲،دار الكتب العلمية، بيروت)

(وكذا في مشكوة المصابيح: كتاب البيوع/باب الغصب والعارية، ص،۲۵۵، امداديه)

Marfat.com

استعمال کرنا) اس کی رضامندی ورضا کے بغیر حلال نہیں"۔

دوست کے جوتے کی چوری اور اس کے واپسی کا طریقہ

کسی شخص نے اپنے دوست کے جوتے چرا لیے، اور اسے بعد میں احساس ندامت پیدا ہوا۔ اس کی واپسی کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو چوری کیے ہوئے جوتے کسی صورت پہنچا دے اور بتانا ضروری نہیں ہے کہ میں نے جوتے چرا لیے تھے اب واپس کر رہا ہوں۔ [1]

لیکن اپنی غلطی کا اقرار کر لے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔ [2]

ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانے کی شرعی حیثیت

ہاتھوں اور پیروں پر مہندی لگانا عورتوں کے لئے مستحب اور مردوں کے لئے حرام ہے، الا یہ کہ بطور علاج ہو۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"أَنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ، قَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، بَايِعْنِي، قَالَ: لَا أُبَايِعُكِ حَتَّى تُغَيِّرِي كَفَّيْكِ، كَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ". [3]

---

[1]..."وَالْأَصْلُ أَنَّ الْمُسْتَحَقَّ بِجِهَةٍ إِذَا وَصَلَ إِلَى الْمُسْتَحِقِّ بِجِهَةٍ أُخْرَى اُعْتُبِرَ وَاصِلًا بِجِهَةٍ مُسْتَحَقَّةٍ إِنْ وَصَلَ إِلَيْهِ مِنَ الْمُسْتَحَقِّ عَلَيْهِ، وَإِلَّا فَلَا". (الدر المختار مع رد المحتار: كتاب البيوع /باب البيع الفاسد، ج،۵،ص،۹۲،دار الفكر،بيروت)

"وكذا في جامع الفصولين: الفصل الثلاثون في التصرفات الفاسدة، ج، ۲،ص، ۵۱،اسلامی کتب خانه)

"الْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَإِنْ أَفْتَاكَ عَنْهُ النَّاسُ". (مسند أحمد بن حنبل رحمه الله تعالىٰ: ج،۲۹، ص،۵۲۳،رقم الحديث،۱۷۹۹۹،مؤسسة الرسالة)

[2]..."وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ النَّاسُ عَلَيْهِ". (مسند أحمد بن حنبل رحمه الله تعالىٰ: ج،۴،ص،۱۸۲،رقم الحديث، ۱۷۱۷۹،المكتب الاسلامي، بيروت)

[3]...(سنن ابي داؤد: كتاب الترجل/بَابٌ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ، ج،۴،ص،۷۶،رقم الحديث،۴۱۶۵،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت)

"وَأَمَّا خَضْبُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ، فَيُسْتَحَبُّ فِي حَقِّ النِّسَاءِ وَيَحْرُمُ فِي حَقِّ الرِّجَالِ إِلَّا لِلتَّدَاوِي". (مرقاة المفاتيح: ج،۷،ص،۲۸۲۸،رقم الحديث، ۴۴۵۲،دار الفكر)

Marfat.com

ترجمہ: ''ہند بنت عتبہ نے کہا کہ اے اللہ کے نبی ﷺ مجھے بیعت کر لیجیے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو بدل دے گویا کہ وہ کسی درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔ (مقصد یہ ہے کہ بالکل عورتوں کے ہاتھ لگتے ہی نہیں کچھ مہندی یا زیور سے آراستہ کرو تا کہ مردوں کے ہاتھ سے مشابہت ختم ہو جائے۔ یہاں یہ بھی یاد رہے کہ حضور اکرم ﷺ بیعت میں عورتوں کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے تھے بلکہ الفاظ کہلوا دیتے تھے)''۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''أَوْمَتْ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا، كِتَابٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ، فَقَالَ: مَا أَدْرِي أَيَدُ رَجُلٍ، أَمْ يَدُ امْرَأَةٍ؟ قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ، قَالَ: لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ أَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَّاءِ''۔[1]

ترجمہ: ''ایک عورت نے پردہ کی اوٹ سے اشارہ کیا اس کے ہاتھ میں حضور اکرم ﷺ کے نام خط تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں کہ کسی مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا؟ وہ کہنے لگی کہ عورت کا ہاتھ ہے فرمایا کہ اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مہندی کے ساتھ متغیر کر دیتی''۔

عورتوں کے لئے ہاتھوں اور پاؤں پر مہندی لگانا اور اس کے ذریعے نقش ونگار بنانا اگرچہ جائز ہیں (جبکہ تصاویر وغیرہ نہ ہوں)، لیکن اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ ان کو غیر مرد کی نگاہ سے پوشیدہ رکھا جائے، تا کہ کافتنے کا احتمال پیدا نہ ہو۔

---

[1]....(سنن ابي داؤد: كتاب الترجل/بَابٌ فِي الْخِضَابِ لِلنِّسَاءِ، ج،۴،ص،۷۶،رقم الحديث،۴۱۶۶،المكتبة العصرية، صيدا،بيروت)

Marfat.com

ہاتھ اور پیروں کے بال صاف کرنے کا حکم

عورتوں کے لئے اپنی کلائیوں اور پنڈلیوں سے بال اتارنا درست ہے، کیونکہ خواتین کے حق میں زینت مطلوب ہے، مزید برآں ہاتھ اور پیر کے بال اتارنے کی صورت میں حقیقی خلقت میں کوئی تغیر وتبدل لازم نہیں آتا اور اس میں دھوکہ دہی بھی نہیں لہذا ہاتھ اور پیروں کے بال صاف کرنا صحیح ہے۔ [1]

ڈسپلے (Display) پر پڑا جوتا گھر لے گیا تو واپس کرنا ضروری ہے

شوشاپس (Shoe Shops) پر جوتے وغیرہ خریدنے سے پہلے ڈسپلے (Display) پر ہر قسم اور ہر کمپنی (Company) کے جوتے الماریوں میں رکھے ہوتے ہیں، تاکہ خریدنے سے پہلے انہیں استعمال کر کے پسند کرلیا جائے۔ خیال رہے کہ ان جوتوں کا استعمال صرف دوکان کے احاطہ میں ہی جائز ہے گھر لے جانے کی اجازت نہیں۔

چنانچہ اگر کوئی آدمی ڈسپلے (Display) پر پڑے جوتے یا چپل وغیرہ گھر لے گیا تو اس کے کے لئے اس کا استعمال جائز نہیں بلکہ واپس لوٹانا ضروری ہے، گوکہ اس کا استعمال دوکان کے احاطہ میں مالک کی اجازت ورضامندی سے جائز تھا۔

چنانچہ ابوحرہ (تابعی) اپنے چچا سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" أَلاَ لاَ تَظْلِمُوا أَلاَ لاَ يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ إِلاَّ بِطِيْبِ نَفْسٍ مِنْهُ ". [2]

---

[1]....."والحاصل :أن كل ما يفعل في الجسم من زيادة أو نقص من أجل الزينة بما يجعل الزيادة أو النقصان مستمرا مع الجسم وبما يبدو أنه كان في أصل الخلقة هكذا فانه تلبيس وتغيير منهى عنه.وأما ما تزينت به المرأة لزوجها من تحمير الأيدي،أو الشفاه أو العارضين بما لا يلتبس بأصل الخلقة ،فانه ليس داخلا في النهي عند جمهور العلماء".(تكملة فتح الملهم:كتاب اللباس والزينة/باب تحريم فعل الواصلة....ج،۴،ص،۱۹۵ ،مكتبة دارالعلوم،كراتشي)

[2]....(السنن الكبرى للبيهقي :ج،۴، ص،۳۸۷ ،رقم الحديث،۵۴۹۲،دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''خبردار کسی پر ظلم نہ کرنا جان لو! کسی بھی دوسرے شخص کا مال (لینا یا اس کا استعمال کرنا) اس کی رضامندی ورضا کے بغیر حلال نہیں''۔

خواجہ باقی باللہ کے مزار میں پاؤں کی حقیقت

سوال: قبرستان نبی کریم (خواجہ باقی باللہ) میں جو قدم شریف ہے، اس کی سند کے بارے میں جنابِ والا کا کیا خیال ہے؟

جواب: یہ قدم شریف جو مزار شریف میں لگا ہوا ہے، مجھے اس کی سند کے متعلق کوئی معلومات نہیں، اللہ کو علم ہے کہ اس کی کوئی قابل وثوق سند ہے یا نہیں، مگر دہلی میں بعض بزرگوں کے کشف سے اس کے بعض آثار برکت منقول ہیں، کشف اصولِ شریعت میں صاحبِ کشف کے سوا دوسروں کے لئے حجت نہیں۔ [1]

---

[1]....''والهام الأولياء حجة في حق أنفسهم، ان وافق الشريعة، ولم يتعد الى غيرهم، الا اذا أخذنا بقولهم بطريق الأداب''.(نور الانوار: مبحث أفعال النبي ﷺ، ص،۲۱۵، ۲۱۶، سعید)

''والهام المفسر بالقاء معنى في القلب بطريق الفيض ليس من أسباب المعرفة بصحة الشيء عند أهل الحق''.(شرح العقائد: مبحث أسباب العلم، الالهام، ص،۲۳، قديمی)

Marfat.com

(باب نمبر ۱۱)

جوتا اور انبیاء

حضرت آدم علیہ السلام کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے برابر

ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کو ایک عمدہ کھجور کے درخت پر اتارا گیا۔ اس کے بعد جب ان کو حکم ہوا کہ وہ اس خیمہ کی طرف جائیں (جو خانہ کعبہ کی جگہ پر تھا) تو وہ روانہ ہوئے اور ان کے لئے یہ فاصلہ ان کے قدم کے درمیان لپیٹ دیا گیا۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ ان کا ایک قدم تین دن کے سفر کی مسافت یعنی تقریباً اڑتالیس میل کا ہوتا تھا۔ چنانچہ علامہ مجاہد سے ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ کیا حضرت آدم علیہ السلام کسی سواری پر سوار ہوا کرتے تھے؟ مجاہد نے کہا:

''ان کو کون سی سواری اپنے اوپر سوار کر سکتی تھی اللہ کی قسم ان کا تو ایک ایک قدم تین دن کے سفر کی مسافت کے برابر ہوتا تھا''۔

مذکورہ روایت کی روشنی میں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام (جب کسی سواری پر بھی نہیں چڑھ سکتے تھے تو) براق پر بھی سوار نہیں ہوئے ہوں گے، حالانکہ بعض علماء کا قول ہے کہ انبیاء علیہم السلام براق پر سوار کرائے گئے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے مراد بہت سے انبیاء براق پر سوار کرائے گئے ہیں تمام انبیاء نہیں۔ [1]

---

[1]....''ثم لما أمر آدم بالخروج لتلك الخيمة خرج إليها ومدّ له في خطوه، قيل كانت خطوته مسيرة ثلاثة أيام. فقد قيل لمجاهد: هل كان آدم يركب؟ قال: وأي شيء كان يحمله، فوالله إن خطوته لمسيرة ثلاثة أيام. وفيه أن هذا يقتضي أن آدم لم يكن يركب البراق، فقول بعضهم: إن الأنبياء كانت تركبه مراده مجموعهم لا جميعهم''. (السيرة الحلبية: باب: بنيان قريش الكعبة شرفها الله تعالى، ج۱، ص۲۱۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کے قدم رکھنے کی وجہ سے آبادی اور برکت کا ہونا

ابن المنذر اور الازرقی نے وھب بن منبہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ:

"لما تَابَ اللّٰه على آدم أمره أن يسير إِلَى مَكَّة فطوى لَهُ المفاوز وَالْأَرْض فَصَارَ كل مفاوزة يمر بهَا خطْوَة وَقبض لَهُ مَا كَانَ فِيهَا من مَخَاض أَو بَحر فَجعله لَهُ خطْوَة فَلم يضع قدمه فِي شَيْء من الْأَرْض إِلَّا صَار عمراناً وبركة حَتَّى انْتهى إِلَى مَكَّة". [1]

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی تو ان کو مکہ کی طرف چلنے کا حکم فرمایا اور ان کے لیے جنگلوں اور زمین کو لپیٹ دیا گیا ہر جنگل جس سے آپ گزرے وہ ایک قوم کی مسافت ہوگیا اور زمین میں جو دریا اور سمندر تھے ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کی مسافت میں سکیڑ دیا اور آپ جس جگہ قدم رکھتے وہاں آبادی اور برکت ہو جاتی تھی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچے"۔

ہندوستان کے ایک پہاڑ کے پتھر پر حضرت آدم علیہ السلام کے پاؤں کا نشان ہے

حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان کی سرزمین پر ایک بہت اونچے پہاڑ پر اتارا گیا تھا۔ یہ پہاڑ اتنا اونچا تھا کہ ملاح اور بحری سفر کرنے والے کئی کئی دن کی مسافت سے اس کو دیکھ لیتے تھے۔ اس پہاڑ کے ایک پتھر پر حضرت آدم علیہ السلام کے پیر کا نشان ہے۔ اس پہاڑ پر (ایک عجیب بات یہ ہے کہ) روزانہ رات کے وقت ایک بجلی سی کوندتی ہے جبکہ بادل کا نام ونشان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اگر یہ مراد لے لیا جائے کہ براق پر تمام انبیاء علیہم السلام سوار ہوئے ہیں تب بھی کوئی اشکال نہیں ہوتا، اس لئے کہ براق کوئی دنیاوی سواری نہیں ہے کہ اس پر کوئی خاص بدن والا انسان ہی سوار ہو سکے، بلکہ یہ رب ذوالمنن کے یہاں انبیاء کے لئے ایک مخصوص سواری ہے۔ عثمانی

[1]....(الدر المنثور: ج۱، ص۱۱۳، دار الفکر بیروت)

Marfat.com

بھی نہیں ہوتا۔ اسی طرح (اس جگہ کی ایک عجیب خصوصیت یہ ہے کہ) یہاں روزانہ بارش ضرور ہوتی ہے جو آدم علیہ السلام کے پیروں کے نشانوں کو دھوتی ہے۔[1]

حضرت آدم علیہ السلام کا ہندوستان سے بیت اللہ کی زیارت کے لئے پیدل آنا

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

"إن آدم أتى هَـذَا البى ألف أتية لم يركب قطّ فِيهِنَّ من الْهِنْد على رجلَيْهِ من ذَلِك ثلثمِائة حجَّة وَسَبْعمائة عمْرَة وَأول حجَّة حَجهَا آدم وَهُوَ وَاقِف بِعَرَفَات أَتَاهُ جِبْرِيل فَقَالَ: يَا آدم برّ نسكك أما إِنَّا قد طفنا بِهَذَا الْبَيْت قبل أَن تخلق بِخَمْسِينَ ألف سنة". [2]

ترجمہ: "آدم علیہ السلام اس گھر کی طرف ہزار مرتبہ آئے ہندوستان سے پیدا چل کر آئے کسی سواری پر سوار نہیں ہوئے اس میں سے تین سو حج اور سات عمرہ ہیں آدم علیہ السلام نے جب پہلا حج کیا اور وہ عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے تو جبرائیل ان کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا اے آدم تیرا حج قبول ہے آپ کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہم نے اس گھر کا طواف کیا تھا"۔

نماز کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کی گردن سے ٹخنے تک پھوڑے کا پہنچنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1]....."وكان مهبطه بأرض الهند بجبل عال يراه البحريون من مسافة أيام، وفيه أثر قدم آدم مغموسة في الحجر، ويرى على هذا الجبل كل ليلة كهيئة البرق من غير سحاب، ولا بد له في كل يوم من مطر يغسل قدمي آدم". (السيرة الحلبية: باب: بنيان قريش الكعبة شرفها الله تعالىٰ، ج۱، ص۲۱۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(الدر المنثور: ج۱، ص۳۱۵، دار الفكر)

Marfat.com

حضرت آدم علیہ السلام کی گردن میں پھوڑا نکل آیا، انہوں نے نماز پڑھی تو وہ پھوڑا نیچے اتر کر سینے پر آگیا، حضرت آدم علیہ السلام نے پھر نماز پڑھی تو وہ کوکھ میں آگیا، انہوں نے پھر نماز پڑھی تو ٹخنے میں آگیا، انہوں نے پھر نماز پڑھی تو انگوٹھے میں آگیا، پھر نماز پڑھی تو وہ چلا گیا۔[1]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مریض کی طرف پیدل جانا

ابن جریر نے (وجہ آخر سے) وھب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ:

"لما صَار عِيسَى ابْن اثْنَتَيْ عشرَة سنة اوحى اللّٰه إِلَى امه وَهِي بِأَرْض مصر وَكَانَت هربت من قَومهَا حِين وَلدته إِلَى أَرض مصر - أَن اطلعِي بِهِ إِلَى الشَّام فَفعلت فَلم تزل بِالشَّام حَتَّى كَانَ ابْن ثَلاثِينَ سنة وَكَانَت نبوّته ثَلاث سِنِين ثمَّ رَفعه اللّٰه إِلَيْهِ وَزعم وهب أَنه رُبمَا اجْتمع على عِيسَى من المرضى فِي الْجَمَاعَة الْوَاحِدَة خَمْسُونَ الفا من اطَاق مِنْهُم أَن يبلغهُ بلغه وَمن لم يطق ذَلِك مِنْهُم أَتَاهُ فَمشى إِلَيْهِ وَإِنَّمَا كَانَ يداويهم بِالدُّعَاءِ إِلَى اللّٰه تَعَالَى". [2]

ترجمہ: "جب عیسیٰ علیہ السلام بارہ سال کے ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی والدہ کی طرف وحی بھیجی اور وہ مصر کی سرزمین میں تھیں اور وہ اپنی قوم سے بھاگ گئی تھیں مصر کی سرزمین کی طرف جب آپ نے عیسیٰ علیہ السلام کو جنا تھا حکم ملا تھا کہ شام کی طرف چلی جاؤ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ شام میں رہیں یہاں تک کہ ان کی عمر تیس سال کی ہوگئی اور ان کی نبوت بھی تیس سال تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا اور وھب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خیال کیا کہ بعض اوقات عیسیٰ علیہ السلام

---

[1]....(حیاۃ الصحابہ: ج۳، ص۱۰۷، بحوالہ ایک ہزار انمول موتی، ج۱، ص۳۶۸)
[2]....(الدر المنثور: ج۲، ص۲۱۵، دار الفکر، بیروت)

Marfat.com

کے پاس ایک وقت میں پچاس ہزار مریض جمع ہو جاتے تھے جو شخص ان میں سے پہنچنے کی طاقت رکھتا تھا وہ پہنچ جاتا تھا اور جو شخص ان میں سے طاقت نہ رکھتا تھا تو آپ علیہ السلام خود اس کی طرف پیدل تشریف لے جاتے تھے اور آپ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر کے ان کی دوا کرتے تھے"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسیح کہنے کی وجہ

عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ زمین میں سیاحت کرتے تھے۔ اور ان کے زمانہ میں ایک گروہ تھا جنہیں زمین میں سیاحت کی وجہ سے "مَشَّاءِ یْنَ" اور "سَیَّاحِیْنَ" کہا جاتا تھا بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مس کرنے سے چونکہ کوڑھی تندرست ہو جاتے تھے اس لئے آپ کو مسیح کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ بعض نے اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ عیسیٰؑ بطن مادر سے پیدا ہوئے تو یوں معلوم ہوتا تھا ان کے بدن پر تیل کی مالش کی گئی ہے۔ اس لئے انہیں مسیح کہا گیا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ یہ عبرانی لفظ مشوح سے معرب ہے جیسا کہ موسیٰ عبرانی لفظ موشیٰ سے معرب ہے بعض کا قول یہ ہے کہ مسیح اسے کہتے ہیں جس کی ایک آنکھ مٹی ہوئی ہو اور مردی ہے

" ان الدجال ممسوح الینمی وان عیسیٰ ممسوح الیسری "

ترجمہ "کہ دجال کی دائیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بائیں آنکھ مٹی ہوئی ہوگی"۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ دجال علم وعقل حلم اور دیگر اخلاق جملیہ سے کلیۃً محروم ہوگا اس کے برعکس عیسیٰؑ کی بائیں آنکھ مٹنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہالت حرص اور دیگر اخلاق مذمومہ سے پاک تھے۔ [1]

---

[1]..... " وقیل: سمّی عیسی علیه السلام مسیحا لکونه ماسحا فی الأرض، أی: ذاهبا فیها، وذلک أنه کان فی زمانه قوم یسمّون المشّاء ین والسّیّاحین لسیرهم فی الأرض، وقیل: سمّی به لأنه کان یمسح ذا العاهة فیبرأ، وقیل: سمّی بذلک لأنه خرج من بطن أمّه ممسوحا بالدّهن. وقال بعضهم: إنما کان مشوحا بالعبرانیّة، فعرّب فقیل المسیح وکذا موسی کان موشی. وقال بعضهم: المسیح :

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قبلہ کی طرف اپنے پاؤں سیدھے کر کے کھڑا ہونا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"لما سَأَلَ الحواريون عِيسَى بن مَرْيَم الْمَائِدَة كره ذَلِك جدا وَقَالَ :اقنعوا بِمَا رزقكم الله فِي الْأَرْض وَلَا تسألوا الْمَائِدَة من السَّمَاء فَإِنَّهَا إِن نزلت عَلَيْكُم كَانَت آيَة من ربكُم وَإِنَّمَا هَلَكت ثَمُود حِين سَأَلُوا نَبِيّهم آيَة فابتلوا بهَا حَتَّى كَانَ بوارهم فِيهَا فَأَبَوا إِلَّا أَن يَأْتِيهم بهَا فَلذَلِك (قَالُوا نُرِيدُ أَن نَّأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَن قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ لشَّهِدِينَ) فَلَمَّا رأى عِيسَى أَن قد أَبَوا إِلَّا أَن يدعوا لَهُم بهَا قَامَ فَالْقى عَنهُ الصُّوف وَلبس الشّعْر الْأَسود وجبة من شعر وعباء ة من شعر ثمَّ تَوَضَّأ واغتسل وَدخل مُصَلَّاهُ فصلى مَا شَاءَ الله فَلَمَّا قضى صَلَاته قَامَ قَائِما مُسْتَقْبل الْقبْلَة وصف قَدَمَيْهِ حَتَّى اسْتَوَيَا فالصق الكعب بالكعب وحاذى الْأَصَابِع بالأصابع وَوضع يَده الْيُمْنَى على الْيُسْرَى فَوق صَدره وغض بَصَره وطأطأ رَأسه خشوعاً ثمَّ أرسل عَيْنَيْهِ بالبكاء فَمَا زَالَت دُمُوعه تسيل على خديه وتقطر من أَطْرَاف لحيته حَتَّى ابتلت الْأَرْض حِيَال وَجهه من خشوعه فَلَمَّا رأى ذَلِك دَعَا الله فَقَالَ (اللَّهُمَّ رَبنَا أنزل علينا مائدة من السَّمَاء تكون لنا عيداً لأوّلنا

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

هو الذى مسحت إحدى عينيه، وقد روى:إنّ الدّجّال ممسوح اليمنى وعيسى ممسوح اليسرى .قال:ويعنى بأنّ الدّجّال قد مسحت عنه القوّة المحمودة من العلم والعقل والحلم والأخلاق الجميلة، وأنّ عيسى مسحت عنه القوّة الذّميمة من الجهل والشّره والحرص وسائر الأخلاق الذّميمة".(المفردات في غريب القرآن:مادة"مسح".ج، ا ص،٧٦٧،دار القلم، الدار الشامية،دمشق بيروت)

Marfat.com

وآخرنا) تكون عظة مِنك لنا (وَآيَة مِنك)أَى عَلامَة مِنك تكون بَيْننَا وَبَيْنك وارزقنا عَلَيْهَا طَعَاما نأكله (وَأَنت خير الرازقين)فَأنزل الله عَلَيْهِم سفرة حَمْرَاء بَين غمامتين غمامة فَوْقهَا وغمامة تحتهَا وهم ينظرُونَ إِلَيْهَا فِي الْهَوَاء منقضة من فلك السَّمَاء تهوى إِلَيْهِم وَعِيسَى يبكى خوفًا للشروط الَّتِي اتخذ الله فِيهَا عَلَيْهِم إِنَّه يعذب من يكفر بهَا مِنْهُم بعد نُزُولهَا عذَابا لم يعذبه أحدا من الْعَالمين وَهُوَ يَدْعُو الله فِي مَكَانَهُ وَيَقُول :إلهى اجْعَلْهَا رَحْمَة إلهى لَا تجعلها عذَابا إلهى كم من عَجِيبَة سَأَلتك فأعطيتنى إلهى اجْعَلْنَا لَك شاكرين إلهى أعوذ بك أَن تكون أنزلتها غَضبا ورجزاً إلهى اجْعَلْهَا سَلامَة وعافية وَلَا تجعلها فتْنَة ومثلة فَمَا زَالَ يَدْعُو حَتَّى اسْتَقَرَّتْ السفرة بَين يَدى عِيسَى والحواريون وَأَصْحَابه حوله يَجدونَ رَائِحَة طيبَة لم يَجدوا فِيمَا مضى رَائِحَة مثلهَا قطّ وخر عِيسَى والحواريون لله سجدا شكرا لَهُ بِمَا رزقهم من حَيْثُ لم يحتسبوا وأراهم فِيهِ آيَة عَظِيمَة ذَات عجب وعبرة وَأَقْبلت الْيَهُود ينظرُونَ فَرَأَوْا أمرا عجبا أورثهم كمداً وغماً ثمَّ انصرفوا بغيظ شَدِيد وَأَقْبل عِيسَى والحواريون وَأَصْحَابه حَتَّى جَلَسُوا حول السفرة فَإِذا عَلَيْهِ منديل مغطى قَالَ عِيسَى :من أجرؤنا على كشف المنديل عَن هَذِه السفرة وأوثقنا بِنَفسِهِ وأحسننا بَلاء عِنْد ربه فليكشف عَن هَذِه الْآيَة حَتَّى نرَاهَا وَنَحْمَد رَبنَا وَنَذْكُر باسمه وَنَأْكُل من رزقه الَّذِى رزقنا فَقَالَ الحواريون :يَا روح الله وكلمته أَنْت أولانا بذلك وأحقنا

Marfat.com

بالكشف عَنهَا فَقَامَ عِيسَى:فاستأنف وضُوءً جَدِيدا ثمَّ دخل مُصَلَّاهُ فصلى بذلك رَكْعَات ثمَّ بَكَى طَويلا ودعا اللّٰه أَن يَأْذَن لَهُ فِي الْكَشْف عَنهَا وَيجْعَل لَهُ ولقومه فِيهَا بركَة وَرِزْقًا ثمَّ انْصَرف وَجلسَ إِلَى السفرة وَتَنَاول المنديل وَقَالَ:بِسم اللّٰه خير الرازقين وكشف عَن السفرة وَإِذا هُوَ عَلَيْهَا سَمَكَة ضخمة مشوية لَيْسَ عَلَيْهَا بواسير وَلَيْسَ فِي جوفها سوك يسيل مِنْهَا السّمن سيلاً قد نضد حولهَا بقول من كل صنف غير الكراث وَعند رَأسهَا خل وَعند ذنبها ملح وحول الْبُقُول خَمْسَة أرغفة على وَاحِد مِنْهَا زيتون وعَلى الآخر تمرات وعَلى الآخرخمس رمانات فَقَالَ شَمْعُون رَأس الحواريين لعيسى:يَا روح اللّٰه وكلمته أمن طَعَام الدُّنْيَا هَذَا أم من طَعَام الْجنَّة فَقَالَ :أما آن لكم أَن تعتبروا بِمَا ترَوْنَ من الْآيَات وَتَنْتَهُوا عَن تنقير الْمسَائِل مَا أخوفنى عَلَيْكُم أَن تعاقبوا فِي سَبَب هَذِه الْآيَة.فَقَالَ شَمْعُون :لَا وإله إِسْرَائِيل مَا أردْت بهَا سوء ا يَا ابْن الصديقة فَقَالَ عِيسَى:لَيْسَ شَيْء مِمَّا ترَوْنَ عَلَيْهَا من طَعَام الْجنَّة وَلَا من طَعَام الدُّنْيَا إِنَّمَا هُوَ شَيْء ابتدعه اللّٰه فِي الْهَوَاء بِالْقُدْرَةِ الْغَالِبَة الْقَاهِرَة فَقَالَ لَهُ كن فَكَانَ أسْرع من طرفَة عين فَكُلُوا مِمَّا سَأَلْتُم بِسم اللّٰه واحمدوا عَلَيْهِ ربكُم يمدكم مِنْهُ ويزدكم فَإِنَّهُ بديع قَادر شَاكرفَقَالَ يَا روح اللّٰه وكلمته إِنَّا نحب أَن ترينا آيَة فِي هَذِه الْآيَة فَقَالَ عِيسَى:سُبْحَانَ اللّٰه أما اكتفيتم بِمَا رَأَيْتُمْ من هَذِه الآيَة حَتَّى تسالوا فِيهَا آيَة أُخْرَى ثمَّ أقبل عِيسَى على السَّمَكَة فَقَالَ:يَا سَمَكَة عودى بِإِذن اللّٰه حَيَّة كَمَا كنت فأحياها

Marfat.com

اللّٰه بقدرته فاضطربت وعادت بِإِذن اللّٰه حَيَّة طرية تلمظ كَمَا يتلمظ الْأَسد تَدور عَيناهَا لَهَا بصيص وعادت عَلَيْهَا بواسيرها فَفَزِعَ الْقَوْم مِنْهَا وانحاسوا فَلَمَّا رأى عِيسَى ذَلِك مِنْهُم قَالَ: مَا لكم تسْأَلُون الْآيَة فَإِذا أراكموها ربكُم كرهتموها مَا أخوفنى عَلَيْكُم أَن تعاقبوا بِمَا تَصْنَعُونَ يَا سَمَكَة عودى بِإِذن اللّٰه كَمَا كنت فَعَادَت بِإِذن اللّٰه مشوية كَمَا كَانَت فِى خلقهَا الأول فَقَالُوا لعيسى: كن أَنْت يَا روح اللّٰه الَّذِى تبدأ بِالْأَكْلِ مِنْهَا ثمَّ نَحن بعد فَقَالَ: معَاذ اللّٰه من ذَلِك يبْدَأ بِالْأَكْلِ كل من طلبهَا فَلَمَّا رأى الحواريون وأصحابهم امْتنَاع نَبِيّهم مِنْهَا خَافُوا أَن يكون نُزُولهَا سخطَة وَفِى أكلهَا مثلَة فتحاموها فَلَمَّا رأى ذَلِك عِيسَى دَعَا لَهَا الْفُقَرَاء والزمنى وَقَالَ: كلوا من رزق ربكُم ودعوة نَبِيكُم واحمدوا اللّٰه الَّذِى أنزلهَا لكم يكون مهناها لكم وعقوبتها على غَيْركُمْ وافتتحوا أكلكم بِسم اللّٰه واختتموه بِحَمْد اللّٰه فَفَعَلُوا فَأكل مِنْهَا ألف وثلثمائة إِنْسَان بَين رجل وَامْرَأَة يصدرون عَنْهَا كل وَاحِد مِنْهُم شبعان يتجشأ وَنظر عِيسَى والحواريون فَإِذا مَا عَلَيْهَا كَهَيْئَةِ إِذْ نزلت من السَّمَاء لم ينتقص مِنْهُ شَيْء ثمَّ إِنَّهَا رفعت إِلَى السَّمَاء وهم ينظرُونَ فاستغنى كل فَقير أكل مِنْهَا وبرىء كل زمن مِنْهُم أكل مِنْهَا فَلم يزَالُوا أَغْنِيَاء صحاحاً حَتَّى خرجُوا من الدُّنْيَا وَنَدم الحواريون وأصحابهم الَّذين أَبُو أَن يَأْكُلُوا مِنْهَا ندامة سَأَلت مِنْهَا أشفارهم وَبقيت حسرتها فِى قُلُوبهم إِلَى يَوْم الْمَمَات قَالَ: فَكَانَت الْمَائِدَة إِذا نزلت بعد ذَلِك أقبلت بَنو إِسْرَائِيل إِلَيْهَا من كل مَكَان

Marfat.com

يسعون يزاحم بَعضهم بَعْضًا الْأَغْنِيَاء والفقراء وَالنِّسَاء وَالصغَار والكبار والأصحاء والمرضى يركب بَعضهم بَعْضًا فَلَمَّا راى عِيسَى ذَلِك جعلهَا نوباً بَينهم فَكَانَت تنزل يَوْمًا وَلَا تنزل يَوْمًا فلبثوا فِي ذَلِك أَرْبَعِينَ يَوْمًا تنزل عَلَيْهِم غبا عِنْد ارْتِفَاع الضُّحَى فَلَا تزَال مَوْضُوعَة يُؤْكَل مِنْهَا حَتَّى إِذا قَالُوا ارْتَفَعت عَنْهُم بِإِذن الله إِلَى جو السَّمَاء وهم ينظرُونَ إِلَى ظلها فِي الْأَرْض حَتَّى توارى عَنْهُم فَاوحى الله إِلَى عِيسَى أَن اجْعَل رِزْقِي فِي الْمَائِدَة لِلْيَتَامَى والفقراء والزمنى دون الْأَغْنِيَاء من النَّاس فَلَمَّا فعل الله ذَلِك ارتاب بهَا الْأَغْنِيَاء وغمصوا ذَلِك حَتَّى شكوا فِيهَا فِي أنفسهم وشككوا فِيهَا النَّاس وأذاعوا فِي أمرهَا الْقَبِيح وَالْمُنكر وَأدْرك الشَّيْطَان مِنْهُم حَاجته وَقذف وساوسه فِي قُلُوب المرتابين حَتَّى قَالُوا لعيسى :أخبرنَا عَن الْمَائِدَة ونزولها من السَّمَاء حق فَإِنَّهُ ارتاب بهَا بشر منا كثير.قَالَ عِيسَى :كَذبْتُمْ وإله الْمَسِيح طلبتم الْمَائِدَة إِلَى نَبِيكُم أَن يطْلبهَا لكم إِلَى ربكُم فَلَمَّا أَن فعل وأنزلها الله عَلَيْكُم رَحْمَة وَرِزْقًا وأراكم فِيهَا الْآيَات والعبر كَذبْتُمْ بهَا وشككتم فِيهَا فابشروا بِالْعَذَابِ فَإِنَّهُ نَازل بكم إِلَّا أَن يَرْحَمكُمْ الله وَاوحى الله إِلَى عِيسَى إِنِّي آخذ المكذبين بشرطي فَإِنِّي معذب مِنْهُم من كفر بالمائدة بعد نُزُولهَا عذَابا لَا أعذبه أحدا من الْعَالمين فَلَمَّا أَمْسَى المرتابون بهَا وَأخذُوا مضاجعهم فِي أحسن صُورَة من نِسَائِهِم آمِنين فَلَمَّا كَانَ من آخر اللَّيْل مسخهم الله خنازير وَأَصْبحُوا يتتبعون الأقذار فِي الكناسات". [1]

---

[1]....(الدرالمنثور: ج۳،ص۲۳۵،تحت رقم الآية۱۱۳،دارالفكر،بيروت

Marfat.com

ترجمہ: ”جب حواریوں نے عیسیٰ بن مریم سے دسترخوان کا سوال کیا تو انہوں نے اس کو بہت ہی ناپسند کیا اور فرمایا قناعت کرو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تم کو زمین میں رزق دیا ہے۔ آسمان سے دسترخوان کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر وہ تم پر نازل ہو گیا تو وہ تمہارے رب کی طرف سے نشانی ہوگی۔ قوم ثمود اسی وجہ سے ہلاک ہوئی۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے سوال کیا وہ اس کے ذریعہ امتحان میں ڈالے گئے یہاں تک کہ اسی معجزہ میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ حواریوں نے قبول نہ کیا اور مطالبہ کیا کہ ان پر دسترخوان نازل ہو۔ اسی کو فرمایا ”قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَنَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُونَ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ“.

جب عیسیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ انہوں نے (بات ماننے سے) انکار کر دیا اور یہی مطالبہ کیا کہ ان کے لئے آپ ضرور دعا کریں تو عیسیٰ کھڑے ہو گئے اور ان کا لباس اتار دیا اور سیاہ بالوں سے بنا ہوا جبہ پہن لیا۔ اور بالوں سے بنی ہوئی عبا بھی پہن لی پھر وضو اور غسل کیا اور اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے۔ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا نماز پڑھی۔ جب نماز مکمل کر چکے تو قبلہ رخ کھڑے ہو گئے اپنے قدموں کو سیدھا کیا یہاں تک کہ برابر کر لئے اور ٹخنہ کو ٹخنہ سے ملا دیا اور انگلیوں کو انگلیوں کے برابر کیا اور داہنے ہاتھ کو بائیں پر اپنے سینے پر رکھ لیا اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور اپنے سر کو عاجزی اختیار کرتے ہوئے جھکا لیا۔ پھر رونا شروع کیا ان کے آنسو برابر ان کے رخساروں پر بہتے رہے اور داڑھی کے کناروں سے قطرے (زمین پر) گرتے رہے۔ یہاں تک کہ ان کے چہرہ کے گرد خشوع وخضوع کی وجہ سے زمین تر ہو گئی۔ جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی لفظ آیت اللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا“ (گویا) یہ مائدہ نصیحت ہوگا۔ آپ کی طرف سے ہمارے لئے ”وآیۃ منک“

Marfat.com

اور یہ نشانی ہوگی آپ کی طرف سے جو ہمارے اور آپ کے درمیان ہوگی تا کہ ہم اس کو کھائیں۔ ''وانت خیر الرازقین'' (یعنی آپ بہترین رزق دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سرخ دستر خوان دو بادلوں کے درمیان نازل فرمایا ایک بادل اس کے اوپر تھا۔ اور دوسرا بادل اس کے نیچے تھا۔ وہ لوگ اس کی طرف ہوا میں دیکھ رہے تھے جو آسمان سے ان کی طرف نیچے آ رہا تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام رونے لگے خوف سے ان شروط کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے دستر خوان نازل ہونے پر لگائی تھیں کہ وہ عذاب میں مبتلا کریں گے کسی نے بھی ان میں سے انکار کیا اس (دستر خوان) کے نازل ہونے کے بعد۔ اور فرما رہے تھے اے اللہ اس کو رحمت بنا دے اے میرے رب! اس کو عذاب نہ بنا اے میرے رب کتنی ہی عجیب چیزیں میں نے آپ سے مانگی ہیں اور آپ نے مجھے عطا فرمائی ہیں اے اللہ ہم کو اپنا شکر کرنے والا بنا دے۔ اے اللہ میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں کہ تو اسے عذاب اور سزا کے طور پر نازل فرمائے اے اللہ اس کو سلامت اور عافیت بنا دے اور اس کو فتنہ اس کو عبرت ناک سزا نہ بنا وہ برابر دعا کرتے رہے یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے دستر خوان آ کر ٹھہر گیا حواری اور آپ کے اصحاب اس کے ارد گرد موجود تھے۔ جو عمدہ خوشبو کو پا رہے تھے اس طرح کی خوشبو کبھی نہیں پائی تھی۔ عیسیٰ اور ان کے حواری گر پڑے اللہ کے لئے سجدہ اور شکر کرتے ہوئے جو ان کو رزق عطا فرمایا اس طرح پر ان کو گمان بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی عظیم قدرت دکھائی جو تعجب اور عزت والی تھی۔ یہودی دیکھنے کے لئے آئے اور انہوں نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا جس نے ان کو افسردگی اور غم میں مبتلا کر دیا۔ پھر وہ سخت غصہ کے ساتھ لوٹ گئے عیسیٰ اور حواری ان کے ساتھ آئے اور اس دستر خوان کے ارد گرد بیٹھ گئے اس پر ایک رومال ڈھکا ہوا تھا عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا

Marfat.com

ہم میں سے کون اس رومال کو اس دسترخوان سے ہٹانے کی جرأت رکھتا ہے اور ہم سے کس کو زیادہ اعتماد ہے اس کی ذات کے ساتھ کون اپنے رب کے ہاں اچھے عمل کرنے والا ہے۔ اس کو چاہیے کہ اس سے پردہ ہٹائے اور ہم اس کے رزق میں سے کھاتے ہیں جس نے ہم کو رزق دیا حواریوں نے کہا اے روح اللہ، اے کلمۃ اللہ آپ ہی زیادہ لائق ہیں اس کے اور ہم سے زیادہ حقدار ہیں اس سے پردہ ہٹالیں عیسیٰ کھڑے ہوئے۔ نیا وضو فرمایا پھر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہوئے اور دو رکعت پڑھیں پھر طویل مدت تک روتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کو اس سے پردہ ہٹانے کی اجازت دیجئے اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے برکت اور رزق بنا دیجئے پھر لوٹ آئے اور دسترخوان کی طرف بیٹھ گئے رومال کو ہٹایا اور فرمایا اللہ کے نام کے ساتھ جو بہتر رزق دینے والا ہے اور دسترخوان سے پردہ اٹھا دیا۔ اس میں موٹی تازی بھنی ہوئی مچھلی تھی جس پر بو اسیر نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی کانٹا ہے اس سے تیل بہہ رہا ہے اس کے گرد ہر قسم کی سبزیاں ترتیب سے رکھی ہوئی ہیں علاوہ بدبودار سبزیوں کے (جیسے لہسن تھوم وغیرہ) اس کے سر کے پاس سرکہ تھا اس کی دم کے پاس نمک تھا اور ہر سبزی کے اردگرد پانچ روٹیاں ہیں ان میں سے ایک پر زیتون اور دوسری پر کھجوریں اور تیسری پر پانچ انار ہیں حواریوں کے سردار شمعون نے عیسیٰ علیہ السلام سے کہا یا روح اللہ اور اس کا حکم کیا یہ دنیا کے کھانے میں سے ہے یا جنت کے کھانے میں سے ہے۔ فرمایا اب تمہارے لئے یہ ہے کہ تم عبرت حاصل کرو جو تم نشانیوں میں سے دیکھتے ہو اور تم مسائل کی چھان بین سے بچو، مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تم کو اس نشانی کے سبب عذاب میں مبتلا نہ کر دیا جائے۔ شمعون نے کہا نہیں اسرائیل کے معبود کی قسم میں نے کسی برائی کا ارادہ نہیں کیا اے صدیقہ کے بیٹے عیسیٰ نے فرمایا جو کچھ تم

Marfat.com

دسترخوان پر دیکھ رہے ہو نہ یہ جنت کے کھانوں میں سے ہے اور نہ دنیا کے کھانوں میں سے ہے یہ وہ چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ہوا میں پیدا کیا اپنی قدرت کاملہ سے اس کے لئے فرمایا تو ہو جا اور یہ آنکھ جھپکنے سے گئی اب تم کھاؤ بسم اللہ کے ساتھ ان چیزوں میں سے جو تم نے سوال کیا اپنے رب کی اس پر حمد کرو۔ اللہ تعالیٰ اس سے تمہاری مدد فرمائے گا اور اس میں اضافہ فرمائے گا۔ کیونکہ نئے سرے سے پیدا کرنے والا قدرت رکھنے والا اور قدردانی کرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا اے اللہ کی روح اور اس کا کلمہ بے شک ہم پسند کرتے ہیں کہ تو اس نشانی میں ایک اور نشانی دکھا۔ عیسیٰ نے فرمایا سبحان اللہ کیا تم کو کافی نہیں ہوا جو تم نے ان نشانی میں سے دیکھا یہاں تک کہ تم نے دوسری نشانی کا سوال کر دیا۔ پھر عیسیٰ مچھلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا اے مچھلی میرے پاس اللہ کے حکم سے زندہ ہو کر لوٹ آ جیسے تو پہلے زندہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قوت سے اس کو پھر زندہ کر دیا اس نے حرکت کی اور اللہ کے حکم سے اسی طرح تازہ ہو گئی منہ میں زبان پھیرتی تھی جیسے شیر پھیرتا ہے۔ اس کی آنکھیں گھوم رہی تھیں جن میں چمک تھی۔ اس پر بواسیر لوٹ آئی قوم اس سے ڈر گئی اور پیچھے ہٹ گئی جب عیسیٰ نے اس کو دیکھا فرمایا تمہیں کیا ہوا تم ایک نشانی کا سوال کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ جب تم کو وہ دکھاتا ہے تم اس کو ناپسند کرتے ہو مجھے تم پر خوف ہے کہ تم سزا پاؤ گے ان کے گناہوں کے بدلہ میں جو تم کر رہے ہو اے مچھلی لوٹ جا اللہ کے حکم سے جیسے تو پہلے تھی وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بھنی ہوئی حالت میں ہو گئی جس طرح وہ پہلے تھی۔

انہوں نے عیسیٰ سے کہا اے روح اللہ سب سے پہلے تو اس کو کھا پھر ہم اس سے کھائیں گے عیسیٰ نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ جس نے اس کا مطالبہ کیا تھا وہی اس کو پہلے کھالے۔ جب حواریوں اور ان کے اصحاب نے دیکھا کہ

Marfat.com

ان کا نبی اس کو کھانے سے رکا ہوا ہے تو وہ ڈر گئے کہ کہیں اس دستر خوان کے نازل ہونے میں ناراضگی نہ ہو اور اس کے کھانے میں کوئی مسئلہ نہ کھڑا ہو جائے۔ اور وہ اس سے پرہیز کرنے لگے۔ جب عیسیٰ نے اس معاملہ کو دیکھا تو فقراء اور اپاہجوں کو بلایا اور فرمایا کھاؤ اپنے رب کا رزق اور اپنے نبی کی دعوت کو اور اس اللہ کی حمد کو بیان کرو۔ جس نے اس کو تمہارے لئے اتارا۔ اس کی برکتیں ہوں گی تمہارے لئے اور اس کی سزا ہوگی علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے تم سب لوگ بسم اللہ سے کھانا شروع کرو اور اللہ کی حمد کے ساتھ ختم کرو سب نے ایسا ہی کیا اس میں سے ایک ہزار تین سو مرد اور عورتوں نے کھایا اور ہر ایک ان میں سے پیٹ پھر کر واپس ڈکار لے کر جاتا تھا۔ عیسیٰ اور حواریوں نے دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا اسی طرح ہے جس طرح وہ آسمان سے نازل ہوا تھا۔ اس میں کوئی کمی نہیں آئی پھر وہ آسمان کی طرف اٹھا لیا گیا اور وہ دیکھ رہے تھے جس اپاہج نے اس میں سے کھانا کھایا وہ تندرست ہو گیا اور ہمیشہ غنی اور صحت مند ہو گیا، جس نے اس میں سے کھایا یہاں تک کہ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ حواری اور ان کے ساتھی جنہوں نے کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ان کو اتنی ندامت ہوئی ان کی پلکوں سے آنسو بہتے رہے اور ان کے دلوں میں حسرت باقی رہی مرنے کے دن تک (راوی نے کہا) اس کے بعد دستر خوان جب نازل ہوا تو بنی اسرائیل ہر طرف سے دوڑے ہوئے آئے اور وہ ایک دوسرے پر بھیڑ کر رہے تھے۔ جو عورتیں بچے بوڑھے صحت مند اور بیمار ایک دوسرے پر گر رہے تھے جب عیسیٰ نے یہ دیکھا تو ان کے درمیان باری مقرر کر دی یہ دستر خوان ایک دن آیا تھا دوسرے دن نہ آیا اس حال میں وہ چالیس دن رہے چاشت کے وقت پر دستر خوان نازل ہوتا۔ وہ برابر پڑا رہتا لوگ اس میں سے کھاتے رہتے۔ یہاں تک کہ جب دوپہر ہو جاتی تو دستر خوان اللہ کے حکم سے

Marfat.com

آسمان کی طرف اٹھ جاتا اور وہ زمین میں اس کے سامنے کی طرف دیکھتے رہتے یہاں تک کہ وہ اس سے اوجھل ہو جاتا اور اپاہجوں کے لئے مختص کر دیئے سوائے مالداروں کے کہ ان کو نہ دیا جائے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا تو اس کے ساتھ مالدار لوگ شک کرنے لگے اور اسے حقیر جاننے لگے یہاں تک کہ انہوں نے اس کے بارے میں شک کیا اپنے دلوں میں اور لوگوں نے بھی اس میں شک کیا اور اس دسترخوان کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کرنے لگے۔ شیطان نے ان سے عہد لیا۔ اور اس نے اپنے وسوسے شک کرنے والوں کے دلوں میں ڈال دیئے یہاں تک کہ انہوں نے عیسیٰ کو کہا ہم کو دسترخوان اور اس کے آسمان سے نازل ہونے پر سچی بات بتایئے اس لئے کہ اس کے بارے میں بہت سے آدمیوں نے شک کیا ہے۔ عیسیٰ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ اور عیسیٰ کے معبود کی قسم تم نے اپنے نبی سے دسترخوان کا مطالبہ کیا کہ وہ تمہارے لئے اس کو اپنے رب سے طلب کریں جب ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت اور رزق کی صورت میں نازل فرمایا اور اس میں تم کو نشانیاں اور عبرتیں دکھائیں تو تم نے اس کو جھٹلا دیا اور تم اس میں شک کرنے لگے۔ پس تم کو عذاب کی خوشخبری ہو عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ میں پکڑنے والا ہوں جھٹلانے والے کو اپنی شرط کے مطابق بلاشبہ میں عذاب دینے والا ہوں ان میں سے جس نے انکار کیا دسترخوان کے نازل ہونے کے بعد ایسا عذاب کہ کسی ایک کو بھی جہاں والوں میں سے نہیں دیا جب شام کی شک کرنے والوں نے اور اپنی لیٹنے کی جگہوں میں لیٹ گئے جبکہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین حالت میں تھے اور امن میں تھے جب آخری رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جن کی شکل میں مسخ کر دیا اور وہ گندگی کو تلاش کر رہے تھے کوڑا کرکٹ کے ڈھیر میں صبح کے وقت"۔

Marfat.com

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک لنگڑے نابینے کے پاس سے گزرنا

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام لنگڑے نابینے کے پاس سے گزرے، جو فالج سے بھی دوچار تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا تھا۔ الٰہی تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے ان عوارض سے محفوظ رکھا جس میں اکثر تیری مخلوق مبتلا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھے کس بلا سے اللہ تعالیٰ نے عافیت میں رکھا ہے؟ عرض کرنے لگا یا نبی اللہ! میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں اپنے رب کی معرفت نہیں۔ [1]

حام بن نوح کا ٹخنہ

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ:

"قَالَ الحواريون لعيسى بن مَرْيَم عَلَيْهِمَا السَّلَام لَو بعثت لنا رجلا شهد السَّفِينَة فحدثنا عَنْهَا فَانْطَلق بهم حَتَّى انْتهى إِلَى كثيب من تُرَاب فَأخذ كفا من ذَلِك التُّرَاب قَالَ :أَتَدْرُونَ مَا هَذَا قَالُوا:اللّٰه وَرَسُوله أعلم قَالَ :هَذَا كَعْب حام بن نوح فَضرب الْكَثِيب بعصاه قَالَ:قُم بِإِذن اللّٰه فَإِذا هُوَ قَائِم ينفض التُّرَاب عَن رَأسه قد شَاب قَالَ لَهُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام :هَكَذَا هَلَكت قَالَ :لَا مت وَأَنا شَاب وَلَكِنِّي ظَنَنْت أَنَّهَا السَّاعَة قَامَت فَمن ثمَّ شبت قَالَ :حَدثنَا عَن سفينة نوح قَالَ :كَانَ طولهَا ألف ذِرَاع ومائتي ذِرَاع وعرضها سِتّمائَة ذِرَاع كَانَت ثَلاث طَبَقَات فطبقة فِيهَا الدَّوَابّ والوحش وطبقة فِيهَا الإِنس وطبقة فِيهَا الطير فَلَمَّا كثر أرواث الدَّوَابّ أوحى اللّٰه إِلَى

---

[1]....."حكاية:مر عيسى عليه السلام برجل أعمى أبرص مقعد قد أخذه الفالج وهو يقول الحمد للّٰه الذى عافانى مما ابتلى به كثيرا من خلقه فقال له عيسى أى شيء من البلاء قد عافاك اللّٰه منه فقال يا نبى اللّٰه أنا خير ممن لم يجد فى قلبه معرفة ربه"(:نزهة المجالس ومنتخب النفائس:فصل في الصبر،ج، ا ،ص،۷۵، المطبعه الكاستلية،مصر)

Marfat.com

نوح:أن اغمز ذَنَب الْفِيل فغمز فَوَقع مِنْهُ خِنْزِير وخنزيرة فَأَقْبَلا على الروث فَلَمَّا وَقع الفار يخرب السَّفِينَة بقرضه أوحى اللّٰه إِلَى نوح أَن أضْرب بَين عَيْنى الْأسد.فَخرج من منخره سنور وسنورة فَأَقْبَلا على الفار فَقَالَ لَهُ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَام:كَيفَ علم نوح أَن الْبِلَاد قد غرقت قَالَ :بعث الْغُرَاب يَأْتِيهِ بالْخبر فَوجدَ جيفة فَوَقع عَلَيْهَا فَدَعَا عَلَيْهِ بالخوف فَلذَلِك لَا يالف الْبيُوت ثمَّ بعث الْحَمَامَة فَجَاءَت بورق زيتون بمنقارها وطين برجليها فَعلم أَن الْبِلَاد قد غرقت فطوّقها الخضرة الَّتِى فِى عُنُقهَا ودعا لَهَا أَن تكون فِى أنس وأمان فَمن ثمَّ تالف الْبيُوت فَقَالُوا:يَا روح اللّٰه أَلا تَنْطَلِق نَا إِلَى أَهَالِينَا فيجلس مَعنا ويحدثنا قَالَ:كَيفَ يتبعكم من لَا رزق لَهُ ثمَّ قَالَ:عد بِإِذن الله فَعَاد تُرَابا".[1]

ترجمہ:''حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا اگر آپ ہمارے لئے اپنے جیسا آدمی زندہ کریں جس نے کشتی دیکھی ہو اور اس کے بارے میں بیان کرے۔عیسیٰ علیہ السلام انکے ساتھ چلے یہاں تک کہ مٹی کے ایک ٹیلے کی طرف پہنچے آپ نے اس مٹی میں سے ایک مٹھی مٹی لی ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے ساتھیوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں،عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا یہ حام بن نوح کا ٹخنہ ہے۔اس مٹی کے ڈھیر کو لاٹھی سے مارا اور فرمایا اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا اچانک وہ (قبر والا) کھڑا ہو گیا جو اپنے سر کو مٹی سے جھاڑ رہا تھا اور وہ جوان تھا عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا تجھ کو موت آئی تھی اس نے کہا میں اس حال میں مرا تھا کہ میں نوجوان تھا لیکن میں نے اب

[1]....(الدرالمنثور:ج،۴،ص،۴۲۰،۴۲۱،تحت رقم الآیۃ،۳۸،دارالفکر،بیروت)

Marfat.com

خیال کیا کہ قیامت قائم ہوگئی۔ اس وجہ سے میرے بال سفید ہوگئے عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا ہم کو نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں بیان کرو اس نے کہا اس کی لمبائی بارہ سو ذراع تھی اور اس کی چوڑائی چھ سو ذراع تھی اس کے تین طبقات تھے۔ ایک طبقہ میں چوپائے اور وحشی جانور تھے اور ایک طبقہ میں انسان تھے اور ایک طبقہ میں پرندے تھے جب جانوروں کا گوبر زیادہ ہوگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی ہاتھی کی دم دباؤ دم دباتے ہی ہاتھی کے اندر سے ایک مذکر اور مونث خنزیر گر پڑے اور دونوں گوبر کھانے لگے جب چوہا گرا تو وہ کشتی کو کاٹ کر خراب کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے نوح کی طرف وحی بھیجی کہ شیر کی دونوں آنکھوں کے درمیان ضرب لگاؤ تو شیر کی ناک کے سوراخوں سے ایک بلی اور ایک بلا نکل پڑے اور دونوں چوہوں پر دوڑ پڑے۔ (اور ان کو ختم کر دیا) عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کو کیسے علم ہوا کہ شہر غرق ہوگیا ہے اس نے کہا انہوں نے ایک کوا بھیجا کہ وہ (شہروں کی) خبر لے آئے اس نے ایک مردار کو پایا اور اس پر واقع ہوگیا نوح علیہ السلام نے اس کے لئے خوف کی بددعا کی (کہ تو انسانوں سے خوف کرے گا) اس لئے وہ گھروں سے الفت نہیں رکھتا پھر انہوں نے ایک کبوتری کو بھیجا وہ زیتون کا ایک پتہ لے آئی اپنی چونچ کے ساتھ اور گارا لے آئی اپنے پاؤں کے ساتھ تو انہوں نے (یہ کیفیت دیکھ کر) جان لیا کہ شہر غرق ہوگئے ہیں پھر وہ سبز رنگ کا ہار جو اس کی گردن میں آپ نے پہنایا اور اس کے لئے دعا فرمائی وہ انس اور امان میں رہے۔ اس وجہ سے کہ وہ گھروں سے محبت رکھتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں نے کہا اے روح اللہ کیا آپ اسے ہمارے ساتھ ہمارے گھروں کی طرف نہیں لے چلیں گے۔ یہ ہمارے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرے گا آپ نے فرمایا

Marfat.com

وہ تمہارے ساتھ کیسے جاسکتا ہے جس کے لئے کوئی رزق نہیں ہے۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا لوٹ جا اللہ کے حکم سے تو وہ مٹی ہوگیا"۔

وادی طوی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جوتا اتارنا

بنی اسرائیل حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں (بشمول بارہ قبائل) مصر جا کر آباد ہوئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد ان لوگوں کی کوئی عزت نہ رہی اور مصر کے اصل باشندے یعنی قبطی انہیں ستانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں پیدا فرمایا اور فرعون کے گھر ہی میں ان کی پرورش کا انتظام فرمایا۔ جب موسیٰ علیہ السلام بڑے ہوگئے تو انہوں نے ایک قبطی کو دیکھا کہ وہ بنی اسرائیل سے لڑ رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے ایک مکا مارا وہ وہیں مر گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص کی معرفت معلوم ہوا کہ فرعونی موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا مشورہ کر رہے ہیں لہذا آپ یہاں سے نکل جایئے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام وہاں سے نکل گئے اور مدین میں دس سال ٹھہرے رہے اور یہیں سلسلہ ازدواج میں بھی بندھے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنی زوجہ کو وہاں سے مصر لے کر آرہے تھے تو رستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے اہل کو سردی لگی مزید برآں رستہ بھی بھول گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر آگ نظر آئی اسے دیکھ کر انہوں نے اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے، میں کوئی خبر لے کر آتا ہوں نیز کسی سے رستہ معلوم کروں گا یا آگ کا شعلہ لے آؤں گا جس سے تم گرمی حاصل کر سکتے ہو۔ جب موسیٰ علیہ السلام آگ کی جگہ پہنچے تو وہاں معاملہ ہی کچھ اور تھا۔ اللہ رب العزت نے ان کے سر پر تاجِ نبوت سجانا تھا۔ خالق کون ومکاں کی طرف سے آواز آئی کہ اے موسیٰ میں آپ کا رب ہوں آپ جس مقام پر ہیں یہ ایک پاک وطاہر میدان ہے جس کا نام طوی ہے آپ اپنے جوتے اتار دیں۔

"وَهَلْ اَتٰکَ حَدِیْثُ مُوْسٰی .اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْکُثُوْٓا اِنِّیْٓ

Marfat.com

اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْھَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ ھُدًی. فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ یٰمُوْسٰی. اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی". [1]

ترجمہ: "اور کیا تجھے موسیٰ کی بات پہنچی ہے، جب انہوں نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم (یہاں) ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے (میں وہاں جاتا ہوں) شاید اس میں سے میں تمہارے پاس انگاری لاؤں یا آگ (کے مقام) کا راستہ معلوم کرسکوں۔ جب وہاں پہنچے تو آواز آئی کہ موسیٰ میں تمہارا رب ہوں سو تم اپنی جوتیاں اتار دو بیشک تم پاک وادی طوی میں ہو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جوتے گدھے کی کھال سے بنے ہوئے تھے جنہیں دباغت نہیں دی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے فرمایا تھا تاکہ مقدس اور پاک زمین کی مٹی ان کو قدموں کو لگ جائے۔ [2]

اللہ تعالیٰ کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے پہن کر زمین میں پھرنے کا حکم دینا

اللہ تعالیٰ نے زمین کی سیر وسیاحت کا حکم دیا ہے، اور اگر یہ سیر وسیاحت عبرت حاصل کرنے کی غرض سے ہو تو مطلوبِ دینی ہے۔

" اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَتَکُوْنَ لَھُمْ قُلُوْبٌ یَّعْقِلُوْنَ بِھَآ اَوْ آذَانٌ

---

[1]....(سورة طه:پاره ، ١٦ ،رقم الآية،٩تا ١٢)

[2]...."وامر ﷺ بذلک لما انهما كانتا من جلد حمار ميت غير مدبوغ كما روي عن الصادق رضى الله عنه وعكرمة وقتادة والسدي ومقاتل والضحاک والكلبي ، وروي كونهما من جلد حمار في حديث غريب . فقد اخرج الترمذي بسنده عن النبي ﷺ قال: كان موسىٰ عليه السلام يوم كلمه ربه كساء صوف وجبة صوف وكمة صوف اي قلنسوة صغيرة وسراويل صوف وكانت نعلاه من جلد حمار ، وعن الحسن ومجاهد وسعيد بن جبير وابن جريج أنهما كانتا من جلد بقرة ذكيت ولكن أمر عليه السلام بخلعهما ليباشر بقدميه الأرض فتصيبه بركة الوادي المقدس".(روح المعاني:سورة طه،ج،٨ ، ص،٤٨٤،دار الكتب العمية، بيروت)

Marfat.com

يَسْمَعُونَ بِهَا فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ". [1]

ترجمہ: "کیا سیر نہیں کی ملک کی جوان کے دل ہوتے جن سے سمجھتے یا کان ہوتے جن سے سنتے سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں پر اندھے ہو جاتے ہیں دل جو سینوں میں ہیں"۔

ابن ابی حاتم نے کتاب التفکر میں حضرت مالک بن دینار سے نقل کیا ہے کہ:

"وقد أخرج ابن أبي حاتم في كتاب التفكر عن مالك بن دينار قال: أوحى الله تعالى إلى موسىٰ عليه السلام أن اتخذ نعلين من حديد وعصا ثم سح في الأرض فاطلب الآثار والعبر حتى تحفى النعلان وتنكسر العصا". [2]

ترجمہ: "حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ لوہے کے جوتے بناؤ اور لوہے کی عصا ہاتھ میں لو اور اللہ کی زمین میں اتنے پھرو کہ یہ آہنی جوتے گھس جائیں اور آہنی عصا ٹوٹ جائے"۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پاؤں کے نیچے دیکھنے کا حکم دینا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ، فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ: أَلَمْ أَقُلْ لَكَ لَا تَعْصِنِي، فَيَقُولُ أَبُوهُ: فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ، فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ: يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ لَا تُخْزِنِي يَوْمَ

---

[1]....(سورة الحج: رقم الآية، پاره، ۱۷)

[2]....(روح المعانی: ج، ۹، ص، ۱۶۰، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

يُبْعَثُونَ، فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ؟ فَيَقُولُ اللّٰهُ تَعَالَى: إِنِّي حَرَّمْتُ الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ، ثُمَّ يُقَالُ: يَا إِبْرَاهِيمُ، مَا تَحْتَ رِجْلَيْكَ؟ فَيَنْظُرُ، فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ". [1]

ترجمہ: "ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر سے (قیامت کے دن) ملیں گے آذر کے چہرے پر (اس وقت) سیاہی اور غبار چھایا ہوگا تو اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمائیں گے کہ میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میری نافرمانی نہ کرنا ان کا باپ کہے گا اب میں تمہاری نافرمانی نہ کروں گا تو ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ اے میرے پروردگار تو نے مجھ سے حشر کے دن مجھے رسوا نہ کرنے کا وعدہ کیا تھا پس کون سی رسوائی اپنے کم بخت باپ کی رسوائی سے بڑھ کر ہوگی تو اللہ فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کردی ہے پھر ابراہیم سے کہا جائے گا اے ابراہیم علیہ السلام (دیکھو) تمہارے پاؤں کے نیچے کیا ہے وہ دیکھیں گے تو ایک مذبوح جانور خون میں لتھڑا ہوا پائیں گے اس جانور کے پیروں کو پکڑ کر دوزخ میں ڈالا جائے گا"۔

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا پیدل حج کرنا

سعید بن منصور الازرق نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ:

"حج إِبْرَاهِيم واسماعيل وهما ماشيان". [2]

ترجمہ: "ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے پیدل حج کیا۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب أحاديث الانبياء/ بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: (وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا، ج،۴، ص،۱۳۹، رقم الحديث،۳۳۵۰، دارطوق النجاة)

[2]....(الدرالمنثور: ج،۱، ص،۳۳۲، دارالفكر، بيروت)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

رسول اللہ ﷺ اور جوتا

رسول اللہ ﷺ کے تلووے اور پاؤں مبارک

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا، عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا أَتَعَلَّقُ بِهِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلَأْلَأُ وَجْهُهُ تَلَأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرُ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيمُ الْهَامَةِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَّقَهَا، وَإِلَّا فَلَا يُجَاوِزُ شَعْرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ، أَزْهَرُ اللَّوْنِ، وَاسِعُ الْجَبِينِ، أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ سَوَابِغَ فِي غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ، أَقْنَى الْعِرْنَيْنِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ، يَحْسَبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيعُ الْفَمِ، مُفَلَّجُ الْأَسْنَانِ، دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ، مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ، بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ، سَوَاءُ الْبَطْنِ وَالصَّدْرِ، عَرِيضُ الصَّدْرِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ، مَوْصُولُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعْرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ، عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ، أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ، طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الرَّاحَةِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، سَائِلُ الْأَطْرَافِ أَوْ قَالَ: شَائِلُ الْأَطْرَافِ خَمْصَانُ الْأَخْمَصَيْنِ، مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ، يَنْبُو عَنْهُمَا الْمَاءُ،

Marfat.com

إِذَا زَالَ زَالَ قَلِعًا، يَخْطُو تَكَفِّيًا، وَيَمْشِي هَوْنًا، ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ، إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ جَمِيعًا، خَافِضُ الطَّرْفِ، نَظَرُهُ إِلَى الْأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلَاحَظَةُ، يَسُوقُ أَصْحَابَهُ وَيَبْدَأُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلَامِ ". [1]

ترجمہ: "میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک دریافت کیا اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ مبارک کو بہت ہی کثرت سے اور وضاحت سے بیان کیا کرتے تھے۔ مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ ان اوصاف جمیلہ میں سے کچھ کا میرے سامنے بھی ذکر کریں تا کہ میں ان کے بیان کو اپنے لئے حجت اور سند بناؤں۔ (اور ان اوصاف جمیلہ کو ذہن نشین کرنے اور ممکن ہو سکے تو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کروں، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت سات سال کی تھی۔ اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جمیلہ میں اپنی کمسنی کی وجہ سے تامل اور کمال تحفظ کا موقع نہیں ملا تھا) ماموں جان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیہ شریف کے متعلق یہ فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی ذات وصفات کے اعتبار سے شاندار تھے۔ اور دوسروں کی نظروں میں بھی بڑے رتبہ والے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک بالکل متوسط قد والے آدمی سے کسی قدر طویل تھا۔ لیکن لمبے قد والے سے پست تھا، سر مبارک اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک کسی قدر بل کھائے ہوئے تھے۔ اگر سر کے بالوں میں اتفاقاً خود مانگ نکل آتی تو مانگ رہنے دیتے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے (یہ

[1]....(الشمائل المحمدية والخصائل المصطفوية: ص، ۳۴، رقم الحديث، ۸، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

Marfat.com

مشہور ترجمہ ہے اس بناء پر یہ اشکال پیش آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصداً مانگ نکالنا روایات سے ثابت ہے۔ اس اشکال کے جواب میں علماء یہ فرماتے ہیں کہ اس کو ابتدائے زمانہ پر محمول کیا جائے کہ اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اہتمام نہیں تھا، لیکن بندہ ناچیز کے نزدیک یہ جواب اس لئے مشکل ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ مشرکین کی مخالفت اور اہل کتاب کی موافقت کی وجہ سے مانگ نہ نکالنے کی تھی، اس کے بعد پھر مانگ نکالنی شروع فرمادی، اس لئے اچھا ترجمہ جس کو بعض علماء نے ترجیح دی ہے وہ یہ ہے کہ اگر باسہولت مانگ نکل آتی تو نکال لیتے اور اگر کسی وجہ سے باسہولت نہ نکلتی اور کنگھی وغیرہ کی ضرورت ہوتی تو اس وقت نہ نکالتے، کسی دوسرے وقت جب کنگھی وغیرہ موجود ہوتی نکال لیتے) جس زمانہ میں حضور ﷺ کے بال زیادہ ہوتے تھے تو کان کی لو سے متجاوز ہوجاتے تھے۔ آپ کا رنگ نہایت چمکدار تھا اور پیشانی کشادہ۔ آپ کے ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ دونوں ابرو جدا جدا تھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے، ان دونوں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت اُبھر جاتی تھی، آپ کی ناک بلندی مائل تھی اور اس پر ایک چمک اور نور تھا، ابتداً دیکھنے والا آپ کو بڑی ناک والا سمجھتا، (لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ حسن کی وجہ سے بلند معلوم ہوتی ہے ورنہ فی نفسہ زیادہ بلند نہیں ہے) آپ کی داڑھی مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی، آنکھ کی پُتلی نہایت سیاہ تھی، رخسار مبارک ہموار ہلکے تھے، گوشت لٹکے ہوئے نہیں تھے، آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا (یعنی تنگ منہ نہ تھا) آپ کے دندانِ مبارک باریک آبدار تھے اور اُن میں سے سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا فصل بھی تھا، سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، آپ کی گردن مبارک ایسی خوبصورت تھی جیسا کہ مورتی کی

Marfat.com

گردن صاف تراشی ہوئی ہوتی ہے اور رنگ میں چاندی جیسی صاف اور خوبصورت تھی، آپ کے سب اعضاء نہایت معتدل اور پُر گوشت تھے اور بدن گٹھا ہوا تھا۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھا لیکن سینہ فراخ اور چوڑا تھا۔ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان قدرے زیادہ فصل تھا، جوڑوں کی ہڈیاں قوی اور بڑی تھیں (جو قوت کی دلیل ہوتی ہے) کپڑا اُتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن چمکدار نظر آتا تھا (یا یہ کہ بدن کا وہ حصہ بھی جو کپڑوں سے باہر رہتا تھا، روشن اور چمکدار تھا، چہ جائیکہ وہ حصہ جو کپڑوں میں محفوظ ہو) ناک اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح سے بالوں کی باریک دھاری تھی، اس لکیر کے علاوہ دونوں چھاتیاں اور پیٹ بالوں سے خالی تھا، البتہ دونوں بازو اور کندھوں اور سینہ کے بالائی حصہ پر بال تھے، آپ کی کلائیاں دراز تھیں، اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم گداز پُر گوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں، آپ کے تلووے قدرے گہرے تھے اور قدم ہموار تھے کہ پانی اُن کے صاف ستھرا ہونے اور ان کی ملاست کی وجہ سے اُن پر ٹھہرتا نہیں تھا فوراً ڈھل جاتا تھا، جب آپ چلتے تھے تو قوت سے قدم اُٹھاتے اور آگے جھک کر تشریف لے جاتے، قدم زمین پر آہستہ پڑتا زور سے نہیں پڑتا تھا۔ آپ تیز رفتار تھے اور ذرا کشادہ قدم رکھتے، چھوٹے چھوٹے قدم نہیں رکھتے تھے۔ جب آپ چلتے تو ایسا معلوم ہوتا گویا پستی میں اُتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو پورے بدن سے پھر کر توجہ فرماتے۔ آپ کی نظر نیچی رہتی تھی، آپ کی نگاہ بہ نسبت آسمان کے زمین کی طرف زیادہ رہتی تھی۔ آپ کی عادت شریفہ عموماً گوشۂ چشم سے دیکھنے کی تھی (یعنی غایتِ شرم وحیا کی وجہ سے پوری آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے) چلنے میں صحابہ کو اپنے آگے کر دیتے تھے اور آپ پیچھے رہ جاتے، جس سے ملتے سلام

Marfat.com

کرنے میں خود ابتدا فرماتے"۔

" خمصان الاخمصین"

مذکورہ حدیث میں لفظ " خمصان الاخمصین" استعمال ہوا ہے، یہ خمص باب نصر سے اخذ کیا گیا ہے، اس کے لغوی معنی خالی شکم، لطیف تکلم کے آتے ہیں، لیکن یہاں تلوے کا وہ حصہ مراد ہے جو قدم رکھتے وقت زمین پر نہ لگے، انسان کے پیر کا یہ حصہ گوشت سے خالی ہوتا ہے اور زمین کو نہیں چھوتا۔[1]

اس کے برعکس اونٹ کے پیروں کا یہ حصہ گوشت سے بھرا ہوتا ہے، اور زمین کے ساتھ پورے کا پورا لگتا ہے، جبکہ رسول اللہ ﷺ کے دونوں قدمین مبارک کے تلوے فطرتِ انسانی کے تحت گہرے، زمین سے اُٹھے ہوئے اور گوشت سے بھرے ہوئے نہ تھے۔

"مسیح القدمین "

بیان کی گئی حدیث میں "مسیح القدمین " لفظ کا استعمال ہوا ہے یعنی ہموار اور نرم ایسے پاؤں جو شگاف وغیرہ سے خالی ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک شفاف' معتدل اور ہموار تھے یہاں تک کہ اُن پر پانی ڈالنے کی صورت میں اُن سے پانی بہہ جاتا۔[2]

رسول اللہ ﷺ کی چال مبارک

مذکورہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ کی چال کا ذکر کیا گیا ہے، اس میں لفظ "قلع" استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی قوت کے ساتھ اور پیر اُٹھا کر چلنے کے آتے ہیں۔ "قلع" کسی چیز کو جڑ

---

[1]....."قال ابن الأثير: الأخمص من القدم: الموضع الذى لا يلصق بالأرض منها عند الوطء .".(شرح الزرقانى على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الثالث :فيما فضله الله تعالى به / الفصل الأول: فى كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم، ج ،۵، ص، ۴۸۴، دار الكتب العلمية)

[2]....."(مسيح القدمين) أملسهما مستويهما لينهما بلا تكسر ولا تشقق جلد ".(فيض القدير للمناوي: ج،۵، ص،۶۷، رقم الحديث، ۶۴۹۳، المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

Marfat.com

سے نکالنے یا اس کو اپنے مقام سے ہٹانے کا نام ہے، یہاں دونوں معنی مراد لینے میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ اگر اس کا معنی یوں کیا جائے کہ:

''آنحضرت ﷺ چلتے وقت قدم صحیح طور پر اُٹھاتے یا اس کو اپنے مقام سے طاقت کے ساتھ منتقل کرتے تھے'' تو غلط نہ ہوگا۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کی عادتِ شریفہ پاؤں اُٹھا کر چلنے کی تھی، زمین پر پیر گھسیٹنے کی نہیں تھی، مزید برآں آپ کی چال اس شخص کی طرح نہ تھی جو اکڑ کر چلے اور تکبر سے پاؤں پاس پاس رکھ کر چلے۔ [2]

رسول اللہ ﷺ اپنے پیروں کو اتنی قوت سے اُٹھاتے تھے جس میں سرعت اور ڈھیلے پن کا اظہار نہیں ہوتا تھا، اور اللہ تعالیٰ کے قول:

''وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ''.

ترجمہ: ''اور اپنے چلنے میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی ہے''۔

یہی معنی ہیں۔ اس قسم کی ہیئت وطریقہ سے چلنا دلیر و بہادر اور عزم وعزیمت والے لوگوں کی چال ورفتار ہے اور یہ قسم چلنے کی اقسام میں سب سے معتدل اور اعضاء کو راحت پہنچانے والی ہے۔ [3]

---

[1]....''والقلع فی الأصل انتزاع الشیء من أصله أو تحویله عن محله و کلاهما یصلح أن یراد هنا أی ینزع رجله عن الأرض أو یحولها بقوة''.(فیض القدیر للمناوي: ج، ۵، ص،۶۷،رقم الحدیث،۶۴۹۳،المکتبة التجاریة الکبری،مصر)

[2]....''أَیْ رَفَعَ رِجْلَهُ عَنِ الْأَرْضِ رَفْعًا بَائِنًا بِقُوَّةٍ لَا کَمَنْ یَمْشِي اخْتِیَالًا وَیُقَارِبُ خُطَاهُ تَبَخْتُرًا''.(جمع الوسائل في شرح الشمائل:باب ما جاء في خلق رسول الله ﷺ، ج ، ۱،ص،۴۲،المطبعة الشرفیة، مصر)

[3]....''وَهِیَ مِشْیَةُ أُولِی الْعَزْمِ وَالْهِمَّةِ وَالشَّجَاعَةِ، وَهِیَ أَعْدَلُ الْمِشْیَاتِ وَأَرْوَاحُهَا لِلْأَعْضَاءِ''.(زاد المعاد فی هدی خیر العباد: فَصْلٌ فِی هَدْیِهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی مَشْیِهِ وَحْدَهُ وَمَعَ أَصْحَابِهِ، ج، ۱،ص، ۱۶۱،مؤسسة الرسالة، بیروت،مکتبة المنار الإسلامیة،الکویت)

Marfat.com

ایک شبہ کا ازالہ

رسول اللہ ﷺ انتہائی سکون واطمینان، عاجزی وبردباری کے ساتھ چلتے تھے، یہاں ایک علمی سوال ہوسکتا ہے کہ مذکورہ حدیث میں "یمشي هونا" (یعنی بردباری وعاجزی کے ساتھ چلنا) کہا گیا ہے، اور قرآن نے عام نیک لوگوں کو "یمشي هونا" کے ساتھ متصف کیا ہے، تو پھر حضور ﷺ کے ایسی صفت کو بیان کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہوگا جس میں آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے امت کے صالحین بھی شامل ہیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا". [1]

ترجمہ: "رحمان کے (سچے) بندے وہ ہیں جو زمین پر مصلحت کے ساتھ چلتے ہیں اور جب بے علم لوگ ان سے باتیں کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں کہ سلام ہے"۔

جبکہ صفت بیان کرنے سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ موصوف کو اعلیٰ مقام حاصل ہو؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ کو تمام انسانیت سے اس صفت میں عاجزی وبردباری اور اطمینان کے اعتبار سے ایک خاص فوقیت حاصل ہے۔ [2]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

"وَمَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مِشْيَتِهِ مِنْ

---

[1]....(سورۃ فرقان: رقم الآیۃ، ۶۳، پارہ، ۱۹)

[2]...."لأنّ المراد أنه أثبت منهم في ذلك، وأكثر وقارًا ورفقًا، وسكينة". (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد الثالث: فيما فضله الله تعالى به / الفصل الأول: في كمال خلقته وجمال صورته صلى الله عليه وسلم، ج۵، ص، ۵۲۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّمَا الْأَرْضُ تُطْوَى لَهُ إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ". [1]

ترجمہ: "میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کوئی نہیں دیکھا۔ (چمک اور روشنی چہرہ میں اس قدر تھی) گویا کہ آفتاب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے چہرہ مبارک پر چمک رہا ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ تیز رفتار بھی کوئی نہیں دیکھا زمین گویا لپٹی جاتی تھی۔ (کہ ابھی چند منٹ ہوئے یہاں تھے اور ابھی وہاں) ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلنے میں مشقت سے ساتھ ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی معمولی رفتار کے ساتھ چلتے تھے"۔

مذکورہ حدیث میں آپ ﷺ کی چال کی کیفیت کو بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کی رفتار اتنی تیز تھی کہ گویا آپ ﷺ کے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا ہے، بالفاظِ دیگر ساری زمین کو جمع اور لپیٹ کر آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا گیا۔ [2]

رسول اللہ ﷺ کے چلنے میں یہ سرعت (تیزی) آپ کی روحانی قوت کی بنا پر تھی نہ کہ عمداً (جان بوجھ) وارادۃ محنت اور تیزی سے چلنے میں۔ [3]

حضرت علی سے روایت ہے کہ:

"لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالطَّوِيلِ وَلَا بِالْقَصِيرِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، ضَخْمُ الرَّأْسِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلُ الْمَسْرُبَةِ،

---

[1]....(الشمائل المحمدية للترمذي: ص، ۱۱۲، رقم الحديث، ۱۲۴، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

[2]...."تجمع وتجعل مطوية تحت قدميه".(شرح الزرقاني: ج، ۵، ص، ۵۱۹، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]...."وَالْحَاصِلُ أَنَّ سُرْعَتَهُ فِي مِشْيَتِهِ، كَانَتْ مِنْ كَمَالِ الْقُوَّةِ لَا مِنْ حَيْثُ الْجَهْدِ وَالْمَشَقَّةِ وَالْعَجَلَةِ".(جمع الوسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي مِشْيَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۷۶، المطبعة الشرفية، مصر)

Marfat.com

إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفُّؤًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ مِثْلَهُ". [1]

ترجمہ: "حضور اقدس ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے، نہ کوتاہ قد، ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں پُر گوشت تھے (یہ صفات مردوں کے لئے محمود ہیں اس لئے کہ قوت اور شجاعت کی علامت ہیں۔ عورتوں کے لئے مذموم ہیں) حضور ﷺ کا سر مبارک بھی بڑا تھا۔ اور اعضاء کے جوڑ کی ہڈیاں بھی بڑی تھیں۔ سینہ سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک دھاری تھی۔ جب حضور اقدس ﷺ چلتے تھے گویا کہ کسی اونچی جگہ سے نیچے کو اتر رہے ہیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ جیسا نہ حضور سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا"۔

چلنے کی اقسام

رسول اللہ ﷺ کی چال کی رفتار کے بارے میں علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: بِسَكِينَةٍ وَوَقَارٍ مِنْ غَيْرِ تَكَبُّرٍ وَلَا تَمَاوُتٍ، وَهِيَ مِشْيَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ....." [2]

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ کی رفتار مبارک کے بارے میں بہت سے اسلاف نے یہ فرمایا کہ آپ ﷺ مکمل وقار اور اطمینان سے چلتے، تکبر اور سستی (کاہلی) کی چال اس میں نہیں ہوتی تھی اور یہ رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی ہیئت تھی"۔

اس کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے رفتار اور چلنے کی اقسام کو بیان فرمایا ہے، جو کہ نظرِ قارئین کی جاتی ہیں۔

---

[1]....(الشمائل المحمدية للترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِي خَلْقِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۳۱، رقم الحديث، ۵، المكتبة التجارية، مصطفى احمد الباز، مكة المكرمة)

[2]....(زاد المعاد في هدى خير العباد: فِي هَدْيِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْيِهِ وَحْدَهُ وَمَعَ أَصْحَابِهِ، ۱، ص، ۱۶۱، مؤسسة الرسالة، بيروت، مكتبة المنار الإسلامية، الكويت)

Marfat.com

"وَالْمِشْيَاتُ عَشَرَةُ أَنْوَاعٍ: هَذِهِ الثَّلَاثَةُ مِنْهَا، وَالرَّابِعُ: السَّعْيُ، وَالْخَامِسُ: الرَّمَلُ، وَهُوَ أَسْرَعُ الْمَشْيِ مَعَ تَقَارُبِ الْخُطَى وَيُسَمَّى: الْخَبَبَ، وَفِي الصَّحِيحِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (خَبَّ فِي طَوَافِهِ ثَلَاثًا وَمَشَى أَرْبَعًا). السَّادِسُ: النَّسَلَانُ، وَهُوَ الْعَدْوُ الْخَفِيفُ الَّذِي لَا يُزْعِجُ الْمَاشِيَ وَلَا يُكْرِثُهُ. وَفِي بَعْضِ الْمَسَانِيدِ أَنَّ الْمُشَاةَ شَكَوْا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَشْيِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ: (اسْتَعِينُوا بِالنَّسَلَانِ) وَالسَّابِعُ: الْخَوْزَلَى، وَهِيَ مِشْيَةُ التَّمَايُلِ، وَهِيَ مِشْيَةٌ يُقَالُ: إِنَّ فِيهَا تَكَسُّرًا وَتَخَنُّثًا. وَالثَّامِنُ: الْقَهْقَرَى، وَهِيَ الْمِشْيَةُ إِلَى وَرَاءٍ وَالتَّاسِعُ: الْجَمَزَى، وَهِيَ مِشْيَةٌ يَثِبُ فِيهَا الْمَاشِي وَثْبًا وَالْعَاشِرُ: مِشْيَةُ التَّبَخْتُرِ، وَهِيَ مِشْيَةُ أُولِي الْعُجْبِ وَالتَّكَبُّرِ، وَهِيَ الَّتِي خَسَفَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ بِصَاحِبِهَا لَمَّا نَظَرَ فِي عِطْفَيْهِ وَأَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَأَعْدَلُ هَذِهِ الْمِشْيَاتِ مِشْيَةُ الْهَوْنِ وَالتَّكَفُّؤِ". [1]

ترجمہ: "چلنے کی دس اقسام ہیں تین تو وہی پہلی (ھون، تماوت، مھانہ) اور چوتھی قسم سعی اور رمل پانچویں قسم ہے، یعنی پیروں کو ساتھ ساتھ اُٹھاتے ہوئے تیزی سے چلنا اور دوڑنا اور کودنا اسی کو کہا جاتا ہے، اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث میں ہے کہ طواف کے تین پھیروں میں نبی اکرم ﷺ قدرے جلدی چلے اور چار پھیروں میں اپنی طبعی رفتار میں چلے، اور "النسلان" چھٹی قسم ہے مطلب یہ کہ تھوڑا جلدی چلنا جو چلنے والے کو بے آرام نہ کرے، اور بعض مسند

---

[1]....(زاد المعاد فی هدی خیر العباد: فِي هَدْيِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْيِهِ وَحْدَهُ وَمَعَ أَصْحَابِهِ، ج۱، ص۱۶۱، ۱۶۲، مؤسسة الرسالة، بیروت، مکتبة المنار الإسلامیة، الکویت)

Marfat.com

روایات میں ہے کہ پیدل چلنے والوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ سے چلنے (میں مشقت وتکلیف) کی شکایت کی تو ان سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ چلنے میں نسلان سے مدد حاصل کرو، "الخوزلی" ساتویں قسم ہے، اور ناز سے چلنا ہے کہا جاتا ہے اس چال میں لچک اور ٹوٹا پن ہوتا ہے، "قھقری" آٹھویں قسم ہے، یعنی الٹا چلنا، "الجمزی" نویں قسم ہے جس میں ماشی (چلنے والا) اچھل اور کود کود کر چلتا ہے، اور دسویں قسم کو "التَّبَخْتُر" کہتے ہیں، یعنی خود پسندانہ اور متکبرانہ چال، اور یہ متکبرین اور خود بین لوگوں کی چال ہے، (اور یہ تو وہی ناپسندیدہ اور بُرا چلنا ہے) کہ جب اس چال (طریقہ) پر چلنے والے کو اپنی دو حسین چادروں کو دیکھ کر اپنی جان غرور وگھمنڈ سے اچھی لگی تو اللہ تعالیٰ نے زمین میں اسے ایسا دھنسایا کہ زمین میں قیامت تک دھنستا اور گھستا جائے گا، (العیاذ باللہ تعالیٰ) اور "ھون" اور "تکفی" ان تمام رفتار اور چالوں میں معتدل چال ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کے چلنے کی رفتار

یزید بن مفرد سے مروی ہے کہ:

"إِذَا مَشَى أَسْرَعَ حَتَّى يُهَرْوِلَ الرَّجُلُ وَرَاءَهُ فَلَا يُدْرِكُهُ". [1]

ترجمہ: "آپ ﷺ چلتے تو تیز رفتاری سے چلتے، یہاں تک کہ جو آپ (ﷺ) کے پیچھے ہوتا دوڑ کر بھی آپ کے ساتھ نہ چل پاتا"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ:

"كُنْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَكُنْتُ إِذَا

---

[1]....(الشمائل الشريفة: ج، ۱، ص، ۲۰۱، رقم الحديث، ۳۲۹، دار طائر العلم للنشر والتوزيع)
(وكذا في الطبقات الكبرىٰ، ذِكْرُ صِفَتِهِ فِي مَشْيِهِ، ج، ۱، ص، ۲۸۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

مَشَيْتُ سَبَقَنِي. فَالْتَفَتُّ إِلَى رَجُلٍ إِلَى جَنْبِي فَقُلْتُ: تُطْوَى لَهُ الْأَرْضُ وَخَلِيلِ إِبْرَاهِيمَ". [1]

ترجمہ: "ہم لوگ آنحضرت ﷺ کے ساتھ جنازہ میں تھے، ہم ساتھ چلتے مگر آپ آگے ہوجاتے۔ بغل میں ایک شخص میری طرف متوجہ ہوا (یعنی اظہار حیرانی کرتا ہوا) تو میں نے کہا آپ کے لئے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کے لئے زمین لپٹتی تھی"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كُنَّا يَوْمَ بَدْرٍ نَتَعَاقَبُ ثَلَاثَةٌ عَلَى بَعِيرٍ، فَكَانَ عَلِيٌّ وَأَبُو لُبَابَةَ زَمِيلَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ إِذَا كَانَتْ عُقْبَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولَانِ لَهُ: ارْكَبْ حَتَّى نَمْشِيَ فَيَقُولُ: إِنِّي لَسْتُ بِأَغْنَى عَنِ الْأَجْرِ مِنْكُمَا، وَلَا أَنْتُمَا بِأَقْوَى عَلَى الْمَشْيِ مِنِّي". [2]

ترجمہ: "بدر کے دن ہم لوگ ایک ایک اونٹ پر تین تین آدمی باری باری سوار ہوتے تھے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی تھی، جب رسول اللہ ﷺ کی پیدل چلنے کی باری آئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے آپ سوار رہیں، ہم پیدل چلتے رہیں گے۔ تو آپ ﷺ فرماتے ہیں: میں تم دونوں سے ثواب سے زیادہ مستغنی نہیں ہوں اور تم دونوں پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ طاقتور نہیں ہو"۔

---

[1]....(الخصائص الكبرى: باب الآية في مشية ﷺ، ج۱، ص۱۱۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(المستدرك على الصحيحين: ج۲، ص۱۰۰، رقم الحديث، ۲۴۵۳، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے پاؤں مبارک چمکتے تھے

حضرت عروہ کہتے ہیں کہ:

" أن حكيم بن حِزَام رضى الله عنه خرج إلى اليمن فاشترى حلّة ذى يَزَن، فقدم بها المدينة على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأهداها له، فردّها رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال: إنّا لا نقبل هدية مشرك ، فباعها حكيم فأمر بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فاشتريت له، فلبسها ثم دخل فيه المسجد؛ قال (حكيم): فما رأيت أحداً قطُّ أحسن منه فيها، لكأنه القمر ليلة البدر فما ملكت نفسي حين رأيته كذلك أن قلت:

وما تنظر الحكّام بالحكم بعدما
بدا واضحٌ ذو غُرَّة وحُجُولِ
إذا واضحوه المجدَ أربى عليهم
بمفترغ ماء الذّناب سجيل

فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم". [1]

ترجمہ: "حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن گئے اور انہوں نے وہاں (حمیر کے نواب) ذویزن کا جوڑا خریدا اور اسے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ حضور ﷺ نے لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا ہم کسی مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے (اس وقت تک حضرت حکیم مسلمان نہیں ہوئے تھے) چنانچہ حضرت حکیم اسے فروخت کرنے لگے

[1]....(حیلة الصحابة: الباب الرابع باب الهجرة/قصة حلّة ذى يزن، ج۲، ص۵۱۳، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

Marfat.com

تو حضور ﷺ نے اسے خرید لینے کا حکم فرمایا تو وہ جوڑا آپ کے لئے خریدا گیا۔ آپ اسے پہن کر مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت حکیم فرماتے ہیں اس جوڑے میں آپ ﷺ بہت خوبصورت نظر آرہے تھے اور میں نے اس جوڑے میں حضور ﷺ سے زیادہ حسین آدمی کبھی نہیں دیکھا، آپ ایسے لگ رہے تھے جیسے چودھویں کا چاند! دیکھتے ہی بے اختیار یہ اشعار میری زبان پر آگئے:

وما تنظر الحکّام بالحکم بعدما
بدا واضحٌ ذو غُرَّة وحُجُولِ

جب ایک روشن اور چمکدار ایسی ہستی (یعنی رسول اللہ ﷺ) ظاہر ہوگئی جس کا چہرہ، ہاتھ اور پیر بھی چمک رہے ہیں، تو اب اس کے بعد حکام حکم دینے کے بارے میں سوچ کر کیا کریں گے؟ (یعنی اب تو آپ ﷺ کی بات مانی جائے گی ان حکام کی نہیں)

إذا قایسوه المجدَ أربی علیهم
بمفترغ ماء الذّناب سجیلِ

جب یہ حکام بزرگی اور شرافت میں ان کا مقابلہ کریں گے تو یہ ان سے بڑھ جائیں گے، کیونکہ ان پر بزرگی اور شرافت ایسے کثرت سے بہائی گئی ہے جیسے کسی پر پانی سے بھرے ہوئے بڑے بڑے ڈول ڈالے گئے ہوں"۔

یہ سن آپ ﷺ مسکرانے لگے"۔

رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک

"نعل" عربی میں پیر میں پہننے والی ایسی چیز کو کہا جاتا ہے، جو زمین سے پیر کی حفاظت کرے، اور اس کی جمع "نعال" ہے۔[1]

---

[1]..."النَّعْلُ: ما وَقَيْتَ به القَدَمَ من الأرضِ". (القاموس المحیط: ج، ص، ۱۰۶۳، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان)

Marfat.com

ابن عربی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''نعل'' انبیاء کا لباس ہے، اور ''نعل'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد'' فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ'' سے ماخوذ ہے۔ [۱]

طبقات میں ابن سعدؒ نے روایت نقل کی ہے کہ:

''رَأَيْتُ نَعْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَصَّرَةً مُعَقَّبَةً مُلَسَّنَةً لَهَا قِبَالانِ''. [۲]

ترجمہ: ''نبی کریم ﷺ کے جوتے مبارک تین صفات کے حامل تھے۔

(۱).....''خصرة'' تھے مطلب یہ کہ باریک پشت والے تھے۔ [۳]

(۲).....''معقبة'' یعنی رسول اللہ ﷺ کے نعلین کا عقب تھا، (پچھلا حصہ)

(۳).....''ملسنة'' جوتوں کی ایسی قسم جن کا اگلا حصہ زبان کی طرح نکلا ہو۔ [۴]

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ:

''أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالاَنِ''. [۵]

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چپل میں دو تسمے تھے''۔

---

[۱].....''قال ابن العربيّ: والنّعل لباس الأنبياء، وإنّما اتّخذ الناس غيره لما في أرضهم من الطين. انتهى. ولعلّه أخذه من قوله تعالى فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ''. (منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى اللّٰه عليه وآله وسلم: الفصل الرّابع في صفة نعله صلّى اللّٰه عليه وسلّم وخفّه، ج، ۱، ص، ۵۶۴، دار المنهاج، جدة)

[۲].....(الطبقات الكبرى: ذِكْرُ نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج، ۱، ص، ۳۷۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[۳].....''والمخصرة الّتي لَهَا خصر دَقِيق''. (عمدة القاري: بابُ قِبالانِ فِي نَعْلٍ، ومَنْ رأى قِبالاً واحِداً واسِعاً، ج، ۲۲، ص، ۲۷، دار احياء التراث العربي: بيروت)

[۴].....والملسن من النّعال الّذي فِيهِ طول ولطافة على هَيْئَة اللّسَان، وَقَالَ صَاحب (النِّهَايَة): وَقيل: هِيَ الّتي جعل لَهَا لِسَان ولسانها الْهَيْئَة النائنة فِي مقدمها''. (عمدة القاري: بابُ قِبالانِ فِي نَعْلٍ، ومَنْ رأى قِبالاً واحِداً واسِعاً، ج، ۲۲، ص، ۲۷، دار احياء التراث العربي: بيروت)

[۵].....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/بَابُ قِبَالاَنِ فِي نَعْلٍ، وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا، ج، ۷، ص، ۱۵۴، رقم الحديث، ۵۸۵۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

"قبال"

قبـــال (بکسر القاف) جوتے کے تسمے کو کہتے ہیں، دوانگلیوں کے درمیان والے سیر کو کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے جوتیوں میں تسمے تھے، (جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے)، اس کو اپنے پیر کی انگلیوں میں رکھتے تھے، اور "اصبعین" سے مراد درمیان والی اور اس کے ساتھ والی انگلی ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ "ہر جوتے میں دو تسمے ہوتے تھے"۔

اس سے مراد ابہام (انگوٹھہ) اور اس کے ساتھ والی انگلی کو ایک تسمہ میں داخل فرماتے تھے، اور دوسری انگلیوں کو دوسرے تسمہ میں داخل فرماتے تھے۔ اس بات کی تائید شمائل ترمذی میں بیان کی گئی روایت سے بھی ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ:

"قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: هُمَا قِبَالَانِ". [1]

ترجمہ: "میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے سوال کیا کہ: آپ ﷺ کے نعل مبارک کیسے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک جوتا میں دو دو تسمے تھے"۔

امام عسقلانی فرماتے ہیں "قبال" اس "زمام" کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ تسمہ کو باندھا جاتا ہے، جو پیر کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے۔

علامہ جزری کہتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے دو تسمے تھے، ایک کو ابہام (انگوٹھہ) اور اس کے پاس والی انگلی کے درمیان رکھ دیتے تھے، اور دوسرے کو وسطی (درمیان والی) اور اس کے پاس والی انگلی کے درمیان رکھتے تھے، اور دونوں تسمے آنحضرت ﷺ کے

---

[1]....(الشمائل المحمدية للترمذي: باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص: ٦٣، دار احياء التراث العربي، بيروت)

Marfat.com

پاؤں کے اگلے حصہ پر آکر ملتے تھے، اس کو شراک کہا جاتا ہے۔[1]

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ:

"كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے دوہرے تسمے تھے"۔

مطلب یہ کہ نعلین شریف کے وہ تسمے جو پیر کے پچھلے حصہ پر پڑتے تھے دوہرے تھے، بالفاظِ دیگر ہر نعل (جوتا) میں دو دو تسمے اور ہر تسمہ دوہرا تھا۔ "شراک" جوتے کے اگلے حصہ والے تسمہ کو کہتے ہیں۔ [3]

عبید بن جریج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ:

"أَنَّهُ قَالَ لِابْنِ عُمَرَ: رَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ،

---

[1]..... "الْقِبَالُ بِكَسْرِ الْقَافِ زِمَامُ النَّعْلِ وَهُوَ السَّيْرُ الَّذِي يَكُونُ بَيْنَ الْأُصْبُعَيْنِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ، وَالْمَعْنَى أَنَّهُ كَانَ لِنَعْلِهِ زِمَامَانِ يُجْعَلَانِ بَيْنَ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ، وَالْمُرَادُ بِالْأُصْبُعَيْنِ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا. قَالَ بَعْضُ الشُّرَّاحِ مِنْ عُلَمَائِنَا: يَعْنِي كَانَ لِكُلِّ نَعْلٍ زِمَامَانِ يُدْخِلُ الْإِبْهَامَ وَالَّتِي تَلِيهِ فِي قِبَالٍ، وَالْأَصَابِعَ الْأُخَرَ فِي قِبَالٍ اهـ. وَيُؤَيِّدُهُ مَا فِي الشَّمَائِلِ عَنْ قَتَادَةَ، قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَيْفَ كَانَ نَعْلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -؟ قَالَ: هُمَا قِبَالَانِ أَيْ لِكُلٍّ مِنْهُمَا، فَالْإِفْرَادُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِاعْتِبَارِ جِنْسِهَا، قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: الْقِبَالُ هُوَ الزِّمَامُ الَّذِي يُعْقَدُ فِيهِ الشِّسْعُ الَّذِي يَكُونُ بَيْنَ أُصْبُعَيِ الرِّجْلِ. وَقَالَ الْجَزَرِيُّ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْرَانِ يَضَعُ أَحَدَهُمَا بَيْنَ إِبْهَامِ رِجْلِهِ وَالَّتِي تَلِيهَا، وَيَضَعُ الْآخَرَ بَيْنَ الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا، وَمَجْمَعُ السَّيْرَيْنِ إِلَى السَّيْرَيْنِ الَّذِي عَلَى وَجْهِ قَدَمِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". (مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس/باب النعل، ج ۷، ص ۲۸۰۹، دار الفكر، بيروت، لبنان)

[2]..... (الشمائل المحمدية للترمذي: باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۶۳، دار احياء التراث العربي، بيروت)

[3]..... "بِكَسْرِ الشِّينِ الْمُعْجَمَةِ أَحَدُ سُيُورِ النَّعْلِ الَّتِي تَكُونُ عَلَى وَجْهِهَا كَمَا فِي النِّهَايَةِ". (مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس/باب النعال، ج ۷، ۲۸۱۲، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا، فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا". [1]

ترجمہ: "آپ بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا پہنتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی جوتا پہنتے ہوئے اور اس میں وضو فرماتے ہوئے دیکھا ہے اس لئے میں ایسے ہی جوتے پسند کرتا ہوں"۔

"سبتیہ" کا مطلب

سبت کے حقیقی معنی کاٹنے کے ہیں، "نِعَال سِبْتِيَّة" سے مراد چمڑے کے ایسے جوتے ہیں جن کی کھال سے بال صاف کر کے جوتے بنائے گئے ہوں، قدیم دور میں کھال سے بنے دونوں طرح کے جوتے مروج تھے، بالوں کو کھال پر سے صاف کر کے جوتے بنائے جاتے، امیر لوگوں میں اس طرح کے جوتے مستعمل تھے، اور بغیر بال صاف کیے بھی جوتے بنائے جاتے تھے۔ [2]

"سبتیة" لفظ سبت سے ماخوذ ہے، یوم سبت کو سبت اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں یہود دنیاوی تعلقات کو قطع کر لیا کرتے تھے۔ [3]

---

[1]....(الشمائل المحدية: بابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۸۳، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

[2]...."(السبتية) صفة النِّعَال بِكَسْر السِّين الْمُهْملَة وَسُكُون الْبَاء الْمُوَحدَة وَكسر التَّاء الْمُثَنَّاة من فَوق وَتَشْدِيد الْيَاء آخر الْحُرُوف نِسْبَة إِلَى مَا سبت عَنْهَا الشَّعْر أَي: حلق وَقطع، وَقيل: هِيَ المدبوغة بالقرظ، وَكَانَت عَادَة الْعَرَب لِبَاس النِّعَال بشعرها وَغير مدبوغة. وَقَالَ أَبُو عبيد: وَكَانُوا فِي الْجَاهِلِيَّة لَا يلبس النِّعَال المدبوغة إِلَّا أهل السَّعَة". (عمدة القاري: بابُ النِّعالِ السِّبْتِيَّةِ وغَيْرِها، ج، ۲۲، ص، ۲۴، دار احياء التراث، العربي)

[3]...."(السِّبْتِيَّةِ) بِكَسْرِ السِّينِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُونِ الْمُوَحَّدَةِ بَعْدَهَا مُثَنَّاةٌ مَنْسُوبَةٌ إِلَى السِّبْتِ، قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ: هِيَ الْمَدْبُوغَةُ وَنَقَلَهُ عَنِ الْأَصْمَعِيِّ، وَقِيلَ: إِنَّهَا هِيَ الَّتِي حُلِقَتْ عَنْهَا شَعْرُهَا وَأُزِيلَتْ كَأَنَّهُ مَأْخُوذٌ مِنْ لَفْظِ السِّبْتِ؛ لِأَنَّ مَعْنَاهُ الْقَطْعُ، فَالْحَلْقُ بِمَعْنَاهُ، وَهَذَا الْمَعْنَى الْمُنَاسِبُ لِمَا سَيَأْتِي، قَالَ الْحَنَفِيُّ: وَإِنَّمَا اعْتُرِضَ عَلَيْهِ لِأَنَّهَا نِعَالُ أَهْلِ النِّعْمَةِ وَالسَّعَةِ، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَمِنْ ثَمَّةَ لَمْ يَلْبَسْهَا الصَّحَابَةُ، كَمَا أَفَادَهُ خَبَرُ الْبُخَارِيِّ أَنَّ السَّائِلَ قَالَ لَهُ: رَأَيْتُكَ تَفْعَلُ أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ، لَمْ يَفْعَلْ أَصْحَابُنَا، وَعَدَّ هَذِهِ مِنْهَا". (جمع الوسائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۳۱، المطبعة الشرفية، مصر)

Marfat.com

"یَتَوَضَّأُ فِیهَا" کا مطلب

"یَتَوَضَّأُ فِیهَا" سے یا تو مراد یہ ہے کہ جب پیر جوتوں میں بے تکلف اور بغیر کسی نقصان کے چل سکتے تھے، تو آنحضرت ﷺ جوتوں میں امت کی آسانی اور بیان جواز کے لئے پاؤں مبارک دھولیا کرتے تھے۔ یا بعض حضرات کے نزدیک رسول اللہ ﷺ اپنے قدم مبارک خشک کیے بغیر فوراً جوتے پہنتے تھے، تاکہ امت کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وضو کے بعد فوراً گیلے پیر جوتے میں ڈالنا ناقضِ وضو نہیں۔[1]

رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کی مقدار اور حجم

حافظ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کی مقدار، طول، عرض اور حجم کو نظم کی شکل میں جمع کیا ہے، اس کے علاوہ شارحین حدیث میں سے کسی نے اس پر کلام نہیں کیا ہے۔ وہ اشعار مع ترجمہ نظرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

وَنَعْلُهُ الْكَرِيمَةُ الْمَصُونَهْ
طُوبَى لِمَنْ مَسَّ بِهِ جَبِينَهْ

ترجمہ: "اور آنحضرت ﷺ کا جوتا مبارک کتنا عزت والا اور برکت والا ہے، وہ شخص کتنا مبارک باد کے لائق ہے جسے ان نعلین مبارک کو اپنی پیشانی پر لگانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

لَهَا قِبَالَانِ بِسَيْرٍ وَهُمَا
سِبْتِيَّتَانِ سَبَتُوا شَعْرَهُمَا

نعل مبارک کے دو تسمے ہیں، اور وہ دونوں بالوں سے صاف کیے گئے ہیں۔

---

[1]..... "يحتمل أنه ﷺ يتوضأ وهي عليه فلا ينزعها، أو أنه يتوضأ، ثم يلبس النعلين؛ والرجلان رطبتان من أثر الوضوء".
(شرح شمائل النبي ﷺ، ص:۱۱۸)

Marfat.com

وطُولُهَا شِبْرٌ وإصْبَعَان

وعَرْضُهَا مِمَّا يَلِي الكَعبَانِ

اور لمبائی اس کی ایک بالشت اور دو انگلیاں۔ اور اس کے ایڑی والے حصہ کی چوڑائی۔

سَبْعُ أصَابِعَ، وبَطْنُ القَدَمِ

خَمْسٌ، وفَوقَ ذا فَسِتٌّ فاعلَمِ

سات انگلیاں اور پاؤں کا درمیانی حصہ۔ پانچ انگلیاں اور چھ انگلیاں اس کے اوپر جان لے۔

وَرَأْسُهَا مُحَدَّدٌ، وعَرْضُ مَا

بَينَ القِبَالَينِ اضْبَعَانِ، اضبِطُهُمَا [1]

در سر محدد ہے اس کا اور چوڑائی۔ دو تسموں کے مابین انگلیاں تھیں ان کو ضبط کرنے کے لیے"۔

عمرو بن حریث فرماتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ". [2]

ترجمہ: "میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے جوتوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جن میں دوسرا چمڑا سلا ہوا تھا"

---

[1]....(ألفية السيرة النبوية نظم الدرر السنية الزكية: ذكر خلقه صلّى الله عليه وسلّم في اللباس، ص۸۸، دار المنهاج، بيروت)

"وكذا في الشمائل الشريفة: ص۳۶۸، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

[2]....(الشمائل المحمدية للترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ۸۴، رقم الحديث، ۸۱، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ، فِي طُهُورِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَتَنَعُّلِهِ". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے تمام کام جہاں تک ممکن ہوتا دائیں طرف سے شروع کرنا پسند فرماتے تھے۔ طہارت کے وقت بھی، کنگھا کرنے اور جوتا پہننے میں بھی"۔

مذکورہ حدیث میں یہ بات بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو حتی الوسعت دائیں جانب پسند تھی، جوتے پہننے، کنگی کرنے، وضو کرنے اور مسجد میں داخل ہونے میں تیمن پسند تھا۔ حدیث میں تینوں چیزوں میں کا ذکر ہے، لیکن تیمن ان تینوں چیزوں کے ساتھ مخصوص نہیں۔

بلکہ ہر وہ کام جو خیر و برکت اور شرف والا ہے وہ دائیں جانب سے ہی شروع کرنا چاہیے۔

لفظِ "ماستطاع" قید احترازی ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جہاں انسان کو تیمن اپنانے کی قوت اور استطاعت ہو وہاں اسے ضرور اپنانا چاہیے۔ ہاں اگر کسی کو کوئی عذر لاحق ہو تو بائیں کو استعمال کرنے کی بھی شرعاً گنجائش ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ککڑی اور کھجور دونوں ہاتھوں میں ایک ساتھ کھائیں ہیں۔ مزید یہ کہ اگر جوتا پہننے میں دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا پڑے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ [2]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الصلوة/بَابُ التَّيَمُّنِ فِي دُخُولِ الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهِ، ج، ۱ ص، ۹۳، رقم الحديث، ۴۲۶، دارطوق النجاة)

[2]...."وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ ذَكَرَهُ احْتِرَازًا عَمَّا إِذَا احْتِيجَ لِلْيَسَارِ لِعَارِضٍ بِالْيَمِينِ، فَإِنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي تَقْدِيمِهَا حِينَئِذٍ انْتَهَى. وَهُوَ مُقَرَّرٌ إِذِ الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ، وَلَيْسَ الْكَلَامُ فِيهِ، وَالَّذِي يَظْهَرُ عِنْدِي أَنَّ مُرَادَهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَكْتَفِي بِالْيَمِينِ فِيمَا لَمْ يَتَعَسَّرِ احْتِرَازًا عَنْ نَحْوِ غَسْلِ الْوَجْهِ، خِلَافًا لِلشِّيعَةِ أَوْ لَمْ يَتَعَذَّرْ بِأَنْ كَانَ يُرِيدُ مَثَلًا أَنْ يَأْخُذَ الْعَصَا وَالْكِتَابَ، فَيَتَعَيَّنُ أَنْ يَأْخُذَ أَحَدَهُمَا بِالْيَمِينِ وَالْآخَرَ بِالْيَسَارِ، وَكَمَا وَقَعَ لَهُ الْجَمْعُ بَيْنَ أَكْلِ الْقِثَّاءِ وَالرُّطَبِ بِالْيَدَيْنِ، وَكَمَا فِي لُبْسِ النَّعْلَيْنِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا إِلَى اسْتِعْمَالِ الْيَدَيْنِ، وَجَوَّزَ مِبْرَكٌ أَنْ يَكُونَ (مَا) فِي (مَا اسْتَطَاعَ) مَوْصُولَةً فَيَكُونَ بَدَلًا مِنَ التَّيَمُّنِ".

جمع الوسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۳۶، المطبعة الشرفية، مصر)

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَالَانِ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَوَّلُ مَنْ عَقَدَ عَقْدًا وَاحِدًا عُثْمَانُ". [1]

ترجمہ: "آپ ﷺ کے نعلین مبارک کے دو تسمے تھے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے جوتا میں بھی دوہرا تسمہ تھا حضرت عثمانؓ نے ایک تسمہ کی ابتداء فرمائی"۔

مذکورہ حدیث میں معلوم ہوا کہ ایک تسمہ کی ابتدا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی، اور ان کا ایک تسمہ کی ابتدا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ امت دو تسموں کو ضروری قرار نہ دینے لگ جائے، بلکہ ان کا یہ عمل بیانِ جواز کے لئے تھا۔ ہر شخص اپنی پسند اور منشا کے مطابق ایک تسمہ یا دو تسمے استعمال کر سکتا ہے۔ مزید یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا دو تسموں کا استعمال عادت کے طور پر تھا نہ کہ عبادت کے طور پر۔ اس سے یہ بات عیاں ہوگئی کہ جوتوں کے پہننا ترک کر دینا اور ان کے علاوہ کسی اور چیز کو پہننا مکروہ نہیں۔ [2]

رسول اللہ ﷺ کے نعل کا انکشاف

امام ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

" وَاشْتُهِرَ فِي حُدُودِ سَنَةِ سِتِّمِائَةٍ وَمَا بَعْدَهَا عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ التُّجَّارِ

---

[1]....(الشمائل المحمدية للترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص ۸۷، رقم الحديث ، ۸۷ ، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

[2]...."وَأَنَّ لُبْسَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلَى وَجْهِ الْمُعْتَادِ، لَا عَلَى قَصْدِ الْعِبَادَةِ، عَلَى مَا تَقَرَّرَ فِي الْأُصُولِ أَنَّ أَفْعَالَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَةٌ: مُبَاحٌ وَمُسْتَحَبٌّ وَوَاجِبٌ وَفَرْضٌ، وَلَوْ لَمْ يُبَيِّنْ ذَلِكَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَتَوَهَّمَ كَرَاهَةَ الِاقْتِصَارِ عَلَى قِبَالٍ وَاحِدٍ، أَوْ أَنَّهُ خِلَافُ الْأَوْلَى؛ لِأَنَّهُ خِلَافُ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَاهُ، وَبِهِ عُلِمَ أَنَّ تَرْكَ لُبْسِ النَّعْلَيْنِ وَلُبْسَ غَيْرِهِمَا غَيْرُ مَكْرُوهٍ أَيْضًا". (جمع الوسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۳۷، المطبعة الشرفية ، مصر)

Marfat.com

يُقَالُ لَهُ: ابْنُ أَبِي الْحَدْرَدِ، نَعْلٌ مُفْرَدَةٌ ذَكَرَ أَنَّهَا نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم فَسَامَهَا الْمَلِكُ الْأَشْرَفُ مُوسَى بْنُ الْمَلِكِ الْعَادِلِ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَيُّوبَ مِنْهُ بِمَالٍ جَزِيلٍ فَأَبَى أَنْ يَبِيعَهَا، فَاتَّفَقَ مَوْتُهُ بَعْدَ حِينٍ، فَصَارَتْ إِلَى الْمَلِكِ الْأَشْرَفِ الْمَذْكُورِ، فَأَخَذَهَا إِلَيْهِ وَعَظَّمَهَا، ثُمَّ لَمَّا بَنَى دَارَ الْحَدِيثِ الْأَشْرَفِيَّةَ إِلَى جَانِبِ الْقَلْعَةِ، جَعَلَهَا فِي خِزَانَةٍ مِنْهَا، وَجَعَلَ لَهَا خادماً، وقُرر له من المعلوم كل شهرا أربعون دِرْهَمًا، وَهِيَ مَوْجُودَةٌ إِلَى الْآنَ فِي الدَّارِ الْمَذْكُورَةِ". [1]

ترجمہ: "۶۰۰ھ کے بعد یہ بات مشہور ہوئی کہ ابن ابی حدرد کے پاس جوتا ہے وہ کہتا ہے کہ یہ نبی ﷺ کا جوتا ہے، الملک الاشرف موسیٰ بن الملک العادل ابی بکر بن ایوب نے کثیر مال دے کر اسے خریدنا چاہا، مگر اس نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ تھوڑے عرصہ بعد وہ فوت ہو گیا، تو وہ جوتا الملک الاشرف مذکور کو حاصل ہو گیا"۔

اس نے خوب تعظیم وتکریم کی۔ جب اس نے قلعہ کے ایک گوشہ میں "دارالحدیث الاشرفیہ" کا سنگِ بنیاد رکھا تو اسے کمرے میں محفوظ کر دیا اور ایک خادم مقرر کر دیا، جس کا مشاہرہ چالیس درہم تھا۔ یہ آج تک دارالحدیث الاشرفیہ میں موجود ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ننگے پاؤں چلنا

رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ کا یہ چلنا تواضع، عاجزی

---

[1]....(البدایہ والنہایۃ: باب آثارِ النبی صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم الَّتِي كَانَ يختص بها فی حیاته من ثیاب وسلاح ومراکب ذکر الخاتم الذی کان یلبسه علیه السلام / ذِكْرُ نعله التی کان یمشی فیها، ج، ۶، ص، ۸، داراحیاء التراث، العربی)

Marfat.com

اور ثواب کی زیادتی کی طلب کے لئے تھا۔[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"لاَ يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا". [2]

ترجمہ: "تم میں کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے یا دونوں پاؤں ننگا رکھے یا دونوں میں جوتا پہنے"۔

اور اسی کی طرف حافظ العراقی نے شعر کی شکل میں اشارہ کیا ہے، جو سپردِ قلم کیا جاتا ہے۔

يَمْشِي بِلا نَعْلٍ ولا خُفٍّ إِلَى
عِيَادَةِ المَرِيضِ حَولَهُ المَلا [3]

ترجمہ: "آنحضرت ﷺ بغیر جوتے اور موزے پہنے کسی مریض کی عیادت کے لئے بڑی جماعت کے ساتھ جاتے"۔

شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ کا ننگے پیر چلنا

مجھے سعودی عرب کے رہنے والے ایک اللہ والے بزرگ عالم دین کا واقعہ یاد آیا، وہ یہ کہ سعودی عرب کے عُنیزہ شہر کے رہنے والے ایک مشہور عالم دین (فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ جو عُنیزہ شہر کی مشہور ومعروف مسجد الجامع الکبیر میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ درسِ حدیث وفقہ وغیرہ بھی کامیابی کے ساتھ دیا کرتے

---

[1]....."فقد كان صلّى الله عليه وسلم ربّما مشى حافيا، لا سيّما إلى العبادات، تواضعا، وطلبا لمزيد الأجر".
(منتهى السؤل على وسائل الوصول إلى شمائل الرسول صلى الله عليه وآله وسلم: الفصل الرّابع في صفة نعله صلّى الله عليه وسلّم وخفّه، ج، ١، ص، ٥٦٤، دار المنهاج، جدة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس/باب لايمشي في نعل واحدة، ج، ٧، ص، ١٥٤، رقم الحديث، ٥٨٥٦، دار طوق النجاة)

[3]....(ألفية السيرة النبوية نظم الدرر السنية الزكية، ج، ١، ص، ٨٣، دار المنهاج، بيروت)

Marfat.com

تھے) کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضری ہوئی ، شیخ ، قابلیت، تقویٰ وطہارت اور متبع سنت ہونے میں ضرب المثل تھے، ان کا گھر مسجد سے تقریباً پون کلومیٹر کے فاصلہ پر تھا، راستہ کہیں پکا کہیں کچا تھا، مسجد سے گھر جاتے ہوئے ان کے شاگردوں کی ایک جماعت ساتھ ساتھ ہی چلتی، تاکہ راستہ میں بھی اپنے شیخ سے استفادہ کرتے رہیں، ایک مرتبہ میں بھی ساتھ ہوگیا تو دیکھا کہ شیخ ننگے پاؤں جارہے ہیں، جبکہ راستہ پورا پکا بھی نہیں، کہیں کہیں مٹی بھی پڑی ہوئی ہے، میں چونکہ اس وقت تک مذکورہ حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے ننگے پاؤں چلنے سے قاصر رہا تھا، اس لئے وہ حدیث ہی میرے ذہن سے نکل گئی تھی، حالانکہ پڑھی ضرور تھی، کیونکہ وہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح اور سنن ابوداؤد میں موجود ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ جب آدمی حدیث پر عمل کرنے میں سستی کرتا ہے تو وہ حدیث بھول جاتا ہے، میں بھی اسی وجہ سے یہ حدیث بھول ہی گیا تھا، حالانکہ یہ وہ زمانہ تھا کہ میری فراغت کو ابھی پانچ چھ سال ہی ہوئے تھے اور دارالعلوم دیوبند میں بھی مدرس تھا۔

بہرصورت! شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کو کچے راستہ میں ننگے پاؤں چلتے ہوئے دیکھ کر حیرت ہوئی، کیونکہ سعودی عرب میں مسجدوں سے چپل چوری ہونے کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں، خیال آیا کہ شاید شیخ کی چپل ادھر اُدھر ہوگئی ہوگی یا کسی نے غلطی سے پہن لی ہوگی، شیخ اپنی چپل نہ ملنے پر ننگے پاؤں چلے ہوں گے، ارادہ کیا کہ اپنی چپل پیش کروں، لیکن ان کے شاگردوں کا اطمینان دیکھ کر کچھ شک سا ہوگیا کہ یہ شاگرد اپنے شیخ کو ننگے پاؤں چلتے ہوئے دیکھ کر چونکتے کیوں نہیں؟ تو میں نے ان کے ایک شاگرد رشید سے پوچھا کہ شیخ ننگے پاؤں کیوں چل رہے ہیں؟ انہوں نے مذکورہ حدیث فوراً سنا کر کہا: کہ اس حدیث پر عمل کرنے کی غرض سے شیخ وقتاً فوقتاً ننگے پاؤں چلا کرتے ہیں اور کہا کہ آپ کو اس حدیث کا پتہ نہیں؟۔ میں شرمندہ بھی ہوا اور اپنی غفلت پر نادم بھی، اور یہ احساس جاگ گیا کہ چونکہ اس

Marfat.com

حدیثِ پر عمل کرنے میں سستی کی تھی، اس لئے وہ حدیث بالکل ذہن سے نکل گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی کریم ﷺ کی تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں"۔ [1]

ننگے پیر چلنے کے فوائد

ننگے پیر چلنے کے بہت سارے فوائد ہیں خواہ مٹی، ریت یا گھاس پر چلا جائے۔

۱..... ننگے پیر چلنے سے انسان دماغ کے بیلنس سسٹم (Balance System) کو جگانے کے ساتھ اعصابی روابط کو بھی ابھارتا ہے۔

۲..... برہنہ پاؤں چلنے سے پیروں اور ٹانگوں میں خون کی روانگی تیز ہوتی ہے، جس سے ٹانگوں اور پیروں میں تکلیف کم ہوتی ہے۔

۳..... بچے جتنے جوتوں کے بغیر رہیں گے اتنا ہی وہ صحت مند ہوں گے۔ امریکن پاڈی آٹرک میڈیکل ایسوسی ایشن (American Podiatric Association) کا کہنا یہ ہے کہ بچوں کو حتی الامکان جوتوں کے بغیر رکھا جائے، ان کو جتنا جوتوں کے بغیر رکھا جائے گا، اتنا ہی وہ صحت مند رہیں گے، صرف یہ ہی نہیں بلکہ زمین کو بغیر جوتوں کے چھونے کا عمل ان کے حواس کو تقویت پہنچائے گا۔ ڈاکٹر میرزینچ (Dr.Merzenich) کے مطابق ننگے پیر چلنے سے یاداشت اور ذہانت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴..... برہنہ پاؤں چلنے سے بلڈ پریشر (Blood Pressure) کم کیا جا سکتا ہے، بالفاظِ دیگر بغیر جوتوں کے چلنے سے ڈیپریشن (Depression) کم ہوتا ہے۔

۵..... ننگے پاؤں چلنے سے سوزش اور ورم کم ہوتا ہے، نئی تحقیق کے مطابق ورم اور سوزش اکیسویں صدی میں بہت ساری بیماریوں کا موجب ہیں۔ [2]

---

[1]....http://www.banuri.edu.pk/en/node/1137

[2]....http://www.runbare.com/barefoot-benefits

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازے کے پیچھے ننگے پاؤں چلنا

رسول اللہ ﷺ اپنے بیٹے ابراہیم کے جنازہ کے پیچھے ننگے پاؤں چل کر گئے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدل چل کر جابر بن عبداللہؓ کی عیادت کرنا

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ:

"عادنی رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم وَأَبُو بکر فِی بنی سَلمَة ماشیین فوجدنی النَّبِی صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم لَا أعقل شَیْئا فَدَعَا بِمَاء فَتَوَضَّأ مِنْہُ ثمَّ رش علیَّ فَأَفَقْت فَقلت: مَا تَأْمُرنِی أَن أصنع فِی مَالِی یَا رَسُول اللّٰہ فَنزلت (یُوصِیکُم اللّٰہ فِی أَوْلَادکُم للذّکر مثل حَظّ الْأُنْثَیَیْنِ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ نے پیدل چل کر میری عیادت کی بنوسلمہ قبیلہ میں نبی ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کوئی عقل نہیں رکھتا تھا آپ ﷺ نے پانی منگوایا پھر اس سے وضو فرمایا پھر مجھ پر چھڑک دیا تو مجھے افاقہ ہوگیا میں نے عرض کیا مجھے آپ کیا حکم فرماتے ہیں کہ میں اپنے مال میں کیا کروں۔ اے اللہ کے رسول تو (اس پر یہ آیت نازل ہوئی) یوصیکم اللّٰہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین"۔

---

[1]..."أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، مَشَی خَلْفَ جِنَازَةِ ابْنِہِ إِبْرَاھِیمَ حَافِیًا".
(إتحاف المھرة بالفوائد المبتکرة من أطراف العشرة: ج ۶، ص ۲۵۹، رقم الحدیث ۶۴۸۱، مجمع الملک فھد لطباعة المصحف الشریف (بالمدینة) ومرکز خدمة السنة والسیرة النبویة (بالمدینة)

[2]...(الدر المنثور: ج ۲، ص ۴۴۴، دار الفکر)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدل اور سوار مسجدِ قباء جانا

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ، مَاشِيًا وَرَاكِبًا وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَفْعَلُهُ". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ہفتے مسجد قباء آتے پیدل بھی (بعض دفعہ) اور سواری پر بھی اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے"۔

حضرت ابن عمرؓ سے ہی روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ رَاكِباً وَمَاشِياً". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء کی طرف کثرت سے آتے تھے سوار ہو کر اور پیدل چل کر"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہل قدمی کرتے ہوئے سوال کا جواب دینا

حضرت ذی الغرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

"عَرَضَ أَعْرَابِيٌّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، تُدْرِكُنَا الصَّلَاةُ وَنَحْنُ فِي أَعْطَانِ الْإِبِلِ أَفَنُصَلِّي فِيهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا، قَالَ: أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَنُصَلِّي فِي مَرَابِضِ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الجمعة/بَابُ مَنْ أَتَى مَسْجِدَ قُبَاءٍ كُلَّ سَبْتٍ، ج،۲، ص،۶۱، رقم الحديث،۱۱۹۳، دارطوق النجاة)

[2]....(موطأ مالک: كتاب السهو/العمل في جامع الصلوة، ج،۲، ص،۲۳۳، رقم الحديث،۵۷۸، مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية أبو ظبي الإمارات)

Marfat.com

الْغَنَمِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ، قَالَ: أَفَنَتَوَضَّأُ مِنْ لُحُومِهَا؟ قَالَ: لَا". [1]

ترجمہ: "ایک دیہاتی آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی ﷺ اس وقت چہل قدمی فرمارہے تھے، اس نے پوچھا یارسول اللہ! بعض اوقات ابھی ہم لوگ اونٹوں کے باڑے میں ہوتے ہیں کہ نماز کا وقت ہوجاتا ہے تو کیا ہم وہیں پر نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں، اس نے پوچھا کیا اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد ہم نیا وضو کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں! اس نے پوچھا کیا ہم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں! اس نے پوچھا کیا بکری کا گوشت کھانے کے بعد ہم نیا وضو کریں؟ نبی ﷺ نے فرمایا نہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا چہل قدمی کرتے ہوئے گمراہ کن ائمہ کو امت کے لئے سب سے بڑا خطرہ قرار دینا

"كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَغَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَى أُمَّتِي قَالَهَا ثَلَاثًا. قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا هَذَا الَّذِي غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ: أَئِمَّةٌ مُضِلِّينَ". [2]

ترجمہ: "ایک مرتبہ میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ چہل قدمی کررہا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال کے علاوہ ایک اور چیز ہے جس سے مجھے اپنی امت پر سب

---

[1]....(مسند احمد: حَدِيثُ ذِي الْغُرَّةِ، ج۲۷، ص۱۸۵، رقم الحديث، ۱۶۶۲۹، حَدِيثُ ذِي الْغُرَّةِ، مؤسسة الرسالة)

[2]....(مسند احمد: حَدِيثُ أَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ، ج۳۵، ص۲۲۲، رقم الحديث، ۲۱۲۹۶، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے یہ جملہ تین مرتبہ دہرایا میں نے پوچھا یا رسول اللہ! (ﷺ) وہ کون سی چیز ہے جس سے آپ کو اپنی امت پر سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہوتا ہے اور وہ دجال کے علاوہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گمراہ کن ائمہ"۔

رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کے پاس کیکر کے پتوں کا ڈھیر

حضرت ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ:

"يُحَدِّثُ أَنَّهُ قَالَ: مَكَثْتُ سَنَةً أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ عَنْ آيَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ أَنْ أَسْأَلَهُ هَيْبَةً لَهُ، حَتَّى خَرَجَ حَاجًّا فَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَلَمَّا رَجَعْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيقِ عَدَلَ إِلَى الأَرَاكِ لِحَاجَةٍ لَهُ، قَالَ: فَوَقَفْتُ لَهُ حَتَّى فَرَغَ ثُمَّ سِرْتُ مَعَهُ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ مَنِ اللَّتَانِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَزْوَاجِهِ؟ فَقَالَ: تِلْكَ حَفْصَةُ وَعَائِشَةُ، قَالَ: فَقُلْتُ: وَاللَّهِ إِنْ كُنْتُ لَأُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ عَنْ هَذَا مُنْذُ سَنَةٍ، فَمَا أَسْتَطِيعُ هَيْبَةً لَكَ، قَالَ: فَلاَ تَفْعَلْ مَا ظَنَنْتَ أَنَّ عِنْدِي مِنْ عِلْمٍ فَاسْأَلْنِي، فَإِنْ كَانَ لِي عِلْمٌ خَبَّرْتُكَ بِهِ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: وَاللَّهِ إِنْ كُنَّا فِي الجَاهِلِيَّةِ مَا نَعُدُّ لِلنِّسَاءِ أَمْرًا، حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِنَّ مَا أَنْزَلَ، وَقَسَمَ لَهُنَّ مَا قَسَمَ، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا فِي أَمْرٍ أَتَأَمَّرُهُ، إِذْ قَالَتِ امْرَأَتِي: لَوْ صَنَعْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهَا: مَا لَكِ، وَلِمَا هَا هُنَا وَفِيمَ تَكَلُّفُكِ فِي أَمْرٍ أُرِيدُهُ، فَقَالَتْ لِي: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الخَطَّابِ، مَا تُرِيدُ أَنْ تُرَاجَعَ أَنْتَ وَإِنَّ ابْنَتَكَ لَتُرَاجِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ، فَقَامَ عُمَرُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ مَكَانَهُ حَتَّى دَخَلَ عَلَى حَفْصَةَ، فَقَالَ لَهَا: يَا

Marfat.com

بُنَيَّةُ إِنَّكِ لَتُرَاجِعِينَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى يَظَلَّ يَوْمَهُ غَضْبَانَ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: وَاللَّهِ إِنَّا لَنُرَاجِعُهُ، فَقُلْتُ: تَعْلَمِينَ أَنِّي أُحَذِّرُكِ عُقُوبَةَ اللَّهِ، وَغَضَبَ رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَا بُنَيَّةُ لَا يَغُرَّنَّكِ هَذِهِ الَّتِي أَعْجَبَهَا حُسْنُهَا حُبُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِيَّاهَا يُرِيدُ عَائِشَةَ قَالَ: ثُمَّ خَرَجْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ لِقَرَابَتِي مِنْهَا، فَكَلَّمْتُهَا فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: عَجَبًا لَكَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، دَخَلْتَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَبْتَغِيَ أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ، فَأَخَذَتْنِي وَاللَّهِ أَخْذًا كَسَرَتْنِي عَنْ بَعْضِ مَا كُنْتُ أَجِدُ، فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهَا، وَكَانَ لِي صَاحِبٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غِبْتُ أَتَانِي بِالْخَبَرِ، وَإِذَا غَابَ كُنْتُ أَنَا آتِيهِ بِالْخَبَرِ، وَنَحْنُ نَتَخَوَّفُ مَلِكًا مِنْ مُلُوكِ غَسَّانَ، ذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَسِيرَ إِلَيْنَا، فَقَدِ امْتَلَأَتْ صُدُورُنَا مِنْهُ، فَإِذَا صَاحِبِي الْأَنْصَارِيُّ يَدُقُّ الْبَابَ، فَقَالَ: افْتَحِ افْتَحْ فَقُلْتُ: جَاءَ الْغَسَّانِيُّ، فَقَالَ: بَلْ أَشَدُّ مِنْ ذَلِكَ، اعْتَزَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَزْوَاجَهُ، فَقُلْتُ: رَغِمَ أَنْفُ حَفْصَةَ وَعَائِشَةَ، فَأَخَذْتُ ثَوْبِي فَأَخْرُجُ حَتَّى جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرُبَةٍ لَهُ يَرْقَى عَلَيْهَا بِعَجَلَةٍ، وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ، فَقُلْتُ لَهُ: قُلْ: هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأْذَنَ لِي، قَالَ عُمَرُ: فَقَصَصْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْحَدِيثَ، فَلَمَّا بَلَغْتُ حَدِيثَ أُمِّ سَلَمَةَ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّهُ لَعَلَى حَصِيرٍ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا

Marfat.com

لِيفٌ، وَإِنَّ عِنْدَ رِجْلَيْهِ قَرَظًا مَصْبُوبًا، وَعِنْدَ رَأْسِهِ أُهَبٌ مُعَلَّقَةٌ، فَرَأَيْتُ أَثَرَ الحَصِيرِ فِي جَنْبِهِ فَبَكَيْتُ، فَقَالَ :مَا يُبْكِيكَ؟ فَقُلْتُ :يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ كِسْرَى وَقَيْصَرَ فِيمَا هُمَا فِيهِ، وَأَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، فَقَالَ:أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ لَهُمُ الدُّنْيَا وَلَنَا الآخِرَةُ". [1]

ترجمہ: ''ایک آیت کے متعلق عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھنے کے لئے ایک سال تک میں تردد میں رہا، ان کا اتنا ڈر غالب تھا کہ میں ان سے نہ پوچھ سکا۔ آخر وہ حج کے لیے گئے تو میں بھی ان کے ساتھ ہولیا، واپسی میں جب ہم راستہ میں تھے تو رفع حاجت کے لیے وہ پیلو کے درخت میں گئے۔ بیان کیا کہ میں ان کے انتظار میں کھڑا رہا جب وہ فارغ ہو کر آئے تو پھر میں ان کے ساتھ چلا اس وقت میں نے عرض کیا۔ امیر المؤمنین! امہات المؤمنین میں وہ کون دو عورتیں تھیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے متفقہ منصوبہ بنایا تھا؟ انہوں نے بتلایا کہ حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما تھیں۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم میں یہ سوال آپ سے کرنے کے لیے ایک سال سے ارادہ کر رہا تھا لیکن آپ کے رعب کی وجہ سے پوچھنے کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہ کیا کرو جس مسئلہ کے متعلق تمہارا خیال ہو کہ میرے پاس اس سلسلے میں کوئی علم ہے تو اسے پوچھ لیا کرو، اگر میرے پاس اس کا کوئی علم ہوگا تو تمہیں بتا دیا کروں گا۔ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جاہلیت میں ہماری نظر میں عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ احکام نازل کئے جو نازل کرنے تھے اور ان کے حقوق مقرر کئے جو مقرر کرنے تھے۔ بتلایا کہ ایک دن میں سوچ رہا تھا کہ میری بیوی نے مجھ سے کہا کہ بہتر ہے اگر تم اس

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن/بَابُ (تَبْتَغِي مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ، ج۶،ص۱۵۶،رقم الحديث،۴۹۱۳،دارطوق النجاة)

Marfat.com

معاملہ کوفلاں فلاں طرح کرو، میں نے کہا تمہارا اس میں کیا کام۔ معاملہ مجھ سے متعلق ہے تم اس میں دخل دینے والی کون ہوتی ہو؟ میری بیوی نے کہا: خطاب کے بیٹے! تمہارے اس طرز عمل پر حیرت ہے تم اپنی باتوں کا جواب برداشت نہیں کر سکتے تمہاری لڑکی (حفصہ) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی جواب دے دیتی ہے ایک دن تو اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ بھی کر دیا تھا۔ یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنی چادر اوڑھ کر حفصہ کے گھر پہنچے اور فرمایا بیٹی! کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کا جواب دے دیتی ہو یہاں تک کہ ایک دن تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دن بھر ناراض بھی رکھا ہے۔ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: جی ہاں، اللہ کی قسم! ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جواب دے دیتے ہیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے کہا جان لو میں تمہیں اللہ کی سزا اور اس کے رسول کی سزا (ناراضگی) سے ڈراتا ہوں۔ بیٹی! اس عورت کی وجہ سے دھوکے میں نہ آ جانا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت حاصل کر لی ہے۔ ان کا اشارہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف تھا کہا کہ پھر میں وہاں سے نکل کر ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا کیونکہ وہ بھی میری رشتہ دار تھیں۔ میں نے ان سے بھی گفتگو کی انہوں نے کہا ابن خطاب! تعجب ہے کہ آپ ہر معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہیں اور آپ چاہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی ازواج کے معاملات میں بھی دخل دیں۔ اللہ کی قسم! انہوں نے میری ایسی گرفت کی کہ میرے غصہ کو ٹھنڈا کر کے رکھ دیا، میں ان کے گھر سے باہر نکل آیا۔ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ ہوتے تو میں انہیں آ کر بتایا کرتا تھا۔ اس زمانہ میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی

Marfat.com

طرف سے ڈر تھا اطلاع ملی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کر رہا ہے، اس زمانے میں کئی عیسائی اور ایرانی بادشاہ گھمنڈ کرتے تھے کہ یہ مسلمان کیا ہیں ہم جب چاہیں گے ان کا صفایا کر دیں گے مگر یہ سارے خیالات غلط ثابت ہوئے اللہ نے اسلام کو غالب کیا۔ چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا، ایک دن اچانک میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کھولو! کھولو! کھولو! میں نے کہا معلوم ہوتا ہے غسانی آ گئے۔ انہوں نے کہا بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آ گیا ہے، وہ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ میں نے کہا حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی ناک غبار آلود ہو۔ چنانچہ میں نے اپنا کپڑا پہنا اور باہر نکل آیا۔ میں جب پہنچا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بالا خانہ میں تشریف رکھتے تھے جس پر سیڑھی سے چڑھا جاتا تھا۔ نبی کریم کا ایک حبشی غلام (رباح) سیڑھی کے سرے پر موجود تھا، میں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو کہ عمر بن خطاب آیا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر اپنا سارا واقعہ سنایا۔ جب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہما کی گفتگو پر پہنچا تو آپ کو ہنسی آ گئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی ایک چٹائی پر تشریف رکھتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک اور اس چٹائی کے درمیان کوئی اور چیز نہیں تھی آپ کے سر کے نیچے ایک چمڑے کا تکیہ تھا۔ جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ پاؤں کی طرف کیکر کے پتوں کا ڈھیر تھا اور سر کی طرف مشکیزہ لٹک رہا تھا۔ میں نے چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر دیکھے تو رو پڑا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کس بات پر رونے لگے ہو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! قیصر و کسریٰ کو دنیا کا ہر طرح کا آرام مل رہا ہے آپ اللہ کے رسول ہیں (آپ پھر ایسی تنگ

Marfat.com

زندگی گزارتے ہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ ان کے حصہ میں دنیا ہے اور ہمارے حصہ میں آخرت ہے"۔

کیا نبی کریم ﷺ معراج کے موقع پر جوتوں کے ساتھ عرش پر تشریف لے گئے تھے؟

بعض سیر و تفاسیر میں یہ مرقوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب جنابِ محمد ﷺ کو جوتوں سمیت عرش پر بلایا، مگر اس کی سند کی صحت کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کے نقشۂ پاؤں سے تبرک حاصل کرنے کا حکم

آج کل دکانوں اور گھروں میں لوگ آپ ﷺ کے نقشۂ نعل کو دیواروں پر آویزاں کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کے آثار مبارکہ سے تبرک حاصل کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین سے ثابت ہے۔

چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَلَّاقُ يَحْلِقُهُ، وَأَطَافَ بِهِ أَصْحَابُهُ، فَمَا يُرِيدُونَ أَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ إِلَّا فِي يَدِ رَجُلٍ". [2]

ترجمہ: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

---

[1]....."فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ امر بذلک لان الحفوة ادخل فی التواضع وحسن الأدب..... وقیل للحبیب تقدم علی بساط العرش بنعلیک لیتشرف العرش بغبار تعال قدمیک ویصل نور العرش یا سید الکونین إلیک او لانه لا ینبغی لبس النعل بین یدی الملوک إذا دخلوا علیهم وهذا بالنسبة الی المرتبة الموسویة دون الجاه المحمدی ".(روح البیان:سورة طه ،ج،۵،ص،۳۷۰، دارالفکر،بیروت)

[2]....(صحیح مسلم: کتاب الفضائل/باب قرب النبي علیه السلام من الناس وتبرکهم به ، ج،۴،ص،۱۸۱۲،رقم الحدیث،۲۳۲۵،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

قال النووي في شرح هذا الحدیث :"التَّبَرُّكُ بِآثَارِ الصَّالِحِينَ وَبَيَانُ مَا كَانَتِ الصَّحَابَةُ عَلَيْهِ مِنَ التَّبَرُّكِ بِآثَارِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرُّكِهِمْ بِإِدْخَالِ يَدِهِ الْكَرِيمَةِ فِي الْآنِيَةِ وَتَبَرُّكِهِمْ بِشَعْرِهِ الْكَرِيمِ".(شرح النووی علی مسلم : ج،۱۵،ص،۸۲، داراحیاء التراث العربی،بیروت)

Marfat.com

سر بنا رہا تھا اور صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد تھے، وہ چاہتے تھے کہ کوئی بال زمین پر نہ گرے بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے"۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ:

"كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلَّا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا". [1]

ترجمہ: "جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھتے تو مدینے کے خادم اپنے برتنوں میں پانی لے کر آتے، پھر جو بھی برتن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس میں ڈبو دیتے۔ اور کبھی سردی کے دن میں بھی ایسا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ ڈبو دیتے"۔

مذکورہ احادیث سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کے آثار شریفہ سے برکت حاصل کرتے تھے، لیکن ان اشیائے متبرکہ کے متعلق یہ بات ثابت ہونی چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی استعمال کردہ اشیاء (مثلاً آپ ﷺ کی قمیص، ٹوپی، جوتا مبارک وغیرہ) یا پھر آنحضرت ﷺ کے جسم پاک (مثلاً آپ ﷺ کے بال وغیرہ) یا پھر امام الانبیاء جناب محمد ﷺ کے بدن سے چھوئی ہوئی اشیاء (مثلاً آپ ﷺ کے پاؤں رکھنے سے کسی مخصوص پتھر پر پیر کا نشان بن گیا ہو وغیرہ) ہیں، لیکن ان اشیاء کی تصاویر بنا کر تبرک حاصل کرنا اہل علم سے ثابت نہیں۔

اگر تصاویر سے برکت حاصل کرنا صحیح بھی قرار دیا جائے تو پھر آپ ﷺ کے جوتا مبارک کی تخصیص نہ ہوگی بلکہ آنحضرت ﷺ کی ٹوپی، قمیص، جبہ اور بال وغیرہ کی تصاویر بنانے اور ان سے برکت حاصل کرنے کا حکم اور نقشہ پا سے برکت حاصل کرنے کا حکم برابر ہوگا۔ اگر کوئی یہاں اعتراض کرے کہ بزرگانِ دین میں سے کئی بزرگوں نے نقشۂ پا کو اپنے سر پر یا آنکھوں

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الفضائل/باب قرب النبي عليه السلام من الناس وتبركهم به، ج۴، ص۱۸۱۲، رقم الحديث ۲۳۲۴، دار إحياء التراث العربي بيروت)

Marfat.com

پر رکھا تو کیا یہ صحیح نہیں تھا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ان کی کیفیت امام الانبیاء ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ محبت کی بنا پر ہو جاتی تھی، لیکن اس کو شرعی حجت کے طور پر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کیا جا سکتا۔ [1]

مزید برآں اس بات کی بھی کوئی دلیل نہیں ہے کہ یہ نقشۂ نعلین مبارک حقیقتاً آپ ﷺ کے جوتے مبارک کی اصلی تصویر ہے، مطلب یہ کہ آپ ﷺ کے نعل مبارک کے درمیان میں اور آگے کے تسموں پر ایسے ہی نقش ونگار تھا جس طرح نعل مبارک کے نقشہ میں دکھایا گیا ہے، بلا دلیل کے اس نقشہ کی صورت کو شفیع المذنبین جناب محمد ﷺ کی طرف منسوب کرنا انتہائی نازک مسئلہ ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ آپ ﷺ کے اس قول کا مصداق نہ بن جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ". [2]

ترجمہ: "جو شخص مجھ پر قصداً جھوٹ باندھے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

مروجہ نقشہ پاکو رسول اللہ ﷺ کے نعلین مبارک کی اصل صورت قرار دینے کا واضح مطلب یہ ہوا کہ اس کو اصل صورت قرار دینے والا یہ دعوی کر رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایسا ہی جوتا استعمال فرمایا تھا جس پر اسی طرح نقش ونگار تھا جس طرح اس نقشہ پر ہے۔

---

[1]..."وَلَا يَخْفَى أَنَّ مَبْنَى الِاعْتِقَادِ لَا يَكُونُ إِلَّا عَلَى الْأَدِلَّةِ الْيَقِينِيَّةِ، وَمِثْلُ هَذَا الْمَعْنَى الَّذِي أَسَاسُهُ عَلَى ذَلِكَ الْمَبْنَى لَا يَصْلُحُ أَنْ يَكُونَ مِنَ الْأَدِلَّةِ الظَّنِّيَّةِ؛ وَلِذَا لَمْ يَعْتَبِرْ أَحَدٌ مِنَ الْفُقَهَاءِ جَوَازَ الْعَمَلِ فِي الْفُرُوعِ الْفِقْهِيَّةِ بِمَا يَظْهَرُ لِلصُّوفِيَّةِ مِنَ الْأُمُورِ الْكَشْفِيَّةِ، أَوْ مِنَ الْحَالَاتِ الْمَنَامِيَّةِ، وَلَوْ كَانَتْ مَنْسُوبَةً إِلَى الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ عَلَى صَاحِبِهَا أَفْضَلُ الصَّلَاةِ، وَأَكْمَلُ التَّحِيَّةِ". (مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح: كتاب الفتن/ باب اشراط الساعة، الفصل الثاني، ج۸، ص۳۴۴۴، دار الفكر، بيروت)

"وبراهينه الحجج القطعية المبدأ اثرها بالأدلة السمعية".

"قوله: (وبراهينه الحجج القطعية) لما عرفت من أن الواجب في مسائله هو اليقين، وأنه لا يكتفي فيها بالظن والتخمين". (شرح العقائد النسفية مع هامشه: ص۸۰، قديمي)

"وبراهينه الحجج القطعية أي: العقلية اليقينة التي قطعت الشكوك، والظنون المؤيد أكثرها بالأدلة السمعية". (البراس: ص۳۳، دين محمد پريس، لاهور)

[2]...(صحيح مسلم: مقدمة الامام مسلم رحمه الله تعالىٰ، باب في التحذير من الكذب على رسول الله ﷺ، ج۱، ص۱۰، رقم الحديث۳، دار إحياء التراث العربي)

Marfat.com

پھر ذہن میں ایک اور سوال جنم لے گا کہ ان نقش ونگار کی کیفیت کیا تھی؟ جس کا ثبوت ملنا دشوار ہے۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ نعلین مبارک کی تصویر کو رسول اللہ ﷺ کے جوتے کی اصل صورت قرار دینا احکام شرعیہ سے ثابت نہیں، اگر کسی کو ایسے جوتے مل جائیں جن کو آپ ﷺ کے قدموں نے چھوا ہو تو سر آنکھوں پر، لیکن مروجہ نقشہ پا کو رسول اللہ ﷺ کے اصل جوتا مبارک کے برابر یا قائم مقام سمجھنا درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ عام سادہ جوتا استعمال فرماتے تھے

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ:

"لَبِسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّوفَ، وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ وَقَالَ: أَكَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشِعًا، وَلَبِسَ خَشِنًا، فَقِيلَ لِلْحَسَنِ، مَا الْبَشِعُ قَالَ: غَلِيظُ الشَّعِيرِ، مَا كَانَ يُسِيغُهُ، إِلَّا بِجُرْعَةِ مَاءٍ". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صوف (اونی کپڑا) زیب تن فرماتے، عام سا جوتا استعمال کرتے، بدمزہ کھانا کھاتے اور کھردرا سا کپڑا پہنتے۔ کسی نے حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ بدمزہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا کہ موٹی جو کی روٹی جو پانی کے گھونٹ کے بغیر گلے سے نہ اترے"۔

رسول اللہ ﷺ کا پیوند والے جوتے پہننا

ایک دیہاتی صحابی رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ:

"اَنَّهُ رَأَى عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَيْنِ مَخْصُوفَتَيْنِ". [2]

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الأطعمة/باب خبز الشعير، ج۲، ص۱۱۱۱، رقم الحديث۳۳۴۸، دار إحياء الكتب العربية -فيصل عيسى البابي الحلبي)

[2]....(مسند أحمد: ج۳۴، ص۱۹۴، رقم الحديث۲۰۵۸۷، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں نے نبی ﷺ کے پاؤں میں پیوند لگے ہوئے جوتے دیکھے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کا کثرت نماز کی وجہ سے سوجھ جانا

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ، فَقِيلَ لَهُ: أَتَكَلَّفُ هٰذَا؟ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، فَقَالَ: أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا''. [1]

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سوج گئے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

رسول اللہ ﷺ کا نماز میں اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکنا اور اسے جوتے سے رگڑنا

عبداللہ بن الشخیر نے کہا کہ:

''أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَبَزَقَ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى''. [2]

ترجمہ: ''میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ (ﷺ) نماز پڑھ رہے تھے، پس آنحضرت ﷺ نے اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکا''۔

---

[1]....(صحيح مسلم: كتاب صفة القيامة والجنة والنار/باب اكثار الاعمال والاجتهاد في العبادة، ج۴، ص۲۱۷۱، رقم الحديث۲۸۱۹، دارإحياء التراث العربي، بيروت)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب في كراهية البزاق في المسجد، ص۸۰، رقم الحديث۴۸۲، دارالسلام)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

"حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ بِمَعْنَاهُ زَادَ ثُمَّ دَلَكَهُ". [1]

ترجمہ: "ابوعلاء اپنے والد سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اپنے جوتے سے رگڑ ڈالا"۔

نوٹ: اس دور میں زمین پتھریلی ہے لہذا راستہ میں تھوکنا درست نہیں، بلکہ کسی رومال وغیرہ میں تھوکا جائے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں زمین کچی تھی اور تھوک مٹی وغیرہ میں جذب ہوجاتا تھا بخلاف آج کے دور میں۔

رسول اللہ ﷺ کا تھوک مبارک کو اپنی چپل سے پونچھنا

حارث بن عمرو السہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ:

"أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِمِنًى أَوْ بِعَرَفَاتٍ وَقَدْ أَطَافَ بِهِ النَّاسُ، وَيَجِيءُ الْأَعْرَابُ، فَإِذَا رَأَوْا وَجْهَهُ قَالُوا: هَذَا وَجْهُ مُبَارَكٌ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، فَدُرْتُ فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي، قَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، فَدُرْتُ فَقُلْتُ: اسْتَغْفِرْ لِي، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا، فَذَهَبَ يَبْزُقُ، فَقَالَ بِيَدِهِ فَأَخَذَ بِهَا بُزَاقَهُ، وَمَسَحَ بِهِ نَعْلَهُ". [2]

ترجمہ: "میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ منی یا عرفات میں تشریف فرما

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اس اثر سے معلوم ہوا کہ اگر کسی کو تھوکنے کی حاجت ہو تو اپنے بائیں پاؤں کے نیچے تھوکے، باقی بحث اپنے مقام پر گزر چکی ہے۔ عثمانی۔

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب في كراهية البزاق في المسجد، ص، ۸۰، رقم الحديث، ۴۸۳، دار السلام)

[2]....(الأدب المفرد: بَابُ الرَّجُلُ يَكُونُ فِي الْقَوْمِ فَيَبْزُقُ، ص، ۳۹۲، رقم الحديث، ۱۱۴۸، دار البشائر الإسلامية، بيروت)

Marfat.com

تھے۔لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔دیہاتی لوگ آئے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہتے تھے کہ یہ چہرہ مبارک ہے۔میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میری لئے مغفرت کی دعا فرمائیں آپ نے فرمایا:

اے اللہ! ہماری مغفرت فرما۔

میں گھوم کر پھر آیا اور عرض کیا میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہماری مغفرت فرما۔میں گھوم کر پھر آیا اور عرض کیا میرے لئے مغفرت کی دعا کیجئے آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہماری مغفرت فرما (اس اثناء میں) آپ نے اپنے تھوک مبارک کو اپنے ہاتھ میں لیا اور اپنی چپل سے پونچھ دیا"۔

رسول اللہ ﷺ پہلے دایاں جوتا پہننے کو پسند فرماتے تھے

رسول اللہ ﷺ دائیں طرف سے جوتے پہننے کو پسند فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ مَا اسْتَطَاعَ فِي طُهُورِهِ وَتَنَعُّلِهِ وَتَرَجُّلِهِ وَكَانَ قَالَ بِوَاسِطٍ قَبْلَ هٰذَا فِي شَأْنِهِ كُلِّهِ"۔[1]

ترجمہ: "نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے، جوتا پہننے اور کنگھی کرنے میں دائیں طرف سے حتی المقدور ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے اور اس سے پہلے واسطہ میں بیان کیا تھا کہ اپنے تمام کام میں دائیں طرف سے ابتدا کرنے کو پسند فرماتے تھے"۔

حضرت انسؓ کا دو تسمے والے جوتے لے کر آنا

عیسیٰ بن طہمان سے روایت کرتے ہیں کہ:

"أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأطعمة/التيمن في الأكل وغيره، ج۳،ص۴۴۶،رقم الحديث،۵۳۸۰، دارالكتب العلمية ،بيروت)

Marfat.com

الْبُنَانِيُّ بَعْدُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [1]

ترجمہ: "انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو جوتے لے کر ہمارے پاس باہر آئے جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ ثابت بنانی نے کہا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا خود سی لیتے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:

"لَبِسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّوفَ وَاحْتَذَى الْمَخْصُوفَ وَلَبِسَ ثَوْبًا خَشِنًا خَشِنًا". [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون زیب تن فرماتے اور ٹوٹا ہوا جوتا خود ہی سی لیتے اور موٹے سے موٹا کپڑا پہن لیتے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے جوتے سینا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جوتے سیا کرتے ہیں اور وہ صحابہ کرامؓ میں "خاصف النعل" کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔

چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رحبہ مقام پر فرمایا کہ:

"لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْحُدَيْبِيَةِ خَرَجَ إِلَيْنَا نَاسٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فِيهِمْ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو وَأُنَاسٌ مِنْ رُؤَسَاءِ الْمُشْرِكِينَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ خَرَجَ إِلَيْكَ نَاسٌ مِنْ أَبْنَائِنَا وَإِخْوَانِنَا وَأَرِقَّائِنَا وَلَيْسَ لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ، وَإِنَّمَا خَرَجُوا فِرَارًا مِنْ أَمْوَالِنَا وَضِيَاعِنَا فَارْدُدْهُمْ إِلَيْنَا. فَإِنْ لَمْ يَكُنْ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب اللباس /باب قبالان في نعل ، ومن رأى قبالاً واحداً واسعاً، ج،۴،ص،۵۷،رقم الحديث،۵۸۵۷، دارالكتب العلمية،بيروت)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب لباس رسول الله ﷺ ،ج ،۴، ص،۱۶۰ ،رقم الحديث،۳۵۵۶،دارالكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

لَهُمْ فِقْهٌ فِي الدِّينِ سَنُفَقِّهُهُمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَتَنْتَهُنَّ أَوْ لَيَبْعَثَنَّ اللَّهُ عَلَيْكُمْ مَنْ يَضْرِبُ رِقَابَكُمْ بِالسَّيْفِ عَلَى الدِّينِ، قَدْ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ عَلَى الْايمَانِ. قَالُوا: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَقَالَ عُمَرُ: مَنْ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: هُوَ خَاصِفُ النَّعْلِ، وَكَانَ أَعْطَى عَلِيًّا نَعْلَهُ يَخْصِفُهَا، قَال: ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا عَلِيٌّ فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ". [1]

ترجمہ: "صلح حدیبیہ کے موقع پر کئی مشرک ہماری طرف آئے جن میں سہیل بن عمرو اور کئی مشرک سردار تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہماری اولاد، بھائیوں اور غلاموں میں سے بہت سے ایسے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے گئے جنہیں دین کی کوئی سمجھ بوجھ نہیں۔ یہ لوگ ہمارے اموال اور جائیدادوں سے فرار ہوئے ہیں۔ لہذا آپ یہ لوگ ہمیں واپس کر دیں اگر انہیں دین کی سمجھ نہیں تو ہم انہیں سمجھا دیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل قریش! تم لوگ اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر ایسے لوگ مسلط کریں گے جو تمہیں قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کے ایمان کو آزما لیا ہے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جوتیوں میں پیوند لگانے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعلین مبارک مرمت کے لئے دی تھیں۔

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب المناقب/بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يُقَالُ وَلَهُ كُنْيَتَانِ: أَبُو تُرَابٍ، وَأَبُو الْحَسَنِ، ج،۵،ص،۶۳۴،رقم الحديث،۳۷۱۵،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،مصر)

Marfat.com

حضرت ربعی بن حراش فرماتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھے گا۔ وہ اپنی جگہ جہنم میں تلاش کرلے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لَمَّا افْتَتَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ أَتَاهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالُوا: يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا حُلَفَاؤُكَ وَقَوْمُكَ وَإِنَّهُ لَحِقَ بِكَ أَرِقَّاؤُنَا لَيْسَ لَهُمْ رَغْبَةٌ فِي الْإِسْلَامِ، وَإِنَّمَا فَرُّوا مِنَ الْعَمَلِ، فَارْدُدْهُمْ عَلَيْنَا، فَشَاوَرَ أَبَا بَكْرٍ فِي أَمْرِهِمْ فَقَالَ: صَدَقُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ. فَقَالَ لِعُمَرَ: مَا تَرَى؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِ أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ رَجُلًا مِنْكُمْ امْتَحَنَ اللّٰهُ قَلْبَهُ لِلْإِيمَانِ، فَيَضْرِبُ رِقَابَكُمْ عَلَى الدِّينِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا قَالَ عُمَرُ: أَنَا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: لَا، وَلَكِنَّهُ خَاصِفُ النَّعْلِ فِي الْمَسْجِدِ وَقَدْ كَانَ أَلْقَى نَعْلَهُ إِلَى عَلِيٍّ يَخْصِفُهَا ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ: لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ"۔[1]

ترجمہ: "فتح مکہ کے موقع پر کچھ قریشی لوگ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آکر عرض کرنے لگے: اے محمد ﷺ! ہم آپ کے اور آپ ﷺ کی قوم کے حلیف ہیں، ہمارے کچھ غلام آپ ﷺ کی جماعت میں شرکت اختیار کرچکے ہیں جبکہ ان کی

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: ج۲، ص۱۴۹، رقم الحدیث، ۲۶۱۴، دارالکتب العلمیة، بیروت)
قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ".

Marfat.com

اسلام میں کوئی دلچسپی نہیں ہے، وہ لوگ محض کام سے بھاگتے ہیں، اس لئے ان کو ہماری طرف لوٹا دیجیے۔ آپ ﷺ نے اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موقف کی تائید کی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریشیو! میں تم پر ایک شخص نگران مقرر کروں گا، اللہ تعالیٰ نے جس کا دل ایمان کے لئے آزما لیا ہے۔ وہ دین کے معاملے میں تمہاری گردنیں مارے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: یارسول اللہ! کیا وہ شخص ''میں'' ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: یارسول اللہ کیا وہ شخص میں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ بلکہ وہ مسجد میں جوتے سلائی کرنے والا شخص ہے۔ نبی اکرم ﷺ حفاظت کے لئے اپنے نعلین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کو دے دیا کرتے تھے۔ پھر حضرت علی نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سنایا: علی کو مت جھٹلاؤ کیونکہ جو شخص علی کو جھٹلائے گا وہ جہنمی ہے''۔

نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کو جوتوں کا ہدیہ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا''۔[1]

ترجمہ: ''نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دو سادہ سیاہ موزے بطور ہدیہ دیے

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب اللباس/باب الخفاف السود، ج ۴، ص ۱۹۲، رقم الحديث ۳۶۲۰، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ پہن لئے"۔

رسول اللہ ﷺ کا رات کو جوتوں کو اپنے پاس رکھنا اور پھر آہستہ سے انہیں پہن لینا

حضرت محمد بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مخرمہ سے روایت ہے کہ:

"أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ أُمِّي قَالَ فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ أُمَّهُ الَّتِي وَلَدَتْهُ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى قَالَ قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا عِنْدِي انْقَلَبَ فَوَضَعَ رِدَاءَهُ وَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَوَضَعَهُمَا عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَاضْطَجَعَ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنْ قَدْ رَقَدْتُ فَأَخَذَ رِدَاءَهُ رُوَيْدًا وَانْتَعَلَ رُوَيْدًا وَفَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ ثُمَّ أَجَافَهُ رُوَيْدًا فَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي ثُمَّ انْطَلَقْتُ عَلَى إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَقَامَ فَأَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ فَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنْ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشُ حَشْيَا رَابِيَةً قَالَتْ قُلْتُ لَا شَيْءَ قَالَ لَتُخْبِرِينِي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُ أَمَامِي قُلْتُ نَعَمْ فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ يَعْلَمْهُ اللَّهُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ جِبْرِيلَ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ فَنَادَانِي فَأَخْفَاهُ مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُهُ مِنْكِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ

Marfat.com

ثِيَابَكِ وَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَكِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَقَالَ إِنَّ رَبَّكَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَأْتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَتَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَتْ قُلْتُ كَيْفَ أَقُولُ لَهُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ قُولِي السَّلَامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلَاحِقُونَ". [1]

ترجمہ: ''انہوں نے ایک دن کہا کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اور اپنی ماں کے ساتھ بیتی ہوئی بات نہ سناؤں ہم نے گمان کیا کہ وہ ماں سے اپنی جننے والی ماں مراد لے رہے ہیں ہم نے کہا کیوں نہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس میری باری کی رات میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کروٹ لی اور اپنی چادر اوڑھ لی اور جوتے اتارے اور ان کو اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا اور اپنی چادر کا کنارہ اپنے بستر پر بچھایا اور لیٹ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی ہی دیر ٹھہرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گمان کرلیا کہ میں سوچکی ہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ سے اپنی چادر لی اور آہستہ سے جوتا پہنا اور آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکلے پھر اس کو آہستہ سے بند کردیا میں نے اپنی چادر اپنے سر پر اوڑھی اور اپنا ازار پہنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع میں پہنچے اور کھڑے ہوگئے اور کھڑے ہونے کو طویل کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار اٹھایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس لوٹے اور میں بھی لوٹی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیز چلے تو میں بھی تیز چلنے لگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچے تو میں بھی پہنچی میں آپ

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الجنائز/باب ما یقال عند دخول القبور والدعاء لأهلها، ج۲، ص۶۶۹، رقم الحدیث۹۷۴، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبقت لے گئی اور داخل ہوتے ہی لیٹ گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تمہارا سانس پھول رہا ہے میں نے کہا کچھ نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بتا دو ورنہ مجھے باریک بین خبردار یعنی اللہ تعالیٰ خبر دے دے گا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان پھر پورے قصہ کی خبر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دی فرمایا میں اپنے آگے آگے جو سیاہ سی چیز دیکھ رہا تھا وہ تو تھی میں نے عرض کیا جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے پر مارا جس کی مجھے تکلیف ہوئی پھر فرمایا تو نے خیال کیا کہ اللہ اور اس کا رسول تیرا حق داب لے گا فرماتی ہیں جب لوگ کوئی چیز چھپاتے ہیں اللہ تو اس کو خوب جانتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس آئے جب تو نے دیکھا تو مجھے پکارا اور تجھ سے چھپایا تو میں نے بھی تم سے چھپانے ہی کو پسند کیا اور وہ تمہارے پاس اس لئے نہیں آئے کہ تو نے اپنے کپڑے اتار دیے تھے اور میں نے گمان کیا کہ تو سو چکی ہے اور میں نے تجھے بیدار کرنا پسند نہ کیا میں نے یہ خوف کیا کہ تم گھبرا جاؤ گی جبرئیل نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقیع تشریف لے جائیں اور ان کے لئے مغفرت مانگیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کیسے کہوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (السَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ وَأَتَاكُمْ مَا تُوعَدُونَ غَدًا مُؤَجَّلُونَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَاحِقُونَ) کہو سلام ہے ایماندار گھر والوں پر اور مسلمانوں پر اللہ ہم سے آگے جانے والوں پر رحمت فرمائے اور پیچھے جانے والوں پر ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے

Marfat.com

والے ہیں"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ کے پاؤں کے تلوؤں کو ہاتھ لگانا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ مِنْ فِرَاشِهِ، فَالْتَمَسْتُهُ، فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ، وَهُوَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ، لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ، أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ". [1]

ترجمہ: "ایک شب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بستر پر نہ پایا تو تلاش کیا۔ میرا ہاتھ (اندھیرے میں) آپ کے تلووں کو لگا۔ آپ مسجد میں تھے اور (سجدہ میں) آپ کے پاؤں کھڑے تھے۔ آپ یہ دعا مانگ رہے تھے اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ اے اللہ! میں آپ کی رضامندی کی پناہ چاہتا ہوں۔ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کے درگزر کی پناہ چاہتا ہوں آپ کی سزا سے اور میں آپ ہی کی پناہ چاہتا ہوں آپ سے۔ میں آپ کی تعریف پوری نہیں کرسکتا۔ آپ ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف فرمائی"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں حضرت بلالؓ کی جوتوں کی آہٹ کا سننا

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(سنن ابن ماجه: كتاب الدعاء/باب ما تعوذ منه رسول الله ﷺ، ج۲، ص۱۲۶۲، رقم الحديث، ۳۸۴۱، داراحياء الكتب العربية)

Marfat.com

"أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ: يَا بِلَالُ بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلّٰهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِهِمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَمُعَاذٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ". وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ: أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ. وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ". [1]

ترجمہ: "ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بلال کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں داخل ہونے میں مجھ سے سبقت لے گئے کیونکہ میں جب بھی جنت میں گیا تو اپنے سامنے تمہارے چلنے کی آہٹ محسوس کی۔ آج رات بھی جب میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں

[1]....(سنن الترمذي: أبواب المناقب/بَابٌ فِي مَنَاقِبِ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج۶، ص۶۱، رقم الحديث، ۳۶۸۹، دار الغرب الإسلامي، بيروت)

Marfat.com

تمہارے چلنے کی آہٹ پہلے سے موجود تھی پھر میں ایک سونے سے بنے ہوئے چوکور اور اونچے محل کے پاس سے گزرا تو پوچھا کہ یہ محل کس کے لئے ہے؟ کہنے لگے کہ ایک عربی کا؟ میں نے کہا عربی تو میں بھی ہوں کہنے لگے قریش میں سے ایک شخص کا؟ میں نے کہا قریشی تو میں بھی ہوں کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت میں سے ایک شخص کا میں نے کہا میں محمد ہوں یہ محل کس کا ہے؟ کہنے لگے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی آہٹ جنت میں سنے جانے کے متعلق جواب دیتے ہوئے) عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب بھی اذان دیتا ہوں اس سے پہلے دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب بھی میں بے وضو ہو جاتا ہوں تو فوراً وضو کر لیتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اللہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھنا اس کا حق ہے (لہذا دو رکعت ادا کرتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ تم جنت میں مجھ سے پہلے ہوتے ہو اس باب میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے حدیث میں جو یہ فرمایا کہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ بعض احادیث میں اسی طرح منقول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

Marfat.com

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاةِ الفَجْرِ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الإِسْلَامِ، فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَى عِنْدِي: أَنِّي لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِي سَاعَةِ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الطُّهُورِ مَا كُتِبَ لِي أَنْ أُصَلِّيَ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا کہ اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر لکھی گئی تھی"۔

ایک سوال کا جواب

مذکورہ حدیث سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے آگے کیسے پہنچ گئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے آگے چلنا اسی طرح ہے جس طرح خادم اپنے مخدوم کی حفاظت کے لئے آگے چلتا ہے۔ مزید برآں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا میں بھی کبھی کبھار رسول اللہ ﷺ کے آگے چلا کرتے تھے۔

چنانچہ عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

"رَأَيْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ وَيَدُورُ وَيُتْبِعُ فَاهُ هَاهُنَا، وَهَاهُنَا، وَإِصْبَعَاهُ فِي

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الجمعة/باب فضل الطهور بالليل والنهار، وفضل الصلاة بعد الوضوء بالليل والنهار، ج۲، ص۵۳، رقم الحديث ۱۱۴۹، دارطوق النجاة)

Marfat.com

أُذُنَيْهِ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ أُرَاهُ قَالَ: مِنْ أَدَمٍ فَخَرَجَ بِلَالٌ بَيْنَ يَدَيْهِ بِالعَنَزَةِ فَرَكَزَهَا بِالبَطْحَاءِ، فَصَلَّى إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الكَلْبُ وَالحِمَارُ، وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَرِيقِ سَاقَيْهِ قَالَ سُفْيَانُ: نُرَاهُ حِبَرَةً". [1]

ترجمہ: ''میں نے دیکھا بلال کو اذان دیتے ہوئے اور وہ اپنا منہ پھیرتے تھے ادھر ادھر اور ان کی دو انگلیاں ان کے دونوں کانوں میں تھیں جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سرخ خیمے میں تھے راوی نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ چمڑے کا تھا پھر بلال عصا لے کر نکلے اور اسے میدان میں گاڑ دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی طرف نماز پڑھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اردگرد کتے اور گدھے چل پھر رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم پر سرخ حُلّہ تھا گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیوں کی چمک دیکھ رہا ہوں سفیان کہتے ہیں میرے خیال میں وہ یمنی چادر کا ہوگا''۔ [2]

---

[1]....(سنن الترمذي: ابواب الصلاة/ابواب الأذان، باب ما جاء في ادخال الاصبع في الأذن عند الأذان، ج۱، ص۳۷۵، رقم الحديث ۱۹۷، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

[2]...."وَأما سبق بِلَال النَّبِي صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم فِي الدُّخُول فِي هَذِه الصُّورَة فَلَيْسَ هُوَ من حَيْث الْحَقِيقَة، وَإِنَّمَا هُوَ بطرِيق التَّمْثِيل لِأَن عَادَته فِي الْيَقَظَة أَنه كَانَ يمشي أَمَامه، فَلذَلِك تمثل لَهُ فِي الْمَنَام، وَلَا يلْزم من ذَلِك السَّبق الْحَقِيقِيّ فِي الدُّخُول". (عمدة القاري: كتاب التهجد/بابُ فَضْلِ الطُّهُورِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وفَضْلِ الصَّلاةِ بعْدَ الوُضُوءِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ، ج۷، ص۲۰۵، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

"وَهَذَا مِنْ بَابِ تَقْدِيمِ الْخَادِمِ عَلَى الْمَخْدُومِ..... وَلَعَلَّ فِي صُورَةِ التَّقْدِيمِ إِشَارَةً إِلَى أَنَّهُ عَمِلَ عَمَلًا خَالِصًا، وَلِذَا خُصَّ مِنْ بَيْنِ عُمُومِ الْخُدَّامِ بِسَمَاعِ دَقِّ نَعْلَيْهِ الْمُشِيرِ إِلَى خِلْعَتِهِ، وَصُحْبَتِهِ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الدَّارَيْنِ وَمُرَافَقَتِهِ ..... وَمَشْيِهِ بَيْنَ يَدَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى سَبِيلِ الْخِدْمَةِ كَمَا جَرَتِ الْعَادَةُ بِتَقَدُّمِ بَعْضِ الْخَدَمِ بَيْنَ يَدَيْ مَخْدُومِهِ". (مرقاة المفاتيح: باب التوع، ج۳، ص۹۸۴، تحت رقم الحديث ۱۳۲۲، دار الفكر، بيروت، لبنان)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی انگلی کا پتھر کی ٹھوکر سے زخمی ہونا

حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"يَقُولُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ، فَعَثَرَ، فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ:

هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيتِ .

وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ"۔[1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چل رہے تھے کہ آپ کو پتھر سے ٹھوکر لگی اور آپ گر پڑے، اس سے آپ کی انگلی سے خون بہنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر پڑھا تو تو اک انگلی ہے اور کیا ہے جو زخمی ہوگئی... کیا ہوا اگر راہ مولیٰ میں تو زخمی ہوگئی"۔

ہرقل کا رسول اللہ ﷺ کے پاؤں دھونے کی خواہش کرنا

ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ:

"انْطَلَقْتُ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَتْ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَبَيْنَا أَنَا بِالشَّأْمِ، إِذْ جِيءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى هِرَقْلَ، قَالَ: وَكَانَ دَحْيَةُ الْكَلْبِيُّ جَاءَ بِهِ، فَدَفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

"وبلال مثل له ماشيا أمامه إشارة إلى أنه استوجب الدخول لسبقه للإسلام وتعذيبه في الله وأن ذلك صار أمرا محققا وقد أشار إلى ذلك السمهودي فقال في حديث بلال إنه يدخل الجنة قبل المصطفى وإنما رآه أمامه في منامه والمراد منه سريان الروح في حالة النوم في تلك الحالة تنبيها على فضيلة عمله وأما الجواب بأن دخوله كالحاجب به إظهارا لشرفه فلا يلائم السياق". (فيض القدير مناوي: مادہ حرف الهمزة، ج، ۱، ص، ۳۵، رقم الحديث، ۲، المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأدب/ ج، ۸، ص، ۳۴، رقم الحديث، ۶۱۴۶، دار طوق النجاة)

Marfat.com

بُصْرَى، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ بُصْرَى إِلَى هِرَقْلَ، قَالَ:فَقَالَ هِرَقْلُ:هَلْ هَا هُنَا أَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالُوا:نَعَمْ، قَالَ:فَدُعِيتُ فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ:أَيُّكُمْ أَقْرَبُ نَسَبًا مِنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ؟ فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ:فَقُلْتُ:أَنَا، فَأَجْلَسُونِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي، ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ، فَقَالَ:قُلْ لَهُمْ:إِنِّي سَائِلٌ هَذَا عَنْ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ، قَالَ أَبُو سُفْيَانَ :وَايْمُ اللَّهِ، لَوْلاَ أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الكَذِبَ لَكَذَبْتُ، ثُمَّ قَالَ :لِتَرْجُمَانِهِ، سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ؟ قَالَ:قُلْتُ:هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ، قَالَ:فَهَلْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ؟ قَالَ:قُلْتُ:لاَ، قَالَ :فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ؟ قُلْتُ:لاَ، قَالَ :أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ؟ قَالَ:قُلْتُ:بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، قَالَ : يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ؟ قَالَ:قُلْتُ لاَ بَلْ يَزِيدُونَ، قَالَ:هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ؟ قَالَ:قُلْتُ:لاَ، قَالَ:فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ؟ قَالَ :قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ:فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ؟ قَالَ :قُلْتُ: تَكُونُ الحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ، قَالَ:فَهَلْ يَغْدِرُ؟ قَالَ:قُلْتُ:لاَ، وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هَذِهِ المُدَّةِ لاَ نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا، قَالَ:وَاللَّهِ مَا أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هَذِهِ، قَالَ : فَهَلْ قَالَ هَذَا القَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ؟ قُلْتُ:لاَ، ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهِ :قُلْ لَهُ : إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا، وَسَأَلْتُكَ:هَلْ كَانَ فِي

Marfat.com

آبَائِهِ مَلِكٌ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ :لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ، قُلْتُ: رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ، وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ، فَقُلْتَ :بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ، وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ، وَسَأَلْتُكَ:هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ الكَذِبَ عَلَى النَّاسِ، ثُمَّ يَذْهَبَ فَيَكْذِبَ عَلَى اللَّهِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ القُلُوبِ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَمْ يَنْقُصُونَ، فَزَعَمْتَ أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَلِكَ الإِيمَانُ حَتَّى يَتِمَّ، وَسَأَلْتُكَ:هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ، فَتَكُونُ الحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ مِنْهُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَى ثُمَّ تَكُونُ لَهُمُ العَاقِبَةُ، وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لاَ يَغْدِرُ، وَكَذَلِكَ الرُّسُلُ لاَ تَغْدِرُ، وَسَأَلْتُكَ: هَلْ قَالَ أَحَدٌ هَذَا القَوْلَ قَبْلَهُ، فَزَعَمْتَ أَنْ لاَ، فَقُلْتُ:لَوْ كَانَ قَالَ هَذَا القَوْلَ أَحَدٌ قَبْلَهُ، قُلْتُ:رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ، قَالَ:ثُمَّ قَالَ: بِمَ يَأْمُرُكُمْ؟ قَالَ:قُلْتُ:يَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالزَّكَاةِ وَالصِّلَةِ وَالعَفَافِ، قَالَ:إِنْ يَكُ مَا تَقُولُ فِيهِ حَقًّا، فَإِنَّهُ نَبِيٌّ، وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ، وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ، وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ، وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ عَنْ قَدَمَيْهِ، وَلَيَبْلُغَنَّ مُلْكُهُ مَا تَحْتَ قَدَمَيَّ، قَالَ:ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُ:فَإِذَا فِيهِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ، سَلاَمٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الهُدَى، أَمَّا بَعْدُ:فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ

Marfat.com

الإِسْلاَمِ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ، وَأَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللَّهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الأَرِيسِيِّينَ، وَ:(يَا أَهْلَ الكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ، أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ)إِلَى قَوْلِهِ :(اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ)فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الكِتَابِ، ارْتَفَعَتِ الأَصْوَاتُ عِنْدَهُ وَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَأُمِرَ بِنَا فَأُخْرِجْنَا، قَالَ:فَقُلْتُ لِأَصْحَابِي حِينَ خَرَجْنَا:لَقَدْ أَمِرَ أَمْرُ ابْنِ أَبِي كَبْشَةَ، إِنَّهُ لَيَخَافُهُ مَلِكُ بَنِي الأَصْفَرِ، فَمَا زِلْتُ مُوقِنًا بِأَمْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ سَيَظْهَرُ حَتَّى أَدْخَلَ اللَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ، قَالَ الزُّهْرِيُّ:فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّومِ فَجَمَعَهُمْ فِي دَارٍ لَهُ، فَقَالَ:يَا مَعْشَرَ الرُّومِ، هَلْ لَكُمْ فِي الفَلاَحِ وَالرُّشْدِ آخِرَ الأَبَدِ، وَأَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ، قَالَ:فَحَاصُوا حَيْصَةَ حُمُرِ الوَحْشِ إِلَى الأَبْوَابِ، فَوَجَدُوهَا قَدْ غُلِّقَتْ، فَقَالَ:عَلَيَّ بِهِمْ، فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ:إِنِّي إِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ، فَقَدْ رَأَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِي أَحْبَبْتُ فَسَجَدُوا لَهُ وَرَضُوا عَنْهُ". [1]

ترجمہ:''جس مدت میں میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح (صلح حدیبیہ کے معاہدہ کے مطابق) تھی، میں (سفر تجارت پر شام میں) گیا ہوا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط ہرقل کے پاس پہنچا۔ انہوں نے بیان کیا کہ دحیہ الکلبی رضی اللہ عنہ وہ خط لائے تھے اور عظیم بصریٰ کے حوالے کر دیا تھا اور ہرقل کے پاس اسی سے پہنچا تھا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہرقل نے پوچھا کیا ہماری حدود وسلطنت میں اس شخص کی قوم کے بھی کچھ لوگ ہیں جو نبی ہونے کا دعویدار ہیں؟ درباریوں نے بتایا کہ جی ہاں موجود ہیں۔ ابوسفیانؓ

[1]....(صحيح البخاري: كتاب تفسير القرآن/بَابُ قُلْ :يَا أَهْلَ الكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَنْ لاَ نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ، ج،٦،ص،٣٥،رقم الحديث،٤٥٥٣،دار طوق النجاة)

Marfat.com

نے بیان کیا کہ پھر مجھے قریش کے چند دوسرے آدمیوں کے ساتھ بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے دربار میں داخل ہوئے اور اس کے سامنے ہمیں بٹھا دیا گیا۔ اس نے پوچھا، تم لوگوں میں اس شخص سے زیادہ قریبی کون ہے جو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کہا کہ میں زیادہ قریب ہوں۔ اب درباریوں نے مجھے بادشاہ کے بالکل قریب بٹھا دیا اور میرے دوسرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھا دیا۔ اس کے بعد ترجمان کو بلایا اور اس سے ہرقل نے کہا کہ انہیں بتاؤ کہ میں اس شخص کے بارے میں تم سے کچھ سوالات کروں گا، جو نبی ہونے کا دعویدار ہے، اگر یہ (یعنی ابوسفیان رضی اللہ عنہ) جھوٹ بولے تو تم اس کے جھوٹ کو ظاہر کر دینا۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا بیان تھا کہ اللہ کی قسم! اگر مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ میرے ساتھی کہیں میرے متعلق جھوٹ بولنا نقل نہ کر دیں تو میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) ضرور جھوٹ بولتا۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہ اپنے نسب میں کیسے ہیں؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ ان کا نسب ہم میں بہت ہی عزت والا ہے۔ اس نے پوچھا کیا ان کے باپ دادا میں کوئی بادشاہ بھی ہوا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے کہا، نہیں۔ اس نے پوچھا، تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے کبھی ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی تھی؟ میں نے کہا نہیں۔ پوچھا ان کی پیروی معزز لوگ زیادہ کرتے ہیں یا کمزور؟ میں نے کہا کہ قوم کے کمزور لوگ زیادہ ہیں۔ اس نے پوچھا، ان کے ماننے والوں میں زیادتی ہوتی رہتی ہے یا کمی؟ میں نے کہا کہ نہیں بلکہ زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ پوچھا کبھی ایسا بھی کوئی واقعہ پیش آیا ہے کہ کوئی شخص ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر ان سے پھر گیا ہو؟ میں نے کہا ایسا بھی کبھی نہیں ہوا۔ اس نے پوچھا، تم نے کبھی ان

Marfat.com

سے جنگ بھی کی ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں۔اس نے پوچھا،تمہاری ان کے ساتھ جنگ کا کیا نتیجہ رہا؟ میں نے کہا کہ ہماری جنگ کی مثال ایک ڈول کی ہے کہ کبھی ان کے ہاتھ میں اور کبھی ہمارے ہاتھ میں۔ اس نے پوچھا، کبھی انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی دھوکا بھی کیا؟ میں نے کہا کہ اب تک تو نہیں کیا،لیکن آج کل بھی ہمارا ان سے ایک معاہدہ چل رہا ہے،نہیں کہا جا سکتا کہ اس میں ان کا طرز عمل کیا رہے گا۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! اس جملہ کے سوا اور کوئی بات میں اس پوری گفتگو میں اپنی طرف سے نہیں ملا سکا، پھر اس نے پوچھا اس سے پہلے بھی یہ دعویٰ تمہارے یہاں کسی نے کیا تھا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔اس کے بعد ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا، اس سے کہو کہ میں نے تم سے نبی کے نسب کے بارے میں پوچھا تو تم نے بتایا کہ وہ تم لوگوں میں باعزت اور اونچے نسب کے سمجھے جاتے ہیں، انبیاء کا بھی یہی حال ہے۔ان کی بعثت ہمیشہ قوم کے صاحب حسب ونسب خاندان میں ہوتی ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا کوئی ان کے باپ دادوں میں بادشاہ گزرا ہے،تو تم نے اس کا انکار کیا میں اس سے اس فیصلہ پر پہنچا کہ اگر ان کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ گزرا ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ اپنی خاندانی سلطنت کو اس طرح واپس لینا چاہتے ہوں اور میں نے تم سے ان کی اتباع کرنے والوں کے متعلق پوچھا کہ آیا وہ قوم کے کمزور لوگ ہیں یا اشراف، تو تم نے بتایا کہ کمزور لوگ ان کی پیروی کرنے والوں میں (زیادہ) ہیں۔یہی طبقہ ہمیشہ سے انبیاء کی اتباع کرتا رہا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے دعویٰ نبوت سے پہلے ان پر جھوٹ کا کبھی شبہ کیا تھا،تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔میں نے اس سے یہ سمجھا کہ جس شخص نے لوگوں کے معاملہ میں کبھی جھوٹ نہ بولا ہو، وہ اللہ کے معاملے میں کس طرح جھوٹ بول دے گا اور

Marfat.com

میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے دین کو قبول کرنے کے بعد پھر ان سے بدگمان ہو کر کوئی شخص ان کے دین سے کبھی پھرا بھی ہے، تو تم نے اس کا بھی انکار کیا۔ ایمان کا یہی اثر ہوتا ہے جب وہ دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ ان کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی رہتی ہے یا کم ہوتی ہے، تو تم نے بتایا کہ ان میں اضافہ ہی ہوتا ہے، ایمان کا یہی معاملہ ہے، یہاں تک کہ وہ کمال کو پہنچ جائے۔ میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم نے کبھی ان سے جنگ بھی کی ہے؟ تو تم نے بتایا کہ جنگ کی ہے اور تمہارے درمیان لڑائی کا نتیجہ ایسا رہا ہے کہ کبھی تمہارے حق میں اور کبھی ان کے حق میں۔ انبیاء کا بھی یہی معاملہ ہے، انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اور آخر انجام انہی کے حق میں ہوتا ہے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ اس نے تمہارے ساتھ کبھی خلاف عہد بھی معاملہ کیا ہے تو تم نے اس سے بھی انکار کیا۔ انبیاء کبھی عہد کے خلاف نہیں کرتے اور میں نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تمہارے یہاں اس طرح کا دعویٰ پہلے بھی کسی نے کیا تھا تو تم نے کہا کہ پہلے کسی نے اس طرح کا دعویٰ نہیں کیا، میں اس سے اس فیصلے پر پہنچا کہ اگر کسی نے تمہارے یہاں اس سے پہلے اس طرح کا دعویٰ کیا ہوتا تو یہ کہا جا سکتا تھا کہ یہ بھی اسی کی نقل کر رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر ہرقل نے پوچھا وہ تمہیں کن چیزوں کا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا۔ آخر اس نے کہا کہ جو کچھ تم نے بتایا ہے اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً وہ نبی ہیں اس کا علم تو مجھے بھی تھا کہ ان کی نبوت کا زمانہ قریب ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ تمہاری قوم میں ہوں گے۔ اگر مجھے ان تک پہنچ سکنے کا یقین ہوتا تو میں ضرور ان سے ملاقات کرتا اور اگر میں ان کی خدمت میں ہوتا تو ان کے قدموں کو دھوتا اور ان کی حکومت میرے ان دو قدموں تک پہنچ کر رہے گی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر اس نے

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں یہ لکھا ہوا تھا، اللہ، رحمٰن، رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عظیم روم ہرقل کی طرف، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کی اتباع کرے۔ امابعد! میں تمہیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں، اسلام لاؤ تو سلامتی پاؤ گے اور اسلام لاؤ تو اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن تم نے اگر منہ موڑا تو تمہاری رعایا (کے کفر کا بار بھی سب) تم پر ہوگا اور اے کتاب والو! ایک ایسی بات کی طرف آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں برابر ہے، وہ یہ کہ ہم سوائے اللہ کے اور کسی کی عبادت نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اشھدوا بانا مسلمون تک جب ہرقل خط پڑھ چکا تو دربار میں بڑا شور برپا ہوگیا اور پھر ہمیں دربار سے باہر کر دیا گیا۔ باہر آ کر میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابن ابی کبشہ کا معاملہ تو اب اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ ملک بنی الاصفر (ہرقل) بھی ان سے ڈرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد مجھے یقین ہوگیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غالب آ کر رہیں گے اور آخر اللہ تعالیٰ نے اسلام کی روشنی میرے دل میں بھی ڈال ہی دی۔ زہری نے کہا کہ پھر ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلا کر ایک خاص کمرے میں جمع کیا، پھر ان سے کہا اے رومیو! کیا تم ہمیشہ کے لیے اپنی فلاح اور بھلائی چاہتے ہو اور یہ کہ تمہارا ملک تمہارے ہی ہاتھ میں رہے (اگر تم ایسا چاہتے ہو تو اسلام قبول کرلو) راوی نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی وہ سب وحشی جانوروں کی طرح دروازے کی طرف بھاگے، دیکھا تو دروازہ بند تھا، پھر ہرقل نے سب کو اپنے پاس بلایا کہ انہیں میرے پاس لاؤ اور ان سے کہا کہ میں نے تو تمہیں آزمایا تھا کہ تم اپنے دین میں کتنے پختہ ہو، اب میں نے اس چیز کا مشاہدہ کرلیا جو مجھے پسند تھی۔ چنانچہ سب درباریوں نے اسے سجدہ کیا اور اس سے راضی ہوگئے"۔

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے پاؤں پر سینگی لگوانا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِمَلَلٍ عَلَى ظَهْرِ الْقَدَمِ". [1]

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے موضع ملل میں (جو مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہ ہے) احرام کی حالت میں قدم کی پشت پر سینگی لگوائی"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احد پہاڑ پر اپنا پاؤں مبارک مارنا

حضرت انس سے روایت ہے کہ:

"صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ، وَقَالَ: اسْكُنْ أُحُدُ أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ". [2]

ترجمہ: "جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے تو پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر فرمایا احد ٹھہر جا میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاؤں سے بھی مارا تھا کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کا زمین پر لکیر بنانا

اسود بن یزید نخعی نے کہا کہ:

"كُنَّا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَذَكَرْنَا الْمُوَاظَبَةَ عَلَى الصَّلَاةِ

---

[1]....(الشمائل المحمدية: بَابُ مَا جَاءَ فِي حِجَامَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۳۰۴، رقم الحديث، ۳۶۶، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/باب مناقب عثمان بن عفان أبي عمرو القرشي رضى الله تعالىٰ عنه، ج، ۵، ص، ۱۵، رقم الحديث، ۳۶۹۹، دار طوق النجاة)

Marfat.com

وَالتَّعْظِيمَ لَهَا، قَالَتْ :لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِى مَاتَ فِيهِ، فَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ، فَأُذِّنَ فَقَالَ :مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِيلَ لَهُ :إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ إِذَا قَامَ فِى مَقَامِكَ لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُصَلِّىَ بِالنَّاسِ، وَأَعَادَ فَأَعَادُوا لَهُ، فَأَعَادَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ : إِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ ، فَخَرَجَ أَبُو بَكْرٍ فَصَلَّى فَوَجَدَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً، فَخَرَجَ يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، كَأَنِّى أَنْظُرُ رِجْلَيْهِ تَخُطَّانِ مِنَ الْوَجَعِ، فَأَرَادَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَتَأَخَّرَ، فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ مَكَانَكَ، ثُمَّ أُتِىَ بِهِ حَتَّى جَلَسَ إِلَى جَنْبِهِ، قِيلَ لِلْأَعْمَشِ :وَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى وَأَبُوبَكْرٍ يُصَلِّى بِصَلاَتِهِ، وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلاَةِ أَبِى بَكْرٍ، فَقَالَ :بِرَأْسِهِ نَعَمْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ بَعْضَهُ، وَزَادَ أَبُو مُعَاوِيَةَ جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِى بَكْرٍ، فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّى قَائِمًا". [1]

ترجمہ: ''ہم عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے۔ ہم نے نماز میں ہیئتگی اوراس کی تعظیم کا ذکر کیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت میں جب نماز کا وقت آیا اور اذان دی گئی تو فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ ابوبکر بڑے نرم دل ہیں۔ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز پڑھانا ان کے لیے مشکل ہوجائے گی۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأذان/ بَابٌ :حَدُّ الْمَرِيضِ أَنْ يَشْهَدَ الْجَمَاعَةَ، ج، ۱،ص، ۱۳۳،رقم الحديث،۶۶۴،دارطوق النجاة)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی حکم فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پھر وہی بات دہرا دی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم تو بالکل یوسف کی ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو۔ (کہ دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کر رہی ہو) ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آخر ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے۔

اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے زمین پر لکیر لگاتے جاتے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لیے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور بازو میں بیٹھ گئے۔ جب اعمش نے یہ حدیث بیان کی، ان سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی اقتداء کی اور لوگوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی اقتداء کی؟ اعمش نے سر کے اشارہ سے بتلایا کہ ہاں۔ ابوداؤد طیالسی نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا شعبہ سے روایت کیا ہے اور شعبہ نے اعمش سے اور ابومعاویہ نے اس روایت میں یہ زیادہ کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرے کے بل سوئے ہوئے شخص کو پاؤں سے ایڑھ لگانا

حضرت عمرو بن شرید سے مرسلاً روایت ہے کہ:

"عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ إِذَا وَجَدَ الرَّجُلَ رَاقِدًا عَلَى وَجْهِهِ لَيْسَ عَلَى عَجُزِهِ شَيْءٌ، رَكَضَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: هِيَ أَبْغَضُ

Marfat.com

الرَّقْدَةِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ". [1]

ترجمہ: "جب نبی ﷺ کسی کو اپنے چہرے کے بل (یعنی پیٹ کے بل) لیٹا ہوا دیکھتے تھے، جس کے سرین پر کوئی چیز (یعنی زائد کپڑا وغیرہ) نہیں ہوتی تھی، تو اس کو اپنے پاؤں سے ایڑھ لگاتے تھے اور فرماتے تھے اللہ عزوجل کے نزدیک یہ سب سے زیادہ ناپسندیدہ لیٹنا ہے"۔

حضرت طہفہ غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَصَابَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ عَلَى بَطْنِي، فَرَكَضَنِي بِرِجْلِهِ وَقَالَ: مَا لَكَ وَلِهٰذَا النَّوْمِ هٰذِهِ نَوْمَةٌ يَكْرَهُهَا اللّٰهُ أَوْ يُبْغِضُهَا اللّٰهُ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مسجد میں پیٹ کے بل سوتا ہوا پایا تو اپنے پاؤں سے مجھے ہلایا اور فرمایا تم اس طرح کیوں سوتے ہو یہ سونے کا وہ انداز ہے جو اللہ کو پسند نہیں یا فرمایا کہ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ کا لیٹتے ہوئے ایک پاؤں کا دوسرے پاؤں پر رکھنا

رسول اللہ ﷺ کا عام حالات میں دائیں کروٹ پر سونے کا معمول تھا لیکن بعض اوقات رسول اللہ ﷺ سے چت لیٹنے کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِيًا فِي الْمَسْجِدِ، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ

---

[1]....(مسند احمد: حَدِيثُ الشَّرِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الثَّقَفِيِّ، ج، ۳۲، ص، ۲۰۸، رقم الحديث، ۱۹۴۵۸، مؤسسة الرسالة)

[2]....(سنن ابن ماجه: كتاب الأدب/بَابُ النَّهْيِ عَنِ الِاضْطِجَاعِ عَلَى الْوَجْهِ، ج، ۲، ص، ۱۲۲۷، رقم الحديث، ۳۷۲۳، دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي)

Marfat.com

الْمُسَيَّبِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعُثْمَانُ يَفْعَلَانِ ذٰلِكَ". [1]

ترجمہ: "انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں چت لیٹا ہوا دیکھا، رسول اللہ ﷺ کا ایک پاؤں دوسرے پاؤں کے اوپر تھا، اور ابن شہاب زہری، حضرت سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما بھی اس طرح لیٹتے تھے"۔

اس حدیث سے رسول اللہ کا چت لیٹنا ثابت ہوا ہے۔

نوٹ: ایک حدیث میں چت لیٹنے کی صورت میں پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إِذَا اسْتَلْقَى أَحَدُكُمْ عَلَى ظَهْرِهِ فَلَا يَضَعْ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى". [2]

ترجمہ: "جب تم میں سے کوئی اپنی پیٹھ پر (مطلب یہ کہ چت) لیٹے تو وہ اپنا ایک پیر دوسرے پیر پر نہ رکھے"۔

عربوں میں لنگی پہننے کا رواج عام تھا، جس کو پہن کر ایک پیر کو دوسرے پیر پر رکھ کر لیٹنے میں خاص طور پر جبکہ دونوں پیر سیدھے نہ ہوں،، بلکہ ایک پیر کھڑا ہوا ہو، ستر کھلنے اور بے پردگی ہونے کے امکانات زیادہ تھے، اس وجہ سے مذکورہ اثر میں اس طریقے پر لیٹنے سے منع کیا گیا ہے، ورنہ اگر بے پردگی لازم نہ آئے مثلاً شلوار اور پاجامہ وغیرہ پہنا ہو، جس کی وجہ سے ستر نہ کھلتا ہو، یا دونوں پیر پھیلا کر ایک پیر کو دوسر پیر پر رکھ کر لیٹا جائے، یا کسی اور طریقے سے پردہ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الصلاة/بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَدِّ الرِّجْلِ، ج۱، ص۱۰۲، رقم الحديث، ۴۷۵، دارطوق النجاة)

[2]....(سنن الترمذي: أبواب الأدب: ج۵، ص۹۶، رقم الحديث، ۲۷۶۶، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

کوملحوظ رکھتے ہوئے پاؤں کو پاؤں پر رکھ کر لیٹے تو اس کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں اس طریقے (یعنی پاؤں پر پاؤں رکھ کر) سے لیٹنے کا ثبوت موجود ہے۔ [1]

نجاشی کا رسول اللہ ﷺ کے نعلین شریفین اُٹھانے کی آرزو کرنا

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَنْطَلِقَ إِلَى أَرْضِ النَّجَاشِيِّ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا فَبَعَثُوا إِلَى عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ وَجَمَعُوا لِلنَّجَاشِيِّ هَدَايَا فَقَدِمْنَا، وَقَدِمُوا عَلَى النَّجَاشِيِّ فَأَتَوْهُ بِهَدِيَّةٍ فَقَبِلَهَا، وَسَجَدُوا لَهُ، ثُمَّ قَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: إِنَّ قَوْمًا مِنَّا رَغِبُوا عَنْ دِينِنَا وَهُمْ فِي أَرْضِكَ. فَقَالَ لَهُمُ النَّجَاشِيُّ: فِي أَرْضِي؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْنَا فَقَالَ لَنَا جَعْفَرٌ: لَا يَتَكَلَّمْ مِنْكُمْ أَحَدٌ أَنَا خَطِيبُكُمُ الْيَوْمَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ وَهُوَ جَالِسٌ فِي مَجْلِسِهِ، وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَنْ يَمِينِهِ، وَعُمَارَةُ عَنْ يَسَارِهِ، وَالْقِسِّيسُونَ مِنَ الرُّهْبَانِ جُلُوسٌ سِمَاطَيْنِ، فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو وَعُمَارَةُ: إِنَّهُمْ لَا يَسْجُدُونَ لَكَ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ زَبَرَنَا مَنْ عِنْدَهُ مِنَ الْقِسِّيسِينَ وَالرُّهْبَانِ اسْجُدُوا لِلْمَلِكِ، فَقَالَ جَعْفَرٌ: لَا نَسْجُدُ إِلَّا لِلّٰهِ فَقَالَ لَهُ النَّجَاشِيُّ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ فِينَا رَسُولَهُ، وَهُوَ

---

[1]..... "(وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْفَعَ الرَّجُلُ إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى وَهُوَ مُسْتَلْقٍ عَلَى ظَهْرِهِ): فِيهِ تَجْرِيدٌ أَوْ تَأْكِيدٌ كَمَا لَا يَخْفَى. قَالَ الْمُظْهِرُ: وَجْهُ الْجَمْعِ بَيْنَ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ وَجَابِرٍ: إِنَّ وَضْعَ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ عَلَى الْأُخْرَى قَدْ يَكُونُ عَلَى نَوْعَيْنِ أَنْ تَكُونَ رِجْلَاهُ مَمْدُودَتَيْنِ إِحْدَاهُمَا فَوْقَ الْأُخْرَى، وَلَا بَأْسَ بِهٰذَا، فَإِنَّهُ لَا يَنْكَشِفُ مِنَ الْعَوْرَةِ بِهٰذِهِ الْهَيْئَةِ، وَأَنْ يَكُونَ نَاصِبًا سَاقَ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ وَيَضَعُ الرِّجْلَ الْأُخْرَى عَلَى الرُّكْبَةِ الْمَنْصُوبَةِ، وَعَلَى هٰذَا فَإِنْ لَمْ يَكُنِ انْكِشَافُ الْعَوْرَةِ بِأَنْ يَكُونَ عَلَيْهِ سَرَاوِيلُ، أَوْ يَكُونَ إِزَارُهُ أَوْ ذَيْلُهُ طَوِيلَيْنِ جَازَ وَإِلَّا فَلَا اهـ. وَقَالَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا: وَإِنَّمَا أُطْلِقَ النَّهْيُ؛ لِأَنَّ الْغَالِبَ فِيهِمُ الْإِتِّزَارُ". (مرقاة المفاتيح: كتاب الآداب/ باب الجلوس والنوم والمشي، ج ۷، ص ۲۹۷۷، دار الفكر، بيروت، لبنان)

Marfat.com

الرَّسُولُ الَّذِی بَشَّرَ بِهِ عِیسَی بِرَسُولٍ یَأْتِی مِنْ بَعْدِهِ اسْمُهُ أَحْمَدُ فَأَمَرَنَا أَنْ نَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا نُشْرِکَ بِهِ شَیْئًا، وَنُقِیمَ الصَّلَاةَ، وَنُؤْتِی الزَّکَاةَ، وَأَمَرَنَا بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهَانَا عَنِ الْمُنْکَرِ قَالَ :فَأَعْجَبَ النَّاسَ قَوْلُهُ فَلَمَّا رَأَی ذٰلِکَ عَمْرٌو قَالَ لَهُ :أَصْلَحَ اللّٰهُ الْمَلِکَ، إِنَّهُمْ یُخَالِفُونَکَ فِی عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ فَقَالَ النَّجَاشِیُّ لِجَعْفَرٍ :مَا یَقُولُ صَاحِبُکَ فِی ابْنِ مَرْیَمَ؟ قَالَ:یَقُولُ فِیهِ قَوْلَ اللّٰهِ :هُوَ رُوحُ اللّٰهِ، وَکَلِمَتُهُ، أَخْرَجَهُ مِنَ الْبَتُولِ الْعَذْرَاءِ، لَمْ یَقْرَبْهَا بَشَرٌ، قَالَ:فَتَنَاوَلَ النَّجَاشِیُّ عُودًا مِنَ الْأَرْضِ فَرَفَعَهُ فَقَالَ:یَا مَعْشَرَ الْقِسِّیسِینَ وَالرُّهْبَانِ، مَا یَزِیدُ هٰؤُلَاءِ عَلَی مَا تَقُولُونَ فِی ابْنِ مَرْیَمَ مَا یَزِنُ هٰذِهِ، مَرْحَبًا بِکُمْ، وَبِمَنْ جِئْتُمْ مِنْ عِنْدِهِ، فَأَنَا أَشْهَدُ أَنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ الَّذِی بَشَّرَ بِهِ عِیسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَلَوْلَا مَا أَنَا فِیهِ مِنَ الْمُلْکِ، لَأَتَیْتُهُ حَتّٰی أَحْمِلَ نَعْلَیْهِ، امْکُثُوا فِی أَرْضِی مَا شِئْتُمْ، وَأَمَرَ لَهُمْ بِطَعَامٍ وَکِسْوَةٍ، وَقَالَ: رُدُّوا عَلَی هٰذَیْنِ هَدِیَّتَهُمْ". [1]

ترجمہ:"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا، یہ بات قریش تک پہنچ گئی، انہوں نے نے عمرو بن العاص اور عمار بن ولید کو نجاشی کی طرف بھیجا اور نجاشی کے لئے بہت سارے تحائف جمع کئے، ہم نجاشی کے پاس چلے گئے، بعد میں یہ لوگ بھی وہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے اس کو تحائف پیش کیے اور اس کو سجدہ بھی کیا، پھر عمرو بن العاص بولا: ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے دین سے منحرف ہو گئے ہیں اور وہ اس وقت آپ کے علاقے میں موجود ہیں۔ نجاشی نے کہا: میرے علاقے میں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ نجاشی نے ہمیں بلوایا (نجاشی

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۲، ص۳۳۸، رقم الحدیث۳۲۰۸، دار الکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

کے دربار حاضر ہونے سے پہلے) حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں سمجھا دیا کہ آج تمہاری طرف سے میں گفتگو کروں گا، تم لوگ بالکل خاموش رہنا، ہم نجاشی کے دربار میں گئے، اس وقت نجاشی بادشاہ اپنے تخت پر موجود تھا اور عمرو بن العاص اس کی دائیں طرف اور عمارہ اس کی بائیں جانب تھا اور پادری اور رہبان بیٹھے ہوئے تھے، عمرو اور عمارہ نے نجاشی سے کہا: ان لوگوں نے آپ کو سجدہ نہیں کیا۔ جب ہم اس کے قریب پہنچے تو ان راہبوں نے ہمیں ڈانٹ کر کہا: بادشاہ سلامت کو سجدہ کرو۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے: ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ نہیں کرتے۔ نجاشی نے وجہ پوچھی تو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان اپنا رسول بھیج دیا ہے اور یہ وہی رسول ہے جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خوشخبری دی تھی کہ ''وہ رسول میرے بعد آئیں گے اور ان کا نام احمد ہوگا'' اسی رسول نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم زکوۃ ادا کریں اور نماز قائم کریں، بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں۔ (حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں: تمام حاضرین کو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات بہت اچھی لگی، جب عمرو (بن العاص) نے یہ صورت حال دیکھی تو بولا: اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت کے احوال کی اصلاح فرمائے، یہ لوگ عیسیٰ ابن مریم کے حوالے سے آپ سے اختلاف رکھتے ہیں۔ نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: تمہارے ساتھی (محمد ﷺ) کے ابن مریم کے بارے میں کیا نظریات ہیں؟ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ابن مریم کے بارے ان کا نظریہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: یعنی وہ ان کو روح اللہ اور کلمۃ اللہ سمجھتے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے کنواری مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیٹ سے پیدا کیا کہ

Marfat.com

کوئی انسان ان کے قریب نہیں آیا۔(راوی) کہتے ہیں: نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور اس کو بلند کیا اور بولا: اے پادریو! اور راہبو! ابن مریم کے متعلق اس نے تمہارے موقف کے عین مطابق بات کی ہے (پھر مسلمانوں سے مخاطب ہوکر کہا کہ) تمہیں خوش آمدید اور جس کی طرف سے تم آئے ہو اس کو خوش آمدید۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور وہی ہیں جن کے متعلق حضرت عیسیٰ ابن مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خوشخبری دی تھی اور اگر میرے ذمہ امور سلطنت کی ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو ان کی خدمت میں حاضر ہوتا اور ان کے جوتے اٹھاتا، تم میری سلطنت میں جب تک چاہو (بے خوف وخطر) رہو۔ ان کے لئے لباس وطعام (رہائش وغیرہ سہولیات) کا حکم دیا اور (اپنے وزراء سے) کہا: ان دونوں کو ان کے تحائف واپس کردو۔

رسول اللہ ﷺ کے جوتے میں سانپ کا بچہ

ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ:

"دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ بِخُفَّيْهِ يَلْبَسُهُمَا، فَلَبِسَ أَحَدَهُمَا، ثُمَّ جَاءَ غُرَابٌ فَاحْتَمَلَ الْآخَرَ، فَرَمَى بِهِ، فَخَرَجَتْ مِنْهُ حَيَّةٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمْ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلَا يَلْبَسْ خُفَّيْهِ حَتَّى يَنْفُضَهُمَا". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ نے اپنے موزے منگوائے ان میں سے ایک پہنا، اسی اثناء میں ایک کوا آیا دوسرا موزہ اٹھا کر لے گیا اور پھر اسے الٹ دیا تو اس میں سے سانپ نکلا، آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے، تو اسے چاہیے کہ جب تک دونوں موزوں کو جھاڑ نہ لے نہ پہنے"۔

[1]....(المعجم الكبير للطبراني: ج،۸،ص،۱۳۷،رقم الحديث،۷۶۲۰،مكتبة ابن تيمية ،القاهرة)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا اپنی زوجہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے پاؤں کے سہارے سواری پر سوار کروانا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"لَمَّا افْتَتَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ اصْطَفَى صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ لِنَفْسِهِ، فَخَرَجَ بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ رِجْلَهُ حَتَّى تَقُومَ عَلَيْهَا فَتَرْكَبَ، فَلَمَّا بَلَغَ سَدَّ الصَّهْبَاءِ عَرَّسَ بِهَا، فَصَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ، وَأَمَرَنِي فَدَعَوْتُ لَهُ مَنْ حَوْلَهُ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيمَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُصْعَبٌ: وَهِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ بْنِ سَعِيدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ الْخَزْرَجِ بْنِ أَبِي حَبِيبِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ النَّحَّامِ بْنِ يَنْحُومَ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنْ سِبْطِ مُوسَىٰ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، وَأُمُّهَا بَرَّةُ بِنْتُ السَّمَوْأَلِ، هَلَكَتْ فِي زَمَنِ مُعَاوِيَةَ". [1]

ترجمہ: "جب نبی اکرم ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حضرت صفیہ بیت حی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے لئے منتخب فرمایا، حضور ﷺ نے ان کو اپنے پیچھے بٹھایا اور سفر شروع کر دیا، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا حضور ﷺ نے اپنے پاؤں کے سہارے سے ان کو سواری پر سوار کرایا، جب مقامِ "سد اصہباء" پر پہنچے تو ان کے ساتھ سلسلہ ازدواج قائم فرمایا، آپ نے ایک تھال میں "حَیْس" (ایک نوعیت کا کھانا ہے جو اہل عرب کے ہاں مروج تھا) بنایا اور مجھے

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: کِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، ذِكْرُ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، ج۴، ص۳۰، رقم الحدیث ۶۷۸۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

حکم دیا کہ میں اردگرد کے لوگوں کو بلا کر لاؤں، یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا حضرت مصعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ (ان کا نام) صفیہ بنت حی بنت اخطب بن سعید بن ثعلبہ بن عبید بن خزرج بن ابی حبیب بن نضر بن نحام بن یخوم ہے۔ بنی اسرائیل میں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قبیلے سے تعلق رکھتی ہیں ان کی والدہ ''برہ بنت سموال'' ہے، حضرت معاویہ کے زمانے میں ہلاک ہوئیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں کو کنویں میں لٹکانا

حضرت ابوموسیٰ عشری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا إِلَى حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ الْمَدِينَةِ لِحَاجَتِهِ، وَخَرَجْتُ فِي إِثْرِهِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْحَائِطَ جَلَسْتُ عَلَى بَابِهِ، وَقُلْتُ: لَأَكُونَنَّ الْيَوْمَ بَوَّابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَمْ يَأْمُرْنِي، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَى حَاجَتَهُ، وَجَلَسَ عَلَى قُفِّ الْبِئْرِ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهِ لِيَدْخُلَ، فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَوَقَفَ فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَبُو بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ، قَالَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَدَخَلَ، فَجَاءَ عَنْ يَمِينِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَجَاءَ عُمَرُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ لَكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ فَجَاءَ عَنْ يَسَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ فَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَامْتَلَأَ الْقُفُّ، فَلَمْ يَكُنْ فِيهِ مَجْلِسٌ، ثُمَّ جَاءَ عُثْمَانُ فَقُلْتُ: كَمَا أَنْتَ

Marfat.com

حَتّٰی أَسْتَأْذِنَ لَکَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ائْذَنْ لَہُ وَبَشِّرْہُ بِالْجَنَّۃِ، مَعَھَا بَلَاءٌ یُصِیبُہُ فَدَخَلَ فَلَمْ یَجِدْ مَعَھُمْ مَجْلِسًا، فَتَحَوَّلَ حَتّٰی جَاءَ مُقَابِلَھُمْ عَلَی شَفَۃِ الْبِئْرِ، فَکَشَفَ عَنْ سَاقَیْہِ ثُمَّ دَلَّاھُمَا فِی الْبِئْرِ، فَجَعَلْتُ أَتَمَنّٰی أَخًا لِی، وَأَدْعُو اللّٰہَ أَنْ یَأْتِیَ قَالَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ: فَتَأَوَّلْتُ ذٰلِکَ قُبُورَھُمْ، اجْتَمَعَتْ ھَا ھُنَا، وَانْفَرَدَ عُثْمَانُ". [1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے باغات میں سے کسی باغ کی طرف اپنی کسی ضرورت کے لیے گئے، میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باغ میں داخل ہوئے تو میں اس کے دروازے پر بیٹھ گیا اور اپنے دل میں کہا کہ آج میں آپ کا دربان بنوں گا حالانکہ آپ نے مجھے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ آپ اندر چلے گئے اور اپنی حاجت پوری کی۔ پھر آپ کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ گئے اور اپنی دونوں پنڈلیوں کو کھول کر انہیں کنوئیں میں لٹکا لیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اندر جانے کی اجازت چاہی۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ یہیں رہیں، میں آپ کے لیے اجازت لے کر آتا ہوں۔ چنانچہ وہ کھڑے رہے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور انہیں جنت کی بشارت سنا دو۔ چنانچہ وہ اندر آ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں جانب آ کر انہوں نے بھی اپنی پنڈلیوں کو کھول کر کنوئیں میں لٹکا لیا۔ اتنے میں عمر رضی اللہ عنہ آئے۔ میں نے کہا ٹھہرو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے لوں (اور میں نے اندر جا کر آپ سے

---

[1]....(صحیح البخاري: کتاب الفتن/بَابُ الفِتْنَۃِ الَّتِی تَمُوجُ کَمَوْجِ البَحْرِ، ج۹، ص۵۴، رقم الحدیث ۷۰۹۷، دار طوق النجاۃ)

Marfat.com

عرض کیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو بھی اجازت دے اور بہشت کی خوشخبری بھی۔ خیر وہ بھی آئے اور اسی کنوئیں کی منڈیر پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب بیٹھے اور اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں لٹکا دیں۔ اور کنوئیں کی منڈیر بھر گئی اور وہاں جگہ نہ رہی۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ آئے اور میں نے ان سے بھی کہا کہ یہیں ٹھہریے یہاں تک کہ آپ کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگ لوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو اور اس کے ساتھ ایک آزمائش ہے جو انہیں پہنچے گی۔ پھر وہ بھی داخل ہوئے، ان کے ساتھ بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ چنانچہ وہ گھوم کر ان کے سامنے کنوئیں کے کنارے پر آ گئے پھر انہوں نے اپنی پنڈلیاں کھول کر کنوئیں میں پاؤں لٹکا لیے، پھر میرے دل میں بھائی کی تمنا پیدا ہوئی اور میں دعا کرنے لگا کہ وہ بھی آ جاتے، ابن المسیب نے بیان کیا کہ میں نے اس سے ان کی قبروں کی تعبیر لی کہ سب کی قبریں ایک جگہ ہوں گی لیکن عثمان رضی اللہ عنہ کی الگ بقیع غرقد میں ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کا حضرت سعد کے گھر میں پھونک پھونک کر قدم اُٹھانا

حضرت سملہ بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ عَلَى الْبَابِ نُرِيدُ أَنْ نَدْخُلَ عَلَى أَثَرِهِ فَدَخَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا فِي الْبَيْتِ أَحَدٌ إِلا سَعْدٌ مُسَجًّى. قَالَ فَرَأَيْتُهُ يَتَخَطَّى فَلَمَّا رَأَيْتُهُ وَقَفْتُ. وَأَوْمَأَ إِلَيَّ: قِفْ. فَوَقَفْتُ وَرَدَدْتُ مَنْ وَرَائِي. وَجَلَسَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا وَقَدْ رَأَيْتُكَ تتخطى. فقال رَسُولُ اللَّهِ: مَا قَدَرْتُ عَلَى مَجْلِسٍ حَتَّى قَبَضَ لِي مَلَكٌ مِنَ الْمَلائِكَةِ أَحَدَ جَنَاحَيْهِ فَجَلَسْتُ. وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: هَنِيئًا لک يا أَبَا عَمْرٍو". [1]

ترجمہ: "ہم لوگ دروازے پر تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی تھے، ہمارا ارادہ تھا کہ جب آپ ﷺ اندر تشریف لے جائیں گے تو ہم بھی حضور ﷺ کے پیچھے اندر چلے جائیں گے، اندر کمرے میں صرف حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جنہیں کپڑے سے ڈھکا ہوا تھا اور کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے تو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ بہت آہستہ آہستہ قدم رکھ رہے ہیں اور ایسے چل رہے ہیں کہ گویا کہ کسی کی گردن پھلانگ رہے ہیں، یہ دیکھ کر میں رک گیا اور حضور ﷺ نے مجھے اشارے سے فرمایا ٹھہر جاؤ۔ میں خود بھی رک گیا اور جو میرے پیچھے تھے ان کو بھی روک دیا۔ حضور ﷺ کچھ دیر وہاں بیٹھے پھر باہر تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے تو اندر کوئی نظر نہیں آرہا تھا لیکن آپ ﷺ آہستہ آہستہ اس طرح چل رہے تھے کہ جیسے آپ کسی کی گردن پھلانگ رہے ہوں فرمایا اندر فرشتے بہت زیادہ تھے مجھے بھی بیٹھنے کی جگہ تب ملی جب ایک فرشتے نے اپنے دو پروں میں سے ایک پر کو سمیٹ لیا پھر میں بیٹھ سکا اور آپ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرما رہے تھے اے ابوعمرو! (یہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے) تمہیں مبارک ہو۔ اے ابوعمرو! تمہیں مبارک ہو۔ اے ابوعمرو! تمہیں مبارک ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے جوتا مانگنا

عبداللہ بن اُنیس نے کہا کہ:

"كُنْتُ فِي مَجْلِسِ بَنِي سَلَمَةَ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ، فَقَالُوا: مَنْ يَسْأَلُ لَنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، وَذَلِكَ صَبِيحَةَ

[1]....(الطبقات الكبرى: سعد بن معاذ، ج۳، ص۳۲۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

إِحْدَى وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ؟ فَخَرَجْتُ فَوَافَيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةَ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ قُمْتُ بِبَابِ بَيْتِهِ، فَمَرَّ بِي فَقَالَ: ادْخُلْ، فَدَخَلْتُ فَأُتِيَ بِعَشَائِهِ، فَرَآنِي أَكُفُّ عَنْهُ مِنْ قِلَّتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: نَاوِلْنِي نَعْلِي فَقَامَ وَقُمْتُ مَعَهُ، فَقَالَ: كَأَنَّ لَكَ حَاجَةً، قُلْتُ: أَجَلْ، أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ رَهْطٌ مِنْ بَنِي سَلَمَةَ، يَسْأَلُونَكَ عَنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَقَالَ: كَمِ اللَّيْلَةُ؟ فَقُلْتُ: اثْنَتَانِ وَعِشْرُونَ، قَالَ: هِيَ اللَّيْلَةُ، ثُمَّ رَجَعَ، فَقَالَ: أَوِ الْقَابِلَةُ، يُرِيدُ لَيْلَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ". [1]

ترجمہ: ''میں بنی سلمہ کی مجلس میں تھا اور میں ان سب میں چھوٹا تھا، تو انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ سے لیلۃ القدر کے متعلق کون پوچھے گا؟ اور یہ واقعہ اکیسویں رمضان کا ہے۔ پس میں باہر نکلا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز میں شامل ہوا، پھر میں آپ ﷺ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا، پس آپ میرے پاس سے گزرے اور فرمایا اندر چلو۔ پس میں گھر کے اندر چلا گیا تو آپ ﷺ کا رات کا کھانا لایا گیا کھانا کم تھا اس لئے میں نے کھانے سے ہاتھ روک لیا (یعنی کم کھایا) پھر جب آپ ﷺ فارغ ہوئے تو آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا میرا جوتا مجھے دو۔ پس آپ ﷺ اُٹھے اور میں آپ ﷺ کے ساتھ اُٹھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں کوئی کام تھا؟ میں نے کہا ہاں بنی سلمہ کے کچھ لوگوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، وہ آپ سے لیلۃ القدر کے متعلق پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا آج کون سی رات ہے؟ میں نے کہا بائیسویں رت ہے تو فرمایا کہ وہ یہی رات ہے، پھر آپ ﷺ لوٹے اور فرمایا: یا آئندہ یعنی ۲۳ رات''۔

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الصلاة/بَابٌ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ، ج۲، ص۵۱، رقم الحديث، ۱۳۷۹، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا جوتے کو علامت کے طور پر اپنی جگہ پر رکھنا

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ، فَقَامَ، فَأَرَادَ الرُّجُوعَ، نَزَعَ نَعْلَهُ أَوْ بَعْضَ مَا يَكُونُ عَلَيْهِ، فَيَعْرِفُ ذٰلِكَ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُونَ". [1]

ترجمہ: "جب آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے تو ہم آپ کے اردگرد بیٹھتے۔ پھر اگر واپسی کے ارادے سے گھر تشریف لے جاتے تو اپنے نعلین (جوتے) اتار کر وہاں رکھ جاتے یا جسم سے اور کوئی چیز اتار کر اس جگہ چھوڑ جاتے۔ اس سے آپ ﷺ کے صحابہ کرام کو معلوم ہو جاتا کہ آپ ﷺ واپس تشریف لائیں گے"۔

ایک شخص کا اپنی گندی جوتی سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو روندنا

عرب کے ایک شخص نے کہا کہ:

"زَحَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَفِي رِجْلَيَّ نَعْلٌ كَثِيفَةٌ، فَوَطِئْتُ بِهَا عَلَى رِجْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَحَنِي نَفْحَةً بِسَوْطٍ فِي يَدِهِ وَقَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ أَوْجَعْتَنِي، قَالَ: فَبِتُّ لِنَفْسِي لَائِمًا أَقُولُ: أَوْجَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَبِتُّ بِلَيْلَةٍ كَمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا، إِذَا رَجُلٌ يَقُولُ: أَيْنَ فُلَانٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِي كَانَ مِنِّي بِالْأَمْسِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مُتَخَوِّفٌ، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّكَ

---

[1]....(سنن أبي داود: كتاب الأدب/بَابٌ إِذَا قَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسٍ ثُمَّ رَجَعَ، ج۴، ص۲۶۴، رقم الحديث۴۸۵۴، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

Marfat.com

وَطِئْتَ بِنَعْلِکَ عَلَی رِجْلِی بِالْأَمْسِ فَأَوْجَعْتَنِی، فَنَفَحْتُکَ نَفْحَةً بِالسَّوْطِ، فَهَذِهِ ثَمَانُونَ نَعْجَةً، فَخُذْهَا بِهَا". [1]

ترجمہ: "غزوہ حنین کے موقع پر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹکرا گیا میرے پاؤں میں بھاری تلے والے جوتی تھی میں نے اس جوتی کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کو کچل دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں موجود سوٹی مجھے ماری اور فرمایا اللہ کا نام لو تم نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے وہ صاحب بیان کرتے ہیں اس رات میں اپنے آپ کو ملامت کرتا رہا اور یہی سوچتا رہا کہ میں نے اللہ کے رسول کو تکلیف پہنچائی ہے۔ وہ صاحب بیان کرتے ہیں وہ رات جس طرح میں نے گزاری ہے اللہ بہتر جانتا ہے اگلے دن صبح ہوئی تو ایک شخص یہ کہہ رہا تھا کہ فلاں صاحب کہاں ہے میں نے سوچا میرے کل والے معاملے کے بارے میں پوچھا جا رہا ہے۔ میں چل دیا میں خوفزدہ تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا کل تم نے اپنے جوتے کے ذریعے میرے پاؤں کو دبا دیا تھا۔ جس سے مجھے تکلیف ہوئی تھی میں نے تمہیں ایک سوٹی ماری تھی یہ اسی اونٹ ہیں تم انہیں اس مار کے عوض وصول کرو"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے جوتے دے کر خوشخبری سنانا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ:

"کُنَّا قُعُودًا حَوْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، مَعَنَا أَبُو بَکْرٍ، وَعُمَرُ فِی نَفَرٍ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَیْنِ أَظْهُرِنَا، فَأَبْطَأَ عَلَیْنَا، وَخَشِینَا أَنْ یُقْتَطَعَ دُونَنَا، وَفَزِعْنَا، فَقُمْنَا،

---

[1]....(سنن الدارمي: کتاب دلائل النبوة/بَابٌ فِی سَخَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، ج، ۱، ص ۲۱۱، رقم الحدیث، ۷۳، دار المغنی للنشر والتوزیع، المملکة العربیة السعودیة)

Marfat.com

فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَخَرَجْتُ أَبْتَغِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَتَيْتُ حَائِطًا لِلْأَنْصَارِ لِبَنِي النَّجَّارِ، فَدُرْتُ بِهِ هَلْ أَجِدُ لَهُ بَابًا؟ فَلَمْ أَجِدْ، فَإِذَا رَبِيعٌ يَدْخُلُ فِي جَوْفِ حَائِطٍ مِنْ بِئْرٍ خَارِجَةٍ وَالرَّبِيعُ الْجَدْوَلُ فَاحْتَفَزْتُ، فَدَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ: نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ قُلْتُ: كُنْتَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا، فَقُمْتَ فَأَبْطَأْتَ عَلَيْنَا، فَخَشِينَا أَنْ تُقْتَطَعَ دُونَنَا، فَفَزِعْنَا، فَكُنْتُ أَوَّلَ مَنْ فَزِعَ، فَأَتَيْتُ هَذَا الْحَائِطَ، فَاحْتَفَزْتُ كَمَا يَحْتَفِزُ الثَّعْلَبُ، وَهَؤُلَاءِ النَّاسُ وَرَائِي، فَقَالَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ وَأَعْطَانِي نَعْلَيْهِ، قَالَ: اذْهَبْ بِنَعْلَيَّ هَاتَيْنِ، فَمَنْ لَقِيتَ مِنْ وَرَاءِ هَذَا الْحَائِطَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، فَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنْ لَقِيتُ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا هَاتَانِ النَّعْلَانِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ فَقُلْتُ: هَاتَانِ نَعْلَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعَثَنِي بِهِمَا مَنْ لَقِيتُ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا بِهَا قَلْبُهُ، بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، فَضَرَبَ عُمَرُ بِيَدِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَخَرَرْتُ لِاسْتِي، فَقَالَ: ارْجِعْ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَجْهَشْتُ بُكَاءً، وَرَكِبَنِي عُمَرُ، فَإِذَا هُوَ عَلَى أَثَرِي، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا لَكَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ؟ قُلْتُ: لَقِيتُ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي بَعَثْتَنِي بِهِ، فَضَرَبَ بَيْنَ ثَدْيَيَّ ضَرْبَةً خَرَرْتُ لِاسْتِي، قَالَ: ارْجِعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عُمَرُ، مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، بِأَبِي أَنْتَ، وَأُمِّي، أَبَعَثْتَ أَبَا هُرَيْرَةَ بِنَعْلَيْكَ، مَنْ لَقِيَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُسْتَيْقِنًا

Marfat.com

بِهَا قَلْبُهُ بَشَّرَهُ بِالْجَنَّةِ؟ قَالَ :نَعَمْ ، قَالَ:فَلَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلَ النَّاسُ عَلَيْهَا، فَخَلِّهِمْ يَعْمَلُونَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:فَخَلِّهِمْ". [1]

ترجمہ:"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے سے اٹھ کھڑے ہوئے اور دیر تک تشریف نہ لائے ہم ڈر گئے کہ کہیں (اللہ نہ کرے) آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی ہو۔ اس لئے ہم گھبرا کر کھڑے ہوگئے سب سے پہلے مجھے گھبراہٹ ہوئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ بنی نجار کے باغ تک پہنچ گیا ہر چند باغ کے چاروں طرف گھوما مگر اندر جانے کا کوئی دروازہ نہ ملا۔ اتفاقاً ایک نالہ دکھائی دیا جو بیرونی کنوئیں سے باغ کے اندر جارہا تھا میں اسی نالہ میں سمٹ کر گھر کے اندر داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ! میں نے عرض کیا جی ہاں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے؟ آپ ہمارے سامنے تشریف فرما تھے اور اچانک اٹھ کر تشریف لے گئے اور دیر ہوگئی تو ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں کوئی حادثہ نہ گزرا ہو اس لئے ہم گھبرا گئے۔ سب سے پہلے مجھے ہی گھبراہٹ ہوئی (تلاش کرتے کرتے) اس باغ تک پہنچ گیا اور لومڑی کی طرح سمٹ کر (نالہ کے راستہ سے) اندر آ گیا اور لوگ میرے پیچھے ہیں۔ آپ نے اپنے نعلین مبارک مجھے دے کر فرمایا ابوہریرہ! میری یہ دونوں جوتیاں (بطور نشانی کے) لے جاؤ اور جو شخص باغ کے باہر دل کے یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہوا ملے اس کو جنت کی بشارت دے دو۔ (میں نے حکم

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان، بَابُ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ بِالْإِيمَانِ وَهُوَ غَيْرُ شَاكٍّ فِيهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَحُرِّمَ عَلَى النَّارِ، ج۱، ص۵۹، رقم الحدیث، ۳۱، دار إحياء التراث العربي، بیروت)

Marfat.com

کی تعمیل کی) سب سے پہلے مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے۔ انہوں نے کہا اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! یہ جوتیاں کیسی ہیں؟ میں نے کہا یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوتیاں ہیں۔ آپ نے مجھے یہ جوتیاں دے کر بھیجا ہے کہ جو مجھے دل کے یقین کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوا ملے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کو جنت کی بشارت دے دوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر ہاتھ سے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا۔ کہنے لگے اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! لوٹ جا۔ میں لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچا اور میں رو پڑنے کے قریب تھا۔ میرے پیچھے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آ پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ! کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا میں نے ان کو پہنچا دیا۔ انہوں نے میرے سینے پر ایک ضرب رسید کی جس کی وجہ سے میں سرینوں کے بل گر پڑا اور کہنے لگے لوٹ جا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر تم نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا آپ نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جوتیاں دے کر حکم دیا تھا کہ جو شخص دل کے یقین کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کہے اس کو جنت کی بشارت دے دینا۔ فرمایا ہاں! حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ ایسا نہ کریں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ (عمل کرنا چھوڑ دیں گے) اور اسی فرمان پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ ان کو عمل کرنے دیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا تو) رہنے دو"۔

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر رسول اللہ ﷺ کے قدموں کے پاس

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ: يَا أُمَّاهُ، اكْشِفِي لِي عَنْ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَاحِبَيْهِ، فَكَشَفَتْ لِي عَنْ ثَلَاثَةِ قُبُورٍ لَا مُشْرِفَةٍ، وَلَا لَاطِئَةٍ مَبْطُوحَةٍ بِبَطْحَاءِ الْعَرْصَةِ الْحَمْرَاءِ، فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقَدَّمًا، وَأَبَا بَكْرٍ رَأْسُهُ بَيْنَ كَتِفَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعُمَرُ رَأْسُهُ عِنْدَ رِجْلَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". [1]

ترجمہ: "میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گیا اور ان سے کہا: اے ام المومنین! میرے لئے نبی اکرم ﷺ اور ان کے دونوں ساتھیوں کی قبر سے پردہ ہٹائیں، تو انہوں نے تینوں قبروں سے میرے لئے پردہ ہٹادیا۔ وہ تینوں قبریں نہ تو بہت اونچی تھیں اور نہ ہی بہت نیچی تھیں، ان کے اردگرد سرخ رنگ کی کنکریاں بچھی ہوئی تھیں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اگلی جانب ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر آپ کے کندھوں کے برابر ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر نبی اکرم ﷺ کے قدموں کے پاس ہے"۔

حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہؐ کے قدموں کا بوسہ لینا

محمد بن عمر نے حضرت ابوسفیان کا نام یوں ذکر کیا ہے:

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۱، ص۵۲۴، رقم الحدیث۱۳۶۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)
قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

Marfat.com

"وَكَانَ أَخَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ، وَابْنَ عَمِّهِ أَرْضَعَتْهُ حَلِيمَةُ أَيَّامًا، فَكَانَ يَأْلَفُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَادَاهُ وَهَجَاهُ وَهَجَا أَصْحَابَهُ، فَمَكَثَ عِشْرِينَ سَنَةً مُغَاضِبًا لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَخَلَّفُ عَنْ مَوْضِعٍ تَسِيرُ فِيهِ قُرَيْشٌ لِقِتَالِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ذُكِرَ شُخُوصُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ أَلْقَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي قَلْبِهِ الْإِسْلَامَ، فَتَلَقَّى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ نُزُولِهِ الْأَبْوَاءَ، فَأَسْلَمَ هُوَ وَابْنُهُ جَعْفَرٌ، وَخَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَهِدَ فَتْحَ مَكَّةَ وَحُنَيْنًا قَالَ أَبُو سُفْيَانَ: فَلَمَّا لَقِينَا الْعَدُوَّ بِحُنَيْنٍ اقْتَحَمْتُ عَنْ فَرَسِي وَبِيَدِي السَّيْفُ صَلْتًا، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي أُرِيدُ الْمَوْتَ دُونَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ إِلَيَّ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَذَا أَخُوكَ وَابْنُ عَمِّكَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ فَارْضَ عَنْهُ، قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ، يَغْفِرُ اللّٰهُ لَهُ كُلَّ عَدَاوَةٍ عَادَانِيهَا ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيَّ فَقَالَ: أَخِي لَعَمْرِي فَقَبَّلْتُ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ، قَالُوا: وَمَاتَ أَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بِالْمَدِينَةِ بَعْدَ أَخِيهِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بِأَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ إِلَّا ثَلَاثَةَ عَشَرَ لَيْلَةً، وَيُقَالُ: مَاتَ سَنَةَ عِشْرِينَ وَصَلَّى عَلَيْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَقُبِرَ فِي دَارِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ بِالْبَقِيعِ، وَهُوَ الَّذِي حَفَرَ قَبْرَ نَفْسِهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَدْ ذَكَرْتُ إِسْلَامَ أَبِي سُفْيَانَ فِي فَتْحِ مَكَّةَ فِيمَا تَقَدَّمَ". [1]

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ..... /ذِكْرُ مَنَاقِبِ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج۳، ص۲۸۴، رقم الحدیث ۵۱۰۸، دارالکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''ابوسفیان حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی بھی ہیں اور چچازاد بھائی بھی ہیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کئی دن ان کو دودھ پلایا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ سے بہت پیار کرتے تھے۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو یہ بہت سخت دشمنی کرنے لگا، آپ کو اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ یہ مسلسل بیس (۲۰) سال سے دشمنی کرتا رہا، جب بھی قریش نے رسول اللہ ﷺ کے خلاف جنگ کی، یہ اس میں لازمی شریک ہوئے، پھر جب فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے مکہ میں آنے کی اطلاع ملی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اسلام کی ہیبت ڈال دی، چنانچہ حضور ﷺ کے مکہ آنے سے پہلے ہی یہ اپنے بیٹے جعفر کو ساتھ لے گئے، اور مقام ابواء پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے ملے اور اسلام قبول کرلیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور فتح مکہ اور جنگ حنین میں شریک ہوئے۔ حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں: جب جنگ حنین میں ہماری دشمن سے مڈبھیڑ ہوئی، میں اپنے گھوڑے کو حقیر جانتے ہوئے اس سے نیچے اتر آیا، میرے ہاتھ میں تلوار سونتی ہوئی تھی۔ خدا کی قسم! میں صرف موت کا ارادہ کیے ہوئے تھا، جبکہ نبی اکرم ﷺ مجھے دیکھ رہے تھے، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ ﷺ یہ آپ کا بھائی اور آپ کا چچازاد، ابوسفیان بن حارث ہے، آپ اس سے راضی ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کی وہ تمام دشمنی معاف فرمائے جو آج تک انہوں نے میرے ساتھ کی ہے، پھر آپ میری جانب متوجہ ہوئے اور بولے: میری عمر کی قسم یہ میرا بھائی ہے۔ میں نے رکاب میں آپ کے پیروں کا بوسہ لیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سفیان بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی نوفل بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کی وفات کے تین ماہ اور ستر دن بعد مدینہ میں وفات پا گئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ سن بیس (۲۰) ہجری میں فوت ہوئے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع کے اندر دار عقیل بن ابی طالب میں ان کا روضہ بنایا گیا۔ یہی وہ صحابی ہیں جنہوں نے اپنی وفات سے تین دن پہلے خود ہی اپنے لئے قبر کھود لی تھی"۔

حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رسول اللہؐ کے پاؤں کو بوسہ دینا

حضرت حصین بن وحوح انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أن طلحة بن البراء رضى الله عنهما لما لَقِيَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّم فَجَعل يلصق بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يقبّل قَدَمَيْهِ. قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ مُرْنِي بِمَا أَحْبَبْتَ وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا فَعَجِبَ لِذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ غُلَامٌ، فَقَالَ لَهُ عِنْدَ ذَلِكَ: اذْهَبْ فَاقْتُلْ أَبَاكَ، قَالَ: فَخَرَجَ مُوَلِّيًا لِيَفْعَلَ، فَدَعَاهُ، فَقَالَ لَهُ: أَقْبِلْ فَإِنِّي لَمْ أُبْعَثْ بِقَطِيعَةِ رَحِمٍ فَمَرِضَ طَلْحَةُ بَعْدَ ذَلِكَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُهُ فِي الشِّتَاءِ فِي بَرْدٍ وغَيْمٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِأَهْلِهِ: لَا أَرَى طَلْحَةَ إِلَّا قَدْ حَدَثَ فِيهِ الْمَوْتُ فَآذِنُونِي بِهِ حَتَّى أَشْهَدَهُ وَأُصَلِّيَ عَلَيْهِ وعَجِّلُوهُ فَلَمْ يَبْلُغِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِي سَالِمِ بْنِ عَوْفٍ حَتَّى تُوُفِّيَ، وجَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ، فَكَانَ فِيمَا قَالَ طَلْحَةُ: ادْفِنُونِي وَأَلْحِقُونِي بِرَبِّي عَزَّ وَجَلَّ، وَلَا تَدَعُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أَخَافُ الْيَهُودَ أَنْ يُصَابَ فِي سَبَبِي، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ، فَجَاءَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى قَبْرِهِ، فَصَفَّ النَّاسُ مَعَهُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ الْقَ طَلْحَةَ

Marfat.com

تَضْحَکُ اِلَیْہِ وَیَضْحَکُ اِلَیْکَ". [1]

ترجمہ: "کہ جب طلحہ بن براء رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کو ملنے گئے تو وہ آنحضرت ﷺ سے چمٹنے لگے اور آپ (ﷺ) کے قدموں کو بوسہ دینے لگے، اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے جو حکم چاہیں دیں۔ میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نوعمر لڑکے تھے، حضور ﷺ کو ان کی اس بات پر تعجب ہوا۔ اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا جاؤ اور اپنے والد کو قتل کر دو۔ وہ اپنے والد کو قتل کرنے کی نیت سے چل پڑے تو آپ ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا ادھر آجاؤ۔ مجھے رشتے توڑنے کے لئے نہیں بھیجا گیا اس کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ علیل (بیمار) ہوگئے۔ آپ ﷺ ان کی عیادت کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ سردی کا زمانہ تھا خوب سردی پڑ رہی تھی اور بادل بھی تھے، جب آپ (ﷺ) واپس آنے لگے تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر والوں سے فرمایا مجھے طلحہ پر موت کے آثار نظر آرہے ہیں جب ان کا انتقال ہو تو مجھے اطلاع دینا تاکہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھ سکوں اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کرنا۔ آنحضرت ﷺ قبیلہ بنو سالم تک بھی نہیں پہنچے تھے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوگئے اور رات کا وقت ہوگیا تھا۔ حضرت طلحہ نے فوت ہونے سے قبل جو باتیں کیں ان میں یہ وصیت بھی تھی کہ جلدی دفن کر کے مجھے میرے رب کے پاس پہنچا دینا اور آپ ﷺ کو نہ بلانا اس لئے کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ رات کو میری وجہ سے تشریف لائیں اور راستہ میں یہودی آنحضرت ﷺ کو ایذا پہنچا دیں۔ چنانچہ ان کے گھر والوں نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دیے بغیر ہی ان کی نماز جنازہ پڑھ کر دفنا دیا) صبح کو جب آپ ﷺ کو خبر ملی

---

[1]....(حیلۃ الصحابۃ: الباب الرابع/باب الھجرہ، محبۃ طلحۃ بن البراء للنبی علیہ السلام، ج۳، ص۱۸۰، مؤسسۃ الرسالۃ للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، لبنان)

Marfat.com

تو حضور ﷺ حضرت طلحہ کی قبر پر تشریف لے گئے اور آپ ﷺ ان کی قبر پر کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ صف بنا کر کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا مانگی اے اللہ! تیری ملاقات طلحہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس حالت میں ہو کہ تو اسے دیکھ کر ہنس رہا ہو اور وہ تجھے دیکھ کر ہنس رہا ہو"۔

زراع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینا

حضرت زراع بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"قَدِمْنَا فَقِيلَ: ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ، فَأَخَذْنَا بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نُقَبِّلُهَا". [1]

ترجمہ: "ہم (مدینہ منورہ) آئے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو ہم آنحضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینے لگے"۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں کے منتظم تھے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے جوتوں، تکیہ، مسواک اور لوٹے وغیرہ کے منتظم تھے، وہ آپ ﷺ کو جوتے پہناتے اور جب وہ بیٹھ جاتے تو آپ ﷺ کے کھڑے ہونے تک جوتوں کو اپنے بازو میں دبا کر محفوظ رکھتے۔ [2]

---

[1]....(الادب المفرد: ص، ۳۳۹، رقم الحدیث، ۹۷۵، دار البشائر الإسلامية، بيروت)

[2]...."وَكَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ صَاحِبَ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالسِّوَاكِ وَالطَّهُورِ، وَكَانَ يُلْبِسُهُ نَعْلَيْهِ إِذَا قَامَ، وَإِذَا جَلَسَ جَعَلَهُمَا فِي ذِرَاعَيْهِ حَتَّى يَقُومَ". (جمع الواسائل في شرح الشمائل: بَابُ مَا جَاءَ فِي نَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ج، ۱، ص، ۱۲۹، المطبعة الشرفية، مصر)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں پر کھڑا ہو کر عید کا خطبہ دینا

حضرت ابوسعید خدری بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، خَطَبَ يَوْمَ الْعِيدِ عَلَى رجليه".[1]

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ نے عید کے دن اپنے پاؤں پر (یعنی زمین پر) کھڑا ہو کر خطبہ دیا"۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو سر سے پاؤں تک خوشبو سے بھر دینا

حضرت عقبہ بن جہنی بیان کرتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"إِذَا جَمَعَ اللَّهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ فَقَضَى بَيْنَهُمْ وَفَرَغَ مِنَ الْقَضَاءِ، قَالَ الْمُؤْمِنُونَ :قَدْ قَضَى بَيْنَنَا رَبُّنَا، فَمَنْ يَشْفَعُ لَنَا إِلَى رَبِّنَا؟ فَيَقُولُونَ :انْطَلِقُوا إِلَى آدَمَ، فَإِنَّ اللَّهَ خَلَقَهُ بِيَدِهِ، وَكَلَّمَهُ، فَيَأْتُونَهُ، فَيَقُولُونَ :قُمْ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّنَا .فَيَقُولُ آدَمُ :عَلَيْكُمْ بِنُوحٍ، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَدُلُّهُمْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَدُلُّهُمْ عَلَى مُوسَى، فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَدُلُّهُمْ عَلَى عِيسَى، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ :أَدُلُّكُمْ عَلَى النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ قَالَ:فَيَأْتُونِي فَيَأْذَنُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِي أَنْ أَقُومَ إِلَيْهِ،

---

[1]....(صحيح ابن حبان:باب العيدين/ذِكْرُ جَوَازِ خُطْبَةِ الْمَرْءِ عَلَى الرَّوَاحِلِ فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ، ج،٧،ص،٦٥،رقم الحديث،٢٨٢٥،مؤسسة الرسالة ،بيروت)
قال ألباني في تعليقه:صحيح.
إسناده صحيح على شرط مسلم.
"رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ".(مجمع الزوائد:أبواب العيدين/بَابُ الْخُطْبَةِ لِلْعِيدِ عَلَى الرَّاحِلَةِ، ج،٢،ص،٢٠٥،مكتبة القدسي، القاهرة)

Marfat.com

فَيَثُورُ مَجْلِسِي أَطْيَبَ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ، حَتَّى آتِيَ رَبِّي فَيُشَفِّعَنِي وَيَجْعَلَ لِي نُورًا مِنْ شَعْرِ رَأْسِي إِلَى ظُفْرِ قَدَمِي، فَيَقُولُ الْكَافِرُونَ عِنْدَ ذَلِكَ لِإِبْلِيسَ :قَدْ وَجَدَ الْمُؤْمِنُونَ مَنْ يَشْفَعُ لَهُمْ، فَقُمْ أَنْتَ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّكَ أَنْتَ أَضْلَلْتَنَا .قَالَ:فَيَقُومُ، فَيَثُورُ مَجْلِسُهُ أَنْتَنَ رِيحٍ شَمَّهَا أَحَدٌ قَطُّ، ثُم يَعْظُمُ لِجَهَنَّمَ، فَيَقُولُ عِنْدَ ذَلِكَ (وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ)إِلَى آخِرِ الْآيَةِ". [1]

ترجمہ:"جب اللہ تعالیٰ پہلے والے اور بعد والے لوگوں کو اکٹھا کرے گا اور ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور فیصلہ کر کے فارغ ہو جائے گا تو اہل ایمان یہ کہیں گے ہمارے پروردگار نے ہمارے بارے میں فیصلہ کر دیا ہے۔ کون ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرے گا وہ کہیں گے تم حضرت آدم کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے دست اقدس سے پیدا کیا ہے اور ان کے ساتھ کلام کیا ہے وہ حضرت آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے آپ اٹھیں اور ہمارے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت کریں۔ حضرت آدم جواب دیں گے تم حضرت نوح کے پاس جاؤ وہ لوگ حضرت نوح کے پاس آئیں گے حضرت نوح حضرت ابراہیم کی طرف راہنمائی کریں وہ حضرت ابراہیم کی طرف جائیں وہ ان کی راہنمائی حضرت موسیٰ کی طرف کر دیں گے اور وہ لوگ حضرت موسیٰ کی طرف آئیں گے وہ حضرت عیسیٰ کی طرف راہنمائی کریں گے تو حضرت عیسیٰ فرمائیں

---

[1]....(سنن الدارمي: كتاب الرقاق /باب في الشفاعة،ج ۳،ص ۱۸۴۹،رقم الحديث، ۲۸۴۶،دارالمغني للنشروالتوزيع ، المملكة العربية السعودية)
قال المحقق:إسناده ضعيف عبد الرحمن بن زياد بن أنعم قال الحافظ:والحق فيه أنه ضعيف لكثرة روايته المنكرات)

Marfat.com

گے میں تمہاری امّی، نبی کی طرف راہنمائی کرتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو اللہ مجھے یہ اجازت عطا کرے گا کہ میں ان کے لئے کھڑا ہو جاؤں تو میری جگہ سے اتنی پاکیزہ خوشبو پھیلے گی کہ جو کسی نے نہیں سونگھی ہوگی۔ پھر میں اپنے پروردگار کی بارگاہ میں آؤں گا وہ میری شفاعت کو قبول کریں گے اور منہ کو یعنی مجھے سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک خوشبو سے بھر دیں گے، کافر اس وقت ابلیس سے یہ کہیں گے کہ مومنین کو وہ صاحب مل گئے جو ان کی شفاعت کریں گے اور اب تم اٹھو اور پروردگار کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کرو کیونکہ تم نے ہمیں گمراہی کا شکار کیا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں وہ کھڑا ہوگا اس کی جگہ سے بدبو سے بھر جائے گی ایسی بدبو کسی نے نہیں سونگھی ہوگی پھر وہ انہیں مخصوص ٹھکانے یعنی جہنم میں لے جائے گا۔ اور جب فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان یہ کہے گا بے شک اللہ نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا جو سچا وعدہ تھا اور میں نے جو تمہارے ساتھ وعدہ کیا تھا میں اس کی خلاف ورزی کرتا ہوں"۔

رسول اللہ ﷺ کا اپنے پاؤں پر چل کر لڑنے کے لئے ایمان والوں کو ان کی جگہوں پر بٹھانا

"ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت "واذ غدوت من اھلک تبوء المومنین مقاعد للقتال" کے بارے میں روایت کیا ہے کہ:

"مَشی النَّبِی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسلم یَوْمَئِذٍ علی رجلَیْہِ یبوء الْمُؤمِنِینَ"۔[1]

ترجمہ: "اس دن نبی اکرم ﷺ پیدل اپنے پاؤں مبارک پر چل کر ایمان والوں کو

[1]....(الدر المنثور: ج۲، ص۳۰۳، دار الفکر بیروت)

Marfat.com

(لڑنے کے لیے) ان کی جگہوں پر بٹھا رہے تھے"۔

مسجد القدم

دمشق کے قریب ایک گاؤں ہے جو اب شہر کا ایک حصہ ہے اور مسجد القدم کے نام سے مشہور ہے، اس مسجد میں ایک پتھر ہے جس پر حضور ﷺ کے قدم مبارک کا نشان ہے۔ وہ پتھر دیوار کے اندر طاق بنا کر اس میں لگایا ہوا ہے، شیشہ کے اندر سے قدم مبارک نظر آتا ہے۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُهٗ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]..... (تبرکات نبوی، مکتبہ ارسلان)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

جوتا اور صحابہ کرامؓ

عتبہ بن ربیعہ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے مبارک پر الٹے جوتے مارنا

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ:

"لَمَّا اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوا ثَمَانِيَةً وَثَلَاثِينَ رَجُلًا أَلَحَّ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الظُّهُورِ فَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ إِنَّا قَلِيلٌ "فَلَمْ يَزَلْ أَبُو بَكْرٍ يلحُّ حَتَّى ظَهَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ الْمُسْلِمُونَ فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ كُلُّ رَجُلٍ فِي عَشِيرَتِهِ، وَقَامَ أَبُو بَكْرٍ فِي النَّاسِ خَطِيبًا وَرَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَكَانَ أَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَإِلَى رَسُولِهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَارَ الْمُشْرِكُونَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَعَلَى الْمُسْلِمِينَ، فَضُرِبُوا فِي نَوَاحِي الْمَسْجِدِ ضَرْبًا شَدِيدًا وَوُطِءَ أَبُو بَكْرٍ وَضُرِبَ ضَرْبًا شَدِيدًا وَدَنَا مِنْهُ الْفَاسِقُ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيعَةَ فَجَعَلَ يَضْرِبُهُ بنعلين مخصوفتين ويحرفهما لِوَجْهِهِ، وَنَزَا عَلَى بَطْنِ أَبِي بَكْرٍ حَتَّى مَا يُعْرَفُ وَجْهُهُ مِنْ أَنْفِهِ وَجَاءَ بَنُو تَيْمٍ يَتَعَادَوْنَ فَأَجْلَتِ الْمُشْرِكِينَ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَحَمَلَتْ بَنُو تَيْمٍ أَبَا بَكْرٍ فِي ثَوْبٍ حَتَّى أَدْخَلُوهُ مَنْزِلَهُ وَلَا يَشُكُّونَ فِي مَوْتِهِ، ثُمَّ رَجَعَتْ بَنُو تَيْمٍ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ وَقَالُوا وَاللَّهِ لَئِنْ مَاتَ أَبُو بَكْرٍ لَنَقْتُلَنَّ عُتْبَةَ بْنَ

Marfat.com

رَبِيعَةَ، فَرَجَعُوا إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَجَعَلَ أَبُو قُحَافَةَ وَبَنُو تَيْمٍ يُكَلِّمُونَ أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَجَابَ. فَتَكَلَّمَ آخِرَ النَّهَارِ فَقَالَ: مَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَمَسُّوا مِنْهُ بِأَلْسِنَتِهِمْ وَعَذَلُوهُ، ثُمَّ قَامُوا وَقَالُوا لِأُمِّهِ أُمِّ الْخَيْرِ انْظُرِي أَنْ تُطْعِمِيهِ شَيْئًا أَوْ تَسْقِيهِ إِيَّاهُ فَلَمَّا خَلَتْ بِهِ أَلَحَّتْ عَلَيْهِ وَجَعَلَ يَقُولُ: مَا فَعَلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وسلم؟ فَقَالَتْ والله مالى عِلْمٌ بِصَاحِبِكَ. فَقَالَ اذْهَبِي إِلَى أُمِّ جَمِيلِ بِنْتِ الْخَطَّابِ فَاسْأَلِيهَا عَنْهُ، فَخَرَجَتْ حَتَّى جَاءَتْ أُمَّ جَمِيلٍ فَقَالَتْ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ يَسْأَلُكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ؟ فَقَالَتْ مَا أَعْرِفُ أَبَا بَكْرٍ وَلَا مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتِ تُحِبِّينَ أَنْ أَذْهَبَ مَعَكِ إِلَى ابْنِكِ قَالَتْ نَعَمْ. فَمَضَتْ مَعَهَا حَتَّى وَجَدَتْ أَبَا بَكْرٍ صَرِيعًا دَنِفًا، فَدَنَتْ أُمُّ جَمِيلٍ وَأَعْلَنَتْ بِالصِّيَاحِ وَقَالَتْ وَاللَّهِ إِنَّ قَوْمًا نَالُوا هَذَا مِنْكَ لَأَهْلُ فِسْقٍ وَكُفْرٍ، وَإِنِّي لأرجو أن ينتقم الله لك منهم. قَالَ فَمَا فَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَتْ هَذِهِ أُمُّكَ تَسْمَعُ، قَالَ فلا شيء عَلَيْكِ مِنْهَا، قَالَتْ سَالِمٌ صَالِحٌ. قَالَ أَيْنَ هُوَ؟ قَالَتْ فِي دَارِ ابْنِ الْأَرْقَمِ، قَالَ فَإِنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ أَنْ لَا أَذُوقَ طَعَامًا وَلَا أَشْرَبَ شَرَابًا أَوْ آتِيَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَأَمْهَلَتَا حَتَّى إِذَا هَدَأَتِ الرِّجْلُ وَسَكَنَ النَّاسُ، خَرَجَتَا بِهِ يَتَكِيءُ عَلَيْهِمَا حَتَّى أَدْخَلَتَاهُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ فأكبَّ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقبّله وَأَكَبَّ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، ورقَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِقَّةً شَدِيدَةً. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ لَيْسَ بِي بَأْسٌ إِلَّا مَا نَالَ الْفَاسِقُ مِنْ وَجْهِي،

Marfat.com

وَهَذِهِ أُمّي بَرَّةٌ بِوَلَدِهَا، وَأَنْتَ مُبَارَكٌ فَادْعُهَا إِلَى اللّٰهِ وَادْعُ اللّٰهَ لَهَا عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَسْتَنْقِذَهَا بِكَ مِنَ النَّارِ. قَالَ فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَاهَا إِلَى اللّٰهِ فَأَسْلَمَتْ، وَأَقَامُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّارِ شَهْرًا وَهُمْ تِسْعَةٌ وَثَلَاثُونَ رَجُلًا، وَقَدْ كَانَ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسْلَمَ يَوْمَ ضرب أبو بكر". [1]

ترجمہ: "جب صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت تیار ہوگئی تو حضرت ابوبکرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اعلانیہ دعوت اسلام پیش کرنے پر اصرار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابوبکر! ہم تھوڑے ہیں، اور ابوبکر مسلسل اصرار کرتے رہے، تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کر دیا اور مسلمان مسجد کے اردگرد پھیل گئے، اور ہر مسلمان اپنے قبیلہ میں موجود تھا۔ نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے اور ابوبکر کھڑے ہو کر خطاب فرما رہے تھے، چنانچہ ابوبکر پہلے خطیب تھے جنہوں نے دعوت اسلام پیش کی۔ (وعظ سنتے ہی) مشرکین ابوبکر اور مسلمانوں پر پل پڑے اور ان کو مسجد میں خوب ذدوکوب کیا اور ابوبکر کو روند ڈالا، اور انہیں شدید ضربات پہنچیں۔

عتبہ بن ربیعہ ایک فاسق آدمی ابوبکر کو جوتوں سے پیٹنے لگا اور آپ کے چہرے مبارک پر الٹے جوتے مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ بیٹھا اس قدر مارا کہ آپ کی پہچان دشوار ہوگئی، (بنی تمیم کو معلوم ہوا) تو وہ آپ کی حمایت میں دوڑتے ہوئے آئے اور مشرکین سے ابوبکر کو چھڑایا اور ان کو مردہ سمجھ کر ایک چادر میں باندھ کر گھر پہنچایا۔ پھر حرم میں آکر بنی تمیم نے اعلان کیا کہ اگر ابوبکر فوت ہوگئے تو ہم عتبہ کو قتل کریں گے وہ پھر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے اور ابوقحافہ آپ کو بلاتے رہے (آپ بے ہوشی کی وجہ سے کلام نہیں کر سکتے تھے) تا آنکہ آپ نے

---

[1]....(البدایہ والنہایۃ: بَابُ كَيْفَ بَدَأَ الْوَحْيُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله/ فصل أوّل من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم، ج۳، ص۴۱، دار احياء التراث العربي)

Marfat.com

ان کی بات کا جواب دیا، اور شام کے قریب آپ نے پوچھا (ما فعل رسول اللّٰہ ﷺ) رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ چنانچہ کفار نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا اور طعن وملامت کی کہ وہ اب بھی رسول اللہ ﷺ کا نام لیتا ہے، پھر اُٹھ کر چلے گئے اور آپ کی والدہ ام الخیر کو کہہ گئے کہ اس کو کچھ کھلاؤ پلاؤ۔ والدہ خوراک کھانے پر اصرار کر رہی تھی اور وہ پوچھ رہے تھے (ما فعل رسول اللّٰہ ﷺ) رسول اللہ تو خیریت سے ہیں، والدہ کہہ رہی تھی واللہ مجھے آپ کے ساتھی کے بارے میں کچھ علم نہیں، تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے والدہ سے کہا، جاؤ ام جمیل بنت خطاب سے معلوم کر کے آؤ، چنانچہ ام جمیل سے آ کر دریافت کیا کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن عبداللہ کے بارے میں دریافت کر رہے ہیں، تو ام جمیل نے کہا کہ نہ میں ابوبکر کو جانتی ہوں اور نہ محمد بن عبداللہ کو، ہاں اگر چاہو تو میں آپ کے ہمراہ چلتی ہوں چنانچہ وہ ان کے ساتھ آئیں، اور ابوبکر کو قریب المرگ دیکھ چیخنے لگیں اور اس نے کہا واللہ جن لوگوں آپ کو اتنا ذدوکوب کیا ہے وہ واقعی فاسق وکافر ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا انتقام ان سے لے گا۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ تمہاری والدہ سن رہی ہیں (کہیں راز فاش نہ ہو جائے) تو ابوبکر نے کہا کہ ان سے کوئی خطرہ نہیں، تو ام جمیل نے کہا (سالم، صالح) ٹھیک ٹھاک ہیں، پھر پوچھا (أین هو) وہ کہاں ہیں؟ تو اس نے بتایا ابن ارقم کے مکان پر ہیں، تو ابوبکر نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے دیدار سے پہلے کچھ نہ کھاؤں پیوں گا، چنانچہ انہوں نے کچھ دیر انتظار کیا، راستے بالکل تھم گئے اور آمدورفت ختم ہو گئی، اور رات کی تاریکی میں ان کو سہارا دے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائیں، رسول اللہ نے جھک کر ان کا بوسہ لیا اور آپ پر رقت طاری ہو گئی، ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان

Marfat.com

ہوں فقط چہرے کے زخموں کی تکلیف ہے یہ میری والدہ ہیں اولاد سے اچھا سلوک کرتی ہیں، اور آپ کی ذات بابرکت ہے اسے دعوت اسلام پیش کریں اور دعا کریں کہ اللہ اس کو دوزخ کی آگ سے نجات دے، چنانچہ آپ نے دعا کی اور اسے اسلام کی دعوت پیش کی اور وہ مسلمان ہوگئیں، اور انتالیس افراد کا گروہ مہینہ بھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دارارقم میں مقیم رہا، جس روز ابوبکر کو زدوکوب کیا گیا اسی روز حضرت حمزہ مسلمان ہوگئے"۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چرواہے کو بکری کے پاؤں باندھنے کا حکم دینا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ، فَأُحْيِيْنَا، أَوْ: سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصَرِي هَلْ أَرَى مِنْ ظِلٍّ فَآوِيَ إِلَيْهِ، فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ، ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِي هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا، فَإِذَا أَنَا بِرَاعِي غَنَمٍ يَسُوقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِنْهَا الَّذِي أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ، قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِي غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ، فَقَالَ: هَكَذَا، ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى، فَحَلَبَ لِي كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِدَاوَةً عَلَى فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيتُ، ثُمَّ قُلْتُ: قَدْ آنَ الرَّحِيلُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: بَلَى فَارْتَحَلْنَا وَالقَوْمُ يَطْلُبُونَنَا، فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلَى فَرَسٍ لَهُ، فَقُلْتُ: هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، فَقَالَ: لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا". [1]

ترجمہ: "مکہ سے نکلنے کے بعد ہم رات بھر چلتے رہے اور دن میں بھی سفر جاری رکھا۔ لیکن جب دوپہر ہوگئی تو میں نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے اور ہم اس میں کچھ آرام کرسکیں۔ آخر ایک چٹان دکھائی دی اور میں نے اس کے پاس پہنچ کر دیکھا کہ سایہ ہے۔ پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک فرش وہاں بچھا دیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اب آرام فرمائیں۔ چنانچہ آپ لیٹ گئے۔ پھر میں چاروں طرف دیکھتا ہوا نکلا کہ کہیں لوگ ہماری تلاش میں نہ آئے ہوں۔ پھر مجھے بکریوں کا ایک چرواہا دکھائی دیا جو اپنی بکریاں ہانکتا ہوا اسی چٹان کی طرف آرہا تھا۔ وہ بھی ہماری طرح سایہ کی تلاش میں تھا۔ میں نے بڑھ کر اس سے پوچھا کہ لڑکے تم کس کے غلام ہو۔ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں۔ میں نے کہا: کیا تم دودھ دوہ سکتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ چنانچہ میں نے اس سے کہا اور اس نے اپنے ریوڑ کی ایک بکری کے پاؤں باندھ دیئے۔ پھر میرے کہنے پر اس نے اس کے تھن کے غبار کو جھاڑا۔ اب میں نے کہا کہ اپنا ہاتھ بھی جھاڑ لے۔ اس نے یوں اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارا اور میرے لیے تھوڑا سا دودھ دوہا۔ آپ صلی اللہ علیہ

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/بَابُ مَنَاقِبِ المُهَاجِرِينَ وَفَضْلِهِمْ، ج،٥،ص،٣،رقم الحديث،٣٦٥٢،دارطوق النجاة)

Marfat.com

وسلم کے لیے ایک برتن میں نے پہلے ہی سے ساتھ لے لیا تھا اور اس کے منہ کو کپڑے سے بند کر دیا تھا (اس میں ٹھنڈا پانی تھا) پھر میں نے دودھ پر وہ پانی (ٹھنڈا کرنے کے لیے) ڈالا اتنا کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا تو اسے آپ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا۔ آپ بھی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا: دودھ پی لیجئے۔ آپ نے اتنا پیا کہ مجھے خوشی حاصل ہو گئی، پھر میں نے عرض کیا کہ اب کوچ کا وقت ہو گیا ہے یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے، چلو۔ چنانچہ ہم آگے بڑھے اور مکہ والے ہماری تلاش میں تھے لیکن سراقہ بن مالک بن جعشم کے سوا ہم کو کسی نے نہیں پایا، وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا، میں نے اسے دیکھتے ہی کہا کہ یا رسول اللہ! ہمارا پیچھا کرنے والا دشمن ہمارے قریب آ پہنچا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے"۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کا اونٹ کے پاؤں کی رسی نہ دینے پر قتال کا اعلان

حضرت عمر کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے اور عرب مرتد ہو گئے تو بعض نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوۃ نہیں دیں گے اور بعض نے کہا کہ نہ ہم نماز پڑھیں گے نہ زکوۃ دیں گے۔ میں ان کے پاس گیا میں نے ان کو نصیحت کرنے میں کمی نہ چھوڑی اور میں نے کہا اے خلیفہ رسول آپ لوگوں سے الفت اور شفقت والا سلوک کریں۔ انہوں نے جواب دیا آپ جاہلیت میں بردست تھے اور کیا اسلام میں آ کر کمزور ہو گئے ہو۔ کون سی چیز میں میں ان کے ساتھ الفت کروں کیا کسی مصنوعی شعر کے ساتھ یا کسی جھوٹے شعروں کے ساتھ؟ نبی اکرم ﷺ وفات پا چکے ہیں اور وحی اُٹھ چکی ہے، اللہ کی قسم اگر لوگ مجھ سے اونٹ کے پاؤں کی رسی روکیں گے اُس میں سے جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے تو میں اس رسی پر بھی ان سے قتال کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ان

Marfat.com

کے ساتھ مل کر قتال کیا تھا، اللہ کی قسم یہ صحیح اور درست اقدام تھا۔ یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاص دن ہے۔ [1]

سانپ کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں پر ڈنگ مارنا

حضرت عمر کہتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رات اور ایک دن ساری عمر سے بہتر ہے۔ رات تو وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ سے ہجرت کر کے روانہ ہوئے تو رات کے وقت چلے تھے، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ ان کے پیچھے چل رہے تھے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی ان کے دائیں اور کبھی بائیں چلتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا بات ہے ابوبکر آپ کی یہ ادا سمجھ میں نہیں آئی؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں رصد کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے آگے ہو جاتا ہوں اور طلب کو یاد کرتا ہوں تو آپ کے پیچھے ہو جاتا ہوں اور کبھی دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔ آپ کے بارے میں بے فکر نہیں رہتا ہوں بلکہ فکر لگی رہتی ہے۔ اس رات رسول اللہ ﷺ پیروں کی انگلیوں پر چلتے رہے تھے یہاں تک کہ آپ کے پیروں کے نشانات چھپ جائیں۔

جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں کو اگلے حصوں پر چلتے دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنے کندھوں پر اُٹھا لیا اور اس کے لئے ان کو سخت مشقت اُٹھانا پڑی حتی کہ آپ ﷺ کو وہ غار کے دھانے تک لے آئے۔ پھر ان کو اتارا پھر کہنے لگے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ اس میں نہ جائیں میں پہلے جاتا ہوں۔ اگر اس

---

[1]..... "وَأَمَّا يَوْمُهُ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: نُصَلِّي، وَلَا نُزَكِّي وَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي وَلَا نُزَكِّي، فَأَتَيْتُهُ وَلَا آلُوهُ نُصْحًا، فَقُلْتُ: يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ تَأَلَّفِ النَّاسَ وَارْفِقْ بِهِمْ، فَقَالَ: جَبَّارٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خَوَّارٌ فِي الْإِسْلَامِ فَبِمَاذَا أَتَأَلَّفُهُمْ أَبِشِعْرٍ مُفْتَعَلٍ أَوْ بِشِعْرٍ مُفْتَرًى؟ قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وآله وسلم وارتفع الوحي، فو اللّٰه لَوْ مَنَعُونِي عِقَالًا مِمَّا كَانُوا يُعْطُونَ رَسُولَ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ فَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَكَانَ وَاللّٰهِ رُشْدَ الْأَمْرِ فَهَذَا يَوْمُهُ". (دلائل النبوة: ابواب المبعث/بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عليه وآله وَسَلَّمَ مَعَ صَاحِبِهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْغَارِ وَمَا ظَهَرَ فِي ذَلِكَ مِنَ الْآثَارِ، ج ٢، ص ٤٧٧، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

میں کوئی چیز ہوتو وہ مجھے تکلیف پہنچائے آپ کو نہ پہنچائے۔ اندر جا کر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی پھر آپ اٹھا کر اندر بھی لے گئے۔ غار میں ایک سوراخ تھا اس میں سانپ وغیرہ تھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوف لاحق ہوا کہ وہاں سے کوئی چیز نکل کر حضور ﷺ کو تکلیف نہ پہنچائے لہذا انہوں نے اس سوراخ میں اپنا پاؤں رکھ لیا۔ سانپ نے بار بار ان کو ڈگ مارنا شروع کیا اور تکلیف کی وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے آنکھوں سے اشک بہنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؟ ابوبکر غم نہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا سکینہ اور اطمینان اتارا' یہ تھی ان کی رات۔[1]

حضرت ابوبکرؓ کا رسول اللہ ﷺ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے پاؤں پڑنے سے محفوظ رکھنے کے لئے دیوار کا بنوانا

مسجد نبوی میں جب آپ باب جبریل علیہ السلام سے داخل ہوں تو آپ کو بائیں ہاتھ پر ایک

---

[1]..... "عن عمر ابن الخطاب رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي قِصَّةٍ ذَكَرَهَا، قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ وَاللّٰهِ لَلَيْلَةٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَيَوْمٌ خَيْرٌ مِنْ عُمُرِ عُمَرَ، هَلْ لَكَ أَنْ أُحَدِّثَكَ بِلَيْلَتِهِ وَيَوْمِهِ؟ قَالَ: قُلْتُ نَعَمْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ أَمَّا لَيْلَتُهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآله وسلم هارب مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ خَرَجَ لَيْلًا فَتَبِعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَجَعَلَ يَمْشِي مَرَّةً أَمَامَهُ، وَمَرَّةً خَلْفَهُ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِهِ، وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآله وَسَلَّمَ: مَا هَذَا يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَعْرِفُ هَذَا مِنْ فِعْلِكَ؟ قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ اذكر الرَّصَدَ فَأَكُونُ أَمَامَكَ، وَأَذْكُرُ الطَّلَبَ فَأَكُونُ خَلْفَكَ، وَمَرَّةً عَنْ يَمِينِكَ وَمَرَّةً عَنْ يَسَارِكَ، لَا آمَنُ عَلَيْكَ، قَالَ: فَمَشَى رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وَسَلَّمَ لَيْلَتَهُ عَلَى أَطْرَافِ أَصَابِعِهِ، حَتَّى حَفِيَتْ رِجْلَاهُ، فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهَا قَدْ حَفِيَتْ حَمَلَهُ عَلَى كَاهِلِهِ، وَجَعَلَ يَشْتَدُّ بِهِ حَتَّى أَتَى بِهِ فَمَ الْغَارِ، فَأَنْزَلَهُ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تَدْخُلُهُ حَتَّى أَدْخُلَهُ، فَإِنْ كَانَ فِيهِ شَيْءٌ نَزَلَ بِي قَبْلَكَ، فَدَخَلَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا، فَحَمَلَهُ فَأَدْخَلَهُ، وَكَانَ فِي الْغَارِ خَرْقٌ فيه حيات والافاعي، فَخَشِيَ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَخْرُجَ مِنْهُنَّ شَيْءٌ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وآله وَسَلَّمَ، فَأَلْقَمَهُ قَدَمَهُ فَجَعَلْنَ يَضْرِبْنَهُ وَيَلْسَعْنَهُ: الْحَيَّاتُ وَالْأَفَاعِي، وَجَعَلَتْ دُمُوعُهُ تَنْحَدِرُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وآله وَسَلَّمَ، يَقُولُ لَهُ: يَا أَبَا بَكْرٍ الا تَحْزَنْ، إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سكينته الاطمئنانية لِأَبِي بَكْرٍ، فَهَذِهِ لَيْلَتُهُ".

(دلائل النبوة: ابواب المبعث/بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وآله وَسَلَّمَ مَعَ صَاحِبِهِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِلَى الْغَارِ وَمَا ظَهَرَ فِي ذَلِكَ مِنَ الْآثَارِ، ج۲، ص۴۷۷، دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

حجرہ نظر آئے گا۔ یہ حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا گھر تھا، جب آپ اس کے سامنے سے گزر جائیں تو فوراً بائیں ہاتھ پر مسجد نبوی کا جو حصہ ہے وہ ریاض الجنۃ ہے۔ یعنی منبر رسول اللہ ﷺ اور قبر شریف کے درمیان کا حصہ ریاض الجنۃ کہلاتا ہے۔ اس مقام کی نسبت حدیث میں آتا ہے "جو جگہ میرے گھر اور منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک ہے"۔ (گھر سے مراد حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حجرہ ہے جس میں حضور پاک ﷺ کی قبر شریف ہے اور جو حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کے پیچھے ہے)

یعنی یہ جگہ حقیقت میں جنت کا ٹکڑا ہے جو اس دنیا میں منتقل کیا گیا ہے قیامت کے دن یہ ٹکڑا جنت میں چلا جائے گا۔ اسی ریاض الجنۃ میں حضور سرور کونین ﷺ کا مصلیٰ بھی ہے جہاں آپ کھڑے ہو کر امامت فرمایا کرتے تھے۔ اس جگہ آج ایک خوبصورت محراب بنی ہوئی ہے جو محراب نبوی کہلاتی ہے۔ ولید بن عبدالملک کے دور میں والی کے حکم سے عمر بن عبدالعزیز نے جب مسجد نبوی کی توسیع کی تو اس جگہ یہ محراب بھی بنوادی۔

حضور ﷺ کے وصال کے بعد مصلیٰ رسول جیسی متبرک جگہ کی تعظیم کو برقرار رکھنے کی غرض سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ سوائے قدم مبارک وہ جگہ چھوڑ کر باقی جگہ پر دیوار بنوادی تھی، تاکہ آپ ﷺ کے سجدہ کی جگہ لوگوں کے قدم نہ پڑیں۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موزے اتار کر اپنے کندھوں پر رکھنا

حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

"خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى الشَّامِ وَمَعَنَا أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَأَتَوْا عَلَى مَخَاضَةٍ وَعُمَرُ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ فَنَزَلَ عَنْهَا وَخَلَعَ خُفَّيْهِ

---

[1]....(تبرکات نبوی: ص۱۶۰، مکتبہ ارسلان)

Marfat.com

فَوَضَعَهُمَا عَلَى عَاتِقِهِ، وَأَخَذَ بِزِمَامِ نَاقَتِهِ فَخَاضَ بِهَا الْمَخَاضَةَ، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْتَ تَفْعَلُ هَذَا، تَخْلَعُ خُفَّيْكَ وَتَضَعُهُمَا عَلَى عَاتِقِكَ، وَتَأْخُذُ بِزِمَامِ نَاقَتِكَ، وَتَخُوضُ بِهَا الْمَخَاضَةَ؟ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ أَهْلَ الْبَلَدِ اسْتَشْرَفُوكَ، فَقَالَ عُمَرُ: أَوَّهْ لَمْ يَقُلْ ذَا غَيْرُكَ أَبَا عُبَيْدَةَ جَعَلْتُهُ نَكَالًا لِأُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا كُنَّا أَذَلَّ قَوْمٍ فَأَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْإِسْلَامِ فَمَهْمَا نَطْلُبُ الْعِزَّةَ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللّٰهُ بِهِ أَذَلَّنَا اللّٰهُ". [1]

ترجمہ: "حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کی طرف روانہ ہوئے، ان کے ساتھ (میں بھی تھا اور) ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے (چلتے چلتے) ایک جھیل پر پہنچے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ اس سے نیچے اترے، اپنے موزے اتار کر کندھوں پر رکھ لئے اور اونٹنی کی لگام پکڑ کر (پیدل چلتے ہوئے) جھیل میں داخل ہو گئے۔ اس پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے کہا: اے امیر المؤمنین! (آپ نے یہ کیا کیا؟) موزے اتار کر کندھوں پر رکھ لئے اور اونٹنی کی لگام پکڑ کر پیدل چل رہے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ شہر کے لوگ آپ کی (آپ کے حسب مرتبہ) عزت کریں۔ آپ نے فرمایا: اے ابو عبیدہ! یہ بات تیرے علاوہ کسی اور نے نہیں کہی۔ میں امتِ محمدیہ کے لئے اس کو ایک مثال بنانا چاہتا ہوں۔ ہم ذلیل و رسوا لوگ تھے، اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بدولت ہمیں عزت عطا فرمائی۔ اب اگر ہم اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے مقام عزت کو چھوڑ کر کسی دوسری جگہ عزت ڈھونڈیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل کرے گا"۔

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۱، ص۱۳۰، رقم الحدیث ۲۰۷، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں رکاب نہ ہونے کی وجہ سے کجاوے کے دونوں طرف ہلنا

حضرت ابوالعالیہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْجَابِيَةَ عَلَى طَرِيقِ إِيلِيَاءَ عَلَى جَمَلٍ أَوْرَقَ، تَلُوحُ صَلْعَتُهُ لِلشَّمْسِ، لَيْسَ عَلَيْهِ قَلَنْسُوَةٌ وَلَا عِمَامَةٌ، تَصْطَفِقُ رِجْلَاهُ بَيْنَ شُعْبَتَيِ الرَّحْلِ بِلَا رِكَابٍ، وِطَاؤُهُ كِسَاءٌ أَنْبِجَانِيٌّ ذُو صُوفٍ هُوَ وِطَاؤُهُ إِذَا رَكِبَ، وَفِرَاشُهُ إِذَا نَزَلَ، حَقِيبَتُهُ نَمِرَةٌ أَوْ شَمْلَةٌ مَحْشُوَّةٌ لِيفًا، هِيَ حَقِيبَتُهُ إِذَا رَكِبَ وَوِسَادَتُهُ إِذَا نَزَلَ وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ مِنْ كرابيس قد رستم وتخرق جنبه .فَقَالَ:ادْعُوا لِي رَأْسَ الْقَوْمِ، فَدَعَوْا لَهُ الجلوس، فقال :اغسلوا قميصي وخيطوه واعيروني ثوباً أو قَمِيصًا .فَأُتِيَ بِقَمِيصٍ كَتَّانٍ فَقَالَ:مَا هَذَا؟ قَالُوا: كَتَّانٌ.قَالَ:وَمَا الْكَتَّانُ؟ فَأَخْبَرُوهُ فَنَزَعَ قَمِيصَهُ فَغُسِلَ وَرُقِّعَ وَأُتِيَ بِهِ فَنَزَعَ قَمِيصَهُمْ وَلَبِسَ قَمِيصَهُ.فَقَالَ لَهُ الْجَلَوْمَسُ: أَنْتَ مِلْكُ الْعَرَبِ وَهَذِهِ بِلَادٌ لَا تَصْلُحُ بِهَا الْإِبِلُ، فلو لبست شيئاً غير هذا وركبت برذوناً لكان ذلك أعظم في أعين الروم .فقال:نحن قوم أعزنا الله بالإسلام فلا نطلب بغير الله بديلاً .فأتى ببرذون فطرح عليه قطيفة بلا سرج ولا رحل فركبه بها فقال:احبسوا احبسوا، ما كنت أرى الناس يركبون الشيطان قبل هذا فَأُتِيَ بِجَمَلِهِ فَرَكِبَهُ". [1]

---

[1]....(البداية والنهاية:فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ عَلَى يَدَيْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، ج۷،ص۷۰،دار إحياء التراث العربي)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ بیت المقدس کے راستے جابیہ شہر میں پہنچے تو وہ ایک خاکی اونٹ پر سوار تھے، اور ان کے سر کا وہ حصہ دھوپ میں چمک رہا تھا جہاں سے بال اتر گئے تھے۔ ان کے سر پر نہ ٹوپی تھی اور نہ پگڑی۔ اور رکاب نہ ہونے کی وجہ سے ان کے دونوں پاؤں کجاوے کی دونوں طرف ہل رہے تھے انجان شہر کی اونی چادر اونٹ پر ڈالی ہوئی تھی جب اونٹ پر سوار ہوتے تو اسے اونٹ پر ڈال لیتے اور جب نیچے اترتے تو اسے بچھونا بنا لیتے اور ان کا تھیلا ایک دھاری دار چادر تھی جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ جب سوار ہوتے تو اسے تھیلا بنا لیتے اور جب سواری سے اترتے تو اسے تکیہ بنا لیتے اور انہوں نے دھاری دار کھدر کا کرتا پہنا ہوا تھا جس کا ایک پہلو پھٹا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس قوم کے سردار کو بلا کر لاؤ۔ لوگ وہاں کے پادریوں کے سردار کو بلا کر لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے اس کرتے کو سی دو اور اتنی دیر کے لئے کوئی کپڑا یا کرتہ عاریۃً دے دو وہ پادری کتان کپڑے کا کرتہ لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا یہ کون سا کپڑا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ کتان ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے پوچھا کتان کپڑا کیا ہوتا ہے؟ لوگوں نے اس کپڑے کی تفصیل بتائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا کرتہ اتار کر اسے دیا اس نے اس میں پیوند لگایا اور دھو کر لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا جو کرتہ پہن رکھا تھا وہ اتار انہیں دیا اور اپنا کرتہ پہن لیا اس پادری نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا آپ عربوں کے بادشاہ ہیں ہمارے اس علاقہ میں اونٹ کی سواری ٹھیک نہیں (اور آپ کا یہ کرتہ بھی ٹھیک نہیں ہے) اس لئے اگر آپ کسی اور اچھے کپڑے کا کرتہ پہن لیں اور ترکی گھوڑے کی سواری کریں اس سے رومیوں کی نگاہ میں آپ کی قدر و منزلت بڑھ جائے

Marfat.com

گی۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے عزت بخشی ہے، لہذا اللہ تعالیٰ کے (دین کے) سوا کسی اور کا ہم سوچ بھی نہیں سکتے اس کے بعد ان کی خدمت میں ایک ترکی گھوڑا لایا گیا اس پر کاٹھی اور کجاوے کے بغیر ہی ایک موٹی چادر ڈال دی گئی، وہ اس پر سوار ہوئے (وہ گھوڑا اکڑ کر چلنے لگا تو) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے روکو (کیونکہ شیطان کی طرح چل رہا ہے) اس سے پہلے میں نے لوگوں کو شیطان پر سوار ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا پھر ان کا اونٹ لایا گیا اور وہ گھوڑے سے اتر کر اسی پر سوار ہو گئے"۔

شیر کا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے تلوے چاٹنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کامیابیوں اور کامرانیوں نے ہرقل کو انتہائی پریشان کیا ہوا تھا، اس کا ارادہ یہ تھا کہ کسی طرح امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کا خاتمہ کر دیا جائے۔ظاہر ہے کہ یہ کام سرانجام دینا اتنا آسان نہیں تھا، چنانچہ اس فعل کو انجام دینے کے لئے ایک عرب کو تیار کیا گیا، اور ساتھ ہی ساتھ اسے بھاری انعام دینے کا لالچ بھی دیا گیا۔ عیسائی نوجوان بیس تبدیل کر کے مدینہ پہنچا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا، جب حضرت عمر معمول کے مطابق بیواؤں کے باغات کی حفاظت اور یتیموں کی خبر گیری کے لئے مدینہ سے باہر نکلے، تو ایک درخت کے نیچے لیٹتے ہی آپ نیند کی آغوش میں چلے گئے۔اتفاقاً عیسائی نوجوان بھی اسی درخت پر چھپ کر بیٹھا تھا جس درخت کے نیچے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آرام فرما رہے تھے۔جب وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کرنے کے لئے درخت سے اترنے لگا تو اس نے دیکھا کہ جنگل سے ایک خوفناک شیر درخت کے پاس آیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گرد چکر لگانا شروع کر دیا، پھر آپ کے پاؤں کے پاس بیٹھ کر آپ کے تلوے چاٹنے لگا۔آپ کے بیدار ہونے تک شیر وہیں بیٹھا رہا۔جب آپ

Marfat.com

بیدار ہوئے تو وہ شیر اُٹھ کر جنگل کی طرف چلا گیا۔

یہ سارا منظر دیکھنے کے بعد عیسائی نوجوان درخت سے نیچے اترا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے عمر! آپ نے انصاف کیا اور محفوظ اور بے خوف ہو گئے، اللہ کی قسم دنیا آپ کی حفاظت کرتی ہے، درندے آپ کا پہرہ دیتے ہیں، فرشتے آپ کی تعریف کرتے ہیں، جنات آپ کی توصیف بیان کرتے ہیں۔ پھر اپنا قصہ بیان کرنے کے بعد اس نے اسلام قبول کرلیا۔[1]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ننگے پاؤں عیدگاہ جانا

حضرت زِر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"رأيت عمر بن الخطاب رضي الله عنه يمشي إلى العيد حافياً".[2]

ترجمہ: "میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عیدگاہ ننگے پاؤں جارہے ہیں"۔

---

[1]....."يا عظيم الروم إنما قتال هؤلاء العرب بقتل خليفتهم عمر بالمدينة، فلو أنت أرسلت إليه رجلاً من آل غسان فيكون سبب فشلهم وانتزاع الشام من أيديهم فقال هرقل :هذا شيء لا يصلح أمله ينقضي أجله، لأن الآجال مقدرة، والأنفاس مقررة، ولكن هو شيء تطيب النفس عند سماعه فافعل ما أردت .قال:فأرسل جبلة من قومه رجلاً يقال له واثق بن مسافر الغساني، وكان جريئاً مقداماً في الحروب فقال له انطلق إلى يثرب فلعلك تقتل عمر، فإن أنت فعلت ذلك فأنا أعطيك ما أردته من الأموال .قال :فانطلق واثق بن مسافر حتى دخل المدينة ليلاً، فلما كان الغد صلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه بالناس صلاة الصبح ودعا وخرج إلى ظاهر المدينة يتنسم أخبار المجاهدين بالشام .قال فسبقه المنتصر وجلس له بأعلى شجرة من حديقة ابن الدحداح الأنصاري واستتر بأغصانها، ثم إن عمر قام عن ظاهر المدينة حين حميت الرمضاء وعاد وهو وحده فقرب من الحديقة ودخلها ونام في ظلها، فلما نام هم المنتصر بالنزول من الشجرة وجرد خنجره وإذا هو بأسد أقبل وهو بقدر البقرة الكبيرة وطاف حول عمر وجلس عند قدميه يلحسهما وأقام حتى استيقظ، فعندها نزل المنتصر وقبل يد عمر، وقال له:يا عمر قد عدلت فأمنت .....بأبي والله من الكائنات تحفظه والسباع تحرسه والملائكة تصفه والجن تعرفه، ثم حدثه بأمره وأسلم على يديه".(فتوح الشام :ذكر فتح عزاز، ج،۱،ص،۲۹۱،۲۹۲،دارالكتب العلمية)

[2]....(حيلة الصحابة:ذهاب عمر الى المسجد حافياً وعيبه نفسه في خطبة له، ج،۳،ص، ۳۴۰،مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت،لبنان)

Marfat.com

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے کا تسمہ ٹوٹنا

حضرت عبداللہ خلیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"كنت مع عمر رضى الله عنه فى جنازة فانقطع شِسْعه، فاسترجع، ثم قال: كلُّ ما ساء ك فهو لك مصيبة. وعند المروزى عن سعيد بن المسيب قال: انقطع قِبال نعل عمر، فقال: إنا لله وإنا إليه راجعون، فقالوا: يا أمير المؤمنين أتسترجع فى قِبال نعلك؟ قال: إنَّ كل شىء يصيب المؤمن يكرهه فهو مصيبة". [1]

ترجمہ: "میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک جنازے میں تھا کہ اتنے میں ان کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا اس پر انہوں نے انا للہ وإنا إليه راجعون پڑھی اور فرمایا ہر وہ چیز جس سے تمہیں تکلیف ہو وہ مصیبت ہے (اور مصیبت کے آنے پر انا للہ پڑھنے کا حکم ہے اس لئے میں انا للہ پڑھی)"۔

غلاموں کو سواری کے پیچھے پیدل چلانا

حضرت مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ:

"أنه رأى عمر وعثمان رضى الله عنهما إذا قدما من مكة ينزلان بالمعَرَّس، فإذا ركبوا ليدخلوا المدينة لم يبقَ أحد إلا أردف غلاماً فدخلوا المدينة على ذلك. قال: وكان عمر وعثمان يُردفان، فقلت له إرادة التواضع؟ قال: نعم، والتماس حَمْل الرجل لئلا يكون كغيرهم من الملوك، ثم ذكر ما أحدث الناس من أن يُمَشّوا غلمانهم خلفهم وهم ركبان ويعيب ذلك عليهم". [2]

---

[1]....(حيلة الصحابة: الصبر على البلايا مطلقا، ج۳، ص۳۸۹، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

[2]....(حيلة الصحابة: ذهاب عمر الى المسجد حافياً وعيبه نفسه في خطبة له، ج۳، ص۳۴۲، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ سے مدینہ واپس آئے تو (مدینہ سے ذرا پہلے) معرس مسجد (ذوالحلیفہ) میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے سوار ہوتے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حال میں مدینہ داخل ہوتے۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا کیا حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے پیچھے تواضع کے خیال سے بٹھالیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں تواضع کے خیال سے بھی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے اس کا بھی فائدہ ہو جائے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ بادشاہوں جیسے نہ ہوں (کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے بٹھاتے نہیں) پھر وہ بتانے لگے کہ اب تو لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کرلیا ہے خود سوار ہو جاتے ہیں اور غلام اور لڑکوں کو اپنے پیچھے پیدل چلاتے ہیں اور یہ بہت ہی عیب کی بات ہے''۔

حضرت علیؓ کا رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ پڑھنا

ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ:

''شَهِدْتُ عَلِيًّا، أُتِيَ بِدَابَّةٍ لِيَرْكَبَهَا فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الرِّكَابِ قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ، فَلَمَّا اسْتَوَى عَلَى ظَهْرِهَا قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، ثُمَّ قَالَ: (سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ). ثُمَّ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ ثَلَاثًا، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثَلَاثًا، سُبْحَانَكَ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي، فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، ثُمَّ ضَحِكَ. فَقُلْتُ لَهُ: مِنْ أَيِّ شَيْءٍ ضَحِكْتَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ كَمَا صَنَعْتُ ثُمَّ

Marfat.com

ضَحِکَ فَقُلْتُ: مِنْ أَیِّ شَیْءٍ ضَحِکْتَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: إِنَّ رَبَّکَ لَیَعْجَبُ مِنْ عَبْدِہٖ إِذَا قَالَ: رَبِّ اغْفِرْ لِی ذُنُوبِی، إِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوبَ أَحَدٌ غَیْرِي". [1]

ترجمہ: "حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس (ان کے زمانہ خلافت میں) ایک مرتبہ (گھوڑا وغیرہ) کوئی سواری لائی گئی آپ نے رکاب میں پاؤں رکھتے ہوئے بسم اللہ کہا اور جب سوار ہو چکے تو الحمد للہ کہا پھر یہ دعا پڑھی (سُبْحَانَ الَّذِی سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِینَ وَإِنَّا إِلَی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر فرمادیا اور ہم کو اس کے مطیع بنانے کی طاقت نہ تھی اور واقعی ہم سب لوگ اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں علماء فرماتے ہیں کہ سواری چونکہ اسباب ہلاکت میں سے ہے اس لئے سواری کی تسخیر پر حق تعالیٰ جل شانہ کے شکریہ کے ساتھ اپنی موت کے ذکر کو بھی متصل فرمادیا کہ ہم آخر کار مرنے کے بعد لوٹ کر اسی کی طرف جانے والے ہیں)۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے الحمد للہ تین مرتبہ کہا پھر اللہ اکبر تین مرتبہ کہا پھر سبحنک انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے اور میں نے تیری نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے میں اور اوامر کی اطاعت نہ کرنے پر اپنے ہی نفس پر ظلم کیا ہے۔ پس یا اللہ! آپ میری مغفرت فرمائیں۔ کیونکہ مغفرت تو آپ کے سوا اور کوئی کر ہی نہیں سکتا اس دعا کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہنسے۔ ابن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو حضرت علی نے فرمایا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح دعائیں پڑھی تھیں۔ اور اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تبسم کی وجہ

---

[1]....(الشمائل المحمدیة للترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِی ضَحِکِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ص، ۱۹۰، رقم الحدیث، ۲۳۴، المکتبة التجاریة، مصطفی أحمد الباز، مکة المکرمة)

Marfat.com

پوچھی تھی جیسا کہ تم نے مجھ سے پوچھی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ حق تعالیٰ جل شانہ بندہ کے اس کہنے پر کہ میرے گناہ تیرے سوا کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ خوش ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی شخص گناہ معاف نہیں کرسکتا''۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابوعبدالرحمٰنؒ کا ہاتھ پکڑ کر چہل قدمی کرنا

ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

''أَخَذَ بِيَدِي عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِي حَتَّى جَلَسْنَا عَلَى شَطِّ الْفُرَاتِ، فَقَالَ عَلِيٌّ: رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ نَفْسٍ مَنْفُوسَةٍ إِلا قَدْ سَبَقَ لَهَا مِنَ اللَّهِ شَقَاءٌ أَوْ سَعَادَةٌ. فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فِيمَ إِذًا نَعْمَلُ؟ قَالَ: اعْمَلُوا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: (فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى) إِلَى قَوْلِهِ (فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَى)''.[1]

ترجمہ ''ایک دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم چہل قدمی کرتے ہوئے چلتے رہے، حتی کہ فرات کے کنارے جا کر بیٹھ گئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن نبی ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کا شقی یا سعید ہونا اللہ کے علم میں موجود اور متعین ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہم عمل کیوں کریں؟ فرمایا عمل کرتے رہو کیونکہ ہر ایک کے لئے وہی اعمال آسان کئے جائیں گے جن کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہوگا، پھر آپ ﷺ نے قرآن کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ جس شخص نے دیا، تقویٰ اختیار کیا اور اچھی

---

[1]....(مسند أحمد: مُسْنَدُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۲، ص۴۵۵، رقم الحديث، ۱۳۴۹، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

بات کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے آسانی کے اسباب پیدا کردیں گے اور جو شخص بخل اختیار کرے اپنے آپ کو مستغنی ظاہر کرے اور اچھی بات کی تکذیب کرے تو ہم اس کے لئے تنگی کے اسباب پیدا کردیں گے"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں اور سر دھونے کے بعد وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہوکر پینا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ:

"أَنَّهُ صَلَّى الظُّهْرَ، ثُمَّ قَعَدَ فِي حَوَائِجِ النَّاسِ فِي رَحَبَةِ الكُوفَةِ، حَتَّى حَضَرَتْ صَلاةُ العَصْرِ، ثُمَّ أُتِيَ بِمَاءٍ، فَشَرِبَ وَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، وَذَكَرَ رَأْسَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَامَ فَشَرِبَ فَضْلَهُ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ نَاسًا يَكْرَهُونَ الشُّرْبَ قِيَامًا، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُ". [1]

ترجمہ: "انہوں نے ظہر کی نماز پڑھی پھر مسجد کوفہ کے صحن میں لوگوں کی ضرورتوں کے لیے بیٹھ گئے۔ اس عرصہ میں عصر کی نماز کا وقت آ گیا پھر ان کے پاس پانی لایا گیا۔ انہوں نے پانی پیا اور اپنا چہرہ اور ہاتھ دھوئے، ان کے سر اور پاؤں (کے دھونے کا بھی) ذکر کیا۔ پھر انہوں نے کھڑے ہوکر وضو کا بچا ہوا پانی پیا، اس کے بعد کہا کہ کچھ لوگ کھڑے ہوکر پانی پینے کو برا سمجھتے ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یونہی کیا تھا جس طرح میں نے کیا، وضو کا پانی کھڑے ہوکر پیا"۔

حضرت علیؓ کا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومنا

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الأشربة/بَابُ الشُّرْبِ قَائِمًا، ج۷، ص۱۱۰، رقم الحديث، ۵۶۱۶، دار طوق النجاة)

Marfat.com

"رأيت علياً رضى الله عنه يقبل يد العباس رضى الله عنه ورجليه". [1]

ترجمہ: "میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ اور پاؤں چومتے ہوئے دیکھا"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوتے کے تسمے کے ٹوٹنے پر انا للہ پڑھنا

عوف بن عبداللہؓ سے روایت کیا کہ:

"كَانَ ابْن مَسْعُود يمشى فَانْقَطع شسعه فَاسْتَرْجع فَقيل: يسترجع على مثل هَذَا قَالَ: مُصِيبَة". [2]

ترجمہ: "ابن مسعودؓ پیدل چل رہے تھے ان کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے لفظ آیت " انا لله وإنا إليه راجعون " پڑھا ان سے پوچھا گیا کیا اس جیسے فعل پر بھی لفظ آیت " انا لله وإنا إليه راجعون " پڑھا جاتا ہے انہوں نے فرمایا یہ بھی مصیبت ہے"۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈالنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا خَرَجَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ، فَطَارَتِ الْقُرْعَةُ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ بِاللَّيْلِ سَارَ مَعَ عَائِشَةَ يَتَحَدَّثُ، فَقَالَتْ حَفْصَةُ: أَلَا تَرْكَبِينَ اللَّيْلَةَ بَعِيرِي وَأَرْكَبُ بَعِيرَكِ، تَنْظُرِينَ وَأَنْظُرُ؟ فَقَالَتْ: بَلَى، فَرَكِبَتْ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جَمَلِ عَائِشَةَ وَعَلَيْهِ

---

[1]....(حيلة الصحابة: تقبيل يد سلمة بن الاكوع وأنس والعباس، ج۳، ص۲۵۰، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

[2]....(الدر المنثور: ج۱، ص۳۸۰، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

حَفْصَةُ، فَسَلَّمَ عَلَيْهَا، ثُمَّ سَارَ حَتَّى نَزَلُوا، وَافْتَقَدَتْهُ عَائِشَةُ، فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجْلَيْهَا بَيْنَ الإِذْخِرِ، وَتَقُول: يَا رَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقْرَبًا أَوْ حَيَّةً تَلْدَغُنِي، وَلاَ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَقُولَ لَهُ شَيْئًا ". [1]

ترجمہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لیے قرعہ ڈالتے۔ ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام نکلا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے۔ ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ اور میں تمہارے اونٹ پر تا کہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سلام کیا، پھر چلتے رہے، جب پڑاؤ ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس پر نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المؤمنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں ڈال لیے اور دعا کرنے لگی کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھ کو ڈس لے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیونکہ یہ حرکت خود میری ہی تھی''۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں حضرت عائشہ کا پاؤں دبانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب النكاح/بَابُ القُرْعَةِ بَيْنَ النِّسَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا، ج،۷، ص،۳۳، رقم الحديث، ۵۲۱۱، دار طوق النجاة)

Marfat.com

"كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ، وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ: وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ". [1]

ترجمہ: "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے سونے والی ہوتی اور میرے پاؤں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبلہ کی طرف ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ کرتے تو مجھے دباتے میں اپنے پاؤں سمیٹ لیتی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوجاتے تو میں پاؤں پھیلا لیتی فرماتی ہیں ان دنوں گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے"۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی چال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ:

"أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مَشْيُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِينِهِ، أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لِمَ تَبْكِينَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ: فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلْتُهَا". [2]

ترجمہ: "فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں، ان کی چال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

---

[1]....(صحيح مسلم: كتاب الصلاة/باب الاعتراض بين يدي المصلي، ج، ١، ص، ٣٦٧، رقم الحديث، ٥١٢، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/باب علامات النبوة في الاسلام، ج، ٤، ص، ٢٠٣، رقم الحديث، ٣٦٢٣، دار طوق النجاة)

Marfat.com

چال سے بڑی مشابہت تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی آؤ مرحبا! اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی دائیں طرف یا بائیں طرف بٹھایا، پھر ان کے کان میں آپ نے چپکے سے کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، میں نے ان سے کہا کہ آپ روتی کیوں ہو؟ پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ ہنس دیں۔ میں نے ان سے کہا آج غم کے فوراً بعد ہی خوشی کی جو کیفیت میں نے آپ کے چہرے پر دیکھی وہ پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا؟ انہوں نے کہا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں میں آپ کے راز کو کسی پر نہیں کھول سکتی۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پوچھا"۔

کیا فرشتے آپ کے سر کی طرف سے آتے تھے یا پیروں کی طرف سے؟

حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"أَشَعَرْتَ أَنَّهُ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ فَلَمَّا اكْتَوَيْتُ انْقَطَعَ التَّسْلِيمُ .فَقُلْتُ: أَمِنْ قِبَلِ رَأْسِكَ كَانَ يَأْتِيكَ التَّسْلِيمُ أَوْ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْكَ؟ قَالَ: لا بَلْ مِنْ قِبَلِ رَأْسِي.فَقُلْتُ :لا أَرَى أَنْ تَمُوتَ حَتَّى يَعُودَ ذَلِكَ. فَلَمَّا كَانَ بَعْدُ قَالَ لِي:أَشَعَرْتَ أَنَّ التَّسْلِيمَ عَادَ لِي.قَالَ :ثُمَّ لَمْ يَلْبَثْ إِلا يَسِيرًا حَتَّى مات". [1]

ترجمہ: "حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھ سے فرمایا کیا تمہیں پتہ چلا کہ فرشتے مجھے سلام کیا کرتے تھے؟ لیکن جب میں نے اپنے آپ کو داغ دیا تو پھر سلام کا یہ سلسلہ ختم ہوگیا۔ میں نے کہا وہ فرشتے آپ کے سر کی طرف سے آتے تھے یا پیروں کی طرف سے؟ انہوں نے فرمایا نہیں۔ وہ تو سر کی کی طرف

[1]....(الطبقات الکبری: عمران بن حصین، ج۴، ص۲۱۷، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

Marfat.com

سے آتے تھے۔ میں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ آپ کے مرنے سے پہلے یہ سلسلہ پھر شروع ہو جائے گا کچھ عرصہ کے بعد مجھ سے انہوں نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ سلام کے سلسلے کا پھر آغاز ہو گیا، وہ بہت ہی کم زندہ رہے کہ وفات ہو گئی"۔

حضرت دحیہ کلبی کا رسول اللہ ﷺ کو موزوں کا تحفہ دینا

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ:

"أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ، فَلَبِسَهُمَا. وَقَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ وَجُبَّةً فَلَبِسَهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكَّى هُمَا أَمْ لَا". [1]

ترجمہ: "دحیہ کلبی نے دو موزے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نذر کئے تھے ایک دوسری روایت میں موزوں کے ساتھ جبہ کے پیش کرنے کا ذکر بھی ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ مذبوح جانور کی کھال کے تھے یا غیر مذبوح"۔

رسول اللہ ﷺ کا عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر ہاتھ پھیرنا

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَبِي رَافِعٍ الْيَهُودِيِّ رِجَالًا مِنَ الْأَنْصَارِ، فَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِيكٍ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُؤْذِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِينُ عَلَيْهِ، وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ، فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ، وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ، وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهِ: اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ،

---

[1]....(الشمائل المحمدية للترمذي: بَابُ مَا جَاءَ فِي خُفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ص، ۸۱، رقم الحديث، ۷۵، المكتبة التجارية، مصطفى أحمد الباز، مكة المكرمة)

Marfat.com

فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ، وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ، لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ، فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً، وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ، فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ، يَا عَبْدَ اللَّهِ: إِنْ كُنْتَ تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ، فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ، فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ، فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ، ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ، قَالَ: فَقُمْتُ إِلَى الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا، فَفَتَحْتُ الْبَابَ، وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ، وَكَانَ فِي عَلَالِيَّ لَهُ، فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ، فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ، قُلْتُ: إِنِ الْقَوْمُ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ حَتَّى أَقْتُلَهُ، فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ، لَا أَدْرِي أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا رَافِعٍ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ، فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا، وَصَاحَ، فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ، فَأَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ دَخَلْتُ إِلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَا الصَّوْتُ يَا أَبَا رَافِعٍ؟ فَقَالَ: لِأُمِّكَ الْوَيْلُ، إِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِي قَبْلُ بِالسَّيْفِ، قَالَ: فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أَثْخَنَتْهُ وَلَمْ أَقْتُلْهُ، ثُمَّ وَضَعْتُ ظِبَةَ السَّيْفِ فِي بَطْنِهِ حَتَّى أَخَذَ فِي ظَهْرِهِ، فَعَرَفْتُ أَنِّي قَتَلْتُهُ، فَجَعَلْتُ أَفْتَحُ الْأَبْوَابَ بَابًا بَابًا، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى دَرَجَةٍ لَهُ، فَوَضَعْتُ رِجْلِي، وَأَنَا أُرَى أَنِّي قَدِ انْتَهَيْتُ إِلَى الْأَرْضِ، فَوَقَعْتُ فِي لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ، فَانْكَسَرَتْ سَاقِي فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ، ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتَّى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ، فَقُلْتُ: لَا أَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتَّى أَعْلَمَ: أَقَتَلْتُهُ؟ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيكُ قَامَ النَّاعِي عَلَى السُّورِ، فَقَالَ: أَنْعَى أَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ أَهْلِ الْحِجَازِ، فَانْطَلَقْتُ إِلَى أَصْحَابِي، فَقُلْتُ: النَّجَاءَ، فَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ

Marfat.com

أَبَا رَافِعٍ، فَانْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ: ابْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِي فَمَسَحَهَا، فَكَأَنَّهَا لَمْ أَشْتَكِهَا قَطُّ"۔[1]

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لیے چند انصاری صحابہ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔ یہ ابورافع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیا کرتا تھا اور آپ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ حجاز میں اس کا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور لوگ اپنے مویشی لے کر (اپنے گھروں کو) واپس ہو چکے تھے۔ عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو میں (اس قلعہ پر) جا رہا ہوں اور دربان پر کوئی تدبیر کروں گا۔ تاکہ میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ چنانچہ وہ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضائے حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی، اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلد آ جا، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور میں نے انہیں لے لیا، پھر میں نے قلعہ کا دروازہ کھول لیا۔ ابورافع کے پاس رات کے وقت داستانیں بیان کی جا رہی تھیں اور وہ اپنے خاص بالا خانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المغازي، بَابُ قَتْلِ أَبِي رَافِعٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحُقَيْقِ، ج۵، ص۹۱، رقم الحديث، ۴۰۳۹، دار طوق النجاة)

Marfat.com

چلے گئے تو میں اس کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لیے کھولتا تھا انہیں اندر سے بند کرتا جاتا تھا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کرلوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے ساتھ (سو رہا) تھا مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے۔ اس لیے میں نے آواز دی، یا ابا رافع؟ وہ بولا کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا، ابو رافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا تیری ماں غارت ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب اور لگائی۔ انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں پہنچا نہ تھا) اس لیے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم کرلوں کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں؟ جب مرغ نے

Marfat.com

آواز دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر پکارا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ چلنے کی جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کرا دیا۔ چنانچہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پاؤں پھیلایا تو آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیرا اور پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں مجھ کو کوئی تکلیف ہوئی ہی نہ تھی"۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر میں موچ آنا

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ:

"أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ: لَمَّا وَقَعَ الْوَبَاءُ بِالشَّامِ، فَكَتَبَ عُمَرُ إِلَى أَبِي عُبَيْدَةَ: أَنَّهُ قَدْ عُرِضَتْ لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ لَا غِنًى لِي بِكَ عَنْهَا، فَقَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ: يَرْحَمُ اللَّهُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، يُرِيدُ بَقَاءَ قَوْمٍ لَيْسُوا بِبَاقِينَ، قَالَ: ثُمَّ كَتَبَ إِلَيْهِ أَبُو عُبَيْدَةَ: إِنِّي فِي جَيْشٍ مِنْ جُيُوشِ الْمُسْلِمِينَ لَسْتُ أَرْغَبُ بِنَفْسِي عَنِ الَّذِي أَصَابَهُمْ، فَلَمَّا قَرَأَ الْكِتَابَ اسْتَرْجَعَ، فَقَالَ النَّاسُ: مَاتَ أَبُو عُبَيْدَةَ قَالَ: لَا، وَكَانَ كَتَبَ إِلَيْهِ بِالْعَزِيمَةِ، فَأَظْهِرْ مِنْ أَرْضِ الْأُرْدُنِّ فَإِنَّهَا عَمِيقَةٌ وَبِيَةٌ إِلَى أَرْضِ الْجَابِيَةِ فَإِنَّهَا نُزْهَةٌ نَدِيَّةٌ، فَلَمَّا أَتَاهُ الْكِتَابُ بِالْعَزِيمَةِ أَمَرَ مُنَادِيَهُ أَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالرَّحِيلِ، فَلَمَّا قَدِمَ إِلَيْهِ لِيَرْكَبَهُ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ ثَنَى رِجْلَهُ، فَقَالَ: مَا أَرَى دَاءَ كُمْ إِلَّا قَدْ أَصَابَنِي، قَالَ: وَمَاتَ أَبُو عُبَيْدَةَ وَرَجَعَ الْوَبَاءُ عَنِ النَّاسِ". [1]

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ.....، ذِكْرُ مَنَاقِبِ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۳، ص۲۹۵، رقم الحدیث ۵۱۴۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''جب ملک شام میں وباء پھوٹی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مکتوب ہم تک پہنچا اس میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبیدہ بن جراح کو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا تھا'' مجھے تمہارے ساتھ ایک ایسا کام ہے کہ جس کے کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے''۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ امیر المومنین پر رحم فرمائے، وہ ایسی قوم کو بچانا چاہتے ہیں جو بچتے ہوئے نظر نہیں آتی۔ پھر حضرت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ کو جوابی مکتوب میں لکھا: میں اس وقت ایک لشکر میں ہوں اور جو تکلیف ان لوگوں کو پہنچی ہے میں اس سے جان نہیں چھڑانا چاہتا۔ یہ مکتوب جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا تو'' انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ''پڑھا۔ لوگوں نے پوچھا: کیا ابوعبیدہ وفات پا گئے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر آپ نے ان کو حکما کہا (کہ وہ اس وبائی علاقہ سے کوچ کر جائیں اور) اردن کے علاقے میں چلے جائیں کیونکہ وہ نشیبی علاقہ ہے اور سرزمین جابیہ کے قریب ہے، اور یہ علاقہ بہت سرسبز وشاداب ہے۔ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کا حکم نامہ پہنچا تو انہوں نے اس علاقے سے کوچ کر جانے کا اعلان کروادیا۔ اور جب حضرت ابوعبیدہ روانگی کے لئے سوار ہونے لگے، ابھی رکاب میں پیر ہی رکھا تھا کہ ان کے پاؤں میں موچ آ گئی۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: تمہاری جو بھی تکلیف تھی وہ مجھے پہنچ چکی ہے۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ وفات پا گئے اور وباء چلی گئی''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لنگڑا کر چلنے کی وجہ

یعقوب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں کہ:

"بَلَغَنِی أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ جُرِحَ يَوْمَ أُحُدٍ إِحْدَى وَعِشْرِينَ

Marfat.com

جِرَاحَةً، وَجُرِحَ فِي رِجْلِهِ، فَكَانَ يَعْرُجُ مِنْهَا". [1]

ترجمہ: "جنگ احد کے روز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اکیس زخم آئے تھے، آپ کے پاؤں میں بھی زخم آیا تھا جس کی وجہ آپ لنگڑا چلتے تھے"۔

احنف بن قیسؒ کے پاؤں میں لنگراہٹ کے متعلق ان کے والدہ کا قول

مصعب بن عبداللہ فرماتے ہیں:

"وَالْأَحْنَفُ بْنُ قَيْسِ بْنِ حُصَيْنِ بْنِ النَّزَّالِ بْنِ عُبَيْدَةَ مُخَضْرَمٌ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجَّهَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: وَاسْمُ الْأَحْنَفِ الضَّحَّاكُ وَيُقَالُ صَخْرُ بْنُ قَيْسِ بْنِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُصَيْنٍ وُلِدَ وَهُوَ أَحْنَفُ فَقَالَتْ أُمُّهُ: وَاللّٰهِ لَوْلَا حَنَفٌ فِي رِجْلِهِ مَا كَانَ فِي الْحَيِّ غُلَامٌ مِثْلَهُ وَكَانَ أَحْلَمَ الْعَرَبِ". [2]

ترجمہ: "احنف بن قیس بن حصین بن نزال بن عبیدہ مخضرم ہے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا، اور رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے لئے سفر بھی کیا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔ احنف کا اصل نام "ضحاک" تھا اور بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ ان اصلی نام "صخر بن قیس بن معاویہ بن حصین ہے۔ آپ پیدائشی احنف ہیں۔ ان کی والدہ کہا کرتی تھیں: اللہ کی قسم! اگر اس کے پاؤں میں "حنف" (لنگڑاہٹ) نہ ہوتا تو پورے قبیلے میں اس جیسا بچہ کوئی نہ تھا۔ آپ بہت خوبصورت نوجوان تھے"۔

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ..... /ذِكْرُ مَنَاقِبِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ الزُّهْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج۳، ص۳۴۸، رقم الحدیث، ۵۳۴۵، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....(المستدرک علی الصحیحین: كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ ..... /ذِكْرُ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، ج۳، ص۷۱۱، رقم الحدیث، ۶۵۷۲، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا اپنے بیٹے کو پاؤں سے ہلانا

ابن اعرابی سے روایت ہے کہ:

"مَرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ بِالْفَضْلِ ابْنِهِ وَهُوَ نَائِمٌ نَوْمَةَ الضُّحَى، فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهِ وَقَالَ لَهُ: قُمْ؛ إِنَّكَ لَنَائِمُ السَّاعَةِ الَّتِي يُقَسِّمُ اللّٰهُ فِيهَا الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ، أَمَا سَمِعْتَ مَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيهَا؟ قَالَ: وَمَا قَالَتِ الْعَرَبُ فِيهَا يَا أَبَتِ؟ قَالَ: زَعَمَتْ أَنَّهَا مُكْسِلَةٌ مُهْرِمَةٌ مُنْسِأَةٌ لِلْحَاجَةِ، ثُمَّ قَالَ: يَا بُنَيَّ! نَوْمُ النَّهَارِ عَلَى ثَلَاثَةٍ؛ نَوْمُ حُمْقٍ؛ وَهِيَ نَوْمَةُ الضُّحَى، وَنَوْمَةُ الْخُلْقِ؛ وَهِيَ الَّتِي رُوِيَ: قِيلُوا فَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَا تَقِيلُ، وَنَوْمَةُ الْخُرْقِ؛ وَهِيَ نَوْمَةٌ بَعْدَ الْعَصْرِ لَا يَنَامُهَا إِلَّا سَكْرَانُ أَوْ مَجْنُونٌ". [1]

ترجمہ: "حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنے بیٹے کے پاس سے گزرے، اور وہ طلوع شمس کے بعد سوئے ہوئے تھے، تو حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ اپنے پیر سے انہیں ہلا کر فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ! آپ ایسے وقت میں سو رہے ہو، جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے رزق تقسیم فرماتے ہیں، کیا اس سلسلہ میں آپ نے اہل عرب کا قول نہیں سنا؟ ان کے بیٹے نے کہا کہ اے میرے والد! اس بارے میں عرب کا کیا قول ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ان کا گمان یہ ہے کہ اس وقت کی نیند سستی پیدا کرنے والی، بوڑھا کرنے والی، کام میں دیر کرنے والی ہے، پھر فرمایا کہ اے میرے بیٹے! دن کی نیند تین

---

[1]....(المجالسة وجواهر العلم:، لأبي بكر أحمد مروان الدينوري المالكي، المتوفى ٣٣٣ھ، ج٥، ص٢٢١، رقم الحديث ٢٠٤٧، جمعية التربية الإسلامية (البحرين، أم الحصم)، دار ابن حزم، بيروت، لبنان)

Marfat.com

طرح کی ہے، ایک بیوقوفی والی نیند، اور وہ سورج طلوع ہونے کی بعد کی نیند ہے، اور ایک فطرت وعادت والی نیند، اور وہ نیند وہ ہے جس کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو استراحت) کرو، اس لئے کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا، اور ایک حماقت والی نیند، اور وہ عصر کے بعد کی نیند ہے، اور اس وقت نشے والا یا مجنون ہی سوتا ہے"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اپنے تہبند کے کنارے کو قدم کی پشت پر رکھنا

عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا:

"أَنَّهُ رَأَى ابْنَ عَبَّاسٍ يَأْتَزِرُ، فَيَضَعُ حَاشِيَةَ إِزَارِهِ مِنْ مُقَدَّمِهِ عَلَى ظَهْرِ قَدَمَيْهِ، وَيَرْفَعُ مِنْ مُؤَخَّرِهِ، قُلْتُ: لِمَ تَأْتَزِرُ هَذِهِ الْإِزْرَةَ؟ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتَزِرُهَا". [1]

ترجمہ: "عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ازار باندھتے دیکھا کہ وہ اپنے تہبند کا کنارہ اگلی جانب اپنے قدموں کی پشت پر رکھتے اور پچھلی جانب سے بلند رکھتے۔ میں نے کہا آپ ایسا ازار کیوں باندھتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اس طرح باندھتے ہوئے دیکھا ہے۔

نوٹ: ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک آدھ مرتبہ اس طرح سے تہبند باندھا ہو۔ [2]

---

[1]....(سنن أبي داؤد: كتاب اللباس/باب في قدر موضع الازار، ج۴، ص۶۰، رقم الحديث، ۴۰۹۶، المكتبة العصرية، صيدا، بيروت)

[2]...."أَيْ تِلْكَ الْإِزَارَةَ وَلَعَلَّهَا وَقَعَتْ مَرَّةً فَصَادَفَتْ رُؤْيَةَ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ وَلِذَا خُصَّ بِهَذِهِ الْإِزْرَةِ مِنْ بَيْنِ الْأَصْحَابِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ". (مرقاة المفاتيح: كتاب اللباس، ج۷، ص۲۷۹۲، دار الفكر، بيروت)

Marfat.com

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمرے کی دیوراریں ان کے پاؤں کو لگتی تھیں

حضرت مالک بن انس رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (درخت کے سائے میں) بیٹھا کرتے تھے (اور مسلمانوں کے اجتماعی امور کو انجام دیا کرتے تھے) اور سایہ گھوم کر جدھر جاتا خود بھی کھسک کر ادھر کو ہو لیتے تھے۔ اس کام کے لئے ان کا کوئی گھر نہیں تھا۔ ان سے ایک شخص نے کہا کیا میں آپ کو ایک کمرہ نہ بنادوں کہ گرمیوں میں اس کے سایہ میں رہا کریں اور سردیوں میں اس میں رہ کر سردی سے بچاؤ کرلیا کریں؟ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا ہاں بنادو۔ جب وہ شخص اپنی پشت پھیر کر چل پڑا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے زور سے آواز دیتے ہوئے کہا کہ کیسا کمرہ بناؤ گے؟ اس شخص نے کہا کہ ایسا کمرہ بناؤں گا کہ اگر آپ اس میں کھڑے ہوں تو آپ کا سر چھت کو لگے اور اگر آپ اس میں لیٹیں تو آپ کے پاؤں دیوار کو لگیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا پھر ٹھیک ہے۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیز چلنے کی وجہ سے صحابہؓ کے جوتوں کے تسموں کا ٹوٹنا

حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ:

"لَمَّا أُصِيبَ أَكْحَلُ سَعْدٍ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَثَقُلَ حَوَّلُوهُ عِنْدَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا رُفَيْدَةُ.وَكَانَتْ تداوى الجرحى.(فذكر الحديث فيه):فَخَرَجَ

---

[1]....."وعند ابن سعد معن عن مالک بن أنس أن سلمان الفارسي رضي الله عنه كان يستظل بالفيء حيث ما دار ولم يكن له بيت.فقال له رجل :ألا أبني لک (بيتاً)تستظل به من الحر وتسكن فيه من البرد؟ فقال له سلمان رضي الله عنه :نعم، فلما أدبر صاح به فسأله سلمان :كيف تبنيه؟ فقال :أبنيه إن قمت فيه أصاب رأسک، وإن اضطجعت فيه أصاب رجلک .فقال سلمان:نعم".
(حيلة الصحابه:الباب الرابع .باب الهجره،زهد أبي ذرالغفاري رضي الله عنه ،ج،۲، ص،۷۷۵،مؤسسة الرسالة للطباعة والنشروالتوزيع، بيروت،لبنان)

Marfat.com

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَأَسْرَعَ الْمَشْيَ حَتّٰى تَقَطَّعَتْ شُسُوعُ نِعَالِنَا وَسَقَطَتْ أَرْدِيَتُنَا عَنْ أَعْنَاقِنَا. فَشَكَا ذٰلِكَ إِلَيْهِ أَصْحَابُهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتْعَبْتَنَا فِي الْمَشْيِ. (فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ أَنْ تَسْبِقَنَا الْمَلَائِكَةُ إِلَيْهِ فَتَغْسِلُهُ كَمَا غَسَلَتْ حَنْظَلَةَ". [1]

ترجمہ: ''جب غزوہ خندق کے دن حضرت سعد کے بازو کی رگ میں تیر لگنے سے زخم ہوگیا تو وہ بہت زیادہ بیمار ہوگئے۔ اس لئے انہیں رفیدہ نامی عورت کے پاس منتقل کردیا گیا، (آگے اور حدیث بیان کی ہے، اس میں یہ بھی ہے، کہ ان کے انتقال کی خبر پر) آپ ﷺ تشریف لے گئے، اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑھے۔ آپ ﷺ اتنی تیزی سے چلے کہ ہماری جوتیوں کے تسمے ٹوٹنے لگے اور ہمارے کندھوں سے چادریں گرنے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بطور شکایت عرض کیا یارسول اللہ! آپ ﷺ نے تیز رفتاری سے ہمیں تھکا دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس بات کا خوف تھا کہ جیسے فرشتوں نے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دے دیا تھا کہیں ان کو بھی فرشتے ہم سے پہلے غسل نہ دے دیں''۔

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کا دمشق کی مسجد کی چٹائی پر تھوک کر پاؤں سے ملنا

ابوسعید سے روایت ہے کہ:

"رَأَيْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ فِي مَسْجِدِ دِمَشْقَ بَصَقَ عَلَى الْبُورِيِّ ثُمَّ مَسَحَهُ بِرِجْلِهِ فَقِيلَ لَهُ لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لِأَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ". [2]

---

[1]....(الطبقات الكبرى: سعد بن معاذ، ج۳، ص۳۲۷، دار الكتب العلمية بيروت)

[2]....(سنن أبي داؤد: كتاب الصلاة/باب في كراهية البزاق في المسجد، ص۸۰، رقم الحديث، ۴۸۴، دار السلام)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں واثلہ بن اسقع کو دمشق کی مسجد میں سرکنڈے کی چٹائی پر تھوکتے دیکھا پھر انہوں نے اسے پاؤں سے مل دیا۔ ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے''۔

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ننگے پاؤں سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے جانا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

''كُنَّا جُلُوسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَدْبَرَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَخَا الْأَنْصَارِ كَيْفَ أَخِي سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ صَالِحٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَعُودُهُ مِنْكُمْ فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ وَنَحْنُ بِضْعَةَ عَشَرَ مَا عَلَيْنَا نِعَالٌ وَلَا خِفَافٌ وَلَا قَلَانِسُ وَلَا قُمُصٌ نَمْشِي فِي تِلْكَ السِّبَاخِ حَتَّى جِئْنَاهُ فَاسْتَأْخَرَ قَوْمُهُ مِنْ حَوْلِهِ حَتَّى دَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ الَّذِينَ مَعَهُ''.[1]

ترجمہ: ''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انصار میں سے ایک آدمی نے آکر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا پھر وہ انصاری چلا گیا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انصار کے بھائی! میرے بھائی سعد بن عبادہ کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا اچھے ہیں، تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کون اس کی عیادت کرنا چاہتا ہے؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور ہم بھی

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الجنائز/باب في عیادة المرضی، ج۲، ص۶۳۷، رقم الحدیث۹۲۵، دارالکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور ہم دس سے زائد آدمی تھے ہمارے پاس جوتے موزے ٹوپیاں اور قمیص نہ تھی، ہم اس کنکریلی زمین میں پیدل جارہے تھے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کی قوم ان کے پاس سے ہٹ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اس کے قریب ہوگئے"۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا اپنا جوتا، تلوار اور ڈھال کو اپنے سرہانے رکھنا

حضرت عبداللہ ہوازنی سے روایت ہے کہ:

"لَقِيتُ بِلَالًا مُؤَذِّنَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَلَبَ فَقُلْتُ يَا بِلَالُ حَدِّثْنِي كَيْفَ كَانَتْ نَفَقَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا كَانَ لَهُ شَيْءٌ كُنْتُ أَنَا الَّذِي أَلِي ذَلِكَ مِنْهُ مُنْذُ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَنْ تُوُفِّيَ وَكَانَ إِذَا أَتَاهُ الْإِنْسَانُ مُسْلِمًا فَرَآهُ عَارِيًا يَأْمُرُنِي فَأَنْطَلِقُ فَأَسْتَقْرِضُ فَأَشْتَرِي لَهُ الْبُرْدَةَ فَأَكْسُوهُ وَأُطْعِمُهُ حَتَّى اعْتَرَضَنِي رَجُلٌ مِنْ الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ يَا بِلَالُ إِنَّ عِنْدِي سَعَةً فَلَا تَسْتَقْرِضْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا مِنِّي فَفَعَلْتُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ تَوَضَّأْتُ ثُمَّ قُمْتُ لِأُؤَذِّنَ بِالصَّلَاةِ فَإِذَا الْمُشْرِكُ قَدْ أَقْبَلَ فِي عِصَابَةٍ مِنْ التُّجَّارِ فَلَمَّا أَنْ رَآنِي قَالَ يَا حَبَشِيُّ قُلْتُ يَا لَبَّاهُ فَتَجَهَّمَنِي وَقَالَ لِي قَوْلًا غَلِيظًا وَقَالَ لِي أَتَدْرِي كَمْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الشَّهْرِ قَالَ قُلْتُ قَرِيبٌ قَالَ إِنَّمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ أَرْبَعٌ فَآخُذُكَ بِالَّذِي عَلَيْكَ فَأَرُدُّكَ تَرْعَى الْغَنَمَ كَمَا كُنْتَ قَبْلَ ذَلِكَ فَأَخَذَ فِي نَفْسِي مَا يَأْخُذُ فِي أَنْفُسِ النَّاسِ حَتَّى إِذَا صَلَّيْتُ الْعَتَمَةَ رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ فَاسْتَأْذَنْتُ عَلَيْهِ فَأَذِنَ لِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنَّ

Marfat.com

الْمُشْرِكَ الَّذِي كُنْتُ أَتَدَيَّنُ مِنْهُ قَالَ لِي كَذَا وَكَذَا وَلَيْسَ عِنْدَكَ مَا تَقْضِي عَنِّي وَلَا عِنْدِي وَهُوَ فَاضِحِي فَأْذَنْ لِي أَنْ آبَقَ إِلَى بَعْضِ هَؤُلَاءِ الْأَحْيَاءِ الَّذِينَ قَدْ أَسْلَمُوا حَتَّى يَرْزُقَ اللَّهُ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَقْضِي عَنِّي فَخَرَجْتُ حَتَّى إِذَا أَتَيْتُ مَنْزِلِي فَجَعَلْتُ سَيْفِي وَجِرَابِي وَنَعْلِي وَمِجَنِّي عِنْدَ رَأْسِي حَتَّى إِذَا انْشَقَّ عَمُودُ الصُّبْحِ الْأَوَّلِ أَرَدْتُ أَنْ أَنْطَلِقَ فَإِذَا إِنْسَانٌ يَسْعَى يَدْعُو يَا بِلَالُ أَجِبْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ حَتَّى أَتَيْتُهُ فَإِذَا أَرْبَعُ رَكَائِبَ مُنَاخَاتٌ عَلَيْهِنَّ أَحْمَالُهُنَّ فَاسْتَأْذَنْتُ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْشِرْ فَقَدْ جَاءَكَ اللَّهُ بِقَضَائِكَ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ تَرَ الرَّكَائِبَ الْمُنَاخَاتِ الْأَرْبَعَ فَقُلْتُ بَلَى فَقَالَ إِنَّ لَكَ رِقَابَهُنَّ وَمَا عَلَيْهِنَّ فَإِنَّ عَلَيْهِنَّ كِسْوَةً وَطَعَامًا أَهْدَاهُنَّ إِلَيَّ عَظِيمُ فَدَكَ فَاقْبِضْهُنَّ وَاقْضِ دَيْنَكَ فَفَعَلْتُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي الْمَسْجِدِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا فَعَلَ مَا قِبَلَكَ قُلْتُ قَدْ قَضَى اللَّهُ كُلَّ شَيْءٍ كَانَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَبْقَ شَيْءٌ قَالَ أَفَضَلَ شَيْءٍ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ انْظُرْ أَنْ تُرِيحَنِي مِنْهُ فَإِنِّي لَسْتُ بِدَاخِلٍ عَلَى أَحَدٍ مِنْ أَهْلِي حَتَّى تُرِيحَنِي مِنْهُ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَتَمَةَ دَعَانِي فَقَالَ مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ قَالَ قُلْتُ هُوَ مَعِي لَمْ يَأْتِنَا أَحَدٌ فَبَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَقَصَّ الْحَدِيثَ حَتَّى إِذَا صَلَّى الْعَتَمَةَ يَعْنِي مِنَ الْغَدِ دَعَانِي قَالَ مَا فَعَلَ الَّذِي قِبَلَكَ قَالَ قُلْتُ قَدْ أَرَاحَكَ اللَّهُ مِنْهُ يَا

Marfat.com

رَسُولَ اللّٰہِ فَکَبَّرَ وَحَمِدَ اللّٰہَ شَفَقًا مِنْ أَنْ یُدْرِکَہُ الْمَوْتُ وَعِنْدَہُ ذٰلِکَ ثُمَّ اتَّبَعْتُہُ حَتّٰی إِذَا جَاءَ أَزْوَاجَہُ فَسَلَّمَ عَلٰی امْرَأَۃٍ امْرَأَۃٍ حَتّٰی أَتٰی مَبِیتَہُ فَھٰذَا الَّذِی سَأَلْتَنِی عَنْہُ". [1]

ترجمہ: "میں نے مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت بلال سے حلب میں ملاقات کی اور ان سے عرض کیا کہ اے بلال مجھ سے بیان کرو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح خرچ کرتے تھے؟ حضرت بلال نے جواب دیا کہ آپ کے پاس جو مال بھی ہوتا اس کے خرچ کرنے کی ذمہ داری میری ہی ہوتی تھی۔ جب سے اللہ نے آپ کو رسول بنایا وفات تک۔ جب آپ کے پاس کوئی مسلمان آتا اور آپ اس کو برہنہ دیکھتے تو آپ مجھ کو حکم فرماتے پس میں جاتا اور قرض لے کر اس کو چادر وغیرہ خرید دیتا پھر وہ کپڑا اس کو پہناتا اور اس کو کھانا کھلاتا یہاں تک کہ ایک دن ایک مشرک مجھ سے ملا اور بولا اے بلال! میرے پاس بہت سا مال ہے پس تو میرے سوا کسی سے قرض نہ لیا کر لہذا میں نے ایسا ہی کیا۔ ایک دن وضو کر کے میں اذان دینے کے لیے کھڑا ہوا تو وہی مشرک سوداگروں کی ایک جماعت کے ساتھ آن پہنچا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو بولا او حبشی! میں نے کہا ہاں کیا بات ہے؟ پس وہ میرے ساتھ سختی کرنے لگا اور مجھے برا بھلا کہنے لگا! بولا کیا تجھے خیال ہے کہ مہینہ پورا ہونے میں کتنے دن رہ گئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں کچھ دن باقی رہ گئے ہیں۔ وہ بولا دیکھ مہینہ میں صرف چار دن باقی رہ گئے ہیں (اگر تو نے بروقت ادائیگی نہ کی) تو میں تجھ سے اپنا قرض لے کر ہی چھوڑوں گا اور تجھے ایسا ہی بنا دوں گا جیسا پہلے تھا یعنی بکریوں کا چرواہا بنا دوں گا۔ بلال کہتے ہیں کہ یہ سن کر میرے دل پر ایسا ہی گزرا جیسا کہ ایسے موقعہ پر لوگوں کے دل پر گزرتا

[1]....(سنن ابي داؤد: کتاب الخراج والفيء والامارة/باب في الامام يقبل هدايا المشركين ،ص،۴۴۷،۴۴۸،رقم الحديث،۳۰۵۵،دارالسلام)

Marfat.com

ہے۔ یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ چکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں تشریف لے گئے پس میں نے اندر آنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دے دی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر میرے ماں باپ صدقے ہوں وہ مشرک جس سے میں قرض لیا کرتا تھا وہ مجھ سے لڑا اور مجھے بہت برا بھلا کہا اور آپ کے پاس اتنا مال نہیں ہے جس سے میرا قرض ادا ہو جائے اور نہ ہی میرے پاس ہے اور وہ مجھے ذلیل کرے گا۔ آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں ان قبیلوں میں سے کسی کے پاس بھاگ جاؤں جو اسلام لا چکے ہیں (اور مدینہ سے باہر رہتے ہیں) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو اس قدر مال عطاء فرما دے جس سے میرا قرضہ ادا ہو جائے یہ کہہ کر میں وہاں سے نکل آیا اور اپنے گھر پہنچا اور اپنی تلوار موزہ جوتا اور ڈھال کو اپنے سرہانے رکھ لیا (تا کہ صبح ہوتے ہی بھاگ جاؤں) جب صبح کی روشنی نمودار ہوئی تو میں نے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اتنے میں ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا اور بولا اے بلال! تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا ہے میں چلا اور آپ کے پاس پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ چار اونٹ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان پر سامان لدا ہوا ہے۔ میں نے آپ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا اے بلال! خوش ہو اللہ تعالیٰ نے تیرے قرض کی ادائیگی کے لیے مال بھیج دیا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کیا تو نے وہ چار لدے ہوئے جانور نہیں دیکھے؟ میں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا جا وہ جانور بھی تو لے لے۔ اور جو ان پر سامان لدا ہوا ہے وہ بھی لے لے۔ ان پر کپڑا اور غلہ لدا ہوا ہے جو مجھ کو فدک کے حاکم نے بھیجا ہے تو ان کو لے لے اور اپنا قرض ادا کر دے۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ بلال کہتے ہیں کہ پھر میں مسجد میں آیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما ہیں میں نے سلام کیا

Marfat.com

آپ نے پوچھا تجھے اس مال سے کیا فائدہ ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے سب قرض ادا کر دیا جو اسکے رسول پر تھا اور اب کچھ باقی نہیں رہا۔ آپ نے پوچھا کہ اس مال میں سے کچھ بچا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا جو بچا ہے جلدی سے اس کو خرچ کر ڈال۔ جب تک کہ تو مجھے (اس کو خرچ کر کے) بے فکر نہ کر دے گا میں اپنی کسی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھ لی تو مجھے بلایا اور فرمایا وہ مال کا کیا ہوا جو تیرے پاس بچ رہا تھا؟ میں نے عرض کیا وہ مال میرے پاس ہے۔ میرے پاس اس مال کا کوئی طالب ہی نہیں آیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس رات مسجد میں رہے راوی نے مزید حدیث بیان کی کہ جب آپ دوسرے دن عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور دریافت فرمایا کہ اس مال کا کیا ہوا جو تیرے پاس بچ رہا تھا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ نے آپ کو اس مال سے بے فکر کر دیا۔ (یعنی اس کو ضرورت مند کو دے دیا ہے) یہ سن کر آپ نے تکبیر کہی اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اس کی تعریف کی کہ اس نے آپ کو اس مال سے نجات دے دی۔ آپ کو اس بات کا خوف تھا کہ آپ کو موت آ جائے اور وہ مال آپ ہی کے پاس رہے پھر میں آپ کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ آپ اپنی ازواج کے پاس گئے اور ہر بیوی کو فرداً فرداً اسلام کیا یہاں تک کہ آپ اپنی سونے کی جگہ پر تشریف لے گئے۔ اے عبداللہ! یہ ہے اس سوال کا جواب جو تم نے مجھ سے پوچھا تھا"۔

موت اس کے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وُعِكَ أَبُو بَكْرٍ

Marfat.com

وَبِلَالٌ قَالَتْ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ يَا أَبَتِ كَيْفَ تَجِدُكَ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ قَالَتْ فَكَانَ أَبُوبَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ الْحُمَّى يَقُولُ

كُلُّ امْرِءٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ

وَالْمَوْتُ أَدْنَى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بِلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ الْحُمَّى يَرْفَعُ عَقِيرَتَهُ وَيَقُولُ :

أَلَا لَيْتَ شِعْرِي هَلْ أَبِيتَنَّ لَيْلَةً

بِوَادٍ وَحَوْلِي إِذْخِرٌ وَجَلِيلُ

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْماً مِيَاهَ مَجَنَّةٍ

وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِي شَامَةٌ وَطَفِيلُ

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِينَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ وَصَحِّحْهَا وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ". [1]

ترجمہ: ''جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو حضرت ابوبکر اور حضرت بلال کو بخار آ گیا میں ان دونوں کے پاس گئی اور میں نے کہا ابا جان طبیعت کیسی ہے؟ اور اے بلال تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب انہیں بخار چڑھتا تو وہ یہ شعر پڑھتے ہر شخص اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے اور موت اس کے جوتے کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور بلال کا بخار اترتا تو وہ زور زور سے یہ اشعار پڑھتے تھے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ کیا میں کوئی رات وادی

[1]....(صحيح البخاري: كتاب مناقب الأنصار/باب مقدم النبي ﷺ واصحابه المدينة ،ج، ۲،ص،۵۲۵،رقم الحديث،۳۹۲۶،دارالكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

(مکہ) میں گزار سکوں گا کہ میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل گھاس ہو اور مجنہ نامی چشمے پر کب پہنچوں گا اور مجھے شامہ اور طفیل نامی پہاڑیاں کبھی دکھائی دیں گی۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور یہ حالت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی اے اللہ مدینہ ہمیں محبوب بنادے جیسا کہ مکہ سے ہمیں محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اس کی آب وہوا کو صحت بخش بنادے اس کے مد اور صاع (دو پیمانہ ہیں) میں ہمارے لئے برکت دے اور اس کے بخار کو منتقل کر کے جحفہ بھیج دے"۔

حضرت قتادہ کا جوتا ٹانکنا

عبداللہ بن ابی قتادہ اسلمی سے ان کے والد نے بیان کیا کہ:

"كُنْتُ يَوْمًا جَالِسًا مَعَ رِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلٍ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَازِلٌ أَمَامَنَا وَالْقَوْمُ مُحْرِمُونَ وَأَنَا غَيْرُ مُحْرِمٍ فَأَبْصَرُوا حِمَارًا وَحْشِيًّا وَأَنَا مَشْغُولٌ أَخْصِفُ نَعْلِي فَلَمْ يُؤْذِنُونِي لَهُ وَأَحَبُّوا لَوْ أَنِّي أَبْصَرْتُهُ فَالْتَفَتُّ فَأَبْصَرْتُهُ فَقُمْتُ إِلَى الْفَرَسِ فَأَسْرَجْتُهُ ثُمَّ رَكِبْتُ وَنَسِيتُ السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقُلْتُ لَهُمْ نَاوِلُونِي السَّوْطَ وَالرُّمْحَ فَقَالُوا لَا وَاللَّهِ لَا نُعِينُكَ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ فَغَضِبْتُ فَنَزَلْتُ فَأَخَذْتُهُمَا ثُمَّ رَكِبْتُ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَعَقَرْتُهُ ثُمَّ جِئْتُ بِهِ وَقَدْ مَاتَ فَوَقَعُوا فِيهِ يَأْكُلُونَهُ ثُمَّ إِنَّهُمْ شَكُّوا فِي أَكْلِهِمْ إِيَّاهُ وَهُمْ حُرُمٌ فَرُحْنَا وَخَبَأْتُ الْعَضُدَ مَعِي فَأَدْرَكْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ مَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَنَاوَلْتُهُ الْعَضُدَ، فَأَكَلَهَا

Marfat.com

حَتّٰی نَفِدَهَا وَهُوَ مُحْرِمٌ".[1]

ترجمہ: "میں ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند صحابہ کے ساتھ مکہ کے راستہ میں ایک منزل پر بیٹھا ہوا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے آگے پڑاؤ کیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام کی حالت میں تھے لیکن میں احرام میں نہیں تھا۔ لوگوں نے ایک گورخر کو دیکھا۔ میں اس وقت اپنا جوتا ٹانکنے میں مصروف تھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس گورخر کے متعلق بتایا کچھ نہیں لیکن چاہتے تھے کہ میں کسی طرح دیکھ لوں۔ چنانچہ میں متوجہ ہوا اور میں نے اسے دیکھ لیا، پھر میں گھوڑے کے پاس گیا اور اسے زین پہنا کر اس پر سوار ہو گیا لیکن کوڑا اور نیزہ بھول گیا تھا۔ میں نے ان لوگوں سے کہا کہ کوڑا اور نیزہ مجھے دے دو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہم تمہاری شکار کے معاملہ میں کوئی مدد نہیں کریں گے۔ (کیونکہ ہم محرم ہیں) میں غصہ ہو گیا اور میں نے اتر کر خود یہ دونوں چیزیں اٹھائیں پھر سوار ہو کر اس پر حملہ کیا اور ذبح کر لیا۔ جب وہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں اسے ساتھ لایا پھر پکا کر میں نے اور سب نے کھایا لیکن بعد میں انہیں شبہ ہوا کہ احرام کی حالت میں اس (شکار کا گوشت) کھانا کیسا ہے؟ پھر ہم روانہ ہوئے اور میں نے اس کا گوشت چھپا کر رکھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ہم نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا، تمہارے پاس کچھ بچا ہوا بھی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! چنانچہ میں نے آپ ﷺ کو وہ دست دے دیا تو آپ ﷺ نے اس کو کھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اس کو ختم کر دیا حالانکہ آپ احرام میں تھے"۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كِتَابُ الهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيضِ عَلَيْهَا/بَابُ مَنِ اسْتَوْهَبَ مِنْ أَصْحَابِهِ شَيْئًا، ج۳، ص۴۵۳، رقم الحديث۵۴۰۷، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بغیر جوتوں کے شہزادے کے ساتھ جانا

آنحضرت ﷺ کی حیات بابرکات میں حضرت وائل بن حجرؓ جو ''حضر موت'' کے بادشاہ کے بیٹے تھے' آپ ﷺ کی خدمت میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد کچھ روز آپ ﷺ کے پاس مقیم رہے' جب وہ واپس ہونے لگے تو آنحضرت ﷺ نے حضرت معاویہؓ کو کسی ضرورت کی وجہ سے ان کے ساتھ کر دیا' حضرت معاویہؓ ساتھ ہو لئے ۔یہ پیدل تھے اور وائل بن حجرؓ اونٹ پر سوار۔حضرت وائلؓ خاندانی شہزادے تھے اور نئے نئے اسلام لائے تھے' اس لئے شہزادگی کی خو بو ابھی باقی تھی اس لئے انہوں نے حضرت معاویہؓ کو ساتھ بٹھانا گوارا نہ کیا' کچھ دور تک تو حضرت معاویہؓ پیدل چلتے رہے مگر عرب کی صحرا کی گرمی' الامان الحفیظ! جب پاؤں تپتی ہوئی ریت سے جھلسنے لگے تو تنگ آ کر حضرت وائلؓ سے شکایت کی اور کہا کہ:

مجھے بھی اپنے ساتھ سوار کر لیجئے' مگر وہ شہزادگی کی شان میں تھے، کہنے لگے: ''یہ کیوں کر ممکن ہے کہ میں تمہیں سوار کر لوں تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو بادشاہوں کے ساتھ ہو سکتے ہوں''۔

حضرت معاویہؓ نے کہا: اچھا! اپنے جوتے ہی دے دیجئے کہ ریت کی گرمی سے کچھ بچ جاؤں' مگر انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہنے لگے:

تمہارے لئے بس اتنا شرف کافی ہے کہ میری اونٹنی کا جو سایہ زمین پر پڑ رہا ہے اس پر پاؤں رکھ کر چلتے رہو' مختصر یہ کہ انہوں نے نہ حضرت معاویہؓ کو سوار ہونے دیا اور نہ اس قیامت خیز گرمی سے بچنے کا کوئی اور انتظام کیا۔اور سارا راستہ حضرت معاویہؓ نے پیدل طے کیا۔ظاہر ہے کہ حضرت معاویہؓ بھی خاندانی اعتبار سے کچھ کم مرتبہ نہیں تھے وہ بھی سردار قریش کے بیٹے تھے۔لیکن آنحضرت ﷺ کے حکم کی اطاعت کے لئے پیشانی پر شکن لائے بغیر ان کے ساتھ

Marfat.com

چلتے رہے۔

مگر یہی وائل بن حجرؓ حضرت معاویہؓ کے پاس اس وقت آتے ہیں جب وہ خلیفہ بن چکے ہیں تو حضرت معاویہؓ انہیں پہچانتے ہیں اور وہ سارا واقعہ ان کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ سب کچھ بھلا کر ان کی بھرپور مہمانداری کرتے ہیں اور ان کے ساتھ انتہائی عزت واکرام کا برتاؤ کرتے ہیں۔[1]

اگر رستے میں ڈر کی کوئی بات دیکھوں گا تو میں دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو جاؤں گا گویا کہ جوتا صاف کرتا ہوں

زید ابوقتیبہ اسلم مثنیٰ ابوجمرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے کہا میں تم سے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام کا واقعہ بیان کرتا ہوں ہم نے کہا ضرور بیان فرمایئے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ابوذرؓ نے کہا کہ:

"كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقُلْتُ لِأَخِي انْطَلِقْ إِلَى هَذَا الرَّجُلِ كَلِّمْهُ وَأْتِنِي بِخَبَرِهِ فَانْطَلَقَ فَلَقِيَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ مَا عِنْدَكَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهَى عَنْ الشَّرِّ فَقُلْتُ لَهُ لَمْ تَشْفِنِي مِنْ الْخَبَرِ فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلَى مَكَّةَ فَجَعَلْتُ لَا أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ وَأَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيبٌ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ قَالَ

---

[1]....(ابن عبد البر: الاستیعاب تحت الاصابہ، ص، ۶۰۵، ج، ۳، مصر)
وكذا في تاريخ ابن خلدون: ج، ۲، ص، ۸۳۵، بیروت، بحوالہ حضرت امیر معاویہؓ اور تاریخی حقائق: ص، ۲۸۷۔۲۸۸)

Marfat.com

فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لَا يَسْأَلُنِي عَنْ شَيْءٍ وَلَا أُخْبِرُهُ فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِي عَنْهُ بِشَيْءٍ قَالَ فَمَرَّ بِي عَلِيٌّ فَقَالَ أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ انْطَلِقْ مَعِي قَالَ فَقَالَ مَا أَمْرُكَ وَمَا أَقْدَمَكَ هَذِهِ الْبَلْدَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ قَالَ فَإِنِّي أَفْعَلُ قَالَ قُلْتُ لَهُ بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَا هُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَأَرْسَلْتُ أَخِي لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِي مِنَ الْخَبَرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ فَقَالَ لَهُ أَمَا إِنَّكَ قَدْ رَشَدْتَ هَذَا وَجْهِي إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِي ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلَى الْحَائِطِ كَأَنِّي أُصْلِحُ نَعْلِي وَامْضِ أَنْتَ فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ اعْرِضْ عَلَيَّ الْإِسْلَامَ فَعَرَضَهُ فَأَسْلَمْتُ مَكَانِي فَقَالَ لِي يَا أَبَا ذَرٍّ اكْتُمْ هَذَا الْأَمْرَ وَارْجِعْ إِلَى بَلَدِكَ فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُورُنَا فَأَقْبِلْ فَقُلْتُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ فَجَاءَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ إِنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ فَقَامُوا فَضُرِبْتُ لِأَمُوتَ فَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ وَيْلَكُمْ تَقْتُلُونَ رَجُلًا مِنْ غِفَارَ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلَى غِفَارَ فَأَقْلَعُوا عَنِّي فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالْأَمْسِ فَقَالُوا قُومُوا إِلَى هَذَا الصَّابِئِ فَصُنِعَ بِي مِثْلَ مَا صُنِعَ بِالْأَمْسِ وَأَدْرَكَنِي الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالْأَمْسِ قَالَ فَكَانَ هَذَا أَوَّلَ إِسْلَامِ أَبِي ذَرٍّ رَحِمَهُ اللَّهُ". [1]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/قصة زمزم، ج۲، ص۴۱۹، ۴۲۰، رقم الحديث، ۳۵۲۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں قبیلہ غفار کا آدمی ہوں ہم کو خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص ظاہر ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے میں نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم اس شخص کے پاس جا کر بات چیت کرو اور مجھے اس کی خبر دو پس وہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرنے کے بعد لوٹ کر آئے، میں نے اپنے بھائی سے دریافت کیا کیا خبر لائے؟ جواب دیا! بخدا میں نے ایک ایسے جوان مرد کو دیکھا جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں میں نے کہا مجھے اتنی خبر سے تسکین نہیں ہوئی میں نے خود ناشتہ اور لاٹھی لی اور مکہ کی طرف چل دیا اور مکہ میں داخل ہو کر سخت پریشان ہوا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتا نہیں تھا اور نہ ہی یہ مناسب سمجھا کہ (کسی سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھوں میں نے اپنا معمول کر لیا تھا زم زم کا پانی پی لیتا اور کعبہ میں رہتا ایک دفعہ میری طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرے اور انہوں نے کہا (یہ شخص) مسافر ہے؟ میں نے کہاں ہاں تو انہوں نے مجھ سے کہا (ہمارے) مکان میں چلو! میں ان کے ساتھ چل دیا راستہ بھر نہ انہوں نے مجھ سے کوئی بات پوچھی اور نہ میں نے ان سے کچھ بیان کیا جب صبح ہوئی تو میں کعبہ میں گیا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (کسی سے) دریافت کروں اور کوئی مجھ سے آپ کے حالات بیان کرے دوبارہ پھر میری طرف علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر ہوا انہوں نے کہا ابھی تک تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تم اپنی جائے قیام کو پہچانو؟ میں نے کہا نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میرے ساتھ چلو پھر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مجھ سے کہا) یہاں مکہ میں تم کیوں آئے؟ میں نے کہا اگر تم میرے راز کو ظاہر نہ کرو تو تم سے کہتا ہوں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں راز دار ہی رہوں گا، میں نے ان سے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ یہاں ایسے شخص ظاہر ہوئے جو نبوت کے مدعی

Marfat.com

ہیں اگر چہ میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تھا تا کہ وہ ان سے بات چیت کر کے امر واقعی کی مجھے اطلاع دیں مگر انہوں نے لوٹ کر کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا اس لئے میں خود ہی ان سے ملنا چاہتا ہوں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! بس اتنی سی بات تو خوش ہو جاؤ کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے میں خود ان کے پاس جا رہا ہوں تم میرے ساتھ چلو جہاں میں جاؤں وہاں تم بھی جانا اگر میں کسی ایسے آدمی کو دیکھوں گا جس سے تم کو کچھ اندیشہ ہو تو میں کسی دیوار کے پاس کھڑا ہو جاؤں گا اور یہ معلوم ہو گا کہ اپنا جوتا درست کر رہا ہوں خبر دار تم میرے ساتھ کھڑے نہ ہونا بلکہ آگے نکل جانا چنانچہ میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چل دیا اور ان کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے دولت اسلام سے سرفراز فرمایئے چنانچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مسلمان کیا اور فرمایا ابوذر اس بات کو پوشیدہ رکھو اور اپنے شہر کی طرف واپس جاؤ پھر جب ہمارے غلبہ کی تم کو خبر پہنچے تو آ جانا میں نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے میں اس بات کو لوگوں میں پکار کر کہوں گا چنانچہ ابوذر نے کعبہ میں قریش سے کہا! اے قریشیو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں قریش نے کہا اس بے دین کی کھڑے ہو کر خبر لو اور وہ مارنے کے لئے تیار ہو گئے اور مار مار کر ادھ موا کر دیا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے دیکھا خود کو میری ڈھال بنا لیا اور کافروں سے کہا تمہاری خرابی ہو (قبیلہ) غفار کے آدمی کو قتل کئے دیتے ہو حالانکہ تمہاری تجارتی منڈی اور راستہ غفار ہی کی طرف سے ہے، یہ سن کر وہ باز آ گئے پھر جب صبح ہوئی تو میں نے کعبہ میں جا کر ویسا ہی کہا جیسا کہ کل کہا تھا پھر انہوں نے کہا اس بے دین کی کھڑے ہو

Marfat.com

کر خبر لو! چنانچہ میرے ساتھ وہی ہوا جو کل ہوا تھا پھر عباس نے دیکھا اور مجھے ان سے بچا کر کل کی طرح بات چیت کی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ابوذر کے اسلام کی یہ پہلی منزل ہے"۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گدھے کے ایک طرف اپنے پاؤں لٹکانا

حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"إِنَّ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ لَمَّا قَدِمَ الْمَدَائِنَ قَدِمَ عَلَى حِمَارٍ عَلَى إِكَافٍ وَبِيَدِهِ رَغِيفٌ وَعِرْقٌ، وَهُوَ يَأْكُلُ عَلَى الْحِمَارِ، قَالَ هَنَّادٌ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، مِثْلَهُ. وَزَادَ فَقَالَ: وَهُوَ سَادِلٌ رِجْلَيْهِ مِنْ جَانِبٍ". [1]

ترجمہ: "جب حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن پہنچے تو وہ گدھے پر سوار تھے جس پر پالان پڑا ہوا تھا، اور ان کے ہاتھ میں روٹی اور گوشت والی ہڈی تھی جسے وہ گدھے پر بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے۔ حضرت طلحہ بن مصرف راوی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے دونوں پیر ایک طرف لٹکا رکھے تھے"۔

حضرت عامر بن عبداللہ کا جوتا چوری ہونا

اصمعی بیان کرتے ہیں کہ:

"سُرِقَتْ نَعْلُ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَمَا انْتَعَلَ حَتَّى مَاتَ". [2]

ترجمہ: "عامر بن عبداللہ کے جوتے چوری ہو گئے تو انہوں نے مرتے دم تک جوتا نہیں پہنا"۔

---

[1]....(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، ج، ١، ص، ٢٧٧، دار الكتاب العربي، بيروت)

[2]....(حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، امِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَمِنْهُمُ الدَّاعِي الْعَامِلُ، ج، ٣، ص، ١٦٧، دار الكتاب العربي)

Marfat.com

رسول اللہؐ کی مجلس میں ایک آدمی کا اپنے نیچے دوسرے شخص کی جوتیوں کو چھپانا

حضرت ابوالحسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ میں بھی شریک ہوئے تھے اور معرکۂ بدر میں بھی وہ فرماتے ہیں کہ:

"وكان عَقَبياً بَدْرياً قال: كنا جلوساً مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقام رجل ونسي نعليه، فأخذهما رجل فوضعهما تحته. فرجع الرجل فقال: نعليَّ، فقال القوم: ما رأيناهما. فقال: هو ذَهُ، فقال: فكيف بروعة المؤمن؟ مرتين أو ثلاثاً"۔[1]

ترجمہ: "ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص کھڑا ہوا اور کہیں چلا گیا اور اپنی جوتیاں وہیں بھول گیا۔ ایک آدمی نے وہ جوتیاں اٹھا کر اپنے نیچے رکھ لیں۔ وہ آدمی واپس آکر کہنے لگا میری جوتیاں (کہاں ہیں؟) لوگوں نے کہا ہم نے تو نہیں دیکھیں (تھوڑی دیر وہ پریشان ہو کر ڈھونڈتا رہا) پھر اس کے بعد جس شخص نے چھپائی تھیں اس نے کہا جوتیاں یہ ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا مومن کو پریشان کرنے کا کیا جواب دو گے؟ اس آدمی نے کہا میں نے تو مذاق میں چھپائی تھیں رسول اللہ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہی فرمایا مؤمن کو پریشان کرنے کا کیا جواب دو گے؟

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"ان رجلاً أخذ نعل رجل فغيَّبها وهو يمزح، فذُكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا

---

[1]....(حياة الصحابة: ترويع المسلم: ج۳، ص۱۳۳، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

Marfat.com

تروّعوا المسلم فإنّ روعة المسلم ظلم عظيم". [1]

ترجمہ: "ایک شخص نے دوسرے شخص کی جوتی لے کر مذاق میں غائب کر دی کسی نے اس کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کیا آنحضرت ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان کو پریشان مت کرو کیونکہ مسلمان کو پریشان کرنا بہت بڑا ظلم ہے"۔

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خوبصورت جوتے پہننا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"مَا احْتَذَى النِّعَالَ وَلَا انْتَعَلَ، وَلَا رَكِبَ الْمَطَايَا وَلَا رَكِبَ الْكُوْرَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ". [2]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے بعد حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بہتر نہ تو کسی نے (خوبصورت) جوتے پہنے ہیں اور نہ ان سے بہتر سواری کی ہے"۔

عوف بن مالک اشجعیؓ کا اپنے ہم نشین کے سامنے اپنے پاؤں پھیلانا

کثیر بن مرہ بیان کرتے ہیں کہ:

"دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَوَجَدْتُ عَوْفَ بْنَ مَالِكٍ الْأَشْجَعِيَّ جَالِسًا فِي حَلْقَةٍ مَادًّا رِجْلَيْهِ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلَمَّا رَآنِي قَبَضَ رِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ لِي: تَدْرِي لِأَيِّ شَيْءٍ مَدَدْتُ رِجْلَيَّ؟ لِيَجِيءَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَيَجْلِسَ". [3]

---

[1]....(حلية الصحابة: ترويع المسلم، ج۳، ص۱۳۴، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت، لبنان)

[2]....(المستدرک علی الصحيحين: كتاب معرفة الصحابة/ ذكر مناقب جعفر بن أبي طالب بن عبد المطلب بن هاشم، ج۳، ص۲۳۱، رقم الحديث ۴۹۳۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

[3]....(الأدب المفرد: بَابُ: هَلْ يُقَدِّمُ الرَّجُلُ رِجْلَهُ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسِهِ؟، ج۱، ص۳۹۲، رقم الحديث ۱۱۴۷، دار البشائر الإسلامية، بيروت)

Marfat.com

ترجمہ: ''میں مسجد میں جمعہ کے دن داخل ہوا۔ میں نے عوف بن مالک اشجعیؓ کو حلقہ میں بیٹھا ہوا پایا، جو اپنی ٹانگ کو آگے پھیلائے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اپنی ٹانگوں کو سمیٹ لیا پھر مجھ سے فرمایا: تم جانتے ہو کہ میں نے کس لئے اپنی ٹانگ کو پھیلایا ہوا تھا؟ تاکہ کوئی نیک شخص آجائے تو اس جگہ بیٹھ جائے''۔

صحابہؓ کا پیروں پر پٹیاں باندھنا

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

''خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ وَنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيرٌ نَعْتَقِبُهُ ، قَالَ :فَنَقِبَتْ أَقْدَامُنَا، فَنَقِبَتْ قَدَمَايَ، وَسَقَطَتْ أَظْفَارِي، فَكُنَّا نَلُفُّ عَلَى أَرْجُلِنَا الْخِرَقَ، فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نُعَصِّبُ عَلَى أَرْجُلِنَا مِنَ الْخِرَقِ ، قَالَ أَبُو بُرْدَةَ فَحَدَّثَ أَبُومُوسَى بِهَذَا الْحَدِيثِ، ثُمَّ كَرِهَ ذَلِكَ، قَالَ: كَأَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَكُونَ شَيْئًا مِنْ عَمَلِهِ أَفْشَاهُ، قَالَ أَبُو أُسَامَةَ وَزَادَنِي غَيْرُ بُرَيْدٍ وَاللّٰهُ يُجْزِي بِهِ''.[1]

ترجمہ: ''ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک لڑائی میں نکلے اور ہم چھ آدمیوں کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔ ہم باری باری اس پر سوار ہوتے تھے۔ ہمارے قدم چھلنی ہوگئے اور میرے دونوں پیر پھٹ گئے اور ناخن بھی گر پڑے، تو ہم نے اپنے پیروں پر پٹیاں باندھ لیں، اس لڑائی کا نام ذات الرقاع بھی اسی وجہ سے رکھا گیا (یعنی پٹیوں دھجیوں والی لڑائی) کیونکہ ہم پاؤں پھٹ جانے کی وجہ

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الجهاد والسیر/باب غزوة ذات الرقاع، ج۳، ص۱۴۴۹، رقم الحدیث۱۸۱۶، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

سے ان پر پٹیاں باندھتے تھے۔ ابو بردہ (راوی) نے کہا کہ یہ حدیث ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ سنائی پھر (ریاکاری کے خوف سے) بیان نہیں کرتے تھے۔ اور ابواسامہ نے کہا کہ برید کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے یہ زیادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ اس کی جزا دے۔

ہماری جوتیوں کا پھسلنا

حضرت عثمان بن محمد بن زبیری کہتے ہیں کہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ: ہماری اور انصار کی مثال ایسی ہے جیسے شاعر نے اسے اپنے شعر میں بیان کیا ہے۔

''اللہ ہماری طرف سے جعفر کو جزائے خیر عطا فرما۔ ان لوگوں نے اس وقت ہماری مدد کی جب ہماری جوتیوں نے پھسل کر ہمیں روندنے والوں کے سامنے ڈال دیا۔ وہ لوگ ہم سے بالکل نہ اکتائے۔ ان لوگوں نے ہماری وجہ سے جو تکلیفیں اٹھائیں اگر ہماری ماں کو وہ اٹھانا پڑ جاتیں تو وہ بھی (ہم سے) اکتا جاتی۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ کا جمعہ کے دن اپنی جوتیوں کو بغل میں دبا کر منبر کی طرف کھڑا ہونا

عاصم بن محمد بن زید اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ:

---

[1]..... "واخرج ابن ابی الدنیا فی الأشراف کما فی الکنز عن عثمان بن محمد بن الزبیری قال: قال ابو بکر الصدیق رضی اللّٰہ عنہ فی بعض خطبہ: نحن واللّٰہ والأنصار کما قال:

جزی اللّٰہ عنا جعفراً حین اشرقت
بنا نعلنا للواطئین فزلّتِ
أبَوا یملّونا ولو ان امّنا
تُلاقی الذی یلقون منّا لملّتِ

(الإشراف فی منازل الأشراف: ج۱، ص۲۸۶، رقم الحدیث ۳۸۶، مکتبۃ الرشد، الریاض، السعودیۃ)

Marfat.com

"كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُومُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى جَانِبِ الْمِنبَرِ فَيَطْرَحُ أَعْقَابَ نَعْلَيْهِ فِي ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ يَقْبِضُ عَلَى رُمَّانَةِ الْمِنبَرِ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوقُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ يَقُولُ فِي بَعْضِ ذٰلِكَ: وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فَإِذَا سَمِعَ حَرَكَةَ بَابِ الْمَقْصُورَةِ بِخُرُوجِ الْإِمَامِ جَلَسَ". [1]

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن اپنی جوتیوں کو بغل میں دبائے، منبر کی جانب کھڑے ہو جاتے، پھر وہ سکڑ کر منبر پر بیٹھ جاتے اور کہتے، ابو القاسم نے فرمایا، محمد ﷺ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صادق ومصدوق نے فرمایا پھر کچھ احادیث سناتے کہ ہلاکت ہے، اہل عرب کے لئے اس فتنہ کی وجہ سے جو عنقریب رونما ہونے والا ہے۔ پھر جب امام کے آنے سے پیدا ہونے والی دروازے کی حرکت سنتے تو پیچھے بیٹھ جاتے (اور امام کے لئے منبر خالی کر دیتے"۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام کو جوتوں سمیت گالوں پر قدم رکھنے کا حکم دینا

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"قَاوَلْتُ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ يَا ابْنَ السَّوْدَاءِ فقال النبي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا ذَرٍّ طف الصاع طف الصاع لَيْسَ لِابْنِ الْبَيْضَاءِ عَلَى ابْنِ السَّوْدَاءِ فَضْلٌ". [2]

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم، ج۱، ص۱۹۰، رقم الحدیث۳۶۷، دار الکتب العلمیة، بیروت)

[2]....("احیاء علوم الدین: کتاب ذم الکبر والعجب، ج۳، ص۳۵۲، دار المعرفة)

Marfat.com

ترجمہ: ''سرکار دو عالم ﷺ کی موجودگی میں میری ایک شخص سے تکرار ہوگئی اور میں نے غصے میں اسے ابن السوداء (کالی عورت کا بیٹا) کہہ دیا، آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا دونوں پلڑے برابر ہیں، سفید فام کے بیٹے کو سیاہ فام پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں آپ ﷺ کی یہ بات سن کر میں زمین پر لیٹ گیا اور میں نے اس شخص سے کہا کھڑے ہو جاؤ اور میرے رخسار کو اپنے قدموں سے روندو''۔

صحابہؓ کا حضرت حمزہ کے پاؤں پر اذخر گھاس ڈالنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''كُفِّنَ حَمْزَةُ فِي نَمِرَةٍ، كَانُوا إِذَا مَدُّوهَا عَلَى رَأْسِهِ، خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا مَدُّوهَا عَلَى رِجْلَيْهِ، خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَمُدُّوهَا عَلَى رَأْسِهِ، وَيَجْعَلُوا عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ، وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: لَوْلَا أَنْ تَجْزَعَ صَفِيَّةُ، لَتَرَكْنَا حَمْزَةَ، فَلَمْ نَدْفِنْهُ، حَتَّى يُحْشَرَ حَمْزَةُ، مِنْ بُطُونِ الطَّيْرِ وَالسِّبَاعِ''[1]

ترجمہ: ''حضرت حمزہ کو ایک دھاری دار چادر میں کفن دیا گیا (جس کی لمبائی فقط اتنی تھی کہ) جب اس کو سر کی طرف سے کھینچے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور پاؤں کو ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تو نبی کریم نے صحابہ کو حکم دیا: کہ ان کے سر کو ڈھانپ دیں اور پاؤں کے اوپر اذخر گھاس ڈال دیں اور رسول اللہ نے فرمایا: اگر صفیہؓ کی بے صبری کا خدشہ نہ ہوتا تو ہم حمزہ کو دفن نہ کرتے بلکہ یونہی چھوڑ دیتے حتی کہ (قیامت کے روز) حمزہ کو پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے نکالا جاتا''۔

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب الجهاد/واما حدیث عبد الله بن یزید الأنصاري، ج۲، ص۱۳۱، رقم الحدیث۲۵۵۸، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

حضرت مصعب کا کفن پاؤں تک نہ پہنچنا

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أُتِيَ بِطَعَامٍ وَكَانَ صَائِمًا، فَقَالَ: قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي، كُفِّنَ فِي بُرْدَةٍ، إِنْ غُطِّيَ رَأْسُهُ، بَدَتْ رِجْلاهُ، وَإِنْ غُطِّيَ رِجْلاهُ بَدَا رَأْسُهُ وَأُرَاهُ قَالَ: وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِنِّي ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ أَوْ قَالَ: أُعْطِينَا مِنَ الدُّنْيَا مَا أُعْطِينَا وَقَدْ خَشِينَا أَنْ تَكُونَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا، ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِي حَتَّى تَرَكَ الطَّعَامَ". [1]

ترجمہ: "حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روزہ رکھا ہوا تھا (روزہ کھولنے کے لئے) ان کے پاس کھانا لایا گیا تو اسے دیکھ کر فرمایا کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے بہتر تھے۔ انہیں شہید کیا گیا اور پھر انہیں ایسی چادر میں کفن دیا گیا جو اتنی چھوٹی تھی کہ اگر ان کا سر ڈھک دیا جاتا تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور اگر پیر ڈھک جاتے تو ان کا سر کھل جاتا اور حضرت حمزہ مجھے سے بہتر تھے۔ ان کو بھی شہید کر دیا گیا۔ پھر دنیا کی ہم پر بہت وسعت ہوگئی اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا بہت زیادہ دی گئی۔ اب ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہمیں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی تو نہیں دے دیا گیا پھر رونا شروع کیا جس کی وجہ سے وہ کھانا نہ کھا سکے"۔

حضرت عبیدہؓ کا جنگ بدر میں پاؤں کٹنا

ابن شہاب فرماتے ہیں کہ:

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الجنائز/باب اذا لم يوجد الا ثوب واحد، ج۲، ص۷۷، رقم الحديث، ۱۲۷۵، دارطوق النجاة)

Marfat.com

"اخْتَلَفَ عُتْبَةُ وَعُبَيْدَةُ بَيْنَهُمَا ضَرْبَتَيْنِ كِلَاهُمَا أَثْبَتَ صَاحِبَهُ، وَكَرَّ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ عَلَى عُتْبَةَ فَقَتَلَاهُ، وَاحْتَمَلَا صَاحِبَهُمَا عُبَيْدَةَ فَجَاءَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ قُطِعَتْ رِجْلُهُ وَمُخُّهَا يَسِيلُ، فَلَمَّا أَتَوْا بِعُبَيْدَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَلَسْتُ شَهِيدًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: بَلَى، فَقَالَ عُبَيْدَةُ: لَوْ كَانَ أَبُو طَالِبٍ حَيًّا لَعَلِمَ أَنَّا أَحَقُّ بِمَا قَالَ مِنْهُ حَيْثُ يَقُولُ: وَنُسْلِمُهُ حَتَّى نُصْرَعَ حَوْلَهُ ...وَنَذْهَلُ عَنْ أَبْنَائِنَا وَالْحَلَائِلِ". [1]

ترجمہ: "(جنگِ بدر میں) عتبہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مڈ بھیڑ ہوئی، دونوں نے ایک دوسرے پر حملے کیے، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عتبہ کو واصل جہنم کیا، اور اپنے ساتھی حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُٹھا کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے۔ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کا پیر کٹ چکا تھا اور اس میں سے مواد بہہ رہا تھا، جب لوگ حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے، حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ کہنے لگے، یا رسول اللہ ﷺ! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ تو حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ بولے کاش کہ ابو طالب آج زندہ ہوتے تو یہ جان لیتے کہ جو وہ اکثر کہا کرتے تھے اس کا ان سے زیادہ میں حقدار ہوں، وہ کہا کرتے تھے، اور ہم فرمانبرداری میں قائم رہیں گے یہاں تک کہ اس کے اردگرد باہم اکھاڑ بچھاڑ ہو جائے اور ہم اپنے بیوی بچوں سے غافل ہو جائیں"۔

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج۳، ص۲۰۸، رقم الحدیث، ۴۸۶۳، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ابوسلام الاسودؒ کا سفر کی وجہ سے پاؤں زخمی ہونا

ابوسلام الاسود کہتے ہیں:

"قَالَ: بَلَغَ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّهُ يُحَدَّثُ عَنْ ثَوْبَانَ حَدِيثُ أَبِي الْأَحْوَصِ، قَالَ: فَبَعَثَ إِلَيْهِ فَحُمِلَ عَلَى الْبَرِيدِ قَالَ: فَلَمَّا انْتَهَى إِلَيْهِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَلَّمَ وَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقَدْ شَقَّ عَلَى رِجْلِي مَرْكَبِي مِنَ الْبَرِيدِ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ كَالْمُتَوَجِّعِ: مَا أَرَدْنَا الْمَشَقَّةَ عَلَيْكَ يَا أَبَا سَلَّامٍ، وَلَكِنْ بَلَغَنِي حَدِيثٌ تُحَدِّثُهُ، عَنْ ثَوْبَانَ، عَنْ نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَوْضِ فَأَحْبَبْتُ أَنْ تُشَافِهَنِي بِهِ مُشَافَهَةً. قَالَ أَبُو سَلَّامٍ: سَمِعْتُ ثَوْبَانَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: حَوْضِي مَا بَيْنَ عَدَنٍ إِلَى عُمَانَ الْبَلْقَاءِ مَاؤُهُ أَشَدُّ بَيَاضًا مِنَ اللَّبَنِ وَأَحْلَى مِنَ الْعَسَلِ وَأَكْوَابُهُ عَدَدُ النُّجُومِ مَنْ شَرِبَ مِنْهُ شَرْبَةً لَمْ يَظْمَأْ بَعْدَهَا أَبَدًا أَوَّلُ النَّاسِ وُرُودًا عَلَيْهِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ الشُّعْثُ رُءُوسًا الدُّنْسُ ثِيَابًا الَّذِينَ لَا يَنْكِحُونَ الْمُنَعَّمَاتِ وَلَا تُفْتَحُ لَهُمُ السُّدَدُ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: لَكِنِّي قَدْ نَكَحْتُ الْمُنَعَّمَاتِ فَاطِمَةَ بِنْتَ عَبْدِ الْمَلِكِ وَفُتِحَتْ لِي السُّدَدُ لَا جَرَمَ أَنِّي لَا أَغْسِلُ رَأْسِي حَتَّى يَشْعَثَ وَلَا ثَوْبِيَ الَّذِي يَلِي جَسَدِي حَتَّى يَتَّسِخَ". [1]

ترجمہ: "حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کو (میرے بارے میں) یہ اطلاع ملی کہ میں حضرت ثوبان کے واسطے سے ابوالاحوص کی حدیث بیان کرتا

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحن للحاکم: ج۴، ص۲۰۴، رقم الحدیث، ۷۳۷۴، دار الکتب العلمیة، بیروت)

قال الحاکم: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

Marfat.com

ہوں، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے آدمی بھیجے، وہ ان کو حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس لے آئے، انہوں نے حضرت عمر بن عبد العزیز کو سلام کرنے کے بعد کہا: اے امیر المومنین! سفر کی وجہ سے میرے پاؤں میں زخم ہو گیا ہے، حضرت عمر بن عبد العزیز نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: ہمارا ارادہ آپ کو تکلیف دینے کا نہ تھا، اصل بات یہ ہے کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم حضرت ثوبان کے حوالے سے حوض کوثر کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کا کوئی فرمان روایت کرتے ہو، مجھے خواہش ہوئی کہ وہ فرمان مصطفوی تم سے بالشافہہ سنوں، (اس لئے آپ کو یہاں لانے کی تکلیف دی گئی ہے) ابو سلام نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرا حوض (مقام) عدن (یہ ساحلی پٹی کا علاقہ ہے جہاں یمن کا ساحل ختم ہوتا ہے اور ہند کا ساحل شروع ہوتا ہے) سے لے کر عمان البلقاء (اس سے مراد یمن یا شام کی بستی سے اور البلقاء، سے مراد بعض مؤرخین کے نزدیک فلسطین کا ایک شہر ہے) تک ہے۔ اس (حوض) کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس کے پیالوں کی تعداد ستاروں کے برابر ہے، جو شخص اس کا ایک گھونٹ پی لے گا، اس کو کبھی پیاس نہیں لگی گی، اس حوض پر سب سے پہلے فقراء مہاجرین آئیں گے، جو پراگندہ بالوں والے، بوسیدہ کپڑوں والے ہوں گے، مالدار خواتین سے وہ نکاح نہیں کرتے اور نہ ان کے لئے مسدود راہیں کھلتی ہیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا: لیکن میں نے تو مالدار خاتون فاطمہ بن عبد الملک سے نکاح کیا ہے اور میرے لئے مسدود راہیں کھول دی جاتی ہیں، اب میں اپنا سر نہیں دھویا کروں گا، تاکہ میرے بال پراگندہ ہو جائیں اور نہ میں اپنے جسم پر پہنے ہوئے کپڑے تبدیل کیا کروں گا تاکہ یہ بوسیدہ ہو جائیں۔

Marfat.com

ایک شامی کا حجاج کے حکم پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاؤں پر تلوار مار کر زخم کرنا

عطیہ کہتے ہیں:

"قُلْتُ لِمَوْلًى لِابْنِ عُمَرَ: كَيْفَ كَانَ مَوْتُ ابْنُ عُمَرَ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَنْكَرَ عَلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوسُفَ أَفَاعِيلَهُ فِي قَتْلِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَقَامَ إِلَيْهِ فَأَسْمَعَهُ، فَقَالَ الْحَجَّاجُ :اسْكُتْ يَا شَيْخًا، قَدْ خَرِفْتَ، فَلَمَّا تَفَرَّقُوا أَمَرَ الْحَجَّاجُ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ فَضَرَبَهُ بِحَرْبَتِهِ فِي رِجْلِهِ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ الْحَجَّاجُ يَعُودُهُ، فَقَالَ: لَوْ أَعْلَمُ الَّذِي أَصَابَكَ لَضَرَبْتُ عُنُقَهُ، فَقَالَ :أَنْتَ الَّذِي أَصَبْتَنِي، قَالَ: كَيْفَ؟ قَالَ :يَوْمَ أَدْخَلْتَ حَرَمَ اللَّهِ السِّلَاحَ". [1]

ترجمہ: "میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے آزاد کردہ غلام سے پوچھا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال کیسے ہوا؟ انہوں نے بتایا کہ حجاج بن یوسف نے جو حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کیا، اس پر عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھل کر حجاج کی مخالفت کی تھی، اور اُس کے منہ پر اس کو غلط کہا تھا۔ حجاج نے کہا: او بزرگوار، چپ کر جا، تو پاگل بوڑھا ہو چکا ہے، جب لوگ منتشر ہو گئے تو حجاج نے ایک شامی شخص کو حکم دیا، اُس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاؤں میں تلوار مار کر زخم کر دیا۔ پھر حجاج ان کی عیادت کرنے کے لئے گیا، اور کہنے لگا: اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کس شخص نے آپ کو زخمی کیا ہے تو میں اس کی گردن مار دوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ... /ذِكْرُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، ج۳، ص۶۴۲، رقم الحدیث۶۳۵۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

نے فرمایا: تو نے ہی تو مجھے زخمی کیا ہے، حجاج نے پوچھا: وہ کیسے؟ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جس دن تو نے اللہ تعالیٰ کے حرم میں ہتھیار داخل کئے تھے، (تو نے اسی دن ہمیں زخمی کر دیا تھا)''۔

زیاد ابن سکن کا رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں جان دینا

غزوۂ احد میں زیاد ابن سکن کو یہ شرف حاصل ہوا کہ جب زخم کھا کر گرے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان کو میرے قریب لاؤ لوگوں نے ان کو آنحضرت ﷺ کے قریب کر دیا، انہوں نے اپنے رخسار آپ ﷺ کے قدم مبارک پر رکھ دیئے اور اسی حالت میں جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دی۔ [1]

حسن بن علیؓ کا حضرت اشعث بن قیس کے پاؤں پر خوشبو لگانا

حضرت حفص بن جابر فرماتے ہیں کہ:

"لَمَّا مَاتَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ: إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ فَلَا تُهَيِّجُوهُ حَتَّى تَأْتُونِي بِهِ، قَالَ: فَأُتِيَ بِهِ فَدَعَا بِحَنُوطٍ فَوَضَّأَ بِهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ وَرِجْلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ادْرُجُوا". [2]

ترجمہ: ''جب اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، تو حضرت حسن بن علی رضی

---

[1]....."قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حِينَ غَشِيَهُ الْقَوْمُ: مَنْ رَجُلٌ يَشْرِي لَنَا نَفْسَهُ؟ كَمَا حَدَّثَنِي الْحُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ ابْنِ مَعَاذٍ، عَنْ مَحْمُودِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: فَقَامَ زِيَادُ بْنُ السَّكَنِ فِي نَفَرٍ خَمْسَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَبَعْضُ النَّاسِ يَقُولُ: إِنَّمَا هُوَ عُمَارَةُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ فَقَاتَلُوا دُونَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، رَجُلًا فَرَجُلًا، يُقْتَلُونَ دُونَهُ، حَتَّى كَانَ آخِرُهُمْ زِيَادٌ أَوْ عُمَارَةُ، فَقَاتَلَ حَتَّى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ، ثُمَّ فَاءَتْ فِئَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، فَأَجْهَضُوهُمْ عَنْهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَدْنُوهُ مِنِّي، فَأَدْنَوْهُ مِنْهُ، فَوَسَّدَهُ قَدَمَهُ، فَمَاتَ وَخَدُّهُ عَلَى قَدَمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ". (سيرة ابن هشام: ج۲، ص۸۱، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبي)

[2]....(المستدرك على الصحيحين للحاكم: كتاب معرفة الصحابة /ذكر الاشعث بن قيس الكندي رضى الله عنه، ج۳، ص۶۰۰، رقم الحديث، ۶۲۲۲، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: جب تم ان کو غسل دے لو تو کفن دینے سے پہلے اس کو میرے پاس لانا، چنانچہ ان کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس لایا گیا، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خوشبو منگوا کر ان کے ہاتھ، پاؤں، اور چہرے پر ملی۔ پھر فرمایا: اس کو کفن پہنا دو"۔

معاویہ بن معاویہ المزنی کا کھڑے، بیٹھے اور پیدل چلتے سورۃ اخلاص پڑھنا

ابوامامہؓ سے روایت کیا کہ:

"أَتَى رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم جِبْرِيل وَهُوَ بتبوك فَقَالَ: يَا مُحَمَّد اشْهَدْ جَنَازَة مُعَاوِيَة بن مُعَاوِيَة الْمُزنِيّ فَخرج رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم وَنزل جِبْرِيل فِي سبعين ألفا من الْمَلَائِكَة فَوضع جناحه الْأَيْمن على الْجبَال فتواضعت وَوضع جناحه الْأَيْسَر على الْأَرْضين فتواضعت حَتّى نظر إِلَى مَكَّة وَالْمَدينَة فصلى عَلَيْهِ رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم وَجِبْرِيل وَالْمَلَائِكَة فَلَمَّا فرغ قَالَ يَا جِبْرِيل: مَا بلغ مُعَاوِيَة بن مُعَاوِيَة الْمُزنِيّ هَذِه الْمنزلَة قَالَ: بقرائته (قل هُوَ اللّٰه أحد) قَائِما وَقَاعِدا وراكباً وماشياً". [1]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کے پاس جبریل تشریف لائے اور آپ تبوک میں تھے اور فرمایا اے محمد! معاویہ بن معاویہ المزنیؓ کے جنازہ میں حاضر ہو جایئے تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور جبریل ستر ہزار فرشتوں میں نازل ہوئے۔ انہوں نے اپنے دائیں پر کو پہاڑوں پر رکھا۔ تو وہ ہموار ہو گئے جھک گئے۔ اور بائیں پر کو زمین پر رکھا یہاں تک کہ آپ مکہ اور مدینہ کی طرف دیکھنے لگے تو رسول اللہ ﷺ جبریل

[1]....(الدر المنثور: ج۸، ص۶۷۴، دار الفکر بیروت)

Marfat.com

اور فرشتوں نے ان پر نماز پڑھی۔ جب فارغ ہوئے تو پوچھا اے جبریل! اس مقام پر معاویہ بن معاویہ المزنی کیسے پہنچا؟ انہوں نے کہا آیت قل ہو اللہ احد پڑھنے کی وجہ سے۔ کہ وہ کھڑے ہوئے بیٹھے ہوئے، سوار ہوتے اور پیدل چلتے ہوئے یہ سورۃ پڑھتے رہتے تھے۔

معاویہ بن معاویہ لیثیؓ کا چلتے ہوئے سورہ اخلاص کی تلاوت کرنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ:

"كُنَّا مَعَ رَسُول اللّٰه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بتبوك فطلعت الشَّمْس ذَات يَوْم بضياء وشعاع وَنور لم نرها قبل ذَلِك فِيمَا مضى فَجعل رَسُول اللّٰه صلى اللّٰه عَلَيْهِ وَسلم يعجب من ضيائها ونورها إِذْ أَتَاهُ جِبْرِيل فَسَأَلَ جِبْرِيل :مَا للشمس طلعت لَهَا نور وضياء وشعاع لم أرها طلعت فِيمَا مضى قَالَ :ذَاك أَن مُعَاوِيَة بن مُعَاوِيَة اللَّيْثِيّ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ الْيَوْم فَبعث اللّٰه إِلَيْهِ سبعين ألف ملك يصلونَ عَلَيْهِ قَالَ:بِمَ ذَاك يَا جِبْرِيل قَالَ : كَانَ يكثر(قل هُوَ الله أحد) قَائِما وَقَاعِدا وماشياً وآناء اللَّيْل وَالنَّهَار استكثر مِنْهَا فَإِنَّهَا نِسْبَة ربكُم وَمن قَرَأَهَا خمسين مرّة رفع اللّٰه لَهُ خمسين ألف دَرَجَة وَحط عَنهُ خمسين ألف سَيِّئَة وَكتب لَهُ خمسين ألف حَسَنَة وَمن زَاد زَاد اللّٰه لَهُ قَالَ جِبْرِيل:فَهَل لَك أَن أَقبض الْأَرْض فَتُصَلِّي عَلَيْهِ قَالَ:نعم فصلى عَلَيْهِ".[1]

ترجمہ:" ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تبوک میں تھے کہ ایک دن سورج روشنی، شعاعوں اور چمک کے ساتھ طلوع ہوا۔ اس سے پہلے ہم نے اس کو اس حال میں

[1]....(الدر المنثور: ج۸، ص۶۷۳، دار الفکر بیروت)

Marfat.com

نہ دیکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی روشنی اور اس کے نور سے تعجب فرمایا۔ اچانک آپ کے پاس جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا سورج کو کیا ہوا کہ یہ ایسے نور، روشنی اور شعاعوں کے ساتھ طلوع ہوا میں نے گذشتہ دنوں اسے اس طرح طلوع ہوتے نہیں دیکھا۔ تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا معاویہ بن معایہ اللیثیؓ کا آج مدینہ منورہ میں انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ستر ہزار فرشتوں کو بھیجا ہے جو ان پر نماز پڑھیں گے۔ آپ نے پوچھا ایسا کس سبب سے ہوا؟ اے جبریل! انہوں نے کہا کہ وہ قل ہوا اللہ احد کثرت سے پڑھتے تھے۔ کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے، چلتے ہوئے، رات اور دن کے اوقات میں اس کی کثرت کرتے تھے۔ آپ بھی اسے کثرت سے پڑھیے۔ کیونکہ اس میں آپ کے رب کا نسب ہے۔ اور جو شخص اس کو پچاس مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لیے پچاس ہزار درجے بلند فرمائیں گے۔ اور پچاس ہزار برائیاں مٹادیں گے۔ اور اس کے لیے پچاس ہزار نیکیاں لکھ دیں گے۔ اور جس شخص نے اس میں اضافہ کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس میں اضافہ فرمادے گا۔ جبریل نے فرمایا کیا آپ کی خواہش ہے کہ میں زمین کو سمیٹ دوں اور آپ اس پر نماز پڑھیں؟ فرمایا ہاں پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز پڑھی۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَم

Marfat.com

(باب نمبر۱۲)

جوتوں سے متعلق مختلف واقعات

رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والے کے پاؤں میں کانٹا چبھ جانے سے موت

عاص بن وائل کے سر میں تھوہر چلا گیا جس سے وہ سوج گیا اور وہ مر گیا، بعض روایات میں آتا ہے کہ وہ گدھے پر سوار ہو کر طائف کی طرف گیا، وہاں اس کو تھوہر کے ساتھ باندھا، اس کا کانٹا اس کے پیر کی ہتھیلی میں چبھ گیا۔ یہی اس کی موت کا سبب بنا۔[1]

براق کا حد نگاہ تک قدم رکھنا

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ، وَدُونَ الْبَغْلِ، يَضَعُ حَافِرَهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ، قَالَ: فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، قَالَ: فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي يَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ، قَالَ ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ فَجَاءَنِي

---

[1]..."وَأَمَّا الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ يَوْمًا إِذْ دَخَلَ فِي رَأْسِهِ شِبْرِقَةٌ حَتَّى امْتَلَأَتْ مِنْهَا فَمَاتَ مِنْهَا وَقَالَ غَيْرُهُ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: فَرَكِبَ إِلَى الطَّائِفِ عَلَى حِمَارٍ فَرَبَضَ عَلَى شِبْرِقَةٍ فَدَخَلَتْ فِي أَخْمَصِ قَدَمِهِ شَوْكَةٌ فَقَتَلَتْهُ".

(دلائل النبوة: ابواب المبعث/بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهاً آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ، الْآيَةَ وَمَا ظَهَرَ فِي كِفَايَةِ الْمُسْتَهْزِئِينَ مِنَ الْآيَاتِ، ج۲، ص۳۱۸، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ، فَرَحَّبَ بِي، وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِابْنَيْ الْخَالَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، وَيَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّاءَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا، فَرَحَّبَا وَدَعَوَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا هُوَ قَدِ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قَالَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِدْرِيسَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا)، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِهَارُونَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ، وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ

Marfat.com

السَّادِسَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قِيلَ :مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ، قِيلَ :وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا، فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَحَّبَ وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، فَقِيلَ:مَنْ هَذَا؟ قَالَ:جِبْرِيلُ، قِيلَ:وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ:مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قِيلَ:وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ:قَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ، فَفُتِحَ لَنَا فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ، قَالَ:فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيَّ مَا أَوْحَى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ :مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ:خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ:ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ:فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي، فَقُلْتُ:يَا رَبِّ،خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقُلْتُ:حَطَّ عَنِّي خَمْسًا، قَالَ:إِنَّ أُمَّتَكَ لَا يُطِيقُونَ ذَلِكَ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، قَالَ:فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى، وَبَيْنَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى قَالَ:يَا مُحَمَّدُ، إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً، وَمَنْ هَمَّ

Marfat.com

بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا لَمْ تُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ سَيِّئَةً وَاحِدَةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ". [1]

ترجمہ: "میرے لئے براق لایا گیا، براق ایک سفید لمبا گدھے سے اونچا اور خچر سے چھوٹا جانور ہے منتہائے نگاہ تک اپنے پاؤں رکھتا ہے میں اس پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور اسے اس حلقہ سے باندھا جس سے دوسرے انبیاء علیہ السلام اپنے اپنے جانور باندھا کرتے تھے پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعتیں پڑھیں پھر میں نکلا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام دو برتن لائے ایک برتن میں شراب اور دوسرے برتن میں دودھ تھا میں نے دودھ کو پسند کیا، حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پسند کیا، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے ساتھ آسمان کی طرف چڑھے، فرشتوں سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو فرشتوں نے پوچھا آپ کون؟ کہا جبرائیل کہا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں نے پوچھا کہ کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں، پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو ہم نے حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات کی آدم علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں دوسرے آسمان کی طرف چڑھایا گیا تو فرشتوں سے دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پھر پوچھا گیا

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان: باب الاسراء برسول اللّٰہ ﷺ الی السموات، فرض الصلوات، ج۱، ص۱۴۵، رقم الحدیث۱۶۲، دار إحیاء التراث العربی بیروت)

Marfat.com

کون؟ کہا جبرائیل اور آپ کے ساتھ کون؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں انہوں نے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے دونوں خالہ زاد بھائیوں حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو دیکھا دونوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام ہمارے ساتھ تیسرے آسمان پر گئے تو دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پوچھا گیا کہ آپ کون ہیں؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرشتوں نے پوچھا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں، پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور اللہ نے انہیں حسن کا نصف حصہ عطا فرمایا تھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں چوتھے آسمان کی طرف چڑھایا گیا دروازہ کھولنے کے لئے کہا گیا تو پوچھا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا کہ کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں ہمارے لئے دروازہ کھلا تو میں نے حضرت ادریس علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، حضرت ادریس کے بارے میں اللہ عزوجل نے فرمایا (وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا) ہم نے ان کو بلند مقام عطا فرمایا ہے، پھر ہمیں پانچویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا حضرت جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو پوچھا گیا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد ﷺ پوچھا گیا کیا بلائے گئے ہیں؟ کہا کہ ہاں بلائے گئے ہیں پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا تو میں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف چڑھایا گیا تو

Marfat.com

جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو پوچھا گیا کون؟ کہا کہ جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر پوچھا کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں یہ بلائے گئے ہیں ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لئے دعائے خیر کی، پھر ہمیں ساتویں آسمان کی طرف چڑھایا گیا حضرت جبرائیل نے دروازہ کھولنے کے لئے کہا تو فرشتوں نے پوچھا کون؟ کہا جبرائیل پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھا گیا کہ کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں ان کو بلانے کا حکم ہوا ہے پھر ہمارے لئے دروازہ کھولا گیا تو میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور کی طرف پشت کئے اور ٹیک لگائے بیٹھے دیکھا اور بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور انہیں دوبارہ آنے کا موقع نہیں ملتا فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے، پھر حضرت جبرائیل مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے گئے اس کے پتے ہاتھی کے کان کی طرح بڑے بڑے تھے اور اس کے پھل بیر جیسے اور بڑے گھڑے کے برابر تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب اس درخت کو اللہ کے حکم سے ڈھانکا گیا تو اس کا حال ایسا پوشیدہ ہوگیا کہ اللہ کی مخلوق میں سے کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اس کے حسن کو بیان کر سکے، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل فرمائی ہر دن رات میں پچاس نمازیں فرض فرمائیں پھر میں وہاں سے واپس حضرت موسیٰ تک پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس نمازیں دن رات میں، موسیٰ نے فرمایا کہ اپنے رب کے پاس واپس جا کر ان سے کم کا سوال کریں اس لئے کہ آپ کی امت میں اتنی طاقت نہ ہوگی کیونکہ میں بنی اسرائیل پر اس کا تجربہ کر چکا اور آزما چکا ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ

Marfat.com

میں نے پھر واپس جا کر اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری امت پر تخفیف فرمادیں تو اللہ نے پانچ نمازیں کم کردیں میں پھر واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس گیا اور کہا کہ اللہ نے پانچ نمازیں کم کردیں موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ کی امت میں اس کی بھی طاقت نہیں اپنے رب کے پاس جا کر ان میں تخفیف کا سوال کریں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس طرح اپنے اللہ کے پاس سے موسیٰ کے پاس اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے اللہ (جل جلالہ) کے بارگاہ میں آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں یہاں تک کہ اللہ نے فرمایا کہ اے محمد ہر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں اور ہر نماز کا ثواب اب دس نمازوں کے برابر ہے پس اس طرح ثواب کے اعتبار سے پچاس نمازیں ہوگئیں اور جو آدمی کسی نیک کام کا ارادہ کرے مگر اس پر عمل نہ کرسکے تو میں اسے ایک نیکی کا ثواب عطا کروں گا اور اگر وہ اس پر عمل کرلے تو میں اسے دس نیکیوں کا ثواب عطا کروں گا اور جو آدمی کسی برائی کا ارادہ کرے لیکن اس کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے نامہ اعمال میں یہ برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر برائی اس سے سرزد ہوجائے تو میں اس کے نامہ اعمال میں ایک ہی برائی لکھوں گا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں پھر واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو بتایا تو انہوں نے کہا کہ آپ اپنے رب کے پاس جا کر تخفیف کا سوال کریں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اپنے پروردگار کے پاس اس سلسلہ میں بار بار آ جا چکا ہوں یہاں تک کہ اب مجھے اس کے متعلق اپنے اللہ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہوئے شرم آتی ہے"۔

نعلدار جوتا

تو صاحبو یہ ایسی دلیل ہے کہ ٹوٹتی ہی نہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ بلا دلیل اللہ واحد ہے۔ سنار

Marfat.com

کی کھٹ کھٹ لوہار کی ایک یہ سو کی ایک دلیل ہے مولانا یعقوب صاحب اسی باب میں فرماتے ہیں۔

الوعظ ینفع لو بالعلم والحکم
والسیف ابلغ وعاظ علی القم

اور یہ بھی فرماتے تھے دیکھو لوگ تو کہتے ہیں چار کتابیں نازل ہوئی ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ ایک پانچویں کتاب بھی اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے

"لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاس".

کتب اربعہ کے بارے میں "انزلنا" آیا ہے کہ سب کتابیں آسمان سے نازل ہوئی ہیں، اور حدید کے واسطے بھی "انزلنا" آیا ہے، یہ پانچویں کتاب ہے اور بعض وقت ظرافۃً فرماتے تھے کہ حدید سے مراد نعلد ار جوتا اور مولانا نے اس کا نام رکھا تھا روشن دماغ، کہ سر پر دو چار لگا دیئے۔ دماغ درست ہو جاتا ہے اور اس سے بھی ایک نور پیدا ہو جاتا ہے۔[1]

جوتے کے ذریعہ کنویں سے پانی نکال کر کتے کو پانی پلانے پر زانیہ کی بخشش کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِي إِسْرَائِيلَ فَنَزَعَتْ مُوقَهَا فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ". [2]

ترجمہ: ایک کتا ایک کنویں کے گرد گھوم رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ پیاس سے مر جائے گا اتفاق سے کسی بدکار اسرائیلی عورت نے اس کتے کو دیکھ لیا اور اس زانیہ نے اپنا

---

[1]....(اشرف التفاسیر: ج۴، ص۱۳۶)

[2]....(صحیح البخاري: کتاب أحادیث الانبیاء/حدیث الغار، ج۲، ص۴۰۸، رقم الحدیث، ۳۴۶۷، دار الکتب العلمیة بیروت)

Marfat.com

جوتا اتار کر کنویں سے پانی نکال کر اس کتے کو پلا دیا جس سے خدا تعالیٰ نے اس کو اسی بات پر بخش دیا"۔

ایک کتے کو موزے کے ذریعہ پانی پلانے پر ایک شخص کی مغفرت کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمایا:

"أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّهُ، فَجَعَلَ يَغْرِفُ لَهُ بِهِ الْمَاءَ حَتَّى أَرْوَاهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ، فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ". [1]

ترجمہ: "ایک شخص کی نظر ایک کتے پر پڑی جو پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا تھا، اس نے اپنے موزے کو پانی سے بھرا، اور اسے اپنے منہ سے پکڑ لیا اور باہر نکل کر کتے کو وہ پانی پلا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس (اس کے اس عمل) کی قدردانی فرمائی اور اسے جنت میں داخل فرمایا"۔

ایک شخص کا اپنے ہاتھ اور پاؤں کو تسمے سے باندھ کر طواف کرنا

حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالْكَعْبَةِ بِرَجُلٍ يَقُودُ رَجُلًا بِحِزَامَةٍ فِي أَنْفِهِ، فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُودَهُ بِيَدِهِ، قَالَ: وَمَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطُوفُ بِرَجُلٍ قَدْ رَبَقَ بِسَيْرٍ بِيَدٍ، أَوْ رِجْلٍ، أَوْ بِخَيْطٍ، أَوْ بِشَيْءٍ غَيْرِ ذَلِكَ، فَقَطَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: قُدْهُ بِيَدِكَ". [2]

---

[1]....(مسند احمد: مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۱۶، ص۴۳۸، رقم الحدیث، ۱۰۷۵۲، موسسة الرسالة)

[2]....(المستدرک علی الصحیحین: ج۱، ص۶۳۱، رقم الحدیث، ۱۶۹۰، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ کعبہ میں ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو دوسرے شخص کو نکیل کے ساتھ چلا رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس نکیل کو اپنے ہاتھ سے توڑ دیا اور حکم دیا: اس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر چلاؤ پھر رسول اللہ ﷺ (اس کے پاس سے) گزرے تو وہ اس آدمی کو طواف کرا رہا تھا اور تسمے یا دھاگے یا کسی اور چیز کے ساتھ اس نے اپنے ہاتھ یا پاؤں سے باندھ رکھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھی کاٹ دیا اور فرمایا: اس کو ہاتھ سے چلاؤ“۔

ایک شخص کا بکری پر پاؤں رکھ کر چھری تیز کرنے کا واقعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

”مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ وَاضِعٍ رِجْلَهُ عَلَى صَفْحَةِ شَاةٍ، وَهُوَ يَحُدُّ شَفْرَتَهُ، وَهِيَ تَلْحَظُ إِلَيْهِ بِبَصَرِهَا، قَالَ أَفَلَا قَبْلَ هَذَا، أَوَ تُرِيدُ أَنْ تُمِيتَهَا مَوْتَتَانِ“.[1]

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے اپنا پاؤں بکری کے اوپر رکھا ہوا تھا اور اپنی چھری تیز کر رہا تھا اور بکری اپنی آنکھوں سے اس چھری کو دیکھ رہی تھی، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کہ تم نے اپنی چھری کو اس سے پہلے

---

[1]....(المعجم الكبير للطبراني: ج، ١١، ص، ٣٣٢، رقم الحديث، ١١٩١٦، مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

”واللفظ له المستدرك على الصحيحين للحاكم: ج، ٤، ص، ٢٥٧، رقم الحديث، ٧٥٦٣، دار الكتب العلمية، بيروت) وقال الحاكم: حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ.

”وقال الذهبي في التلخيص: على شرط البخاري“.

”رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ، وَالْأَوْسَطِ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ“. (مجمع الزوائد: كتاب الصيد الذبائح/باب احداد الشفرة، ج، ٤، ص، ٣٣، تحت رقم الحديث، ٦٠٣٠، مكتبة القدسي، القاهرة)

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ فِي الْكَبِير والأوسط وَالْحَاكِم وَاللَّفْظ لَهُ وَقَالَ صَحِيح على شَرط الْبُخَارِيّ“. (الترغيب والترهيب: كتاب الْقَضَاء وَغَيره التَّرْهِيب من تولى السلطنة وَالْقَضَاء والإمارة سِيمَا، ج، ٣، ص، ١٤٢، تحت رقم الحديث، ٣٤١٩، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

تیز کیوں نہیں کرلیا تھا، کیا تم دو دفعہ اسے موت (تکلیف) دینا چاہتے ہو"۔

نوٹ: دو دفعہ موت دینے کا مطلب یہ ہے کہ بکری کی موت ایک مرتبہ تو ذبح سے واقع ہوگی، اور دوسری مرتبہ چھری سے تیز کرتے دکھا کر اس کو موت کی تکلیف پہنچے گی۔

اونٹ اپنا جوتا اور مشکیزہ ساتھ رکھتا ہے

حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَهَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْغَنَمِ فَقَالَ خُذْهَا فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيكَ أَوْ لِلذِّئْبِ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَضَالَّةُ الْإِبِلِ فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ مَا لَكَ وَلَهَا مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا حَتَّى يَأْتِيَهَا رَبُّهَا"[1]

ترجمہ: "ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لقطہ (گری پڑی چیز اٹھانے) کے متعلق دریافت کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک سال تک تشہیر کر پھر اس کا سر بندھن اور تھیلی یاد رکھ پھر اس کو خرچ ڈال اس کے بعد اگر اس کا مالک آجائے تو اس کو لوٹا دے وہ شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی کی گم شدہ بکری ہم کو مل جائے تو ہم کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو پکڑ لے کیونکہ وہ یا تو تیری ہے یا تیرے بھائی کی ہے یا پھر کسی بھیڑیے کی وہ شخص بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر بھولا بھٹکا اونٹ مل جائے تو کیا کرنا چاہیے۔ یہ سن کر آپ ﷺ کو غصہ آ گیا یہاں تک کہ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہوگیا آپ ﷺ نے فرمایا تجھے اونٹ سے کیا لینا دینا؟ وہ اپنا جوتا اور

---

[1]....(سنن أبي داؤد: اللقطة/باب التعريف باللقطة، ص، ۲۵۱، رقم الحديث، ۱۷۰۴، دار السلام)

Marfat.com

اپنا مشکیزہ اپنے ساتھ رکھتا ہے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے۔

عبداللہ بن ابی کے قوم کے لوگوں کا انصاری صحابی سے جوتوں اور ٹہنیوں سے لڑائی کرنا

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ گدھے پر سوار ہو کر عبداللہ بن اُبی کی طرف تشریف لے گئے۔ عبد اللہ نے کہا کہ اپنے گدھے کو ادھر رکھو اس لئے کہ مجھے آپ کے گدھے کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے، اس پر ایک انصاری صحابی نے کہا۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے گدھے کی خوشبو تم سے بہت بہتر ہے۔ اس بات کو سن عبداللہ بن اُبی کی قوم میں سے ایک آدمی کو غصہ آگیا اور دونوں میں گالم گلوچ ہونے لگی اور دونوں میں سے ہر شخص کے ساتھی غصہ میں آگئے جس کی وجہ سے ٹہنیوں، ہاتھوں اور جوتوں سے لڑائی ہوگئی۔ اس پر درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

"وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّى تَفِيءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ". [1]

ترجمہ: "اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرا دیا کرو پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے لڑو۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے اگر لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کرا دو اور عدل کرو بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے"۔ [2]

---

[1]....(سورة الحجرات: رقم الآية، ۹، پارہ، ۲۶)

[2]...."أخرج أحمد والبخاري ومسلم وابن جرير وابن المنذر وابن مردويه والبيهقي في سننه عن أنس قال: قيل للنبي صلّى الله عليه وسلّم لو أتيت عبد الله بن أبي فانطلق إليه وركب حمارا وانطلق

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

خالد حذاء کی نسبت کی وجہ

عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لِيَلِيَنِّي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهَى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ وَإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ قَالَ وَفِي الْبَاب عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَأَبِي مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَالْبَرَاءِ وَأَنَسٍ قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ ابْنِ مَسْعُودٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ وَقَدْ رُوِيَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَلِيَهُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ لِيَحْفَظُوا عَنْهُ قَالَ وَخَالِدٌ الْحَذَّاءُ هُوَ خَالِدُ بْنُ مِهْرَانَ يُكْنَى أَبَا الْمُنَازِلِ قَالَ وسَمِعْت مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَعِيلَ يَقُولُ يُقَالُ إِنَّ خَالِدًا الْحَذَّاءَ مَا حَذَا نَعْلًا قَطُّ إِنَّمَا كَانَ يَجْلِسُ إِلَى حَذَّاءٍ فَنُسِبَ إِلَيْهِ قَالَ وَأَبُو مَعْشَرٍ اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ". [1]

ترجمہ: "میرے قریب تم میں سے عقلمند اور سمجھدار لوگ کھڑے ہوں پھر جوان کے قریب ہوں پھر وہ جوان کے قریب ہو اور نہ تم اختلاف کرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

المسلمون يمشون وهي أرض سبخة فلما انطلق إليه قال :إليك عني فو الله لقد آذاني ريح حمارك فقال رجل من الأنصار:والله لحمار رسول الله صلّى الله عليه وسلّم اطيب ريح منك فغضب لعبد الله رجال من قومه فغضب لكل منهما أصحابه فكان بينهم ضرب بالجريد والأيدى والنعال فأنزل الله تعالى فيهم وَإِنْ طَائِفَتَانِ الآية". (روح المعاني:سورة الحجرات، ج ، ۱۳ ، ص، ۳۰۲ ،دار الكتب العلمية،بيروت)

"اخرج الشيخان عن انس ان النبى صلى الله عليه وسلم ركب حمارا وانطلق الى عبد الله بن ابى فقال إليك عني فو الله لقد آذاني نتن حمارك فقال رجل من الأنصار والله لحماره أطيب ريحا منك فغضب لعبد الله رجل من قومه فشتما وغضب لكل واحد أصحابه". (التفسير المظهري:سورة الحجرات، ج،۹ ،ص،۴۷، مكتبة الرشدية، باكستان)

[1]....(سنن الترمذي:أبواب الصلاة /باب:ما جاء ليلينى منكم أولو الأرحام والنهي، ج، ۱ ، ص، ۱۷۴ ،رقم الحديث،۲۲۸ ،دار الكتب العلمية،بيروت)

Marfat.com

وسلم میں تاکہ تمہارے دلوں میں پھوٹ نہ پڑھ جائے اور باز رہو بازاروں میں شور وغل سے اس باب میں ابی بن کعب ابن مسعود ابوسعید براء اور انس سے بھی روایات مروی ہیں امام ترمذی فرماتے ہیں عبداللہ بن مسعود کی حدیث حسن غریب ہے اور مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مہاجرین اور انصار کا اپنے قریب رہنا پسند تھا تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھیں اور خالد الحذاء خالد بن مہران ہیں ان کی کنیت ابوالمنازل ہے میں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے سنا کہ خالد حذاء نے کبھی جوتا نہیں بنایا وہ ایک جوتے بنانے والے کے پاس بیٹھا کرتے تھے اس لئے اسی نسبت سے مشہور ہو گئے اور ابومعشر کا نام زیاد بن کلیب ہے"۔

جمیل بن معمر فہری کا اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک ایک جوتا پکڑنا

جمیل بن معمر فہری نامی شخص کی ذہانت اور قوت حافظہ مشہور تھا، قریش اس کے بہت مانتے تھے اور کہتے تھے کہ اس کے سینہ میں دو دل ہیں اور وہ خود بھی کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں، ان دونوں کے ذریعہ میں جو کچھ سمجھتا ہوں وہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کی عقل سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کا رد فرمایا؛

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ"۔[1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل نہیں بنائے"۔

جو شخص اس قسم کے دعوے کرے تو اس کو سزا ضرور ملنی ہے، چنانچہ اس شخص کے ساتھ بھی کچھ ایسے ہی ہوا جس کا دعوی تھا کہ میرے سینے میں دو دل ہیں، واقعہ یہ ہوا کہ یہ آدمی جنگ بدر میں شریک تھا جب مشرکین کو شکست ہوئی تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ لوگوں کا کیا حال

[1]....(سورۃ الاحزاب: رقم الآیۃ، ۴، پارہ، ۲۱)

Marfat.com

ہے؟ اس نے کہا کہ انہیں تو شکست ہوگئی ہے' ابوسفیان نے کہا: کہ کیا بات ہے کہ تمہاری ایک چپل تمہارے ایک ہاتھ میں ہے اور دوسری تمہارے دوسرے ہاتھ میں۔ کہنے لگا اچھا یہ بات ہے! میں یہی سمجھ رہا ہوں کہ وہ دونوں میرے پاؤں میں ہیں' اس وقت لوگوں پر یہ حقیقت کھلی کہ اگر اس کے سینے میں دو دل ہوتے تو اپنے جوتے کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے یہ نہ سمجھتا کہ وہ میرے پیروں میں ہے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ کے دربار میں ایک مخنث کا ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگا کر آنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِمُخَنَّثٍ قَدْ خَضَّبَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِالْحِنَّاءِ، فَأَمَرَ بِهِ، فَنُفِيَ إِلَى النَّقِيعِ". [2]

ترجمہ: "نبی ﷺ کے پاس ایک مخنث لایا گیا، جس نے اپنے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگائی ہوئی تھی آپ نے حکم دیا تو اس کو "نقیع" کی طرف بدر کر دیا گیا"۔

---

[1]....."مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي جَوْفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ". "فيه خمس مَسَائِلَ: الْأُولَى قَالَ مُجَاهِدٌ: نَزَلَتْ فِي رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ كَانَ يُدْعَى ذَا الْقَلْبَيْنِ مِنْ دَهَائِهِ، وَكَانَ يَقُولُ: إِنَّ لِي فِي جَوْفِي قَلْبَيْنِ، أَعْقِلُ بِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَفْضَلَ مِنْ عَقْلِ مُحَمَّدٍ. قَالَ: وَكَانَ مِنْ فِهْرٍ. الْوَاحِدِيُّ وَالْقُشَيْرِيُّ وَغَيْرُهُمَا: نَزَلَتْ فِي جَمِيلِ بْنِ مَعْمَرٍ الْفِهْرِيِّ، وَكَانَ رَجُلًا حَافِظًا لِمَا يَسْمَعُ. فَقَالَتْ قُرَيْشٌ: مَا يَحْفَظُ هٰذِهِ الْأَشْيَاءَ إِلَّا وَلَهُ قَلْبَانِ. وَكَانَ يَقُولُ: لِي قَلْبَانِ أَعْقِلُ بِهِمَا أَفْضَلَ مِنْ عَقْلِ مُحَمَّدٍ. فَلَمَّا هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ بَدْرٍ وَمَعَهُمْ جَمِيلُ بْنُ مَعْمَرٍ، رَآهُ أَبُو سُفْيَانَ فِي الْعِيرِ وَهُوَ مُعَلِّقٌ إِحْدَى نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ وَالْأُخْرَى فِي رِجْلِهِ، فَقَالَ أَبُو سُفْيَانَ: مَا حَالُ النَّاسِ؟ قَالَ انْهَزَمُوا. قَالَ: فَمَا بَالُ إِحْدَى نَعْلَيْكَ فِي يَدِكَ وَالْأُخْرَى فِي رِجْلِكَ؟ قَالَ: مَا شَعَرْتُ إِلَّا أَنَّهُمَا فِي رِجْلَيَّ، فَعَرَفُوا يَوْمَئِذٍ أَنَّهُ لَوْ كَانَ لَهُ قَلْبَانِ لَمَا نَسِيَ نَعْلَهُ فِي يَدِهِ".

تفسير القرطبي: سورة الاحزاب، ج۱۴، ص۱۱۶، دار الكتب المصرية القاهرة)

[2]....(شرح السنة للبغوي: كتاب اللباس/بَابُ لَعْنِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَإِخْرَاجِهِمْ وَإِخْرَاجِ أَهْلِ الرِّيَبِ، ج۱۲، ص۱۲۱، رقم الحديث ۳۲۰۸، المكتب الإسلامي، دمشق، بيروت)

Marfat.com

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ کے گھوڑے اشقر کے کھروں کا گھس جانا

حضرت عبادہ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ:

"قَالَ رَجُلٌ لِخَالِدٍ: مَا أَكْثَرَ الرُّومَ وَأَقَلَّ الْمُسْلِمِينَ! فَقَالَ خَالِدٌ: مَا أَقَلَّ الرُّومَ وَأَكْثَرَ الْمُسْلِمِينَ! إِنَّمَا تَكْثُرُ الْجُنُودُ بِالنَّصْرِ وَتَقِلُّ بِالْخِذْلَانِ، لَا بِعَدَدِ الرِّجَالِ، وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ الْأَشْقَرَ بَرَاءٌ مِنْ تَوْجِيهِهِ، وَأَنَّهُمْ أُضْعِفُوا فِي الْعَدَدِ وَكَانَ فَرَسُهُ قَدْ حَفِيَ فِي مَسِيرِهِ"[1]

ترجمہ: "ایک شخص نے حضرت خالدؓ سے کہا کتنے رومی زیادہ ہیں اور کتنے مسلمان کم ہیں حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رومی کتنے کم ہیں اور مسلمان کتنے زیادہ ہیں لشکر کا کم یا زیادہ ہونا آدمیوں کی تعداد سے نہیں ہوتا بلکہ جس لشکر کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو وہ زیادہ ہے اور جو اللہ کی مدد سے محروم ہو وہ کم ہے (میں عراق سے شام تک کا سفر بڑی تیزی سے کر آیا ہوں) اس لئے میرے گھوڑے اشقر کے کھر زیادہ چلنے سے گھس گئے ہیں اور اس کے کھروں میں درد ہو رہا ہے۔ کاش میرا گھوڑا ٹھیک ہوتا اور ان رومیوں کی تعداد دگنی ہوتی تو پھر مزہ آتا"۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا تنہائی اور مجمع میں پاؤں نہ پھیلانا

حضرت داود طائی کہتے ہیں کہ:

میں نے بیس سال تک کبھی آپ (یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ) کو تنہائی یا مجمع میں ننگے سر اور ٹانگیں پھیلائے نہیں دیکھا، اور جب میں نے عرض کیا کہ تنہائی میں کبھی تو ٹانگیں سیدھی کر لیا کریں تو فرمایا کہ مجمع میں بندوں کا احترام کروں اور تنہائی میں خدا کا احترام ختم کر دوں یہ

---

[1]....(تاريخ الطبري: خبر اليرموك، ج۳، ص۳۹۷، ۳۹۸، دار التراث، بيروت)

Marfat.com

میرے لئے ممکن نہیں۔[1]

تیز چلنے والے لڑکے کا امام اعظم ابوحنیفہ کو نصیحت کرنا

امام اعظمؒ کی حکایت ہے کہ ایک لڑکا تیزی کے ساتھ چلا جارہا تھا امام صاحب نے فرمایا کہ صاحب زادے سنبھل کر چلو گر پڑو گے وہ لڑکا بولا کہ آپ سنبھل کر چلیں اس لئے کہ آپ کے سنبھلنے سے عالم سنبھل جائے گا، اور آپ کے بگڑنے سے عالم بگڑ جائے گا، اور میرے گرنے سے تو صرف مجھ ہی پر اثر ہوگا۔ امام صاحبؒ بچے سے یہ سن کر بہت متاثر ہوئے۔ ان حضرات میں یہ خوبی تھی کہ "لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال" پر پورا عمل تھا، یعنی وہ حضرات قائل کو نہیں دیکھتے تھے بات کو دیکھتے تھے کہ کس درجہ کی ہے۔ یہاں یہ کیفیت ہے کہ چھوٹوں کی بات پر تو کیا ہی عمل کرتے چھوٹوں کی باتیں کان لگا کر سنتے بھی نہیں بلکہ بڑوں کی باتوں کو بھی نہیں سنتے اور بڑوں کے ارشاد پر عمل نہیں کرتے۔[2]

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ میں جوتا نہ پہننا

حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے تمام عمر مدینہ منورہ میں جوتا نہیں پہنا، کسی نے کہا کہ حضرت! آپ جوتا کیوں نہیں پہنتے؟ فرمایا کہ کیا بتاؤں، میں جوتا اس لئے نہیں پہنتا ہوں کہ مجھے یہ خیال ہوتا ہے، کہ اگر میں جوتا پہن کر چلوں تو کہیں میرا قدم اس جگہ پر نہ پڑ جائے جہاں سرکار دو عالم ﷺ کا قدم پڑا ہو۔ کیونکہ آپ ﷺ کے قدم جن ذرات پر پڑے ہیں میں اس قابل نہیں کہ ان ذرات کی بے حرمتی کروں۔[3]

امام احمد بن حنبلؒ کا ایک شخص کو اپنے جوتے دینا

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ مسجد میں بیٹھے تھے، اس اثناء میں خلیفہ متوکل کی طرف سے

---

[1]....(تذکرۃ الاولیاء: ص، ۱۸۷، ۱۸۸)

[2]....(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص، ۶۰، دارالاشاعت)

[3]....(خطبات احتشام، ص، ۱۸۸، ۱۸۹)

Marfat.com

ایک آدمی آیا اور ان سے کہنے لگا: امیر المؤمنین کے گھر میں ایک لڑکی ہے، جس پر جن کا اثر ہے تو انہوں نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ آپ اس کے لئے عافیت کی دعا کریں۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو لکڑی کے بنے ہوئے جوتے دے دیے اور اس سے فرمایا کہ یہ جوتے امیر المؤمنین کے گھر لے جاؤ اور اس لڑکی کے سرہانے بیٹھ کر جن سے کہو: کہ تجھے احمد کہتا ہے دو چیزوں میں سے ایک چیز پسند کرلو، یا اس لڑکی کو تکلیف دینا چھوڑ دے اور نکل جاؤ..... ورنہ دوسری صورت میں میرے جوتے کھانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ تو وہ آدمی جوتے لے کر لڑکی کے پاس چلا گیا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر جن سے اس طرح مخاطب ہوا جس طرح امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا، جن نے لڑکی کی زبان میں کہا: میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات مانتا اور ان کی اطاعت کرتا ہوں۔ اگر وہ ہمیں عراق سے نکلنے کا حکم دیں تو ہم عراق سے نکل جائیں گے، اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی فرمابرداری کرتا ہے تو ہر چیز اس کی تابعداری کرتی ہے۔ پھر اس جن نے اس لڑکی کو ایذا دینا چھوڑ دیا اور نکل گیا۔ لڑکی صحت یاب ہوگئی اور اس کی شادی بھی ہوئی اور اولاد بھی ہوئی۔

جب امام احمد کا انتقال ہوا تو وہ جن پھر لوٹ کر لڑکی کو ایذا دینے لگا۔ امیر المؤمنین متوکل نے امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے حضرت ابوبکر المروذی کو بلایا تو وہی جوتے لے کر آیا اور جن سے کہا: نکل جاؤ ورنہ میں اس جوتے سے تمہیں ماروں گا۔ تو جن نے جواب دیا: نہ میں تمہاری اطاعت کروں گا اور نہ میں نکلوں گا۔ جہاں تک امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تعلق ہے، انہوں نے اللہ تعالیٰ کی تابعداری کی تو ہمیں بھی ان کی بات ماننے کا حکم دیا گیا۔[1]

---

[1]..... "قَالَ حَدَّثَنِی أبی عَنْ جدی قَالَ: کنت فِی مسجد أبی عبد اللّٰہ احمد بن محمد بْنِ حنبل فانفذ إلیه المتوکل بصاحب له یعلمه أن له جاریة بها صرع وساله أن یدعو اللّٰہ لها بالعافیة فأخرج له أحْمَد

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Marfat.com

امام احمد بن حنبل کی دعا کی برکت سے ماں کے شل ہاتھ پیر صحت یاب ہو گئے

کسی نوجوان کی ماں کے ہاتھ پیر شل ہو گئے تھے اور جب اس نے بیٹے کو دعا کے لئے آپ کے پاس بھیجا تو آپ نے حال سن کر وضو کر کے نماز شروع کر دی اور جب وہ نوجوان گھر پہنچا تو ماں صحت یاب ہو چکی تھی اور خود آ کر دروازہ کھولا۔[1]

ماں کی دعا کی وجہ سے پیروں سے بیڑیوں کا اترنا

حافظ بقی بن مخلد رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم، زاہد اور مستجاب الدعوات بزرگ تھے، ان کے پاس ایک عورت آ کر کہنے لگی:

''میرے بیٹے کو انگریزوں نے قید میں ڈال دیا ہے، میں اپنے بیٹے سے ملنے کے شوق میں رات کو سو نہیں سکتی۔ میرے پاس ایک چھوٹا سا گھر ہے، میں اسے بیچنے کا ارادہ رکھتی ہوں تا کہ میں اپنے بیٹے کو آزاد کروا سکوں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی کو میرا گھر خریدنے کا مشورہ دیں، کہ وہ مجھ سے میرا گھر خرید لے تا کہ میں اپنے بیٹے کو آزاد کروانے کی کوشش کر سکوں۔ میں (اپنے بچے کے غم میں) رات دن بے چینی میں ہوں، نہ مجھے رات کو نیند آتی ہے نہ صبر وقرار اور نہ ہی میرے لئے کسی قسم کا آرام ہے''۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

نعل خشب بشراک خوص للوضوء فدفعه إلي صاحب له وقال له تمضى إلى دار امير المؤمنين وتجلس عند رأس الجارية وتقول له يقول لک أحْمَد ايما احب إليک تخرج من هذه الجارية أو أصفع الآخر بهذه النعل فمضى إليه وقال له مثل ما قَالَ :أحْمَد فقال :المارد عَلَى لسان الجارية السمع والطاعة لو أمرنا أحمد أن لا نقيم فِي العراق ما أقمنا به إنه أطاع اللّٰه ومن أطاع اللّٰه أطاعه كل شيء وخرج من الجارية وهدأت وزوجت ورزقت أولادًا فلما مات أحْمَد عاودها المارد فأنفذ المتوكل إلى صاحبه أبى بكر المروذى وعرفه الحال فأخذ المروذى النعل ومضى إلى الجارية فكلمه العفريت عَلَى لسانها لا أخرج من هذه الجارية ولا أطيعک ولا أقبل منک أحْمَد بن حنبل أطاع اللّٰه فأمرنا بطاعته".

(طبقات الحنابلة:باب العين/ذكر من اسمه على،ج،۱،ص،۲۳۳،دار المعرفة،بيروت)

[1]....(تذکرۃ الاولیاء:ص،۱۹۵)

Marfat.com

امام صاحب نے فرمایا کہ ابھی تم واپس لوٹ جاؤ ان شاء اللہ تعالیٰ اس معاملے پر سوچوں گا۔ پھر انہوں نے سر جھکایا اور ان کے ہونٹ اس خاتون کی بیٹے کی انگریزوں سے رہائی کے لئے دعا کرتے ہوئے ہلنے لگے۔

وہ خاتون واپس لوٹ گئی پھر زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ وہ عورت پھر امام صاحب کے پاس اپنے بیٹے کے ساتھ آئی، اور کہنے لگی:

''آپ اس کا واقعہ سنیں، اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے''۔

چنانچہ انہوں نے اس بچے سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو اس نے کہا: میں بادشاہ کے ان قیدیوں کے ساتھ ہوتا تھا جو اس کی خدمت کیا کرتے تھے، ایک روز میں چل رہا تھا کہ اچانک بیڑی میرے قدموں سے کھل کر گر گئی، چنانچہ میرا نگران میرے پاس آیا اور مجھے گالی دیتے ہوئے کہنے لگا:

تم نے اپنے پاؤں سے بیڑی کیوں کھولی ہے؟

میں نے کہا: اللہ کی قسم! اس بارے میں مجھے کچھ پتہ نہیں، بیڑی میرے پیروں سے گر گئی اور مجھے معلوم بھی نہ ہوا پھر لوہار کو لایا گیا اور اس نے دوبارہ میرے پیروں میں مضبوطی سے بیڑی ڈال دی چند قدم ہی کے بعد بیڑی میرے پیروں سے دوبارہ گر گئی۔ تو انہوں نے اس واقعے کو دیکھتے ہوئے اپنے پادریوں سے سوال کیا۔

انہوں نے پوچھا (یعنی پادریوں نے) کیا اس کی ماں ہے، میں نے کہا جی ہاں! تو وہ کہنے لگے: اس نے تمہارے لئے دعا کی ہے اور اس کی دعا قبول ہوگئی ہے''۔

پھر ان پادریوں نے مجھے آزاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے مجھے آزاد کر دیا اور مجھے امان دی، یہاں تک کہ میں اسلامی سلطنت میں پہنچ گیا۔[1]

---

[1]..... "جاء ته امرأة فقالت: إنّ ابني قد أسرته الإفرنج، وإني لا أنام الليل من شوقي إليه، ولي دويرة أريد أن أبيعها لأستفكه، فإن رأيت أن تشير على أحد يأخذها لأسعى في فكاكه بثمنها، فليس يقر لي

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیے﴾

Marfat.com

ماں کا بیٹے کے پاؤں کٹنے کی بدعا کرنا

علامہ زمخشری رحمہ اللہ تعالیٰ بہت بڑے عالم دین گزرے ہیں ۔ان کی مشہور کتاب "الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل في وجوہ التاویل" ہے۔عربی زبان کے ماہرین کا کہنا ہے کہ قرآن مجید کی عربی فصاحت وبلاغت کو سمجھنے والے دنیا میں دو شخص گزرے ہیں، ان میں سے ایک علامہ زمخشری اور دوسرے جرجانی رحمہما اللہ تعالیٰ ہیں۔اور یہ دونوں اَعْرَج یعنی لنگڑے تھے۔

ان کے متعلق کتابوں میں واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ان کا ایک پاؤں کٹا ہوا تھا جب ان سے پاؤں کٹ جانے کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے بتایا کہ یہ ماں کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

وہ خود فرماتے ہیں:

میں نے بچپن میں ایک چڑیا پکڑی اور اس کے پاؤں میں دھاگہ باندھ دیا جس کی وجہ سے ننھی منی چڑیا کا نازک پاؤں کٹ گیا۔والدہ ماجدہ نے کئی مرتبہ مجھے سمجھایا بیٹا ایسا نہ کرو لیکن میں نے ماں کی بات نہیں مانی، بہرحال جب ماں نے دیکھا کہ چڑیا کا پاؤں کٹ گیا ہے تو یہ دیکھ کر والدہ ماجدہ بہت رنجیدہ ہوئیں اور ان کی زبان سے یہ بددعا نکلی:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

لیل ولا نهار، ولا أجد نوما ولا صبرا ولا قرارا ولا راحة .فقال :نعم انصرفی حتی انظر فِی ذَلِکَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.وَأَطْرَقَ الشَّيْخُ وَحَرَّکَ شَفَتَيْهِ يَدْعُو اللّٰه عز وجل لولدها بالخلاص من أيدی الفرنج، فذهبت المرلة فما كان إلا قليلا حتی جاء ت الشيخ وَابْنُهَا مَعَهَا فَقَالَتِ:اسْمَعْ خَبَرَهُ يَرْحَمُکَ اللّٰهُ.فَقَالَ: كَيْفَ كَانَ أَمْرُکَ؟ فَقَالَ .إِنِّی كُنْتُ فيمن نخدم الْمَلِکَ وَنَحْنُ فِی الْقُيُودِ، فَبَيْنَمَا أَنَا ذَاتَ يَوْمٍ أَمْشِی إِذْ سَقَطَ الْقَيْدُ مِنْ رِجْلِی، فاقبل علی الموكل بی فشتمنی وقال لم أزلت القيد من رجليک؟ فقلت :لا واللّٰه ما شعرت به ولكنه سقط ولم أشعر به، فجاء وا بالحداد فاعادوه واجادوه وشدوا مسماره وابدوه، ثُمَّ قُمْتُ فَسَقَطَ أَيْضًا فَأَعَادُوهُ وَأَكْدُوهُ فَسَقَطَ ايضا، فسالوا رهبانهم عن سبب ذلک فقالوا :له والدة؟ فقلت :نعم، فقالوا :إنها قد دعت لک وقد اسْتُجِيبَ دُعَاؤُهَا أَطْلِقُوهُ، فَأَطْلَقُونِی وَخَفَرُونِی حَتَّی وَصَلْتُ إِلَی بِلَادِ الْإِسْلَامِ.فَسَأَلَهُ بَقِیُّ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ السَّاعَةِ الَّتِی سَقَطَ فِيهَا الْقَيْدُ مِنْ رِجْلَيْهِ فَإِذَا هِیَ السَّاعَةُ الَّتِی دَعَا فِيهَا اللّٰه له ففرج عنه".(البدايه والنهاية:وفيها توفی بقی بن مخلد،ج، ۱۱،ص، ۵۷،دار الفكر)

Marfat.com

"قَطَعَ اللّٰهُ رِجْلَكَ كَمَا قَطَعْتَ رِجْلَهٗ".

ترجمہ: "جس طرح تو نے اس ننھی منی چڑیا کا پاؤں کاٹا ہے اسی طرح تیرا پاؤں بھی کاٹا جائے"۔

فرماتے ہیں: یہ اسی بددعا کا اثر ہے کہ مجھے ایسی بیماری لاحق ہوگئی کہ طبیبوں نے اس کا علاج پاؤں کاٹنا تجویز کیا اور میرا پاؤں کاٹ دیا گیا اور اُس دن سے میں لنگڑا ہوں۔[1]

مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رات کو اپنی ماں کے قدم دبانا

حضرت مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب زید مجدہ "اصلاحی تقریریں" میں اپنے والد صاحب کا واقعہ نقل کرتے ہیں کہ:

"ہماری دادی مرحومہ جن کا مزار دارالعلوم کے قبرستان میں ہے اور انہوں نے تقریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی تھی، حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت تھیں اور ان کی حالت یہ تھی کہ ہر سانس کے ساتھ اللہ، اللہ نکلتا تھا، حالانکہ اَن پڑھ تھیں حتی کہ قرآن کریم بھی نہ پڑھا تھا، لیکن حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیعت ہونے کی برکت تھی کہ زندگی میں اتنا ذکر کیا تھا کہ جسم لاغر ہونے کی جہ سے، ہم ان کی رگوں کو دیکھتے تھے اور ان کی ہر سانس سے اللہ کا نام نکل رہا ہوتا تھا اور سوتے سوتے بھی ایسا ہوتا تھا اس کی باقاعدہ آواز ہم سنا کرتے تھے۔

ہم لوگ اکھٹے ہی رہتے تھے تو اکثر ایسا دیکھنے میں آیا کہ اچانک رات کو سوتے سوتے آنکھ کھل جاتی اور دادی کے کمرے کی روشنی جلتے ہوئے دیکھتے، تو وہاں جا کر دیکھتے کہ پاکستان کا مفتی اعظم اور فقیہ ملت بیٹھا ہوا اپنی والدہ کے پاؤں دبا رہا ہے۔

دن بھر تدریس، فتاوی، تصنیف وتالیف کی مصروفیت ہے اور رات کو پاؤں دبا رہے ہیں اور کبھی ہم سے نہیں کہا کہ دادی کے پاؤں دبا دو، نہ ہماری والدہ سے کہا کہ اپنی ساس کے پاؤں دبا دو، بلکہ فرماتے تھے: "یہ میری ماں ہے لہذا ذمہ داری بھی میری ہے"۔ غرض اس طریقے

---

[1]....(فضل بر الوالدین، ص، ۴۴، بحوالہ والدین کی قدر کیجئے، ص، ۲۱۰، ۲۱۱، دارالھدی)

Marfat.com

سے زندگی بھر اپنی ماں کی خدمت کی۔ [1]

ماں کے احترام کا انوکھا انداز

محمد بن مکندر رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ:

"أَنَّهُ كَانَ يَضَعُ خَدَّهُ عَلَى الأَرْضِ ،ثُمَّ يَقُوْلُ لِأُمِّي: قُوْمِيْ ضَعِي قَدَمَكِ عَلَى خَدِّي". [2]

ترجمہ: "وہ اپنے گال کو زمین کے اوپر رکھتے اور پھر اپنے ماں سے کہتے کہ ماں آپ میرے گال کے اوپر اپنے پاؤں کو رکھیے۔ (تو بھی آپ کا حق ادا نہیں کرسکتا ہے)"۔

والد کے آگے مت چلو

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت ہے کہ:

"أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ شَيْخٌ فَقَالَ: مَنْ هَذَا مَعَكَ قَالَ: أَبِيْ قَالَ: لَا تَمْشِيَنَّ أَمَامَهُ وَلَا تَقْعُدَنَّ قَبْلَهُ وَلَا تَدْعُهُ بِاسْمِهِ وَلَا تَسْتَبَّ لَهُ". [3]

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا، ان کے ساتھ ایک بڑے میاں تھے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تیرے ساتھ یہ کون ہیں؟ عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں، فرمایا: (والد کے احترام واکرام کا دھیان رکھنا) ہرگز اُن کے آگے مت چلنا، اور ان سے پہلے مت بیٹھنا، اور ان کا نام لے کر مت پکارنا، اور ان کی وجہ سے (کسی کو) گالی مت دینا"۔

حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ تعالیٰ کے بیٹے کا دن کو باپ کے پیچھے چلنا

حضرت عمر بن ذر رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا تمہارے بیٹے کا تمہارے ساتھ کس طرح کا

---

[1]....(والدین کی قدر کیجئے: ص،،۴۳۵،۴۳۶)

[2]....(فضل بر الوالدین: ص،۱۶۰، بحوالہ والدین کی قدر کیجئے ص،۲۹۵،۲۹۶)

[3]....(الدر المنثور: ج،۵،۲۵۹، دار الفکر بیروت)

Marfat.com

معاملہ ہے؟

انہوں نے فرمایا:

"مَا مَشَيْتُ نَهَاراً قَطُّ اِلَّا مَشٰى خَلْفِيْ، وَلَا لَيْلاً اِلَّا مَشٰى أَمَامِي، وَلَا رَقٰى سَطْحاً وَأَنَا تَحْتَهٗ"۔[1]

ترجمہ: "وہ ہمیشہ دن کو میرے پیچھے چلتا ہے اور رات کو میرے آگے چلتا ہے اور ایسی چھت پر نہیں سوتا، جس کے نیچے میں ہوتا ہوں"۔

امام اصمعیؒ کا اپنے پاؤں دھونا اور خلیفہ ہارون الرشید کا برہم ہونا

شیخ برہان الدین زَرنُوجی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

خلیفہ ہارون رشید نے اپنے لڑکے (مامون رشید) کو علم وادب کی تعلیم کے لئے امام اصمعیؒ کے سپرد کر دیا تھا، ایک دن (اتفاقاً ہارون وہاں جا پہنچے) دیکھا کہ اَصمَعیؒ وضو کرتے ہوئے اپنے پاؤں دھو رہے ہیں اور شہزادہ پاؤں پر پانی ڈال رہا ہے، ہارون نے بڑی برہمی سے فرمایا:

میں نے اس کو آپ کے پاس اس لئے بھیجا تھا کہ آپ اس کو ادب سکھائیں گے، آپ نے شہزادے کو یہ حکم کیوں نہیں دیا کہ ایک ہاتھ سے پانی ڈالے اور دوسرے ہاتھ سے آپ کا پاؤں دھوئے۔[2]

میں انگریزوں کو شو (Shoe) دکھاتا ہوں

ایک دفعہ دوران تقریر کسی نے شاہ جیؒ (مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ) سے کہا "حضرت آپ تو بس انگریز کو شو (Show) دکھاتے ہیں۔" شاہ جیؒ نے کہا "میں انگریز کو شو (Show) نہیں بلکہ شو (Shoe) دکھاتا ہوں۔"[3]

---

[1]....(فضل بر الوالدین: ص، ۱۷، بحوالہ والدین کی قدر کیجئے: ص، ۲۹۷)

[2]....(تعلیم المتعلم عربی: ص، ۳۴ بحوالہ جواہر پارے، ج ۲، ص، ۱۵، مکتبہ قاسمیہ)

[3]....(حیات حبیب: ص، ۱۸۵)

Marfat.com

ڈاکوؤں کے سردار کا مولانا مظفر حسینؒ کے قدموں میں گر کر توبہ کرنا

مولانا (مظفر حسینؒ) کسی ضرورت سے اپنے اہل خاندان کے ساتھ کاندھلہ سے گنگوہ کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت کاندھلہ سے گنگوہ جانے کے لئے وہ راستہ زیادہ موزوں سمجھا جاتا تھا جو موضع گڑھی نچتہ سے ہو کر جاتا تھا، مولانا کا قافلہ گڑھی نچتہ سے نکل کر گنگوہ کے راستہ میں تھا کہ اچانک اس قافلہ کو ڈاکوؤں نے گھیر لیا، مولانا نے جب دیکھا کہ ہم ڈاکوؤں کے نرغے میں آگئے ہیں اور ڈاکو حملہ کرنے، مارنے لوٹنے کے لیے آرہے ہیں تو حضرت مولانا گاڑی سے اُتر کر ڈاکوؤں کے سردار کے پاس گئے اور اس سے فرمایا کہ اپنا کام کرنے سے پہلے میری ایک بات سن لو، سردار نے کہا: ''کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ مولانا نے فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ایک معاملہ طے کروں۔ ڈاکوؤں کے سردار نے اس کی تفصیل پوچھی تو مولانا نے کہا کہ: معاملہ اس طرح کرلو کہ تم ہماری عورتوں کو مت چھیڑنا، ہاتھ بھی نہ لگانا اور ہم اپنے پاس کوئی زیور، روپیہ اور قیمتی سامان نہیں رکھیں گے، سب تمہیں دے دیں گے، (ڈاکوؤں کے لئے ہدایت واصلاح کا وقت آچکا تھا) انہوں نے مولانا کی یہ فرمائش قبول کرلی، اب ڈاکوؤں کا گروہ ایک طرف بیٹھ گیا، مولانا اپنی گاڑیوں کے پاس آئے اور سب عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جس کے پاس جو زیور اور قیمتی سامان ہو وہ دے دو، عورتوں، بچیوں نے اپنے اپنے زیورات اتارنے اور پیسے وغیرہ نکالنے شروع کردیے، مولانا کھڑے ہوئے اس کی نگرانی فرماتے رہے، جب سب زیورات وغیرہ جمع ہو گئے تو مولانا ان سب کو ایک کپڑے میں باندھ کر ڈاکوؤں کے گروہ کے پاس لائے اور کہا: ''بھائی! دیکھو، میں سب سامان لے آیا ہوں''۔ یہ کہہ کر گٹھری ان کے حوالے کردی اور ڈاکوؤں کی اس بات کے لئے تحسین فرمائی کہ انہوں نے اپنی بات کو نبھایا اور کسی عورت کو دیکھا تک نہیں۔ ڈاکو وہ سامان لے کر خوش ہو گئے اور مولانا کا قافلہ اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

مولانا کا قافلہ کچھ ہی دور چلا تھا کہ مولانا کے ساتھ جانے والی عورتوں میں کچھ کھسر پھسر

Marfat.com

شروع ہوئی۔ حضرت مولانا نے اس کو محسوس کرلیا اور پوچھا کیا بات ہے؟ عورتوں نے کہا کچھ نہیں، مگر مولانا نے سختی سے معلوم کیا تو بتایا کہ وہ فلاں یہ کہہ رہی ہے کہ میری ہنسلی (گلے میں پہننے کا ایک زیور جو خاصا بھاری اور قیمتی ہوتا ہے) بچ گئی۔ میں نے کپڑوں کے نیچے چھپالی تھی مولانا نے یہ سنا تو فوراً سواری روکنے کی ہدایت کی۔ گاڑی سے اتر کر مولانا ان خاتون کے پاس آئے اور فرمایا: ''بی بی! یہ تو وعدہ خلافی ہے، چونکہ ہم ڈاکوؤں سے وعدہ اور معاہدہ کر چکے ہیں اس لئے یہ زیور ان کا ہو چکا ہے، لاؤ، مجھے دو، میں ڈاکوؤں کو دے کر آؤں گا''۔ اس خاتون نے وہ زیور اتار کر مولانا کے حوالے کر دیا، مولانا گاڑی سے اتر کر واپس گئے اور وہاں پہنچے جہاں ڈاکوؤں کا گروہ پڑا ہوا تھا۔ ڈاکو مولانا کو واپس آتا ہوا دیکھ کر یہ سمجھے کہ شاید بڑے میاں (مولانا) کے معاون ومددگار آگئے ہیں اور یہ مقابلہ کے لئے آئے ہیں، اس خیال سے ڈاکو ہتھیار اٹھانے لگے تو مولانا نے فرمایا، میں لڑنے کے لئے نہیں آیا، میں تو ایک بات کہنے اور تمہاری ایک امانت لوٹانے کے لئے آیا ہوں۔

مولانا یہ فرمانے کے بعد ڈاکوؤں کے سردار کے پاس پہنچے اور اس سے مخاطب ہو کر فرمایا، ''بھائی! میں تم سے معافی مانگنے اور تمہاری ایک امانت واپس کرنے آیا ہوں۔ تم اپنے وعدہ اور بات کے سچے نکلے ہم نہ نکلے یہ ایک زیور ہے جو ایک بچی نے اپنے کپڑوں میں چھپالیا تھا، کیونکہ تم سے وعدہ ہو چکا تھا اس لئے اب یہ ہمارا نہیں رہا۔ تمہارا ہے۔ میں یہی دینے کے لئے آیا تھا، یہ زیور سنبھالو اور اس بچی کی غلطی کو معاف کردو۔

ڈاکوؤں کا سردار مولانا کی بات سن کر بولا، ''تم مولوی مظفر حسین کاندھلوی تو نہیں ہو۔ اس علاقہ میں تو وہی ایک ایسے سچے آدمی ہیں مولانا نے فرمایا: ہاں بھائی، مظفر حسین میرا ہی نام ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار یہ سنتے ہی مولانا کے قدموں میں گر گیا اور ڈاکوؤں کے پورے گروہ میں گریہ وبکا اور آہ وزاری شروع ہوگئی اور اسی وقت سب ڈاکوؤں نے اپنے اس کام اور تمام گناہوں سے توبہ کرلی، مولانا سے بیعت ہو گئے اور مولانا کے قافلہ سے لیا ہوا ایک ایک

Marfat.com

سامان واپس کر دیا اور عہد کیا کہ ہم نے آج تک جن لوگوں کا سامان لوٹا ہے یا کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کی تلاش کر کے ان کا سب سامان واپس کریں گے یا ان سے معافی مانگیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کسی نے سچ کہا ہے:[1]

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

ایک بزرگ کا حضرت مولانا مظفر حسینؒ کے پیروں میں لوٹنا

انہی بزرگ کا قصہ ہے کہ ایک دفعہ راستہ میں ایک بڈھے کو دیکھا کہ بوجھ سر پر لئے آرہا تھا، اور تھک گیا ہے۔ آپ سے رہا نہ گیا اس سے کہہ سن کر اس کا بوجھ اپنے سر پر رکھ لیا، حالانکہ خود بھی جوان نہ تھے اس نے کہا میاں جی تم بھی تو بڈھے ہی ہو کہا اول تو میں تجھ سے کم بڈھا ہوں، دوسرے تازہ دم ہوں اس کا بوجھ دور تک لئے چلے گئے اور اس سے باتیں کرتے رہے اس نے کہا مولوی مظفر حسین سے ملنے کا بہت مشتاق ہوں۔ سنا ہے کہ آج کل ادھر آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں میں ان سے ملا دوں گا۔ یہاں تک کہ جب اس کے گاؤں پہنچ گئے وہاں پہنچ کر اس نے پھر کہا کہ بھائی یاد رکھو مجھ کو مولوی مظفر حسین سے ضرور ملائیو، اس وقت فرمایا کہ مظفر حسین تو میں ہی ہوں۔، وہ نہایت شرمندہ ہوا ان کے قدموں پر لوٹنے لگا، مولانا نے کہا کہ بھائی شرمندگی کی کیا بات ہے ایک مسلمان کا کام کر دیا تو کیا ہو گیا۔[2]

حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا مسافروں کے پیر دبانا

مولانا اسمٰعیل صاحبؒ مسجد میں جب سب سو جاتے مسافروں کے پیر دبایا کرتے تھے۔ صرف اس واسطے کہ تواضع اور تذلل پیدا ہو۔ ایک دفعہ مولانا سفر میں لشکر سے نکل کر شہر کی کسی مسجد میں ٹھہرے۔ مؤذن عام طور پر مسافروں سے جلا کرتے، اور ان کو منع کیا مولانا نے اس

---

[1]..... جواہر پارے: ص، مکتبہ قاسمیہ
[2]..... (حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص، ۷۵، دارالاشاعت)

Marfat.com

کا اک کہنا نہ مانا اس نے دھکے دے کر ان کو نکال دیا۔ کئی دفعہ ایسا ہوا آخر اس نے تنگ ہو کر کہا اچھا بھائی بیٹھ جا، تھوڑی دیر میں لشکر سے دو سوار مولانا کو ڈھونڈتے ہوئے آئے، اب مؤذن کے ہوش خطا ہوئے اور سمجھا اب پٹوں گا یہ تو کوئی بڑے آدمی ہیں۔ مولانا نے کہا ڈرو مت تجھے کوئی کچھ نہ کہے گا میں جاتا ہوں تجھے کھانا بھی بھجوادوں گا، وہ پیروں پر گر گیا اور معافی چاہی پھر پوچھا آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا یہ میں نے اپنا علاج کیا مجھے کسی درجہ سے خیال ہو گیا تھا کہ لوگ مجھے کو بڑا سمجھتے ہیں اس کبر کا یہ علاج کیا کہ دھکے کھائے یہ اس مادۂ فاسد (گندی بیماری) کا مسہل ہو گیا۔ [1]

طلباء کا سر پر بستر رکھ کر تیس میل پیدل سفر کرنا

مولانا غلام رسول صاحب پونٹوی شجاع آباد ملتان کے ایک گاؤں پونٹہ کے رہنے والے تھے، انہوں نے شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ سے دورہ حدیث کیا، ان کی اپنے استاذ شیخ الہند سے بہت زیادہ محبت تھی، جس راستے سے استاذ دارالحدیث میں آیا کرتے تھے یہ رات کو چھپ کر اس راستے کو اپنے عمامہ کے ساتھ جھاڑو کیا کرتے تھے، وہ اس لیے چھپتے تھے کہ دوسرے طلبہ ان کو نہ دیکھ لیں ایک مرتبہ شیخ الہندؒ نے ان کو عمامے سے جھاڑو دیتے ہوئے دیکھ لیا، انہوں نے پوچھا غلام رسول! کیا کر رہے ہو؟ بالآخر بتانا پڑا، شیخ نے خوش ہو کر ان کو دعا دے دی بس استاذ کی دعا شاگرد کے کام آ گئی، جب یہ فارغ ہوئے تو ان کا علمی فیض خوب چلا شجاع آباد سے تیس کلومیٹر کے فاصلے پر ان کا گاؤں پونٹہ تھا انہوں نے ہی شرح مأتہ عامل پونٹوی لکھی، ان کو پورے ملک کے علما کی طرف سے شمس النحاۃ کا لقب ملا، طلبہ کا ہجوم ہوتا، طلبہ شجاع آباد شہر میں بس سے اترتے اور تیس کلومیٹر پیدل چل کر اپنا بوریا بستر اور سامان اپنے سروں پر رکھ کر پونٹہ جایا کرتے تھے، ان کے پاس ساڑھے تین سو شاگرد ہوتے تھے، مولانا عبداللہ درخواستی رحمہ اللہ اور مولانا عبداللہ بہلویؒ انہی کے شاگرد تھے، جن کا علمی و روحانی فیض

---

[1]....(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص، ۷۷، دارالاشاعت)

Marfat.com

سارے جہاں میں پھیلا۔[1]

آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے

کسی شخص کو اس کے دوستوں نے تنگ کیا کہ ہماری دعوت کر۔ جب اس کا کوئی عذر نہ سنا گیا اس نے منظور کیا مگر یہ کہا کہ دعوت میں عمدہ پوشاک اور عمدہ جوتے پہن کر آنا۔ جب سب جمع ہو گئے اس نے کیا کیا کہ ان کی جوتیاں اڑا کر حلوائی کے یہاں گروی رکھ دیں۔ اور عمدہ عمدہ مٹھائیاں لا کر سامنے رکھ دیں اور سب نے مل کر مفت کا مال سمجھ کر خوب مزے سے کھائیں اور تعریف کرتے جاتے تھے کہ بڑی نفیس مٹھائی کھلائی وہ جواب میں کہتا، حضرت آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ مہمان سمجھے کہ یہ تواضعاً کہہ رہا ہے جیسا کہ کہا کرتے ہیں کہ سب آپ کا ہی ہے، کہ اس کا معنی حقیقی مراد نہیں ہوا کرتے بلکہ اپنے مال کو مخاطب کی طرف تواضعاً منسوب کر دیا کرتے ہیں۔ جب مہمان وہاں سے اُٹھے تو دیکھا کہ جوتیاں ندارد کہنے لگے خدا جانے جوتیاں کیا ہوئیں۔ کہا حضرت میں نے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ حضور ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ اب وہ سمجھے کہ یہ لفظ تواضعاً نہ تھا بلکہ معنی حقیقی پر محمول تھا۔ اب مزہ معلوم ہوا اچھے اچھے کھانوں کا۔[2]

دو پیروں کے درمیان والی چیز کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الجَنَّةَ". [3]

ترجمہ: "میرے لیے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور

---

[1]....(الفاروق: محرم الحرام: ۱۴۳۴ھ)

[2]....(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص، ۱۲۷، دار الاشاعت)

[3]....(صحيح البخاري: كتاب الرقاق/باب حفظ اللسان، ج۸، ص، ۱۰۰، رقم الحديث، ۶۴۷۴، دار طوق النجاة)

Marfat.com

دونوں پیروں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دیدے میں اس کے لیے جنت کی ذمہ داری دیتا ہوں"۔

نوٹ: زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت کا مطلب یہ ہے کہ زبان کو بُری گفتگو، اور حرام کھانے پینے سے، اور شرم گاہ کو زنا سے محفوظ رکھے۔

پاؤں بھی زنا کرتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لِكُلِّ بَنِي آدَمَ حَظٌّ مِنَ الزِّنَا، فَالْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا النَّظَرُ، وَالْيَدَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْبَطْشُ، وَالرِّجْلَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَاهُمَا الْمَشْيُ، وَالْفَمُ يَزْنِي وَزِنَاهُ الْقُبَلُ، وَالْقَلْبُ يَهْوَى وَيَتَمَنَّى، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذَلِكَ، أَوْ يُكَذِّبُهُ". [1]

ترجمہ: "ہر انسان کا بدکاری میں حصہ ہے چنانچہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور ان کا زنا دیکھنا ہے، ہاتھ بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں بھی زنا کرتے ہیں اور ان کا زنا چل کر جانا ہے، منہ بھی زنا کرتا ہے اور اس کا زنا بوسہ دینا ہے، دل خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے"۔

قریش کی جوتی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَسْرَعُ قَبَائِلِ الْعَرَبِ فَنَاءً قُرَيْشٌ، وَيُوشِكُ أَنْ تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالنَّعْلِ، فَتَقُولَ: إِنَّ هَذَا نَعْلُ قُرَشِيٍّ". [2]

ترجمہ: "عرب کے قبائل میں سب سے جلدی قبیلہ قریش فناء ہوگا، عنقریب ایک

---

[1]....(مسند أحمد: مسند أبي هريرة: ج۱۴، ص۲۱۰، رقم الحديث، ۸۵۲۶، مؤسسة الرسالة)

[2]....(مسند أحمد: مسند أبي هريرة، ج۱۴، ص۱۵۶، رقم الحديث، ۸۴۳۷، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

عورت جوتی لے کر گزرے گی اور کہے گی کہ یہ ایک قریشی کی جوتی ہے"۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے کا ٹوٹا تسمہ عثمان علی خان کے سر کا تاج

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ حیدر آباد دکن گئے نواب عثمان علی خان نے آپ کا وعظ سننے کی خواہش کا اظہار کیا چنانچہ ریاست کے بڑے بڑے علماء، فضلاء، امراء اور عوام کے عظیم اجتماع کا انعقاد ہوا۔ نواب دکن شیعیت کی طرف مائل تھا مگر علماء اور بزرگوں کا قدر دان تھا، علامہ عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے جامع، مدلل، مفصل اور علمانہ خطاب فرمایا جس میں حضور ﷺ کے صحابہ کرامؓ کی خاص طور پر مدح فرمائی۔ دورانِ بیان جب یہ ارشاد فرمایا کہ بھائی! حضور اقدس ﷺ کے جلیل القدر صحابہ اور خلفاء راشدینؓ کی بات چھوڑیں ان کے رتبہ و مقام کو کون پہنچ سکتا ہے میرا عقیدہ یہ ہے کہ آج آپ ﷺ کے ایک ادنیٰ صحابی بلال حبشیؓ کے جوتے کا ایک ٹوٹا تسمہ بھی مل جائے تو نواب عثمان علی خان جیسے صاحب اقتدار نواب بھی اسے تبرک جان کر اپنے تاج میں ٹانک لیں یہ جملہ سن کر نواب حیدر آباد وجد میں آگئے اور بے اختیار ہو کر فرمانے لگے کیوں نہیں؟ اگر خدا تعالیٰ مجھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جوتے کا تسمہ بھی نصیب کر دے تو میں ضرور اسے اپنے تاج میں جگہ دے دوں، اس تسمے کے مقابلے تاج میں جڑے ہوئے ہیروں اور جواہرات کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔[1]

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مدینہ میں جوتے اتارنا

حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ بانی دارالعلوم دیوبند تھے۔ وہ مدینہ طیبہ جب پہلی مرتبہ حاضر ہوئے تو "بئیر علی" جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنویں ہیں، مقام احد سے بھی آگے ہے۔ وہاں پہنچ کر جوتے اتار دیئے اور ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیا۔ کسی نے

---

[1]....(شرح شمائل ترمذی: ص، ۳۹۸، ۳۹۹، ج، ۱، القاسم اکیڈمی)

Marfat.com

کہا کہ حضرت! آپ بہت نازک بدن ہیں، پتھریلی زمین ہے۔ ایسے نہ ہو کہ پاؤں زخمی ہو جائیں پھر وضو کا مسئلہ بنے گا۔

فرمانے لگے جس دیس کو میرے آقا ﷺ کے قدم لگنے کا شرف حاصل ہوا، قاسم کو کہاں زیب دیتا ہے کہ اس جگہ پر جوتوں کے ساتھ چلتا پھرے۔ [1]

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا چور کے پاؤں چومنا

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قصہ ہے جو عارف ہوتا ہے اس کو بُری بات میں اچھی بات مل جاتی ہے، کہ انہوں نے ایک چور کو دیکھا کہ سولی پر چڑھا ہوا ہے، آپ نے پوچھا کہ کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ شخص ہے جس نے ایک دفعہ چوری کی اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تیسری اور چوتھی مرتبہ میں دوسرا ہاتھ اور پیر کاٹ دیئے گئے، کمبخت پھر بھی باز نہ آیا پانچویں مرتبہ بھی چوری کی بادشاہ نے تنگ آ کر سولی کا حکم دے دیا۔ آپ نے اس کے پیر چوم لئے۔

لوگوں نے کہا کہ حضرت ایسے فاسق کے ساتھ یہ برتاؤ آپ نے فرمایا، میں اس کے پیر نہیں چومتا بلکہ اس کی استقامت کے پیر چومتا ہوں کیوں کہ اس نے وہ عمل کیا۔

دست از طلب ندارمتا کام من بر آید

ہاتھ طلب سے نہ روکوں گا یعنی ہمت نہ ہاروں گا جب تک میرا کام پورا نہ ہو جائے۔۔۔۔ اس نے جان دے دی مگر آن نہ دی، کاش ہم طریق حق پر ایسے ہی مستقیم ہو جائیں۔ [2]

بشر کو حافی کہنے کی وجہ

بشر کو ''حافی'' اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اس احساس کی وجہ سے ننگے پاؤں رہا کرتے تھے کہ زمین کو اللہ تعالیٰ نے فرش فرمایا ہے اس لئے شاہی فرش پر جوتے پہن کر چلنا آداب کے

---

[1]....(پاجا سراغ زندگی: ص ۲۰۲، دار المطالعہ)

[2]....(حضرت تھانویؒ کے پسندیدہ واقعات: ص ۶۴، دار الاشاعت)

Marfat.com

منافی ہے۔[1]

حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا علماء سے اپنے پیر نہ دبوانا

(اگر) کوئی عالم (حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے) پاؤں دبانے لگتے تو فرماتے کہ آپ سر یا بازو دبالیں۔[2]

ایک شخص کا مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے پیر کی انگلیوں کو آرام سے دبانا

ایک صاحب ان (یعنی حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ) کا جسم دبانے کے دوران پاؤں کی انگلیوں کو نرمی سے دبا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا بعض لوگ جسم ایسے دباتے ہیں جیسے سر کی جوئیں نکالی جاتی ہیں۔[3]

بیت الخلاء جاتے ہوئے حضرت مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے قدموں کا رک جانا

حضرت (مولانا غلام حبیب صاحبؒ) قضائے حاجت کے لئے بیت الخلاء میں داخل ہونا چاہتے تھے کہ ادھر سے اذان کی آواز کانوں میں پڑی۔ ایسے موقع پر اذان سنتے ہی حضرتؒ کے قدم رک جاتے اور حضرت اذان سنتے اور اس کا جواب دینے کے بعد بیت الخلاء میں جاتے۔[4]

مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا ہدیہ والے جوتے پہن کر کمرے میں چلنا

مری میں ایک صاحب نے بوٹ ہدیے میں پیش کیے۔ حضرت نے دلجوئی کی خاطر کمرے میں اس کے سامنے بوٹ پہنے اور کمرے میں چلے پھرے۔ وہ صاحب خوش وخرم رخصت

---

[1]....(تذکرۃ الاولیاء: ص،۱۰۳، اسلامی کتب خانہ، لاہور)
[2]....(حیات حبیب: ص،۱۴۵)
[3]....(حیات حبیب: ص،۱۴۶)
[4]....(حیات حبیب: ص،۵۷۷)

Marfat.com

ہوئے تو حضرتؒ نے اتار کر کسی اور کو ہدیہ میں دے دیئے۔[1]

مولانا غلام حبیب صاحبؒ کا اپنے نواسے کو کوہاٹی چپل پہننے پر تنبیہ کرنا

ایک مرتبہ آپ (یعنی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب جو کہ مولانا غلام حبیب صاحبؒ کے نواسے ہیں) نے کوہاٹی چپل پہنی۔ حضرت مرشد عالم رحمہ اللہ تعالیٰ نے دیکھا تو ناراض ہوئے، فرمایا ''یہ جوتا علما کے شایانِ شان نہیں ہے''۔[2]

رئیس کا بوٹی کو جوتے سے ہٹانا

ایک ریل میں مسلمان رئیس میرے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ ان کے ہاتھ سے ایک بوٹی نیچے کے تختے پر گر پڑی تو ان حضرت نے ان کو بوٹ سے نیچے کر دیا۔ یہ دیکھ کر میرا رونگٹا کھڑا ہو گیا اور میں نے خواجہ صاحب سے کہا کہ ذرا اس بوٹی کو اُٹھا کر پانی سے دھو لیجئے اور دھو کر مجھے دیجیے میں اس کو کھاؤں گا۔

خواجہ صاحب نے اس کو دھویا اور دھو کر کہنے لگے کہ اگر کوئی دوسرا شخص اس کو کھا لے تو اجازت ہے میں نے کہا ہاں اجازت ہے تو خواجہ صاحب نے خود کھائی۔[3]

انگڑائی لیتے ہوئے بیٹے کا جوتا باپ کی داڑھی میں جا لگا

دو انگریزی داں باپ بیٹے آمنے سامنے کرسی پر بیٹھے تھے بیٹے کو انگڑائی آئی تو اس طرح سے پیر پھیلائے کہ جوتا باپ کی داڑھی میں جا لگا اس حرکت پر ایک شخص نے کہا یہ کیا بدتمیزی ہے باپ ہیں ابھی بیٹا کچھ نہ بولا تھا باپ صاحب کہتے ہیں کہ کیا حرج ہوا کیا جوتا کو گوبر لگا تھا۔[4]

---

[1]....(حیات حبیب: ص، ۵۷۸)

[2]....(حیات حبیب: ص، ۴۳۹)

[3]....(حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات: ص، ۲۰۴)

[4]....(ملفوظات حکیم الامت: ج، ۴، ص، ۴۵)

Marfat.com

ریچھ کا بیل کے پاؤں سے چمٹنا

ریچھ ذہین جانور ہے۔ جب وہ بیل کا شکار کرتا ہے تو اس کے راستے میں لیٹ جاتا ہے۔ جب بیل قریب آکر اسے سینگ مارنے کی کوشش کرتا ہے تو ریچھ اس کے پاؤں سے چمٹ جاتا ہے اور اسے زخمی کر دیتا ہے جس سے بیل کے بدن کا سارا خون بہہ جاتا ہے اور ریچھ اس پر غالب آجاتا ہے۔

جوتے کھا کر رزق کھانے والے کا واقعہ

دیہات میں کسی مولانا صاحب نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ بندے کو رزق کھلاتے ہیں۔ ایک نوجوان نے یہ سن کر دل میں یہ بات ٹھان لی کہ میں نہیں کھاتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ رزق کس طرح کھلاتے ہیں۔ چنانچہ اگلے دن اس نے بھوک ہڑتال کر دی۔ لیکن ماں بیچاری تو ماں ہوتی ہے۔ اس نے پراٹھا بنایا اور سالن کے علاوہ مکھن اور چینی بھی ساتھ رکھ دی۔ اس نے بیٹے سے کہا، بیٹا! کھالو۔ بیٹے نے کہا نہیں میں نہیں کھاتا۔ وہ منت سماجت کرتی رہی لیکن وہ کہتا رہا کہ میں نہیں کھاتا۔ جب اس نے بار بار کھانے کو کہا تو یہ تنگ آکر گاؤں سے باہر درختوں کے جھنڈ میں جا کر لیٹ گیا اور یہی سوچتا رہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آج مجھے کیسے کھلاتے ہیں۔ ماں بے چاری پیچھے پیچھے کھانا لے کر گئی اور اس کے قریب رکھ کر واپس آگئی۔

اب کھانا بھی پڑا تھا اور وہ بھی لیٹا ہوا تھا۔ جب اسے کھانے کی خوشبو آنے لگی تو وہ وہاں سے اٹھ کر تیس چالیس فٹ کے فاصلے پر لیٹ گیا تاکہ مجھے کھانے کی خوشبو نہ آئے۔

وہاں اردگرد کے کچھ ڈاکو تھے جو اس جگہ پر اکٹھے ہو کر اپنی پلاننگ بناتے تھے کیونکہ انہیں وہ محفوظ جگہ محسوس ہوتی تھی۔ وہ دوپہر کے وقت آکر وہاں بیٹھ گئے۔ اب ان کو بھی سالن کی خوشبو آئی تو وہ کہنے لگے، یار لگتا ہے کہ کہیں کھانا پڑا ہوا ہے۔ ایک نے کہا کہ تلاش کرنا چاہیئے۔ چنانچہ تلاش کرنے پر انہیں کھانا مل گیا۔ انہوں نے دیکھا کہ پراٹھا بھی ہے، مکھن بھی ہے اور سالن بھی ہے۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ آج موج بن گئی کہ کھانا مل گیا۔ ان کا

Marfat.com

جو بڑا تھا وہ بہت ہی ہوشیار آدمی تھا۔ اس نے کہا، چپ کرو، مت کھانا، مجھے لگتا ہے کہ کسی بندے نے ہمیں مارنے کے لئے اس میں زہر ملایا ہوا ہے، اور اگر کسی نے ملایا ہے تو دیکھو، وہ کہیں نہ کہیں قریب چھپا ہوا ہوگا۔ جب انہوں نے ادھر ادھر ڈھونڈنا شروع کیا تو دیکھا وہ صاحب ایک جگہ لیتے ہوئے تھے۔

انہوں نے اسے بالوں سے پکڑ لیا اور کہا، اوئے اتم نے اس کھانے میں زہر ملایا ہے۔ اس نے کہا، نہیں میں نے تو نہیں ملایا۔ انہوں نے کہا، پھر تم نے یہ کھانا یہاں کیوں رکھا ہے، لگتا ہے کہ تو ہمارے ساتھ کوئی مکر کر رہا ہے۔ انہوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کیا کہ اسی کو پہلے کھانا کھلایا جائے۔ چنانچہ انہوں نے اسے کھانا کھانے کو کہا تو وہ کہنے لگا، جی میں نہیں کھاتا۔ اب ان کو پکا یقین ہو گیا کہ اس میں زہر ہے۔ انہوں نے پھر کہا کہ پہلے کھاؤ۔ اس نے پھر وہی جواب دیا۔ ان کے بڑے نے کہا کہ اسے دو جوتے لگاؤ، پھر کھائے گا۔ لو اب اسے جوتے بھی رسید ہونا شروع ہو گئے۔ لیکن وہ کھانا کھانے سے انکار ہی کرتا رہا۔ جب بے حد وحساب جوتے لگنے لگے تو کہنے لگا، جی معاف کر دیں، میں کھاتا ہوں۔ اس کے بعد اس نے پورا واقعہ بھی سنایا اور ان کے ساتھ مل کر روٹی میں کھائی۔ پھر انہوں نے اسے چھوڑ دیا۔ جب اس کی اچھی خاصی مرمت ہوئی تو اس کے جسم پر جوتوں کے نشان پڑ گئے اور بے چارہ درد کے ساتھ گھر واپس آیا۔ ماں اس کی یہ حالت دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

اب اسے اگلے جمعہ کا انتظار تھا۔ اگلے جمعہ کے دن مولانا صاحب نے پھر تقریر کی کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں انسان کا رزق پہنچاتے ہیں۔ جب وہ بیان اور نماز کے بعد فارغ ہوئے تو یہ مولانا صاحب کے پاس جا کر کہنے لگا، مولانا! آپ ادھورے مسئلے بیان نہ کیا کریں۔ انہوں نے کہا، میں تو پورے مسئلے بیان کرتا ہوں۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ وہ کہنے لگا کہ آپ نے پچھلی دفعہ کہا تھا کہ جس کا رزق ہو اللہ تعالیٰ اس کو پہنچا کر رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا، ہاں یہ پوری بات تو ہے۔ وہ کہنے لگا، جی نہیں، یہ پوری بات نہیں ہے، پورا مسئلہ یہ ہے کہ جس کا

Marfat.com

رزق ہو اللہ تعالیٰ اس کو پہنچا کے رہتے ہیں اور جو رزق نہ کھانا چاہے، اللہ تعالیٰ اس کو جوتے مار کر کھلاتے ہیں۔[1]

میں تو پاؤں میں روندنے کے قابل تھی

ملک شام میں ایک خاص قسم کی مٹی کے ساتھ گلاب ملایا جاتا ہے اور اسی مٹی کو غسل کرنے کے بعد سر پر لگایا جاتا ہے جس سے دیر تک خوشبو آتی رہتی ہے، شیخ بشیر الغزی نے ان شعار کا فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا ہے اور شیخ علی فکری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب "تربیة البنات" میں ذکر کیا ہے، تو اشعار یہ ہیں:

فَقُلْتُ لَهُ اَمِسْكٌ أَمْ عَنْبَرُ
لَقَدْ صَيَّرَتْنِي بِالْحُبِّ مُغْرَمْ
أَجَابَ الطِّيْنُ اِنِّي كُنْتُ تُرْباً
صَحِبْتُ الْوَرْدَ صَيَّرَنِيْ مُكَرَّمْ
أَلِفْتُ أَكَابِراً وَازْدَدْتُ عِلْماً
كَذَا مَنْ عَاشَرَ الْعُلَمَاءَ يُكْرَمْ [2]

"میں نے اس مٹی سے پوچھا! تمہاری خوشبو نے مجھے تمہارا عاشق بنا دیا ہے، تم مجھے یہ تو بتاؤ تمہارا کیا نام ہے، تم مشک ہو یا عنبر ہو؟

اس مٹی نے جواب دیا میں تو ایک نرم مٹی گارے کیچڑ کی طرح تھی، لیکن گلاب کی صحبت میں رہ کر مجھ سے بھی خوشبو آنے لگی۔

جو کچھ تم مجھے آج دیکھتے ہو یہ گلاب کا کرم ہے، اس نے مجھے معزز بنا دیا، ورنہ میں پاؤں میں روندنے کے قابل تھی۔

---

[1]....(اصول حدیث، ص، ۴۲۳، ۴۲۴، مکتبۃ الفقیر)
[2]....(تحفۂ دلہن: ص، ۳۰۸، ۳۰۹، مطبوعہ، بیت العلم ٹرسٹ)

Marfat.com

میں نے محبت کی اپنے بڑوں سے جس سے میرے علم میں اضافہ ہوا، اسی طرح علماء کی صحبت سے آدمی شرافت والا ہو جاتا ہے"۔

شیخ سعدیؒ کا پیر سلامت ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں، میں ہمیشہ اللہ کا شکر گزار بندہ بن کر رہا کبھی ایسا نہ ہوا تھا کہ:

"مصیبت کے زمانے میں میری زبان پر حرف شکایت آیا ہو۔ لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ میرے قلب کی یہ حالت بدل گئی۔ بات یہ ہوئی کہ میرا جوتا ٹوٹ گیا اور نیا جوتا خریدنے کے لیے میرے پاس دام نہ تھے۔ ننگے پیر ہو جانے کی وجہ سے میں بہت ملول تھا۔

اس حالت میں کوفے کی مسجد میں گیا تو وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو دونوں پیروں سے محروم تھا۔ اسے دیکھ کر میری زبان پر بے اختیار کلمات شکر آ گئے کہ میرے پیر تو سلامت ہیں یہ بے چارہ تو پیروں سے ہی محروم ہے۔[1]

حضرت خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ کا اپنے استاد حضرت بنوریؒ کے جوتے اٹھانا

۱۹۷۴ء کی ختم نبوت تحریک کے دوران جامع مسجد، کچہری بازار، فیصل آباد میں ختم المرسلین کے پروانوں کا جلسہ تھا، حضرت بنوریؒ کراچی سے تشریف لائے، مفتی زین العابدین صاحب کی رہائش گاہ پر قیام پذیر تھے، حضرت مخدوم زمان خواجہ خواجگان خان محمد مدظلہ اپنے استاذ مکرم کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے، حضرت بنوریؒ نے کھڑے ہو کر آپ کا استقبال کیا، آپ حضرت بنوریؒ کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے، امام الحدیث حضرت بنوریؒ نے آپ سے فرمایا: آپ ایسا نہ کریں، لیکن حضرت خواجہ مدظلہ دو زانو ہی بیٹھے رہے، گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہوئی، حضرت علامہ سید بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ مجلس سے جانے کے لئے اٹھے، آپ نے حضرت بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ کا جوتا اٹھایا اور ان کے سامنے رکھا، انہوں نے کچھ بھی نہ کہا، دونوں حضرات ایک دوسرے کو الوداع کہنے کے لئے باہر تشریف

---

[1]....(ترجمے: ص، ۱۰۱۸)

Marfat.com

لائے، بوقت رخصت حضرت بنوریؒ نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔ [1]

حضرت مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جوتا گم ہونا

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ بیتی میں لکھا ہے کہ میرا جوتا گم ہوگیا چھ ماہ مجھے جوتا خریدنے کی ضرورت نہیں پڑی کیونکہ چھ مہینے میں مسجد سے باہر ہی نہیں نکلا، مسجد کے ساتھ ہی ملحقہ کمرہ تھا جس میں لکھتے تھے اور اُسی سے ملحق درسگاہ تھی جس میں چلے جاتے تھے۔ مسجد، مسجد سے درسگاہ، درسگاہ سے ملحقہ کمرہ تصنیف کا اور اُس کے ساتھ ہی گھر تھا، تو چھ مہینے کے بعد جوتا خریدنے کی نوبت آئی تو اُنہوں نے اُوجز المسالک جیسی حسین کتاب لکھی علماء سے اپنا لوہا منوایا۔ [2]

حضرت مولانا یعقوب صاحب کا وہمی شخص کے سر پر جوتے مارنا

مدرسہ کے ایک فارغ التحصیل کو وہم ہوگیا تھا کہ میرا سر نہیں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سن کر پہنچے اور دریافت فرمایا کہ تمہارے سر نہیں عرض کیا کہ حضرت نہیں حضرت نے جوتا نکال کر سر پر مارنا شروع کیا اس نے واویلا مچایا کہ حضرت مر گیا چوٹ لگتی ہے فرمایا کہ کہاں چوٹ لگتی ہے عرض کیا کہ حضرت سر میں فرمایا کہ سر تو ہے ہی نہیں چوٹ کے کیا معنی عرض کیا کہ حضرت سر ہے فرمایا کہ اب تو کبھی نہ کہو گے کہ سر نہیں عرض کیا کہ نہیں چھوڑ دیا وہ وہم جاتا رہا اور ساری عمر بھر بھی کبھی یہ مرض وہم کا نہ ہوا یہ حضرت حکیم تھے حقیقت کو سمجھتے تھے۔ [3]

حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کا اپنے شاگرد کا وہم دور کرنے کے لئے جوتے مارنا

دیوبند میں ایک ذی علم پر تخیل کا غلبہ تھا کہ وہ یوں کہتے تھے کہ سوکھے ٹکڑے بھی اگر پلاؤ کے

---

[1]....(تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ ص:۱۴۱)
[2]....(انوار مدینہ: ص،۲۴)
[3]....(ملفوظات حکیم الامت جلد۱، ص،۳۱۴)

Marfat.com

تصور سے کھاؤں تو پلاؤ کا لطف آتا ہے، مجھے بھی اُن کی زیارت ہوئی ہے، اُن ہی یہ واقعہ ہے کہ وہ رضائیاں اور لحاف اپنے سر پر باندھتے تھے انہیں یہی وہم سوار ہو گیا تھا کہ میرا سر نہیں رہا ہے، اس لئے سر کی جگہ وہ ان چیزوں کو باندھتے تھے، طب میں اچھی خاصی عقم تھی لیکن اس خبط میں مبتلا ہو گئے تھے کہ میرا سر نہیں رہا، مولانا کو اطلاع کی گئی مولانا علاج کے لئے تشریف لے گئے، حال پوچھا تو وہی ہانکا کہ سر نہیں۔ مولانا صاحب نے نکال کے جوتا سر پر ہی مارنا شروع کیا، وہاں اس کا بہت چرچا تھا چلانے لگے کہ مولوی صاحب چوٹ لگی، چوٹ لگی، مولانا نے فرمایا کہاں لگی بولے سر میں، فرمایا سر تو ہے ہی نہیں، کہنے لگے اجی ہاں ہے اب معلوم ہوا کہ واقعی ہے، بس جاتا رہا مالیخولیا۔[1]

حضرت مولانا یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو چمڑے کے موزوں پر مسح کے بارے میں وسوسہ

ایک مرتبہ حضرت مولانا یعقوب صاحب (نانوتوی) رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کے بعد یہ وسوسہ ہوا کہ تو (چمڑوں کے) موزوں کا مسح کرنا بھول گیا، حضرت نے دوبارہ مسح کر لیا، اگلے وقت پھر وہی وسوسہ (ہوا) اب ایک بلا پیچھے لگ گئی، اس پر حضرت فرماتے تھے کہ ایک بار عین مصلے پر (نماز پڑھتے ہوئے) وہی وسوسہ ہوا، خیال ہوا کہ یقیناً یہ شیطانی وسوسہ ہے، آج اس پر عمل نہ کرنا چاہیے، شیطان سے مکالمہ (اور بحث ومباحثہ) شروع ہو گیا۔

وہ کہتا ہے کہ مسح نہیں ہوا کر لو، مولانا فرماتے ہیں کہ:

"نہیں ہوا نہ سہی"

(شیطان) کہتا ہے کہ "جب مسح نہیں ہوا تو وضو نہ ہوا"

مولانا کہتے ہیں وضو نہ ہوا نہ سہی۔

کہتا ہے کہ جب وضو نہ ہوا تو نماز نہ ہوگی، مولانا کہتے ہیں کہ نماز نہ ہوگی نہ سہی۔

---

[1]....(خطبات حکیم الامت: ص، ۳۲۶)

Marfat.com

کہتا ہے کہ گنہگار ہوگے۔

مولانا کہتے ہیں کہ میں آپ کی خیر خواہی سے باز آیا، جہاں اور بہت سے گناہ ہوتے ہیں ایک یہ بھی سہی۔ بس ترکی (بحث) ختم پھر (اس کے بعد) کبھی وہ وسوسہ نہ آیا۔ [1]

حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کا اپنے رومال سے حضرت مولانا یعقوب صاحبؒ کے پاؤں کو صاف کرنا

حضرت مولانا یعقوب رحمہ اللہ پیدل سفر کر کے گنگوہ پہنچے جماعت کھڑی ہو چکی تھی نماز شروع ہونے کو تھی کہ لوگوں نے دیکھ کر خوشی میں کہا کہ مولانا آ گئے مولانا آ گئے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر پہنچ چکے تھے یہ سن کر نگاہ اٹھا کر مولانا کو دیکھا تو مصلے سے واپس ہو کر صف میں آ کر کھڑے ہوئے اور حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمہ اللہ سے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا مولانا سیدھے مصلے پر پہنچے چونکہ پیدل سفر کر کے تشریف لے گئے تھے پاجامہ کے پائینچے چڑھے ہوئے تھے اور پیر گرد آلود تھے مگر غایت سادگی سے اسی ہیئت میں مصلے کی طرف چلے جب حضرت گنگوہی کی محاذات (برابر) میں پہنچے تو مولانا نے صف میں سے آگے بڑھ کر اپنے رومال سے پہلے پیروں کی گرد صاف کی اور پھر پائینچے اتارے اور فرمایا اب نماز پڑھایئے اور خود واپس صف میں آ کر کھڑے ہوئے مولانا محمد یعقوب صاحب نے نماز پڑھائی۔ [2]

مولانا رشید احمد گنگوہی کا اپنے طلباء کی جوتیاں اُٹھانا

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ حضرت گنگوہی قدس سرہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ:

---

[1]....(الاضافات الیومیہ: ج۱، ص۳۱۱، ۳۱۲، بحوالہ وساوس اور حقائق، ۶۱۲، ۶۱۳)

[2]....(ملفوظات حکیم الامت: ج۵، ملفوظ ۲۹۰)

Marfat.com

''قطب عالم حضرت مولانا گنگوہیؒ علم وفضل میں یگانہ روزگار ہونے کے ساتھ زہد وتقوی اور سادگی وتواضع وفنائیت میں بھی انتہا کو پہنچے ہوئے تھے۔ایک مرتبہ حضرت گنگوہیؒ حدیث کا سبق پڑھا رہے تھے کہ بارش آگئی۔سب طلباء کتابیں لے کر اندر کو بھاگے مگر مولانا گنگوہیؒ سب طلباء کی جوتیاں جمع کر رہے تھے۔لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو کٹ کر رہ گئے''۔[1]

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا آم کی گٹھڑی اٹھا کر چلنا

حضرت کا ایک واقعہ ہے کہ ایک صاحب نے آپ کو کھانے کی دعوت دی، آپ نے قبول فرمالی، اس شخص کا گاؤں فاصلے پر تھا، لیکن اس نے سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا، جب کھانے کا وقت آیا تو آپ پیدل ہی روانہ ہو گئے، دل میں یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ان صاحب نے سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا، سواری کا انتظام کرنا چاہیے تھا، بہر حال اس کے گھر پہنچے، کھانا کھایا، کچھ آم بھی کھائے، اس کے بعد جب واپس چلنے لگے تو اس وقت بھی اس نے سواری کا کوئی انتظام نہیں کیا، بلکہ الٹا یہ غضب کیا کہ بہت سارے آموں کی گٹھڑی بنا کر حضرت کے حوالے کر دی کہ حضرت! یہ کچھ آم گھر کے لیے لیتے جائیں۔اس اللہ کے بندے نے یہ نہ سوچا کہ اتنی دور جانا ہے اور سواری کا کوئی انتظام بھی نہیں ہے، کیسے اتنی بڑی گٹھڑی لے کر جائیں گے؟ مگر اس نے وہ گٹھڑی مولانا کو دے دی اور مولانا نے وہ قبول کر لی اور اٹھا کر چل دیے۔اب ساری عمر مولانا نے کبھی اتنا بوجھ اٹھایا نہیں، شہزادوں جیسی زندگی گزاری، اب اس گٹھڑی کو کبھی ایک ہاتھ میں اٹھاتے، کبھی دوسرے ہاتھ میں اٹھاتے، چلے جا رہے ہیں، یہاں تک کہ جب دیوبند قریب آنے لگا تو دونوں ہاتھ تھک کر چور ہو گئے، نہ اس ہاتھ میں چین، نہ اس ہاتھ میں چین، آخر کار اس گٹھڑی کو اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا، جب سر پر رکھا تو ہاتھوں کو کچھ آرام ملا تو فرمانے لگے، ہم بھی عجیب آدمی ہیں، پہلے خیال نہیں آیا کہ اس گٹھڑی

---

[1]....(پچاس مثالی شخصیات: ص، ۵۹، ادارہ تالیفات اشرفیہ)

Marfat.com

کو سر پر رکھ دیں، ورنہ اتنی تکلیف نہ اٹھانی پڑتی۔ اور اب مولانا اس حالت میں دیوبند میں داخل ہو رہے ہیں کہ سر پر آموں کی گٹھڑی ہے اب راستے میں جو لوگ ملتے وہ آپ کو سلام کر رہے ہیں، آپ سے مصافحہ کر رہے ہیں، آپ نے ایک ہاتھ سے گٹھڑی سنبھال لی اور دوسرے ہاتھ سے مصافحہ کرتے رہے، اسی حالت میں آپ اپنے گھر پہنچ گئے اور آپ کو ذرا برابر بھی یہ خیال نہیں آیا کہ یہ کام میرے مرتبے کے خلاف ہے اور میرے مرتبے سے فروتر ہے، بہرحال! انسان کسی بھی کام کو اپنے مرتبے سے فروتر نہ سمجھے، یہ ہے تواضع کی علامت۔[1]

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا غریبوں کے جوتے مرمت کروانا

حضرت مولانا محمد منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ منصب اور عہدہ کے لحاظ سے دارالعلوم دیوبند کے مفتی اکبر (بعد کی اصطلاح میں صدر مفتی) تھے، تفسیر یا حدیث کا کوئی سبق بھی پڑھا دیتے تھے، اس کے ساتھ وہ نقش بندی مجددی طریقہ کے صاحب ارشاد شیخ بھی تھے، حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمہ اللہ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی اور تربیت میں راہ سلوک طے کی تھی اور ان ہی کے مجاز تھے، وہ دارالعلوم کے اس وقت کے اکابر واساتذہ میں سب سے بڑے، بلکہ سب کے بڑے تھے اور سب ہی ان کا بڑا احترام کرتے ہیں، حضرت مفتی صاحب میں جو کمال بہت ہی نمایاں تھا، جس کو ہم جیسے صرف ظاہری آنکھیں رکھنے والے بھی دیکھتے تھے، وہ ان کی انتہائی بے نفسی تھی، معلوم ہوتا تھا کہ اللہ کے اس بندہ کے اندر وہ چیز ہے ہی نہیں جس کا نام نفس ہے، یہ بات عام طور پر مشہور تھی کہ گھروں کے جو کام نوکروں اور نوکرانیوں کے کرنے کے ہوتے ہیں، حضرت مفتی صاحب عند الضرورت وہ سب کام (جیسے گھر میں جھاڑو دینا، برتنوں کا دھونا، مانجھنا وغیرہ) یہ سب بے

---

[1]....(اصلاحی خطبات: ج۳، ص۴۳)

Marfat.com

تکلف، بلکہ بشاشت اور خوشی کے ساتھ کر لیتے ہیں، آس پاس کے غریب گھرانوں کے پیسے پیسے، دو دو پیسے کا سودا بھی خرید کے بازار سے لا دیتے ہیں، دوسروں کے پھٹے جوتے لے جا کر ان کی مرمت کرا لیتے ہیں۔[1]

حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا جلسہ میں حاضری کے لئے تین میل کا فاصلہ پیدل طے کرنا

ایک دفعہ ضلع گوجرانوالہ میں منڈیالہ تیگہ اور فیوز والا سے آگے کوٹلی ناگرہ نامی ایک بستی میں تبلیغی جلسہ تھا۔ مولانا صفدرؒ نے اس جلسے میں تشریف لانا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ نمازِ عصر سے قبل تیز بارش شروع ہوگئی۔ بارش کی وجہ سے کوٹلی ناگرہ دوسری بستیوں سے تقریباً کٹ جاتی تھی۔ اب تو کسی حد تک کچا راستہ موجود ہے، پہلے یہ بھی نہ تھا۔ مغرب کے بعد قریبی بستیوں سے حضرت کے عقیدت مند موسم کی خرابی کے باوجود طے شدہ مقام پر جمع ہونا شروع ہوگئے۔ بارش اگرچہ مغرب سے پہلے ختم ہو چکی تھی، لیکن راستہ انتہائی خراب ہونے کی وجہ سے حضرت مولانا صفدر کی آمد کی امید بالکل نہ تھی۔ جو مہمان دوسرے دیہاتوں سے آئے ہوئے تھے، انھیں کھانا کھلایا گیا۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو اچانک دیکھا کہ مولانا شلوار گھٹنوں تک اٹھائے کیچڑ میں بھرے ہوئے مسجد کے دروازے سے اندر داخل ہو رہے ہیں۔ سب کو بڑی حیرت ہوئی کہ وہ کیسے یہاں تک پہنچ گئے۔ استفسار پر بتانے لگے کہ منڈیالہ تیگہ سے پیدل چل کر آیا ہوں۔ منڈیالہ تیگہ سے کوٹلی ناگرہ کا فاصلہ تین میل ہے۔[2]

چاند پر پہلا قدم رکھنے والے نیل آرم سٹرانگ (Neil Armstrong) کی اذانوں کی آوازوں پر حیرت کا اظہار

نیل آرم سٹرانگ چاند پر پہلا قدم رکھنے والا انسان مصر گیا۔ کسی مسلمان ملک میں جانے کا اس

---

[1]....(الفاروق: جمادی الثانیہ: ۱۴۳۲ھ)
[2]....(جمادی الثانی ۱۴۳۰ھ، ج۲۵)

Marfat.com

کے لئے یہ پہلا موقع تھا وہاں پہلی رات صبح سویرے وہ بستر پر اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا پھر وہ کھڑا ہوگیا، کچھ دیر کھڑا رہنے کے بعد پریشانی کے عالم میں وہ کمرے سے نکل آیا۔ کمرے سے باہر اس کی بے چینی اور بڑھ گئی اس بے چینی کے ہاتھوں مجبور ہوکر وہ لان میں آگیا۔

جس جگہ وہ ٹھہرا ہوا تھا یہ ایک ہوٹل تھا۔ ڈیوٹی پر موجود ہوٹل سٹاف نے اپنے اس قدر معزز مہمان کو پریشان دیکھا تو اس کے اردگرد پروانہ وار جمع ہوگیا۔ جناب! آپ کیوں پریشان ہیں؟ ہم خدمت کے لئے حاضر ہیں، ان میں سے ایک نے کہا۔ میں کہاں ہوں؟ .....اس نے الٹا ان پر سوال کردیا۔ آپ اس وقت مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں ہیں۔ جواب آیا ''میں قاہرہ میں ہوں تو یہ آوازیں کہاں سے آرہی ہیں؟'' اس نے فوراً وہ سوال کیا جو اس کو پریشان کررہا تھا۔ ''جناب یہ قاہرہ کی مسجدوں سے اذانوں کی آوازیں آرہی ہیں''۔ سٹاف نے بیک زبان ہوکر کہا۔ یہ جواب پاکر وہ اتھاہ خاموشی میں ڈوب گیا جب محسوس کیا کہ اس کی خاموشی پہ سٹاف پریشان ہے تو وہ خاموشی کی کیفیت سے باہر نکلا ''میں چاند پر تھا تو وہاں بھی میں نے ایسی آوازیں سنی تھیں، یہاں انہیں سن کر میں بدحواس ہوگیا، مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں چاند پر ہوں یا زمین پر''۔[1]

بوعلی سینا کے خادموں کا شہزادے کے ہاتھ پاؤں باندھنا

کسی زمانہ میں ایک شہزادے کے دماغ میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ:

وہ گائے بن گیا ہے، چنانچہ وہ بالکل گائے کی طرح چلا تا رہتا تھا اور ہر شخص سے یہی کہتا تھا کہ مجھے ذبح کرو کیونکہ میرے گوشت سے بہت اچھا ہریسہ (ایک خاص قسم کا کھانا) تیار ہوگا، اس کا مرض اس قدر بڑھ گیا کہ اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا تھا، اور بالکل فاقے سے رہنے لگا تھا، اطباء بھی اس کے علاج سے عاجز آگئے تھے۔

اس وقت مشہور حکیم بوعلی سینا موجودہ حکومت کا وزیر تھا اور بادشاہ نے اسے تمام سلطنت کے

---

[1]....(معارف اسم محمدؐ: بحوالہ خصوصیات مصطفیٰ: ج۱، ص۱۶۱)

Marfat.com

سیاہ سفید کا مالک بنا رکھا تھا، بوعلی سینا سلطنت کے انتظامی کاموں میں لگا رہتا تھا اور اسے لوگوں کے علاج ومعالجے کے لئے فرصت نہیں ملتی تھی، لیکن جب تمام اطباء شہزادے کے علاج سے تنگ آگئے، تو اس کے اعزاء واقرباء، بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس سے کہنے لگے کہ کسی طبیب کو شہزادے کے علاج میں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ اس کا مرض روز بروز بڑھتا جاتا ہے، لہذا آپ اپنے وزیر بوعلی سینا سے کہیں کہ وہ اس کا علاج کرے، چنانچہ بادشاہ کے کہنے پر بوعلی سینا نے شہزادہ کے علاج پر آمادگی ظاہر کی۔

ایک روز اس مریض کو کہلا بھیجا کہ اب تمہیں خوشی منانی چاہیئے، کیونکہ تمہیں قصاب ذبح کرنے کے لئے آرہا ہے، مریض نے جب یہ بات سنی، تو خوشی کے مارے بغلیں بجانے لگا، اس کے بعد بوعلی سینا مریض کے مکان پر آیا اور دو خادموں کو ہمرہ لے کر اس کے پاس گیا، مریض کو دیکھ کر بوعلی سینا نے دو لمبی چھریاں نکال لیں، اور بلند آواز سے کہنے لگا کہ:

''گائے کہاں ہے، تاکہ میں میں اسے ذبح کروں''

یہ سن کر مریض گائے کی طرح چلانے لگا، گویا کہ وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ میں یہاں حاضر ہوں۔

اس کے بعد بوعلی سینا نے اپنے خادموں سے کہا کہ گائے کے ہاتھ اور پاؤں باندھ کر اس کو کمرے کے درمیان لٹادیں۔

شہزادہ یہ بات سن کر خود کمرے کے درمیان آگیا اور دائیں پہلو پر لیٹ گیا، خادموں نے مضبوطی کے ساتھ اس کے ہاتھ اور پیر باندھ دیئے، بوعلی سینا دونوں چھریوں کو تیز کرتا ہوا آگے بڑھا اور مریض کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنا ہاتھ اس کی گردن پر اسی طرح رکھا، جس طرح قصاب گائے کو ذبح کرنے کے وقت اپنا ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیتے ہیں، لیکن تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ:

''یہ گائے بہت دبلی ہے، اور ابھی اس قابل نہیں ہوئی کہ اسے ذبح کیا جائے''

اس کے بعد اس نے ملازموں سے کہا کہ گائے کے ہاتھ اور پاؤں کھول دیں، کھانے کے

Marfat.com

لئے ایسی غذائیں دیں جن سے گائے موٹی تازی ہوکر قربانی کے قابل ہوجائے۔

مریض کہنے لگا کہ:

آپ ہی بتائیں کہ میں کس قسم کی غذائیں کھاؤں تاکہ جلد از جلد موٹا ہوکر ذبح کیے جانے کے قابل ہوجاؤں۔

اس تدبیر سے بوعلی سینا کو علاج کا کھلا موقع مل گیا، اور اُس نے مریض کے علاج اور دماغی خشکی کے لئے خوب غذائیں اور دوائیں تجویز کیں، اور کہا کہ کھانا خوب پیٹ بھر کر کھاؤ تاکہ خوب موٹا اور فربہ ہونے پر تمہیں ذبح کرسکیں۔

بوعلی سینا کے چلے جانے کے بعد شہزادے کے خادموں نے حسب ہدایت اسے غذائیں و دوائیں دینی شروع کیں جو مریض موٹا ہونے کے شوق میں کھانے لگا۔

جس کی وجہ سے اس کے دماغ کی خشکی دور ہوگئی، اور فاسد اخلاط درست ہوگئیں۔

یہاں تک کہ وہ ایک مختصر عرصہ میں بالکل صحت یاب ہوگیا، اور اس کا مرض دُور ہوگیا اور وہ اپنے آپ گائے کے بجائے انسان سمجھنے لگا۔ [1]

ایک سپاہی کا حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو جوتے مار کر معافی مانگنا

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو سپاہی نے جوتے مارے، بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ یہ بہت بڑے بزرگ ہیں، اس نے معافی چاہی، فرمایا دوسرا جوتا مارنے سے پہلے پہلے معاف کردیتا تھا۔ [2]

شیخ سعید حلبی رحمہ اللہ کا تکلیف کی وجہ سے دورانِ تدریس پاؤں پھیلانا

شیخ سعید حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ تھے۔ آپ ایک دن دمشق کی ایک مسجد میں سبق پڑھا رہے تھے۔ اس دن ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف تھی، اس لئے پاؤں پھیلا کر درس دے

---

[1] . . . . (کلیات قانون مفرد اعضاء: مصنفہ حکیم محمد شریف صاحب، ص ۲۱۴، ۲۱۵، بحوالہ وساوس اور حقائق: ص ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴)

[2] ....(بکھرے موتی: ج ۱، ص ۶۹)

Marfat.com

رہے تھے۔ ابراہیم پاشا محمد علی خدیو بانی سلطنت خدیویہ کا بیٹا تھا۔ وہ بڑا ظالم اور مغرور سپہ سالار تھا۔ اس کے جبر کی وجہ سے لوگ خوفزدہ رہتے تھے۔ وہ مسجد میں داخل ہوا۔ شیخ سعید حلبی رحمہ اللہ تعالیٰ دروازے کی طرف پاؤں پھیلائے ہوئے تھے۔ جب وہ قریب آیا تو سارے طالب علم خوفزدہ ہو گئے۔ حفاظتی دستہ بھی ابراہیم پاشا کے ساتھ تھا۔ جلاد اور دیگر سپاہی اس کے ہمراہ تھے۔ طلبا سمجھے اب ان کے استاد اپنے پاؤں سمیٹ لیں گے کہ وقت کے حکمران کا ادب بھی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ان کی امید کے خلاف ان کے استاد محترم نے پاؤں پھیلائے رکھے۔ ابراہیم پاشا ان کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ طلبہ خوفزدہ تھے، وہ سمجھ رہے تھے اب ان کے استاد کی خیر نہیں۔ پاشا اپنے جلادوں کو حکم دے گا اور ان کا محترم ومقدس خون ان کے کپڑوں پر گرے گا۔ وہ ایسا نہیں چاہتے تھے۔

ابراہیم پاشا وہاں دیر تک کھڑا قرآن سنتا رہا۔ شیخ سعید حلبی رحمہ اللہ علیہ نے پاؤں پھیلائے رکھے۔ پھر اچانک ابراہیم پاشا پلٹا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ مسجد سے نکل گیا۔ یہ دیکھ کر سارے طلبہ حیران رہ گئے۔ پھر ابراہیم پاشا نے حضرت شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے اشرفیوں کا ایک توڑا بھیجا اور سلام کہلوایا۔ اشرفیاں لانے والے صاحب نے کہا کہ ''حضرت یہ قبول کر لیجئے''۔ جواب میں حضرت شیخ سعید حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اپنے بادشاہ سے میرا سلام عرض کر دینا اور کہنا کہ جو پاؤں پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا، اگر مجھے ہاتھ پھیلانا ہوتا تو اس وقت پاؤں نہ پھیلاتا''۔ [1]

علی جانیں معاویہ جانیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما حافظ صاحب کو کہو کہ جوتے بیچو

ایک عالم کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ فلاں حافظ صاحب نے یہ دریافت کیا ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ میں جنگ ہوئی کون حق پر تھا ان عالم نے دریافت فرمایا کہ وہ

---

[1]....(ایمان افروز واقعات:۱۷۸)

Marfat.com

حافظ صاحب کیا کام کرتے ہیں عرض کیا کہ جوتے بیچتے ہیں۔ پوچھا تم کیا کرتے ہو۔ عرض کیا کہ کپڑے رنگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ تم جا کر کپڑے رنگو اور حافظ صاحب سے کہو کہ جوتے بیچیں۔ علی جانیں معاویہ جانیں (رضی اللہ عنہما) قیامت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقدمہ فیصلے کیلئے تمہارے پاس نہ آئے گا۔ [1]

داداجان کے جوتے کون اٹھائے گا؟

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ لکھتے ہیں:

ایک مرتبہ والد صاحب مدظلہم اور ہمارے دادا رحمہ اللہ کا دہلی جانا ہوا۔ بھائی جان (مولانا ذکی کیفی مرحوم) اس وقت بہت چھوٹے تھے۔ والد صاحب انہیں ساتھ لے گئے۔ فتح پور کی مسجد میں کسی نماز کے لئے جانا ہوا۔ وہاں سے واپسی میں بھائی جان نے حضرت والد صاحب مدظلہم کے جوتے اٹھالئے مگر دادا مرحوم کے جوتے نہیں اٹھائے۔ دادا مرحوم نے ازراہ تعفن پوچھا ''کیوں بھائی یہ کیا؟ تم نے میرے جوتے کیوں نہیں اٹھائے''۔ بھائی جان نے حضرت حضرت والد صاحب مدظلہم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے برجستہ جواب دیا ''آپ کے جوتے یہ اٹھائیں گے''۔ [2]

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَم

---

[1]....(ملفوظات حکیم الامت: ج۷، ص۴۲)
[2]....(نقوش رفتگاں: ص۳۹)

Marfat.com

(فصل نمبر ۱)

قدم اور فرشتے

حضرت جبریل علیہ السلام کے سرخ قدم

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کی تخلیق اس طرح فرمائی ہے' کہ فرشتوں میں نہ تو وہ بہت زیادہ لمبے ہیں اور نہ چھوٹے ہیں' عام طور پر سفید لباس پہنتے ہیں' جو موتیوں اور یاقوت سے مرصع ہے' ایک ہزار چھوسو بازو ہیں اور ہر بازو کا درمیانی فاصلہ پانچ سو سال کا ہے' لمبی گردن' سرخ پیر' زرد پنڈلیاں سر سے پاؤں تک ستر ہزار زعفران کے پر جو چاند' ستاروں کی طرح چمکتے دمکتے رہتے ہیں' دونوں آنکھوں کے درمیان آفتاب کی طرح چمک گویا کہ پیشانی سورج کی طرح ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت میکائیل علیہ السلام سے پانچ سو سال بعد پیدا کئے گئے' وہ روزانہ جنت کی نہر سے غسل کرتے ہیں' جب جسم جھاڑتے ہیں تو ستر ہزار قطرے فرشتے بن جاتے ہیں جو بیت المعمور کے طواف میں مشغول ہو جاتے ہیں اور قیامت تک ان کی واپسی ممکن نہیں۔ [۱]

---

[۱] ...."واللّٰہ تعالی خلق جبریل علیہ السلام لیس بالطویل العالی ولا بالقصیر المتدانی علیہ ثیاب بیض مکفوفة باللؤلؤ والیاقوت الأحمر لونہ کالثلج براق الثنایا علیہ وشاحان من الدر لہ ألف وستمائة جناح من الیاقوت الأحمر بین کل جناحین خمسمائة عام طویل العنق أحمر القدمین أصفر الساقین ویشبہ کالزعفران من رأسہ إلی قدمیہ سبعون ألف ریشة من زعفران علی کل ریشة قمر وکواکب وبین عینیہ شمس خلقہ اللّٰہ بعد أن خلق میکائیل بخمسمائة عام ویغتسل کل یوم فی کل من الجنة فینتفض فتقطر منہ سبعون ألف قطرة فیخلق اللّٰہ من کل قطرة ملکاً فیطوفون بالبیت المعمور ثم لا یعودون إلی یوم القیامة ".(نزهة المجالس ومنتخب النفائس:باب قولہ سبحان الذي بعبدہ لیلا /فصل في المعراج ،ج،۲،۹۶،المطبعہ الکاستلیة ،مصر)

Marfat.com

حضرت جبریل علیہ السلام کے پاؤں اللہ تعالیٰ کے سامنے لرزنا

حضرت جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑے ہیں، ان کے پیر لرز رہے ہیں اور ان کی ہر حرکت پر اللہ تعالیٰ ایک لاکھ فرشتے تخلیق فرماتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے سوا نہیں بولتے جب انہیں اجازت ہوتی ہے تو" لاالہ الا اللّٰہ" کا ذکر کرتے ہیں' اور اس کے کلمے کا ورد کرنے والے ایمانداروں کے لئے استغفار میں مصروف ہو جاتے ہیں۔[1]

حضرت جبریل علیہ السلام کا اپنی ایڑی سے زمین کھودنا

"ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ:

"لَمَّا كَانَ بَيْنَ إِبْرَاهِيمَ وَبَيْنَ أَهْلِهِ مَا كَانَ، خَرَجَ بِإِسْمَاعِيلَ وَأُمِّ إِسْمَاعِيلَ، وَمَعَهُمْ شَنَّةٌ فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ، فَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، حَتَّى قَدِمَ مَكَّةَ فَوَضَعَهَا تَحْتَ دَوْحَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِبْرَاهِيمُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاتَّبَعَتْهُ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، حَتَّى لَمَّا بَلَغُوا كَدَاءً نَادَتْهُ مِنْ وَرَائِهِ: يَا إِبْرَاهِيمُ إِلَى مَنْ تَتْرُكُنَا؟ قَالَ: إِلَى اللَّهِ، قَالَتْ: رَضِيتُ بِاللَّهِ، قَالَ: فَرَجَعَتْ فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الشَّنَّةِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، حَتَّى لَمَّا فَنِيَ الْمَاءُ، قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، قَالَ فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا فَنَظَرَتْ، وَنَظَرَتْ هَلْ تُحِسُّ أَحَدًا، فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، فَلَمَّا بَلَغَتِ الْوَادِيَ سَعَتْ وَأَتَتِ الْمَرْوَةَ، فَفَعَلَتْ ذَلِكَ أَشْوَاطًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، تَعْنِي الصَّبِيَّ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ فَإِذَا هُوَ عَلَى حَالِهِ كَأَنَّهُ يَنْشَغُ

---

[1]..... " وقال وهب أنه واقف بين يدى الله تعالى ترعد فرائسه أى رجلاه وركبتاه فيخلق الله من كل رعدة مائة ألف ملك لا يتكلمون إلا بإذن الله فإذا أذن لهم قالوا لا إله إلا الله ويستغفرون لقائلها".
(نزهة المجالس ومنتخب النفائس: باب قوله سبحان الذي بعبده ليلا /فصل في المعراج، ج،۲، ۹۶، المطبعه الكاستلية بمصر)

Marfat.com

لِلْمَوْتِ، فَلَمْ تُقِرَّهَا نَفْسُهَا، فَقَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ، لَعَلِّي أُحِسُّ أَحَدًا، فَذَهَبَتْ فَصَعِدَتِ الصَّفَا، فَنَظَرَتْ وَنَظَرَتْ فَلَمْ تُحِسَّ أَحَدًا، حَتَّى أَتَمَّتْ سَبْعًا، ثُمَّ قَالَتْ: لَوْ ذَهَبْتُ فَنَظَرْتُ مَا فَعَلَ، فَإِذَا هِيَ بِصَوْتٍ، فَقَالَتْ: أَغِثْ إِنْ كَانَ عِنْدَكَ خَيْرٌ، فَإِذَا جِبْرِيلُ، قَالَ: فَقَالَ بِعَقِبِهِ هَكَذَا، وَغَمَزَ عَقِبَهُ عَلَى الْأَرْضِ، قَالَ: فَانْبَثَقَ الْمَاءُ، فَدَهَشَتْ أُمُّ إِسْمَاعِيلَ، فَجَعَلَتْ تَحْفِزُ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَوْ تَرَكَتْهُ كَانَ الْمَاءُ ظَاهِرًا. قَالَ: فَجَعَلَتْ تَشْرَبُ مِنَ الْمَاءِ وَيَدِرُّ لَبَنُهَا عَلَى صَبِيِّهَا، قَالَ: فَمَرَّ نَاسٌ مِنْ جُرْهُمَ بِبَطْنِ الْوَادِي، فَإِذَا هُمْ بِطَيْرٍ، كَأَنَّهُمْ أَنْكَرُوا ذَاكَ، وَقَالُوا: مَا يَكُونُ الطَّيْرُ إِلَّا عَلَى مَاءٍ، فَبَعَثُوا رَسُولَهُمْ فَنَظَرَ فَإِذَا هُمْ بِالْمَاءِ، فَأَتَاهُمْ فَأَخْبَرَهُمْ، فَأَتَوْا إِلَيْهَا فَقَالُوا: يَا أُمَّ إِسْمَاعِيلَ، أَتَأْذَنِينَ لَنَا أَنْ نَكُونَ مَعَكِ، أَوْ نَسْكُنَ مَعَكِ، فَبَلَغَ ابْنُهَا فَنَكَحَ فِيهِمُ امْرَأَةً، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، قَالَ: فَجَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، قَالَ: قُولِي لَهُ إِذَا جَاءَ غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ: أَنْتِ ذَاكِ، فَاذْهَبِي إِلَى أَهْلِكِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا لِإِبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، قَالَ: فَجَاءَ، فَقَالَ: أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ؟ فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: ذَهَبَ يَصِيدُ، فَقَالَتْ: أَلَا تَنْزِلُ فَتَطْعَمَ وَتَشْرَبَ، فَقَالَ: وَمَا طَعَامُكُمْ وَمَا شَرَابُكُمْ؟ قَالَتْ: طَعَامُنَا اللَّحْمُ وَشَرَابُنَا الْمَاءُ، قَالَ: اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي طَعَامِهِمْ وَشَرَابِهِمْ، قَالَ: فَقَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بَرَكَةٌ بِدَعْوَةِ إِبْرَاهِيمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ بَدَا

Marfat.com

لِإبْرَاهِيمَ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِنِّي مُطَّلِعٌ تَرِكَتِي، فَجَاءَ فَوَافَقَ إِسْمَاعِيلَ مِنْ وَرَاءِ زَمْزَمَ يُصْلِحُ نَبْلًا لَهُ، فَقَالَ: يَا إِسْمَاعِيلُ، إِنَّ رَبَّكَ أَمَرَنِي أَنْ أَبْنِيَ لَهُ بَيْتًا، قَالَ: أَطِعْ رَبَّكَ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ تُعِينَنِي عَلَيْهِ، قَالَ: إِذَنْ أَفْعَلَ، أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ فَقَامَا فَجَعَلَ إِبْرَاهِيمُ يَبْنِي، وَإِسْمَاعِيلُ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ وَيَقُولاَنِ: (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ). قَالَ: حَتَّى ارْتَفَعَ البِنَاءُ، وَضَعُفَ الشَّيْخُ عَنْ نَقْلِ الحِجَارَةِ، فَقَامَ عَلَى حَجَرِ المَقَامِ، فَجَعَلَ يُنَاوِلُهُ الحِجَارَةَ وَيَقُولاَنِ: (رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ)". [1]

ترجمہ: ابراہیم علیہ السلام اوران کی بیوی (سارہ علیہ السلام) کے درمیان جو کچھ جھگڑا ہونا تھا جب وہ ہوا تو آپ اسماعیل علیہ السلام اوران کی والدہ (ہاجرہ علیہ السلام) کو لے کر نکلے، ان کے ساتھ ایک مشکیزہ تھا۔ جس میں پانی تھا، اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اسی مشکیزہ کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ جب ابراہیم مکہ پہنچے تو انہیں ایک بڑے درخت کے پاس ٹھہرا کر اپنے گھر واپس جانے لگے۔ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں۔ جب مقام کداء پر پہنچے تو انہوں نے پیچھے سے آواز دی کہ اے ابراہیم! ہمیں کس پر چھوڑ کر جارہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ پر! ہاجرہ علیہ السلام نے کہا کہ پھر میں اللہ پر خوش ہوں۔ بیان کیا کہ پھر ہاجرہ اپنی جگہ پر واپس چلی آئیں اور اسی مشکیزے سے پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں جب پانی ختم ہو گیا تو انہوں نے سوچا کہ ادھر ادھر دیکھنا چاہئے، ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب أحاديث الانبياء، ج۴، ص۱۴۴، رقم الحديث، ۳۳۶۵، دار طوق النجاة)

Marfat.com

جائے۔ راوی نے بیان کیا کہ یہی سوچ کر وہ صفا (پہاڑی) پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ پھر جب وادی میں اتریں تو دوڑ کر مروہ تک آئیں۔ اسی طرح کئی چکر لگائے، پھر سوچا کہ چلوں ذرا بچے کو تو دیکھوں کس حالت میں ہے۔ چنانچہ آئیں اور دیکھا تو بچہ اسی حالت میں تھا (جیسے تکلیف کے مارے) موت کے لیے تڑپ رہا ہو۔ یہ حال دیکھ کر ان سے صبر نہ ہو سکا، سوچا چلوں دوبارہ دیکھوں ممکن ہے کہ کوئی آدمی نظر آ جائے، آئیں اور صفا پہاڑ پر چڑھ گئیں اور چاروں طرف نظر پھیر پھیر کر دیکھتی رہیں لیکن کوئی نظر نہ آیا۔ اس طرح ہاجرہ علیہ السلام نے سات چکر لگائے پھر سوچا، چلوں دیکھوں بچہ کس حالت میں ہے؟ اسی وقت انہیں ایک آواز سنائی دی۔ انہوں نے (آواز سے مخاطب ہو کر) کہا کہ اگر تمہارے پاس کوئی بھلائی ہے تو میری مدد کرو۔ وہاں جبریل علیہ السلام موجود تھے۔ انہوں نے اپنی ایڑی سے یوں کیا (اشارہ کر کے بتایا) اور زمین ایڑی سے کھودی۔ راوی نے بیان کیا کہ اس عمل کے نتیجے میں وہاں سے پانی پھوٹ پڑا۔ ام اسماعیل ڈریں۔ (کہیں یہ پانی غائب نہ ہو جائے) پھر وہ زمین کھودنے لگیں۔ راوی نے بیان کیا کہ ابوالقاسم ﷺ نے فرمایا: اگر وہ پانی کو یوں ہی رہنے دیتیں تو پانی زمین پر بہتا رہتا۔ غرض ہاجرہ علیہ السلام زمزم کا پانی پیتی رہیں اور اپنا دودھ اپنے بچے کو پلاتی رہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ اس کے بعد قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وادی کے نشیب سے گزرے۔ انہیں وہاں پرند نظر آئے۔ انہیں یہ کچھ خلاف عادت معلوم ہوا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ پرندہ تو صرف پانی ہی پر (اس طرح) منڈلا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے اپنا آدمی وہاں بھیجا۔ اس نے جا کر دیکھا تو واقعی وہاں پانی

Marfat.com

موجود تھا۔ اس نے آ کر اپنے قبیلے والوں کو خبر دی تو یہ سب لوگ یہاں آ گئے اور کہا کہ اے ام اسماعیل! کیا ہمیں اپنے ساتھ رہنے کی یا (یہ کہا کہ) اپنے ساتھ قیام کرنے کی اجازت دیں گی؟ پھر ان کے بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) بالغ ہوئے اور قبیلہ جرہم ہی کی ایک لڑکی سے ان کا نکاح ہو گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام کو خیال آیا اور انہوں نے اپنی اہلیہ (سارہ علیہا السلام) سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو (مکہ میں) چھوڑ آیا تھا ان کی خبر لینے جاؤں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر ابراہیم علیہ السلام مکہ تشریف لائے اور سلام کر کے دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب وہ آئیں تو ان سے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل ڈالیں۔ جب اسماعیل علیہ السلام آئے تو ان کی بیوی نے واقعہ کی اطلاع دی۔ اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ہو (جسے بدلنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کہہ گئے ہیں) اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو۔ بیان کیا کہ پھر ایک مدت کے بعد دوبارہ ابراہیم علیہ السلام کو خیال ہوا اور انہوں نے اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں جن لوگوں کو چھوڑ آیا ہوں انہیں دیکھنے جاؤں گا۔ راوی نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ اسماعیل کہاں ہیں؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ شکار کے لیے گئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ٹھہریئے اور کھانا تناول فرمالیجئے۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے پیتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت کھاتے ہیں اور پانی پیتے ہیں۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کے کھانے اور ان کے پانی میں برکت نازل فرما۔ بیان کیا کہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابراہیم علیہ

Marfat.com

السلام کی اس دعا کی برکت اب تک چلی آ رہی ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر (تیسری بار) ابراہیم علیہ السلام کو ایک مدت کے بعد خیال ہوا اور اپنی اہلیہ سے انہوں نے کہا کہ جن کو میں چھوڑ آیا ہوں ان کی خبر لینے مکہ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ تشریف لائے اور اس مرتبہ اسماعیل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جو زمزم کے پیچھے اپنے تیر ٹھیک کر رہے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، اے اسماعیل! تمہارے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں یہاں اس کا ایک گھر بناؤں، بیٹے نے عرض کیا کہ پھر آپ اپنے رب کا حکم بجالائیے۔ انہوں نے فرمایا اور مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اس کام میں میری مدد کرو۔ عرض کیا کہ میں اس کے لیے تیار ہوں۔ یا اسی قسم کے اور الفاظ ادا کئے۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر دونوں باپ بیٹے اٹھے۔ ابراہیم علیہ السلام دیواریں اٹھاتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام انہیں پتھر لا لا کر دیتے تھے اور دونوں یہ دعا کرتے جاتے تھے۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ خدمت قبول کر۔ بیشک تو بڑا سننے والا، بہت جاننے والا ہے۔ راوی نے بیان کیا کہ آخر جب دیوار بلند ہوگئی اور بزرگ (ابراہیم علیہ السلام) کو پتھر (دیوار پر) رکھنے میں دشواری ہوئی تو وہ مقام (ابراہیم) کے پتھر پر کھڑے ہوئے اور اسماعیل علیہ السلام ان کو پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے جاتے اور ان حضرات کی زبان پر یہ دعا جاری تھی۔ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے اسے قبول فرمالے۔ بیشک تو بڑا سننے والا بہت جاننے والا ہے"۔

حضرت عزرائیل کا ایک پاؤں مشرق اور دوسرا مغرب میں

حضرت ابوذر سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

" لما أسری بی مررت بملک جالس علی سریر من نور إحدی

Marfat.com

رجلیہ بالمشرق والأخری بالمغرب والدنیا کلھا بین عینیہ وبین یدیہ لوح فقلت یا جبریل من ھذا قال عزرائیل تقدم فسلم علیہ فسلمت علیہ فقال وعلیک السلام یا أحمد ما فعل ابن عمک علی فقلت ھل تعرف ابن عمی علیا قال وکیف لا أعرفہ وقد وکلنی ربی بقبض أرواح الخلائق ما خلا روحک وروح ابن عمک".[1]

ترجمہ: ''شب معراج میرا گزر ایک ایسے فرشتے کے پاس سے ہوا جس کا ایک پیر مشرق اور دوسرا مغرب تک پھیلا ہوا ہے وہ نور کے تخت پر جلوہ افروز ہے اور ساری کائنات اس کے سامنے ہے میں نے کہا جبریل یہ کون ہے؟ وہ بولے یہ عزرائیل علیہ السلام ہے' میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اس نے جواب میں وعلیک السلام یا احمد کہا۔ پھر اسے کہا انہیں جانتے ہو وہ کہنے لگا کیوں نہیں؟ خوب جانتا ہوں بلکہ مجھے تو اللہ تعالیٰ حکم فرما چکا ہے کہ تم ہر جاندار کی روح قبض کر سکتے ہو البتہ میرے محبوب حضرت محمد ﷺ اور علی المرتضیٰ ؓ کی روح پر تجھے کوئی اختیار نہیں''۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ سے ستر ہزار فرشتوں کا پہلی مرتبہ زمین پر قدم رکھنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَقَدْ نَزَلَ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ سبعون ألف ملک ما وطؤوا الأَرْضَ قَبْلَهَا، وَقال حِينَ دُفِنَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَوِ انْفَلَتَ أَحَدٌ مِنْ

[1]....(نزهة المجالس ومنتخب النفائس: باب مناقب امير المؤمنين على بن أبي طالب رضى الله تعالىٰ عنه، ج۲، ص۱۵۹، المطبعه الكاستلية، مصر)

Marfat.com

ضَغْطَةِ الْقَبْرِ لانْفَلَتَ منها سعد". [1]

ترجمہ: "سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ ایسے ستر ہزار فرشتے اترے ہیں جنہوں نے اس سے پہلے کبھی زمین پر قدم نہیں رکھا اور جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! اگر قبر کے بھینچنے سے کسی کو چھٹکارا ملتا تو سعد کو ضرور مل جاتا"۔

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

---

[1]....(مسند البزار: ج۱۲، ص۱۵۲، رقم الحدیث۵۷۴۷، مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورۃ)

Marfat.com

(فصل نمبر۲)

وہ لوگ جن پر جوتا پھینکا گیا

مصر میں احمدی نژاد پر جوتا پھینکنے کی کوشش

ایران کے صدر مصر کے دورے پر ہیں۔ مصر کے سیکورٹی اہلکاروں نے اس شخص کو حراست میں لے لیا ہے جس نے دارلحکومت قاہرہ میں الحسین مسجد کے دورے سے واپسی پر ایران کے صدر احمدی نژاد پر جوتے سے حملہ کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس واقعے کی ایک ویڈیو فوٹیج میں دیکھا جاسکتا ہے کہ حملے کی کوشش کرنے والے شخص نے صدر احمدی نژاد کو بزدل کہا اور انہیں جوتا دکھایا۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا ہے کہ اس حملے کے پیچھے کیا مقصد تھا حالانکہ بعض رپورٹوں میں کہا جارہا ہے اس کی وجہ ایران کی شامی حکومت کو حمایت ہے۔

یہ واقعہ منگل کو اس وقت پیش آیا جب صدر احمدی نژاد قاہرہ میں واقع الحسین مسجد کا دورہ کر کے مسجد سے باہر نکل رہے تھے۔ ترکی کی نیوز ایجنسی انادولو نے اس واقعے کی ایک ویڈیو جاری کی ہے جس میں ایک شخص اپنے ہاتھ میں جوتا لیے ہوئے بھیڑ سے آگے آتا ہے اور جوتا پھینکنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک عینی شاہد نے خبر رساں ایجنسی اے ایف پی کو بتایا ہے کہ یہ شخص باڈی گارڈ کو دھکا دے کر آگے بڑھا۔ لب ولہجے سے شامی شہر سے تعلق رکھنے والے اس شخص کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے۔[1]

بش پر پریس کانفرنس کے دوران دو جوتے پھینکے گئے

عراقی دارالحکومت بغداد میں اتوار کو وزیراعظم نوری المالکی کے ہمراہ ایک پریس کانفرنس کے

---

[1]....http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2013/02/130206_ahmadinejad_hit_shoe_ka.shtml

Marfat.com

دوران امریکی صدر جارج بش پر دو جوتے پھینکے گئے۔

پریس کانفرنس کے دوران ایک عراقی صحافی نے اپنے جوتے صدر بش پر پھینکے اور انہیں کتا کہا۔ اس کے بعد سکیورٹی گارڈز اس صحافی کو گرفتار کر کے پریس کانفرنس سے باہر لے گئے۔ اب صدر بش عراق سے افغانستان گئے ہیں جہاں وہ صدر حامد کرزئی سے مذاکرات کریں گے۔ صدر بش پر جوتے پھینکنے کا واقعہ پریس کانفرنس کے دوران پیش آیا جب عراقی ٹی وی کے صحافی نے صدر بش پر اپنا جوتا پھینکتے ہوئے کہا: کتے، عراقی عوام کی جانب سے الوداع۔ تاہم جوتا صدر بش کو نہیں لگا۔ عرب ثقافت میں کسی کو جوتا دکھانا حقارت کا اظہار سمجھا جاتا ہے۔

نامہ نگاروں کا کہنا ہے کہ صدر بش کو جوتوں کا نشانہ بنانے کا واقعہ علامتی ہے۔ کچھ سال قبل جب بغداد میں سابق عراقی صدر صدام حسین کا مجسمہ گرایا گیا تھا تو عراقی لوگوں نے اس مجسمے پر بھی جوتے پھینکے تھے اور اسے جوتوں سے پیٹا تھا۔ پہلا جوتا پھینکنے کے بعد صحافی المنتظر زیدی نے دوسرا جوتا بھی صدر بش پر پھینکا اور کہا یہ عراقی بیواؤں، یتیموں اور عراق کے تمام ہلاک شدگان کی طرف سے ہے۔ تاہم صدر بش نے خود کو دوسرا جوتا لگنے سے بھی بچا لیا۔ صدر بش نے بعد میں مذاقاً کہا: میں اتنا بتا سکتا ہوں کہ جوتے کا سائز دس تھا۔ [1]

آصف علی زرداری پر جلسے کے دوران جوتا پھینکا گیا

برمنگھم میں انٹرنیشنل کنونشن سینٹر میں پیپلز پارٹی کے جلسے میں موجود ایک اڈھیر عمر شخص نے صدر زرداری کے خطاب کے دوران ان پر پہلے ایک جوتا پھینکا پھر فوراً دوسرا جوتا پھینکا جو صدر زرداری کے قریب نہ جا سکے۔ جس کے بعد جلسہ گاہ میں موجود منتظمین اور پولیس حکام نے اس کو پکڑ لیا اور جلسہ گاہ سے باہر لے گئے۔ پولیس نے جوتا اچھالنے والے شخص کو اپنی حراست

---

[1]....http://www.bbc.co.uk/urdu/regional/story/2008/12/081214_bush_baghdad_shoes.shtml

Marfat.com

میں لے لیا ہے۔

پیپلز پارٹی کے جلسے میں بدنظمی کے بعد صدر پاکستان آصف علی زرداری پولیس کے سخت پہرے میں واپس روانہ ہوگئے۔

برمنگھم میں انٹرنیشنل کنونشن سینٹر میں خطاب کے لیے صدر زرداری کی آمد سے قبل پاکستان کمیونٹی کی جانب سے صدر پاکستان کے دورہ برطانیہ پر احتجاجی مظاہرہ کیا گیا تھا

مظاہرین نے پلے کارڈز اور بینرز اٹھائے ہوئے تھے جس میں صدر کے خلاف نعرے درج تھے۔

مظاہرین کا کہنا تھا کہ برطانوی وزیراعظم ڈیوڈ کیمرون کا بیان پاکستانیوں کے لیے ہتک آمیز ہے۔

پاکستان سیلاب میں ڈوبا ہے اور کراچی میں حالات خراب ہیں، ان حالات میں صدر کا پاکستان میں ہونا ضروری تھا۔ مظاہرین صدر زرداری سے فوری طور پر پاکستان واپس جانے کا مطالبہ کررہے تھے۔[1]

سندھ ہائی کورٹ میں پیشی کے دوران پرویز مشرف پر جوتا پھینکا گیا

سندھ ہائی کورٹ میں پیشی کے دوران سابق صدر پرویز مشرف پر جوتا پھینکنے کی کوشش کی گئی لیکن وہ بال بال بچ گئے۔

سابق صدر جنرل ریٹائرڈ پرویز مشرف ججز برطرفی کیس میں ضمانت کی توسیع کے لئے سندھ ہائی کورٹ میں پیش ہوئے، اس موقع پر وکلا نے شدید ہنگامہ آرائی کی اور کمرہ عدالت میں گھسنے کی کوشش کی جسے رینجرز نے ناکام بنا دیا، ہنگامہ آرائی کے دوران سابق صدر پرویز مشرف پر جوتا پھینکنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن وہ بال بال بچ گئے، جوتا اچھالنے والے وکیل تجمل زیدی کو شناخت کرکے رینجرز نے اپنی حراست میں لے لیا ہے۔

---

[1]....http://daljan.blogspot.co.uk/2010/08/blog-post_08.html

Marfat.com

پرویز مشرف کی پیشی سے قبل احاطہ عدالت میدان جنگ بنا رہا۔ ایک طرف وکلا نے پرویز مشرف کے خلاف قاتل قاتل کے نعرے لگائے گئے تو دوسری جانب پرویز مشرف کے حامیوں نے بھی بھرپور جواب دیا پھر ایک لمحہ یہ بھی آیا کہ خالی بوتلوں اور جوتوں کا آزادنہ استعمال ہوا۔

سابق صدر جب جج برطرفی کیس میں اپنی ضمانت کی توسیع کے بعد عدالت سے باہر جا رہے تھے تو اس دوران دوسری منزل سے ان پر شیشے کا ٹکڑا بھی پھینکا گیا تاہم وہ اس حملے میں بھی محفوظ رہے۔

سندھ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مشیر عالم نے پرویز مشرف کی آمد کے موقع پر ہنگامہ آرائی کا نوٹس لیتے ہوئے رجسٹرار کو ہدایت کی ہے کہ سی سی ٹی وی فوٹیجز کے ذریعے ہنگامہ آرائی کرنے والوں کا تعین کیا جائے۔

واضح رہے کہ سابق صدر پرویز مشرف پر ۲۰۱۱ء میں بھی لندن میں بھی ایک طالب علم نے جوتا پھینکنے کی ناکام کوشش کی تھی۔[1]

سکھ صحافی کا بھارتی وزیر داخلہ کو جوتا مارنا

اہم شخصیات پر جوتے پھینکنے کا جو سلسلہ عراق میں شروع ہوا تھا، وہ برطانیہ سے ہوتا ہوا اب بھارت پہنچ گیا ہے جہاں ایک سکھ صحافی نے منگل کے روز نیوز کانفرنس کے دوران بھارتی وزیر داخلہ پی چدم برم کی جانب جوتا اچھالا ہے لیکن وہ بھی امریکا کے سابق صدر جارج بش کی طرح خوش قسمت ثابت ہوئے اور جوتا لگنے سے محفوظ رہے ہیں.

بھارتی دارالحکومت نئی دہلی میں وزیر داخلہ چدم برم کی نیوز کانفرنس کے دوران ایک سکھ صحافی نے ان سے ۱۹۸۴ء میں صوبہ مشرقی پنجاب کے شہر امرتسر میں سکھوں کے خلاف بھارتی سکیورٹی فورسز کی کارروائی کے بارے میں سوال پوچھا تھا جس میں سکھوں کے رہنما سنت

[1]....http://www.express.pk/story/108741/

Marfat.com

جرنیل سنگھ بھنڈرانوالہ سمیت سیکڑوں سکھ مارے گئے تھے. لیکن وزیر داخلہ نے ان کے سوال کا تسلی بخش جواب نہیں دیا جس پر صحافی جرنیل سنگھ غصے میں آ گئے اور انہوں نے چدم برم کی جانب اپنا جوتا پھینک دیا.

وزیر داخلہ کو جوتا مارنے میں ناکامی کے بعد حکمران جماعت کانگریس کے صدر دفاتر کے کانفرنس روم میں موجود سکیورٹی فورسز کے اہلکاروں نے جرنیل سنگھ کو گرفتار کرلیا ہے اور انہیں ایک تھانے میں منتقل کر دیا گیا ہے. تاہم چدم برم نے سکیورٹی اہلکاروں کو ہدایت کی کہ وہ جوتا پھینکنے والے صحافی کو شریفانہ انداز میں لے جائیں اور معاملے کو خوش اسلوبی سے حل کریں.

بعد میں بھارتی وزیر داخلہ چدم برم نے کہا کہ اگر سکھ صحافی ان سے معافی مانگ لے تو اسے معاف کر دیا جائے گا۔ لیکن جوتا پھینکنے والے صحافی جرنیل سنگھ نے کہا ہے کہ جو کچھ ہوا وہ بد قسمتی تھی لیکن وہ جوتا مارنے پر معافی نہیں مانگیں گے. واضح رہے کہ عرب دنیا کی طرح بھارت اور پاکستان میں بھی کسی کو جوتا مارا جانا اس کی انتہائی توہین سمجھا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ ۱۴ دسمبر کو عراقی صحافی منتظر الزیدی نے بغداد میں وزیر اعظم نوری المالکی کے ساتھ نیوز کانفرنس کے دوران سابق امریکی صدر جارج ڈبلیو بش کو اپنے دونوں جوتے دے مارے تھے۔ مگر ان کا نشانہ خطا ہو جانے کی وجہ سے سابق امریکی صدر جوتا لگنے سے بچ گئے تھے۔ انہوں نے نیوز کانفرنس کے دوران بش کی طرف جوتا اچھالتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ "کتے۔۔۔ یہ تمہارے لئے عراقی عوام کی جانب سے الوداعی بوسہ ہے"۔

عراق کی ایک عدالت نے چند ہفتے قبل امریکی صدر جارج بش پر جوتا اچھالنے کے جرم میں صحافی منتظر زیدی کو تین سال قید کی سزا سنائی ہے۔ منتظر زیدی عراق میں امریکی صدر جارج بش پر ان کی الوداعی نیوز کانفرنس میں جوتا اچھالنے کے بعد عرب دنیا میں ایک ہیرو بن کر ابھرے تھے۔

اس واقعہ کے بعد برطانیہ کے دورہ کے موقع پر چینی وزیر اعظم وین جیابا پر بھی ایک ۲۷ سالہ

Marfat.com

نوجوان نے کمبرج یونیورسٹی میں تقریر کے دوران جوتا پھینکا تھا. چینی وزیراعظم دوفروری کو عالمی معیشت کے موضوع پر کیمبرج یونیورسٹی میں تقریر کررہے تھے کہ اس دوران آڈیٹوریم کی عقبی نشستوں میں بیٹھے ایک مغربی نوجوان نے اٹھ کران کی جانب اپنا جوتا پھینکا جوان سے ایک میٹر کے فاصلے پر جاکر گرا تھا۔[1]

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَعِلْمُهُ اَتَمُّ وَاَحْكَم

[1]....http://www.alarabiya.net/articles/2009/04/07/70125.html

Marfat.com

(فصل نمبر۳)

جوتا اور بین الاقوامی خبریں

جوتے پر تائیوانی زبان میں علی سے ملتی جلتی تحریر اور کشمیر میں شیعہ کا مظاہرہ

بھارت کے زیر انتظام کشمیر میں چینی ساخت کے جوتے پر تائیوانی زبان میں علی سے ملتی جلتی عبارت کا انکشاف ہوتے ہی کئی علاقوں میں شیعہ مسلک سے تعلق رکھنے والے افراد نے مظاہرے کیے۔ ان مظاہروں کے دوران سرینگر کے حاول علاقے میں شیعہ نوجوانوں اور سنّی باشندوں کے درمیان تصادم ہوا۔ پولیس کے افسر نے بتایا کہ دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر شدید پتھراؤ کیا۔ اس تصادم کے بعد سرینگر اور دوسرے قصبوں میں کشیدگی پھیل گئی جس کے بعد حکام نے کرفیو کا اعلان کر دیا۔ ہمارے نامہ نگار نے بتایا کہ کرفیو سے عام زندگی معطل ہوگئی ہے اور یونیورسٹی اور کالجوں کے تمام امتحانات بھی ملتوی کر دیے گئے ہیں۔ سرکاری دفتر، تعلیمی اور کاروباری ادارے بند ہیں۔ پرانے سرینگر کے شہریوں نے بی بی سی کو بتایا جن علاقوں میں تصادم نہیں تھا، وہاں بھی پابندیاں ہیں۔ ہمیں صبح کی نماز کے لیے جانے نہیں دیا گیا۔ واضح رہے وسطی کشمیر کے ماگام علاقے میں ایک شہری نے جوتا خریدا جس پر ایک عبارت لکھی تھی، جسے باریک بینی سے پڑھنے پر لگتا ہے کہ یہ علی لکھا ہے۔ ماگام کے ایک سرپنچ نے بتایا کہ دکاندار کے مطابق یہ جوتا چینی ساخت کا ہے اور اس تائیوانی زبان میں برانڈ کا نام ہے۔ لیکن شیعہ آبادی کے ساتھ علیحدگی پسند رہنماؤں نے بھی اس انکشاف پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ میر واعظ عمر فاروق، مولانا عباس انصاری، مولانا افتخار انصاری، آغا سید حسن اور دوسرے رہنماؤں نے اس واقعہ کو مسلمانوں کے جذبات مجروح کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ جموں کشمیر میں شیعہ آبادی کا تناسب بہت کم ہے اور دونوں فرقوں کے درمیان رواداری

Marfat.com

اور بھائی چارہ کی دیرینہ روایات موجود ہیں۔

۱۹۹۰ء میں شیعہ تنظیموں نے بھی بھارت کے خلاف مسلح مزاحمت کے لیے حزب المومنین نام سے ایک عسکری گروپ قائم کیا تھا۔ اور شیعہ رہنما مولانا عباس انصاری پانچ سال تک علیحدگی پسند گروپوں کے اتحاد حریت کانفرنس کے سربراہ رہ چکے ہیں۔

علیحدگی پسند رہنما محمد یاسین ملک ہر سال عاشورہ کے روز جلوس میں شرکت کرتے ہیں۔ ان روایات کا حوالہ دے کر حریت کانفرنس کے رہنما نعیم احمد خان نے اپنے بیان میں کہا کہ کشمیر میں شیعہ سنّی کشیدگی ہے۔ لیکن پچھلے چند سال سے کچھ مقامات پر تصادم ہونے لگے ہیں۔ اکثر علیحدگی پسند رہنما اس صورتحال کو ایجنسیوں کی کارستانی قرار دے رہے ہیں۔ دریں اثنا کشمیر کے جنوبی قصبہ بیج بہاڑہ میں نامعلوم افراد نے نیم فوجی عملہ سی آر پی ایف کی ایک گاڑی پر بم پھینکا۔ اس واقعہ میں ایک سی آر پی ایف اہلکار ہلاک جبکہ ایک زخمی ہوا۔ ایک راہگیر کو بھی زخمی حالات میں ہسپتال منتقل کیا گیا۔ [۱]

جوتے بنانے والی مشینیں

کھیلوں کا سامان تیار کرنے والی کمپنی ایڈی ڈاس نے جرمنی میں جوتے بنانے کے لیے اسپیڈ فیکٹری قائم کردی۔ کمپنی کا کہنا ہے کہ دو ہزار سولہ (۲۰۱۶) کے پہلے چھ ماہ کے دوران مشینیں خود سے پانچ سو جوتے تیار کریں گی۔ ایڈی ڈاس کا کہنا ہے کہ وہ دنیا بھر میں سپیڈ فیکٹری قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ [۲]

کینیڈا (Canada) میں مسلمان نے اپنے جوتے ننگے پاؤں والے کو دیدیے

دوسروں کے ساتھ ایثار اور احسان کا برتاؤ اہل اسلام کی پہچان رہا ہے۔ اس کے مختلف اظہار

۱.....http://www.bbc.co.uk/urdu/india/2012/11/121129_kashmir_shoe_rh.shtml

۲.....http://www.urdupoint.com/sports/detail-news/live-news-554217.html

Marfat.com

آج بھی مسلم دنیا میں سامنے آتے رہتے ہیں۔لیکن کینیڈا میں دوران سفر ایک مسلمان مسافر نے جوتوں سے محروم شخص کو جس طرح اپنے جوتے پیش کر دیے، کم از کم مغربی دنیا میں اس طرح کے واقعات بہت کم ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کی وضع قطع رکھنے والے ایک باریش شخص نے بس پر سفر کے دوران دیکھا کہ بس میں موجود ایک شخص نے جوتوں کی جگہ اپنے پاؤں کو بالوں سے بنی ایک جالی میں لپیٹ رکھا ہے اور اس کا لباس بھی زیادہ اچھا نہیں ہے۔جس کا صاف مطلب ہے کہ اس مفلوک الحال شخص کے پاس پہننے کے لئے جوتے نہیں ہیں۔

اپنی منزل پر پہنچ کر بس سے اترنے سے پہلے باریش مسلمان نے اپنے جوتے اتار کر اس شخص کو پیش کر دیے اور کہا کہ میں نے قریب ہی جانا ہے، میں پیدل چلتے ہوئے یہ مختصر سا سفر آسانی سے جوتوں کے بغیر طے کرلوں گا۔بس کے ایک آف ڈیوٹی ڈرائیور نے یہ عمل اپنے کیمرے میں محفوظ کرلیا۔تصویر بنانے والے آف ڈیوٹی ڈرائیور سرجیت سنگھ ورک کا کہنا ہے باریش مسلمان نے اپنے جوتے کے ساتھ اپنی جرابیں بھی دوسرے شخص کو بن مانگے پیش کیں اور جلدی سے بس سے اتر گیا۔اس دوران بس اتنا کہا، آپ یہ جوتے پہن سکتے ہیں، پریشان نہ ہوئیے گا میں قریب ہی رہتا ہوں، میں ننگے پاؤں جاسکوں گا۔''

سرجیت سنگھ ورک کے بقول اس نے بس سے اتر کر جوتا وصول کرنے والے شخص کو شکریہ کرنے کا بھی موقع نہ دیا۔دوسرے مسافر یہ منظر دیکھتے ہی رہ گئے کیونکہ وہ تو اس مفلوک الحال شخص کے ساتھ بیٹھنے کو بھی تیار نہ تھے۔کہ اس کا لباس گندا اور بوسیدہ تھا۔

یہ تصاویر سوشل میڈیا پر سامنے آئیں تو ایک مقامی خبر رساں ادارے نے اس مسلمان مسافر سے رابطہ کیا اور جوتا دوسرے کو دے دینے کی وجہ دریافت کی۔یقیناً کینیڈا میں ایسا کرنا خبر تھا۔مسلمان نے خبر رساں ادارے کو بتایا ''مجھے یہ بہت برا محسوس ہوا کہ ایک شخص ننگے پاؤں ہے اور اس کے پاس غربت کی وجہ سے جوتے نہیں ہیں، میں نے بس سے اترنے کے بعد

Marfat.com

صرف دو منٹ کا پیدل سفر طے کرنا تھا اس لیے میں نے اپنا جوتا اسے گفٹ کر دیا۔ خبر رساں ادارے کے مطابق جوتا تحفے کے طور پر پیش کرنے والا مسلمان قریب ہی قائم مسلم ایسوسی ایشن مسجد سے واپس گھر آ رہا تھا۔[1]

انگلینڈ میں چپل اور لباس پر تنازع

انگلینڈ کے شہر پلمتھ میں سٹی کونسل نے ملازمین کو دفتر میں ربڑ کی چپل اور عریاں لباس پہننے سے منع کیا ہے۔ پلمتھ سٹی کونسل نے سٹاف سے کہا ہے کہ وہ ایسے لباس نہ پہنیں جس میں جسم کی بہت زیادہ نمائش ہوتی ہو اور ربڑ کی ہوائی چپل تو وہ قطعی نہیں پہن سکتے ہیں۔

دوسری جانب شہر کی مزدور یونین کا کہنا ہے کہ ملازمین کو سخت گرمی میں کام کرنا پڑ رہا ہے۔

برطانیہ میں ان دنوں معمول سے زیادہ گرمی پڑ رہی ہے۔ کئی مقامات پر درجہ حرارت ۳۰ ڈگری سے اوپر پہنچ چکا ہے۔ سٹی کونسل کے مطابق اگرچہ آفس میں کس طرح کے کپڑے پہنے جائیں، اس بارے میں کوئی ضابطہ اخلاق نہیں ہے لیکن پھر بھی ملازمین کو ربڑ کی چپل استعمال نہ کرنے کے لیے شائستہ انداز سے متنبہ کیا گیا ہے۔

کونسل کی جانب سے جاری مشورے کے مطابق آفس میں کول نظر آنا بجا ہے لیکن برائے مہربانی یہ یاد رکھیں کہ یہاں ایک دفتر کا ماحول ہے اور لوگوں سے امید کی جاتی ہے کہ وہ مناسب لباس پہنیں گے۔

مشورہ میں مزید کہا گیا ہے: ہمیں ایسے کپڑوں کو زیب تن کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے جن میں جسم کا زیادہ حصہ نظر آئے اور ربڑ کی چپل تو بالکل ہی قابل قبول نہیں ہے۔ اس کے لیے کوئی شرائط نہیں ہیں۔ ہم مانتے ہیں کہ ہم سب لوگوں میں اتنی سمجھ ہے کہ ہم کس طرح کے

---

[1]....http://www.siasat.pk/forum/showthread.php?249424-Muslim-man-walks-home-barefoot-in-the-rain-after-giving-needy-bus-passenger-his-shoes-and-socks

Marfat.com

کپڑے پہنیں۔ وہیں ملازمین کی یونین کی ایک ترجمان نے کہا: ہمارے اراکین یہ مانتے ہیں کہ یہ ایڈوائزری انتظامیہ کی جانب سے ایک حکم کے طور پر دیکھی جارہی ہے۔ پلیمتھ سٹی کونسل اس بارے میں عملی رویہ نہیں اپنارہی ہے۔ ہمارے اراکین ہمیں بتارہے ہیں کہ ان کے آفس پورے دن بہت زیادہ گرم رہتے ہیں حالانکہ وہاں پنکھے لگے ہوئے ہیں لیکن ان سے گرم ہوا ہی پھیلتی ہے۔[1]

پیروں کا عاشق جوتوں کا چور

جاپانی پولیس نے ایک شخص کو چوری کے الزام میں گرفتار کر کے اس کے گھر سے چار سو چالیس عورتوں کے بائیں جوتے برآمد کر لیے ہیں۔ پولیس کو اس پینتالیس سالہ انوکھے چور تک رسائی ایک اسپتال میں دو عورتوں کے بائیں پاؤں کے جوتوں کی چوری کے بعد حاصل ہوئی۔ یہ اسپتال عیادت کے لیے آنے والے تمام لوگوں پر پابندی لگاتا ہے کہ وہ اپنے جوتے اتار کر اسپتال کے فراہم کردہ اسلیپر پہن کر اسپتال میں داخل ہوں۔ تاہم کچھ عرصے سے اسپتال آنے والی خواتین یہ شکایت کر رہی تھیں کہ ان کے بائیں پاؤں کے جوتے چوری ہو جاتے ہیں۔ جاپانی اخبار یمیوری شمبن میں شائع ہونے والی تفصیلات کے مطابق اچیرو ایری نے پولیس کو بتایا ہے کہ اسے صرف عورتوں کے پیروں سے دلچسپی ہے۔ پولیس نے اس کے گھر سے جوتوں کے چار سو چالیس پاؤں کے جوتے برآمد کیے ہیں وہ گھر کے مختلف حصوں میں چھپائے گئے تھے۔ ان جوتوں میں زیادہ تر جوتے اونچی ایڑی والے یا وہ سینڈل تھے جو عام طور پر اسپتال کی نرسیں استعمال کرتی تھیں۔ ایری نے اپنے جرم کا اعتراف کر لیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا کہ وہ صرف بائیں پاؤں میں پہنے جانے والے جوتے ہی کیوں چراتا تھا۔[2]

---

[1]....http://www.bbc.co.uk/urdu/world/2013/07/130721_dress code_england_mb.shtml

[2]....http://www.bbc.co.uk/urdu/news/story/2003/10/031027_leftshoe_sen.shtml

Marfat.com

(باب نمبر۱۳)

جوتا اور قیامت

قربِ قیامت بے ایمانی کا نشان پاؤں کے چھالے کی طرح

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ:

" أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوا مِنَ السُّنَّةِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا قَالَ: يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ، فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلَى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَلَيْسَ فِيهِ شَيْءٌ، فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُونَ، فَلَا يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّي الْأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِي فُلَانٍ رَجُلًا أَمِينًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَمَا أُبَالِي أَيُّكُمْ بَايَعْتُ، لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الْإِسْلَامُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ: فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلَّا فُلَانًا وَفُلَانًا"۔[1]

ترجمہ: "ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں۔ ایک کا ظہور تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا منتظر ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی ہے۔ پھر قرآن

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الرقاق/باب رفع الأمانة، ج، ۸، ص، ۱۰۴، رقم الحديث، ۶۴۹۷، دار طوق النجاة)

Marfat.com

شریف سے، پھر حدیث شریف سے اس کی مضبوطی ہوتی جاتی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا اور (اسی میں) امانت اس کے دل سے ختم ہوگی اور اس بے ایمانی کا ہلکا نشان پڑ جائے گا۔ پھر ایک اور نیند لے گا اب اس کا نشان چھالے کی طرح ہو جائے گا جیسے تو پاؤں پر ایک چنگاری لڑھکائے تو ظاہر میں ایک چھالا پھول آتا ہے اس کو پھولا دیکھتا ہے، پر اندر کچھ نہیں ہوتا۔ پھر حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید وفروخت کریں گے اور کوئی شخص امانت دار نہیں ہوگا، کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانت دار شخص ہے۔ کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقلمند ہے، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا۔ (حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے ایک ایسا وقت بھی گزارا ہے کہ میں اس کی پروا نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید وفروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے ایمانی سے) روکتا تھا۔ اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید وفروخت نہیں کرتا"۔

انسان قیامت کے دن پانچ سوالوں کے جواب دینے سے پہلے پاؤں کو ہٹا نہیں سکے گا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا تَزُولُ قَدَمُ ابْنِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ خَمْسٍ، عَنْ عُمُرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ، وَمَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَمَاذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَهُ". [1]

---

[1]....(سنن الترمذي: أبواب صفة القيامة والرقائق والورع /باب في القيامة، ج۴، ص، ۶۱۲، رقم الحديث، ۲۴۱۶، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي بمصر)

Marfat.com

ترجمہ: ”قیامت کے دن کسی شخص کے قدم اللہ رب العزت کے پاس سے اس وقت تک نہیں ہٹ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے متعلق نہیں پوچھ لیا جائے گا، اس نے عمر کس چیز میں صرف کی، جوانی کہاں خرچ کی، مال کہاں سے کمایا، مال کہاں خرچ کیا اور جو کچھ سیکھا اس پر کتنا عمل کیا“۔

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں کو بندوں کے پیروں کی انگلیوں کے پوروں پر کھڑے کر کے حساب کے لئے پیش کرنے کا حکم دینا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”إن اللّٰه تعالٰی ینادی یوم القیامة یا عبادي أنا اللّٰه لا إله إلا أنا أرحم الراحمین وأحکم الحاکمین وأسرع الحاسبین أحضروا حجتکم ویسروا جوابا فإنکم مسؤولون محاسبون یا ملائکتی أقیموا عبادی صفوفا علی أطراف أنامل أقدامهم للحساب. وفی الحدیث الصحیح یجمع اللّٰه تعالی الأولین والآخرین فی صعید واحد صفوفا“. [1]

ترجمہ: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ندا فرمائے گا، اے میرے بندو! میں تمہارا اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہوں اور میں سب سے بڑا حاکم ہوں اور بہت جلد حساب لینے والا ہوں، میرے حضور اپنے دلائل (معذرتیں) پیش کرو اور آسان (درست) جواب دو، بلاشبہ تم سوال کیلئے جاؤ گے (اور) حساب کے لئے جاؤ گے۔ (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی صفیں بنا کر انہیں پیروں کی انگلیوں کے پوروں پر کھڑا کر کے حساب کے لئے پیش کرو۔ اور صحیح روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلوں اور

---

[1]....(روح المعاني: ج۸، ص۲۷۴، دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

پچھلوں کو ایک ہی سرزمین میں صفیں بنا کر جمع فرمائے گا''۔

کافر کے پاؤں کے نیچے سے عذاب

قیامت کے دن کافر کو عذاب ہر طرف سے گھیرے گا حتی کہ اس کے پاؤں کے نیچے سے بھی۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''یَوْمَ یَغْشٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ''۔[1]

ترجمہ: ''جس دن گھیر لے گا ان کو عذاب ان کے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہے گا چکھو جیسا کچھ تم کرتے تھے''۔

قیامت کے دن کافروں کا اللہ تعالیٰ سے اپنے سرداروں کو پاؤں کے تلے روندنے کی درخواست کرنا

دنیا میں انسان اپنے بڑے کی بات مان کر چلتا ہے، خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہو، اور وہ ان کی باتوں کے بہکاوے میں آکر اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتا ہے۔ ان بہکانے والوں میں انسانوں کے ساتھ جنات بھی ہیں۔ جو انہیں قرآن کی تلاوت کے وقت شور وغل کا حکم کرتے ہیں۔ لیکن جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ لوگ اپنے بڑے سرداروں پر غصہ کریں گے کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔ تو وہ بارگاہِ ایزدی میں درخواست کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! انسانوں اور جنات میں سے جن لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا انہیں ہمارے سامنے لائیے تاکہ ہم انہیں بہکانے کا مزہ چکا سکیں، ہم انہیں پاؤں کے نیچے روند ڈالیں۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

''وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَیْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

---

[1]....(سورۃ العنکبوت: رقم الآیۃ، ۵۵، پارہ، ۲۱)

Marfat.com

نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ". [1]

ترجمہ: "اور جن لوگوں نے کفر کیا وہ کہیں گے اے ہمارے رب! جنات اور انسانوں میں سے جن لوگوں نے ہمیں گمراہ کیا ہم کو انہیں دکھادیں ہم انہیں اپنے قدموں کے نیچے کرلیں تاکہ یہ دونوں گروہ خوب زیادہ ذلیلوں میں سے ہو جائیں"۔

قیامت سے پہلے مسلمان ایسے لوگوں سے لڑیں گے جن کے جوتوں پر بال ہوں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا خُوزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوهِ فُطْسَ الْأُنُوفِ صِغَارَ الْأَعْيُنِ وُجُوهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ". [2]

ترجمہ: "قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم خوز اور کرمان والوں یعنی عجمیوں (ایرانیوں) سے نہ لڑو جن کے منہ سرخ ناک چپٹی آنکھیں چھوٹی ہوں گی ان کے منہ گویا تہ بہ تہ ڈھالیں ہیں، جوتوں پر بال لگے ہوئے ہیں"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ سِنِينَ لَمْ أَكُنْ فِي سِنِيَّ أَحْرَصَ عَلَى أَنْ أَعِيَ الْحَدِيثَ مِنِّي فِيهِنَّ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَهُوَ هٰذَا

---

[1]....(سورة حم السجدة: رقم الاية، ۲۹، پاره، ۲۴)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/باب علامات النبوة في الاسلام، ج، ۲، ص، ۴۳۴/ ۴۳۵، رقم الحديث، ۳۵۹۰، دار الكتب العلمية بيروت)

Marfat.com

الْبَارِزُ وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً وَهُمْ أَهْلُ الْبَازِرِ". [1]

ترجمہ: "میں رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں تین سال تک رہا، ان تین سالوں میں مجھے آنحضرت ﷺ کی حدیث یاد کرنے کا حرص رہا ویسے کبھی نہیں رہا میں نے آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا قیامت سے پہلے تم ایسے لوگوں سے لڑو گے جن کے جوتوں پر بال ہوں گے اور یہ وہی بارز لوگ ہیں۔ سفیان نے ایک مرتبہ اس حدیث کو روایت کر کے یوں کہا کہ یہ بارز (عجمی) لوگ ہیں"۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کرتے تھے کہ:

"بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ تُقَاتِلُونَ قَوْمًا يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ وَتُقَاتِلُونَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ". [2]

ترجمہ: "تم قیامت سے پہلے ایسے لوگوں سے لڑو گے جن کے جوتے (بشمول چمڑے) بال کے ہوں گے اور ایسے لوگوں سے جنگ کرو گے جن کے منہ تہ بہ تہ ڈھالوں کی طرح ہوں گے"۔

قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں ہوں گے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا، ثُمَّ قَرَأَ: (كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ)، وَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ، وَإِنَّ أُنَاسًا مِنْ أَصْحَابِي يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُولُ

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/باب علامات النبوة في الاسلام، ج، ۲، ص، ۴۳۵، رقم الحديث، ۳۵۹۱، دار الكتب العلمية، بيروت)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب المناقب/باب علامات النبوة في الاسلام، ج، ۲، ص، ۴۳۵، رقم الحديث، ۳۵۹۲، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

أَصْحَابِي أَصْحَابِي، فَيَقُولُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: (وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي) إِلَى قَوْلِهِ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ". [1]

ترجمہ: "تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بن ختنہ اٹھائے جاؤ گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی "کما بدانا أول خلق نعیدہ وعدا علینا إنا کنا فاعلین" جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ، ہم ایسے ہی لوٹائیں گے۔ یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے۔ اور انبیاء میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں، میرے اصحاب! لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے وکنت علیهم شهیدا ما دمت فیهم جب تک میں ان کے ساتھ تھا۔ ان پر نگران تھا۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد الحکیم تک"۔

قیامت کے دن سب سے ہلکا عذاب

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

"إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ، تُوضَعُ فِي أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ، يَغْلِي مِنْهَا دِمَاغُهُ". [2]

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب أحاديث الأنبياء /باب قول الله تعالىٰ واتخذ الله ابراهيم خليلا، ج،۴،ص،۱۳۹ ،رقم الحديث،۳۳۴۹،دارطوق النجاة)

[2]....(صحيح البخاري: كتاب الرقاق/باب صفة الجنة والنار، ج،۸،ص،۱۱۵ ،رقم الحديث، ۶۵۶۱،دارطوق النجاة)

Marfat.com

ترجمہ: ''سب سے ہلکا عذاب قیامت کے دن اس شخص کو ہوگا جس کے تلوؤں پر چنگاری رکھی ہوگی اس کی گرمی سے دماغ (بھیجہ) کھول رہا ہوگا''۔

دوزخی کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ، عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ''. [1]

ترجمہ: ''قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا جس طرح ہانڈی اور کیتلی جوش کھاتی ہے''۔

کھولتے ہوئے پانی کا کافر کے قدموں کو پگھلا کر ریزہ ریزہ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

'' فَالَّذِينَ كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ. فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ الْحَمِيمَ لَيُصَبُّ عَلَى رُءُوسِهِمْ فَيَنْفُذُ الْجُمْجُمَةَ حَتَّى يَخْلُصَ إِلَى جَوْفِهِ فَيَسْلِتُ مَا فِي جَوْفِهِ حَتَّى يُمَرَّقَ قَدَمَيْهِ وَهُوَ الصَّهْرُ، ثُمَّ يُعَادُ كَمَا كَانَ''. [2]

ترجمہ: ''تو جو کافر ہوئے ان کے لئے آگ کے کپڑے کاٹے جائیں گے۔ پھر

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الرقاق/باب صفة الجنة والنار، ج۸، ص۱۱۵، رقم الحديث، ۶۵۶۲، دارطوق النجاة)

[2]....(المستدرک على الصحيحين: كتاب تفسير القرآن/تفسير سورة الحج، ج۲، ص۴۱۹، رقم الحديث، ۳۴۵۸، دارالكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

بولے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو اس کی کھوپڑی کو پھاڑ کر اس کے پیٹ میں پہنچے گا اور تمام انتڑیاں گلا دے گا حتی کہ اس کے قدموں تک پگھلا کر ریزہ ریزہ کر دے گا پھر اس کو دوبارہ اسی طرح کر دیا جائے گا جیسے وہ پہلے تھا"۔

لوگوں کا جہنم کے اوپر سے پیدل چلنا

حضرت سدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ:

"سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ: (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا. فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ، ثُمَّ يَصْدُرُونَ بِأَعْمَالِهِمْ فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْعِ الْبَرْقِ، ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيحِ، ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ، ثُمَّ كَالرَّاكِبِ، ثُمَّ كَشَدِّ الرِّحَالِ، ثُمَّ كَمَشْيِهِمْ".[1]

ترجمہ: "میں حضرت مرہ ہمدانی رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد (وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا). "اور تم میں ایسا کوئی نہیں ہے جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو تمہارے رب کے ذمہ ضرور ٹھہری ہوئی بات ہے"۔ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو دوزخ پر لایا جائے گا، پھر لوگ اپنے اپنے اعمال کی مطابقت سے وہاں سے گزریں گے سب سے پہلے لوگ بجلی کی طرح گزر جائیں گے پھر (جو ان سے نچلے طبقے کے ہوں گے وہ) ہوا کی طرح گزریں گے (اور جو ان کے نچلے درجے کے ہوں گے وہ) تیز رفتار گھوڑے کی

---

[1]....(المستدرک علی الصحیحین: کتاب تفسیر القرآن: تفسیر سورۃ مریم، ج۲، ص، ۴۰۷، رقم الحدیث، ۳۴۲۱، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

Marfat.com

طرح گزریں گے۔ پھر (جوان سے نچلے طبقے کے ہوں گے وہ) تیز دوڑ والے گھوڑے والی کی طرح (پھر جوان سے نچلے طبقے کے ہوں گے وہ) بوجھ اٹھانے والے جانور کی طرح اور پھر (جوان سے نچلے طبقے کے ہوں گے وہ) پیدل لوگوں کی طرح وہاں گزریں گے"۔

قیامت کے دن لوگوں کا چہرے کے بل چلنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

"يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ مُشَاةٌ، وَصِنْفٌ رُكْبَانٌ، وَصِنْفٌ عَلَى وُجُوهِهِمْ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَكَيْفَ يَمْشُونَ عَلَى وُجُوهِهِمْ؟ وَقَالَ عَفَّانُ: يَمْشُونَ، قَالَ: إِنَّ الَّذِي أَمْشَاهُمْ عَلَى أَرْجُلِهِمْ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُمْ عَلَى وُجُوهِهِمْ، أَمَا إِنَّهُمْ يَتَّقُونَ بِوُجُوهِهِمْ كُلَّ حَدَبٍ وَشَوْكٍ". [1]

ترجمہ: "قیامت کے دن لوگ تین اصناف کی صورت میں جمع ہوں گے، (پہلی) قسم پیدل چلنے والوں کی ہوگی، (دوسری) قسم سواروں کی ہوگی اور (تیسری) قسم چہروں کے بل چلنے والوں کی ہوگی، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! لوگ اپنے چہروں کے بل کیسے چلیں گے؟ اور عفان نے کہا کیسے چلیں گے؟ فرمایا جو ذات انہیں پاؤں پر چلاتی ہے وہ انہیں چہروں کے بل چلانے پر بھی قادر ہے، اس لئے انہیں ہر پھسلن اور کانٹے سے اپنے چہروں کو بچانا چاہیے"۔

امت مسلمہ کی مثال گدھے کے پاؤں میں ایک نشان کی طرح

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

[1]....(مسند احمد: مُسْنَدُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۱۴، ص۲۸۸، رقم الحدیث ۸۶۴۷، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com

"قُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ :يَا آدَمُ فَيَقُولُ:لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، قَالَ يَقُولُ:أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ:وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ:مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ:فَذَاكَ حِينَ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيدٌ قَالَ:فَاشْتَدَّ ذَلِكَ عَلَيْهِمْ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّنَا ذَلِكَ الرَّجُلُ؟ فَقَالَ :أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا، وَمِنْكُمْ رَجُلٌ قَالَ:ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا.ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا.ثُمَّ قَالَ:وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُونُوا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ".[1]

ترجمہ:"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے آدم۔آدم عرض کریں گے لبیک تیرے حکم کو پورا کرنے لئے میں حاضر ہوں اور نیکی اور بھلائی تیرے ہی قبضہ وقدرت میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرمائیں گے کہ دوزخیوں کی ایک جماعت نکالو وہ کہیں گے دوزخیوں کی کیسی جماعت؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ فرمائیں گے کہ ہزار سے نوسوننانوے دوزخی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا کہ یہی وہ وقت ہوگا کہ بچہ بوڑھا ہو جائے گا اور ہر حاملہ عورت اپنے حمل کو گرادے گی اور تو لوگوں کو نشہ کی حالت میں دیکھے گا حالانکہ حقیقت میں وہ نشہ میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا حضرت

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب وقوله يقول الله لآدم أخرج بعث النار من كل ألف تسعمائة و تسعة وتسعين،ج،۱، ص،۲۰۱،رقم الحديث،۲۲۲، دارإحياء التراث العربی،بیروت)

Marfat.com

ابوسعید نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم یہ حدیث سن کر بہت پریشان ہوئے انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے کون سا آدمی جنتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خوش ہو جاؤ کہ ایک ہزار یاجوج ماجوج کے مقابلہ میں تم میں سے ایک آدمی ہوگا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ جنت والوں میں آدھے تم میں سے ہوں گے تمہاری مثال دوسری امتوں میں ایسی ہے جس طرح سفید بال کالے بیل کی کھال میں یا ایک نشان گدھے کے پاؤں میں"۔

قیامت کے قریب جوتے کے تسمے کا انسان سے گفتگو کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُكَلِّمَ السِّبَاعُ الْإِنْسَ، وَحَتّٰی تُكَلِّمَ الرَّجُلَ عَذَبَةُ سَوْطِهِ وَشِرَاكُ نَعْلِهِ وَتُخْبِرَهُ فَخِذُهُ بِمَا أَحْدَثَ أَهْلُهُ مِنْ بَعْدِهِ". [1]

ترجمہ: "اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک درندے انسانوں سے بات نہیں کریں گے اور جب تک کسی شخص سے اس کی چابک کی رسی اور تسمہ وغیرہ بات نہیں کریں گے اور اس کی ران اسے بتادے گی کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کی بیوی نے کیا کیا"۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرنے والے کے پاؤں کے نیچے سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

[1]....(سنن الترمذي: ابواب الفتن، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَلَامِ السِّبَاعِ، ج۴، ص۴۶۷، رقم الحديث، ۲۱۸۱، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، مصر)

Marfat.com

"مَنْ قَرَأَ سُورَةَ الْكَهْفِ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهُ نُورٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ إِلَى عَنَانِ السَّمَاءِ يُضِيءُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَغُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَ الْجُمُعَتَيْنِ وَهَذَا الْحَدِيثُ فِي رَفْعِهِ نَظَرٌ، وَأَحْسَنُ أَحْوَالِهِ الْوَقْفُ". [1]

ترجمہ: "جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا اسے اس کے پاؤں کے تلوؤں سے لے کر آسمان کی بلندی تک نور ملے گا، جو قیامت کے دن اس کو خوب روشنی پہنچائے گا، اور (سورۂ کہف کی برکت سے) دوسرے جمعہ تک اس کے صغیرہ گناہ معاف ہو جائیں گے"۔

جنت جوتے کے تسمے سے زیادہ قریب ہے

عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ". [2]

ترجمہ: "جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی"۔

رسول اللہ ﷺ کا جنت میں چلنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" بَيْنَا أَنَا أَسِيرُ فِي الجَنَّةِ، إِذْ عُرِضَ لِي نَهْرٌ حَافَّتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ، قُلْتُ لِلْمَلَكِ: مَا هَذَا؟ قَالَ: هَذَا الكَوْثَرُ الَّذِي أَعْطَاكَهُ اللَّهُ، قَالَ: ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدِهِ إِلَى طِينَةٍ فَاسْتَخْرَجَ مِسْكًا". [3]

---

[1]....(تفسیر ابن کثیر: ج،۵،ص،۱۲۲،دار الکتب العلمیة،بیروت)

[2]....(صحیح البخاري: كتاب الرقاق/بَابٌ: الجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ، ج،۸،ص،۱۰۲،رقم الحدیث،۶۴۸۸،دار طوق النجاة)

[3]....(سنن الترمذی: ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورة الكوثر، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي،مصر) واللفظ له؛ مسند أحمد، رقم الحديث، ۱۲۹۸۹. قال الترمذي: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ قَدْ رُوِيَ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ أَنَسٍ.
وفي الحاشية مسند أحمد: إسناده صحيح على شرط الشيخين.

Marfat.com

ترجمہ: ''میں جنت میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک نہر دیکھی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے تھے۔ میں نے فرشتے سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کی ہے۔ پھر انہوں نے ہاتھ مارا اور اس کی مٹی نکالی، تو وہ مشک تھی۔ پھر میرے سامنے سدرۃ المنتہیٰ آ گئی اور میں نے اس کے قریب عظیم نور دیکھا''۔

جنت میں ایک قدم کے فاصلے کے برابر جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

غَدْوَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ، أَوْ مَوْضِعُ قَدَمٍ مِنَ الجَنَّةِ، خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيحًا، وَلَنَصِيفُهَا يَعْنِي الخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا''.[1]

ترجمہ: ''اللہ کے راستے میں جہاد کے لیے ایک صبح یا ایک شام نکلنا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے بہتر ہے اور جنت میں تمہاری ایک کمان کے برابر جگہ یا ایک قدم کے فاصلے کے برابر جگہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے، سے بہتر ہے اور اگر جنت کی عورتوں میں سے کوئی عورت زمین کی طرف جھانک کر دیکھ لے تو آسمان سے لے کر زمین تک روشن ومنور کر دے اور ان تمام کو خوشبو سے بھر دے اور اس کا دوپٹہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

---

[1]....(صحيح البخاري: كتاب الرقاق /باب صفة الجنة والنار، ج ۸، ص ۱۱۷، رقم الحديث ۶۵۶۸، دار طوق النجاة)

Marfat.com

جنت کی حور پاؤں کی انگلیوں سے لے کر گھٹنوں تک زعفران سے بنی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"خلق اللّٰہ الحور من أصابع رجليها إلى ركبتيها من الزعفران ومن ركبتيها إلى ثدييها من المسک ومن ثدييها إلى عنقها من العنبر ومن عنقها إلى رأسا من الكافور الأبيض". [1]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے حور کو اس کی پاؤں کی انگلیوں سے گھٹنوں تک زعفران سے اور اس کے گھٹنوں سے سینے تک مشک سے اور اس کی چھاتی سے گردن تک عنبر سے اور اس کی گردن سے سر تک سفید کافور سے بنایا ہے"۔

کیا جنتی اور جہنمی جوتے پہنیں گے؟

ایک سوال ذہن میں پیدا ہوتا ہے کہ جس طرح دنیا میں انسان جوتا پہنتا ہے کیا جنت میں یا جہنم میں بھی پہنے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل جنت اور اہل جہنم بھی جوتے پہنیں گے، ظاہر ہے کہ جنتی جو خواہش کرے گا اسے ملے گا۔

چنانچہ محمد بن خزیمہ کہتے ہیں کہ:

"لما بلغني موت الإمام أحمد بن حنبل اغتممت غما شديدا، فرأيت من ليلتي في المنام، وهو يتبختر في مشيته، فقلت: يا أبا عبد اللّٰه ما هذه المشية؟ فقال: مشية الخدام في دار السلام. فقلت: ما فعل اللّٰه بک؟ فقال: غفر لي وتوجني وألبسني نعلين من ذهب، وقال يا أحمد هذا بقولک القرآن كلامي غير مخلوق، ثم قال تبارک وتعالىٰ: يا أحمد ادعني بتلک الدعوات التي بلغتک عن سفيان التي كنت تدعو بهن في دار الدنيا. قال: فقلت يا رب

[1]....(نزهة المجالس ومنتخب النفائس: ج۲، ص ۲۱۲، المطبعة الكاستلية، مصر)

Marfat.com

کل شیء أسالک بقدرتک علی کل شیء ، لا تسالنی عن شیء، واغفر لی کل شیء .فقال جل وعلا:یا أحمد هذه الجنة قم فادخلها فدخلتها". [1]

ترجمہ:"جب مجھے امام بن حنبلؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو میں اس سے نہایت مغموم ہوا تو میں نے اسے رات خواب میں دیکھا کہ خوش رفتاری کی چال چل رہے تھے تو میں نے کہا"اے ابوعبداللہ یہ کیسی چال چل رہے ہو"تو انہوں نے کہا"جس طرح دار السلام (جنت) میں خدام چلتے ہیں"۔میں نے پوچھا کہ"اللہ نے تمہارے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے"تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا اور مجھے تاج پہنایا اور سونے کے جوتے پہنائے"اور اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ"یہ سب اس بات کا انعام ہے کہ تو نے میرے کلام کو مخلوق نہیں کہا"۔پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا"اے احمد مجھ سے ان کلمات کے ذریعے دعا کرو جو تجھے سفیان کے ذریعے معلوم ہوئی اور جن کے ذریعے تو دنیا میں مجھ سے دعا کرتے تھے"۔تو میں نے یہ دعا کی:

"یا رب کل شیء أسالک بقدرتک علی کل شیء ، لا تسالنی عن شیء ، واغفر لی کل شیء".

"اے ہر چیز کے رب! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے، مجھ سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا اور مجھے ہر چیز معاف کر دے"۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا"اے احمد یہ جنت ہے اٹھو اور اس میں داخل ہو جاؤ"۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ:

"أَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا بِلَالًا فَقَالَ:يَا بِلَالُ

---

[1]....(حیلة الحیوان:خلافة أبی إسحق ابراهیم المعتصم،ج،۱،ص،۱۱۹،دار الکتب العلمیة، بیروت)

Marfat.com

بِمَ سَبَقْتَنِي إِلَى الْجَنَّةِ؟ مَا دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَطُّ إِلَّا سَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْخَشَتَكَ أَمَامِي، فَأَتَيْتُ عَلَى قَصْرٍ مُرَبَّعٍ مُشْرِفٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ فَقَالُوا: لِرَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ، فَقُلْتُ: أَنَا عَرَبِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقُلْتُ: أَنَا قُرَشِيٌّ، لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِرَجُلٍ مِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: أَنَا مُحَمَّدٌ لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوا: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. فَقَالَ بِلَالٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَذَّنْتُ قَطُّ إِلَّا صَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، وَمَا أَصَابَنِي حَدَثٌ قَطُّ إِلَّا تَوَضَّأْتُ عِنْدَهَا وَرَأَيْتُ أَنَّ لِلَّهِ عَلَيَّ رَكْعَتَيْنِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِهِمَا وَفِي الْبَابِ عَنْ جَابِرٍ، وَمُعَاذٍ، وَأَنَسٍ، وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْجَنَّةِ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ ". وَمَعْنَى هَذَا الْحَدِيثِ: أَنِّي دَخَلْتُ الْبَارِحَةَ الْجَنَّةَ يَعْنِي: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، هَكَذَا رُوِيَ فِي بَعْضِ الْحَدِيثِ. وَيُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّهُ قَالَ: رُؤْيَا الْأَنْبِيَاءِ وَحْيٌ". [1]

ترجمہ: ''ایک دن صبح کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بلال کیا وجہ ہے کہ تم جنت میں داخل ہونے میں مجھ سے سبقت لے گئے کیونکہ میں جب بھی جنت میں گیا تو اپنے سامنے تمہارے چلنے کی آہٹ محسوس کی۔ آج رات بھی جب میں جنت میں داخل ہوا تو وہاں تمہارے چلنے کی آہٹ پہلے سے موجود تھی پھر میں ایک سونے سے بنے ہوئے

[1]....(سنن الترمذي: أبواب المناقب/بَابٌ فِي مَنَاقِبِ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، ج۶، ص۶۱، رقم الحديث، ۳۶۸۹، دار الغرب الإسلامي بيروت)

Marfat.com

چوکور اور اونچے محل کے پاس سے گزرا تو پوچھا کہ یہ محل کس کے لئے ہے؟ کہنے لگے کہ ایک عربی کا؟ میں نے کہا عربی تو میں بھی ہوں کہنے لگے قریش میں سے ایک شخص کا؟ میں نے کہا قریشی تو میں بھی ہوں کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت میں سے ایک شخص کا میں نے کہا میں محمد ہوں یہ محل کس کا ہے؟ کہنے لگے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔ پھر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی آہٹ جنت میں سنے جانے کے متعلق جواب دیتے ہوئے) عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جب بھی اذان دیتا ہوں اس سے پہلے دو رکعت پڑھتا ہوں اور جب بھی میں بے وضو ہو جاتا ہوں تو فوراً وضو کر لیتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ اللہ کے لئے دو رکعت نماز پڑھنا اس کا حق ہے (لہذا دو رکعت ادا کرتا ہوں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ تم جنت میں مجھ سے پہلے ہوتے ہو اس باب میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت میں سونے کا ایک محل دیکھا تو میں نے پوچھا کہ یہ کس کے لئے ہے؟ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ہے۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے حدیث میں جو یہ فرمایا کہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا اس سے مراد یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں۔ بعض احادیث میں اسی طرح منقول ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے"۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍ: عِنْدَ صَلَاةِ الفَجْرِ يَا بِلَالُ

Marfat.com

حَدِّثْنِی بِأَرْجَی عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِی الإِسْلَامِ، فَإِنِّی سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الجَنَّةِ قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجَی عِنْدِی: أَنِّی لَمْ أَتَطَهَّرْ طَهُورًا، فِی سَاعَةِ لَیْلٍ أَوْ نَهَارٍ، إِلَّا صَلَّیْتُ بِذَلِکَ الطُّهُورِ مَا کُتِبَ لِی أَنْ أُصَلِّیَ "۔[1]

ترجمہ: "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے فجر کے وقت پوچھا کہ اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ امید والا نیک کام بتاؤ جسے تم نے اسلام لانے کے بعد کیا ہے کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میں نے تو اپنے نزدیک اس سے زیادہ امید کا کوئی کام نہیں کیا کہ جب میں نے رات یا دن میں کسی وقت بھی وضو کیا تو میں اس وضو سے نفل نماز پڑھتا رہتا جتنی میری تقدیر لکھی گئی تھی"۔

معاذ بصری کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ إِنَّهُمْ إِذَا خَرَجُوا مِنْ قُبُورِهِمْ یُسْتَقْبَلُونَ، أَوْ یُؤْتَوْنَ، بِنُوقٍ بِیضٍ لَهَا أَجْنِحَةٌ، عَلَیْهَا رِحَالُ الذَّهَبِ، شِرُکِ نِعَالِهِمْ نُورٌ تَلْأْلَأُ، کُلُّ خُطْوَةٍ مِنْهَا مَدَّ الْبَصَرِ". [2]

ترجمہ: "قسم ہے اس ذات کی جن کے قبضہ میں میری جان ہے جب وہ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو ان کا استقبال کیا جائے گا یا وہ آئیں گے سفید پروں والی اونٹنیوں پر ان کے کجاوے سونے کے ہوں گے، ان کے جوتوں کے تسمے نور کے ہوں گے چمک رہے ہوں گے، ان کا ہر قدم حد نگاہ تک ہوگا"۔

---

[1]...(صحیح البخاري: کتاب الجمعة/باب فضل الطهور باللیل والنهار، وفضل الصلاة بعد الوضوء باللیل والنهار، ج۲، ص۵۳، رقم الحدیث، ۱۱۴۹، دار طوق النجاة)

[2]...(تفسیر القرآن العظیم لابن أبی حاتم: ج۵، ص۱۴۸۰، رقم الحدیث، ۸۴۷۶، مکتبة نزار مصطفی الباز، المملکة العربیة السعودیة)

Marfat.com

جس طرح اہل جنت کو جوتے میسر ہوں گے اسی طرح اہل جہنم کو بھی جوتے پہنائے جائیں گے۔

چنانچہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُو طَالِبٍ، وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ". [1]

ترجمہ: "دوزخ والوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب کو ہوگا اور اسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا"۔

نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا:

"إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ، يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ، مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا". [2]

ترجمہ: "دوزخ والوں میں سب سے ہلکا عذاب اس آدمی کو ہوگا جس کو آگ کی دو جوتیاں تسموں سمیت پہنائی جائیں گی جس سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا۔ جس طرح ہانڈی میں پانی جوش سے کھولتا ہے وہ سمجھ رہا ہوگا کہ اسے سب سے سخت عذاب دیا گیا ہے حالانکہ اسے سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ فِي رِجْلَيْهِ نَعْلَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ، وَمِنْهُمْ فِي النَّارِ إِلَى كَعْبَيْهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/ بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، ج، ۱، ص، ۱۹۶، رقم الحدیث، ۲۱۲، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

[2]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/بَابُ أَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا، ج، ۱، ص، ۱۹۶، رقم الحدیث، ۲۱۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

إِلَى رُكْبَتَيْهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ اغْتُمِرَ فِي النَّارِ إِلَى أُرْنَبَتِهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ فِي النَّارِ إِلَى صَدْرِهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَدِ اغْتُمِرَ فِي النَّارِ قَالَ عَفَّانُ: مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ قَدِ اغْتُمِرَ". [1]

ترجمہ: "اہل جہنم میں اس شخص کو سب سے ہلکا عذاب ہوگا جس کے پاؤں میں آگ کی دو جوتیاں ہوں گی اور ان کی وجہ سے اس کا دماغ ہنڈیا کی طرح ابلتا ہوگا، بعض لوگ دوسرے عذاب کے ساتھ ساتھ ٹخنوں تک آگ میں دھنسے ہوں گے، بعض لوگ دوسرے عذاب کے ساتھ گھٹنوں تک آگ میں دھنسے ہوں گے، بعض لوگ دوسرے عذاب کے ساتھ ساتھ ناک کے بانسے تک آگ میں دھنسے ہوں گے، بعض لوگ دوسرے عذاب کے ساتھ سینے تک آگ میں دھنسے ہوں گے، بعض لوگ دوسرے عذاب کے ساتھ ساتھ پورے کے پورے آگ میں دھنسے ہوں گے"۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ مُتَنَعِّلٌ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ، وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ مَعَ أَجْزَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ عَلَى أَرْدِيَتِهِ مَعَ أَجْزَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ هُوَ إِلَى تَرْقُوَتِهِ مَعَ أَجْزَاءِ الْعَذَابِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَدِ اغْتُمِرَ". [2]

ترجمہ: "قیامت کے دن دوزخیوں میں سب سے ہلکے عذاب والا وہ ہوگا جس کو آگ کی جوتیاں پہنائی جائیں گی، اس کی وجہ سے اس کا دماغ ابلے گا، کچھ لوگ

---

[1]....(مسند أحمد: ج۱۷، ص۱۶۵، رقم الحديث، ۱۱۱۰۰، مؤسسة الرسالة)

[2]....(المستدرک علی الصحیحین للحاکم: كِتَابُ الْأَهْوَالِ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً.....، ج۴، ص۶۲۵، رقم الحديث، ۸۷۳۴، دار الكتب العلمية، بيروت)

Marfat.com

ایسے ہوں گے جن کے گھٹنوں تک عذاب ہوگا، کچھ ایسے ہوں گے جن کو عذاب کے اجزاء والی آگ کی چادریں اوڑھائی جائیں گی، کچھ ایسے ہوں گے جن کی ہنسلی تک عذاب ہوگا اور کچھ بدنصیب ایسے ہوں گے جو عذاب میں سر تک غرق ہوں گے"۔ اللھم احفظنا

آگ کے تسمے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا وَرِقًا، غَنِمْنَا الْمَتَاعَ وَالطَّعَامَ وَالثِّيَابَ، ثُمَّ انْطَلَقْنَا إِلَى الْوَادِي، وَمَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدٌ لَهُ، وَهَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْ جُذَامٍ يُدْعَى رِفَاعَةَ بْنَ زَيْدٍ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ، فَلَمَّا نَزَلْنَا الْوَادِيَ، قَامَ عَبْدُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُلُّ رَحْلَهُ، فَرُمِيَ بِسَهْمٍ، فَكَانَ فِيهِ حَتْفُهُ، فَقُلْنَا :هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :كَلَّا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّ الشَّمْلَةَ لَتَلْتَهِبُ عَلَيْهِ نَارًا أَخَذَهَا مِنَ الْغَنَائِمِ يَوْمَ خَيْبَرَ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ ، قَالَ :فَفَزِعَ النَّاسُ، فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ". [1]

ترجمہ: "ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح دی، تو ہم نے سونا اور چاندی نہیں لوٹا (یعنی چاندی اور سونا ہاتھ نہیں

---

[1]....(صحیح مسلم: کتاب الایمان/باب غلظ تحریم الغلول ، وانہ لا یدخل الجنۃ الا المؤمنون، ج۱، ص۱۰۸، رقم الحدیث۱۱۵، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

Marfat.com

آیا) بلکہ ہم نے اسباب، اناج اور کپڑے کا مال غنیمت حاصل کیا۔ پھر ہم وادی کی طرف چلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام تھا (جس کا نام مدغم تھا) جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جذام میں سے ایک شخص جس کا نام رفاعہ بن زید تھا، نے ہبہ کیا تھا اور وہ بنی ضبیب میں سے تھا۔ جب ہم وادی میں اترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام کھڑا ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ کھول رہا تھا کہ اتنے میں ایک (غیبی) تیر اس کو لگا جس میں اس کی موت تھی۔ ہم لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ! مبارک ہو وہ شہید ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ وہ چادر اس پر آگ کی طرح سلگ رہی ہے جو اس نے مال غنیمت میں سے خیبر کے دن لے لی تھی اور اس وقت تک غنیمت کی تقسیم نہیں ہوئی تھی۔ یہ سن کر لوگ ڈر گئے اور ایک شخص ایک تسمہ یا دو تسمے لے کر آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! میں نے خیبر کے دن ان کو پایا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تسمہ یا تسمے آگ کے ہیں (یعنی اگر تو ان کو واپس نہ کرتا تو یہ تسمہ انگارہ ہو کر قیامت کے دن تجھ پر لپٹتا یا تجھے ان تسموں کی وجہ سے عذاب ہوتا"۔

اللہ تعالیٰ کا اپنی قدرت کے پیر کو جہنم میں رکھنا اور اس کا بھر جانا

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اِفْتَخَرَتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ: يَا رَبِّ يَدْخُلُنِي الْجَبَابِرَةُ وَالْمُتَكَبِّرُونَ وَالْمُلُوكُ وَالْأَشْرَافُ، وَقَالَتِ الْجَنَّةُ: أَيْ رَبِّ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْفُقَرَاءُ وَالْمَسَاكِينُ، فَيَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لِلنَّارِ: أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ، وَقَالَ لِلْجَنَّةِ: أَنْتِ رَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا، فَيُلْقَى فِي النَّارِ أَهْلُهَا، فَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ قَالَ: وَيُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟

Marfat.com

وَيُلْقَى فِيهَا، وَتَقُولُ: هَلْ مِنْ مَزِيدٍ؟ حَتَّى يَأْتِيَهَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى فَيَضَعَ قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتُزْوَى، فَتَقُولُ: قَدِي قَدِي، وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَيُبْقَى فِيهَا أَهْلُهَا مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَبْقَى فَيُنْشِئُ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا مَا يَشَاءُ"۔[1]

ترجمہ: "ایک مرتبہ جنت اور جہنم میں باہمی مباحثہ ہوا، جنت کہنے لگی کہ پروردگار! میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف فقراء اور کم تر حیثیت کے لوگ داخل ہوں گے؟ اور جہنم کہنے لگی کہ میرا کیا قصور ہے کہ مجھ میں صرف جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے؟ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے جسے چاہوں گا تیرے ذریعے اسے سزا دوں گا اور جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے، میں جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے رحم کروں گا، اور میری رحمت ہر چیز سے زیادہ وسیع ہے اور تم دونوں میں ہر ایک کو بھر دوں گا، چنانچہ جہنم کے اندر جتنے لوگوں کو ڈالا جاتا رہے گا، جہنم یہی کہتی رہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کے پاؤں کو اس میں رکھ دیں گے، اس وقت جہنم بھر جائے گی، اور اس کے اجزاء سمٹ کر ایک دوسرے سے مل جائیں گے اور وہ کہے گی بس، بس اور جنت کے لئے تو اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق نئی مخلوق پیدا فرمائے گا"۔

تمت

وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ أَعْلَمُ وَعِلْمُهُ أَتَمُّ وَأَحْكَمُ

شبیر احمد عثمانی، خادم مدرسہ الحرا، سٹین کلف، ڈیوزبری، برطانیہ

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی عطا کی ہوئی نوازش سے مؤرخہ ۲ مئی ۲۰۱۴ء بمطابق ۲ رجب ۱۴۳۵ھ بروز جمعہ ۱۰ بجے رات کتاب ہذا کی تکمیل ہوئی۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ

---

[1]....(مسند أحمد: مسند أبي سعيد الخدري رضي الله تعالىٰ عنه، ج، ۱۷، ص، ۱۶۳، رقم الحديث، ۱۱۰۹۹، مؤسسة الرسالة)

Marfat.com